جلد ۲۵ انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہاؤس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ مارس صاحب و سر آر کوچ صاحب

مجب سنگہ وغیرہ (اپیلانٹان) **بنام** نانا بہاو ولد موہن سنگہ راول (رسپانڈنٹ) ہو۔

{ بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی }

دستاویزی شہادت۔ پرانی ریورٹہائے پنچائیت۔ دعوے دربارہ اُس وطن کے جو مرہٹوں کے زمانہ میں موجود تہا

ایک وراثت کے ایک تنہا وارث کے نام منتقل ہونے کے استحقاق کی نسبت فریقین کے مابین تنازعہ ہوا تہا جو علی الترتیب دو شاخہائے اولاد ایک ہی مورث اعلیٰ کے ارکین تھے۔ مورث مذکور کے تین پسران تہے جنکی کہ اولاد تین سلسلہ جات مین جاری رہی تہی الا جبکہ آخر کار سنہ ۱۸۰ء مین سب سے بڑی شاخ معدوم ہوگئی تھی اسپر دو پسماندہ سلسلہ جات مین سے چہوٹے سلسلہ کے آخری رکن نے اپنا استحقاق دربارہ وراثت کے قائم کرانے کا دعوے کیا۔

سوال یہہ تہا کہ آیا دعویدار کے مورث نے بطور اپنے پسر کے ایک لڑکے کو جو بڑی شاخ خاندان مین پیدا ہوا تہا متبنے کیا تہا۔ اسکا فیصلہ اس موازنہ پر منحصر تہا جو اندراجات دستاویزات کہنہ کو عطا کیا جاتا تہا۔ وہ دستاویزات ایسی رپورٹہا تہیں جو کہ پنچایت ہائے نے کلکٹر کے نام سنہ ۱۸۱۸ء لغایت سنہ ۱۸۲۱ء مین ارسال کی تہین جو کاغذات معاملہ داران مین محفوظ رکہی گئی تہین۔ اور انکا تعلق سوالات وراثت مابین اعلیٰ ارکین شاخہائے خاندان کے ساتہہ تہا جو اسوقت ویسا ہی تنازعہ کر رہے تہے جیسے کہ انکی اولاد اسوقت کر رہی ہے۔ رپورٹہائے مذکورہ کے مستند ہونے سے انکار نکیا گیا تہا۔ مگر وہ تبنیت جو ان رپورٹہائے سے متعلق ہے مشکل ہو اسوقت زیر تنازعہ ہوگئی ہے اور اندراجات متعلق بہ تبنیت مذکور مین کمی بیشی کیگئی تہی۔ مگر حقیقت دربارہ تواریخ خاندان کے مکمل تہی۔ وہ ایک مجاز عدالت مقامی کے روبرو کیگئی تہی اسمین پنچ کے دستخط کئے ہیں اور وہ مدعی کے والد نے دستخط کئے ہے۔ قرار دیا گیا کہ مذکورہ معاملہ شجرہ نسب خاندان مین اہم شہادت قرار دیگئی ہیں۔ وہ فیصلہ ایک

سنہ ۱۹۰۰ء
عجب سنگہ
بنام
نانا بھاؤ

جسکے رو سے نالش خارج کیگئی تھی۔ بر روئے شہادت کے بحال رکہا گیا تہا۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۲۱- دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء) مصدرہ ہائیکورٹ شعر تنسیخ ڈگری (۳۰- نومبر سنہ ۱۸۹۷ء) مصدرہ سبارڈینیٹ جج دہولیا۔

نالش واسطے استقرار حق کے اپیلانٹان حال کے باپ نے بخلاف رسپانڈنٹ کے بدین دعوے رجوع کی تہی کہ اوسکا استحقاق دربارہ راولکی وطن واقعہ کاروند کے بطور اسکے جدی وطن واقعہ تعلقہ شیر پور ضلع خاندیس کے قایم کیا جاسے۔ مدعی نے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ بحیثیت نزدیک ترین اولاد مورث اعلے سلطانجی کے جو گذشتہ صدی مین فوت ہوا تہا مستحق وراثت برطبق وفات آخری قابض ذکور بہیلے سنگہ کے ہے جو بلا ازدواج ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۷۶ء کو فوت ہوا تہا۔ سلطانجی کے تین پسران تہے۔ اور تین سلسلہ جات اولاد موجود تہے جن مین سب سے بڑے پسر کا سلسلہ بہیلے سنگہ کی وفات پر معدوم ہوگیا تہا۔ مدعی مہادو سنگہ تیسرے سلسلہ مین چھٹی پشت پر تہا اور نانا بہاؤ مدعا علیہ دوسرے سلسلہ مین چھٹی پشت پر تہا۔ انمین سے ہر ایک بہیلے سنگہ کے بعد وارث قریب تر ہونے کا دعوے کرتا تہا۔ انکو قبل انمین سے کسی کے تسلیم کئے جانیکے عدالت دیوانی مین کارروائیات رجوع کرنے کی ہدایت کیگئی تھی چنانچہ نالش حال ۹- ستمبر سنہ ۱۸۷۶ء کو رجوع کیگئی تہی۔

دعوے مہادو سنگہ کا فریقین کی رضامندی سے ایک ہی سوال امر واقعہ کے فیصلہ پر منحصر تہا جو یہہ تہا کہ آیا سجان سنگہ جو بہابا کا سب سے چہوٹا پسر تہا (جو سب سے بڑی شاخ کا پہلا رکن تہا) فتح سنگہ ولد اسبا کا متبنے تہا جو چہوٹی شاخ کا رکن تہا اس امر سے انکار نکیا گیا تہا کہ سجان سنگہ بطرح اپنی اصلی شاخ سے دوسری شاخ مین تبدیل ہو جاتا یا یہہ کہ اس تبنیت کے ثبوت سے مدعی کے دعوے کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

واقعات حکام عالیمقام کے فیصلہ مین بیان کئے گئے ہین۔ سبارڈینیٹ جج نے اس سوال کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا تہا فیصلہ مذکور کو ہائیکورٹ (سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کنیڈی صاحب جسٹس) نے منسوخ کیا تہا سوال امر واقعہ تبنیت پہر برطبق اپیل ہذا کے اٹہایا گیا تہا۔

ایک جزو فیصلہ ہائیکورٹ کا حسب ذیل ہے: "فریقین حال نے صورت حال مین اس تنہا تنقیح پر فیصلہ کرانے کو پسند کیا ہے کہ آیا سجان سنگہ کو فتح سنگہ نے متبنے کیا تہا اور انہون نے بعض دستاویزات پر بحث کیا ہے جو معاملہ ارکے کاغذات مین سے لیگئی ہین سنہ ۱۸۱۸ء و سنہ ۱۸۱۹ء مین ایک تنازعہ مابین بہیم سنگہ اور منہر سنگہ کے دربارہ اس امر کے موجود تہا کہ کون رکن بڑا ہے آیا بہابا یا کہ گنگبا۔ اسکا فیصلہ ایک پنچ کے سپرد کیا گیا تہا جسنے اپنی رپورٹ مین تواریخ خاندان بیان کی تہی اور یہہ قرار دیا تہا کہ بہابا بڑا رکن تہا۔ منہر سنگہ نے امر کو تسلیم کیا تہا اور ایک کہوٹ پتر مضمون مذکور تحریر کر دیا تہا۔

ء و ۱۸۱ء مین ایک تنازعہ مابین بہیم سنگہ اور اُسکے پسر اودے سنگہ کے ایک طرف سے اور نہر سنگہ کے پسر دیو سنگہ کے دوسری طرف سے دوبارہ دیو سنگہ کی حیثیت تبنیت منجانب بیوہ مدعی سنگہ بجا بائی کے موجود تہا۔ یہہ معاملہ بہی ایک پنچ کے سپرد کیا گیا تہا۔ جسنے اپنی رپورٹ مین دیو سنگہ کی تبنیت کو ثابت شدہ قرار دیکر خاندان کی تواریخ بیان کی تہی اور وہ فیصلہ ایک جوڈیشل فیصلہ مین بحال رکہا گیا تہا۔

مدعا علیہ حال نے جسپر کہ ابتداءً بار ثبوت عائد ہے یہہ بیان کیا ہے کہ سجان سنگہ کی تبنیت منجانب فتح سنگہ کے امر واقعہ کا ذکر ضمنی طور پر دستاویزات مذکور مین کیا گیا ہے اور کہ مدعی نے دستاویزات مذکور مین کمی بیشی کی ہے اور یہہ کوشش کی ہے کہ جملہ سراغ اس تبنیت کا دستاویزات مذکور مین سے خارج کردے۔ اگر مدعا علیہ اپنے عذر کو ثابت کرسکے تو قیاس یہہ پیدا ہوتا ہے کہ سجان سنگہ فی الواقع فتح سنگہ سے تبنیت مین لیا گیا تہا۔ صرف ایک ہی شخص جسکو اس امر مین کوئی غرض ہوسکتی ہے کہ جملہ سراغ تبنیت مذکور ذکر دستاویزات مذکور مین سے خارج کردے مدعی ہے اور اُسکی غرض یہہ ہوگی کہ امر واقعہ مذکور کو مخفی رکہے۔ اگر اُسکی طرف سے فریب کیا جانا ثابت کیا جائے تو نتیجہ یہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بطور امر واقعہ کے سجان سنگہ فتح سنگہ سے متبنے کیا گیا تہا اور مدعی کسی امداد از طرف عدالت کا مستحق دربارہ بیان کرنے اپنے استحقاق کی فوقیت بطور اعلےٰ رکن خاندان کے نہین ہے۔ معائنہ رپورٹ پنچایت مورخہ ۱۹ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الفاظ جنکے روسے سرجن کی تبنیت کا ذکر کیا گیا تہا ابتداءً دستاویز مذکور مین لکہے گئے تہے۔ اس امر واقعہ سے مدعی انکار نہین کرسکتا۔ مگر اوسکی طرف سے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ الفاظ مذکور بروقت مرتب کئے جانے دستاویز کے خارج کئے گئے تہے۔ یہہ امر نہائیت غیر اغلب ہے کیونکہ کوئی سراغ کسی دستخط یا تحریر ظہری مشعر تصدیق امر مذکور کا نہین ملتا۔ جو کہ کسی شئے از قسم راکہہ کے سیاہی مین ملانے سے تحریر کیا گیا ہے جسکی غرض یہہ ہے کہ حتی الامکان الفاظ مذکور بکامل طور پر دستاویز مین سے خارج کئے جاسکین وہ الفاظ اب پڑہے نہین جاسکتے الا جبکہ کاغذ کو روشنی کے سامنے رکہا جاوے سوا ایک جگہہ پر سیاہی کے داغ سے پہلی تحریر بالکل چہپائی گئی ہے۔

لیکن یہہ ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ وہ استخراج ۱۸۱ء مین نکیا گیا ہوگا۔ بلکہ ۱۸ء اور ۱۸ء مین درست معائنہ کرکے یہہ صریح طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ اصل بات یہی ہے کہ تبنیت کا ذکر اُسوقت کیا گیا تہا جبکہ دستاویزات پر دستخط کئے گئے تہے۔ اور کہ فریب مدعی کی طرف سے کیا گیا تہا نہ کہ مدعا علیہ کیطرف سے۔

دعوے موخرچہ خارج کیا گیا تہا۔

عجب سنگھ بنام نانا بہاؤ

برطبق اپیل ہذا کے فلپس صاحب نے بیان شان سے یہہ بحث کی کہ شہادت بتائید انکے دعوے کے کافی ہے۔ بار ثبوت درست طور پر مدعاعلیہ کے ذمہ ڈالا گیا تھا۔ مگر اس قرارداد مین غلطی کیگئی ہے کہ اُس سے سبکدوشی حاصل کیگئی ہے۔ رسپانڈنٹ نے یہہ ثابت نکیا تھا کہ گنگا بمقابلہ اسبا کے بڑا تھا یا کہ سجان سنگھ فتح سنگھ سے متبنے کیا گیا تھا۔

جے ڈی مین صاحب رسپانڈنٹ نے یہہ استدعا کی تہی کہ ہائیکورٹ امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ سجان سنگھ کی تبنیت ثابت کیگئی ہے۔

اے فلپس نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد ۲۶۔ نومبر کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ ہاب ہوس صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا۔

لارڈ ہاب ہوس صاحب:۔ سوال صورت حال مین نہائت آسان طور سے شجرۂ نسب سے سمجھ ہو جاتا ہے اور ایک شجرۂ نسب مسل مین سے اخذ کر کے درج فیصلہ ہذا کیا گیا ہے جو ساتھ ترک کرنے بعض غیر ضروری اسمار کے حسب ذیل ہے:۔

سلطانجی
- بہابا
  - لال (جسکی جو بیٹے تبنیت لی تہی)
    - درجن (اسکی پوت (لڑکا) ہین)
      - فوت ہوا
      - دیوبی (جسنے ۱۸۵۱ء مین فوت ہوا)
        - سردار
          - بہیسل (فوت ہوچکا ہے)
    - بیجابائی (۱۸۵۱ء مین فوت ہوئی)
  - سجان (جسنے فتح کو متبنے کیا)
- گنگبا
  - نہر
    - دیوبی (جسکو بیجابائی نے بحق درجن کے متبنے کیا تہا)
    - درہن
      - نانا بہاؤ (مدعاعلیہ)
- اسبا
  - فتح سنگھ (جسنے سجان کو متبنے کیا)
    - درجن (جسکو لال کی بیوہ نے متبنے کیا)
    - بہیم
      - ادوے
        - مدہاوا (مدعی)

اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین کے مورث مشترک سے تین سلسلہ جات اولاد شروع ہوئے تھے۔ سب سے بڑی

سنہ ۱۹۰۰ء
محبت سنگھ
بنام
نانا بھاؤ

شاخ بہابا کی معدوم ہوگئی ہے۔ مدعاعلیہ دوسری شاخ کا رکن ہے اور مدعی تیسری شاخ کا جو اسباسے شروع ہوتی ہے۔ مدعی اور مدعاعلیہ دونو بھیل سنگھ کے وارث قانونی ہونیکا دعوے کرتے ہین جو جائیداد متنازعہ کا آخری مالک تہا۔ مدعی سجان سنگہ کی اولاد مین سے ہے جو بڑی شاخ خاندان مین پیدا ہوا تہا شجرۂ نسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تیسرے سلسلہ مین متبنے کیا گیا تہا مدعی نے اس امر سے انکار کیا ہے اور سوال اپیل ہذا مین یہہ ہے کہ آیا تبنیت مذکور کیگئی تہی یا نہین۔ سبارڈینیٹ جج نے تنقیح مذکور کا فیصلہ مدعی کے حق مین کیا تہا اور ہائیکورٹ نے بحق مدعاعلیہ کے مدعی نے اپیل کیا ہے اور اپیلانٹ حال اُسکے ورثا ہین۔

مقدمہ کے شروع کرنے مین مسٹر فلپس نے ایک اور سوال اُٹھایا ہے یعنے اسبا کی شاخ گنگبا کی شاخ سے اعلے تر نہین ہے چنانچہ سجان سنگہ کی اولاد بہر صورت وارث ہوگی خواہ وہ اسبا کی شاخ خاندان مین متبنے کیگئی ہو۔ مسل ہذا کے مضامین سے اس قیاس کی تائید نہین ہوتی مگر حکام عالیمقام کی صریح طور پر یہہ رائے ہے کہ مدعی نے یہہ سوال ہرگز عدالتہائے ماتحت مین نہ اٹہایا تہا عرضیدعوے مین اسکے متعلق کچہہ بیان نہین کیا گیا۔ اور اُسکے متعلق تنقیحات قایم کیگئی ہین۔ سبارڈینیٹ جج نے اُسپر غور نہین کیا اور ہائیکورٹ نے صریح طور پر یہہ بیان کیا ہے کہ صرف ایک ہی سوال دربارہ تبنیت سجان کے ہے جسکے ثابت ہونے پر مدعی کا دعوے ناکامیاب رہنا چاہیئے۔

جائیداد متنازعہ کی نوعیت کسیقدر خاص ہے۔ وہ ایک استحقاق واقعہ اراضیات عطا کردۂ مرہٹہ حکمران ملک ہذا ہے خواہ وہ خاندان ہلکر مین سے ہو یا خاندان پیشوا مین سے جو خاندان راحل کو فوجی خدمات کے عوض عطا کیا گیا تھا۔ اراضیات مذکور اس مملکت کا ایک جزو ہین جو پہلے حکمران ہلکر نے فتح کی تہی۔ اور جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام ۱۸۱۸ء مین بروئے عہدنامۂ مندیسور کے منتقل ہوئی تہی۔ وہ حقوق جو راولاد کو عطا نہ کیئے گئے تہے سرکار کو مفوض تہے اور وہ سکرٹری آف سٹیٹ با جلاس کونسل کے نام منتقل ہوئے ہین بعد وفات بھیل کے کل جائیداد کلکٹر کے قبضہ مین ہے اور نالش حال واسطے دلاپانے قبضہ کے نہین ہے بلکہ واسطے استقرار حق کے ہے۔ جائیداد صریح طور پر ایسی جائیداد ہے جو بروئے قواعد جینیالسنی کے ایک ہی وارث کے نام منتقل ہوتی ہے بظاہر شرائط استحقاق وہی ہین جو کہ بالعموم ایسی حقیت مین ہوتی ہین مگر امور مذکور پر غور کرنا ضروری نہین سمجہا گیا کیونکہ وہ جملہ امور جو سوال حال کے واسطے ضروری ہین۔ صریح طور پر بہ وجہ غور اداؤ سے بدوران کارروائیات قانونی کے مفصل کئے گئے ہین۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بھیم سنگہ
بنام
نانا بھاؤ

سنہ ۱۷۹۲ء مین درجن سنگہ لاولد فوت ہوا تہا اور ایک بیوہ بیجا بائی چہوڑ گیا تہا۔ اسوقت حکمران خاندان ہلکر کی ایک عورت مسمات اہلیہ بائی تہی۔ وہ پہلے فاتح ہلکر کے پسر کی بیوہ تہی اور بعد وفات پسر مذکور کے اُسنے حکومت اپنے ہاتہ مین لی تہی اور اُسکو نہائت قابلیت اور ناکامیابی کے ساتہہ تیس سال تک چلایا تہا۔ درجن سنگہ کی وفات کی اطلاع اُسکو بیجا بائی نے مطابق رواج کے دی تہی جو کہ ایسی صورتون مین تہا اور بظاہر بباعث اسکے حکمران ہونے اور مشترک مالک ہونیکے۔ اہلیہ بائی کا جواب حسب ذیل تہا۔

"تمہاری دوست اہلیہ بائی ہلکر راول کیطرف سے بعد سلام کے واضح ہو (مورخہ سورت ۱۲۹۳ عیسوی ۱۷۹۲ء) مینے تمہاری ارسال کردہ چٹہی وصل کی ہے اور حوال مندرجہ سے آگاہی حاصل کی ہے تمنے تحریر کیا ہے کہ درجن سنگہ بیمار تہا اور باوجود بہت علاج ہونیکے جو بے سود ثابت ہوئے وہ فوت ہوگیا ہے خدا کی یہی مرضی تہی اس سے کچہہ چارہ نہین ہے اور یہ استدعا کیگئی تہی کہ ایک ابہایا پتر اسکے حقیقی برادر بہیماجی راول کے نام بہیجا جانا چاہیئے۔ چونکہ درجن سنگہ فوت ہوگیا ہے خدا کی مرضی تہی اسلئے مینے ایک عدد اگانہ ابہایا پتر اسکے برادر کے نام ارسال کیا ہے دا گر بہاؤ بند (رشتہ داران) وغیرہ اُسکی نسبت اعتراض کرین توآپ سخت احکام جاری کرین۔ مطلع رہین"۔

تحریر مذکور اور اُسکی رسید کی قمری تاریخین دیمک کے کہا جانے سے تلف ہوگئی ہین سگر ثابت یہہ کہا گیا ہے کہ وہ کسی وقت ۱۷۹۳ء مین تحریر کیگئی تہی۔

چنانچہ بہیم کو اہتمام عطا کیا گیا تہا اور ۱۸۰۵ء مین اُسکی طرف سے یہہ شکائیت کیئے جانے پر کہ ہر کیطرف سے دست اندازی کیجاتی ہے موجودالوقت حکمران ہلکر یشونت راؤ نے اُسکی حیثیت کو بحال کیا تہا۔ مسٹر فلپس نے ان احکام کی عبارت کی بنا پر یہہ بحث کی ہے کہ بہیم جائداد کا مالک ہوگیا تہا۔ عبارت مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ وہ مالک بنایا گیا تہا گو اس مین شبہ نہین کہ اہتمام کے ساتہہ بعض معاوضہ جات شامل تہے۔ مگر اس سوال پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ کس قسم کا استحقاق بہیم کو عطا کیا گیا تہا کیونکہ یہہ امر بالکل صحیح ہے کہ اُسکی حیثیت خواہ وہ کچہہ ہی ہو بذریعہ متبنٰے کیئے جانے کسی پسر کے بجق درجن سنگہ زائل ہوسکتی تہی۔ مگر یہہ امر متحقق ہے کہ وہ کئی سال تک مہتمم رہا تہا۔

اہلیہ بائی کی وفات سے تہوڑی مدت بعد ریاستہائے مرہٹہ پر کئی سال تک پے درپے حملے ہوتے رہے تہے۔ خود ہلکر کی مملکت مین خانہ جنگی شروع ہوگئی تہی۔ مشکل تنازعات مابین اُسکے اور دیگر اراکین بڑے خاندان ہائے مرہٹہ کے شروع ہوئے تہے یعنے مابین خاندانہائے پیشوا دگائیکواڑ وسندیا کے

سنہ ۱۹۰۰ء
عجب سنگھ
بنام
نانا بھاؤ

اور ناہین اُن سب اور کمپنی کے ۔ وہ معاملات جو کہ اس جائیداد کی ملکیت تھے ضبط کئے گئے تھے۔ بھیم بھاگ گیا تھا۔ ہر سنگھ نے دوبارہ اراضیات کا اہتمام اور بند و بست کرنیکا کام ہاتھ مین لیا تھا۔ واقعات کی یہی صورت ۱۸۱۵ء مین تھی جبکہ بیجا بائی نے ہر کے پسر دیوی کو بطور پسر درجن کے متبنے کیا تھا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد معلوم ہوتا ہے کہ بیجا بائی تبنیت لیکر پشیمان ہوئی تھی۔ اور بھیم کی شاخ خاندان کیطرف مائل ہوئی تھی۔ مگر دیوی کی تبنیت ہرگز منسوخ نہیں کیجا سکتی تھی اور نہ منسوخ کیگئی تھی۔ مگر بروقت وفات بیجا بائی موقوعہ ۱۸۱۶ء کے بھیم نے دیوی کے استحقاق یا اہتمام منجانب ہر سنگھ کے متعلق تنازعات کرنے کی کوشش کی تھی اور اسوجہ سے وہ کاروائیات وقوع مین آئی نہین جنسے کہ سجان کی تبنیت منجانب فتح سنگھ کیے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ تنازعہ مذکور تحقیقات کیواسطے پنچائت کے سپرد کیا گیا تھا جسکی رپورٹ مورخہ فروری ۱۸۱۹ء دستاویز نمبر ۳ مین پائی جاتی ہے بعد بیان کرنے شجرۂ نسب خاندان کے سجان اور لال برادران کی حد تک رپورٹ مذکور مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ :۔

"ان مین سے بڑا رکن خاندان رول کا لال سنگھ کاروبار کا مہتمم اپنی وفات تک رہیگا۔ سجان سنگھ (ب) کو یشبا کے پسر فتح سنگھ (ب) نے متبنے کیا تھا جو نابالغ ہے (ج)"۔

حوالہ جات (ب) و (ج) بحوالہ اُن اراضے کے ہین جو کہ مسل مین ظاہر کیگئی ہین۔

"(ب) ان الفاظ کے مرادف الفاظ کہ "یشبا کے پسر فتح سنگھ نے متبنے کیا تھا" مٹائے گئے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کام سیاہی مین ماکہہ وغیرہ ملا کر کیا گیا ہے تاکہ اُن الفاظ کو بالکل مٹا دیا جائے"

"(ج) اصلی دستاویزات مین خط کھینچے گئے ہین۔

متنازعین یعنے بھیم اور ہر سنگھ دونوں نے رپورٹ مذکور پر دستخط کئے ہین اور ہر ایک نے بیان کیا ہے کہ وہ مضمون رپورٹ سے متفق ہے۔

یہہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا کوئی باضابطہ حکم اس رپورٹ پر صادر کیا گیا تھا اور مسل مین کوئی حکم یا باضابطہ بیان مقدمہ درج نہین جس سے یہہ ظاہر ہو کہ کونسا امر دراصل متنازعہ تھا۔ مگر رپورٹ مذکور دفتر کلکٹر مین داخل کیجاکر محفوظ رکھی گئی تھی جہاں سے کہ وہ اب پیش کیگئی ہے ۔۔۔ ہے کہ سجان کی تبنیت اسوقت مشکل سے امر متنازعہ ہو سکتی تھی۔ مگر یہہ امر صریح ہے کہ دست مقامی تحقیقات دربارہ تواریخ خاندان کے سلطان جی سے لیکر ایک مجاز عدالت مقامی کے روبرو ہوئی تھی۔ اور اونکی قرار دادسے قوی

سنہ ۱۹ء
عجب سنگھ
بنام
نانابھاؤ

شہادت معاملہ شجرۂ نسب خاندان کے متعلق ہین۔ جب یہہ بیان کیا گیا ہے کہ فریقین متنازعہ دو شاخہا‌ئے خاندان کے اعلےٰ ارکین ہین اور کہ بہیم اپنی حیثیت کو بحال رکہنے سے غافل ہوا ہوگا۔ اگر وہ اُسے اعلےٰ شاخ مین قایم رکہہ سکتا تہا۔ اور کہ اُسنے رپورٹ پر دستخط کئے تہے۔ اُسکی شہادت بخلاف اسکے ناطق ہے الّا جبکہ وہ کوئی تردید کی شہادت اُسکے ناجائز بنانے کے واسطے پیش کر سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے رپورٹ مذکور کو بہت کم وقعت سمجہا ہے اسوجہ سے کہ اُس مین کمی بیشی کیگئی ہے مگر اُسکے اصلی الفاظ گو مٹائے گئے ہین پڑہے جا سکتے ہین۔ اور اُسمین کوئی شبہ نہین کہ اُسکے الفاظ حسب مقتبسۂ بالا تہے۔ الّا ممکن طور پر دوبارہ خط لگانے کے جو ضروری امر نہین ہے اگر اصلی الفاظ پنچائیت کو تحقیق طور پر معلوم کیا جا سکے تو ایک مابعد کی کوشش جو اُنکے مٹانے کیواسطے کیگئی ہے اُنکے اثر کو زائل نہین کر سکتی۔ مدعی کے وکیل نے عدالت ہذا مین مختلف وجہہ اختیار کی ہے اُسنے یہہ استدعا کی ہے کہ مٹائے ہوئے الفاظ کو خود پنچایت ہی نے ایسے ہی متصور کیا تہا اور اُنہون نے اسیطرح اپنی آخری راے ظاہر کرکے اُسپر دستخط کئے تہے۔ یہہ اظہار بالکل قیاسی ہے۔ وہ کسی شہادت پر مبنی نہین اور وہ اہم طور پر ناقابل اعتبار ہے۔ اظہار مذکور یہہ ہے کہ مسودہ رپورٹ ایک ضروری امر مین غلط معلوم ہوا ہوگا اور اُسکی تبدیلی کا کیا جانا ضروری سمجہا گیا ہوگا۔ اور کہ تبدیلی مذکور کسی قدر غیر موثر طور پر الفاظ کے مٹانے سے کیگئی تھی۔ اور کہ اسی حالت مین اُسپر سات ارکین پنچائت نے دستخط کئے تہے۔ اور نیز نو گواہان اور فریقین متنازعین نے تاہم کسی شخص کو یہہ خیال نہ آیا تھا۔ کہ اسمین کوئی بلے بدین اظہار درج کیجائے کہ اُس مین کوئی تبدیلی کیگئی ہے۔ یہہ بات ناقابل اعتبار ہے۔

مزید برآن اگر الفاظ مذکور نکالے جائین تو جو کچہہ باقی رہتا ہے وہ غلط ہے۔ یا تو صرف لفظ "سبحان سنگہ" باقی رہتا ہے یا اگر خط لگانے کو تسلیم کیا جائے تو الفاظ "سبحان سنگہ نابالغ" باقی رہتے ہین ان مین سے کسی کے کچہہ معنے نہین ہین۔ حکام عالیمقام یہہ قرار دیتے ہین کہ وہ اظہار جو اب مدعی کیطرف سے کیا گیا ہے بے وقعت ہے۔ اور کہ رپورٹ ویسی ہی پڑہی جانی چاہیئے جیسی کہ ابتداءً لکہی گئی تھی۔ اس سے کافی طور پر سبحان سنگہ کا فتح سنگہ سے متبنےٰ کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔

ایک مزید سپردگی بہ پنچائت اس سوال کے متعلق کیگئی تھی۔ کہ آیا دیوی سنگہ متبنےٰ کیا گیا تہا۔ اُنہون نے سنہ ۱۸۲۲ء مین یہہ رپورٹ کی تھی اور اُنکی رپورٹ پر کلکٹر نے یہہ قرار دیا تہا کہ دیوی متبنےٰ کیا گیا تھا اور قرار دیا گیا تہا کہ اسی کو اہتمام کرنا چاہیئے در اصل بعد تبنیت دیوی سنگہ کے وہ یا اُسکا

پسر اور پوتا جائیداد پر قابض رہے ہیں۔ مگر اسلئے پنچ دوم میں جن میں سجان سنگہ کی تبنیت کا ذکر کیا گیا ہی فریب کیا گیا ہے جو نہائیت مشابہ اُس فریب کے ہے جو کہ پہلی پنچائیت کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ اُس میں شبہ نہیں کہ دوسری پنچائیت نے پہلی پنچائیت کی تائید کی ہے۔ مگر ایسی تائید ضروری نہیں ہے اور چونکہ یہہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ کارروائیات ۱۸۲۲ء کارروائیات ۱۸۱۹ء کی تردید کرتی ہیں یا کسی طرحپر انکی وقعت میں خلل انداز ہوتی ہیں اسلئے حکام عالیمقام انکے متعلق اب مفصل بحث نہیں کرتے۔

فاضل ججان ہائیکورٹ نے دستاویز نمبر ۳۷ اور چند نقول ضمیمہ جات متعلق بہ دستاویزات مذکور کا معائنہ نہائیت غور کے ساتھہ یہہ معلوم کرنے کے واسطے کیا ہے کہ کب اور کسطرحپر اُس میں کمی بیشی کیگئی تھی۔ انہوں نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ کام [illegible]ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان کیا گیا تہا جس سے مدعی کا فائدہ ملحوظ رکہا گیا تہا۔ انہوں نے اس رائے کی اہم وجوہات ظاہر کی ہیں اور مدعی کے وکیل نے گو اسنے نتیجہ مذکور سے انکار کیا ہے ایک اور تشریح اُس حالت کی کی ہے جس میں کہ دستاویز نمبر ۳۷ پائی گئی ہے اُسنے اُن بیانات میں سے کسی کی تردید نہیں کی جنپر کہ فاضل ججان نے اپنے نتیجہ کو مبنی رکہا ہے۔ یہہ شبہ مشکل سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ درستی پر ہیں۔ یا یہہ کہ مدعی کیطرف سے فریب کئے جانیکا اہم اشتباہ موجود ہے۔ ایسا ہی نتیجہ کارروائیات ۱۸۲۲ء میں دستاویزات کا معائینہ کرکے اخذ کیا گیا تہا۔ مگر حکام عالیمقام بیراس موقعہ پر اسکے متعلق مفصل بحث کرنے سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ بہرصورت دستاویز نمبر ۳۷ کے درست ہونے کا ذکر مسل مذکور میں غیر مشتبہ ہے اور وہ مدعا علیہ کے دعوے کی تائید میں کافی ہے مدعی اپنے استحقاق کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے اور حکام عالیمقام نہائیت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہہ مشورہ دیتے ہیں کہ اپیل خارج کیا جائے۔ اپیلانٹان کو خرچہ ادا کرنا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹ:۔ میسرز کروچ ایڈورڈس اینڈ میرن۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹ: میسرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل مسٹر جسٹس جنکنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس رسل صاحب جج

بطور اپیل باجلاس مسٹر جسٹس فولٹن صاحب جج و مسٹر جسٹس جارڈین صاحب جج

۱۸ و ۲۲ اگست ۱۸۹۶

ولی محمد دیک کسن دیگر (ابتدائی مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام دتو بھائی حسام وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان *

فیصلہ ثالثی۔ وجوہات منسوخی فیصلہ ثالثی۔ ایکٹ دادرسی خاص (ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ء) باب ۵ دفعہ ۵ استعمال اختیار تمیزی عدالت۔ مدعیان کا طریق عمل مناسب طور پر نقصان کا معلوم کیا جانا جبر۔

مدعیان اور مدعاعلیہم نے بشمولیت ایک شخص جعفر گنگجی کے جو رجاع نالش حال سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ ایک شراکت کا کام ماہ فروری ۱۸۹۵ء مین مہاراجہ باکر واقعہ اندور کے یہان شروع کیا تھا۔ وہ کام ختم کیا جا کر اسکی اجرت لیگئی تھی جسپر تنازعات مابین شرکاء کے دربارہ تقسیم ادائیگی مذکور کے پیدا ہوئے تھے۔ فوجداری کارروائیات مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۳ نے اور مدعی نمبر ۴ کورجی نے بخلاف مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے شروع کی تھین جو بذریعہ وارنٹ کے ۲۰ جون ۱۸۹۵ء کو گرفتار کیئے گئے تھے۔ وہ بعد مین ضمانت پر رہا کیئے گئے تھے۔ اور دوران کارروائیات مذکور مین معاملہ متنازعہ مابین مدعیان و مدعاعلیہم ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو سپرد ثالثان کیا گیا تھا اور ۱۸ ستمبر ۱۸۹۵ء کو فیصلہ ثالثی صادر ہوا تھا۔ دستاویز سپردگی اور فیصلہ ثالثی پر جملہ فریقہا نے ماسوائے مدعی نمبر ۴ کورجی کے دستخط کیئے تھے۔ ازان بعد فوجداری کارروائیات موقوعہ اندور واپس لیگئی تھین۔

۱۱ جون ۱۸۹۶ء کو مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ایک نالش بخلاف ہر سہ مدعیان کے عدالت اندور مین واسطے دلا پانے زر ازروئے فیصلہ ثالثی کے رجوع کی تھی۔ مگر ۔ جولائی آئندہ کو مدعیان نے (جو تعداد مین چار تھے) نالش حال واسطے کالعدم اور غیر موثر قرار دلانے فیصلہ ثالثی کے اور واسطے حاصل کرنے ایک حکم امتناعی بخلاف مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے رجوع کی تھی جسکے سببسے وہ اپنی نالش واقعہ اندور کی پیروی سے باز رکھے جائین۔

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ بیانات سازش و فریب جو مدعیان نے کیئے ہین جھوٹے ہین مگر اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ فیصلہ ثالثی فریقین مین سے کسی پر قابل پابندی نہ تھا کیونکہ مدعی نمبر ۴ کورجی نے دستاویز سپردگی پر دستخط نہکیے تھے۔ بر طبق اپیل کے عدالت نے عدالت ماتحت کے ساتھہ دربارہ بیانات سازش و فریب کے اتفاق کیا تھا۔ مگر بغیر ظاہر کرنے کسی رائے کے اس سوال پر کہ آیا فیصلہ ثالثی بباعث اس امر واقعہ کے کالعدم ہو گیا تھا کہ مدعی نمبر ۴ کورجی نے کاغذ سپردگی پر دستخط نہکیے تھے حکام ہائیکورٹ نے ڈگری کو منسوخ کیا تھا اور نالش کو اسوجہہ پر خارج کیا تھا کہ مدعیان نے کوئی دعوے واسطے خاص دست اندازی عدالت زیر باب ۵ ایکٹ دادرسی خاص (ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ء) کے ثابت کیا تھا

* نالش نمبر ۳۰۶ سنہ ۱۸۹۶ء اپیل نمبر ۳ ۱۰۶۔

سنہ ۱۹۰۰ع
ولی محمد
بنام
دتو بہائی

مدعیان نے یہہ ثابت نکیا تہا کہ انہون نے مناسب طور سے یہہ قیاس کیا تہا کہ فیصلۂ ثالثی اگر ایسا ہی چہوڑا جائے تو انکو سخت نقصان پہونچائیگا۔ اور نہ انکا طریق عمل ایسا تہا جو عدالت کے اختیار تمیزی زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ مذکور کا استعمال بحق انکے کئے جانے کا متقضی ہوتا۔

از جنکس صاحب جسٹس (۱) ایسی نالش مین تین امور مدعی کیطرف سے ثابت کئے جانے چاہئیں (۱) کہ فیصلۂ ثالثی کالعدم یا قابل ابطال ہے (۲) مدعیان کو مناسب طور سے یہہ خیال ہے کہ وہ دستاویز اگر بلا منسوخی کے چہوڑی جائے انکو سخت نقصان پہونچا سکتی ہے (۳) کہ عدالت کو باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے بلحاظ واقعات مقدمہ کے فیصلۂ ثالثی کالعدم یا قابل ابطال قرار دینا چاہئے اور اسکے حوالہ اور منسوخ کئے جانیکا حکم دیا چاہئے۔

استرام بنام جیمس (۱) سے تمیز کیگئی اور اسپر بحث کیگئی۔

نالش واسطے کالعدم قرار دلانے ایک فیصلۂ ثالثی کے۔

مدعیان اور مدعا علیہم نے بشمولیت ایک شخص جعفر نتہلجی کے جو ارجاع نالش حال سے پہلے فوت ہوا تہا ماہ فروری سنہ ۱۸۹۵ع مین ایک شراکت واسطے کرنے بعض کام مہاراجہ ہلکر واقعہ اندور کے شروع کی تہی۔ کام کیا جاکر اسکی اجرت ادا کیگئی تہی جسپر تنازعات مابین شرکاء کے دربارہ تقسیم رقوم ادائیگی کے شروع ہوئے تہے۔ کارروائیات فوجداری اندور مین مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۳ نے اور مدعی نمبر ۴ (کوجی) نے بخلاف مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے شروع کی تہین۔ جو بروئے وارنٹ کے ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۵ع کو گرفتار کئے گئے تہے۔ وہ بعدہٗ ضمانت پر رہا کئے گئے تہے۔ اور درصورتیکہ کارروائیاں انکے برخلاف ابہی دائر تہین معاملات متنازعہ مابین مدعیان و مدعا علیہم ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ع کو سپرد ثالثان کئے گئے تہے اور ایک فیصلۂ ثالثی ۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ع کو صادر کیا گیا تہا۔ کاغذ سپردگی اور فیصلۂ ثالثی پر جملہ فریقہائے نے دستخط کئے تہے۔ ماسوائے مدعی نمبر ۴ (کوجی) کے۔ ازاں بعد فوجداری کارروائیات واقعہ اندور واپس لیگئی تہین۔

۲۷ جون سنہ ۱۸۹۶ع کو مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ایک نالش بخلاف پہلے تین مدعیان کے عدالت اندور مین واسطے دلاپانے رقم واجب الادا بروئے فیصلۂ ثالثی کے رجوع کی تہی مگر ۳ جولائی کو مدعیان نے (جو تعداد مین چار تہے) نالش حال واسطے کالعدم اور غیر موثر قرار دلانے فیصلۂ ثالثی کے اور واسطے ایک حکم امتناعی بخلاف مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ حاصل کرنے کے رجوع کی تہی جسکے روسے وہ اپنی نالش واقعہ اندور کی پیروی سے باز رکہے جائیں۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۳۱ع) ایسٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۰۹۔

سنہ ۱۹۱۸ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی

عرضی دعوے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعاعلیہم نے مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کو سپردگی بہ ثالثان میں رضامند ہونے پر مجبور کیا تھا کیونکہ اُسوقت فوجداری کارروائیات اُنکے برخلاف دائر تھین اور اسمین بیان کیا گیا تھا کہ فیصلہ ثالثی فریبانہ طور پر اور مدعاعلیہم کے ساتھہ سازش کر کے کیا گیا تھا۔ بروقت سماعت کے مدعیان نے اس امر واقعہ پر بھی انحصار کیا تھا کہ مدعی نمبر ۲ کو (جس نے کاغذ سپردگی اور فیصلہ ثالثی پر دستخط نکئے تھے)۔ عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ فیصلہ ثالثی ناقص تھا کیونکہ مدعی نمبر ۲ کو (جس نے سپردگی پر دستخط نکئے تھے) مگر اُسنے یہہ قرار دیا تھا کہ مدعاعلیہم کیطرف سے کوئی فریب یا تخویف نہین کیگئی تجویز ذیل صادر کیگئی

کروصاحب جسٹس :- (بربنائے شہادت کے یہہ قرار دیکر کہ کوئی فریب یا تخویف نکیا گیا تھا جیسا کہ مدعیان نے بیان کیا ہے اُسنے یہہ بیان کیا) :-

خود مدعیان کے طریق عمل سے مدعاعلیہم کے دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ ایک لمحہ کیواسطے یہہ تسلیم کر کے کہ وہ اُسوقت حاضر نہ تھے۔ جبکہ فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تھا اور اُنہوں نے اسکی تصدیق اور اُسپر دستخط نکئے تھے۔ تو وہ پہلی کارروائی جو اُنہوں نے بجز وقت واپس لیجانے استغاثہ کے کی ہوتی یہہ ہوتی کہ سپردگی کو اس وجہ پر منسوخ کراتے کہ وہ اُنسے بذریعہ تخویف اور دباؤ ناجائز کے حاصل کیگئی ہے۔ اگرچہ فیصلہ ثالثی تاریخ بیان کردہ پر صادر بھی نکیا گیا ہو تاہم اُنکو معلوم ہوگا کہ وہ تھوڑے عرصہ بعد صادر کیا جائے گا۔ تاہم بجائے ایسا کرنیکے اُنہوں نے ایک دو مرتبہ ثالثان سے ملاقات کی تھی یہہ معلوم کرنے کے واسطے کہ وہ کس طرح پر فیصلہ کی بابت کارروائی کر رہے ہین۔ اور کیا کچھہ کیا جاتا ہے اور یہہ کام بعد واپس لئے جانے فوجداری کارروائیات کے اور بعد رفع ہونے جملہ دباؤ کے کیا گیا تھا۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے بالارادہ طور پر عمل کیا تھا نہ کہ تابع تخویف کے اور کہ وہ اقرار جو مابین فریقین کے کیا گیا تھا بالکل مناسب طور پر کیا گیا تھا اور وہ ایک ہی بہتر ممکن انتظام مابین فریقین کے تھا اور کہ دوران تیاری فیصلہ ثالثی مین مدعیان ثالثان کی مجالس مین جاتے رہے تھے۔ مقدمات محولہ منجانب ذیعلم وکیل مدعیان بتائید اس حجت کے کہ معاہدہ بباعث دباؤ ناجائز کے کالعدم تھا۔ یعنے نکلس بنام نکلس (۱) و سکاٹ بنام سکاٹ (۲) بالکل مطابق مقدمہ حال کے نہین ہین۔ کسی مقدمہ مین یہہ بیان نہین کیا گیا کہ وہ فریق جسپر فوجداری کارروائیات کیگئی ہون۔ خود اپنی رضامندی سے معاملہ متنازعہ کو سپرد ثالثان دیوانی نہین کر سکتا۔ یا یہہ کہ ایسے واقعات کی موجودگی مین وہ

(۱) (۱۸۳۸ء) ایٹکنس رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۰۹
(۲) (۱۸۶۲-۶۴ء) آئرلینڈ اکوئٹی رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۸۸

سنہ ۱۹۰۰
ولی محمد
بنام
دتو بہائی

ایک آزاد اور بالارادہ نائب نہین ہے بحوالہ اس امر کے آراے مندرجہ کتاب کرصاحب دربارہ فریب وغلطی (طبع دوم) صفحہ ۳۴۳ متعلق ہوتی ہین مؤلف مذکور نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ جب جو ہی کہ ایک شخص کامل علم کے ساتھہ یا کم از کم کافی اطلاع یا وسائل علم دربارہ حقوق خود و جملہ واقعات مقدمہ کیساتھہ آزادانہ طور پر اور مصلحتاً کوئی ایسا فعل کرے جو ایک معاملہ کے تسلیم کئے جانے کی حد تک پہونچتا ہو یا ایسے طریق پر عمل کرے جو اوسکی تردید کرنے کے نامطابق ہو۔ یا بہت عرصہ تک خاموش رہے اور باوجود علم کے اور بالارادہ طور پر دوسرے شخص کو جایداد کے متعلق کارروائی کرنے دے یا اخراجات کا بار عاید کرنے دے یہہ باور کر کے کہ معاملہ مذکور تسلیم کیا گیا ہے یا آزادانہ طور پر اور مصلحتاً ایک عرصہ دراز تک اوسکی تردید کرنیسے اجتناب کرے تو رضامندی موجود ہوتی ہے اور معاملہ مذکور گو ابتدا اگر قابل تردید ہو الضاقاً ناممکن التنسیخ ہو جاتا ہے :؛

اب مین آخری امر مقدمہ ہذا کی طرف عود کرتا ہون جو تنقیحات نمبر ۶ و نمبر ۷ مین شامل ہے۔ یعنی یہہ کہ آیا اقرارنامہ سپردگی و فیصلہ ثالثی مدعیان پر بلحاظ اس امر واقعہ کے قابل پابندی ہین کہ اقرارنامہ مذکور پر جملہ فریقہا نے دستخط نہین کئے۔ یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعی نمبر ۴ کورجی نے سپردگی پر دستخط نہین کئے اور نہ بصورت انحصار کہی جانے بفقرہ چہارم جوابدعوے تحریری مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے۔ مدعاعلیہ نمبر ۳ نے دستخط کئے ہین۔ مدعاعلیہم نے فقرات مذکور مین صحیح طور پر یہہ بیان کیا ہے کہ دوکاغذات سپردگی پر ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو دستخط کئے گئے تھے۔ دیگر فریقہاے ابتدائی اقرارنامہ شرکت (یعنی مدعی نمبر ۴ و مدعاعلیہ نمبر ۱) نے قبل اسکے معاملہ سے دست برداری دی تہی گویا کہ اونکو اس معاملہ مین کوئی حق حاصل نہتا۔ مدعاعلیہم نے دوران کارروائیات حال مین یہہ عذر کیا تہا کہ دستاویز نمبر ۱۵ پر غلام حسین سومجی نے جملہ مدعاعلیہم کیطرف سے بروے مختارنامہ کے دستخط کئے تھے۔ مگر وہ مختارنامہ کبھی پیش نہین کیا گیا۔ بہت سے مقدمات کا حوالہ بغرض اظہار اس امر کے دیا گیا ہے کہ وہ سپردگی بہ ثالثان جسپر کہ جملہ شرکا نے دستخط نہین کئے ناجائز ہے۔ مقدمہ سٹرنگفورڈ بنام گرین (۱) پر بغرض اظہار اس امر کے انحصار کیا گیا تھا۔ کہ فریق سپردکنندہ پابند ہوگا مگر اسکا شریک جسنے سپردگی نکی ہو پابند نہوگا۔ مگر وہ ایک مقدمہ مابین شرکا اور اشخاص اجنبی کے تھا نہ کہ صورت حال کی طرح معاملات متنازعہ مابین خود شرکا کے سپرد ثالث کئے گئے تھے۔ وہ سند جو میری رائے مین مقدمہ پر حاوی ہے

(۱) (۱۸۶۹ء) ماڈرن رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۸

سنہ ۱۹۰۰ء
دلی محمد
بنام
دتو بھائی

فیصلہ مقدمہ سٹیڈ بنام سالٹ (۱) مین پائی جاتی ہے جہان یہ قرار دیا گیا تہا کہ یکے از چند شرکار دیگر شرکار کو بذریعہ سپردگی بہ ثالثان کے پابند نہین کرسکتا۔ اُن معاملات کی نسبت بھی نہین جو کہ کاروبار دوکان مین سے پیدا ہون اور نیز یہہ کہ سپردگی بہ ثالثان ایک معمولی کاروبار دوکان تجارتی کا جزو نہین ہے یہہ ایک مقدمہ خاص شراکت کے متعلق تہا مگر مقدمہ ایڈمس بنام بنکارٹ (۲) مین ایک مشابہ نتیجہ اخذ کیا گیا تہا۔ لارڈ ابنجر صاحب نے یہ رائے ظاہر کی ہتی کہ مقدمہ سٹیڈ بنام سالٹ (۳) متعلق تہا کیونکہ ایک عام شراکت اور خاص معاملہ مین کوئی تمیز موجود نہین ہے۔ فیصلہ مقدمہ اسٹرام بنام جیمس (۴) عین متعلق ہے وہ اصول جسپر کہ مقدمہ مذکور کا فیصلہ منحصر ہے صحیح اور درست طور پر لارڈ النبرہ صاحب چیف جسٹس نے بیان کیا ہے۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ: "یہہ ایک سپردگی دربارہ کل حساب کتاب مابین جملہ شرکار کے تہی۔ اور ہر ایک کیطرف سے شراکت مین شامل ہونے کا بدل یہہ تہا کہ ہر ایک فریق کا حساب کتاب بحوالہ ایک شخص کے نہین بلکہ بمقابلہ جملہ اشخاص کے فیصل کیا جائیگا اور اُنہون نے باہم گر یہہ شرط کی ہتی کہ ثالثان کو نہ صرف حساب و کتاب شراکت کا فیصلہ کرنا چاہیئے بلکہ اُس جداگانہ حساب کتاب کا بہی جو مابین اُنمین سے صرف دو کے تہا صورت حال مین یہہ معلوم نہین ہوتا کہ ثالثان کو کل سوال متنازعہ مابین فریقین کے فیصل کرنے کا اختیار عطا کیا گیا تہا * * اصول مذکور اسقدر قوی ہے کہ اُسکی تائید کے واسطے کسی سند کی ضرورت نہین ہے۔ فریقین کیطرف سے عام اقرارنامہ کی نسبت رضامندی کا ظاہر کیا جانا کافی ہے جو ہر ایک کیطرف سے اقرارنامہ مین شامل ہونیکا بدل ہے " اسمین کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ ثالثان نے جملہ تنازعات مابین فریقین کے فیصل کرنے کی کارروائی کی ہے۔ شرائط فیصلۂ ثالثی متعلق بہ امر مذکور بالکل صریح ہین۔ جملہ شرکار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُنہون نے بیان کیا ہے کہ "ہمنے بہیجات دستاویزات وغیرہ کا امتحان کیا ہے جنکا کہ تعلق تنازعات کے ساتھ تہا۔ اور بعد ایسا کرنیکے فیصلۂ ثالثی صادر کیا ہے " " جو تم سب کو بطور عدالت کے آخری فیصلہ کے تسلیم کرنا چاہیئے اور تم سبکو مطابق حکم فیصلۂ ثالثی ہذا کے عمل کرنا چاہیئے " نیز مقدمہ ایڈمس بنام بنکارٹ (۵) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک شریک دوسرے شریک کو سپردگی بہ ثالث کا پابند نہین کرسکتا

(۱) (سنہ ۱۸۲۵ء) بنگہام رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱۔
(۲) (سنہ ۱۸۳۵ء) کرومپٹن میسن دراسکو رپورٹ جلد اول صفحہ ۱۰۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۲۵ء) بنگہام رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱۔
(۴) (سنہ ۱۸۱۲ء) ایسٹ رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۹۔
(۵) (سنہ ۱۸۳۵ء) کرومپٹن میسن دراسکو رپورٹ جلد اول صفحہ ۶۸۱۔

سنہ ۱۹۰۰
ولی محمد
بنام
ورتو بہائی

جبتک کہ وہ رضامندی ظاہر نکرے۔ جبکا کسی خاص نمونہ الفاظ کے مطابق ظاہر کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ کوئی شہادت واقعی اختیار عطا کردہ کی موجود ہونی چاہئیے اور ایسے اختیار کا قیاس رشتہ شراکت سے نہیں کیا جاسکتا۔ سپردگی پر ویرجی کے دستخط کے متعلق یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ از طرف جعفر و نور علی و دیگر اینڈ کمپنی کے ہین۔ گو کوئی شہادت بالظہار اس امر کے پیش نہین کیگئی کہ ویرجی کو اسکے شرکا کیطرف سے دستخط کرنیکا اختیار دیا گیا تہا میری یہ رائے ہے کہ یہہ امر واقعہ کہ جعفر اور نور علی ثالثان کی مجالس مین جاتے رہے تھے بطور شہادت مفہوم اختیار کے انکی طرف سے اور تصدیق اُس فعل کے سمجہا جانا چاہئیے جو کہ کیا گیا تہا۔ اور وہی رائے اُسکے دستخط بر فیصلۂ ثالثی سے متعلق ہوتی ہے۔ ایسا ہی فیصلۂ ثالثی پر یوسف علی محمد نے از طرف عبد اللہ یوسف علی محمد کے دستخط کئے ہین اور مدعا علیہ نمبر ۳ نے جسکا واقعی شریک ہونا بیان کیا گیا ہے فیصلۂ ثالثی کی تردید کرنے کی استدعا نہین کی۔ مگر دوسرے شریک کورجی کے متعلق یہی بات نہین کہی جاسکتی۔ اُسنے صریح طور پر یہہ بیان کیا ہے کہ وہ سپردگی بہ ثالثان مین شامل نکیا گیا تہا مگر بہت عرصہ بعد تک جبکہ اُسنے دستخط کرنیسے انکار کیا تہا وہ ثالثان کو نہ جانتا تہا اور نہ اُسنے اُنکو دیکہا تہا۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ اُسنے شراکت سے دست برداری نہین دی اور اُسنے یہہ سوال کیا تہا کہ کس وجہہ پر فیصلۂ ثالثی اسکے برخلاف صادر کیا گیا تہا۔ کیونکہ اُسنے کاغذ سپردگی پر دستخط نکئے تھے۔ واقعات کی اِسصورت مین یہہ امر بالکل صریح معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی کورجی کے دستخط کے ثالثان کو معاملہ متنازعہ کے تصفیہ کرنیکا اختیار عطا نکیا گیا تہا۔ اور کورجی پر فیصلۂ ثالثی قابل پابندی قرار نہین دیا جاسکتا اسلئے وہ کالعدم اور غیر موثر قرار دیا جانا چاہئیے جہانتک کہ دیگر شرکاء کا تعلق ہے بنسبت سوال خرچہ کے یہہ امر بالکل صریح ہے کہ خرچہ بباعث جہوٹے دعوے کے منجانب مدعیان قایم کئے جانیکے بہت بڑہ گیا ہے اسلئے مین حکم دیتا ہون کہ جہانتک کہ تنقیحات سوم و پنجم کا تعلق ہے مدعیان خرچہ کو برداشت کرین۔ مدعا علیہ نمبر ۳ کو خود اپنا خرچہ برداشت کرنا چاہئیے۔ باقی خرچہ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے ذمہ ہے۔ صادر کردہ ۱۴۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء۔

مدعا علیہ نے اس فیصلہ کے اسقدر جزو کی نارضی سے اپیل کیا جس قدر کہ اسکے برخلاف تہا اور مدعیان نے عذرات بالمقابل داخل کئے۔

رابرٹسن بمعیت روٹ کانگا منجانب اپیلانٹان۔
سٹارلنگ و رنکین منجانب ریسپانڈنٹان۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی

جنکنس صاحب چیف جسٹس :- ۲۵ فروری ۱۸۹۵ء کو مدعیان اور مدعا علیہم نے بشمولیت خنجگی کے (جواب فوت ہو چکا ہے) ایک اقرار نامہ شراکت تحریر کیا تہا جسکی غرض یہہ تہی کہ بعض کام روشنی کا اندور مین ٹہیکہ پر لیا جائے اور پورا کیا جائے جبکہ ہز ہائینس مہاراجہ ہُلکر کی شادی کا موقعہ تہا۔ اقرار نامہ مذکور تحریر کیا گیا تہا اور وہ بطور دستاویز نمبر ۱ کے مقدمہ ہذا مین داخل کیا گیا ہے۔ وہ کام خوش اسلوبی سے انجام دیا گیا تہا۔ مگر تنازعات پیدا ہوئے تہے جسکا انجام سپردگی بہ ثالثان مین ہوا تہا۔ ایک فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تہا اور ۲۰ جون ۱۸۹۵ء کو ایک نالش مدعا علیہم ولی محمد اور رحمت اللہ وابراہیم رحمت اللہ نے بخلاف پہلے تین مدعیان کے واسطے دلا پانے مبلغ للعہ ما/ے کے بربنائے فیصلہ ثالثی مذکور رجوع کی تہی اسپر نالش حال شروع کیگئی تہی جسکے رو سے مدعیان یہہ استدعا کرتے ہین کہ اولاً یہہ قرار دیا جاوے کہ فیصلہ ثالثی مدعیان پر قابل پابندی نہین ہے اور وہ کالعدم اور غیر موثر ہے اور ثانیاً یہہ کہ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے برخلاف ایک حکم امتناعی صادر کیا جاوے جسکے رو سے وہ عدالت اندور مین نالش کی پیروی کرنے سے باز رکھے جاوین وہ اہم بیانات جنپر کہ اس دادرسی کا استحقاق مبنی رکھا گیا ہے فقرات نمبر ۵ و نمبر ۷ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۳ عرضدعوی مین حسب ذیل درج ہین:-

"۵۔ بعد معاہدہ مذکور کی تکمیل کے شرکاء کے مابین تنازعات پیدا ہوگئے تہے۔ اور مدعا علیہم مذکور نے مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کی اُسوقت کی عارضی سکونت اندور سے اسطرحپر ناجائز فائدہ اٹہایا تہا کہ فریبانہ طور پر اور عداوت سے فوجداری کارروائیات بخلاف مدعیان مذکور کے رجوع کی تہین اور انکو بذریعہ وارنٹ کے گرفتار کرایا تہا۔ یہہ کام ماہ جون ۱۸۹۵ء مین کیا گیا تہا۔ مدعیان مذکور نے ضمانت پر رہائی حاصل کی تہی۔ دوران کارروائیات مذکور مین مدعا علیہم نے مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ پر جبر کر کے معاملہ متنازعہ کو سپرد ثالثان کرنے پر راضی کرایا تہا۔ ثالثان مذکور غلام حسین سمار دیا اور فضل محمد باجی تہے۔ چنانچہ ایک کاغذ سپردگی بمبئی مین تحریر کیا گیا تہا اور مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے اُسپر بمبئی مین ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو دستخط کئے تہے۔ ثالثان مذکور نے اُسیدن مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے پاس ایک سادہ اشٹامپ کا کاغذ پیش کر کے اُنسے اُسپر دستخط کرائے تہے اور مدعیان مذکور کو یہہ کہا تہا کہ انکو (یعنے ثالثان کو) کاغذ مذکور کی ضرورت اغراض ثالثی کے واسطے ہے۔ اور مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے حسب استدعا کاغذ مذکور پر دستخط کر دیئے تہے۔ بروقت دستخط کئے جانیکے کاغذ مذکور پر صریح طور پر یہہ قرار پایا تہا کہ کاغذ مذکور اُسوقت تک موثر نہوگا جبتک کہ جملہ شرکاء کاروبار شراکت مذکور کے اُسپر دستخط نہ کرین۔ اُس کاغذ سپردگی کی ایک نقل ترجمہ صورت حال مین بطور دستاویز ب کے داخل کیگئی ہے۔"

سنہ ۱۹۰۱ء
ولی محمد
بنام
دتو بھائی وغیرہ

"۷- مدعیان یہ بیان کرتے ہیں کہ کاغذ سپردگی مذکور پر کسی اور شریک نے دستخط نہیں کئے تھے پس وہ سپردگی کالعدم ہو گئی ہے"

"۱۱- مدعیان یہ بیان کرتے ہیں کہ فیصلہ ثالثی مذکور مدعا علیہم کے ساتھ سازش کر کے صادر کیا گیا تھا اور مدعیان پر قابل پابندی نہیں ہے"

"۱۳- مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ہر سہ مدعیان کو دق کرنیکی غرض سے ۲۷ جون گذشتہ کو ایک نالش بخلاف مدعیان مذکور کے عدالت اسواج ہندوستان میں رجوع کی ہے (جو نالش نمبر ۹۲ سنہ ۱۹۰۰ء مقدمہ دیوانی ہے) نالش مذکور واسطے دلایا پانے مبلغ للعہ روپیہ کے بربنائے فیصلہ ثالثی مذکور کے رجوع کی گئی ہے۔ بعرضی دعوی نالش مذکور میں مدعا علیہم مذکور نے ایک دستاویز شامل کی ہے جو ایک نقل سپردگی ظاہر کی گئی ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اسپر انکی طرف سے اور نیز عبداللہ یوسف علی محمد کیطرف سے ایک شخص غلام حسین نے بھی دستخط کئے ہیں جسکی رو سے ثالثان مذکور کو اختیار دیا گیا تھا کہ سپردگی مذکور کے متعلق بعض افعال عمل میں لائیں۔ مدعیان یہ بیان کرتے ہیں کہ دستاویز مذکور فریبانہ طور سے اور ثالثان کے ساتھ سازش کر کے تیار کی گئی ہے اور وہ کسیطرح پر مدعا علیہم مذکور پر قابل پابندی نہیں ہے۔ ایک نقل ترجمہ دستاویز مذکور بطور دستاویز د کے عدالت ہذا میں داخل کی گئی ہے"

ایک جواب دعوے تحریری داخل کیا گیا تھا اور حسب ضابطہ طور پر مقدمہ بغرض سماعت کرو صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور تنقیحات ذیل قایم کی گئی تھیں:-

۱- آیا عدالت ہذا کو نالش کی سماعت کرنیکا اختیار بلحاظ دفعہ ۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے؟-

۲- آیا اگر ایسا ہے تو آخیشنل سالیسی ایک ضروری فریق مقدمہ بمقام مدعی نمبر ۳ کے نہیں ہے-

۳- آیا مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ثالثان کی استدعا سے ایک سادہ کاغذ اسٹامپ کے نیچے ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو یا ۱۷ ستمبر ۱۸۹۵ء کو دستخط کئے تھے جیسا کہ عرضی دعوے کے فقرہ پنجم میں بیان کیا گیا ہے-

۴- آیا بروقت دستخط کئے جانیکے کاغذ سپردگی پر صریح طور سے یہ قرار پایا تھا کہ وہ بالکل موثر ہوگا اگر اسپر جملہ شرکا دستخط نہ کریں جیسا کہ عرضی دعوے کے فقرہ پنجم میں بیان کیا گیا ہے-

۵- آیا فیصلہ ثالثی متذکرہ عرضی دعوے اسی اسٹامپ پر لکھا گیا تھا جو بصورت سادہ ہونیکے مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ سے ۹ یا ۱۷ ستمبر ۱۸۹۵ء کو دستخط کرایا گیا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے-

۶- آیا فیصلہ ثالثی متذکرہ عرضی دعوے مدعیان پر یا انمیں سے کسی پر قابل پابندی نہیں ہے اور اگر ہے تو کسپر-

سنہ ۱۹۰۰ء
علی محمد
بنام
دتو بہائی حام

مدعیان کے وکیل کی استدعا سے یہ تنقیح ایزاد کیگئی تھی۔

۷۔ آیا بالصورت تنقیح چہارم کا فیصلہ مدعیان کے برخلاف کئے جانیکے اقرار نامہ سپردگی اور فیصلہ ثالثی مدعیان پر بلحوظ اس امر واقعہ کے قابل پابندی ہیں کہ اُس اقرار نامہ پر جملہ شرکا نے دستخط نہیں کئے۔

شہادت فریقین کیطرف سے پیش کیگئی تھی اور تعداد کی ختم ہونیپر ایک پُر غور فیصلہ کرو صاحب جسٹس نے صادر کیا تھا جسمیں اُسنے جملہ امور کا فیصلہ مدعیان کے برخلاف کیا تھا ماسوائے در بارہ اُن نتایج قانونی کے جو باعث کورجی کے اقرار نامہ سپردگی پر دستخط نہ کرنیکے پیدا ہوتے تھے۔ اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ اس ترک سے فیصلہ ثالثی ناجائز ہو جاتا تھا اور مدعیان کو اُس استقرار کا مستحق بناتا تھا جسکی کہ استدعا اُنہوں نے عرضیدعوے کے فقرہ اول میں کی ہے۔

اس ڈگری کی ناراضی سے مدعا علیہم نے اپیل کیا ہے اور اُنہوں نے قرار داد ہائے عدالت ماتحت بجز خود پر انحصار کر کے کرو صاحب جسٹس کے اُس نتیجہ کی تردید کی ہے جو اُسنے اس امر واقعہ سے اخذ کیا ہی کہ کورجی نے اقرار نامہ سپردگی پر دستخط نہ کئے تھے۔

بخلاف ازین رسپانڈنٹان نے کرو صاحب جسٹس کی ڈگری کی تائید نہ صرف بحوالہ اُس امر کے کی ہے جسکا کہ فیصلہ اُسنے اُنکے حق میں کیا تھا بلکہ بذریعہ ثابت کرنے ہمارے روبرو اُن بیانات کے بھی جن کی نسبت فاضل جج مذکور نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ ثابت نہیں کئے گئے۔

گو مدعیان نے ایک حکم امتناعی کی بھی استدعا کی تھی جسکے کہ رو سے مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نالش بعدالت اندر کی پیروی کرنے سے باز رکھے جائیں تاہم دادرسی مذکور عطا نکیگئی تھی۔ ڈگری مذکور کے رو سے صرف یہ قرار دیا گیا تھا کہ فیصلہ ثالثی مدعیان پر قابل پابندی نہیں ہے اور کہ وہ کالعدم اور غیر مؤثر ہے۔ قیاس یہ ہے کہ دادرسی مذکور کی ڈگری بروئے اختیارات عطا کردہ باب ۵ ایکٹ دادرسی خاص (۱۸۷۷ء) کے عطا کیگئی تھی جسمیں منسوخی دستاویزات کے متعلق احکام ہیں دفعہ ۳۹ کے فقرہ اول میں جو باب مذکور کی اہم دفعہ ہے یہ حکم دیا گیا ہے کہ: "اگر کوئی شخص جسکی مقابلہ میں کوئی دستاویز تحریری بے اثر ہے یا بے اثر ہو سکتی ہے بوجہ معقول یہ اندیشہ رکھتا ہو کہ اگر ایک دستاویز تحریری دوسرے کے ہاتھ قایم رہیگی تو ضرر عظیم پہنچائیگی اُسے جائز ہے کہ اُسکو بے اثر یا لائق ابطال تجویز کرانے کے لئے نالش کرے اور عدالت کو بحسب اقتضائے رائے اپنے اختیار ہے کہ اُسکی نسبت ایسی تجویز کرے اور حکم دے کہ وہ دستاویز حوالہ کیجائے اور منسوخ کیجائے۔"

اسلئے مدعیان کیطرف سے تین امور کا ثابت کیا جانا ضروری ہے اولاً یہ کہ فیصلہ ثالثی کالعدم یا قابل ابطال ہے اور ثانیاً یہ کہ اُنکو بوجہ معقول یہ اندیشہ ہے کہ اگر دستاویز مذکور قایم رہیگی تو ضرر عظیم پہنچیگی

سنہ ۱۹۰۱ء
ولی محمد
بنام
دلو بھائی مسام

اور ثالثاً یہ کہ عدالت کو بلحاظ واقعات مقدمہ کے باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے فیصلہ ثالثی کالعدم اور قابل ابطال قرار دینا چاہئیے اور اسکو حوالہ کئے جانے اور منسوخ کئے جانیکا حکم دینا چاہئیے۔

صرف اسیقدر کافی نہیں ہے کہ فیصلہ ثالثی کالعدم یا قابل ابطال ہو۔ دیگر امور کا ثابت کیا جانا بھی ضروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ کا یہ پہلو عدالت اول کے روبرو صراحت کے ساتھ پیش نکیا گیا تہا۔ کیونکہ فیصلہ میں اسکا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔

ہمارے روبرو تین وجوہات ایسی پیش کیگئی ہیں جنسے فیصلہ ثالثی کالعدم ہو جاتا ہے۔ اوّلاً یہ کہ سپردگی جسپر کہ وہ مبنی تہا اُس جبر کا نتیجہ تہی جسکا کہ استعمال مدعا علیہم نے مدعیان پر ماسوائے مدعی منبرہ کے کیا تہا۔ ثانیاً یہ کہ بدل اقرار نامہ مذکور کا ناجایز تہا کیونکہ وہ خلاف مصلحت عامہ کے تہا یعنی ایک عدہ استغاثہ کے واپس لینے کا اور ثالثاً یہ کہ کوٹہی کے دستخط کا موجود ہونا اگرچہ اقرار نامہ فریقین کے خلاف نہ بہی ہو تاہم بہرحال وہ خلاف اُس امید اور یقین کے تہا جس کے کہ رو سے سپردگی پر پہلے تین مدعیان نے دستخط کئے تہے۔

امور مذکورہ میں سے نہ تو امر اوّل اور نہ امر دوم بلا واسطہ طور پر تنقیحات میں اُٹہایا گیا ہے چنانچہ مسٹر سٹارلنگ کو انکی اطلاع پہونچنے کیواسطے تنقیح ششم پر انحصار کرنا پڑا ہے۔ یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ تنقیح ششم کا منشاء یہ قابلیت عطا کرنیکا تہا کہ امور مذکورہ اُٹہائے جایئں کیونکہ اُسکا اظہار وکیل مدعا علیہم نے کیا تہا اور عموماً یہ کام وکیل کا نہیں ہے کہ ایک تنقیح کا اظہار کرے جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اپنے فریق مخالف کو ایک ایسے امر کے اظہار پر مجبور کرے جو بصورت دیگر ظاہر نہو سکتا ہو اُس عام نمونہ سے جسمیں کہ تنقیحات قایم کیگئی ہیں ہم اس غیر مطمئن حالت میں ہیں کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا عذر دربارہ جبر کہ جو کسیقدر فضول اور نمائشی عمومیت مائے دربارہ دباؤ سے جداگانہ ہے دراصل کبھی عدالت اول میں اُٹھایا گیا تہا۔

جب ہمارے روبرو جبر کا عذر کیا جاتا ہے تو ہمکو صریح اور صاف خیال اس امر کا پیدا ہوتا ہے جس کے کہ متعلق ہم کارروائی کرتے ہیں جبکہ ہمارے روبرو دباؤ کی وجہ پر اپیل کیا جائے تو ہم کو تعجب ہوتا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ کہاں ہوتا ہے میں یہ بات اسوجہ سے کہتا ہوں کہ ایکٹ معاہدہ میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جبر سے کیا مراد ہے اور اسکے نتایج کیا ہیں۔ دباؤ کے متعلق اسمیں کچھ بیان نہیں کیا گیا اور اس ملک میں بلحاظ ایکٹ معاہدہ کے ایسے سوالات کا فیصلہ کیا جانا چاہئیے نہ کہ بلحاظ قانون مقدمات انگلستان کے رضامندی بلا اکراہ ایک ضروری بنا جملہ معاہدات کی ہے

سنہ ۱۹۰۶ء
ولی محمد
بنام
دنوبہائی جبام

اور رضامندی اسوقت بلا اکراہ کہلاتی ہے جبکہ وہ جبر یا داب ناجائز یا فریب یا غلط بیانی سے حاصل نہ کی گئی ہو ملاحظہ ہو دفعہ ۱۴ ایکٹ معاہدہ - اِن ناجائز بنانیوالے امور میں سے صورتحال میں ہمارا تعلق صرف جبر کے ساتھ ہے جسکی تعریف اسطرح پر کیگئی ہے : ”جبر سے مراد اُس فعل کے ارتکاب یا ارتکاب کی دھمکی ہے جوکہ از روئے مجموعہ تعزیرات ہند ممنوع ہے یا کسی مال کو بطور ناجائز روک رکھنے یا روک رکھنے کی دھمکی سے ہے جسمیں کسی شخص کو ضرر ہو اور وہ جبر اس ارادہ سے کیا جائے کہ کسی شخص سے کوئی معاملہ کیا جائے“ پس صرف ایک ہی فعل جسکے کہ تا بحد جبر پہونچنے کا اظہار مسٹر سٹارلنگ کرسکتا تہا کارروائیات فوجداری کا اندوہ میں رجوع کیا جانا تہا اور اُسنے یہ حجت کی تہی کہ وہ ایسا جبر ہے جو بروئے دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ممنوع ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ (صاحب موصوف نے دفعہ مذکور کو پڑھکر بیان کیا کہ) :-

درصورتیکہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تنقیح ششم عذر جبر کو شامل کرنیکے قابل نہیں ہے تاہم یہ امر تسلیم کیا جانا چاہئے کہ دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند اسقدر وسیع نہیں جسقدر کہ حوالہ دیا گیا ہے اور نہ میں اسمیں کوئی سراغ دفعہ ۱۴ ایکٹ معاہدہ کا حوالہ دئے جانیکا دیکہتا ہوں -

پس ہم کسطرح پر ان واقعات کی موجودگی میں کوئی اہم توجہ اس نکتہ چینی کیطرف مبذول کرسکتے ہیں جو عدم موجودگی اُس شہادت پر منحصر ہے جو اُس امر سے متعلق ہے جسکی نسبت مشکل سے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اُسکا حوالہ دوران کارروائیات میں دیا گیا ہے بطور امر واقعہ کے کرو صاحب جٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ پہلے تین مدعیان نے ”بلا اکراہ و اجبار اور بالارادہ طور پر عمل کیا تہا نہ کہ تابع تخویف کے اور کہ اقرارنامہ مابین فریقین بالکل مناسب اور بہترین ممکن انتظامات مابین فریقین تہا“ وہ نتیجہ اُس زبانی شہادت پر مبنی تہا جو کہ صاحب جٹس کے روبرو دیگئی تہی جسکے کہ نتیجے کے طور پر اُسنے نہ صرف یہ سمجہا تہا کہ مدعیان اپنے دعوے کے ثابت کرنیسے قاصر رہے ہیں بلکہ یہ کہ شہادت گواہان مدعا علیہم کو فوقیت دیجانی چاہئے تہی میں کامل طور پر اُس نتیجہ کو منظور کرتا ہوں اور جبر کا عذر بے بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے -

ازاں بعد میں اس عذر پر غور کرتا ہوں کہ سپردگی کا بدل ناجائز اور خلاف مصلحت عامہ کے تہا - اُسوقت تک یہ عذر اُٹھایا نہ گیا تہا جبتک کہ ہمارے روبرو بحث شروع نہ ہوئی تہی

سنہ ۱۹۰۰ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی حسام

اور یہ امر نہایت بے انصافی ہوگا اگر ہم یہ اجازت دیں کہ اسطرح کا ایک امر اُٹھایا جائے حالانکہ اُسکا کوئی ذکر عدالت ماتحت میں نکیا جانیکی وجہ سے کوئی شہادت اُسکے متعلق پیش نکیگئی تھی۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ مدعیان اب امر مذکور کو نہیں اُٹہا سکتے۔

اب میں آخری وجہ کیطرف عود کرتا ہوں جسکی بنا پر یہ حجت کیگئی ہے کہ فیصلہ ثالثی کالعدم قرار دیا جانا چاہئے۔ یعنے کورجی کے دستخط کا موجود نہونا۔

یہ امر شروع میں تسلیم کیا جانا چاہئے کہ کورجی پر فیصلہ ثالثی قابل پابندی نہیں ہے مگر یہ بھی صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مدعاعلیہم نے کبھی اُسکو پابند سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ظاہر کیا ہے کہ فیصلہ ثالثی کا یہ اثر تہا۔ کیونکہ یہ امر یاد رکھا جانا چاہئے کہ وہ نالش اندو میں کوئی فریق نہیں ہے۔ اولاً کورجی کے متعلق کارروائی کرنا آسان ہوگا کیونکہ گو اس امر پر بہت زور دیا گیا ہے کہ وہ مدعیان کے ساتھ شامل ہے تاہم میری رائے میں یہ مشکل نہوگا کہ وہ سبکدوش کیا جائے اور اُسکی خاطر جمعی کیجائے۔ وہ سوال اول جو میں اپنے آپ سے پوچھتا ہوں یہ ہے کہ "آیا کورجی کو کبھی مناسب طور پر یہ اندیشہ تہا کہ فیصلہ ثالثی اگر قایم رہنے دیا جائے تو اُسکو ضرر عظیم پہونچیگا"؟ ہمکو معلوم نہیں ہوتا کہ اُسنے کوئی تندہی یا سرگرمی ظاہر کی ہو جو کہ ایسے موقعہ پر کیجاتی ہے بظاہر اُسکو کوئی مذاق نالش قانونی کی تکلیف اُٹھانیکا نتھا۔ اُسنے عدالت میں بیان کیا ہے کہ "دتو نے میرے خرچہ کی ذمہ داری کی ہے۔ وہ تحریری نہیں ہے جبتک کہ اُسنے ایسا نہ کیا تہا مینے مدعی بننے سے انکار کیا تہا" کیوں صورت اُسکے خلاف ہونی چاہئے؟ اگر قیاس کیا جائے تو اُسکا ماہ اگست میں دیوالیہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اُسکی حالت مالی ماہ جولائی میں کیسی تہی جبکہ نالش شروع کیگئی تہی اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا خیال نالش کرنیکا نہ تہا۔ اُسپر کبھی نالش نہیں کیگئی اور مابین اُس کے اور اُسکی ذمہ داری کے اب دو اہم سدراہ پیدا ہوتے ہیں یعنے اُسکا دیوالیہ ہونا اور دعوے کا زائد المیعاد ہونا۔ کورجی نے مقدمہ ہذا میں ہمارے روبرو اہم حصہ نہیں لیا اور میرا خیال ہے کہ میں بعد ازیں بغیر اُسکو نقصان پہونچانے کے یہ تصور کرسکتا ہوں کہ اُسکا خیال تنازعہ حال کرنیکا نہیں ہے۔

مگر صورت اُن تین شریک مدعیان کے مقابلہ میں کیسی ہے جنکا کہ ذکر میں بعد ازیں بطور مدعیان کے کرونگا۔ شہادت کا مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اُنہوں نے صاف صاف ایسا بیان کیا جسمیں کوئی اکراہ ظاہر کیا ہو جیسا کہ اُنکے دعوے کے حق میں مفید معلوم ہوتا تہا اور یہ امر اُنکو اعتبار پر منحصر ہے کہ اُنہوں نے

سنہ ۱۹۰۱ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی حسام

کسی موقعہ پر کسی مناسب اندیشہ کا موجود ہونا ظاہر نہیں کیا اِلّا دوبارہ نالش اندور کے اور ایسا کرنے میں اُنہوں نے کوجی کیطرح درست قیاس کیا ہے جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر کونسی وجہ اس قیاس کے کرنیکی موجود ہے کہ اس نالش اندور سے اُنکو ضرر عظیم پہونچیگا؟ میں کوئی وجہ معلوم نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ وہانکی عدالت ہذا کیطرح مدعیان کے عذرات پر کامل انصاف نہ کریگی - میں اس موقعہ پر یہ رائے ظاہر کر سکتا ہوں کہ وہ اندیشہ جو ان مدعیان کو درباب ضرر کے تہا جو بصورت قایم رہنے فیصلہ ثالثی کے اُنکو پہونچ سکتا تہا اُس سے اُنکو یہ خیال نہ آیا تہا کہ وہ ایک حکم بدین مضمون کی استدعا کریں کہ وہ حوالہ اور منسوخ کیا جائے۔

لیکن قطع نظر اسکے وہ کونسے واقعات ہیں جنپر کہ مدعیان نے بطور ایسے واقعات کے انحصار کیا ہے جنکی روسے وہ عدالت ہذا کی رعایت کے مستحق ہو سکتے ہیں تا کہ ہم باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے دست اندازی کریں؟ اپنے عرضیدعوے میں اُنہوں نے مدعا علیہم کے برخلاف نہ صرف سازش کا الزام لگایا ہے بلکہ یہ بیان کرنے میں بھی تامل نہیں کیا کہ فیصلہ ثالثی "فریبانہ طور پر اور ثالثان کے ساتہہ سازش کرکے تیار کیا گیا ہے" مسٹر سٹارلنگ نے ہماری رائے میں نہایت مناسب طور پر ان سخت بیانات کی تائید کرنے سے اجتناب کیا ہے - اسلئے ہم اس عذر فریب کو نظر انداز کر سکتے ہیں گو بلحاظ اُس چالاکی کے جس کے کہ ساتہہ ایسا عذر بسا اوقات کیا جاتا ہے مجھے اُس ناراضگی کا اظہار کرنا چاہیئے جو کہ عدالت ایسے بے بنیاد الزامات کے متعلق ظاہر کرتی ہیں - گو ایسا الزام مدعیان کو عدالت کی امداد کا غیر مستحق نہیں بناتا جبکہ بلا واسطہ وجوہات واوسی بیان کیگئی ہوں تاہم یہ صحیح طور پر نہیں سمجہا جا سکتا کہ اُسکی رو سے مناسب طور پر تاوان خرچہ متعلق ہو سکتا ہے۔

پس عذر فریب کو نظر انداز کرکے سوال یہ ہے کہ مدعیان کا طریق عمل کیا رہا ہے؟ نور علی اُسوقت حاضر تہا جبکہ غلام حسین سار کو بطور ثالث عمل کرنیکے لئے کہا گیا تہا - دتو اور ویرجی نے واقعی طور پر کاغذ سپردگی پر دستخط کئے تہے - ویرجی کا منشا اپنی دوکان کیطرف سے دستخط کرنیکا تہا جسکا کہ ایک رکن نور علی تہا (یہ امر صریح نہیں کہ آیا نور علی اس موقعہ پر حاضر تہا) - دتو اور ویرجی دونوں ثالثان کے پاس تاریخ دستخط بر سپردگی ۹ ستمبر تاریخ وصدور فیصلہ ثالثی ۱۷ ستمبر سنہ ۹۵ء کے مابین جاتے رہے تہے اُن دونوں نے دستاویز پر مدین بیان دستخط کئے تہے کہ اُنہوں نے فیصلہ ثالثی کو پڑہا ہے اور اُسمیں رضامندی ظاہر کی ہے اور اُنہوں نے اپنے آپکو اُسکے مطابق عمل کرنیکا پابند بنایا تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی حسام

ویرجی نے پہر اپنی دوکان کیطرف سے عمل کرکے نورعلی کے روبرو دستخط کئے تہے۔ اُنہوں نے کبہی کوئی اعتراض کارروائیات کے متعلق نہ اُٹھایا تہا جبکہ وہ دائر ہوتہیں اور نہ کوئی عذر فیصلہ ثالثی کی متعلق بعد اُس کے صادر کئے جانیکے کیا تہا۔ مگر وہ اب یہ کہتے ہیں کہ وہ اُسکی پابند نہیں ہیں۔ آیا وہ طریق عمل مدعیان کو رعایت کا مستحق بناتا ہے؟ صریح طور پر نہیں۔ مگر مدعیان مذکور اقرار نامہ قابل پابندی فیصلہ ثالثی پر دستخط کرنیکی تشریح بدیں بیان کرتے ہیں کہ ثالثان نے اُنکے سامنے ایک سادہ کاغذ ہشامپ پیش کیا تہا اور اُسنے یہ کہا تہا کہ اُنکو یعنے ثالثان کو اُسکی ضرورت اغراض ثالثی کیواسطے ہے اور اسپر مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے کاغذ مذکور پر حسب استدعا دستخط کر دئے تہے گر و صاحب جج نے اس بیان کو معتبر سمجہنے سے انکار کیا ہے اور میں کامل طور پر اُنکے ساتھ اور اُن وجوہات میں اتفاق کرتا ہوں جو کہ اُس نے اپنے نتایج کی تائید میں بیان کی ہیں (صاحب موصوف نے از اں بعد شہادت بہ امر مذکور پر غور کرکے یہ بیان کیا کہ) از اں بعد مدعیان نے یہ بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے صریح طور پر بروقت دستخط کرنے کے کاغذ سپردگی پر یہ وعدہ کیا تہا کہ وہ غیر مؤثر ہوگا اگر اُسپر جملہ فریقہا ئے دستخط نہ کریں (صاحب ممدوح نے شہادت متعلق بہ این امر پر بہی غور کرکے بیان کیا کہ :-) کہ اسمیں بہی میں کامل طور پر گر و صاحب جج کے اس نتیجہ سے اتفاق کرتا ہوں جو کہ اُنہوں نے شہادت مذکور سے اخذ کیا ہے اور میں قرار دیتا ہوں کہ مدعیان اقرار بیان کردہ کے ثابت کرنیسے قاصر رہے ہیں۔

پس تحقیقات اس حد تک محدود ہو جاتی ہے کہ آیا مدعیان مذکور عدالت کی امداد کا دعوے محض اسوجہ پر کر سکتے ہیں کہ کورٹ پر فیصلہ ثالثی قابل پابندی نہیں ہے؟ جبکہ یہ استعمال اختیار تمیزی عدالت زیر باب ۵ ایکٹ معاہدہ خاص (ایکٹ ۱ بابت ۱۸۷۷ء) کی تحریک کیجائے تو یہ امر صریح طور پر قابل لحاظ ہے کہ آیا مدعیان نے تذبذب کی کارروائی کی ہے اور کہ آیا اُنکی طرف سے کوئی ورنگ کئے جانیکی وجہ سے مدعاعلیہم کی حیثیت تبدیل ہو گئی ہے اور نیز اس امر پر غور کیا جانا چاہئے کہ اُنکے دعوے کی نوعیت کیا ہے جس امر کی نسبت کہ منیج قبل از یں اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

جبتک کہ اُنہوں نے نالش حال ۷ جولائی ۱۸۹۸ء کو دائر نکی تہی یعنے دو سال ۱۰ ماہ بعد از صدور فیصلہ ثالثی تک معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اعتراض اُس کے متعلق نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ ایکٹ میعاد کے رو سے تین سال کی میعاد ارجاع نالش حال کیواسطے عطا کیگئی ہے مگر اسکے برخلاف یہ امر ملحوظ رکہنے کے قابل ہے کہ یہ امر بہی اغلب ہے کہ وہ عرصہ جو اُنہوں نے منقضی ہونے دیا ہے اُس چارہ جوئی کو نا ید المیعاد بناتا ہے جو کہ مدعاعلیہم کو قطع نظر فیصلہ ثالثی کے حاصل ہوتی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ولی محمد
بنام
دتو بہائی حسام

اس بیان مدعی کے متعلق کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ انکو یہ امید تھی کہ کورجی نے سپردگی پر دستخط کئے ہیں۔ اس امر کی تطبیق کسطرح اس امر واقعہ کیساتھ ہوسکتی ہے کہ کاغذ سپردگی پر کورجی کا نام موجود تھا اور انہوں نے اسپر بغیر کسی لفظ اکراہ کے ظاہر کرنیکے دستخط کئے تھے اور انہوں نے بعد میں فیصلہ ثالثی پر دستخط کئے تھے اور اسکی تصدیق کی تھی۔ مسٹر شارلنگ نے کسیقدر انحصار اس امر واقعہ پر کیا ہے کہ کورجی کا نام فیصلہ ثالثی میں مذکور ہے۔ مگر اُسکا یہ خیال تہا کہ وہ خطرناک حالت میں ہے اُسنے یہ ظاہر نہ کیا تہا کہ اس امر واقعہ سے اُسکے موکل کی رائے پر اثر پڑتا ہے کیونکہ انہوں نے حلف اُٹھایا ہے کہ فیصلہ ثالثی پر دستخط کرنے کے وقت اُنہوں نے اسکو نہیں دیکھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ اس امر کو نہ تو کرو صاحب جج نے اور نہ ہمنے باور کیا ہے۔ مگر ایسے اقرار نامہ کی بنا پر استدعا کرنا نہایت مشکل تہا جو اُنکی حلفی شہادت کے بالکل خلاف تہا مسٹر شارلنگ اس امر واقعہ کی نسبت صرف یہ ظاہر کرسکا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثالثان نے یہ سمجھا تہا کہ کورجی کا اشتمال ایک شرط ماتقدم مدعیان مذکور کی رضامندی کی ہے۔ مگر اسکی برخلاف ہمارے روبرو مثبت شہادت ثالثان کی موجود ہے۔

ہمنے ان امور پر یہ معلوم کرنیکے واسطے مفصل بحث کی ہے کہ مدعیان کا طریق عمل کیا رہا ہے۔ مگر مطابق اُس رائے کے جو کہ منجے اختیار کی ہے اس امر کا فیصل کرنا غیرضروری ہوجاتا ہے کہ آیا عذر و بابت فیصلہ ثالثی کے جو مدعیان نے کیا ہے ایک جایز عذر ہے کیونکہ منجے یہ قرار دیا ہے کہ بہ تعمیل اپنے اختیار تمیزی کے عدالت ہذا کو چاہئے کہ مدعیان کو داد رسی مستدعیہ عطا نہ کریں میں کامل طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ عدالت ہذا جایز طور پر عدالت اول کے استعمال اختیار تمیزی میں دست اندازی نہ کریگی۔ مگر صورت حال میں ہم کسیطرح اس قاعدہ کی تردید نہیں کرسکتے۔ فیصلہ مذکور سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کرو صاحب جج نے مقدمہ کے اس پہلو پر ہرگز غور نکیا تہا۔ اُسنے صرف یہ قرار دیا تہا کہ قانونی عذر دربارہ فیصلہ ثالثی کے جایز تہا اور اُسنے بظاہر یہ خیال کیا تہا کہ داد رسی بطور اسکی نتیجہ کے عطا کیجانی چاہئے۔ اُسنے اس معاملہ میں ہرگز اپنے اختیار تمیزی کا استعمال نکیا تہا۔

میں اس عذر کے جواز کا فیصلہ کرنیسے اجتناب کرتا ہوں جو اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ کورجی پابند نہیں ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری کوئی رائے عدالت اندور کے فیصلہ میں خلل انداز نہ ہو۔ اور چونکہ ہم سنتے کرو صاحب جج کا فیصلہ متعلق بایں امر نہ تو بحال رکھا ہے اور نہ منسوخ کیا ہے اسلئے عدالت اندور کو کسی طرح اپنے فیصلہ میں ہائیکورٹ ہذا کے فیصلہ کو ملحوظ نہ رکہنا چاہئے۔

برت نرائن بنام ونوبھائی ساسام

مین صرف یہہ کہتا ہون کہ مین اُس رائے کے ساتہہ اتفاق نہین کرسکتا جو کہ صاحب جج نے بہ مفہوم ظاہر کی ہے کہ مقدمہ انترام بنام جیس (۱) کامل طور پر متعلق ہے ۔ کیونکہ اُس مقدمہ مین دستاویز سپردگی کا منشاء مابین جملہ شرکاء کے تحریر کیے جانیکا تہا گو وہ صرف اُنمین سے دو نے تحریر کی تہی ۔ جو کچہہ کہ مقدمہ مذکور مین قرار دیا گیا تہا وہ یہہ تہا کہ چونکہ ہر ایک کا بدل دربارہ تحریر کرنے سپردگی از طرف خود کے سپردگی بجانب جملہ شرکاء تہا اور چونکہ سپردگی سب نے تحریر کی تہی اسلئے بدل قاصر رہا تہا اور نتیجہ یہہ تہا کہ ثالثان کو کوئی اختیار حاصل نتہا ۔ مگر صورت حال مین مدعاعلیہم کا عذر یہہ ہے کہ یہہ ایک جزو زر بدل کا نتہا کہ کورجی ایک فریق سپردگی ہونا چاہئے اور اگر وہ صحیح طور پر ثابت کیا جائے تو وہ اصول جو مقدمہ مذکور مین قایم کیا گیا ہے کوئی علاقہ نہین رکہتا ۔ مین اسکے علاوہ اور کچہہ کہنا نہین چاہتا ۔ سوال مابین فریقین کے (جبکہ اسکی درست حدود معلوم کیجاتی ہین) ایک نہایت مختصر سوال ہے اور مین خیال نہین کرتا کہ عدالت اندور کو اُسکے متعلق کارروائی کرنے مین کوئی مشکل پیش آئیگی ۔

مگر جہانتک کہ ہمارا تعلق ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ کوئی مقدمہ ہماری طرف سے خاص دست اندازی زیر باب ۵ ایکٹ ہذا دو سری خاص کئے جانیکا ثابت نہین کیا گیا ۔ مدعیان نے یہہ ثابت نہین کیا کہ انکو معقول اندیشہ اس امر کا تہا کہ اگر فیصلہ ثالثی قایم رہنے دیا جائے تو انکو ضرر عظیم پہونچیگا ۔ اور نہ انکا طریق عمل ایسا رہا ہے جس سے ہم اپنا اختیار تمیزی زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ مذکور اُن کے حق مین استعمال کرسکین ۔

اسلئے اپیل منظور کیا جانا چاہئے ۔ کہ صاحب جج کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہئے اور رسپانڈنٹان کو اپیلانٹان کا خرچہ ادا کرنا چاہئے ۔

اٹرنیان از طرف مدعیان : میسرز اردشیر ہرمزجی اینڈ ڈنشا ۔

اٹرنیان از طرف مدعاعلیہم : میسرز تہاکرداس دھرمسی کاما اینڈ ہرمزجی ۔

---

(۱) (۱۸۱۲ع) ایسٹ رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۹ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دیوانی ۳

اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر پارسنز صاحب جسٹس و مسٹر راناڈے صاحب جسٹس

۱ اپریل سنہ ۱۹۰۱

برت نرائن (مدعاعلیہ) اپیلانٹ **بنام** برت جے سنگھ وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان

تبنیت - وارث بازگشت - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مدات ۱۱۸ و ۱۴۱ - نالش بجانب وارث بازگشت کے واسطے دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے -

ایک نالش بجانب ہندو وارث بازگشت کے واسطے دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے بعد وفات لاولد بیوہ کے بروئے مد ۱۱۸ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے زائد المیعاد ہے اگر دعوی نسبت ایسے قبضہ کے بغیر منسوخ کرانے مدعاعلیہ کی تبنیت کے ثابت نہوسکے جبکہ کہ علم مدعی کو ارجوع نالش سے چھ سال پہلے ہوا ہو -

رائے جی کھودا جو ایک ہندو تھا سنہ ۱۸۶۳ء میں ایک لاولد بیوہ چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا سنہ ۱۸۸۳ء میں مدعیان نے ایک درخواست واسطے سرٹیفکیٹ وراثت جائداد متوفی کے زیر ریگولیشن ۸ سنہ ۱۸۲۷ء کی تھی - بیوہ مذکور نے درخواست کی مخالفت بدین بیان کی تھی کہ متوفی نے ایک لڑکا (مدعاعلیہ مذ) سنہ ۱۸۶۳ء میں متبنی کیا تھا - سرٹیفکیٹ کے عطا کرنے سے انکار کیا گیا تھا اور فریقین کو یہ ہدایت کیگئی تھی کہ سوال مسئلہ تبنیت کے فیصل کرانیکے واسطے نالش رجوع کریں - مگر کسی فریق نے نالش رجوع نکی تھی -

سنہ ۱۸۹۷ء میں بیوہ مذکور فوت ہو گئی تھی اور سب مدعیان نے بحیثیت ورثائے بازگشت کے متوفی رائےجی کی جائداد کا قبضہ دلاپانے کی نالش کی تھی -

مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ رائےجی کا متبنی ہے اور کہ نالش زائد المیعاد ہے -

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ تبنیت ثابت نہیں کیگئی اور کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے -

بر طبق اپیل دوم تجویز ہوئی کہ گو مدعاعلیہ کی تبنیت ثابت نکیگئی تھی تاہم چونکہ اُسنے ہمیشہ اپنی تبنیت کا ذکر کیا ہے جسکا مدعیکو سنہ ۱۸۸۳ء سے علم حاصل ہو گیا تھا مدعیکی نالش بروئے مد ۱۱۸ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے زائد المیعاد تھی -

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر لال شنکر اماشنکر ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل احمد آباد -

نالش بجانب ہندو ورثائے بازگشت کے واسطے دلاپانے قبضہ اُس جائداد کے جسکی کہ مستحق ہونیکا دعوی انہوں نے بعد وفات لاولد بیوہ کے کیا تھا -

ایک شخص رائےجی کھودا سنہ ۱۸۶۹ء میں ایک لاولد بیوہ بائی ...... چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا -

مدعیان بدری رشتہ داران متوفی کے تھے -

اپیل دوم عدد ۹۵۶ سنہ ۱۸۹۹ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
برت نرائن
بنام
برت جے سنگھ

سنہ ۱۸۹۰ء مین مدعیان نے ایک درخواست زیر ریگولیشن ۸ سنہ ۱۸۲۷ء واسطے سرٹیفکیٹ وراثت رائجی کے کی تہی بائی دتر نے درخواست مذکور کی مخالفت اسوجہ پر کی تہی کہ رائجی نے ایک پسر (مدعاعلیہ علا) کو متبنی کیا ہے جو بحیثیت ایسے متبنی کے جائداد کا وارث ہے۔

اُس اسسٹنٹ جج نے جسکو کہ پاس معاملہ بغرض تحقیقات ارسال کیا گیا تہا یہ قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہ کی متبنیت ثابت نہین ہوئی۔

صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیکر کہ سوال تبنیت ایک ایسا مشکل سوال ہے جو سرسری تحقیقات مین منفصل نہین ہو سکتا ایک حکم ماہ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مین بدین ہدایت صادر کیا تہا کہ فریقین معاملہ کا فیصلہ ایک معمولی نالش مین کرائین۔ مگر فریقین مین سے کسی نے دوران حیات بائی مذکور مین نالش رجوع نکی تہی۔

ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء مین بائی دتر ایک وصیت مورخہ سنہ ۱۸۹۰ء چہوڑکر فوت ہوئی جسکی رو سے اُسنے اپنی جائداد ہستری دہن کا ہبہ بحق مدعاعلیہ کے بطور پسر متبنی کے کیا تہا۔

اسپر مدعیان نے نالش حال بطور ورثائے بازگشت متوفی رائجی کے واسطے دلاپانے قبضہ اسکی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے رجوع کی تہی۔

مدعاعلیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا تہا کہ اسکو رائجی نے سنہ ۱۸۶۳ء مین متبنی کیا تہا اور کہ اسکی تبنیت کے امر واقعہ کا علم مدعیان کو سنہ ۱۸۸۴ء مین ہوا تہا اور چونکہ مدعیان نے ایک نالش واسطے منسوخی اسکی تبنیت کے اسوقت سے چہہ سال کے اندر رجوع نہین کی جبکہ انکو تبنیت کا علم ہوا تہا اسلئے نالش زائد المیعاد تہی۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہ کی تبنیت ثابت نہین کیگئی اور مقدمہ منیا مانیا م بنام منجا یا (۱) کی سند پر یہ بہی قرار دیا تہا کہ مقدمہ تابع مد ۱۴۱ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے نہ کہ مد ۱۱۸ کے اور وہ زائد المیعاد نہین لہٰذا ایک ڈگری بحق مدعیان صادر کی تہی۔

فیصلہ مذکور بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع سے بحال رکہا گیا تہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعاعلیہ نے اپیل حال ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

اپیل ہاے مشاہ منجانب اپیلانٹ۔

برمنین (معیت جی ایس راؤ) منجانب رسپانڈنٹان۔

پارسنس صاحب جسٹس: مدعیان نے جائداد رائجی کا قبضہ دلاپانیکی نالش کی ہے جو سنہ ۱۸۶۹ء مین فوت ہوا تہا جسکی کہ مستحق وہ اوسکی بیوہ بائی دتر کی وفات پر ہوئے تہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۹۔

سنہ ۱۹۰۱ع
برت نرائن
بنام
برت جے سنگہ

مد ۱۴۱ ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۷ع کے روسے اُنکو اُس تاریخ سے بارہ سال کی میعاد ارجاع نالش کے واسطے عطا کیگئی ہی جبکہ بیوہ فوت ہوئی تہی۔ وہ سنہ ۱۸۹۵ع مین فوت ہوئی تہی اور انہون نے نالش حال اُسی سال رجوع کی تہی۔ پس بلحوظی عرضیدعوی کے نالش بین المیعاد ہی۔ مگر مدعاعلیہ نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ راجی سے سنہ ۱۸۶۳ع مین متبنی کیا گیا تہا اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ مدعیان بروئے استحقاق تصرف قدیم کے تبنیت کے جواز اور امر واقعہ سے انکار کرنیسے ممتنع ہین کیونکہ انہون نے ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ اُسکی تبنیت دراصل کبہی وقوعمین نہ آئی ہتی اُس تاریخ سے چہہ سال کے اندر رجوع نکی تہی جبکہ اُنکو اُسکی مبینہ تبنیت کا علم ہوا تہا۔

اسمین کچہہ شبہ نہین ہے کہ مدعاعلیہ نے ہمیشہ اپنی تبنیت کے امر واقعہ کا ذکر کیا ہی اور مدعیان کو سنہ ۱۸۸۴ع مین اوسکا علم ہوا تہا۔ یہ امر بہی صریح ہی کہ مدعاعلیہ اگر وہ راجی کا متبنی ہو اسکی جائداد کا وارث ہے چنانچہ مدعیان بغیر استرداد اُسکی تبنیت کے نالش مین کامیاب نہین ہوسکتے۔ مگر مجہکو یہ خیال کرنا چاہئے تہا کہ مدعیان پر یہ فرض نہ تہا کہ اس امر کے استقرار کی نالش کرتے کہ وہ تبنیت جسکا وقوعمین آنا صرف بیان کیا گیا ہے دراصل کبہی وقوعمین نہ آئی تہی کیونکہ محض زبانی بیان ایک استحقاق کا بنا دعوی کو پیدا نہین کرسکتا اور نہ وہ اُس حیثیت کو پیدا کرسکتا ہے جو کبہی وقوعمین نہ آئی ہو اور اسوجہ سے استحقاق جائداد کا زیر دفعہ ۲۸ ایکٹ میعاد زائل ہونا قرار نہین دیا گیا الا بعد ختم ہونے اُس میعاد کے جو کسی خاص شخص کے حق مین واسطے ارجاع نالش قبضہ جائداد مذکور کے محدود کیگئی ہو۔

مگر قرار یہ دیا گیا ہے کہ یہ ایک درست رائے دربارہ صورت ایک مبینہ تبنیت کے نہین ہی۔ ایکٹ میعاد کی مد ۱۱۸ مین یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک نالش واسطے قرار دینے اس امر کے کہ ایک مبینہ تبنیت کبہی وقوعمین نہ آئی ہتی اُس تاریخ سے چہہ سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئے جبکہ مبینہ تبنیت کا علم مدعیکو ہوا ہو اور عدالت ہذا کے ایک اجلاس کامل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جبتک ایسی نالش عرصہ مقرر کردہ کے اندر رجوع نکیجائے تبتک مدعی بروئے مد مذکور کے امر واقعہ تبنیت سے انکار کرنیسے ممتنع ہے۔

ملاحظہ ہو مقدمہ شرینواس مورار بنام ہنمنت چودو (۱) وہی صورت مقدمہ حال کی ہے کہ مدعاعلیہ کی نسبت یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ کبہی متبنی نہین کیا گیا تاہم اُسنے بیان کیا تہا کہ وہ متبنی ہے اور چونکہ مدعیان نے اپنے اس علم سے چہہ سال کے اندر نالش نکی تہی کہ وہ متبنی ہونیکا دعوے کرتا ہے اسلئے مدعاعلیہ کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ وہ جائز طور پر متبنی کیا گیا تہا

(۱) سنہ ۱۸۹۹ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۲۶۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
برت نرائن
بنام
برت جو سنگھ

ہم عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے حکم دیتے ہین کہ مدعیان کی نالش معہ کل خرچہ کے خارج کیجائے

راناڈے صاحب جسٹس - ابتدائی نالش رسپانڈنٹان مدعیان نے بحیثیت ورثائے بازگشت کے بر طبق وفات بائی درتر بیوہ رایجی کہود یداس کے واسطے دلاپانے قبضہ دو مکانات اور بعض جائداد منقولہ و برتن ہا ت کے مدعا علیہ اپیلانٹ حال سے رجوع کی تہی جسنے رایجی کا پسر متبنی ہونیکا دعوی کیا تہا - رایجی ایک پرت تہا اور اسکی پاس بعض اشخاص کے شجرہ ہائے نسب رہتے تہے اور ایک بہاٹ کا پیشہ کرتا تہا - اُسنے مدعا علیہ اپیلانٹ کو سنہ ۱۸۶۴ء مین بطور اپنے پسر کے اپنے گہر مین رکہا تہا اور اوسکی پرورش کرتا رہا تہا - رایجی سنہ ۱۸۶۹ء مین فوت ہوگیا تہا اور اسکی بیوہ بائی درتر اور مدعا علیہ بطور ماں بیٹونکے اکہٹے رہتے رہے تہے - سنہ ۱۸۸۴ء مین مدعیان رسپانڈنٹان نے ایک درخواست واسطے سرٹیفکیٹ وراثت رایجی کے کی تہی - بائی درتر اور مدعا علیہ نے دعوی کی تردید اسوجہ پر کی تہی کہ مدعا علیہ رایجی کا متبنی ہے - عدالت ضلع نے درخواست کے منظور کرنے سے انکار کیا تہا اور فریقین کو ماہ مئی سنہ ۱۸۸۵ء مین نمبری نالش کی ہدایت کی تہی - بائی درتر ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مین فوت ہوئی تہی اور اسیر سنہ ۱۸۹۵ء مین نالش حال واسطے دلاپانے قبضہ مکانات و برتن ہات وغیرہ کے اور واسطے دلاپانے ایک حکم امتناعی بدین مضمون بخلاف مدعا علیہ کے رجوع کیگئی تہی کہ وہ رایجی کے یجمانون سے زر پیشہ وصول نکرے - جواب دعوی یہ تہا کہ رایجی نے مدعا علیہ کو سنہ ۱۸۶۴ء مین متبنی کیا تہا اور کہ مدعیان کو مبینہ تبنیت کا علم کارروائیات سرٹیفکیٹ مین سنہ ۱۸۸۴ء کو ہوا تہا اور کہ ہر دو مکانات کا قبضہ مدعا علیہ کو بطور وارث کے حاصل ہے اور نیز بروئے وصیت بائی درتر تحریر کردہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کے اور چونکہ کوئی نالش سنہ ۱۸۸۴ء سے زائد از عرصہ بارہ سال تک رجوع نہین کیگئی اسلئے مدعیان کا دعوی زائد المیعاد تہا اور کہ حکم امتناعی عطا نہین کیا جاسکتا -

عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مبینہ تبنیت ثابت نہین کیگئی اور کہ دعوی زائد المیعاد نہ تہا کیونکہ وہ بہت کم عرصہ بعد وفات بائی درتر کے رجوع کیا گیا تہا جبکہ بنائے دعوی پیدا ہوا تہا اور کہ رسپانڈنٹان مدعیان جائداد متنازعہ کا دعوی کرنیکے مستحق بطور ورثائے بازگشت کے ہین الا دربارہ ایک از مکانات کے جو بائی درتر کا استری دہن قرار دیا گیا تہا اور اسوجہ سے بحق مدعا علیہ کے بروئے اسکی وصیت کے منتقل ہوا تہا - بر طبق اپیل کے عدالت ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ دوسرا مکان بہی جو وصیت مین شامل ہے بائی درتر نے تعمیر کیا تہا اور اسکا استری دہن تہا اسلئے ہر دو مکانات کا دعوی نامنظور کیا گیا تہا اور دیگر امور مین عدالت اول کی ڈگری بحال رکہی گئی تہی -

سن ۱۹۰۱ء
ہرت نرائن
بنام
ہرت جے سنگھ

ابتدائی مدعا علیہ نے اپیل حال بالخصوص درباره کتب شجرہ ہائے نسب کے رجوع کیا تھا اور اُس حکم امتناعی کی نسبت جو بیجا نون سے روپیہ وصول کرنیکے متعلق صادر کیا گیا تھا۔ اپیلانٹ کا عذر یہ تھا کہ دعوی نسبت کل جائداد مدعیان کے زائد المیعاد تھا اسلئے کلیتاً خارج کیا جانا چاہئے تھا۔

اسلئے اصلی امر غور طلب بمقدمہ ہذا کا تعلق سوال میعاد کے ساتھ ہے اور وہ اس امر کی تحقیقات پر منحصر ہے کہ کب بنائے دعوی پیدا ہوا تھا۔ ابتدائی مدعیان نے یہ حجت کی تھی کہ وہ اُنکے حق مین بائی دتر کی وفات پر پیدا ہوا تھا۔ مگر مدعا علیہ اپیلانٹ کا عذر یہ تھا کہ وہ اُسوقت پیدا ہوا تھا جبکہ اُسنے کارروائیات مرتفکٹ مین سنہ ۱۸۸۴ء مین متبنی ہونیکا دعوی کیا تھا جسکو ارجاع نالش سے زائد از بارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ عدالت اول مین سوال میعاد کا فیصلہ مدعیان کے حق مین اسوجہ پر کیا گیا تھا کہ چونکہ دعوی واسطے دلائے جائداد کے ہے اسلئے مدعیان کے واسطے مدعا علیہ کی مبینہ تبنیت کا منسوخ کرانا زیر دفعہ ۱۱۸ تاریخ کارروائیات مذکور سے چھ سال کے اندر ضروری نتھا نہین کہ تبنیت کا عذر اولاً اٹھایا گیا تھا اور کہ دفعہ ۱۴۱ ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے اور کہ اس وسیع میعاد مین کارروائیات سرٹیفکٹ سے خلل واقع نہین ہوتا اور یہ بھی حجت کیگئی ہے کہ اُنکے رو سے مخالفانہ طور پر دعوے تبنیت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس رائے کو عدالت اپیل ماتحت نے تسلیم کیا تھا جسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعیان کو کوئی بنائے دعوی بائی دتر کی حین حیات تک حاصل نتھا اور کہ مدعا علیہ کا قبضہ بمقابلہ مدعیان کے مخالفانہ نتھا کیونکہ وہ بائی دتر کے ساتھ اسکی وفات کے وقت تک رہا ہے۔ فیصلجات مذکور بظاہر فیصلہ مقدمہ فنا نام منجا یا (۱) اور اُن مقدمات پر منحصر تھے جنکا کہ فیصلہ مذکور مین حوالہ دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کی درستی کے متعلق مقدمہ شرینواس مورار بنام ہنمنت چدو (۲) مین اعتراض کیا گیا تھا جو ایک فیصلہ اجلاس کامل ہے جسکہ کل امر متنازعہ پر ناظم ججان نے غور کرکے یہ قرار دیا تھا کہ کمتر عرصہ میعاد زیر دفعہ ۱۱۸ دعوی حصول قبضہ جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۹

(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۲۶۰

سنہ ۱۹۰۰ء
برت نرائن
بنام
برت جی سنگھ

جبکہ دعوی دربارہ جائداد کے قبل منسوخ کرانے ہبینہ تبنیت کے ثابت نکیا جاسکے۔ اسلئے پہلی سندات پرغور کرنا ضروری نہین ہے جبکہ ذکر اجلاس کامل کے فیصلہ مین کیا گیا ہے۔ رسپانڈنٹان مدعیان غالباً ممکن طور پر اپنے دعوی بحیثیت ورثائے بازگشت متعلق بہ جائداد متنازعہ مین کامیاب نہین ہوسکتے جو مدعاعلیہ اپیلانٹ کے قبضہ مین آئی ہوئی ہے قبل اسکے کہ ہبینہ تبنیت جو ۱۸۶۲ء مین کاررروائیات سرٹفکیٹ ظاہر کیگئی ہے منسوخ نکرائی جائے۔ اورچونکہ اسوقت سے زائد از بارہ سال کا عرصہ گذرچکا ہے اسلئے یہ امر صریح ہے کہ نالش حال گو اسمین جیکا طور پر استدعائے منسوخی تبنیت نہین کیگئی محض اسوجہ سے چل نہین سکتی کہ دعوی واسطے دلاپانے قبضہ جائداد کے کیا گیا ہے۔

اسمین شبہ نہین کہ حجت یہ کیگئی تھی کہ فیصلہ کاررروائیات سرٹفکیٹ بخلاف جواز تبنیت کے تھا اور اسلئے رسپانڈنٹان مدعیان کو کوئی موقعہ اس معاملہ کی تحریک کرنیکا بائی دتر کی وفات تک نہ ملا تھا جبکہ کہ قبضہ بحیثیت بیوہ رائے جی کے اُسکی وفات تک بطور استحقاق مین حیاتی کے تھا اور کہ بحیثیت ورثائے بازگشت کے رسپانڈنٹان مستحق تھے کہ نالش بعد وفات بائی دتر کے رجوع کرین۔ مگر فیصلہ کاررروائیات سرٹفکیٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تبنیت ناجائز قرار ندیگئی تھی۔ اسمین شبہ نہین کہ اسسٹنٹ جج کی رپورٹ مین ایک اظہار رائے بدین مضمون درج ہے مگر آخری حکم صاحب جج ضلع کے روسے اس سوال کا فیصلہ نہین کیا گیا اور تقسیم کو نمبری نالش کی ہدایت کیگئی ہے۔ اسلئے رسپانڈنٹان مدعیان پر لازم تھا کہ اس اعتراض کو چھہ سال کے اندر رفع کرالیتے اور وہ بائی دتر کی حین حیات تک انتظار کرنیکے مستحق نتھے۔ چونکہ وہ زائد از عرصہ بارہ سال تک کسی دعوی کے کرنے سے قاصر رہے ہین اسلئے انکا دعوے صریح طور پر زائد المیعاد ہے۔ اسلئے مین عدالتہائے ماتحت کی ڈگریات کو مسترد کرکے دعوی کو معہ خرچہ نامنظور کرتا ہون۔

ڈگری مستردکیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس

اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

شامراؤ پانڈورنگ (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (ابتداءً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ۔*

مالک اراضی و مزارعہ۔ پٹہ۔ شرط۔ شرط جسکی رو سے مزارع اراضی کے آباد کرنے پر مجبور ہو معنی الفاظ "آباد کرنے" کے تعبیر۔

۱۶ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو بعض اراضی زمین جو متصل سمندر کے واقع تھی اور جسکا رقبہ قریب ۷۰ ایکڑ تھا گورنمنٹ نے مدعی کو پٹہ پر دی تھی تابع منجملہ دیگر شرائط کے اس شرط کے کہ اگر اسکا کل آباد نکیا جائیگا (رنواساد ہیا) جسکی واسطے دس سال کی میعاد مقرر کیگئی تھی تو پٹہ منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ دس سال کے اخیر پر صرف ۳۰ ایکڑ زمین واقعی طور پر زیر کاشت کیگئی تھی اور باقی زمین سمندر کا شور پانی اسمین آنے سے محفوظ کیگئی تھی۔ ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء میں گورنمنٹ نے پٹہ کو بوجہ منسوخ کیا تھا کہ مدعی نے کل اراضی زیر کاشت نہین کی۔ اسپر مدعی نے نالش رجوع کی جسمین اس امر کے استقرار کی استدعا کی کہ گورنمنٹ کو کوئی حق پٹہ کے منسوخ کرنیکا حاصل نتہا اور واسطے ایک حکم امتناعی کے جسکی رو سے گورنمنٹ زمین مذکور کا قبضہ حاصل کرنیسے باز رکھی جائے۔ اسنے یہ عذر کیا تھا کہ بروئے شرط مندرجہ پٹہ کے اسپر صرف یہ لازم تہا کہ اراضی کو سمندر سے محفوظ کرے اور کہ اسنے ایسا ہی کیا ہے اور کہ اسپر یہ لازم نتہا کہ اراضی کو قابل کاشت بنائے اور اگر اسپر یہ بھی لازم تہا تو اسنے جہانتک ممکن ہوسکتا تہا ایسا ہی کیا ہے۔

بمنظوری دعوی مدعی تجویز ہوئی کہ بروئے تعبیر پٹہ کے لفظ "آباد کرے" (رنواساد ہیا) سے مراد ما سوائے اسکے اور کچھ نہتی اراضی کو سمندر سے محفوظ کرے اور اسمین یہ فرض بھی نتہا کہ اراضی قابل کاشت بنائی جائے۔ مدعی نے ضروری بندھ بے واسطے بند کرنے سمندر کے پانی کے تعمیر کرلئے تہے اور وہ یہ کہنے کا مستحق تہا کہ اسنے اراضی آباد کیا ہے اور عطیہ کی شرط کو پورا کیا ہے۔

اپیل بنا راضی فیصلہ ایم بی طیب جی صاحب ڈسٹرکٹ جج تہانا۔

۱۹ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو گورنمنٹ بمبئی نے مدعی شامراؤ پانڈورنگ کو ایک پٹہ ایک وسیع قطعہ زمین دلدل کا جو سمندر کے متصل واقع تہی اور قریب ۷۶ ایکڑ رقبہ مین تہی باراضیات موضعات اوتن و گورائی واقعہ سالسٹ مین عطا کیا تہا۔

اہم شرائط پٹہ حسب ذیل تہین:۔

(۱) تشخیص پہلے دس سال کیواسطے یکم اگست سنہ ۱۸۸۴ء سے معاف کیجاتی ہے۔

(۲) بعد دس سال کی معافی اراضی مذکور کے ختم ہونیکے بیس سال تک پٹہ دار کو چاہئے کہ تشخیص بشرح ۰ فی ایکڑ فی سال کے ادا کرے

* اپیل نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۹ء۔

سنہ ۱۹۰۰ع
شاملاؤ باندر رنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

(۳) عرصہ تیس سال کے ختم ہونیکے بعد پٹہ دار پر لازم ہوگا کہ ایسی تشخیص اراضی کو ان قواعد کے مطابق کرائے جو کہ اسوقت کل اراضی کے متعلق نافذ ہونگے جس آیندہ کیواسطے اُسی شرح سے تشخیص ادا کرتا رہیگا۔

(۴) اراضی مذکور کا وہ جزو جو سرکاری سڑکوں کیواسطے علیحدہ کیا جائیگا کاشت

(۵) اگر ایک نصف مین مذکور کا عرصہ پانچ سال کے اندر آباد نکیا جائے اور کل یا اگر بند لئے کے تعمیر کرنیکا کام مناسب احتیاط اور کوشش کے ساتھہ جبکہ اراضی کا قبضہ پٹہ دار نے حاصل کیا ہو تو وہ پٹہ جو عطا کیا گیا ہے منسوخ کیا کہ اگر وہ پسند کرے تو پٹہ مذکور دوبارہ عطا کرے ؛

مدعی نے بند ہائے تعمیر کرا لئے تہے اور سمندر کے پانی کا راستہ بذریعہ بنانے ایک بند ۲ میل طویل کے بند کر دیا تہا جسپر اُسکا مبلغ للعہ سے زیادہ روپیہ صرف ہوا تہا منجملہ کل رقبہ ۴۷۰ ایکڑ کے اُسنے واقعی طور پر ۱۸۳ ایکڑ اراضی زیر کاشت کی تہی اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ باقی ۲۴۴ ایکڑ کو قابل کاشت ہے اسوجہ سے واقعی طور پر کاشت نہین کیگئی کہ اسکو مزارعان نہ مل سکے تہی مگر کل اراضی کو سمندر سے محفوظ کیگیی ہے۔

ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ع مین کلکٹر نے مدعی کو یہ نوٹس دیا تہا کہ چونکہ اُسنے کل اراضی تاریخ عطیہ سے دس سال کے اندر زیر کاشت نکی تہی اسلئے پٹہ منسوخ کیا جائیگا اور ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع کو پٹہ منسوخ کیا گیا تہا اور مدعی کو یہ حکم دیا گیا تہا کہ اراضی کا قبضہ گورنمنٹ کے حوالہ کردے۔

اسپر مدعی نے نالش حال بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل کے واسطے استقرار اس امر کے رجوع کی تہی کہ گورنمنٹ کو کوئی حق پٹہ کی منسوخی کا حاصل نہا اور واسطے حاصل کرنے ایک حکم امتناعی کے جسکی رو سے گورنمنٹ اراضی کا قبضہ حاصل کرنیسے باز رکہی جائے۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا تہا کہ مدعی نے شرائط پٹہ کی تعمیل نکی تہی اور کہ وہ مناسب طور سے منسوخ کیا گیا تہا۔

صاحب جج ضلع تہانہ نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کو کل اراضی عرصہ دس سال کے اندر قابل کاشت بنا لی چاہئے تہی اور اسلئے اُسنے یکم از اہم شرائط پٹہ کو توڑا ہے اسلئے کلکٹر کو پٹہ کے منسوخ کرنیکا حق حاصل تہا۔

اسلئے اُسنے نالش کو خارج کیا تہا۔

ری بارضی سے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

مسٹر شاہ جہانگیر شاہ منجانب اپیلانٹ ۔

مسٹر راؤ بہادر واسودیو جی کرتکار (وکیل سرکار) منجانب رسپانڈنٹ ۔

پارسنس صاحب جٹس:- نالش حال واسطے فیصل کرنے جواز اس فعل کلکٹر کے رجوع کیگئی ہے کہ اُسنے پٹہ عطا کردہ بحق مدعی مورخہ ۱۶ جون ۱۸۵۸ء کو منسوخ کردیا ہے۔ بروے اُس پٹے کے استحقاق دخیلکاری قریباً ۶۰۰ ایکڑ ارضی دلدل واقعہ مواضعات گورائی واوتن کا پٹہ دوامی مدعی کو تابع اِن شروط کے عطا کیا گیا تھا کہ بعد اُسکے آباد کرنیکے اُسے تشخیص ادا کرنی ہوگی۔ سرکاری ترجمہ قبولیت کا جو کہ شہادت مین قلمبند کیا گیا ہے حسب ذیل ہے :-

(۱) قبولیت بنام راؤ صاحب معاملتدار تعلقہ سالسٹ مین شامراؤ پانڈورنگ ساکن مکان نمبر ۲۵ جدید شرکی لوہار چاول بمبئی بذریعہ قبولیت ہذا کے کہاتہ ارضی متذکرہ ذیل واقعہ مواضعات اوتن وگورائی واقعہ تعلقہ سالسٹ ضلع تہانہ کو از طرف خود اپنے اور آیندہ نسلکے کہاتہ داران کیطرف سے قبول کرتا ہون۔

(۲) اراضی دلدل واقعہ موضع گورائی جسکا رقبہ قریباً ۵۰۳ ایکڑ کے ہے منجملہ پیمائش نمبر ۲۳۳ کے بشمولیت اراضی ملحق بہ پہاڑی ڈونگر سوسوم بہ مودیا جو موضع مذکور مین واقعہ ہے ۔

(۳) ا- زمین شوردلدل منجملہ اراضی دلدل غیر تشخیص کردہ بر کہہ دلدل واقعہ موضع اوتن کے جسکا رقبہ قریباً ۱۰۰ ایکڑ ہے۔ حدود اراضی واقعہ حدود مواضعات مذکورہ بالا کی حسب ذیل ہین :-

(۱) بجانب شرق اراضی دلدل منجملہ پیمائش نمبر ۲۳۳ واقعہ موضع گورائی واراضی دلدل منجملہ موضع اوتن اور علاوہ اسکے ایک آبنائے۔

(۲) بجانب جنوب اراضی منجملہ اراضی دلدل نمبر ۲۳۳ واقعہ موضع گورائی وپیمائش نمبر ۱۹۱ جو اراضی تجن ہے ۔

(۳) بجانب غرب اراضی منجملہ غیر تشخیص کردہ پیمائش نمبر ۲۳۳ واقعہ موضع گورائی واراضی منجملہ پیمائش نمبر ۱۲۶ و ۶۵ علاوہ اسکے اراضی منجملہ پیمائش نمبر ۲۹۵ واقعہ موضع اوتن ۔

(۴) بجانب شمال زمین شوردلدل کلیہ اراضی پیمائش نمبر ۳۱ و ۱۲۳ واقعہ موضع اوتن ۔

(۳) مین اراضی بین الحدود اربعہ مذکور کے کہاتہ کو قبول کرکے یہ درخواست کرتا ہون کہ میرا نام کاغذات سرکاری مین بطور کہاتہ دار اراضیات مذکور کے درج کیا جاے ۔

(۴) یہ کہاتہ مذکور مجھکو دوامی طور پر بشرط مندرجہ ضمن ۲ قواعد مندرجہ مجموعہ مالگذاری اراضی تابع احکام ان قواعد کے عطا کیا گیا ہے جو زیر مجموعہ مالگذاری اراضی ۱۸۷۹ء مرتب اور نافذ کئے گئے ہین شرطیں مذکورہ حسب ذیل ہین :-

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

"۱۔ تشخیص بابت دس سال کے واسطے یکم اگست ۱۸۸۸ء سے معاف کیجاتی ہے۔

"۲۔ بعد دس سال کی معافی اراضی مذکور کے ختم ہونیکے بیس سال تک پٹہ دار کو چاہئے کہ تشخیص بشرح دو روپیہ فی ایکڑ فی سال کے ادا کرے۔

"۳۔ عرصہ تیس سال کے ختم ہونیکے بعد پٹہ دار پر لازم ہوگا کہ ایسی تشخیص اراضی مذکور کی نسبت ادا کرے جو کہ اراضی مذکور پر بروئے اُن قواعد کے مقرر کیجائے جو کہ اسوقت اُس اراضی کے متعلق نافذ ہوں گے جس سے کہ بندوبست پیمائش متعلق ہو اور وہ آئندہ کے واسطے اُسی شرح سے تشخیص ادا کرتا رہیگا۔

"۴۔ اراضی مذکور کا وہ جزو جو سرکاری سڑکوں کے واسطے علیحدہ کیا جائیگا تشخیص سے مستثنے ہوگا۔

"۵۔ اگر ایک نصف زمین مذکور کا عرصہ پانچ سال کے اندر آباد نکیا جائے اور کل اراضی عرصہ دس سال کے اندر آباد نکیجائے یا اگر بندھائی کے تعمیر کرنیکا کام مناسب احتیاط اور کوشش کے ساتھ اُس وقت سے ایک سال کے اندر نکیا جائے جبکہ اراضی کا قبضہ پٹہ دار نے حاصل کیا ہو تو وہ پٹہ جو عطا کیا گیا ہے منسوخ کیا جائیگا۔ مگر کلکٹر کو اختیار ہے کہ اگر وہ پسند کرے تو پٹہ مذکور دوبارہ عطا کرے"۔

تابع شرائط مذکور کے میں کہانہ کو قبول کیا ہے۔ مورخہ ۱۶ ماہ جون ۱۸۸۹ء بمقام بمبئی۔

اہم جزو شرائط مذکور کی ضمن ۵ ہے۔ اصلی پٹہ میں یہ ضمن مرہٹی ترجمہ ضمن ۱۲ قواعد مرتبہ زیر دفعہ مالگذاری اراضی کا ہے جسمین الفاظ "درست کرے" استعمال کئے گئے ہیں۔ لفظ مذکور کا ترجمہ اُس شخص نے جسنے پٹہ کو مرتب کیا ہے بذریعہ لفظ "نو ساوہ" کے کیا ہے۔ بظاہر وہ لفظ مرہٹی زبان کا نہیں ہے۔ مگر اُن حصص کا ترجمہ جنسے کہ وہ مرکب ہے "جدید" اور "حاصل کردہ" ہے اُسکا ترجمہ بطور "درست کرے" کے مہتمم ہذا کے مترجم سرکاری نے کیا ہے۔ اور دوران بحث اپیل ہذا مین عملی طور پر قیاس یہ کیا گیا تھا کہ کوئی فرق مابین معنی ہر دو الفاظ مذکورہ کے نہیں ہے پس امر زیر تنقیح یہ ہے کہ آیا مدعی نے اُس عرصہ دس سال کے اندر جو اُسے عطا کیا گیا تھا کل اراضی کو آباد کیا تھا۔ صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا تھا کہ مدعی پر لازم تھا کہ اراضی کو قابل کاشت بناتا۔ اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ: "میری رائے میں شرائط اقرارنامہ کی تعمیل بصورتین ہوتی اگر عرصہ پانچ سال کے اندر مدعی نے نصف رقبہ اراضی کا ایسی حالت میں لایا ہوتا جسمیں مناسب زراعت کیجا سکتی تھی اور اگر عرصہ دس سال کے ختم ہونے پر مناسب زراعت کل اراضی پر کیجا سکتی بعد مجرا دیئے جانے اُن جزولے کے جو پانی کے نیچے اور ناقابل آبادکشت جانے کے ہوتے"۔ اُنہوں نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی عرصہ پانچ سال کے اندر تاریخ اقرارنامہ سے نصف اراضی کو قابل کاشت بنانے سے قاصر رہا تھا اور کل اراضی مذکور کو عرصہ دس سال کے اندر تاریخ مذکورہ سے

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکریٹری آف سٹیٹ
ہند

اور اُسنے یہ ایزاد کیا تہا کہ مہ قصور کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کافی تعداد چہوٹے چہوٹے بندونکی تعمیر نہین کرائی گئی۔ اپنے فیصلہ کے ایک جزو سابق مین گذشتہ یہ بیان کیا تہا کہ "ارضی شور اسطرح آباد کیجاتی ہے کہ اولاً اُسکے گرد ایک حائط بنایا جائے تاکہ شور پانی اُسکے اندر نہ آنا پائے اور ازان بعد اُسکا رقبہ بذریعہ تعمیر کئے جانے چہوٹے چہوٹے بندون کے تقسیم کیا جائے جنکے اندر میٹہا پانی جمع رکہا جائے مطابق بیان دمودر کے جبتک کہ چہوٹے بندہائے تعمیر نکئے جائین تبتک مناسب زراعت کاشت نہین کیجا سکتی۔ ملاحظہ ہو گیمبلز گزیٹیر جلد ۱۳ صفحات ۲۸۲ و ۲۸۳"

ین سب امور سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع کی رائے مین صرف یہی ضروری تہا کہ مدعی سمندر کے پانی کو ارضی مذکور سے باز رکہے بلکہ اسپر یہ بہی لازم تہا کہ ارضی کو ایسی حالت مین لاتا کہ اُسکے جزو کثیر پر مناسب زراعت کیجا سکے۔ وہ کل رقبہ ارضی جو مدعی نے حاصل کیا تہا مطابق اُسکے بیان کے ۱۰۷ ایکڑ ہے اسمین سے بعد مجرا دینے ریتیلے اور پتہریلے جزو ملنے کے رقبہ واقعہ مابین بندہائے مین سے ۲۰۰ ایکڑ ناقابل کاشت ہے اور باقی ۵۴ ایکڑ قابل کاشت۔ صاحب جج کی رائے یہ تہی کہ وہ ۲۰۵ ارضی مدعی کو قابل کاشت بنانی چاہئے تہی۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعی نے ضروری بندہائے بنوائے تہے اور سمندر کے پانی کو اُس رقبہ مین سے باہر رکہا تہا جسکا کہ پٹہ اسکو عطا کیا گیا تہا۔ اُسنے ایک بند قریباً ۲½ میل طول مین اور نیچے سے ۵۳ فٹ عرض کا تعمیر کرایا تہا جو اوپر سے ۵ یا ۶ فٹ عرض مین رہجاتا تہا جسپر اُسکا خرچ قریباً للعـــ روپیہ کے ہوا تہا اور باستعمال الفاظ صاحب جج کے "اُسنے اُس رقبہ کو جو اُسے عطا کیا گیا تہا عملی طور پر پانی کے اندر آنے سے محفوظ کر دیا تہا" مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسیقدر کافی تہا اور کہ ایسا کرنیکے بعد مدعی یہ کہنے کا مستحق تہا کہ اُسنے ارضی کو آباد کیا ہے یعنی یہ کہ اُسنے اُسکو سمندر سے محفوظ کر دیا ہے۔ میری رائے مین لفظ "آباد کرنے کی غرض" ایک ضمنی معاملہ ہے جسکے کہ متعلق خاص حکم دیا جانا چاہئے تہا۔ صاحب جج ضلع کی یہ رائے ہے کہ صورتحال مین آبادی بغرض کیجانی تہی کہ ارضی قابل کاشت ہو جائے۔ مین یہ معلوم نہین کر سکتا کہ کیون ایسا سمجہا جانا چاہئے کیونکہ پٹہ مین اُسکے متعلق کچہہ بیان نہین کیا گیا۔ پٹہ سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی بعد آباد کرنے زمین کے اُسکے متعلق حسب منشا خود کارروائی کر سکتا ہے۔ یہ امر بلاشبہ طور پر باہیر ضروری نہا کہ کل ارضی کو قابل کاشت بناتا کیونکہ اسکو اجازت دیگئی تہی کہ اُسکا کچہہ حصہ مطابق اپنی مرضی کے سڑکون کے واسطے علیحدہ کرے اور وہ جزو جو اسطرح پر علیحدہ کیا جائے تشخیص سے مستثنے کیا گیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
شاہ اوپاہند ونگ
بنام
سکرٹری سیٹ آف انڈیا

نیز صاحب جج نے قریبًا ۲۰۰ ایکڑ اراضی کو ناقابل کاشت تسلیم کیا ہے مگر ایسا کرنا چاہئیے ایک ایسی شرط
ایزاد کرنا ہے جو اسمین موجود نہین ۔ اگر کل اراضی کے کاشت کرنے کا عدم امکان سطرح تسلیم کیا جائے تو
یہ ایک نہایت قوی حجت اس امر کی ہے کہ فریقین کی یہ نیت نہتی کہ کل اراضی قابل کاشت بنائی جانی چاہئیے اور
کہ اس امر کے معلوم کرنیکی مشکل پیدا ہوگی کہ کسقدر حصہ قابل کاشت بنایا جانا چاہئیے اس مشکل کے حل کرنیکے
لئے کوئی وسائل موجود نہین ہین اور صاحب جج نے ایسا کرنیکی کوشش نہین کی ۔ اُسکے فیصلہ مین صرف یہہ
بیان کیا گیا ہے کہ واقعی کاشت کی مقدار مطابق بیان گواہان کے کسقدر تہی اور اُسنے کوئی رائے دربارہ
وقعت اُس شہادت کے ظاہر نہین کی ۔ یہ امر صریح ہے کہ واقعی رقبہ کاشت کردہ وہی نہین ہے جسقدر کہ
واقعی قابل کاشت رقبہ ہے ۔ شہادت دربارہ مقدار رقبہ مذکور کا حوالہ صاحب جج نے نہین دیا لیکن اگر
ہم اُس شہادت پر غور کرین ۔ تو اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کے دعوی کی اہم طور پر تائید ہوتی ہے ۔
چنانچہ گواہ عنٓا طلب کردہ از طرف مدعاعلیہ نے بیان کیا ہے کہ ”کل رقبہ کہار کا ۷۵۹ ایکڑ ہے اور کہ ۳۰۸ ایکڑ
زیر کاشت ہین اور ۴۴۳ گو قابل کاشت ہین مگر کاشت نہین کئے گئے“ مین یہ متصور کرتا ہون کہ لفظ ”قابل
کاشت“ کا استعمال مطابق اُسکے عام معنونکی کیا گیا ہے بالخصوص جب گواہ مذکور نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر
ایک بند بنایا جاتے اور تازہ پانی شورہ زمین پر دو یا تین سال تک پڑتا رہے تو وہ قابل کاشت ہوجاتی ہے ۔
مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ اراضی مذکور قابل کاشت ہے اور کہ اس امر کی صرف ایک ہی وجہ کہ کیون اُسکی
کاشت نہین کیگئی یہ ہے کہ اُسکو اُسکی کاشت کرنیکے لئے مزارع نہین مل سکے ۔ میری رائے مین اُس کی
یہ وجہ معتبر سمجھی جانی چاہئیے ۔ اراضی کی کاشت سے صریح طور پر اُسکو فائدہ تہا کیونکہ اُسکو اراضی مذکور کی تشخیص
ادا کرنی پڑتی ہے خواہ اُسکی کاشت کیجائے یا نہ اور وہ طبعی طور پر اُس سے بہتر لگان حاصل کرنے کی
کوشش کرتا یہ معلوم نہین ہوتا کہ کیون گورنمنٹ نے پٹہ کے منسوخ کرنیکا ارادہ عرصہ دس سال کے
ختم ہونے پر کیا ہے جبکہ بصورت درست ہونے اُنکے عذر کے بعد منقضی ہونے عرصہ پانچ سال کے
بہی وہ جائز طور پر ایسا ہی کرسکتے تہے کیونکہ یہی حالت اسوقت بہی دربارہ ایک جزو اراضی واقعی
زیر کاشت کے موجود تہی جو کہ اب موجود ہے یعنی اُسوقت نصف سے کمتر اور اب کل سے کمتر
کاشت کیگئی تہی ۔ مگر اُنکی طرف سے اسبارہ مین خاموشی اختیار کئے جانے کے متعلق کوئی وجہ
ظاہر نہین ہوئی ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکریٹری سٹیٹ
آف ہند.

میری رائے مین مدعی نے شرائط پٹہ کو نہین توڑا - بند لائے گے بنانیکا کام (صرف ایک ہی کام جو کلہ پٹہ مین خاص کیا گیا تہا) کیا جاچکا ہے اور اراضی سمندر سے محفوظ کیگئی ہے - اسکو قابل کاشت بنانیکے کام کا ذکر پٹہ مین نہین کیا گیا لیکن اگر اسکا ذکر کیا بہی جاتا تاہم مین شہادت مندرجہ مسل پر غور کرکے یہ قرار نہ دے سکتا تہا کہ وہ کام نہین کیا گیا - شہادت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک خفیف جزو اراضی کا واقعی طور پر کاشت کیا گیا ہے - مگر واقعی کاشت دراصل کوئی از شرائط پٹہ نہین ہے - صرف امر مذکور بطبق اپیل کے زیر تنقیح تہا - دیگر امور دربارہ اُس اقرارنامہ کے جسکو کہ تحریر کردینے کا حکم مدعی کو دیا گیا تہا اور دربارہ ماہی گیری کے بخلاف مدعاعلیہ کے صاحب جج ضلع سے فیصل کئے گئے ہین اور اُنکے متعلق کوئی اعتراض نہین کیا گیا -

ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کرکے مدعی کو دادرسی بمستدعویہ معہ اُسکے خرچہ تنازعہ ہذا کے عطا کرتے ہین -

رانا ڈے صاحب جسٹس :- اہم امر متنازعہ اپیل ہذا مین ایک پٹہ آبادی زمین یا اُس اقرارنامہ کی تعبیر پر منحصر ہے جو مدعی اپیلانٹ نے بحق رسپانڈنٹ مدعاعلیہ کے ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۵ء کو تحریر کردیا تہا جس اقرارنامہ کو کہ رسپانڈنٹ نے سنہ ۱۸۹۶ء مین منسوخ کردیا تہا - یہ منسوخی اسوجہ پر کیگئی تہی کہ اپیلانٹ مدعی اُن شرائط معاہدہ کی تعمیل سے قاصر رہا ہے جو اقرارنامہ جون سنہ ۱۸۸۵ء مین درج تہے - کیونکہ اُسنے کل زمین کو آباد نکیا تہا جس سے وہ قابل کاشت ہوجاتی بلکہ اُسنے اُسکا بہت خفیف جزو آباد کیا تہا - مدعاعلیہ رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ قصور اپیلانٹ مدعی کا اُسکو پٹہ کے منسوخ کرنیکے قابل بناتا تہا - بخلاف ازین اپیلانٹ مدعی نے یہ دعوی کیا ہے کہ اُسنے شرائط معاہدہ کی تعمیل کی ہے جنکا کہ تعلق آبادی زمین کے ساتہ تہا اور کہ رسپانڈنٹ کو کوئی حق پٹہ کے منسوخ کرنیکا حاصل نہ تہا یہی اہم امر متنازعہ مابین فریقین کے ہے چند دیگر خفیف امور بہی موجود ہین جنپر کہ ساتہ ہی غور کیا جانا ضروری ہے کیونکہ اُنکا اہم تعلق اصل تنازعہ کے ساتہ ہے -

وہ اراضی جو آباد کیجانی تہی دو مواضعات مین واقعہ تہی قریباً ۲۵۶ ایکڑ کے موضع گورائی مین اور قریباً ۱۰۷ ایکڑ کے موضع لوتن مین - رقبہ مذکور مسلمہ طور پر دلدلی زمین تہا جسپر بوقت جوار بہاٹا سمندر کا شور پانی بہ آتا تہا اور اُسکے آباد کرنیکا ذمہ مدعی اپیلانٹ نے اوٹہایا تہا - اسکا عطیہ وہ فوری

سنہ ۱۹۰۰ء
سامراؤ مانڈورنگ
بنام
سکرٹری سٹیٹ آف ہند

سنہ ۱۸۸۴ء مین دیا گیا تہا اور بہ تقبیل یعنی خط وکتابت مابین فریقین کے اراضی دلدل مذکورہ بالا بشمولیت کسقدر اراضی پہاڑی کے جو حقیت پیمائش بہ عطا کی گئی تہی مدعی اپیلانٹ کے قبضہ مین ماہ مئی سنہ ۱۸۸۴ء مین دی گئی تہی اور بعد اراضی مذکورہ کا کہاتہ دار بنایا گیا تہا۔ جہانتک کہ دلدلی زمین کا تعلق شرائط مقرر کردہ قلمبند نکیگئی تہین مگر اس خط وکتابت مین قاعدہ ۱۲ قواعد مصدرہ زیر مجموعہ مالگذاری اراضی دفعہ ۲۱۴ کا حوالہ دیا گیا تہا۔

سنہ ۱۸۸۵ء مین ایک مرہٹی زبان کی قبولیت مدعی اپیلانٹ نے بحق رسپانڈنٹ کے تحریر کردی تہی جسمین اُسنے اُن شرائط کا ذکر کیا تہا جنپر کہ عطیہ مذکور دیا گیا تہا۔ اہم شرط یہ تہی کہ نصف زمین پانچ سال مین اور کل عرصہ دس سال مین آباد کیجائیگی جس عرصہ کے بعد تشخیص جزو آہستہ لگائی تہی اور بعد تین سال کے پوری تشخیص لگائی جانی تہی۔ کوئی پٹہ بالمقابل رسپانڈنٹ نے ماہ فروری سنہ ۱۸۹۲ء تک مرتب نکیا جبکہ ایک مسودہ تیار کیا جاکر اپیلانٹ کے پاس دستخط کرنیکے واسطے بہیجا گیا تہا۔ چونکہ مسودہ مذکور مین بعض امور مین اُس مرہٹی قبولیت کی شرائط بحال رکہی گئی تہین جو کہ ماہ جون سنہ ۱۸۸۵ء مین تحریر کیگئی تہی اسلئے اپیلانٹ مدعی نے اُسکے تحریر کردینے سے انکار کیا تہا۔ وہ کل کہاتہ پر حسب سابق قابض رہا تہا اور جزو اُحسب شرائط مقرر کردہ سنہ ۱۸۹۵ء جبکہ دس سال کی میعاد ختم ہوگئی تہی تشخیص ادا کرتا رہا تہا۔ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مین رسپانڈنٹ نے ایک نوٹس مدعی کے نام بدین بیان جاری کیا تہا کہ چونکہ اُسنے ابہی صرف پانچ ایکڑ زمین کاشت کی ہے اسلئے اُسنے اُس معاہدہ کی شرائط کو توڑا ہے جسکے بموجب اُسپر لازم تہا کہ عرصہ دس سال مین کل اراضی کو زیر کاشت کرے اور اُس سے اس امر کی وجہ طلب کیگئی تہی کہ کیون کہاتہ منسوخ نکیا جانا چاہئے۔ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو نوٹس مشعر منسوخی کہاتہ مدعی کے نام جاری کیا گیا تہا اور اُسکی درخواست بحضور گورنمنٹ ماہ مئی سنہ ۱۸۹۶ء مین نامنظور کیگئی تہی۔ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۶ء مین معاملتدار نے اپیلانٹ مدعی سے یہ مطالبہ کیا تہا کہ اراضی کا قبضہ گورنمنٹ کے حوالہ کردے جسوجہ سے نالش حال ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو رجوع کیگئی تہی۔

اپنے عرضیدعوی مین مدعی اپیلانٹ نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی تہی کہ اراضی دوامی طور پر تابع قاعدہ ۱۲ کے عطا کیگئی ہے اور مدعاعلیہ کو کوئی حق پٹہ کے منسوخ کرنیکا حاصل نہین ہے۔ نیز ایک ایسے حکم امتناعی کی استدعا کیگئی تہی جسکے روسے مدعاعلیہ قبضہ حاصل کرنیسے باز رکہا جائے اور جسکی روسے

سنہ ۱۹۰۰ع
نارائن پانڈورنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

مدعاعلیہ کو یہ حکم دیاجائے کہ ایک دوامی پٹہ اراضیات کا مطابق قاعدہ ۱۲ کے تحریر کردے۔ جوابدعوی اہم طور پر اس بیان پر مبنی رکہاگیا تہا کہ مدعی اپیلانٹ نے اپنے معاہدہ کی شرائط کو توڑا ہے بوجہ اسکے کہ اُسنے اراضی آباد نہین کی جس سے وہ کل قابل کاشت ہوجاتی بلکہ اُسنے صرف ۴۸ ایکڑ اراضی آباد کی ہے یہہ بھی عذر کیاگیا تہا کہ پٹہ دوامی نہین ہے بلکہ وہ صرف مطابق قاعدہ ۱۲ وضع کردہ زیر دفعہ ۲۱۴ مجموعہ مالگذاری اراضی کے عطا کیاگیا تہا اور کہ ۱۸۹۲ع کا مسودہ ایسا تہا جسکا تحریر کردینا مدعی پر بموجب قاعدہ ۱۳ کے ضروری تہا اور اُسکا ایسا نکرنا مدعاعلیہ کو کسی آیندہ پٹہ کی عطا کرنیکی ذمہ واری سے سبکدوش کرتا ہے اور کہ بلحاظ واقعات مذکورہ کے مدعاعلیہ پٹہ کے منسوخ کرنیکا مجاز تہا۔

فریقین نے اِن عذرات کے متعلق تنقیحات قایم کرائی تہین اور عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی اپیلانٹ اراضی متنازعہ کا دوامی کاشتکار رہونیکا مستحق زیر قاعدہ ۱۲ ہے اور رسپانڈنٹ مدعاعلیہ اس امر کا مجاز نہین کہ مدعی سے اُس پٹہ کے قبول کرنیکا مطالبہ کرے جوکہ مسودہ ۱۸۹۲ع مین درج تہا جو اہم امور مین اقرارنامہ ماہ جون ۱۸۸۵ع سے مختلف تہا۔ جبکہ یہ تنقیح بحق مدعی کے فیصل کیگئی تہی تو عدالت ماتحت نے تنقیحات دوم وسوم کے روسے یہہ قرار دیا تہا کہ مدعی کل اراضی کے آباد کرنیسے حسب شرائط مندرجہ اقرارنامہ قاصر رہا ہے اسلئے مدعاعلیہ کو اراضی کے ضبط کرنیکا حق حاصل تہا اسلئے مدعی کا دعوی نامنظور کیاگیا تہا۔ اپنے اپیل مین جو ہمارے روبرو کیاگیا ہے اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ عدالت ماتحت اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر تہی کہ اراضی حسب الحکم اقرارنامہ جون ۱۸۸۵ع کے آباد نہیں کیگئی تہی۔ اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ اُسنے صرف اسبات کا ذمہ اٹہایا تہا کہ اراضی سمندر سے محفوظ کردیگا جو کام کہ مکمل کیاگیا ہے اور کہ اراضی کو قابل کاشت بنانیکا کام اقرارنامہ مذکور کی ذیل مین نہ آتا تہا اور اگرچہ وہ آتا بہی ہوتا ہم اقرارنامہ کی تعمیل حتی الامکان کیگئی تہی یعنی دوبارہ اُن اراضیات کے جسکا کہ کاشت کرنا ممکن تہا۔ اِن واقعات کی موجودگی مین اپیلانٹ نے یہہ عذر کیا تہا کہ وہ حکم امتناعی اور استقرار مستدعیہ کا مستحق تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکریٹری آف سٹیٹ

ان عذرات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ شروع مین بیان کیا گیا ہے کل تنازعہ اس امر کی تحقیقات پر منحصر ہے کہ آیا ابتدائی اقرارنامہ مین آبادی زمین کا حکم سخت تر یا آزادانہ معنون مین دیا گیا تھا۔ مدعی اپیلانٹ نے لفظ "آباد کرنے" یا مرہٹی لفظ نواسادہیا مندرجہ اقرارنامہ ماہ جون ۱۸۵۰ء کی تعبیر بدین مراد کی ہے کہ اوسکا منشاء یہہ تھا کہ اراضی کو سمندر سے محفوظ کیا جائے مگر ریسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ لفظ "آباد کرنے" یا اسکے مرہٹی مرادف نواسادہیا مین یہ مزید غرض بھی شامل ہے کہ اراضی قابل کاشت بنائی جائے۔ عدالت ماتحت نے اس موخر الذکر تعبیر کو تسلیم کیا ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ آبادی کا کام مکمل نکیا گیا تھا۔ قاعدہ ۱۲ قواعد زیر دفعہ ۲۱۴ بحوالہ اُن قواعد کے پڑھا جانا چاہئے جو کہ اس سے پہلے مرقوم ہین اور نیز بحوالہ اُنکے جو اسکے بعد مرقوم ہین۔ قاعدہ ۱۵ کا تعلق عطیہ جات کاشتکاری کے ساتھ ہے جنکا تعلق یا تو اُن اراضیات کے ساتھ ہے (الف) جنکے کہ بندوبست پیمائش متعلق کیا گیا ہو یا (ب) اُن اراضیات کے ساتھ جنکے کہ بندوبست پیمائش متعلق نہین کیا گیا۔ قواعد ۱۶ لغایتہ ۱۸ کا تعلق اُن اراضیات کے ساتھ ہے جنکو کہ بندوبست پیمائش متعلق نکیا گیا ہو اور قاعدہ ۱۸ اور قواعد مابعد کا اُن اراضیات سے تعلق ہے جنکے کہ بندوبست اراضی متعلق نکیا گیا ہو۔ قاعدہ ۱۹ مین یہ حکم ہے کہ کمشنر تشخیص مقرر کیجائے یا اراضی بطور لاخراج ایک عرصہ کے واسطے عطا کیجائے جبکہ اراضی کا قابل کاشت بنانا باعث صرف کثیر کا ہو۔ قاعدہ ۲۱ کا تعلق شورہ دلدلون کے آباد کرنیکے ساتھ ہے۔ وہ غرض جو اسمین بیان کیگئی ہے قاعدہ ۱۹ کیطرح اراضی کو قابل کاشت بنانیکی نہین ہے بلکہ ایسی اراضیات دلدل کو بظاہر بدین غرض آباد کرنیکی کہ انکو جوار بھاٹے کے اثر سے محفوظ کیا جائے۔ ضمن ۵ قاعدہ ۲۱ کے الفاظ یہ ہین "اگر نصف رقبہ عرصہ پانچ سال کے اندر اور کل رقبہ عرصہ دس سال کے اندر آباد نکیا جاوے تو عطیہ ضبط کیا جا سکتا ہے"۔ پس معلوم یہہ ہوتا ہے کہ کسیقدر تمیز مابین آباد کرنے شور دلدلی زمین کے اور قابل کاشت بنانے ناقابل کاشت زمین کے تسلیم کیجانی چاہئے۔ صورت حال مین غرض دراصل یہ تھی کہ مدعی کو زمین کے آباد کرنیکی تحریک کیجائے۔ مسٹر مکنزی کلکٹر تھانہ نے مدعی کو قاعدہ ۲۱ کا حوالہ بدین غرض دیا تھا کہ وہ اُس آبادی کے کرنیکے واسطے کافی ہے جو کہ وہ کرنی چاہتا ہے۔ مرہٹی اقرارنامہ ماہ جون ۱۸۵۰ء مین صریح طور پر لفظ نواسادہیا کا استعمال بطور ترجمہ لفظ "آباد کرنے" کے کیا گیا ہے۔ منشاء یہ تھا کہ کامل آبادی کیواسطے کم از کم تیس سال کا عرصہ

سنہ ۱۹۲۱ء
شاہزادہ یاندو رنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

درکار ہوگا قبل اسکے کہ اسکے وسیع معنون مین اُسے مکمل آباد ہونی مقصور کیا جاسکے - وہ ذمہ داریان جو مدعی نے اٹھائی تہین یہ تہین (۱) کہ ایک سال کے اندر اُسکو چاہیئے کہ بند ہائے کی تکمیل کرے (۲) پانچ سال کے اندر نصف زمین کو اور (۳) دس سال کے اندر کل زمین کو نواسادہیا بنائے - اگر ان فرایض مین سے کسی کی تعمیل نکیجاتی تو پٹہ منسوخ کیا جاسکتا تہا - لفظ نواسادہیا کا استعمال اسموقعہ صرف بجائے لفظ وہ آباد کرنے ؟؟ کے اسکے اصل معنون مین کیا جاسکتا تہا جیسے کہ اُسکے معنے لغت بلے مین درج ہین آباد کرنے سے مراد بصورت اراضیات غرق شدہ یا اراضیات دلدل کے پانی کی آمد و رفت سے محفوظ کرنیکی ہے اور سکا قابل کاشت بنانا اراضی دلدل کی صورت مین اصلی معنی لفظ مذکور کے نہین ہین - اُسکے یہ معنی بصورت اراضی ناقابل کاشت کے درست ہوسکتے ہین - یہ تمیز مابین وسیع اور محدود تر معنونکی اسطرحپر زیادہ تر صریح ہوجاتی ہے اگر الفاظ مستعملہ مسودہ تیار کردہ رسیا نڈنٹ کو ملحوظ رکہا جائے جسمین ہر جگہ الفاظ مستعملہ یہ ہین **نواسادہیا کریل** دالگاوس انیل جس سے یہ مراد ہے کہ آباد کرکے قابل کاشت بنائیگا - اگر لفظ نواسادہیا سے بذاتہ یہ مفہوم ہوتا کہ اراضی قابل کاشت بنائی جانی چاہیئے تو یہ بزور الفاظ ذی شرطاً دربارہ کاشت کے کل مسودہ مذکور مین نکیجاتی - کوئی ایسے الفاظ مرہٹی اقرارنامہ ۱۸۸۵ء مین استعمال نہین کئے گئے اور نہ انکا استعمال نوٹس مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین کیا گیا ہے جہان الفاظ مستعملہ صرف یہ ہین کہ اُسنے اراضی کو نواسادہیا نہین بنایا - جوابدعوی تحریری حال مین بہی مدعا علیہ نے بطور تشریح کے یہ بیان کرنا ضروری سمجہا ہے کہ اراضی کے **نواسادہیا** نہ بنانے سے یہ مراد ہے کہ مدعی اراضی کہار کو قابل کاشت بنانے سے قاصر رہا ہے - یہ ثابت کرنیکی بہی کوشش کیگئی تہی کہ مدعی نے اپنی آمدنی بڑہانے کے بذریعہ ماہی گیری حاصل کرنیکی کوشش کی تہی جو استعمال اراضی کا اسکے آباد کرنیکی حد تک نہین پہونچتا - یہ مراد آباد کرنیکی ایسی نہین ہے جو کہ مسٹر مکنزی کے خیال مین بروقت مدعی کے ساتہہ خط و کتابت کرنیکے تہی کہ اُسنے مدعیکو صرف قاعدہ ۱۲ کا حوالہ دیا تہا - اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ کمشنر نے یہ بات منظور کرلی ہے کہ شرائط دربارہ اراضی دلدل کے وہ ہونگی جو کہ قاعدہ ۱۲ مین درج ہین - مسٹر مکنزی نے اپیلانٹ مدعیکو کہاتہ دار اراضیات بنانے کی اجازت دی تہی - اقرارنامہ مرہٹی مین لفظ **نرانتار** کا استعمال بحیثیت تابع قاعدہ ۱۲ مجموعہ مذکور کے کیا گیا ہے یعنی تابع شرط منسوخی کے بعد واقعات کے وقوع مین آنے پر -

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ ہند

شرائط مذکور کے روسے یہ ضروری تہا کہ پانچ سال مین نصف اراضی اور دس سال مین کل اراضی نو آباد بنائی جانی چاہیئے۔

بطور امر واقعہ کے شہادت فریقین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بند بنانیکا کام میعاد مقرر کردہ کے اندر ختم کیا گیا تہا یعنی ایک سال کے اندر۔ کوئی اعتراض اس وجہ پر نہین کیا گیا۔ کمشنر کی رپورٹ سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ کل رقبہ ۵۰۹ ایکڑ مین سے جو سمندر کے فعل کے تابع تہا قریبًا ۴۴۶ ایکڑ اراضی خشک تہی گو اسکی کاشت نہین کیگئی۔ ۴۸ ایکڑ واقعی طور پر کاشت کئے گئے تہے اور صرف ۷ ایکڑ سمندر کے فعل کے تابع تہے اور ۳۲ ایکڑ زمین ماہی گیری کے کام مین لائی گئی تہی۔ بس کل ۳ ایکڑ زمین غیر آباد چہوڑی گئی تہی۔ یہ خفیف مقدار اراضی جو سمندر کی لہرون کے تابع رہی تہی بلحاظ واقعات کے ناممکن آباد کئے جانیکے تہی۔ مدعی کی زبانی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریبًا ۲۰۰ ایکڑ قابل کاشت تہی۔ مدعی کے گواہ ۲۶ نے بیان کیا ہے کہ قریبًا ۳۰۵ ایکڑ اُس حالت مین تہے اور اُسنے قریبًا ۱۶ قبولیت ہائے پیش کی تہین۔ ان قبولیت ہائے مین سے ایک قبولیت ۱۰۰ ایکڑ کی سنہ ۱۸۹۰ء مین تحریر کیگئی تہی (دستاویز ۲۲) اور باقی سنہ ۱۸۹۲ء مین (دستاویزات ۲۳ لغایت ۳۱) وہ سب ملکر ۲۰۰ ایکڑ زمین سے تعلق تہین۔ قبولیت ہائے مذکور پانچ سال کے واسطے تہین اور کل رقبہ جس سے وہ تعلق تہین ۲۰۰ ایکڑ تہا (دستاویزات ۲۳ لغایتہ ۹۱) شہادت کلیان (دستاویز ۱۸۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰۰ ایکڑ زمین کاشت کیگئی تہی اور ۱۵۰ ایکڑ پتہریلی زمین تہی جسکی کاشت نکیجاسکتی تہی۔ اگر مدعی نے بند کے کہار کے اندر بنانے ہوتے اور مزارعان سے بنائے جانیکا خیال نہ رکہا ہوتا تو اراضی اس سے زیادہ تر کاشت کیجاتی۔ مگر اُسکے اس امر سے قاصر رہنے کی وجہ سے خود مدعی کو نقصان پہونچا ہے کیونکہ اسکی آمدنی کم رہی ہے۔ مدعاعلیہ کے گواہان نے اس سے کمتر رقبہ جات کا ذکر کیا ہے مگر چونکہ اُنکے تخمینہ جات مابین ۵۰ اور ۱۰۰ ایکڑ کے تہے اسلئے انکی شہادت بہ نسبت مدعی کی شہادت کے کمتر قابل اعتبار ہے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت نے اس اختلاف کو ملحوظ نہین رکہا اور نہ اُسنے اُن مشکلات کو ملحوظ رکہا ہے جو کہ مدعی کو ایسے مزارعان کے جمع کرنیمین پیش آئی تہین جنکے کہ پاس بند ملکے بنانیکے وسائل موجود ہون جیسا کہ انہون نے بروئے اپنی قبولیت ہائے کے اقرار کیا تہا۔ کمشنر کی رپورٹ سے اس امر واقعہ کی نسبت کوئی شبہ باقی نہین رہتا کہ اراضی بہت سی خشک ہوگئی تہی اسلئے جہانتک کہ اپیلانٹ نے ذمہ اٹہایا تہا وہ آباد کیگئی تہی اسلئے مدعی کو کوئی حق اراضی کے کاشت کرنیمین حاصل نتہا کیونکہ ایسا کرنے سے اُسی کو نقصان پہونچا تہا

سنہ ۱۹۰۰ء
دھرادو بابا پنڈو رنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

اراضیات کہار کو ترقی دینے مین ہمیشہ بہت سا وقت صرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے مدعا علیہ نے تیس سال کی میعاد لوپری تشخیص کے لگائی جانیکے واسطے مقرر کی تھی - برسات کا پانی اُس زمین پر جذب کیا جاتا ہے اور اسکی مٹی اوپر سال بسال منجمد کیجاتی ہے پہر اُسکا شور ہونیکا نقص رفع ہوتا ہے اور اراضی قابل کاشت ہوتی ہے - اسلئے کاشت کرنیکی معیار فریقین کے خیال مین اراضیات مذکور کے متعلق اسوقت ہوگی جبکہ اسقدر خفیف میعاد جیسی کہ عرصہ پانچ اور دس سال کی ہے آبادی کیواسطے مقرر کیگئی تہی پس بہر حال مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مناسب تعبیر جو اقرار نامہ مابین فریقین کی کیجانی چاہئے یہہ تہی کہ لفظ آباد کیاسے مراد آبادی اسکے درست معنو مین تہی اور اس شرط کی تعمیل ہوگئی تہی جبکہ اراضی خشک بنائی گئی تہی اور سمندر کا تعلق اُس سے قطع کیا گیا تہا - یہہ کام مسلمہ طور پر میعاد مقرر کردہ کے اندر ختم کیا گیا تہا جبکہ قریباً ۷۰۰ ایکڑ زمین خشک کیگئی تہی اور مطابق گواہان مدعا علیہ کے بہی ۳۰ یا ۱۰۰ ایکڑ زمین کاشت کیگئی تہی درصورتیکہ مطابق گواہان مدعی کے واقعی کاشت قریباً ۳۰۰ ایکڑ زمین پر تہی - مدعی کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آباد کرنے کے کام مین اسکا قریباً معہ روپیہ صرف ہوا تہا اور بعد اسقدر خرچ کے مدعی کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ اُسنے معاہدہ کی تعمیل کی ہے اور اسکی کوئی خلاف ورزی ایسی نہین کیگئی جسکو کہ مدعا علیہ بذریعہ منسوخ کرنے پٹہ کے موثر کر سکتا ہو -

نسبت اُن دیگر وجوہات کے جنپر کہ پٹہ منسوخ کیا گیا تہا مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ استعمال ماہی گیری اور اُس سے کسیقدر روپیہ کا حاصل کرنا فسخ شرائط کی حد تک نہین پہونچا کیونکہ یہ امر مطابق اُس رواج کے معلوم ہوتا ہے جسکو کہ مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہے اور جسکو گواہان مدعا علیہ نے ثابت کیا ہے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت متعلق بہ تنقیحات دوم و سوم کی تائید نہین ہو سکتی - پس مدعی اپیلانٹ استقرار حکم امتناعی مستدعیہ کا مستحق ہے . ۹۹۹ سال کی شرط کا ایزاد کیا جانا اور نیز برائے نام تشخیص ایک پائی کا لگایا جانا اور شرط دربارہ حصول منظوری کلکٹر قبل از عطا کرنے شکمی پٹہ یا منتقل کرنے اراضیات کے اور کہالون کا پہلی رعائت کے وقت مستثنے کیا جانا اُس ابتدائی اقرار نامہ کے مطابق تہے جو کہ مابین فریقین کے تحریر کیا گیا تہا اور موثر نہین ہو سکتے در اصل کوئی موقعہ ایک جدید پٹہ کے اُن اوقات کی موجودگی مین موثر کرنیکا موجود نہ تہا جو کہ صورت حال مین موجود تہے

سنہ ۱۹۰۰ء
شامراؤ پانڈورنگ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ ہند

کلکٹر تہانہ نے بہی یہی رائے ظاہر کی تہی مگر اُسکا فیصلہ منسوخ کیا گیا تہا۔ اگر مسودہ مذکورہ ضروری تہا تو وہ متعلق مرہٹی اقرارنامہ ۱۸۵۵ء کے ہونا چاہئے تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع کی رائے اس امر کے متعلق درست تہی۔ لہٰذا مین عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے مدعیان کے دعوی کو دوبارہ بہ تقرار حق اور نیز دوبارہ حکم امتناعی مستدعیہ کے منظور کرتا ہون۔ ڈگری منسوخ کیگئی۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس پارسنز صاحب جسٹس و رانا ڈی صاحب جسٹس

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

سرکار بنام رودرا

شہادت۔ اظہار متوفی کا۔ مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۹۶

اپیلانٹ پر جرم ڈاکہ کی تجویز کیجاکر اسکو حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا تہا۔ سب سے اہم شہادت از طرف استغاثہ کے ایک بیان تہا جو بنوعیت اظہار بروقت مرگ جمعدار پولیس کے روبرو ایک شخص فقیر ہاشمی نے دیا تہا جسکو کہ دوران ڈاکہ مین ضربین لگی تہین اور جو قبل شروع ہونے تجویز کے فوت ہو گیا تہا۔

وہ اسسٹنٹ سرجن جسنے کہ متوفی کا امتحان بعد از مرگ کیا تہا طلب نکیا گیا تہا کیونکہ وہ رخصت پر تہا۔ مگر سول سرجن نے اُن نوٹہائے کا معاینہ کرکے جو اسسٹنٹ سرجن چہوڑ گیا تہا یہ شہادت دی تہی کہ متوفی کی وجہ ہلاکت ذات الریح تہے جسمین ضرب شدید لگنے سے تحریک ہوئی تہی۔ خود نوٹہائے مذکورہ مین کوئی وجہ بیان نکیگئی تہی اور نہ اس امر کی کوئی شہادت موجود تہی کہ کسطرح ذات الریح کو تحریک ہوئی تہی اور اس امر کی کوئی تشریح نکیگئی تہی کہ کسطرح یہ رائے قائم کیگئی تہی کہ ذات الریح کو ضرب سے تحریک ہوئی تہی اور نوٹہائے مین کوئی امر تائید اُسکے موجود نہتا۔

تجویز ہوئی کہ متوفی کا بیان بصورت عدم موجودگی ایسی شہادت کے پذیرا نکیا جانا چاہئے تہا کہ اسکی وفات کی وجہ وہ ضربہائے تہے جو کہ ڈاکہ مین لگی تہے یا کہ ڈاکہ ایک ایسا معاملہ تہا جسکا کہ انجام اسکی ہلاکت مین ہوا تہا۔

اپیل بابت منسوخی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادر کردہ آر جی بلارڈ صاحب سشن جج دہارواڑ۔

ملزم کی تجویز (بشمولیت دو دیگر اشخاص کے) ایک جرم ڈاکہ کے متعلق زیر دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء سشن جج نے بامداد دو اسیسران کے کی تہی صاحب جج نے ہر دو اسیسران کی

بنوہ اپیل فوجداری نمبر ۸۳ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
سرکار
بنام
رودسا

اختلاف کرکے ملزم کو جرم مذکور کا مجرم قرار دیا تھا اور اسکو حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا تھا۔

استغاثہ کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا تھا کہ ان ڈاکون کے گروہ مین سے ایک ملزم تھا جنہون نے ایک برات پر حملہ کرکے اُسے لوٹ لیا تھا اور دوران جنگ و جدل مین ملزم نے فقیر یا شیمی متوفی کو ہول ماری تہی۔ ڈاکہ کا ارتکاب ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کی شام کو کیا گیا تھا وہ بیان جو کہ متوفی نے دیا تھا ایک جمعدار پولیس نے ۱۳ اگست کو قلمبند کیا تھا کیونکہ اُسکا یہ خیال تھا کہ متوفی قریب المرگ تھا اور وہ مجسٹریٹ جو طلب کیا گیا تھا موقعہ پر نہ پہونچا تھا اُس بیان مین متوفی نے یہ بیان کیا تھا کہ ملزم نے اسکی چھاتی پر دائین طرف ہول ماری ہے۔ متوفی ۲۰ اگست کو فوت ہو گیا تھا۔ تجویز ثبوت جرم و حکم سزا زیادہ تر مبنیہ مر متوفی کے بیان حلفی متوفی اور ایک گواہ کے بیان پر مبنی رہے گئے تھے۔ ملزم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) بدین استدعا اپیل کیا تھا کہ بیان نام مر متوفی کا اظہار باضابطہ طور پر قلمبند نکیا گیا تھا اور وہ نظر انداز کیا جانا چاہئے تھا اور کہ اُس گواہ کی شہادت جسپر کہ صاحب جج نے انحصار کیا تھا ناقابل انحصار تھی۔

مہادیو وی چوبل از طرف اپیلانٹ (ملزم)

راو بہادر واسودیو جی کانتکار (وکیل سرکار) از طرف سرکار۔

پارسنز صاحب جسٹس۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ ڈاکہ کا ارتکاب ۱۲ اگست کو کیا گیا تھا اور نیز بیان کیا گیا ہے کہ اجناس و زیورات مالیتی مبلغ ... روپیہ کے چرائے گئے ہین جنمین سے صرف ایک چاندی کی تولبندی اور چند کپڑے برآمد ہوئے ہین۔ مگر اپیلانٹ کے پاس سے کچھ بھی برآمد نہوا تھا جو عدالت سشن مین ملزم ۲ تھا اور اسیسر سشن جج نے محض اسوجہ سے تجویز جرم کی تھی کہ اُسنے کوئی وجہ فقیر یا شیمی کے مر متوفی کے اقرار صالح اور گواہ ۲ کے بیان کی تردید کی معلوم نکی تھی اسیسران کی یہ رائے تھی کہ وہ مجرم نہ تھا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ الزام اُسکے برخلاف ثابت نکیا گیا تھا فقیر یا شیمی کا اظہار شہادت سے خارج کیا جانا چاہئے۔ وہ ۱۳ اگست کو گیا تھا اور فقیر یا ۲۰ تاریخ کو فوت ہوا تھا۔ وہ اسسٹنٹ سرجن جسنے کہ امتحان بعد از مرگ کیا تھا بطور گواہ کے طلب نہین کیا گیا سیشن جج نے اسکے متعلق یہ بیان کیا تھا کہ "سول سرجن سے دریافت کیا جانا چاہئے تھا کہ وہ اپنی رائے اسسٹنٹ سرجن کے نوٹ ہائے امتحان بعد از مرگ کی نسبت ظاہر کرے اُسکے دستخط کہ کمپوڈر نے ثابت کیا تھا کیونکہ وہ اسسٹنٹ سرجن رخصت پر گیا ہوا تھا۔

سنہ ۱۹۰۰ع
سرکار
بنام
رودرا

کارروائی مذکور کسیقدر قابل اعتراض معلوم ہوتی تہی مگر ایسے واقعات کی موجودگی مین اس سے چارہ نہتہا۔ مگر شخص ماہر کی رائے بتائید ملزم کے تہی اور الزام بخلاف ملزم کے صرف ڈاکہ کا الزام رہجاتا ہے "سول سرجن نے یہ بیان کیا ہے کہ "ان نوٹہائے سی مجہکو معلوم ہوتا ہے کہ نعش کے داہنے پہلو پر ایک زخم تہا اور نیز ایک پسلی ٹوٹی ہوئی تہی - رپورٹ اور ان واقعات سے جو انمین مذکور ہین میرا اطمینان ہوگیا ہے کہ وجہ ہلاکت ذات الریح تہی اور ذات الریح مین ضرب پہونچنے سے تحریک ہوئی تہی گو وجہ ہلاکت ضرب مذکور نہین - پہیپہڑے کے منجمد ہونیسے ظاہر ہوتا تہا کہ متوفی کو پرانی بیماری شش تہی اور میرا خیال ہے کہ متوفی پہلے سے بیمار ہوگا - نوٹہائے سی میری یہ رائے ہے کہ زخم ایسا نہتہا جو بالعموم وجہ ہلاکت ہوسکتا ہو" اس امر کی کوئی تشریح نہین کیگئی کہ کسطرح پر یہ رائے اختیار کیگئی تہی کہ ذات الریح کو ضرب پہونچنے سے تحریک ہوئی تہی اور نوٹہائے مین کوئی امر بتائید اسکے موجود نہین ہے - وجہ ہلاکت نوٹہائے مذکور مین بیان نہین کیگئی بصورت عدم موجودگی ایسی شہادت کے جس سے یہ ثابت ہو کہ فقیر یا شمبی کی ہلاکت مین ان زخمہائے سے تحریک ہوئی تہی جو ڈاکہ زنی مین لگے تہے یا کہ وہی معاملہ اس کی ہلاکت کا باعث ہوا تہا۔ اسکا اقرار صلح شہادت مین پذیرا نکیا جانا چاہئے تہا -

صرف مستغیث کا بیان باقی رہتا ہے - ملزم کا نام بطور یکے از ڈاکہ زنوں کے بیان کرنیمین درنگ کرنا شہادت مذکور کو بیوقعت بنا دیتا ہے - اس امر کی وجہ کہ کیون افسران دیہہ کے روبرو یہ بیان نکیا گیا تہا کہ ملزم ایک اجنبی شخص تہا اور ڈاکو اسی گانو کے رہنے والے تہے جسکے کہ افسران مذکور تہے درست نہین ہے کیونکہ ملزم اسی گانو کا رہنے والا نہتہا - یہ مزید وجہ بہی نادرست ہے اس لئے سب ناموں کا ایک ہی وقت ذکر کرنا بہتر سمجہا تہا کیونکہ ملزم نمبر ۲ اسوقت وہین افسران دیہہ کی حراست مین تہا اور اسکا نام بہی مستغیث نے لیا تہا - علاوہ ازین اگر اسنے افسران دیہہ کے روبرو بیان نکیا ہوتا تو کوئی وجہ اس امر کی موجود نہتی کہ کیون اسنے فقیریا پانچیا اور فقیریا کرباڈ اور شامراو اور گدگیا کا نام نلیا ہوتا جبکہ کہ اسنے نام نہین لیا - ملزم اسی گانو کا رہنے والا ہے جسکا کہ مستغیث ہے اور وہ اسکو پہلے سے جانتا تہا اور یہ امر واقعہ کہ اسنے فوراً اسکا نام نہ لیا تہا اسنے مابعد کی شناخت پر اشتباہ ڈالا ہے بالخصوص جبکہ گواہان نمبر ۲ و نمبر ۳ جو دیکہنے والے یا شکار ڈاکہ کے تہے اور جو ملزم نمبر ۱ کو پہلے سے جانتے تہے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و کے و صاحب جسٹس

۲۰ جون ۱۹۰۰ء

گوپال امرت (ابتدائً مدعی) اپیلانٹ بنام آنا بہاٹ (ابتدائً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۳ و ۲۸ و ۶۴ و ۶۵ - رجسٹری - رجسٹری - رجسٹری - دستاویز متعلق بہ جائداد کے جو جزواً برٹش انڈیا سے باہر واقعہ ہو -

ایک دستاویز متعلق بہ جائداد غیر منقولہ جو جزواً برٹش انڈیا کے اندر اور جزواً برٹش انڈیا سے باہر واقعہ ہو زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء اوس ضلع میں رجسٹری کرائیجا سکتی ہے جسمیں کہ ایک جزو جائداد مذکور واقعہ ہو -

اپیل دوم بناراضی فیصلہ جے بی ایلکاک صاحب ڈسٹرکٹ جج ناسک -

مدعی نے ایک نالش بغرض حاصل کرنے ایک حکم متعلق رجسٹری اوس دستاویز کے رجوع کی تھی جسکا کہ مدعا علیہ کیطرف سے تحریر کیا جانا بیان کیا گیا ہو -

دستاویز مذکور کا تعلق ایسی جائداد غیر منقولہ کے ساتھ تہا جسکا ایک جزو برٹش انڈیا سے باہر واقعہ تہا اور باقی مملکت نظام میں واقعہ تھی -

عدالت ادل نے مدعی کے دعوے کو منظور کیا تہا -

فیصلہ مذکور بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے منسوخ کیا تھا - اوسکا فیصلہ حسب ذیل تہا :-

"ایکٹ رجسٹری جائداد واقعہ اندرون برٹش انڈیا سے متعلق ہوتا ہے - یہ امر تمہید سے ظاہر ہوتا ہے - بروے دفعہ ۶۴ کے اون جائداد کی نسبت رجسٹری کا حکم دیا گیا ہے جو ایک سے زیادہ اضلاع میں واقعہ ہو - بروے دفعہ مذکور کے اوس ضلع کے سب رجسٹرار پر لازم ہے جسمیں کہ دستاویز رجسٹری کے واسطے پیش کیجائے کہ وہ امر واقعہ مذکور کا اشتہار دیگر اضلاع کے سب رجسٹراران کے پاس ارسال کرے - مگر کوئی حکم دربارہ تشہیر ایسی رجسٹری کے اضلاع بیرون برٹش انڈیا میں موجود نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے - وصیت ناموجات کی صورت میں ایک مستثنے قایم کیگئی ہے - مجھے یہ امر بالکل صریح معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ایکٹ مذکور صرف برٹش انڈیا سے متعلق ہے اسلئے دستاویزات متعلق بہ جائداد بیرون برٹش انڈیا زیر ایکٹ مذکور رجسٹری نہیں کیجا سکتیں -

"عدالت ماتحت نے یہ خیال کیا تہا کہ کوئی عذر دربارہ رجسٹری دستاویز کو ان اغراض کیواسطے اٹھایا نہیں جا سکتا

*اپیل دوم نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
گوپال امرت
بنام
انا بہاٹ

جبکہ وہی اُسکا برٹش انڈیا میں ہونا ضروری ہے مگر کوئی حکم درباره جزوی رجسٹری کی ایکٹ مذکور میں موجود نہیں ہے"

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے ایک اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا تہا -

ماہرلٹسن (معیت این جی چنداورکر) منجانب اپیلانٹ -

لینگ ایڈووکیٹ جنرل (معیت ڈی اے کہبر) منجانب رسپانڈنٹ -

فلٹن صاحب جسٹس : - ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ دستاویز زیربحث کی رجسٹری ضلع ناسک میں نہیں کیجاسکتی - کیونکہ گو ایک جزو جائیداد ضلع مذکور میں واقعہ تہا تاہم اُسکا دوسرا جزو مملکت ہز ہائینس نظام صاحب میں واقعہ تہا - دفعہ ۲۸ ایکٹ مذکور کے حصہ پنجم میں صریح طور پر یہ الفاظ ہے کہ: "بجز اُن صورتوں کے جنکے واسطے ایکٹ ہذا کی اس فصل میں اور نیز بر حکم ہائی ہر نوشتہ متذکرہ ضمن (الف) و (ب) و (ج) و (د) دفعہ ۱۷ و ضمن (الف) و (ب) و (ج) دفعہ ۱۸ رجسٹری کیلئے اُس سب رجسٹرار کے دفتر میں پیش کیا جائیگا جسکے حصہ ضلع میں کل یا کسیقدر جائیداد متعلقہ نوشتہ واقعہ ہو" فصل پنجم میں کوئی اور حکم دستاویز از قسم زیربحث حال کی رجسٹری کے متعلق نہیں ہے۔ صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا تہا کہ ایک مشکل ضروری احکام دفعہ ۶۴ سے پیدا ہوتی ہے مگر دفعہ مذکور دفعہ ۶۵ کے ساتھ ملا کر پڑہی جانی چاہئے اور ہر دو دفعات میں صریح طور پر اُن صورتہائے کا حوالہ دیا گیا ہے جنمیں کہ جائیداد ایک سے زیادہ اضلاع میں واقعہ ہو جیسے کہ اُسکی تعریف دفعہ ۳ ایکٹ مذکور میں کیگئی ہے - اُنکا کوئی تعلق اُن صورتوں کے ساتھ نہیں ہے جہانکہ جائیداد برٹش انڈیا سے باہر واقعہ ہو - وہ ایک فریق کے استحقاق دربارہ رجسٹری کرانے اپنی دستاویز میں خلل انداز نہیں ہوتیں - اُنکا تعلق اُس ضابطہ کے ساتھ ہے جو کہ ایک رجسٹرار سے بعد از رجسٹری استعمال کیا جانا چاہئے محض یہ امر واقعہ کہ بباعث ایک جزو جائیداد کے بیرون حدود برٹش انڈیا واقعہ ہونیکے اُسکے واسطے کامل طور پر احکام دفعہ ۶۴ متعلق بہ اُس جائیداد غیر منقولہ کی تعمیل کرنا ممکن نہیں ہے کہ کلیتًا اُس کے حصہ ضلع کے اندر واقعہ ہو ہماری رائے میں اُسکو اس ضرورت سے سبکدوش نہیں کرتا کہ وہ رجسٹری کو منظور کرے جبکہ اُن احکام قانون کی تعمیل کیگئی ہو جنکے رو سے ایک فریق اپنی دستاویز کے رجسٹری کرانیکا مستحق ہو جاتا ہے -

ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے سب آرڈینیٹ جج کی ڈگری کو معہ کل خرچہ بذمہ مدعا علیہ بحال کرتے ہیں -

ڈگری منسوخ کی گئی -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و جناب بیٹی صاحب جسٹس و مسٹر رسل صاحب جسٹس

ٹرنر (ابتدائی مدعا علیہ) اپیلانٹ **بنام** دی بنک آف بمبئی (ابتدائی مدعیان) ریسپانڈنٹان*

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

بنک آف بمبئی - ایکٹ متعلق بنک ہائے پریزیڈنسی (۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعات ۳۶ و ۳۷ - اختیارات ڈائرکٹران واسطے قرض دینے روپیہ کے عادلانہ رہن پر -

ڈائرکٹران بنک آف بمبئی نے مختلف اوقات پر مختلف رقوم کی بابت ایسری نوٹہا ئے کا روپیہ ادا کیا تہا جو سب ملکر قریباً ۰۰۰،۰۰،۶ روپیہ کی حد تک پہونچتے تہے جو دوکان فاضل بہائی مہربہائی جینائی نے بحق ایک شخص مہر علی محمد جینائی کے تحریر کئے تہے جسکی نسبت بعد میں یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ ایک شریک دوکان مذکور میں تہا مگر معاملات مذکور کے دونوں میں آنکی وقت ایسا شریک معلوم ہوتا تہا قبل ادا کرنے موخر الذکر نوٹہا ئے کے روپیہ کے ڈائرکٹران بنک نے مہر علی سے ایک عادلانہ رہن بذریعہ حوالگی دستاویزات استحقاق بعض جائیداد ہائے غیر منقولہ واقعہ بمبئی وتہانہ بلطور کے بطور کفالت اسوقت کی موجودہ قرضہ اور آیندہ قرضجات دوکان مذکور یا مہر علی از بنک مذکور کے حاصل کیا تہا نوٹہا ئے مذکور واجب الادا ہوئے تہے اور انکار روپیہ ادا کرنیسے انکار کیا گیا تہا کیونکہ دوکان مذکور نے اس اثنا میں دیوالہ نکال لیا تہا - اسپر بنک نے آفیشل سائینی پر بطور منتقل الیہ ترکہ دوکان مذکور کے ایک نالش واسطے دلا پانے رقوم واجب الادا بربنائے نوٹہا ئے مذکور اور استقرار اس امر کے رجوع کی تہی کہ انکا مواخذہ اُن جائیداد ہائے غیر منقولہ پر عاید ہو سکتا ہے جو کہ بطور کفالت کے بنک کے پاس مکفول ہیں - آفیشل سائینی نے یہ عذر کیا تہا کہ زیر دفعہ ۳۷ ایکٹ بنک ہائے پریزیڈنسی (۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء) کے بنک کیواسطے عادلانہ رہن پر روپیہ قرض دینا ناجائز تہا اور کہ کوئی جائز مواخذہ پیدا نہیں کیا گیا تہا -

تجویز ہوئی کہ باوجود احکام ایکٹ مذکور کے بنک کفالتہا ئے مذکور کو وصول کرنیکا مستحق تہا -

نیز **تجویز ہوئی** کہ احکام دفعہ ۳۷ ایکٹ مذکور اُس مواخذہ بر جائیداد غیر منقولہ کو ناجائز نہ بناتی تہے جو بطور کفالت اُس بنک بنیت ذمہ داری کے پیدا کیا گیا تہا جو پہلے سے موجود تھی -

الفاظ دفعہ ۳۷ کی رو سے ایک حد جائیداد غیر منقولہ کے رہن پر روپیہ قرض دینی کیواسطے عاید کیگئی ہے جو بنک پر نہیں بلکہ ڈائرکٹران پر عاید کیگئی ہے - مابین ڈائرکٹران اور بنک کے ڈائرکٹران اُس نقصان کے ذمہ وار ہونگے جو بباعث خلاف ورزی احکام دفعات مذکور کے پہونچے مگر راہنان اُس ذمہ واری کی تردید نکر سکتے تہے جسکے کہ اُٹہانیکا اُنکا منشا تہا اور آفیشل سائینی کی حیثیت اُنسے بڑہکر نہتی -

* نالش نمبر ۵۰۰ سنہ ۱۸۹۹ء از ۳۱ لغایت ۱۰۷ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

نالش بجانب بنک آف بمبئی بخلاف مسی اے ٹرنر آفیشل اسائنی منتقل الیہ ترکہ فضل بہائی مہر علی چنائی و غلام حسین مہر علی چنائی دیوالیان واسطے دلاپانے مبلغ ... اور استقرار اس امر کے کہ بنک مستحق اس امر کا تہا کہ رقم مذکور کا مواخذہ اُن جائداد ہای پر عاید کرے جو اُسکے پاس بر درہن عادلانہ کے مکفول ہیں اور اُنکو نیلام کرا دینیکا الخ ۔

فضل بہائی مہر علی چنائی اور غلام حسین مہر علی چنائی شراکت کا کاروبار بطور تاجران کے بمبئی میں "فضل بہائی مہر علی چنائی" کے نام سے کرتے تہے ۔ بعد میں یہ معلوم ہوا تہا کہ ایک شخص مہر علی محمد چنائی بہی اُنکا ایک شریک تہا ۔ مگر بروقت وقوعیں آنے معاملہ زیر بحث بنالش حال کے مدعی بنک کو یہ معلوم نتہا کہ وہ دکان مذکور کا ایک شریک ہے ۔

۵ جولائی ۱۸۹۶ء کو دوکان فضل بہائی مہر علی چنائی نے ایک پرامیسری نوٹ مبلغ ... کا بحق مہر علی کی تحریر کر دیا تہا اور اُسنے ۲ اگست ۱۸۹۶ء سے پہلے اُسکا انتقال ظہری بعوض بدل قیمتی کے مدعی بنک کے حق میں کر دیا تہا پرامیسری نوٹ مذکور تاریخ تحریر سے ۶۰ یوم کے بعد واجب الادا تہا ۔

۲ اگست ۱۸۹۶ء کو مہر علی نے پہر بنک کے پاس یہ درخواست کی تہی کہ اُس سے ایک اور پرامیسری نوٹ مبلغ ... کا خرید کیا جائے جو ۳۰ یوم بعد تحریر کیواسطے واجب الادا تہا اور جو حسب مذکور دوکان مذکور نے اُسکے حق میں تحریر کیا تہا ۔ مدعی بنک نے اس شرط پر اُسکو خرید کرنیکا وعدہ کیا تہا کہ مہر علی کو اُسکے پاس بطور رہن عادلانہ کے بعض جائداد ہای غیر منقولہ واقعہ بمبئی کے بیعنامجات بطور کفالت ان جملہ قرضجات کے مکفول کرنے چاہئیں جو کہ اُسکی طرف سے اور نیز دکان فضل بہائی مہر علی چنائی کی طرف سے اُسکے حق میں پہلے سے واجب الادا ہیں اور نیز جو بعد میں لئے جائیں ۔ چنانچہ بیعنامجات بطور رہن عادلانہ کے حوالہ کئے گئے تہے اور بنک نے پرامیسری نوٹ مذکور کا روپیہ مہر علی کو ادا کر دیا تہا ۔

۲۵ اگست ۱۸۹۶ء کو غلام حسین نے بنک کو سے ایک تیسری نوٹ مبلغ ... کے خرید کرنیکی استدعا کی تہی جو اُسی دوکان نے بحق مہر علی کے تحریر کیا تہا اور تاریخ تحریر سے بیس یوم کے بعد واجب الادا تہا ۔ مدعی بنک نے اس شرط پر ایسا کرنیکا اقرار کیا تہا کہ بعض جائداد غیر منقولہ واقعہ مہابلیشور پریزیڈنسی بمبئی کی قبالہ جات اور بعض اسباب وغیرہ اُسکے پاس بطور رہن عادلانہ کے مکفول کیا جائے اور قرضہ مذکور کا مزید مواخذہ اُن پانچ حصص مالیتی مبلغ ... فی حصہ پر عاید ہوگا جو کہ مہر علی محمد چنائی مذکور کو بنک بمبئی میں حاصل ہیں ۔ مذکورہ بالا کفالت مہر علی اور غلام حسین نے بنک کو دی تہی جسپر بنک نے مہر علی کے پرامیسری نوٹ مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۹۶ء بعوض مبلغ ... تحریر کردہ بحق اُسکی منجانب دکان مذکور واجب الادا بعد از میعاد ۲۰ یوم کا روپیہ ادا کر دیا تہا اور اُسکا انتقال ظہری بحق بنک کے کیا گیا تہا ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

۱۳ ستمبر سنہ ۹۷ء کو مہر علی محمد چنائی و فضل بہائی مہر علی چنائی اور غلام حسین چنائی بطور سینہ شرکا دوکان فضل بہائی مہر علی چنائی دیوالیہ قرار دیئے گئے تھے اور اُنکی جائیداد مدعا علیہ سی اے ٹرنر آفیشل سائنی کی تفویض میں آئی تھی۔

مذکورہ بالا تین پرامیسری نوٹہائے علی الترتیب ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۷ء اور ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء اور ۲۷ اکتوبر سنہ ۹۷ء کو واجب الادا ہوئے تھے۔ عدم ادائیگی کا نوٹس حسب ضابطہ طرز انتقال کنندہ اور آفیشل اسائنی کو دیا گیا تھا۔

بنک نے اب مبلغ ۱۱۳ روپیہ کا دعوے بربنائے ہر سہ پرامیسری نوٹہائے مذکور کے کیا تھا اور اُنہوں نے استدعا کی تھی کہ رقم مذکور کا فیصلہ بخلاف مدعا علیہم کے صادر کیا جائے اور قرار دیا جائے کہ وہ اُس جائیداد مرہونہ پر مواخذہ عائد کرنیکے مستحق ہیں جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور کہ جائیداد مذکور نیلام کیجا کر اُس کا زرثمن اُن کے دعاوی کے ایفا میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مدعا علیہ نمبر ا نے اپنے جوابدعوی تحریری میں یہ سوال اُٹھایا تھا کہ آیا بنک آف بمبئی بروئے ایکٹ ہائے پریزیڈنسی (۱۱ سنہ ۷۶ء) (۱) کے بعینا مجات کو بطور کفالت کے لے سکتا تھا۔ اُسکی جوابدعوی تحریری کے فقرات ذیل اہم ہیں:

(۱) دفعات ۳۶ و ۳۷ ایکٹ بنک ہائے پریزیڈنسی (۱۱ سنہ ۷۶ء) حسب ذیل ہیں:-

"۳۶۔ بنک کو اختیار دیا گیا ہے کہ اس قسم کے افعال عمل میں لائے جو کہ بعبارتیں مذکور ہیں (یعنے):-

(الف) روپیہ کا قرض دینا اور نقدی داد و ستد جاری کرنا برکفالت (بعد بیان کرنے مختلف اقسام گورنمنٹ سٹاک اور میونسپل وغیرہ کے اور ڈبنچر ہائے وغیرہ:-) × × × × × ×

(ب) تسلیم کردہ بلہائے ایکسچینج و پرامیسری نوٹہائے منتقل کردہ یا بندگان - × × × ×

"۳۷۔ ڈائرکٹران کو کسی قسم کا کاروبار سوا ہو کارہ ماسوائے کاروبارہائے مذکورہ بالا کے نہ کرنا چاہئیے بالخصوص اُنکو کوئی قرضہ

(الف) تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے واسطے

(ب) برکفالت سٹاک یا حصص اُس بنک کے جسکے کہ وہ ڈائرکٹران ہوں یا

(ج) بربنائے رہن یا کسی اور طرح پر برکفالت جائداد غیر منقولہ یا دستاویزات استحقاق متعلق بہ جائداد کے اُنکو نہ دینا چاہئیے اور نہ اُنکو برکفالت متذکرہ دفعہ ۳۶ فقرہ الف نمبر ہائے ا و ۵ (بشمول ہر دو) کے

(د) کسی شخص یا شرکا دوکان کے واسطے بلہائے کا ڈسکونٹ لینا چاہئیے جنکی کہ مقدار بالآخر یا کسی وقت اُس رقم سے زیادہ ہو جو کہ بائیلاہائے نافذالوقت کے رو سے مقرر کیگئی ہو اور نہ اُنکو بھی کسی شخص یا دوکان شراکت کے اسقدر روپیہ قرض دینا چاہئیے جو بالآخر یا کسیوقت اُس رقم سے زیادہ ہو جو کہ حسب مذکورہ بالا مقرر کیگئی ہو۔

(ہ) اور نہ اُنکو خرید کرنا یا قرض دینا یا زرنقد کے قرضجات کا چلانا برکفالت کسی دستاویز قابل بیع و شرا کرنی

سنہ ۱۹۰۱
شرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

"۳ - مدعاعلیہ یہ استدعا کرتا ہے کہ سبینہ حوالگی قبالجات قانونا کوئی مواخذہ بحق بنک کے دربارہ ادائگی کسی ایک پرامیسری نوٹ مذکور کے پیدا نہیں کرسکتی۔

"۴ - مدعاعلیہ استدعا کرتا ہے کہ وہ معاملات جنکا کہ ذکر مدعی نے عرضیدعوی کی فقرات سوم وچہارم میں کیا ہے قانوناً ممنوع ہیں یعنی برخلاف دفعہ ۳۰ ایکٹ بنکہائے پریزیڈینسی سنہ ۱۸۷۶ء کے اور انکی ایسی توعیت ہے کہ اگر انکو قایم رہنے دیا جائے تو احکام قانون یعنی دفعہ ۳۷ کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور وہ مصلحت عامہ کے خلاف ہیں۔

"۵ - مدعاعلیہ یہی استدعا کرتا ہے کہ چونکہ سبینہ حوالگی ہائے مورخہ ۲ اگست و ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۹ء قانوناً ممنوع اور خلاف قانون ومصلحت عامہ ہیں جہانتک کہ بلحاظ سے مورخہ تاریخہائے مذکور کا تعلق ہے اسلئے وہ گذشتہ اور آیندہ قرضہ کے متعلق کالعدم ہیں اور چونکہ معاملات مذکور کی نوعیت قابل تقسیم ہے اسلئے وہ انتظام خلاف قانون ومصلحت عامہ ہے"

بروقت سماعت کے تنقیح ذیل از طرف مدعاعلیہ نمبر ۱ کے قایم کی گئی تھی:-

آیا بروے سبینہ حوالگی دستاویزات استحقاق کے کوئی مواخذہ بحق بنک کے ان رقوم میں ہے کسی کی نسبت جنکا کہ ذکر عرضیدعوے میں کیا گیا ہے زیر ایکٹ بنکہائے پریزیڈینسی سنہ ۱۸۷۶ء و یا بصورت دیگر پیدا ہوا تھا۔

سیکفرسن وسکاٹ منجانب مدعیان۔

اینڈرسن و ریکس منجانب مدعاعلیہم۔

سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا:- ایکٹ بنکہائے پریزیڈینسی (۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعات ۴ و ۵ و ۷ و ۳۶ و ۳۷ ٹیلر بنام چیسٹر وغیرہ ریلوے کمپنی (۱) ایل اینڈ این ڈبلیو ریلوے کمپنی بنام پرایس (۲)

+ کسی شخص یا دوکان شراکت واجب الادا ملیدہ یا اُس مقام کے کرنا چاہئیے جہانکہ وہ فروخت کے واسطے پیش کیا گیا ہو جسکے کہ ساتھ کم از کم دو اشخاص یا دوکانہائے بلاتعلق کی ذمہ واریہائے شامل نہوں۔

(۹) اور نہ انکو خرید کرنا یا قرض دینا یا زرنقد کے قرضجات کا چلانا برکفالت کسی ایسی قابل بیع دشرے دستاویز کے کرنا چاہئیے جسکی ادائگی میں تاریخ معاملہ مذکور سے زاید از تین ماہ کی میعاد باقی ہو یا بصورت درشنی تحریر کئے جانے کے جو عرصہ تین ماہ سے زیادہ کیواسطے تحریر کیگئی ہو مگر شرط یہ ہے کہ بصورت بنک مدراس کے الخ۔

کوئی حکم مندرجہ ایکٹ ہذا ایسا متصور نکیا جائیگا جس سے ڈایرکٹران اس امر سے ممتنع ہوں کہ کسی شخص کو جو بنک کے ساتھ حساب وکتاب رکھتا ہو اس امر سے باز رکھیں کہ وہ بغیر کفالت کے مزید قرضہ سے تا بحد اسقدر رقوم کے جو کسیوقت کلیتاً ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہوں"۔

(۱) (سنہ ۱۸۶۷ء) لا رپورٹ ایکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۳۵۶

(۲) (سنہ ۱۸۸۳ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۸۵

سن ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

کتاب پالک صاحب دربارہ معاملات صفحہ ۱۶۹ ۔ چیری بنام کولونیل بنک آف آسٹریلیشیا (۱) ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۳ ۔ کمولا کنسٹ بنام کانو محمد (۲)

رسل صاحب جسٹس: ۔ صورتحال یہ ہیں بنک آف بمبئی نے بطور مدعیان کے ایک نالش بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ مسٹر سی اے ٹرنر آفیشل اسائنی کے بطور منتقل الیہ ترکہ دوکان مہر علی محمد چنائی و فضل بہائی مہر علی و غلام حسین مہر علی چنائی دیوالیان کے واسطے دلا پانے مبلغ ... اور مزید سود اور خرچہ کے رجوع کی ہے اور انہوں نے اپنے دعوے کو تین پرامیسری نوٹ ہائے پر مبنی رکھا ہے جنمیں سے پہلا مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء اور دوسرا مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۸۹۷ء اور تیسرا مورخہ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۷ء جن سب کے قابضان مدعیان بعوض بدل قیمتی کے حسب ضابطہ طور پر ہوئے ہیں اور جو سب بحق دیوالیہ مہر علی محمد چنائی کے تحریر کئے گئے ہیں اور جنکا انتقال ظہری انکو بحق مدعیان کے کیا ہے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۲ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو مہر علی محمد چنائی نے مدعیان بنک آف بمبئی سے یہ استدعا کی تھی کہ انکو مزید قرضہ مبلغ ... کا دیں اور اسکے متعلق ہمارے روبرو بلا تردید شہادت چنی لال دہر مداس اسسٹنٹ بل کیپر بنک بمبئی کی موجود ہے جسنے یہ بیان کیا ہے کہ اس موقعہ پر مہر علی محمد چنائی نے جائداد واقعہ بمبئی کے قبالہ جات کی کفالت دی تھی اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو مہر علی محمد چنائی اور غلام حسین مہر علی چنائی نے مدعیان سے تیسرے پرامیسری نوٹ کی بنا پر مبلغ ... طلب کیا تہا اور کہ اسموقعہ پر انہوں نے جائداد واقعہ مہابلیشور کے قبالہ جات داخل کئے تھے اور نیز پانچ حصص بنک بمبئی مبلغ ... فی حصہ مملوکہ مہر علی محمد چنائی کو مکفول کیا تہا جنکا سرٹیفکٹ بنک کے حوالہ کیا گیا تہا ۔

مسٹر چنی لال نے اس امر کا حلف اٹھایا ہے کہ بوقت دوسرے قرضہ مبلغ ... کے دستاویزات مذکور بطور کفالت مبلغ ... اور نیز اس ... روپیہ کے حاصل کیگئی تہیں جو اس سے پہلے قرض دیا گیا تہا نیز ہمارے روبرو یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پہلے موقعہ کی طرح جبکہ دستاویزات جائداد مہابلیشور اور سرٹیفکٹ حصص بطور مزید کفالت کے حاصل کئے گئے تھے اوسیطرح پر وہ بطور کفالت اس ... کے قرضہ کے حاصل کئے گئے تھے ۔

(۱) (سنہ ۱۸۶۹ء) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۲

(۲) (سنہ ۱۸۶۹ء) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۲۹۵ بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۴ (اپیل دیوانی)

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

بجو اُسوقت قرض دیا گیا تہا جیسے کہ قرضجات مبلغ ... و ... کے عوض لئے گئے تہے جو پہلے مدعیان نے قرار دیا تہا -

دیوالیان ملکہ مسٹر سی اے ٹرنر نے جو اُنکا آفیشل اسائنی اور منتقل الیہ ترکہ ہے ایک جدا دعوے تحریری داخل کیا ہے اور نابالغ مدعا علیہ نے بھی خود اپنا جداگانہ جدا دعوے تحریری داخل کیا ہے اور وہ اہم تنقیح جسکا مینے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا مبینہ حوالگی قبالہ جات سے کوئی مواخذہ بنک کے رقوم مذکورہ عرضید عوے کی نسبت بروے ایکٹ بنکہاے پریزیڈنسی کے یا بصورت دیگر پیدا ہوتا تہا -

تنقیح اول یہ تھی کہ آیا بیانات مندرجہ فقرات سوم وچہارم عرضید عوے درست ہیں اور مجھے یہ قرار دینا چاہئے کہ وہ درست ہیں کوئی شہادت ایسی موجود نہیں جو بہ تردید چنی لال دھر مداس کی شہادت کے دی گئی ہو -

نسبت تنقیح دوم کے بلاشبہ طور پر ایک اہم سوال بربنا ء ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء ایکٹ بنکہاے پریزیڈنسی کے اُٹھایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا بلحاظ احکام ایکٹ مذکور کے بنک بمبئی کو اختیار تہا کہ قبالہ جات جایداد غیر منقولہ کی کفالت پر روپیہ قرض دیتا -

کسی ایسے سوال کا قیاس کرنا مشکل ہے جو بنک حال یا در اصل دیگر بنکہاے (بنک مدراس و بنک بنگال) کے واسطے زیادہ تر اہم ہو جو نیز تابع احکام ایکٹ مذکور کے ہیں -

قبل اسوقت کے کہ میں اُن دفعات کے ساتھ کارروائی کروں جنکا تعلق اُس کاروبار کیساتھ ہے جو بنک سے کیا جاتا ہو مجھے اُن تعریفات اور دفعات کا حوالہ دینا چاہئے جنکا کہ مسٹر میکفرسن نے حوالہ دیا ہے -

دفعہ ۳ میں لفظ "بنک" کی تعریف بدین معنی کیگئی ہے "بنک بنگال و بنک مدراس و بنک بمبئی (جنمیں کہ صورت ہو) جو کہ حسب منشاء ایکٹ ہذا قایم کیا گیا ہو اور تابع اسکے احکام کے ہو" * * * * لفظ "حصہ داران" سے مراد حسب ضابطہ درج رجسٹر شدہ قابضان حصص بنک ہیں جو وقتاً فوقتاً ہوں × × × اور لفظ "ڈائرکٹران" سے مراد وہ ڈائرکٹران ہیں جو واسطے تعمیل کے ہی فرائض زیر ایکٹ ہذا کے جمع ہوئے ہوں -

ازاں بعد باب ۲ میں بنک کی بناوٹ کے متعلق احکام ہیں اور دفعہ ۵ مندرجہ باب مذکور مین جایداد منقولہ و غیر منقولہ کی کفالتہاے دعاوی و مطالبات کے متعلق حکم ہے جو کہ بنکہاے مذکور کی اغراض میں یکجائی ہو

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۷ اس امر کے متعلق نہایت اہم ہے میں اُسکی اہم جزو ہائے کو پڑھتا ہوں "بنک مجاز ہے کہ بحیثیت ایک جماعت کے کامل یا مشروط طور پر کسی عرصہ کیواسطے یا دوامی طور پر کسی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو حاصل کرے اور اُسپر قابض رہے اور اسکو منتقل کرے"

اسلئے اُس دفعہ کے رو سے بنک کو اختیار دیا گیا ہے کہ یا تو کامل یا مشروط طور پر کسی عرصہ کیواسطے یا دوامی طور پر کسی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو حاصل کرے اور اُسپر قابض رہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ حوالگی قبالہ جات بطور قبضہ جائیداد غیر منقولہ بذریعہ حوالگی قبالہ جات کے مشروط طور پر اُس رقم کیواسطے متصور کیا جانا چاہئے جسکے کہ واسطے وہ بطور کفالت کے دیئے گئے ہیں جبتک کہ وہ ادا نہیں کیجائے ۔

زاں بعد دفعہ ۳۶ میں اُس کاروبار کا ذکر کیا گیا ہے جس سے کہ بنک کا تعلق ہے اور اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ صورتحال میں کوئی صریح اختیار ان بنکہائے میں سے کسی کو ایک ایسے فعل کے کرنیکے واسطے عطا نہیں کیا گیا جو بالعموم وقوع میں آتا ہے یعنی حوالگی قبالہ جات پر روپیہ کے قرض دینے کا ۔

دفعہ ۳۶ میں اُن امور کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ وہ کر سکتے ہیں اور مسٹر میکفرسن بجانب مدعیان نے ضمن (ط) دفعہ مذکور پر انحصار کیا ہے جس کے رو سے بنک کے کاروبار میں "فروخت کرنا اور حاصل کرنا جملہ جائیداد ہائے منقولہ و غیر منقولہ کا جو کہ دوران کاروبار میں بنک کے قبضہ میں بالیفائے یا جزوی ایفائے کسی دعاوی کے آئیں " شامل کیا گیا ہے ۔

مجھے تسلیم کرنا چاہئے کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر مشکل سے قرار دیا جا سکتا ہے کہ قبالہ جات حوالہ کردہ بطور کفالت قرضہ اُس جائیداد کی تعریف کی ذیل میں آتے ہیں جو کہ بنک کے قبضہ میں بالیفائے یا جزوی ایفا کسی دعوے کے آئی ہو ۔ کیونکہ میری رائے میں لفظ "ایفاء" اور لفظ "کفالت" سے دو جداگانہ امور مراد ہیں مگر فقرہ (ن) میں یہ الفاظ درج ہیں "اور بالعموم ایسے جملہ امور کا عمل میں آنا جو کہ اُن مختلف کاروبار ہائے کے کرنیکے واسطے ضروری ہوں جنکا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے"

یہ ایک فقرہ اسی قسم کا ہے جو یادداشت ایسوسی ایشن میں درج ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں اور میرے روبرو یہ حجت نہ کیگئی تھی کہ قرضہ زرنقد بر کفالت قبالہ جات ایک ایسا امر نہ تھا جو کہ مختلف تمام کاروبار خاص کردہ کے کئے جانیکے واسطے ضروری نہ تھا جنمیں سے کہ ایک روپیہ کا قرض دینا ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

اسلئے میری یہ رائے ہے کہ بلحوظی دفعہ ۷ کہ جہانتک بمبئی سے پڑہا ہے اور نیز بلحوظی ضمن (ن) دفعہ ۳۶ کے بنک کو اختیار دیاگیا ہے کہ حوالگی قبالہ جات پر روپیہ قرض دے۔

دفعہ ۳۷ جسپر کہ نہایت قوی طور پر دیوالیونکی طرف سے انحصار کیا گیا تہا بالفاظ ذیل ہے: "۳۷۔ ڈایرکٹران کو کسی قسم کا کاروبار سا ہو کارہ ماسوائے کاروبار ہائے مذکورہ بالا کے نکرنا چاہئے بالخصوص انکو کوئی قرضہ (الف) تین ماہ سے زیادہ عرصہ کیواسطے (ب) برکفالت شاک یا حصص اُس بنک کے جبکے کہ وہ ڈایرکٹران ہوں یا (ج) بربنائے رہن یا کسی اور طرح پر برکفالت جائیداد غیر منقولہ یا دستاویزات استحقاق متعلق بہ جائداد مذکور کے نہ دینا چاہئے اور نہ انکو (برکفالت متذکرہ دفعہ ۳۶ فقرہ الف نمبر ہائے ۱ و ۲ بشمول ہر دو) کے (د) کسی شخص یا شرکار دوکان کیواسطے بلہائے کا ڈسکونٹ لینا چاہئے جبکی کہ مقدار بالآخر یا کسی وقت اُس رقم سے زیادہ ہو جو کہ بائیلاہائے نافذ الوقت کی رو سے مقرر کیگئی ہو اور نہ انکو بھی کسی شخص یا دوکان شراکت کے اسقدر روپیہ قرض دینا چاہئے جو بالآخر یا کسی وقت اُس رقم سے زیادہ ہو جو کہ حسب مذکورہ بالا مقرر کیگئی ہو۔ (اس فقرہ کی ترمیم بذریعے دفعہ ۵ ایکٹ ۵ بابت ۱۸۷۹ء کی گیگئی ہے مگر وہ اغراض حال کیواسطے غیر ضروری ہے) اور زاں بعد دفعہ مذکور میں یہ بیان کیا گیا ہے "(ہ) اور نہ انکو خرید کرنا یا قرض دینا یا زر نقد کے قرضجات کا چلانا برکفالت کسی دستاویز قابل بیع و شرا کے تحریر کردہ کسی شخص یا دوکان شراکت واجب الادا ابلدہ یا اُس مقام کے کرنا چاہئے جہانکہ وہ فروخت کیواسطے پیش کیا گیا ہو جسکے کہ ساتھہ کم از کم دو اشخاص یا دوکانہائے بلا تعلق کی ذمہ داریہائے شامل نہوں۔ (و) اور نہ انکو خرید کرنا یا قرضہ دینا یا زر نقد کے قرضجات کا چلانا برکفالت کسی ایسی قابل بیع و شرا کے دستاویز کے کرنا چاہئے جسکی ادائیگی میں تاریخ معاملہ مذکور سے زائد از تین ماہ کی میعاد باقی ہو یا بصورت درشنی تحریر کیجائیگی جو عرصہ تین ماہ سے زیادہ کیواسطے تحریر کیگئی ہو۔ اور اسکے بعد ایک شرط درباره بنک مدراس کے ہے جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

پہلا امر جو درباره اس دفعہ کے ملحوظ رکھا جانا چاہئے یہ ہے کہ وہ لفظ جسکا اسمیں استعمال کیا گیا ہے "دی بنک" نہیں ہے بلکہ "ڈایرکٹران" ہے۔ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ واضعان قانون نے یہاں پر غلطی کی ہے۔ مگر میری یہ رائے نہیں ہے کہ میں بحیثیت جج کے اجلاس کرکے یہ کہنے کا مستحق ہوں کہ ایک ایکٹ کی الفاظ مستعملہ غلطی کا نتیجہ ہیں۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میرے واسطے یہ کہنا لازم نہیں ہے کہ لفظ مذکور کا استعمال وہاں غلطی سے کیا گیا ہے۔ مگر میں یہ قرار دیتا ہوں کہ اُس سے وہی مراد ہے جو کہ اسمیں بیان کیا گیا ہے اور اسلئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ایک حکم درباره ڈایرکٹران کے ہے نہ کہ درباره بنک کے

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
بنک آف بمبئی

مجھے یہ ایک اہم امر معلوم ہوتا ہے جبکہ ہم مقدمات متعلق بہ ایں امر کی نسبت کارروائی کرتے ہیں۔ حجت یہ کیگئی تھی کہ دفعہ مذکور کے روسے وہ معاملہ جسکا کہ اُسمیں ذکر نہ کیا گیا ہو ناجایز بنایا گیا ہے۔ اگر حجت مذکور درست ہو تو یہ ایک نہایت تعجب انگیز امر ہوگا کیونکہ اگر ان تین بنکہائے میں سے کسی کے ڈایرکٹران عرصہ تین ماہ سے زیادہ کیواسطے مثلاً تین ماہ اور ایک یوم کیواسطے روپیہ قرض دیں تو اُسکا طبعی نتیجہ یہ ہوگا کہ معاملہ ناجایز ہو جائیگا جس سے قرض گیرندہ اُسکی تردید کرنیکے قابل ہو جائیگا اور یہی حال دیگر احکام دفعہ مذکور کا ہے۔ اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بروئے الفاظ خود دفعہ مذکور کے یہ کہنا ناممکن ہے کہ کوئی معاملات جیسے کہ وہاں ظاہر کئے گئے ہیں خلاف قانون ہیں جیسا کہ پامر صاحب کی کتاب انٹرڈکٹری نولس متعلق بہ یادداشت ایسوسی ایشن (طبع ۱۸۹۶ء) میں ظاہر کیا گیا ہے: "ایک معاہدہ خلاف اختیار یا معاملہ خلاف اختیار ان معنوں میں ناجایز نہیں ہے کہ اُسکے متعلق کوئی استحقاق ارجاع نالش پیدا نہیں ہو سکتا محض اس وجہ سے کہ وہ خلاف اختیار ہے وہ بجائے خود ایک امر خلاف قانون یا فعل بیجا متصور نہیں کیا جا سکتا ملاحظہ ہو رائے لارڈ کیرنس صاحب مقدمہ ایشبری ریلوے کمپنی بنام رچی (۱) معاہدہ کالعدم ہوتا ہے اور اُسکی بنا پر کوئی نالش رجوع نہیں کیجا سکتی مگر کمپنی واسطے دلاپانے اپنے اُس ترکہ کے نالش کر سکتی ہے جو کہ معاہدہ مذکور کے متعلق ناجایز طور سے استعمال کیا گیا ہو ملاحظہ ہو سی ای ریلوے کمپنی بنام ٹرنر (۲) کولٹمن بنام کولٹمن (۳) اور ڈایرکٹران اور دیگر فریقہائے شامل شدہ بمعاملہ مذکور پر اُسکے متعلق نالش کیجا سکتی ہے اور اُنکو حقوق حصہ رسدی آپسمیں حاصل ہو سکتی ہیں" اسلئے مابین اس معاملہ کے جسکو کہ واضعان قانون نے خلاف اختیار ڈایرکٹران قرار دیا ہو اور اُس معاملہ کے جو ناجایز ہو تمیز کیجا سکتی ہے بنسبت امر مذکور کے چار ہدایت کنندہ مقدمات موجود ہیں جنمیں سے تین کا حوالہ میرے روبرو مسٹر سکیفرسن نے از طرف مدعیاں کے دیا تھا۔

پہلا مقدمہ بلحاظ تاریخ وقوع کے مقدمہ آیرس بنام سوتھ آسٹریلین بنکنگ کمپنی (۴) ہے۔

اُس مقدمہ میں آسٹریلین ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۵۵ء کے روسے ایک مالک بھیڑوں کا مجاز تھا کہ اپنی آیندہ موسم کی اُون کے متعلق ایک جایز معاہدہ کر کے گروی قبضہ عطا نکیا گیا تھا" ایک کمپنی بنک جو اُس چارٹر کے روسے مقرر کیگئی تھی جسمیں ایک فقرہ بدینقرار داد درج تھا کہ کمپنی کیواسطے جایز ہوگا کہ تجارت کی کفالت پر روپیہ قرض دے اور اُسنے روپیہ اس امید پر قرض دیا تھا کہ وہ بطور

(۱) (۱۸۷۵ء) لارپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۶۵۳ (۲) (۱۸۶۳ء) لارپورٹ چانسری جلد ۱ صفحہ ۱۴۹
(۳) (۱۸۸۱ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۶۵ (۴) (۱۸۷۱ء) لارپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۵۴۸

سنہ ۱۹۰۰ء
شرمنہ
بنام
دی بنک آف بمبئی

کفالت کے ایک مافوق مواخذہ آئندہ موسم کی اون پر جو کہ اُس شخص کی بھیڑوں سے اتاری جائیگی حاصل کریگا جسکے کہ حق میں زر مذکور قرض دیا گیا تہا مگر جو فی الحقیقت قابض اُن بھیڑوں کا تھا گو ایک جزوی مالک تہا اور دیگر مالکان کا ایجنٹ تہا جنکے کہ فایدہ کیواسطے زر مذکور قرض دیا گیا تہا۔ ایک نالش بربنائے اقرارنامہ مذکور منجانب کمپنی بغرض حصول مواخذہ ماقبل پر یہ تجویز ہوئی کہ نالش چل سکتی تہی اور کہ بنک کمپنی کو ایسی اون کی قیمت پر ایک مافوق مواخذہ حاصل تھا"

نالش مذکور کمپنی نے اون مذکور کے ہرجانہ کے واسطے رجوع کی تھی اور سکے از عذرات یہ تہا کہ اُن کے قبضہ میں اون نہیں ہے کیونکہ وہ اس قرضہ کے دینے سے ممتنع تہے اور یہ بہی حجت کی گئی تہی کہ امر مذکور خلاف احکام ان کے چارٹر کے ہے جس کے رو سے تجارت کی کفالت پر روپیہ قرض دینا ممنوع تہا اور خواہ دیگر اشخاص کے حقوق کچھ ہی ہوں "تاہم چونکہ معاملہ مذکور خلاف احکام چارٹر بنک کے ہے اسلئے رسپانڈنٹاں کو اسکے موثر کرانیکا کوئی حق حاصل نہیں کیونکہ وہ خلاف اختیار تہا" مقدمہ نیشنل بنک آسٹریلیشیا بنام چیری ایک سند باظہار اس امر کے ہے کہ کہ اختیارات چارٹر کی پیروی سخت طور پر کیجانی چاہئے تاکہ رسپانڈنٹان اُس مافوق مواخذہ کے مستحق ہوں جسکا کہ اُنہوں نے دعوے کیا ہے" بطور امر واقعہ کے مقدمہ مذکور میں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ بیان کیا تہا کہ "ایک اور اعتراض مسٹر مینسٹی نے بربنائے احکام چارٹر کے کیا ہے یعنی بربنائے اُس فقرہ چارٹر کے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنک مجاز ہوگا کہ تجارت کی کفالت پر روپیہ قرض دے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ اُس فقرہ کے اثر کی نسبت بہت سی سوالات اُٹھائے جاسکتے ہیں جو نہایت اہم ہوسکتے ہیں مگر انکی مشکل ہی ہونیکی وجہ سے حکام عالیمقام انکی متعلق کسی رائے کا ظاہر کرنا نہیں چاہتے ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ وہ معاملات کیا ہیں جو دراصل فقرہ مذکور کی ذیل میں آتے ہیں اور کہ آیا مقدمہ حال اُسکی ذیل میں آتا ہے۔ نیز یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا کسی واقعات کی موجودگی میں ایسی حکم کی خلاف ورزی کرنیکا اثر اس سی زیادہ ہے کہ سرکار اُسکا فایدہ حاصل کرسکتی ہے یعنی بطور ضبطی چارٹر کے۔ مگر حکام عالیمقام کی رائے میں صرف ایک ہی امر جسکا کہ مقدمہ ہذا میں فیصل کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ خواہ ایسے فقرہ کا اثر کچھ ہی ہو اُس کے رو سے جایداد منتقل ہونیسے باز نہیں رہتی خواہ اسباب میں یا اراضی میں بروئے ایک انتقال یا دستاویز کی جو کہ بصورت موجود ہونے عام واقعات قانونی کے اُس کو منتقل کرتی

صرف ایک ہی جاید عوئے جو صورتحال میں (جہانتک کوئی عذر عدم جواز کا نہیں کیا گیا) کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ استحقاق جایداد اور استحقاق قبضہ کبھی بحق مدعیان کے منتقل نہوئے تھے حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ خواہ اُسکا کوئی اثر ہوا اُسکا اثر جایداد کو منتقل ہونیسے باز رکھنے کا نہیں ہوسکتا۔ اگر صورت اسکے خلاف ہو تو اُس کا نتیجہ نہایت افسوسناک ہوگا کیونکہ اگر جایداد کبھی اُنکے نام منتقل نہوئی تھی تو وہ خود کسی جایداد کو بحق اشخاص ثالث کے منتقل نکرسکتے تھے بہت سے معاملات جو خواہ کیسی ہی نیک نیتی سے کئے گئے ہوں منسوخ کئے جاسکینگے۔ وہ یہ عام معاملہ کرسکتے تھے کہ روپیہ قرضہ بکفالت بلہائے ایکسچینج یا بلہائے لیڈنگ کے حاصل کریں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُس مال کی مالکیت جسکا کہ ذکر بل آف لیڈنگ میں کیا گیا تھا اُنکے حق میں منتقل نہیں ہوئی تو کوئی خریدار جس کے کہ پاس وہ مال مذکور کو فروخت کریں کوئی استحقاق بروئے بل آف لیڈنگ کے حاصل نکریگا اور ابتدائی مالک جبتک کہ مال مذکور کی پوری قیمت حاصل کی ہو یا اُسپر ایک کثیر قرضہ اُٹھایا ہو یہ کہہ سکیگا ”اور جایداد کبھی بحق آسٹریلین بنک کے نام منتقل نہوئی تھی اسلئے وہ کبھی تمہارے نام منتقل نہیں ہوئی“ مسٹر سینیٹی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اِس مسئلہ کی تائید میں کوئی سند پیش نہیں کرسکتا کوئی خلاف ورزی ایسی شرط چارٹر کی مالکیت مال کو اُس شخص کے نام منتقل ہونیسے باز رکھتی ہے جس کے کہ حق میں اا آیا شناوریہ کے رو سے جولہ ورنٹ و دیگر جایداد منقولہ جایداد کے منتقل کردینے کا اقرار کیا گیا ہو اور حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ خواہ ایسی شرط کی خلاف ورزی کا کوئی اور اثر ہو اُسکا اثر مالکیت اسباب کو منتقل ہونیسے باز رکھنے کا یا بالصورت ناجائز انتقال کے ایکبار اثر ہوجانے رجوع کئے جانے سے باز رکھنے کا نہیں ہے“

چنانچہ حکام عالیمقام نے مقدمہ مذکور میں یہ قرار دیا تھا کہ وہ فقرہ چارٹر بنک کو اُس کفالت کے لینے سے باز نہ رکھتا تھا جو کہ اُس نے اپنے قرضہ کے واسطے لی تھی۔

اب بعدہم اُس مقدمہ قبیل پر غور کرتے ہیں جسکا کہ حوالہ مسٹر سکیفرسن نے دیا تھا یعنی مقدمہ ٹیلر بنام دی چیسٹر ریلوے کمپنی (۱) پر۔ اُس مقدمہ میں قلت رائے ججان کے فیصلہ کو ہاؤس آف لارڈس نے بحال رکھا تھا اور کثرت رائے کا فیصلہ منسوخ کیا گیا تھا۔ اسلئے لارڈ بلیکبرن صاحب کا فیصلہ جو بحق قلت رائے کے تھا قابل غور ہے اُسنے یہ ظاہر کیا ہے کہ مابین اُن امور کے جو کمپنی

(۱) (سنہ ۱۸۶۷ء) لا رپورٹ ایکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۳۵۶

سنہ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

اور ڈائرکٹران کبواسطے خلاف اختیار ہوں اور اُن امور کے جو خلاف قانون ہوں کیا فرق ہے اور زاں بعد اُسنے صفحہ ۳۷۹ پر یہ بیان کیا ہے کہ "مگر واضعان قانون نے بلحاظ مصلحت عامہ کے بعض اوقات صریح اور بعض اوقات بمفہوم طور پر بعض افعال کے منجانب ایسی کمپنی ہائے کر کئے جانیسے امتناع کیا ہو جو اسطرح پر قایم کی گئی ہوں اور جب ایک فعل اسطرح پر قانوناً ممنوع ہو گیا ہو تو کوئی معاہدہ جو اُس کے کرنیکے واسطے کیا جاوے خلاف قانون ہے اور اگر ایسے معاہدہ کے موثر کرانیکی کوشش کیجاوے تو مدعاعلیہ خواہ وہ کمپنی ہو یا کوئی اور شخص مجاز ہے کہ حسب اقتضائے رائے خود اُس عدم جواز کا عذر کرے جسمیں کہ وہ ایک فریق ہو کیونکہ جانبین کے قصور کیصورت میں مدعاعلیہ کی حالت زیادہ تر قابل لحاظ ہوتی ہے۔ گو ہر ایک حصہ دار کمپنی نے ایک خاص معاہدہ کیے کئے جانے کی نسبت رضامندی ظاہر کی ہو تاہم اگر واضعان قانون نے نہ صرف واسطے حفاظت حصہ داران کے بلکہ عوام کے فایدہ کے واسطے اُس کے کئے جانیسے امتناع کیا ہو تو وہ خلاف قانون ہے اور اسکارپوریشن کی حالت جس کے کہ سب حصہ داران نے رضامندی ظاہر کی ہو جوا دعوی مذکور کے اُٹھانیکے واسطے بہ نسبت اُس میر مجلس کمپنی کے بدتر نہیں ہے جس نے کہ ذاتی طور پر معاہدہ مذکور کیا ہو اور تاہم وہ مجاز ہے جیسا کہ مقدمہ ہیگ گریگر بنام ڈورس اینڈ ڈیل ریلوے کمپنی میں فیصل کیا گیا تھا کہ احکام ریلوے ایکٹ کو بطور ناجایز بنانیوالے اپنے ذاتی معاہدہ کے پیش کرے۔ یہ سوال کہ آیا ایک خاص شئے اسطرح پر بروئے سٹیٹوٹ ہائے کے ممنوع ہے ہر ایک مقدمہ میں اُن کی درست تعبیر پر مبنی ہونی چاہیئے۔ میری رائے میں یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ اُسی فقرہ "خلاف اختیار" کا استعمال واسطے ظاہر کرنے زیادتی اختیار کے بخلاف حصہ داران اور واسطے کرنے ایک فعل ناجایز کے بھی کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر دو امور مذکور فی الحقیقت مختلف ہیں اور میری رائے میں دونو کے واسطے ایک ہی فقرہ کے استعمال کئے جانیسے مذبذب پیدا ہوا ہے"

اسلئے ہمکو تمیز مذکور ملحوظ رکھنی چاہیئے یعنی یہ کہ آیا افعال بمقابلہ حصہ داران کے خلاف اختیار ہیں یا کہ امور ممنوع کیونکہ وہ دو بالکل مختلف امور سمجھی جانے چاہئیں۔

ایک اور مقدمہ بتایید اُس رائے کے جو کہ مبنی اختیار کی ہے مقدمہ مندرجہ لا رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۱۴۹ یعنے گریٹ ایسٹرن ریلوے کمپنی بنام ٹرنر ہے۔ وہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسمیں ایک کمپنی کے میر مجلس نے کمپنی کی رضامندی سے ایک اور کمپنی کے حصص خود اپنے نام پر پہلی کمپنی کے روپیہ سے خرید کئے تھے

میر مجلس مذکور دیوالیہ ہوگیا تھا:- تجویز ہوئی (منسوخی ڈگری ماسٹر آف رولز) کہ گو ایک کمپنی سے دوسری کمپنی کے حصص کا خرید کرنا ناجائز ہے تاہم حصص مذکور تابع حکم اور انتقال دیوالیہ کے تھے جس سے کہ وہ اُس کے منتقل الیہم کے نام منتقل ہوجاتے اور کمپنی پر لازم ہے کہ حصص مذکور کو حسب ہدایت کمپنی کے منتقل کرے۔" اور صفحہ ۵۲ ایپلارڈ سلبورن صاحب لارڈ چانسلر نے بیان کیا ہے کہ: "ڈائرکٹران محض امنا ریا ایجنٹان کمپنی ہیں یعنی کمپنی کے روپیہ اور جائداد کے امنا اور اُن معاملات کے ایجنٹ جو کہ وہ کمپنی کی طرف سے کریں صورتحال میں بغیر قانونی اختیار کے اور اسلئے بغیر رضامندی کارپوریشن کے جبکہ وہ امنا اور ایجنٹان تھے ڈائرکٹران نے ایک جز و کمپنی کے روپیہ کا لیکر اس کے ساتھ ایک جائداد خرید کی تھی جسکی نسبت تنازعہ حال میں ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسیقدر مالیت رکھتی تھی یعنی حصص لن ہنسٹن ریلوے کمپنی خرید کئے تھے حصص مذکور جو اسطرح پر خرید کئے گئے تھے اور کسی اور شخص کی ایک کوڑی بھی اُنکی خرید میں صرف نہکیگئی تھی تین یکے بعد دیگرے میر مجلسہائے کمپنی مذکور کے نام پر رکھے گئے تھے اور اُنکی نسبت ہمیشہ اسطرح پر کارروائی کیگئی تھی کہ گویا وہ کمپنی کی جائداد ہیں بیشک یہ سچ ہے کہ اسطرح پر روپیہ کا لگانا ناجائز تھا مگر میں کامل طور پر اُس رائے کیساتھ اتفاق کرتا ہوں جو کہ سر جیمز بیکلے صاحب نے بدیں مضمون ظاہر کی تھی کہ کوئی فرق مابین بلا اختیار لگانے روپیہ مملوکہ کمپنی بجانب امنا کے اور بلا اختیار لگانے روپیہ مملوکہ کسی اور امانت بجانب امنا کے موجود نہیں ہے - یہ کہنا نادرست (بالکل فضول) ہوگا کہ چونکہ موتمن الیہم کا روپیہ ایک بلا اختیار طریق کے مطابق لگایا گیا ہے اسلئے اُنکو اُس جائداد سے کوئی فائدہ حاصل نہونا چاہیئے خواہ اُسکی کچھ ہی مالیت ہو جو کہ اُن کے روپیہ سے خریدی گئی ہے۔"

ہماری رائے میں صورتحال میں یہ کہنا بالکل فضول ہوگا کہ چونکہ بنک بمبئی کا روپیہ ایک بلا اختیار طریق کے مطابق صرف کیا گیا تھا اس لئے اُنکو اُس جائداد سے کچھ فائدہ حاصل نہونا چاہیئے جو کہ اُنکے روپیہ سے خرید کیگئی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

اسی مضمون کا مقدمہ معاملہ کولٹمن بنام کولٹمن (۱) ہے - اس مقدمہ میں ایک سوسائٹی کے بقایا رسرمایہ سے اسکے امنار نے مشترک اور منفرد پرامیسری نوٹہا سے کی بنا رپر ایک شخص کو روپیہ قرض دیا تہا اور نیز اُس کے ضامنان کو جو سوسائٹی مذکور کے اراکین تہے اور امنار کیطرف سے یہ دعویٰ کئے جانے پر کہ وہ بلکے از ضامنان کی جایداد کے برخلاف رقم مذکور کا مواخذہ ثابت کرینگے فرائی صاحب جسٹس نے معاملہ مذکور کو ناجایز قرار دیکر ثبوت مذکور کے لینے سے انکار کیا تہا اور بر طبق اپیل کے یہ قرار دیا گیا تہا کہ چونکہ یہ بیان نکیا گیا تہا کہ زر مذکور کسی ناجایز غرض کیواسطے لیا گیا تہا اس لئے معاہدہ خلاف قانون نتہا بلکہ صرف بلا اختیار تہا - اور کہ نوٹ کے تحریر کنندگان بطور جوابدعوی کے یہ کہنے کے مجاز نتہے کہ بایندگان کو کوئی اختیار روپیہ قرض دینے کا حاصل نتہا اسلئے ثبوت مذکور لیا جانا چاہیئے - ماسٹر آف رولز سر جی جیسل صاحب نے یہ بیان کیا تہا کہ :-

"میرا اطمینان اس امر کی نسبت نہیں ہوکہ ایک صریح حکم مندرجہ ایکٹ آف پارلیمنٹ جو بدیں مضمون ہے کہ امنار کو ذاتی کفالت پر روپیہ قرض نہ دینا چاہئیے کوئی فرق پیدا کرسکتا ہے - قرضہ نادرست ہوتا یا وہ سوسائٹی کا نہ خود اپنے فایدہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہوتا مگر معاملہ مذکور میں کوئی ایسا ناجایز امر موجود نہیں ہے جس سے کہ امنار زر قرضدادہ کو واپس لینے سے ممتنع ہوں - میری رائے میں اُن واقعات کی موجودگی میں نالش کو نا قابل قیام قرار دینا گویا یہ کہنا ہے کہ وہ امنار جنہوں نے ناجایز طور پر سوسائٹی کے روپیہ کو صرف کیا ہو اور خود اپنے نام سے اُسی قرضہ دیا ہو مجاز اس امر کے نہیں ہیں کہ اسکو واپس لینے کیواسطے کارروائیات کریں جبکہ کوئی امر ناجایز انکی طرف سے روپیہ قرض دینے میں نتہا اور جب کوئی امر ناجایز انکی طرف سے زر قرضدادہ کے واپس لینے میں اور نہ کوئی ناجایز امر اُس غرض میں موجود تہا جسمیں کہ اُنہوں نے روپیہ لگانا چاہا تہا تو کسطرح وہ اشخاص جنہوں نے روپیہ قرض لیا تہا اس اصول کو جواب میں پیش کرسکتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے ہیں کہ زر مذکور ابتدا ایک سوسائٹی کی ملکیت تہا اور میں اسکو بالکل سمجھہ نہیں سکتا"

اور بریٹ صاحب جسٹس نے یہ بیان کیا تہا کہ :-

"صرف ایک ہی اعتراض اس قرضہ کے متعلق یہ کیا گیا ہے کہ وہ بلا اختیار دیا گیا تہا مگر میری رائے میں قرض لینے والا بطور جواب ایک نالش کے یہ عذر نہیں کرسکتا کہ اُس شخص کو جس سے کہ اُسنے روپیہ قرض لیا تہا اور جسکے ساتہہ اُسنے اسکو واپس ادا کردینے کا اقرار کیا تہا کوئی اختیار روپیہ کے قرض دینے کا نہ تہا - وہ اس اعتراض کو اُٹہانیکا مجاز نہیں ہے - معاہدہ یہ ہے کہ اگر تم مجہکو اسقدر روپیہ قرض دوگے تو میں تمکو زر مذکور عند الطلب ادا کردونگا - زر بدل روپیہ کا حوالہ کیا جاتا ہے - وہ ناجایز نہیں ہے - اقرار واپسی زر قرضہ ناجایز نہیں ہے روپیہ کسی ناجایز غرض کیواسطے

(۱) (۱۸۸۱ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۶۴

سنہ۱۹۰۶ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

قرض نہ لیا گیا تہا اور میں یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ کوئی ناجائز امر معاہدہ میں موجود ہے اعتراض صرف یہ ہے کہ اُن اشخاص کو جنہوں نے کہ مدیون کیساتھ معاہدہ کیا تہا کوئی اختیار معاہدہ کرنیکا حاصل نتھا اور عذر مذکور ایسا عذر ہے جو وہ نہیں کر سکتا"

رائے مذکور میری خیال میں خصوصیت کیساتھ مقدمہ حال سے تعلق ہے جہاں یہ عذر کیا گیا ہی کہ ڈایرکٹران کیطرف سے روپیہ کا قرض دیا جانا ایک ناجائز فعل تہا -

زاں بعد ایک اور مقدمہ مندرجہ لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۳۶۶ (مقدمہ اروین بنام یونین بنک آف آسٹریلیا) متعلق معلوم نہیں ہو تا مگر مجہے معلوم ہوتا ہی کہ حجت رسپانڈنٹ بمقدمہ مذکور مدعی حال کی حجت سے مختلف ہے - اُسمقدمہ میں مسٹر بنجمین بجانب رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی تہی کہ "وہ حد مندرجہ مد ۵۰ جو ڈایرکٹران کے اختیار پر عاید کیگئی ہے خواہ دربارہ قرض دینے یا رہن کرنیکے ایک حد دربارہ اختیارات کمپنی کے بالکل جماعت حصہ داران کے نہیں ہے وہ کمپنی پر حاوی نہیں اُسکی روسے صرف ڈایرکٹران کی نیابت محدود کیگئی ہے - اسلئے کوئی فعل ڈایرکٹران کا خواہ وہ قرض دینے یا رہن کرنیکے متعلق ہو جو انکے اختیارات سے متجاوز ہو کمپنی سے تصدیق کیا جا سکتا ہے - اور ایسی تصدیق مطابق قواعد کمپنی کے کیجاتی ہے تاکہ ڈایرکٹران کے افعال کمپنی پر قابل پابندی ہو جائیں - مزید براں اختیارات سے تجاوز کرنا ایک معاملہ مابین حصہ داران اور ڈایرکٹران کے تہا اور وہ رسپانڈنٹ پر مؤثر نتہا" حجت مذکور کو عدالت اپیل نے منظور کیا تہا جسنے یہ قرار دیا تہا کہ حد مندرجہ مد ۵۰ دربارہ اختیارات ڈایرکٹران کے خواہ دربارہ قرض دینے کے یا رہن کرنیکے ہو ایک حد متعلق بہ عام اختیارات کمپنی کے نتہی اور ڈایرکٹران کے افعال جو انکے اختیار سے تجاوز تہے کمپنی سے تصدیق کیئے جاکر قابل پابندی بنائے جا سکتے تہے -

ایک حجت بربنا ر دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کے کیگئی تہی جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ: "بدل یا غرض معاملہ جائز ہے الّا جبکہ وہ قانوناً ممنوع ہو یا اس نوع کا ہو کہ اگر روا رکہا جائے تو اُس سے کسی قانون کے احکام کا مطلب فوت ہوتا ہو" مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جب فقرہ دوم دفعہ مذکور کو پڑہا جائے جو یہ ہے "یا اس نوع کا ہو کہ اگر روا رکہا جائے تو اُس سے کسی قانون کے احکام کا مطلب فوت ہوتا ہو" تو وہ بحالہ اُس قانون کے پڑہا جانا چاہیئے جس سے کہ تم اُسے متعلق کرنا چاہتے ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ موخر الذکر قانون میں ایک ہدایت ایک شخص کے نام بعض امور کے کرنے کی کیگئی ہے تو یہ کہنا مشکل ہے کہ اُسکی وہی وقعت ہونی چاہیئے جو کہ امر ممنوع برائے قانون کی ہو مجہے معلوم ہوتا ہے

۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

کہ دفعہ ۳۷ کا اثر صرف یہ ہے کہ ڈایرکٹران بنک کے عام اختیارات کو محدود کرے مگر یہ امر نامطابق اُن عام غرض کے ہے جس کے کہ واسطے بنک قایم کیا گیا تہا۔ اگر یہ درست تعبیر ایکٹ مذکور کی ہے تو میرے خیال میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کا فقرہ دوم دفعہ ۳۷ مذکورہ بالا سے متعلق ہے۔ اگر دفعہ ۳۷ میں بجائے لفظ "ڈایرکٹران" کے لفظ "بنک" کا استعمال کیا گیا ہوتا تو مسٹر ریکس کی اُس حجت کی تایید ہو سکتی تھی جو کہ اُنہوں نے مقدمہ نیشنل بنک آف آسٹریلیشیا بنام چیری (۱) پر کی ہے۔ مگر میری رائے میں مقدمہ مذکور سے جو اصنعان قانون ہند کے روبرو ۱۸۷۲ء میں موجود ہوگا (کیونکہ وہ ۱۸۷۰ء میں فیصل کیا گیا تہا) یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کیوں دفعہ ۳۷ میں لفظ "ڈایرکٹران" کا استعمال کیا گیا ہے نہ کہ لفظ "بنک" کا۔

اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۷ اور دیگر دفعات ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۶ء اور نیز اصول کہ جو قایم کردہ بمقدمات محولہ بالا کو اور نیز اطلاق یا عدم اطلاق دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ بہ واقعات مقدمہ حال کو ملحوظ رکہکر میں یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ قبالہ جات کا بطور کفالت زر قرضدادہ بجانب بنک کے حاصل کیا جانا خلاف احکام ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۶ء کے تہا۔ اسلئے مجھے یہ قرار دینا چاہئے کہ وہ عادلانہ کفالت جو بروئے حوالگی قبالہ جات بصورت حال کے پیدا کی گئی تھی ایک بالکل درست اور جایز مواخذہ تھی۔

زاں بعد بلحاظ مدعا علیہ رحیم بہائی مہر علی جیانی کے صرف ایک ہی سوال جو اُس سے متعلق ہے و بارہ خرچہ کے ہے۔

مینے نہایت محتاط طور پر اس خط و کتابت کو پڑہا ہے جو اُنکی جوابدعوے تحریری کے ساتہہ منسلک ہے اور میری یہ رائے ہے کہ مدعیان کو اُنکا خرچہ بشمولیت خرچہ اٹرنی کے تا یہ روانگی چہٹی ۲۷ ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء کے ادا کرنا چاہئے اور اُس کے بعد کا خرچہ اسکو خود برداشت کرنا چاہئے۔ کیونکہ گو مدعیان نے عرضیدعوے میں اُس کے برخلاف ایک ذاتی ڈگری کا دعوے کیا تہا تاہم انہوں نے اسکو اُسوقت صریح طور پر اطلاع دی تھی کہ ذاتی ڈگری کا دعوے اُسکی برخلاف نکیا جائیگا اور اگر اُسکو کوئی حق دوکان فضل بہائی مہر علی جیانی کے ترکہ یا جایداد متنازعہ بنالش ہذا میں حاصل نہیں ہے تو وہ ڈگری جو حاصل کیجائیگی اُسپر موثر نہوگی۔

(۱) (۱۸۷۰ء) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ (ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۷ رائے لارڈ کیرنس صاحب)

سنہ ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

تنقیح اول کی نسبت جو یہ ہے کہ آیا بیانات مندرجہ فقرات نمبر ۳ و نمبر ۴ عرضی دعوے درست ہیں میں اثبات میں قرار داد قلمبند کرتا ہوں اور نسبت تنقیح دوم کے جو یہ ہے کہ آیا مبینہ حوالگی قبالہ جات سے کوئی مواخذہ بحق بنک کے دربارہ کسی رقم مندرجہ عرضی دعوے کے پیدا کیا گیا تھا میں اثبات میں قرار داد قلمبند کرتا ہوں۔

اور میں ایک ڈگری بحق مدعیان بخلاف مدعا علیہ مسی اے ٹرنر بحیثیت متعلق لیہ ترکہ دیوالیان کو صادر کرتا ہوں۔

مدعا علیہ نمبر ا نے اپیل کیا جسمیں اُسنے عذرات ذیل پیش کیے:۔

(۱) بنک بروے ایکٹ ۱۸۷۶ء کے جایداد غیر منقولہ کی کفالت پر روپیہ قرض دینے سے ممتنع تھا۔

(۲) کہ کوئی جایز مواخذہ بحق مدعی بنک کے بروے حوالگی قبالہ جات کے بموجب ایکٹ ۱۸۷۶ء کی پیدا کیا گیا تھا۔

(۳) عدالت ماتحت کو یہ قرار دینا چاہیے تھا کہ قرضہ جات برکفالت جایداد ہائے غیر منقولہ جو مدعیان اور اُنکے ڈایرکٹران نے دیئے تھے قانوناً ممنوع تھے اور اُنکی نوعیت ایسی تھی کہ اگر وہ روا رکھے جائیں تو احکام قانون کا مطلب فوت ہو جاتا ہے اور کہ وہ رہن جایداد غیر منقولہ جو انہوں نے حاصل کیا تھا ناجایز تھا۔

برڈن و رکیس منجانب مدعا علیہ (اپیلانٹ)۔

لینگ (ایڈووکیٹ جنرل) و سیکفرسن منجانب مدعیان (رسپانڈنٹان)۔

سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا:۔ ایکٹ بنکہائے پریزیڈنسی (۱۱ ۱۸۷۶ء) دفعات ۳۶ و ۳۷۔

نیشنل بنک آف آسٹریلیشیا بنام چیری (۱)، آبرس بنام ایس اے بنکنگ کمپنی (۲) جی ای ریلوے کمپنی بنام ٹرنر (۳)۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:۔ نالش ہذا بنک آف بمبئی نے واسطے وصول کرنے بعض کفالتہائے کے رجوع کی ہے بنجملہ جنکے کہ عادلانہ رہن ہائے بذریعہ حوالگی قبالہ جات متعلق بہ جایداد ہائے غیر منقولہ ہیں مدعا علیہم مسٹر ٹرنر آفیشل اسائینی راہنان اور ابراہیم بہائی جام بہائی اور رحیم بہائی مہر علی چنائی ہیں جو دونوں حاضر نہیں ہوئے۔

(۱) (۱۸۵۱ء) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ بصفحہ ۳۰۰ (۲) (۱۸۷۱ء) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۵۵ بصفحہ ۵۵۹ (۳) (۱۸۷۲ء) چانسری جلد ۸ صفحہ ۱۴۹

واقعات مقدمہ ہذا بغرض اپیل حال کے غیر متنازعہ ہیں اور وہ کافی طور پر عرضیدعوے میں بیان کئے گئے ہیں۔ صرف ایک ہی جا بدعوے جسکے کہ ساتھہ ہمارا تعلق ہے مسٹر ٹرنر کا یہ عذر ہے کہ بموجب احکام ایکٹ بنکہائے پریزیڈنسی ۱۸۷۶ء کے رہنہائے ایک جائز مواخذہ پیدا نہیں کرتے۔ رسل صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ یہ جا بدعوے کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اُنہوں نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی تھی اور ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

بنک بمبئی تابع احکام ایکٹ بنکہائے پریزیڈنسی ۱۸۷۶ء کے ہے اور اُسکی رو سے بنک کو اختیار دیا گیا ہے کہ ملبہائے ایکسچینج اور دیگر دستاویزات قابل بیع و شرائے ہندوستان کے خریدنیکا کاروبار کرے چنانچہ معاملات زیر بحث (قطع نظر اُن کفالتہائے کے جو لیگئی تھیں) بنک کے اختیار کے اندر تھے۔

مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ کفالتہائے موثر نہیں کیجا سکتیں کیونکہ دفعہ ۳۷ ایکٹ مذکور میں یہہ حکم دیا گیا ہے کہ ڈائرکٹران کو کسی قسم کا ساہوکارہ کام ماسوائے اُنکے کرنا چاہئیے جو کہ اوپر مذکور ہیں اور بالخصوص اُنکو کوئی قرضہ بربنائے رہن کے یا کسی اور طرح پر کسی جائداد غیر منقولہ کی کفالت یا قبالہ جائداد مذکور کی کفالت پر نہ دینا چاہئیے۔ باوجود اُس حجت کے جو ایڈووکیٹ جنرل نے اسکے خلاف کی تھی میری رائے میں یہ تسلیم کیا جانا چاہئیے کہ ملبہائے کا خریدنا قرضہ دینے کے برابر ہے۔ یہ امر میری رائے میں ضمن (د) دفعہ ۳۷ کا نتیجہ ہے اور وہی رائے اختیار کرکے میں مقدمہ ہذا پر غور کرنا چاہتا ہوں۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ صریح حد مندرجہ دفعہ ۳۷ دربارہ دینے کسی قرضہ کے بربنائے رہن جائداد غیر منقولہ کے ہے اور کہ الفاظ دفعہ مذکور کے رو سے وہ حد بنک پر عاید نہیں کیگئی بلکہ اُس کے ڈائرکٹران پر لگائی گئی ہے۔

پس میں اولاً اس امر پر غور کرتا ہوں آیا کوئی ایسا امر اس حد میں موجود ہے جس کے رو سے وہ مواخذہ برجائداد غیر منقولہ ناجائز ہو جاتا ہے جو کہ بطور کفالت کے ایک بنک نسبت ذمہ واری قابل پرپیدا کیا گیا ہو۔ میری رائے میں ایسا معاملہ قرضہ بربنائے رہن کی ذیل میں نہیں آتا اسلئے وہ اُس صریح امتناع میں شامل نہیں ہے صرف جسپر کہ بحث ہمارے روبرو مبنی رکھی گئی ہے تاہم یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا ایکٹ مذکور میں کوئی اور ایسا امر موجود ہے جس سے ایسا معاملہ ناجائز ہو جاتا ہو۔ اسمیں شبہ نہیں کہ دفعہ ۳۷ میں عام طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ ”ڈائرکٹران کو کسی

قسم کا کاروبار ماسوائے اُنکی نہ کرنا چاہیئے جوکہ اوپر خاص کئے گئے ہیں" اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ ذمہ واری کے واسطے کفالت کا لینا صریح طور پر دفعہ ۳۶ میں مذکور نہیں مگر دفعہ ۳۶ میں چند اقسام کے اختیار رواوہ کاروبار ہائے خاص کئے گئے ہیں اُسمیں کل بکمل التفصیل بیان نہیں کیگئی میری خیال میں اسمیں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک عام نتیجہ اختیار خرید بلہائے کا ہے کہ مناسب کارروائی واسطے محفوظ کرنے ذمہ داری بروئے بلہائے مذکور کے کیجاوے تاکہ اُسکا میعاد کے پورا ہونے پر ایفا ہو جائے اور یہ امر مساوی طور پر صریح معلوم ہوتا ہے کہ غرض مذکور کیواسطے ایک کفالت بر جایداد غیر منقولہ کا حاصل کرنا ایک مناسب کارروائی ہوگا۔ اسلئے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی صریح امتناع کے کوئی ناجائز امر بنک کیطرف سے ایسی محفوظیت کئے جانے میں موجود نہیں ہے میں نے قبل ازیں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دفعہ ۳۷ (ج) متعلق نہیں ہوتی کیونکہ مینے وہ وجوہات ظاہر کی ہیں جن پر کہ نتیجہ مذکور مبنی ہے مگر آیا کوئی ایسا امر ایکٹ مذکور میں موجود ہے جس کے رو سے بنک کے واسطے کسی مواخذہ بر جایداد غیر منقولہ کا بطور کفالت موجودہ قرضہ کے حاصل کرنا ممنوع ہو؟ صریح طور پر یہ امر بنک کیواسطے ناجائز نہیں ہے کہ کسی جایداد غیر منقولہ کو کامل یا مشروط طور پر حاصل کرے یا پاس رکھے بخلاف ازیں اسکی صریح طور پر اجازت دیگئی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۷) اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر خلاف ورزی احکام ایکٹ مذکور کے بنک جایداد غیر منقولہ یا ایک استحقاق جایداد مذکور بطور کفالت موجودہ ذمہ واری کے حاصل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اسطرح ایک استحقاق واقعہ جایداد غیر منقولہ مشروط طور سے حاصل کرتا ہے شرط مذکور ذمہ واری کا ایفا کیا جانا ہے یہ امر صریح الفاظ دفعہ ۷ کی ذیل میں آتا ہے نیز اسکی مزید تائید دفعہ ۳۶ (ا) سے ہوتی ہے جسکی تشریح نہیں کیجا سکتی کیونکہ وہ کارروائیات اجرا سے متعلق ہے کیونکہ اجرا میں نیلام یا وصولی کسی فریق کیطرف سے نہیں کیجاتی بلکہ عدالت سے کیجاتی ہے۔

پس اگر کفالت جایداد غیر منقولہ واسطے محفوظ کرنے موجودہ قرضہ کے خلاف قانون نہیں ہے تو نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر ٹرنر کا عذر اُس حد تک کامیاب نہیں ہو سکتا جہانتک مبلغ صہ ،،، کا مواخذہ جایداد بمبئی پر عاید کیا گیا ہے یا جہانتک کہ مبلغ صہ ،،، اور مبلغ صہ ،،، کا مواخذہ جایداد مہابلیشور پر عاید کیا گیا ہے کیونکہ بروقت عاید کرنے مواخذہ کے جایداد بمبئی پر بنک کے پاس پہلے سے مبلغ صہ ،،، کا نوٹ تھا اور قبل مواخذہ کے جایداد مہابلیشور پر عاید کئے جانے کے اُنہوں نے

سنہ ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

علاوہ ازیں مبلغ [illegible] کا نوٹ خرید کر لیا تھا اور نہ اس امر سے میری رائے میں کچھ فرق آتا ہے کہ نوٹہائے مذکورہ میں سے کسی کی میعاد واقعی طور پر پوری نہ ہوئی تھی مگر یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ آیا قطع نظر اُن خاص آراء کے جو نوٹہائے [illegible] و [illegible] سے متعلق ہیں بنک کا دعوےٰ چل سکتا ہے۔

جیسے کہ مینے قبل ازیں رائے ظاہر کی ہے دفعہ ۳۷ کے الفاظ ڈائرکٹران سے متعلق ہیں اور اس امر کے متعلق کوئی سوال نہیں ہو سکتا کہ مابین ڈائرکٹران اور کارپوریشن کے ڈائرکٹران بروئے دفعہ ۳۷ (ج) کے اُس نقصان کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں جو احکام مذکور کی خلاف ورزی سے ہوا ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا دفعہ مذکور کا یہ منشا مزید طلاق ہے کہ راہنان اُس ذمہ داری سے انکار کر سکتے ہیں جو کہ اُنہوں نے اُٹھائی ہو۔ مینے لفظ راہنان اس وجہ سے استعمال کیا ہے کہ بروئے واقعات مقدمہ ہذا کے کوئی وجہ آفیشل اسائنی کی طرف کسی اور مناسب تر لفظ کے منسوب کرنیکی موجود نہیں ہے۔

اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ دفعہ ۳۷ (ج) صرف اہتمام ڈائرکٹران سے ہی متعلق نہیں بلکہ اُس کے رو سے ایک حد بھی اُن کے اختیارات پر عاید کیگئی ہے۔ چنانچہ وہ معاملہ جو اسکے احکام کے خلاف ہو خلاف اختیار ہے اور عدالت قانون میں مؤثر نہیں ہو سکتا اس حجت کی تائید میں مقدمہ نیشنل بنک آسٹریلیشیا بنام چیری (۱) پر انحصار کیا گیا ہے۔ واقعی فیصلہ مقدمہ مذکور کسیطرح بھی اپیلانٹ کی تائید میں نہیں ہے۔ مگر اپیلانٹ نے اپنی حجت کی تائید اُس رائے سے کرنی چاہی ہے جو کہ لارڈ کیرنس صاحب نے مقدمہ مذکور میں ظاہر کی ہے۔ اُس مقدمہ میں صورتحال کیطرح منتقل الیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ ایکٹ متعلق بہ بنک اُسکو ایک جایز معاہدہ رہن کے کرنے سے باز رکھتا تھا اور بحوالہ اس سوال کے لارڈ کیرنس صاحب نے بیان کیا تھا (ملاحظہ ہو صفحات ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ رپورٹ مقدمہ مذکور)۔ اس لئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ لارڈ کیرنس صاحب نے واقعی طور پر یہ قرار دینے سے اجتناب کیا ہے کہ رہن اُس مقدمہ میں ناقص تھا خواہ وہ ایک جزو معاہدہ قرضہ تھا اُسنے صرف یہ قیاس واسطے اغراض حجت کے کیا تھا گو وہ قیاس بلاشبہ طور پر مطابق میلان اُسکی رائے کے معلوم ہوتا ہے مگر یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ رائے دربارہ معنی ایسے ایکٹ کے تھی جس کے الفاظ ایکٹ حال سے بالکل مختلف ہیں کیونکہ امتناع زیر بحث کا اظہار اسطرح پر کیا گیا تھا

(۱) (۱۸۷۰ء) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۲۹۹

سنہ ۱۹۰۱ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

"مگر ہمیشہ شرط یہہ کہ ماسوائے اُن امور کے جنکی کہ متعلق قبل ازیں خاص طور پر اختیار دیا گیا ہے کارپوریشن مذکور مجاز نہوگی کہ کوئی روپیہ کسی کفالت اراضیات یا مکانات یا جہازہائے پر قرض دے"

وہ تعبیر جو کہ اسی فقرہ کی کیجانی چاہیئے اُس درست تعبیر سٹیٹوٹ میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتی جسکی کہ متعلق ہم کارروائی کر رہے ہیں آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ بنک نے جسکو عام اختیار کامل یا مشروط طور پر حاصل کرنیکا تہا اراضی مذکور کو حاصل نکیا تہا اور وہ اُسپر مواخذہ کے عاید کرنیکا مستحق نہیں ہے؟ میری یہ ہے کہ ایکٹ مذکور واقعی حصول مواخذہ منجانب بنک کا مانع نہیں ہے گو اسمیں شبہ نہیں کہ ڈایرکٹران نے بخلاف ورزی اپنے فرائض کے عمل کیا تہا۔ کل دفعہ ۳۷ کو پڑہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا تعلق اُس طریق کے ساتہہ ہے جس کے کہ مطابق ڈایرکٹران نے کاروبار بنک کے فایدہ کیواسطے کیا تہا اور اُس کے رو سے امتناع مذکور تابع کسی اصول مصلحت عام یا غرض فایدہ عوام کے عاید نہیں کیا گیا۔ پس یہ قیاس مشکل سے کیا جا سکتا ہے کہ فرضہ بخلاف شرائط ظاہر کردہ بہ ضمن (د) یا (ہ) کا دیا جانا بنک کو کسی چارہ جوئی کے کرنیسے محروم کردیتا ہے اور ضمن (ب) سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۷ میں محض قواعد دربارہ ہدایت بنک کے درج ہیں اور کہ یہ امر اُسکی تدبیر سے باہر ہے کہ عدم تعمیل قواعد مذکور سے بنک کے حقوق میں خلل واقع ہونا چاہیئے یا کہ وہ امور جو اُسکی محفوظیت کیواسطے قایم کئے گئے ہیں اُسکو نقصان پہونچانیکا باعث ہوجانے چاہیئں بحوالہ اس امر کے میں لارڈ سلبورن صاحب کی رائے مقدمہ جی ای ریلوے کمپنی بنام ٹرنر (۱) کا حوالہ دیتا ہوں "یہ پیچ ہے کہ اسطرحپر روپیہ کا لگانا ناجایز تہا مگر میں کامل طور پر اُس رائے کے ساتہہ اتفاق کرتا ہوں جو کہ سر جیمز ڈبا گلے صاحب نے بدیں مضمون ظاہر کی تھی کہ کوئی فرق مابین بلا اختیار لگانے روپیہ مملوکہ کمپنی منجانب امنا کے اور بلا اختیار لگانے روپیہ مملوکہ کسی اور امانت منجانب امنا کے موجود نہیں ہے۔ یہ کہنا نادرست (بالکل فضول) ہوگا کہ چونکہ ہو متن لبہم کا روپیہ ایک بلا اختیار طریق کے مطابق لگایا گیا ہے اسلئے اُنکو اُس جایداد سے کوئی فایدہ حاصل نہونا چاہیئے خواہ اُسکی کچہہ ہی مالیت ہو جو کہ اُنکے روپیہ سے خریدی گئی ہے"

ایساہی مقدمہ سولٹمن بنام سولٹمن (۱) میں سر جارج رسّل صاحب نے بیان کیا ہے کہ "میرا اطمینان اس امر کی نسبت نہیں ہوا کہ ایک صریح حکم مندرجہ ایکٹ آف پارلیمنٹ جو بدیں مضمون ہے کہ امنا کو ذاتی کفالت پر روپیہ قرض نہ دینا چاہیئے کوئی فرق پیدا کر سکتا ہے۔

(۱) (۱۸۷۲ء) لاء رپورٹ چانسری جلد ۸ صفحہ ۱۴۹ صفحہ ۱۵۲ (۲) (۱۸۵۴ء) چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۶۹

سنہ ۱۹۰۱ء
شر نر
بنام
دی بنک آف بمبئی

قرضہ مذکور ناجائز ہوتا اگر وہ سوسائٹی کے روپیہ کا خود اپنے اغراض کیواسطے استعمال کیا جانا سمجھا جاتا مگر معاملہ میں کوئی ایسا عدم جواز موجود نہو سکتا تہا جس کے کہ رو سے اسنا زر قرضدادہ کی وصول کرنیسے ممتنع ہوتے ۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے واقعات کی موجودگی میں نالش کا چلانا نامناسب قرار دیا گویا یہ کہنا ہے کہ ایک امین مجاز اس امر کا نہیں ہے کہ جو روپیہ اُسنے سوسائٹی کے روپیہ میں نامناسب طور سے استعمال کیا ہے اور خود اپنے نام سے قرضدیا ہے اپنے آپکو اُسکے واپس لینے کے قابل بنانیکے لئے کارروائی کرے درصورتیکہ کوئی ناجائز بات قرض لینے والوں کیطرف سے قرضہ کے لینے میں نہ کی گئی تھی اور نہ کوئی ناجائز بات اُنکی طرف سے اقرار واپسی زر مذکور کے کرنے میں موجود تہی اور نہ کوئی ناجائز بات اُس غرض میں موجود تھی جسکے کہ واسطے روپیہ کا قرض لیا جانا مقصود تہا ۔ تو کسطرح وہ اشخاص جنہوں نے قرض لیا تہا اس مسئلہ کو جواب میں پیش کر سکتے تہے کہ وہ اسوجہ پر ذمہ واپسی سبکدوش ہوگئے ہیں کہ زر مذکور ابتدا ًٔ ایک سوسائٹی کی ملکیت تہا ۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو میں بالکل سمجھہ نہیں سکتا ‘‘

مگر صفحہ ۷۰ پر ہربٹ صاحب لارڈ جسٹس نے بیان کیا ہے کہ ’’ صرف ایک ہی اعتراض دربارہ اس قرضہ کے یہ ہے کہ وہ بغیر اختیار کے دیا گیا تھا ۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرض لینے والا بطور جوابدعوی نالش کے یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ وہ شخص جس نے اُسکو روپیہ قرضدیا تہا اور جس کے کہ ساتہہ اُسنے زر مذکور کے واپس دینے کا اقرار کیا ہے کوئی اختیار روپیہ کے قرض دینے کا نہ رکہتا تہا ۔ یہ ایک ایسا عذر ہے جو وہ نہیں کر سکتا ۔ معاہدہ یہ ہے کہ اگر تم مجھے اسقدر روپیہ قرضدو گے تو میں تمکو زر مذکور عند الطلب ادا کر دونگا ۔ بدل زر مذکور کا حوالہ کرنا ہے ۔ وہ ناجائز نہیں ہے ۔ اقرار واپسی اُس روپیہ کی نسبت جو کہ تمنے قرض لیا ہے ناجائز نہیں ہے ۔ زر مذکور کسی ناجائز غرض کیواسطے قرض نلیا گیا تہا اور نہ ایک ناجائز یا خلاف اخلاق کام کے کرنیکے واسطے تہا اور میں معلوم نہیں کر سکتا کہ معاہدہ میں کوئی ناجائز امر موجود ہے اعتراض صرف یہ کیا گیا ہے کہ اُن اشخاص کو جنہوں نے کہ مدیون کے ساتہہ معاہدہ کیا تہا کوئی اختیار اُسکے کرنیکا حاصل نتھا اور یہ ایک ایسا عذر ہے جو وہ اختیار نہیں کر سکتا ‘‘

ان وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ وہ جوابدعوی جو مبنیہ عذر جواز پر مبنی ہے ناکامیاب رہتا ہے اور کفالتہائے موشکئے جانیکے قابل نہیں ۔

مگر اس نتیجہ کے اخذ کرتے وقت میں یہ ظاہر کرنا درست سمجہتا ہوں کہ ڈائرکٹران نے اس قسم کا معاملہ کر نیمیں اپنے آپکو معرض خطر میں ڈالا تہا اور اُنکو آئندہ یہ امر ملحوظ رکہنا چاہئے اسلئے اپیل خارج کیا جاتا ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹرنر
بنام
دی بنک آف بمبئی

اور عدالت ماتحت کی ڈگری معہ خرچہ بحال رکھی جاتی ہے -

اٹرنیان منجانب مدعیان :- میسٹرز کرافورڈ بھاؤن اینڈ کمپنی -

اٹرنیان منجانب مدعاعلیہم :- میسٹرز ڈفتری اینڈ فرایری -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۲۳ راپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بلمبہاٹ (مدعاعلیہ نمبر ۳) اپیلانٹ بنام نرائن بہاٹ (مدعی) رسپانڈنٹ *

امر فیصلشدہ - شریک مدعاعلیہم - فیصلہ بنالش ماسبق جسمیں کہ فریقین شریک مدعاعلیہم ہوں کب قابل پابندی ہوتا ہے - ایسا فیصلہ صورتیں قابل پابندی نہیں ہے جبکہ بکو از مدعاعلیہم مذکور صرف برائے نام فریق بنایا گیا ہو -

ایک فیصلہ بنالش ماسبق مابین شریک مدعاعلیہم کے امر فیصلشدہ نہیں ہے جو کہ ایک نالش مابعد منجانب بکو از مدعاعلیہم مذکور رجوع کیے جانیکا مانع ہو الا جبکہ اختلاف حقوق مابین انکے موجود ہو اور فیصلہ مذکور سے رہے اصلی حقوق و ذمہ داری ہائے مابین مدعاعلیہم مذکور کا فیصلہ کیا گیا ہو -

ایسا فیصلہ ناقابل امر فیصلشدہ نہیں ہے جبکہ مدعی نالش مابعد صرف ایک برائے نام فریق پہلی نالش میں ہو -

اپیل بنا راضی حکم الف سی اوبین صاحب ڈسٹرکٹ جج بلگام مشعر واپسی نالش بغرض تجویز مزید بنا ر واقعات بعدالت راؤ صاحب سی آر کارکاری سبارڈینیٹ جج اتھنی -

مدعی نرائن بہاٹ نے اراضی متنازعہ کو ایک شخص گنڈا بہاٹ کے پاس رہن کیا تھا جسنے سنہ ۱۸۹۵ء میں ایک نالش بربنائے رہن کے رجوع کرکے ایک ڈگری قبضہ حاصل کی تھی - مگر جب اسنے ڈگری مذکور کا اجرا کرانا چاہا تو اسکی مزاحمت نرائن بہاٹ کے برادر بلمبہاٹ نے کی تھی جسنے کہ نصف حصہ اراضی کے مالک ہونیکا دعویٰ کیا تھا - اسپر عدالت نے زیر دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بلمبہاٹ کے عذر کو بطور ایک نالش (نالش نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ء) کے درج رجسٹر کیا تھا جسمیں گنڈا بہاٹ مرتہن مدعی بنایا گیا تھا اور بلمبہاٹ اور نرائن بہاٹ (مدعی حال) مدعاعلیہم بنائے گئے تھے - نالش مذکور کی بظاہر جوابدہی نہ کیگئی تھی اور ایک ڈگری ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء میں مشعر عطائے نصف اراضی بحق گنڈا بہاٹ کے صادر کیگئی تھی -

دوران نالش مذکور میں نرائن بہاٹ نے نالش حال (نمبر ۶۶۹ سنہ ۱۸۹۶ء) بخلاف گنڈا بہاٹ (مرتہن) اور بلمبہاٹ کے

سنہ ۱۹۰۱ء
بلمبھاٹ
بنام
نرائن بھاٹ

بدین استدعا رجوع کی تہی کہ ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے جسکے رو سے مدعا علیہم مذکور اُسکی مزاحمت اُس کے استعمال اراضی میں کرنیسے باز رکھے جائیں۔ اُسنے بیان کیا تہا کہ اراضی مذکورہ اُسکی ملکیت ہے اور اُسی کے قبضہ میں ہے اور کہ مدعا علیہم نے اُسکے استعمال میں دست اندازی کی ہے۔

گنڈابھاٹ حاضر نہوا تہا مگر بلمبھاٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ اراضی اُسکی اور مدعی کی مشترک ملکیت ہے اور کہ وہ نصف حصہ کا مستحق ہے۔

سبارڈنیٹ جج نے تنقیحات قایم کرکے شہادت لی تھی مگر اُسنے کوئی قرارداد بابت تنقیحات کے متعلق قلمبند نکی تہیں اور قرار یہ دیا تہا کہ مدعی کا دعوے امر فیصلشدہ ہے کیونکہ نالش نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء میں ایکڈگری صادر ہوچکی ہے اور چونکہ وہ تنہا مالک اراضی نتھا اسلئے وہ حکم امتناعی کا مستحق نہیں۔

بر طبق اپیل مدعی کے صاحب جج نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی صرف ایک برائے نام فریق نالش نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء میں تہا اور اُسنے نالشکو سبارڈنیٹ جج کے پاس واسطے قلمبند کرنے قرارداد تنقیحات کے واپس بہیجا تہا۔

اس حکم واپسی کی ناراضی سے بلمبھاٹ نے اپیل کیا۔

مہادیو دی بہاٹ منجانب اپیلانٹ (بلمبھاٹ):۔ نالش حال کو درست طور پر سبارڈنیٹ جج نے خارج کیا تہا اور مقدمہ عدالت اپیل سے واپس نہ بہیجا جانا چاہیئے تہا۔ نالش نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء میں ہمنے یہ عذر کیا تہا کہ ہمکو ایک نصف حصہ اراضی میں حاصل ہے اور کہ مدعی حال نرائن بہاٹ دوسرے نصف کا مالک ہے۔ اسپر عدالت نے ایک تنقیح دربارہ اس تحقاق کے قایم کی تھی جو کہ گنگا بہاٹ کے نام بروئے رہننامہ تحریر کردہ نرائن بہاٹ کے منتقل ہوا تہا۔ قرارداد تنقیح مذکور پر یہ تھی کہ گنڈابہاٹ کو نصف جایداد کا قبضہ ملنا چاہیئے اور اُسکو ہمارا خرچہ ادا کرنیکا حکم دیا گیا تہا۔ ہم یہ عذر کرتے ہیں کہ گنڈابہاٹ کو نالش مذکور میں دادرسی عطا کرنیکے واسطے حقوق مدعا علیہم بلمبہاٹ و نرائن بہاٹ کا فیصلہ کرنا قطعی طور پر ضروری تھا عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ نرائن بہاٹ ایک نصف کا مالک ہے اور باقی نصف بلمبہاٹ کی ملکیت ہے۔ فیصلہ مذکور نالش حال میں بطور امر فیصلشدہ کے عامل ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو رامچندر بنام نرائن (۱)، دینکیا بنام نرساسمار (۲)، مدمادی بنام کیلو (۳)، احمد علی بنام نجابت خاں (۴) فیصلجات مذکورہ کی رو سے یہ مسئلہ قایم کیا گیا ہے کہ جب ایک واقعی اختلاف مابین مدعا علیہم آپسمیں ہو جو

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۴

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) ” ” مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۶۴ (۴) (سنہ ۱۸۹۵ء) ” ” الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۶۵

اور مدعیکو دادرسی کے عطا کرنیکی واسطے اُن کے حقوق اور ذمہ داریہا کے کا فیصلہ کیا جانا ضروری ہو تو فیصلہ مذکور ایک نالش مابعد میں انکی مابین بطور امر فیصلشدہ کے عامل ہوتا ہے -

گوکلداس کے پارکہہ بجانب رسپانڈنٹ (نرائن بہاٹ): - چونکہ ہمنے نالشحال نالش نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء کے درج رجسٹر ہوتے ہی رجوع کی تھی اسلیے ہمنے نالش مذکور کی کوئی جوابدہی نکی تھی - نرائن بہاٹ اس نالش میں صرف برائے نام فریق تہا جسکا تعلق اُس مزاحمت کے رفع کرانیکے ساتھ تہا جو کہ بلمبہاٹ نے پیدا کی تھی کوئی اختلاف استحقاق مابین مدعاعلیہم نالش اول کے موجود نتھا اور نہ کوئی فیصلہ مشعر انفصال حقوق مابین مدعاعلیہم مذکور صادر کیا گیا تہا - اس لئے فیصلہ مذکور بطور مانع نالشحال کے عامل نہیں ہو سکتا -

پارسنز صاحب جسٹس: - صرف ایک ہی امر غور طلب اپیل ہذا میں سوال امر فیصلشدہ ہی متعلق ہے - جہانتک کہ واقعات کا تعلق اس امر کیساتھ ہے وہ غیر متنازعہ معلوم ہوتے ہیں - ایک شخص گنڈا بہاٹ نے سنہ ۱۸۹۵ء میں ایک ڈگری بر بنائے ایک رہننامہ تحریر کردہ مدعی رسپانڈنٹ حال نرائن بہاٹ کے واسطے قبضہ جائیداد مرہونہ کے حاصل کی تہی - جبکہ وہ قبضہ حاصل کرنے گیا تہا تو اپیلانٹ حال بلمبہاٹ نے اسکی قبضہ کے متعلق اسوجہ پر مزاحمت کی تھی کہ وہ ایک نصف جائیداد کا مالک ہے عذر مذکور کو عدالت نے منظور کیا تہا جسنے عذر مذکور بطور نالش نمبری ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء کے درج رجسٹر کیا تہا جسمیں گنڈا بہاٹ مدعی بنایا گیا تہا اور بلمبہاٹ اور نرائن بہاٹ مدعاعلیہم بنائے گئے تہے نرائن بہاٹ نے کوئی جوابدعوے داخل نکیا تہا اور گنڈا بہاٹ نے بھی کوئی شہادت ندی تھی اسپر ایک ڈگری صادر کیگئی تہی جس کے روسے صرف نصف جائیداد گنڈا بہاٹ کو دلائی گئی تہی - ڈگری مذکور ۱۴ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء کو صادر کیگئی تھی -

اس نالش کے درج رجسٹر کئے جانیسے تہوڑی مدت بعد نرائن بہاٹ نے ایک جداگانہ نالش رجوع کی تہی یعنی نالش نمبر ۶۶۹ سنہ ۱۸۹۶ء جسمیں اسنے ایک ایسے حکم امتناعی کا دعوے کیا تہا جس کے روسے گنڈا بہاٹ اور بلمبہاٹ اور ایک تیسرا شخص اُسکو استعمال کل اراضی مذکور کے کرنیسے باز رکھا جاے - عدالت اول نے اپنے فیصلہ نالش اول نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء پر انحصار کرکے یہ قرار دیا تہا کہ نرائن بہاٹ کا دعوی حال نالش حکم امتناعی بہ بروئے فیصلہ نالش اول کے امر فیصل شدہ تہا - برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ فیصلہ نالش ماقبل بطور امر فیصلشدہ کے عامل نہوتا تہا کیونکہ نرائن بہاٹ صرف ایک برائے نام فریق نالش ماقبل میں تہا اور اُس نالش میں کوئی فیصلہ درباره اُسکے حقوق کے

سنہ ۱۹۰۰ء
بلمبھاٹ
بنام
نرائن بھاٹ

بخلاف بلمبھاٹ کے نالش مذکور میں نکیا گیا تھا۔ چنانچہ اُنہی مقدمہ کو بربنائے واقعات فیصل کرنے کے واسطے واپس بھیجا تھا۔

اپیلانٹ حال بلمبھاٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ فیصلہ نالش سابق بطور امر فیصل شدہ کے عائل ہوتا ہے۔ پس سوال کامل طور پر اس امر کی تحقیقات پر منحصر ہے کہ آیا نرائن بھاٹ ایک برائے نام فریق پہلی کارروائی میں تھا یا کہ آیا فیصلہ نالش مذکور کے رو سے اُس کے استحقاق کا فیصلہ بمقابلہ اپیلانٹ بلمبھاٹ کے کیا گیا تھا۔ اہم مقدمہ متعلق بہ ابرامر مقدمہ رامچندر بنام نرائن (۱) ہے۔ معلوم یہ ہوگا کہ پرانی نالش میں نرائن بھاٹ اور بلمبھاٹ دونو شریک مدعا علیہم تھے اور عام قاعدہ قائم کردہ سر رینالڈ ولیٹ صاحب دربارہ امر فیصل شدہ مابین شریک مدعا علیہم کے یہ ہے "بغیر ضرورت کے فیصلہ مذکور امر فیصل شدہ ہوگا الا جبکہ اختلاف حقوق مابین مدعا علیہم کے موجود ہو اور فیصلہ کے رو سے اُن کی حقوق و ذمہ داریہائے مدعا علیہم کا فیصلہ کیا گیا ہو" صورت حال میں کوئی ایسا فیصلہ حقوق و ذمہ داریہائے مابین بلمبھاٹ اور نرائن بھاٹ کے کارروائی ماقبل میں نکیا گیا تھا۔ نرائن بھاٹ نے اسی وقت ایک جداگانہ نالش رجوع کی تہی اور اُسنے بظاہر اپنے حقوق بنالش مرجوعہ گنڈا بھاٹ بخلاف خود بلمبھاٹ کی جوابدہی کرنیکی کچھ پروا نکی تہی۔ گنڈا بھاٹ کا دعوے صرف بربنائے رہننامہ کے تھا اور اُسنے بحیثیت مرتہن قبضہ دلاپانیکی استدعا کی تہی۔ گنڈا بھاٹ نے بہی بظاہر کوئی پرواہ اس امر کی نکی تھی کہ نرائن بھاٹ کے حقوق کا ذکر بخلاف بلمبھاٹ کے کرے کیونکہ اُسنے کوئی شہادت ندی تہی۔ اسلئے جملہ اغراض کے واسطے نرائن بھاٹ صرف ایک برائے نام فریق گنڈا بھاٹ کی نالش نمبر ۱۵ ۹۶ سنہ ۱۸۹۶ء میں تھا۔

نرائن بھاٹ پر فرض نتھا کہ کوئی جوابدعوے گنڈا بھاٹ کی نالش میں داخل کرے کیونکہ اُسنے ایک جداگانہ نالش رجوع کی تہی اسلئے وہ ایک ضروری فریق اُس نالش میں نتھا جو واسطے رفع کرانی اُس مزاحمت کے تہی جو بلمبھاٹ نے پیدا کی تہی ایسے مقدمہ میں ایک غیر ضروری فریق مدعا علیہ صرف برائے نام فریق ہوتا ہے اور وہ ایک نالش کے بخلاف دیگر مدعا علیہم شعر بیان حقوق خود رجوع کرنے سے ممتنع نہیں ہے۔

مقدمہ برجیو بہاری متر بنام کیدارناتھ (۲) ہیں تمیز مابین ترتیبی اور ضروری مدعا علیہم کے ظاہر کی گئی ہے۔ اُس مقدمہ میں مالک اراضی ایک برائے نام مدعا علیہ اُس نالش میں بنایا گیا تھا جو اُسکو ایک مزارعہ کی بخلاف اُس کے دوسرے مزارعہ نے واسطے دلاپانے قبضہ کی رجوع کی تہی قرار یہ دیا گیا تھا کہ فیصلہ کچھ مزار

(۱) (۱۸۷۳ء) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ (۲) (۱۸۸۰ء) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۸۰

سنہ ۱۹۰۰ء
بلمبھاٹ
بنام
نرائن بھاٹ

مدعی کے بخلاف دوسرے مزارعہ کے بطور امر فیصل شدہ کے ایک مابعد کی نالش مرجوعہ مالک اراضی بخلاف مزارعہ اول میں عائل نہیں ہوتا۔ وہ معیار ہائے جنکی کہ رو سے ایک برائے نام اور ضروری فریق ممیز کیا جاسکتا ہے مقدمہ احمد علی بنام نجابت خاں (۱) میں درج ہیں جسمیں کہ ججان الہ آباد نے فیصلہ مقدمہ رامچندر بنام نرائن محولہ بالا کی پیروی کی تھی۔ مدعا علیہم کے مابین اختلاف حقوق کا موجود ہونا ضروری ہے اور فیصلہ کے رو سے اصلی حقوق و ذمہ داریہائے مابین خود مدعا علیہم کا فیصلہ کیا جانا چاہئیے جہانکہ سوال دربارہ مشترک منقسم ہونے خاندان کے ہی نالش میں مابین مدعا علیہم کے فیصل نہ کیا گیا ہو بلکہ اُسکا فیصلہ بخلاف مدعی کے کیا گیا ہو جو ایک اجنبی شخص ہو تو فیصلہ مذکور بطور امر فیصلشدہ کے عائل نہیں ہوتا جبکہ یکے از مدعا علیہم نے دوسرے مدعا علیہ پر اسوجہ پر نالش کی ہو کہ خاندان مشترک تھا ملاحظہ ہو بھگونت سنگھ بنام تیج کوار (۲) یہی رائے مدراس ہائیکورٹ نے بھی مقدمہ رامانوجا بنام نرائینا (۳) میں اختیار کی تھی۔

اِن فیصلجات کی تقویت پر مجھے یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے نہایت مناسب طور سے یہ قرار دیا تھا کہ فیصلہ نالش گنڈ ابھاٹ نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۶ء رسپانڈنٹ مدعی نرائن بھاٹ کو نالشِ حال بخلاف بلمبھاٹ و گنڈ ابھاٹ رجوع کرنیسے باز نہ رکھتا تھا۔ اسلئے ہم عدالت ماتحت کے حکم کو بحال رکھتے ہیں اور اپیل کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

حکم بحال رکھا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر کینڈی صاحب جسٹس اکٹنگ چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس

۵ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

دنہائی (ابتدا مدعیہ) اپیلانٹ **بنام** ہری (ابتدا مدعا علیہ) رسپانڈنٹ *

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۹۱ - نالش واسطے منسوخی ایک دستاویز کے بنا ئے دعوے۔

جہانکہ مدعیہ نے ایک سنا نامہ منسوخ کرانے اور جائیداد مرہونہ کا قبضہ دلا پانیکی استدعا کی اور بیان کی تھی کہ یہ ہی کو ایک سازشی معاملہ اور کہ مدعیہ جائیداد مذکور پر بعد ہبہ مذکور کی تحریر کئے جانیکے ہی قابض رہی ہے اور وہ صرف ابتدائے نالش سے عرصہ تین سال کے اندر بیدخل کی گئی ہے

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۹۶ (۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۹۱

(۳) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۳

* اپیل دوم نمبر ۸۰ سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۹۰۱ء
دنہائی
بنام
ہری

تجویز ہوئی کہ اگر بیانات مدعیہ دربارہ قابض رہنے کے درست ہوں تو عرصہ میعاد واسطے رجوع نالش کے تاریخ رہننامہ سے محسوب نکیا جاسکتا تہا جیسا کہ مد ۹۱ تحت میعاد (۱۸۷۷ء) میں حکم ہے۔

جانکی کنوار بنام جیت سنگہ (۱) سے تمیز کیگئی۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر چنی لال مانک لال سب آرڈنیٹ جج درجہ اول اختیارات اپیل۔ منجانب مدعیہ ایک دوست مدعا علیہ کی تہی۔ اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو اُسنے بحق مدعا علیہ کے ایک رجسٹری شدہ رہننامہ تحریر کیا تہا جسکا منشا بعوض مبلغ ا۔۔ جائداد کے رہن کردینے کا تہا اور کہ رہن مذکور ایک سازشی معاملہ تہا اور کہ مدعیہ خود جائداد مذکور پر ۱۸۹۵ء تک قابض رہی تھی جبکہ اُس کو مدعا علیہ نے اُن دو قطعات اراضی میں سے بیدخل کردیا تہا جو ایک جزو جائداد مرہونہ کا بنا تی تہی۔

نالش ۱۸۹۷ء میں رجوع کیگئی تہی جسکی غرض دلاپانے قبضہ قطعات مذکور کا اور استقرار اس امر کی تہی کہ رہننامہ مذکور کالعدم ہے۔

معلوم ہوتا تہا کہ ۱۸۹۲ء میں مدعا علیہ نے ایک نالش قبضہ عدالت معاملتدار میں بخلاف مدعیہ اور بعض مزارعان اراضی مذکور کے رجوع کر کے ماہ جولائی میں ایک ڈگری حاصل کی تہی۔ مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے۔

عدالت اول نے اس عذر کو نامنظور کر کے مدعیہ کے دعوے کی ڈگری دی تہی۔

بر طبق اپیل سب آرڈینیٹ جج باختیارات اپیل نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش بروے مد ۹۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۸۷۷ء) کے زائد المیعاد ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ ایک نالش واسطے منسوخی ایک دستاویز کے اُس وقت سے عرصہ تین سال کے اندر رجوع کیجانی چاہیے جب کہ اُسکو اُن واقعات کا علم ہوا تہا جنکے رو سے مدعیہ منسوخی دستاویز کی مستحق ہوتی تہی اسلیے اُس نے عدالت اول کے فیصلہ کو منسوخ کر کے نالش کو خارج کر دیا تہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیہ نے ایک اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔

ایم بی چوبل منجانب اپیلانٹ۔

این جی چندا ورکر منجانب رسپانڈنٹ۔

کینڈی صاحب (ایکٹنگ صاحب چیف جسٹس): ۔صرف ایک ہی سوال جو ہمارے روبرو اٹہایا گیا ہے میعاد سے متعلق ہے۔ مدعیہ جو مدعا علیہ کی دوست تہی یہ بیان کیا تہا کہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو

(۱) (۱۸۷۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵

سنہ ۱۹۰۰ء
دتھا ئی
بنام
ہری

اُسکو ایک رہنامہ بحق مدعا علیہ کے تحریر کیا تھا جسکا منشا بعوض مبلغ ال...۔۔ کے اپنی جایداد کے بحق اُس کے رہن کر دینے کا تھا۔ مگر معاملہ مذکور ایک سازشی معاملہ تھا کیونکہ کوئی زر بدل یا قبضہ منتقل ہوا تھا وہ خود اُسپر سنہ ۱۸۹۵ء تک قابض رہی تھی جبکہ مدعا علیہ نے ناجائز طور پر دو قطعات اراضی کا قبضہ حاصل کر لیا تھا جو ایک جزو جایداد مرہونہ مذکور کا بنا تے تھے۔ اسلئے نالش حال داخل دلا پانے قبضہ اُن دو قطعات اراضی اور استقرار اس امر کے رجوع کیگئی تھی کہ رہنامہ کالعدم تھا جوابدعوی یہ تھا کہ رہن مذکور ایک اصلی معاملہ تھا جس کا زر بدل ادا کیا گیا تھا اور قبضہ منتقل ہو گیا تھا۔

سبارڈینیٹ جج نے عدالت اول میں سوال میعاد کے متعلق بہ پیروی فیصلہ مقدمہ اکرام سنگھ بنام نظام علی (۱) کے یہ قرار دیا تھا کہ بارہ سال کی میعاد متعلق ہوتی ہے اور بربنائے واقعات کے اُسنے فیصلہ بحق مدعیہ کے کیا تھا۔

بر طبق اپیل بعدالت ضلع کے سبارڈینیٹ جج باختیارات اپیل نے سرسری طور پر مقدمہ کا فیصلہ سوال میعاد پر بدیں قرار داد کیا تھا کہ سوال مذکور کا فیصلہ ناطق طور پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ جانکی کنوار بنام اجیت سنگھ (۲) میں کیا ہے۔ اسلئے اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ نالش بر طبق مد ۹۱ ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے اور نیز یہ کہ وہ اسوجہ سے زائد المیعاد تھی کہ وہ تاریخ صدور ڈگری معاملتدار سے عرصہ تین سال کے اندر رجوع نہ کیگئی تھی۔ اس ڈگری معاملتدار کی ایک نقل پہلی دفعہ عدالت اپیل ماتحت میں پیش کیگئی تھی۔ اور کوئی امتحان فریقین کا در بارہ واقعات متعلق بہ ڈگری مذکورہ کے نہیں کیا گیا۔ ڈگری مذکور ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کی مصدرہ ہے اور اسکا منشا ایک نالش قبضہ مدخلہ مدعا علیہ حال بخلاف مدعیہ حال و چند مزارعان میں صادر کیگئی جانیکا ہے۔ نیز ایک نقل مدعیہ حال کے بیان بنالش مذکور کی عدالت اول میں داخل کیگئی تھی۔ مگر موجودہ مسل سے یہ کہنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ آیا وہ ایک نیت نالش قبضہ تھی یا کہ آیا مدعی بنالش مذکور بحیثیت درج رجسٹر شدہ مرتہن کے اسمقدمہ کے مدعا علیہا نمبر ۱ کا صرف نامزد کردہ واسطے بیدخل کرانے مزارعان کے تھا۔

نسبت مد ۹۱ ایکٹ میعاد کے یہ امر صریح ہے کہ سبارڈینیٹ جج باختیارات اپیل نے محض اُس مقدمہ پریوی کونسل پر انحصار کرنے میں غلطی کی ہے جو کہ اُس نے مقتبس کیا تھا۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۶ (۲) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۸ و مقدمہ مذکور لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
دنہائی
بنام
ہری

وہ ایک ایسا مقدمہ تہا جسمیں کہ دستاویز زیر بحث کے تحریر کرنیوالے نے جسپر کہ تاریخ تحریر سے عمل کیا جا رہا تہا اُس کے منسوخ کرانے اور جائیداد مذکورہ کا قبضہ دلاپانے کی نالش کی تہی۔

وہ مقدمہ حال سے مختلف صورت ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رہننامہ پر عمل نکیا گیا تہا بلکہ مدعیہ جائیداد پر سنہ ۱۸۹۵ء تک قابض رہی تہی اس بیان قبضہ کے متعلق کوئی قرار داد موجود نہیں ہے۔ پس ہمارے لیئے سوال میعاد کے متعلق ایک درست نتیجہ کا اخذ کرنا ناممکن ہے۔ یہ امر صریح ہے کہ اگر مدعیہ کے بیانات درست ہیں تو عرصہ میعاد سہ سالہ تاریخ تحریر دستاویز سے منقضی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بصورت دیگر سازشی مرتہن یا مشتری ہمیشہ مجاز ہوسکتا ہے کہ تاریخ تحریر دستاویز سے تین سال تک انتظار کرکے زاں بعد بسہولیت جائیداد کا قبضہ حاصل کرلے اور اس صورت میں اصلی مالک جائیداد کو کوئی چارہ جوئی حاصل نہیں ہوسکتی (مقابلہ کیجئے ہمراہ آرائے ستوسامی ایار صاحب جسٹس بمقدمہ سندرہ رام بنام سیتہال (۱)) اس امر کو تسلیم کرکے مدعیہ پر جو اُس دستاویز کے برخلاف قبضہ حاصل کرنا چاہتی ہے جو خود اُسنے تحریر کی ہے اولاً دستاویز کا منسوخ کرانا لازم ہے اور کہ تین سال کی میعاد مقرر کردہ بروئے مد ۹۱ متعلق ہوتی ہے اسلیئے عرصہ مذکور تاریخ تحریر دستاویز سے محسوب نہیں کیا جاسکتا۔ مگر ہمارے پاس واقعات موجود نہیں ہیں اور صاحب جج عدالت ماتحت نے کوئی کوشش واسطے معلوم کرنے واقعات کے نہیں کی۔ اسلیئے ہمکو اسکا فیصلہ منسوخ کرکے اپیل کو بغرض تجویز جدید واپس بہیجنا چاہیئے۔ اگر ضروری ہو تو عدالت اپیل مزید شہادت طلب کرسکتی ہے خرچہ نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہوگا۔

مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۱ بصفحہ ۳۱۵

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس آنایبل صاحب جسٹس ورکر صاحب جسٹس

۶ جولائی سنہ ۱۹۰۰ع

پرشوتم دیارام و ایک کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴) اپیلانٹان بنام جتر گر کروار جنگیر (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ*

ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۹۶ع) دفعہ ۱۳ [1] - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) ضمیمہ دوم مد ۱۴۷ -

نالش قبضہ - عدالت معاملتدار -

ایک نالش قبضہ مرجوعہ بعدالت معاملتدار میں نہ تو مدعی اور نہ مدعا علیہ بروقت سماعت کے حاضر ہوئے تھے اسلئے مقدمہ کا فیصلہ معاملتدار نے زیر حصہ اول جزو دفعہ ۱۳ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۶ع) کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ معاملتدار کا حکم ایک حکم مشعر نامنظور کرنے عرضیدعوے کے تہا -

ایک نمبری نالش قبضہ کے عدالت دیوانی میں تاریخ صدور حکم معاملتدار مذکورہ بالا سے زائد از عرصہ تین سال بعد رجوع کیگئی

جانے پر :- تجویز ہوئی کہ نالش بروئے مد ۱۴۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے زائد المیعاد تھی -

اپیل دوم بناراضی فیصلہ راؤ بہادر دہن ایم بوڈس سبارڈنیٹ جج درجہ اول دہولیا باختیارات اپیل مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب ایس پی اپاسامی سبارڈنیٹ جج بہوساول -

مدعی نے نالش حال سنہ ۱۸۹۹ع میں واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضیات کے بدیں بیان رجوع کی تھی کہ اسکو گروے لئے اراضیات مذکور گانو ہنمنتا سے خرید کی تہیں اور انکو بحق ایک شخص دیوسنگہ بہوسن کے زراعت کے واسطے پٹہ پر دیا تہا اور کہ بعد منقضی ہونے میعاد مزارعت کے دیوسنگہ نے بجائے قبضہ کرنے بحق مدعی

* اپیل دوم نمبر ۷۵ سنہ ۱۹۰۰ع

[1] دفعہ ۱۳ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۶ع) :-

۱۳ - اگر مدعی ثبوت دینے سے قاصر رہے یا اپنے گواہاں کو اس تاریخ پر پیش کرنے سے قاصر رہے جو مقرر کیگئی ہو تو معاملتدار عرضیدعوے کو بوجہ عدم پیروی نامنظور کر دیگا + اگر مدعا علیہ حاضر ہونے سے قاصر رہے اور معاملتدار کا اطمینان موجودہ شہادت سے اس امر کی نسبت ہو گیا ہو کہ نوٹس کی تعمیل حسب ضابطہ طور سے مدعا علیہ پر ہو گئی ہے اور تعمیل مذکور کے بعد کافی عرصہ مدعا علیہ کو تاریخ مقرر کردہ پر حاضر ہونے اور جوابدہی کرنیکے واسطے حاصل تہا تو اسکو عرضیدعوے کی سماعت یکطرفہ کرنی چاہئے -

مگر شرط یہ ہے کہ اگر فریقین میں سے کوئی کسیوقت عرصہ پندرہ یوم کے اندر عرضیدعوے کے اطراً نامنظور کیے جانے یا یکطرفہ فیصلہ صادر کئے جانیکی تاریخ سے اس امر کا اطمینان معاملتدار کو دلائے کہ وہ کسی ضروری حادثہ کی وجہ سے حاضر ہونے یا گواہاں کو حاضر کرنے سے قاصر رہا تہا تو معاملتدار مجاز ہو گا کہ مقدمہ کی از سر نو سماعت کرے اور ایک نوٹس مطابق نمونہ مندرجہ ضمیمہ ب کے سائل کے خرچ سے فریق مخالف کے نام جاری کیا جائیگا -

سنہ ۱۹۰۶ء
پرشوتم دیارام
بنام
چترگر داربنگر

حوالہ کردینگے انکا قبضہ مدعا علیہم کو حاصل کرنے دیا تہا - اسطرحپر مدعا علیہم ناجایز طور سے قابض تہے اور گو انسے یکم جون ۱۸۹۶ء کو اراضی کے خالی کر دینے کا مطالبہ کیا تہا اور انہوں نے ایسا کرنیسے انکار کیا تہا

مدعا علیہ نمبر ۱ گانو ہنمنتا حاضر نہوا تہا -

مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ عذر کیا تہا کہ اراضیات متنازعہ مدعی کے گروکے بایع کی ملکیت نتہیں یا وہ کبہی انکے یا مدعی کے قبضہ میں نہیں رہیں اور کہ وہ دراصل پرشوتم اور اجبارام دیارام کی ملکیت ہیں اور وہ انپر بطور انکے مزارعہ کے قابض ہے -

مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ نے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی نے ایک نالش قبضہ عدالت معاملتدار میں بخلاف دیوسنگہ کے رجوع کی تہی اور نالش مذکور ۱۶ مئی ۱۸۹۳ء کو معاملتدار نے خارج کی تہی اس لئے نالش حال جو تاریخ صدور حکم معاملتدار سے تین سال کے اندر رجوع نہیں کیگئی زایدالمیعاد ہے اور کہ اراضیات متنازعہ دیوسنگہ کی ملکیت تہیں جس سے کہ وہ ۱۷ فروری ۱۸۹۴ء کو مدعا علیہم نے خرید کی تہیں اور کہ وہ (مدعا علیہم) تاریخ خرید مذکور سے بطور مالکان کے قابض ہیں -

سبارڈینیٹ جج نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ قرار دیا تہا کہ نالش زایدالمیعاد نہیں ہے کیونکہ وہ مد ۴۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے تابع نہیں - کیونکہ نالش قبضہ عدالت معاملتدار میں بوجہ عدم حاضری فریقین بتاریخ سماعت کو خارج کیگئی تہی اور کہ اراضیات متنازعہ مدعی کی ملکیت تہیں - اس لئے اس نے دعوے کو منظور کیا تہا -

بر طبق اپیل مدعا علیہم کے صاحب ڈسٹرکٹ جج نے ڈگری مذکور کو بحال رکہا -

مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ نے اپیل دوم رجوع کیا -

ایچ سی کویاجی بمقابلہ سنجانے پلانتان (مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴): - مدعی کی نالش بعدالت معاملتدار ایک نالش نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۳ء تہی اس نالش میں مدعی کا دعوے خارج کیا گیا تہا - چونکہ نالش حال تاریخ صدور حکم معاملتدار بنالش مذکور سے عرصہ تین سال کے اندر رجوع نہ کیگئی تہی اسلئے وہ زیر مد ۴۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زایدالمیعاد ہے - ملاحظہ ہو گلاب بہائی بنام کالبہائی (۱) اور رامچندر بنام بہیکا بہائی (۲) -

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۴۶ (۲) (۱۹۰۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۷۴

سنہ ۱۹۰۶ء
پرشوتم دیارام
بنام
پنڈرنگ راؤ جنکر

ادتم رام للو بہائی منجانب رسپانڈنٹ (مدعی):- نالش قبضہ میں معاملتدار نے کوئی حکم دربارہ قبضہ اراضی کے صادر نکیا تہا مد ۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد میں ایسے حکم کے صادر کئے جانیکا قیاس کیا گیا ہے اسلئے وہ متعلق نہیں ہے۔ تاریخ سماعت پر فریقین غیر حاضر تہے اسلئے معاملتدار نے اُن تنقیحات پر غور نکیا تہا جو کہ زیر دفعہ ۱۵ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران قایم کیگئی تہیں۔ کوئی تحقیقات دربارہ واقعات مقدمہ کے نکیگئی تہی۔ مقدمہ رامچندر بنام بہیکا بہائی (۱) میں نالش بباعث عدم حاضری مدعی کے خارج کیگئی تہی۔ فیصلہ مقدمہ گلاب بہائی بنام کاسنجی (۲) بہی ممیز کئے جانے کے قابل ہے۔ اُس مقدمہ میں ہردو نالشات عدالت معاملتدار میں رجوع کیگئی تہیں۔ مگر صورتحال میں نالش دوم یعنی نالش حال عدالت سبارڈنیٹ جج میں رجوع کی گئی تہی۔ دفعہ ۱۳ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران میں کوئی حکم ایسے مقدمہ کے متعلق موجود نہیں ہے جسمیں کہ فریقین غیر حاضر ہوں مگر دفعہ ۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اُس شرط کے متعلق حکم موجود ہے۔ ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ چونکہ معاملتدار نے کوئی فیصلہ دربارہ استحقاق قبضہ کے صادر نکیا تہا اسلئے اُسکا حکم مشعر نامنظوری عرضیدعوے بطور مانع نالش حال کے حائل نہیں ہو سکتا۔

رانادے صاحب جسٹس:- مقدمہ ہذا کو عدالتہائے ماتحت نے فیصلہ مقدمہ رامچندر بنام بہیکا بہائی (۱) سے اسوجہ پر ممیز کیا ہے کہ اُس موخر الذکر مقدمہ میں نالش بباعث عدم حاضری صرف مدعی کے خارج کیگئی تہی۔ مگر صورتحال میں معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کوئی عدالت معاملتدار میں حاضر نہوا تہا۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر واقعہ سے کوئی اصلی تمیز مابین ہردو صورتہائے مذکور کے ثابت نہیں ہوتی۔ دفعہ ۱۳ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران میں اُن صورتہائے کی متعلق کوئی حکم موجود نہیں ہے جہانکہ فریقین حاضر نہوئی ہوں اُسمیں اولاً ایسی مقدمات کے متعلق حکم ہے جہانکہ مدعی حاضر ہونے یا اپنی شہادت کے تیار رکہنے سے قاصر رہے اور اُسمیں یہ ہدایت کیگئی ہے کہ ایسی صورتوں میں ایک حکم مشعر خارج کرنے عرضیدعوے کے صادر کیا جانا چاہئے زاں بعد اُسمیں ایسی صورتوں کے متعلق حکم ہے جہانکہ مدعا علیہ حاضر ہونیسے قاصر رہے اور مناسب ثبوت تعمیل سمن کے موجود ہونے پر اُسکے رو سے معاملتدار کو ایک یکطرفہ ڈگری صادر کرنیکا اختیار دیا گیا ہے۔ زاں بعد دفعہ مذکور میں نالش کے ہردو صورتوں میں از سرنو سماعت کیے جانیکا حکم ہے جبکہ میعاد معینہ کے اندر ایک مناسب درخواست کیجائے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۴ (۲) پنجاب (؟) مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۴۶

سنہ ۱۹۰۰ء
پرشوتم دیارام
بنام
جیٹرکر دا جنگہ

مقدمہ حال کے متعلق صریح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسکا فیصلہ معاملتدار نے زیر حصہ اول دفعہ ۳ ۱ کیا ہے اور یہ امر صریح ہے کہ ایک حکم متعلق خارج کرنے عرضدعوی کے زیر دفعہ ۳ اصادر کیا گیا تہا فیصلہ مقدمہ گلاب بہائی بنام کاسنجی [illegible] مقدمہ حال پر حاوی ہے۔ فیصلہ مقدمہ مذکور میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ دفعہ ۳ اسکے روسے مابین اُن مقدمات کے جہاں مدعاعلیہ حاضر ہوا اور اُنکے جہاں کہ وہ حاضر ہو کوئی تمیز نہیں کیگئی۔ فریقین نالش حال مسلمہ طور پر فریقین نالش بعدالت معاملتدار کے قایم مقامان ہیں اور چونکہ نالش حال تاریخ صدور حکم معاملتدار سے زائید از عرصہ تین سال بعد رجوع کیگئی تہی اسلیے دعوی بروئے مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد کے زائید المیعاد قرار دیا جانا چاہیئے۔

اس لیئے ہمکو ڈگریات عدالتہائے ماتحت منسوخ کرکے دعوے کو معہ کل خرچہ بذمہ رسپانڈنٹ نامنظور کرنا چاہیئے۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور دعوی نامنظور کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل رانا ڈے صاحب جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

انٹوبی (ابتداً مدعاعلیہ نمبر ۳) اپیلانٹ بنام مہادیو نہنت (ابتداً مدعی) رسپانڈنٹ *

نالش واصلات۔ نوعیت نالش۔ اختیار سماعت۔ اپیل۔ ایکٹ عدالتہای مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۳

مدعی نے بعض اراضی ماہ جون سنہ ۱۸۹۲ء میں ایک نیلام بعلت اجرای ڈگری بخلاف سا میں خرید کی تہی لیکن بالفعل قبضہ ماہ جون سنہ ۱۸۹۶ء تک حاصل نکیا تہا۔ مدعاعلیہ واقعی قابض اراضی مذکور کا بروئے بیعنامہ خانگی بیع منجانب سا بحق مدعاعلیہ مذکور موقوعہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کے تہا۔ مدعی نے اب مدعاعلیہ پر ایک نالش واسطے دلا پانے واصلات بابت تین سال کے یعنی سنہ ۱۸۹۳ء سے سنہ ۱۸۹۶ء تک بدیں بیان رجوع کی تہی کہ وہ ناجائز طور پر مدعاعلیہ نے وصول کئے ہیں۔

تجویز ہوئی کہ نالش متذکرہ مندرجہ مد ۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہای مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کی ذیل میں آتی تہی اور اسلئے نوعیت از قسم قابل سماعت عدالتہای مطالبات خفیفہ کے تہی اسلئے ایک اپیل بحضور صاحب جج ضلع کے بنا راضی فیصلہ عدالت سبارڈینٹ جج کے ہوسکتا تہا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایچ ایف ایل مار ہودے صاحب ڈسٹرکٹ جج کنارا متعلق تنسیخ ڈگری راؤ بہادر رجوبا [illegible] سبارڈینٹ جج درجہ اول کاروار۔

نالش واسطے دلاپانے وصولات تین سال کے یعنے سنہ ۱۸۹۴ء سے سنہ ۱۸۹۶ء تک کے۔

۱۷ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو رامچندر تبا نے اراضیات متنازعہ کا رہن بحق ایک شخص متاس پدر مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے تحریر کیا تہا متاس ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۵ء کو فوت ہوا تہا۔ ریوین (مدعا علیہ نمبر ۲) نے اراضی مذکور کا رہن بحق چیندرو کے تحریر کیا تہا سنہ ۱۸۹۰ء میں چیندرو نے ایک نالش بربنائی اپنے رہن کے رجوع کر کے ایک ڈگری حاصل کی تہی جس کے اجرا میں اراضی مذکور قرق کیجا کر ۱۳ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو نیلام کیگئی تہی اور مدعی نے خرید کی تہی جسنے کہ باضابطہ قبضہ ۲ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو حاصل کیا تہا۔

اس اثنا میں یعنی ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو ریوین اور انتونی (مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳) نے خانگی طور پر اراضی مذکور کو ایک شخص سداشیو نراین (مدعا علیہ نمبر ۱) کی پاس فروخت کر دیا تہا اور اُسکو قبضہ دیدیا تہا۔

مدعی نے نالش حال بخلاف سداشیو اور ریوین اور انتونی کے واسطے دلاپانے واصلات سنہ ۱۸۹۴ء لغایتہ سنہ ۱۸۹۶ء کے رجوع کی تہی۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش کو بخلاف جملہ مدعا علیہم بدیں قرار داد خارج کیا تہا کہ مدعی کی حقوق بروی خریداری بنیلام کی سداشیو (مدعا علیہ نمبر ۱) کی حقوق سے فوقیت نرکہتے تہے کیونکہ شخص موخر الذکر نے بہی بغیر علم مدعی کی خرید کے قبضہ حاصل کیا تہا۔

بر تبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ ریوین اور انتونی (مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳) مدعی کے ذمہ دار تہے مگر مدعا علیہ نمبر ۱ سداشیو اُسکا ذمہ دار نتہا۔

انتونی (مدعا علیہ نمبر ۳) نے اپیل دوم رجوع کیا۔

اسکیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ عدالت ضلع کو اپیل کی سماعت نکرنی چاہئے تہی اور کہ اُسکو کوئی اختیار حاصل نتہا کیونکہ نالش کی نوعیت قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تہی۔

گہنشام دین یادکرنی منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۳)۔

شامراؤ وٹہل منجانب رسپانڈنٹ (مدعی)۔

رانا دے صاحب جٹس:- عذر اول جو اپیل ہذا میں اُٹہایا گیا ہے سوال اختیار سماعت سے متعلق ہے۔ مسٹر گہنشام وکیل اپیلانٹ نے یہ استدعا کی تہی کہ نالش حال قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کی تہی اسلیے عدالت سبارڈینیٹ جج درجہ اول کا فیصلہ ناطق تہا اور اُسکی نارضی سے عدالت ضلع میں اپیل نہو سکتا تہا۔ نالش ابتدائی مدعی رسپانڈنٹ نے

سنہ ۱۹۰۰ء
اینڈونی
بنام
مہادیو اننت

واسطے دلاپانے مبلغ ۔۔۔ درباره واصلات بعض اراضیات کے رجوع کی تھی جو کہ مدعا علیہم نے ناجائز طور پر وصول کئے تھے ۔

عرضیدعوےٰ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اراضیات متنازعہ ایک شخص رامچند کی ملکیت تہیں جسنے انکو مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے باپ کے پاس ۱۸۸۵ء میں رہن کیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے اراضیات مذکور کا تکملی رہن ایک شخص چند ر و کے پاس کیا تہا اور چند ر و نے ایک ڈگری بر بنائے رہن تکملی کر حاصل کی تھی جسکے اجرار میں اراضیات مذکور نیلام کیگئی تہیں اور ۱۳ر جون ۱۸۹۲ء کو مدعی ریسپانڈنٹ نے خرید کرلی تہیں اس اثنار میں مدعا علیہ نمبر ا خانگی طور پر اراضیات مذکور کا خریدار بروئے بیعنامہ مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۸۹۲ء کے ہوا تہا اور اُسنے قبضہ حاصل کرلیا تہا اور اُسکو جاری رکھا تہا باوجودیکہ باضابطہ قبضہ مدعی کو ۱۸۹۴ء میں عطا کیا گیا تھا ۔

دعوے حال مدعی نے واسطے تین سال کے منافعجات کے ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۶ء تک کے لئے رجوع کیا تہا اُسنے منافعہ مذکور کے ہرسہ مدعا علیہم یعنی خانگی خریدار مدعا علیہ نمبر ا اور اُسکے بائعان مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ سے یا اُس سے جو کہ اُنمیں سے ذمہ دار قرار دیا جائے دلاپانیکی استدعا کی تہی عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کے حقوق بروئے خریداری نیلام کے مدعا علیہ نمبر ا کے حقوق سے اعلیٰ نہ تھے جو پہلے سے قابض تہا اور اُس کو کوئی علم خریداری نیلام کا حاصل نتھا۔ اسلئے مدعی کا دعوےٰ خارج کیا گیا تہا۔ بر طبق اپیل کے جسٹس جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ مدعی کے دعوےٰ کی ذمہ وار تہے مگر مدعا علیہ نمبر ا ذمہ دار نتھا۔ مدعا علیہ نمبر ۳ نے اپیل دوم رجوع کیا تہا جسمیں یہ عذر کیا تہا کہ عدالت ضلع کو کوئی اختیار دربارہ سماعت کرنے اپیل حال نتھا کیونکہ نالش کی نوعیت قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیف کے تھی ۔

سوال اول واسطے تحقیقات کے یہی کہ آیا نالش ضمن ۳۱ [1] ۔ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۸۸۷ء کی ذیل میں آتی ہے۔ اس ضمن کا آخری حصہ عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت نالشات حساب و کتاب بشمولیت نالشات واصلات جایداد غیر منقولہ مملوکہ مدعی کو مستثنےٰ کرتا ہے جو ناجایز طور پر مدعا علیہ نے وصول کئے ہوں عرضیدعوے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ا سے یہ دعوے کیا تہا کہ اُسنے اراضیات

[1] ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات (۱۸۸۷ء) ضمیمہ دوم مد ۳۱ از نالشات مستثنےٰ کردہ ۔
۳۱۔ کوئی اور نالش حساب و کتاب بشمولیت نالش بجانب راہن بعد ایفاء رہن کے واسطے دلاپانے بقایائے زر وصول کردہ مرتہن کے اور نالش منافعجات جایداد غیر منقولہ مملوکہ مدعی جو مدعا علیہ نے ناجایز طور پر وصول کئے ہوں ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
انٹیو لی
بنام
مہادیو اننت

مذکور دیگر مدعاعلیہم سے ماہ اکتوبر ۱۸۹۲ء میں بعد خریداری مدعی بماہ جون ۱۸۹۲ء کے خرید کی تہیں مگر قبل اُس وقت کے جبکہ مدعی باضابطہ طور پر ماہ جون ۱۸۹۴ء میں قابض کیا گیا تہا۔ بعض اجیر مدعاعلیہ کا قبضہ مخالفانہ استحقاق پر مبنی تہا اور اُنہوں ناجائز طور پر تین سال کا منافع حسب منشاء ضمن ۳۱ حاصل کیا تہا بہ پیروی چند فیصلجات مابق کے ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ سریرام بنام سمنتا (۱) میں یہ قرار دیا تہا کہ نالش واصلات دربارہ اُن اراضیات کے جنسے کہ مدعی بیدخل کیا گیا ہو اُس مستثنے کی ذیل میں آتی ہے جوکہ ضمن ۱۳ میں قایم کیگئی ہے۔ مگر اپیلانٹ کے وکیل نے فیصلہ اجلاس کامل عدالت مذکور بمقدمہ کنہو بہاستی بنام مادہب چندر گہوس (۲) پر انحصار کیا ہے جسمیں کہ پہلی فیصلجات متعلق بہ ایں امر پر ججان نے غور کیا تہا جنکی کہ آرائی میں اختلاف ہوا تہا۔ کثرت رائے ججان (۵ بمقابلہ ۲) نے قرار دیا تہا کہ نالش و اصلات دراصل ایک دعوی ہرجانہ مداخلت بیجا ہے اور ایسے دعاوی ہرجانہ ضمن ۳۱ کی ذیل میں نہیں آتے جو صرف نالشات حساب وکتاب رقوم زرنقد وصول کردہ مدعاعلیہ بطور ناجائز سے متعلق ہے جسکا کہ مستحق دراصل مدعی ہو۔ ججان کی کثرت رائے نے یہ خیال کیا تہا کہ فیصلہ مقدمہ سریرام سمنتا بنام کالیداس دے (۳) درست نہیں ہے۔ بخلاف ازیں گہوس صاحب و بینرجی صاحب ججان کی یہ رائے تہی کہ گو ایک نالش واصلات فی نفسہ ایک نالش حساب وکتاب نہیں ہے تاہم ایسی نالشات میں حساب کتاب کا امتحان کیا جاسکتا ہے اسلئے ضمن ۱۳ متعلق ہوتی ہے۔

اس اختلاف رائے کی موجودگی میں یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم اپنے ہائیکورٹ کے طریق فیصلجات کا امتحان کریں مقدمات منفصلہ زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء بطور رہن کے منصوص نہیں کئے جاسکتے کیونکہ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء کی کل ترتیب پرانے ایکٹ کی ترتیب متعلق بہ ایں امر سے بہت مختلف ہے ملاحظہ ہو کہانڈو بنام تاتیا (۴) دکاکاجی سکہارام بنام گوونڈ گنیش (۵) فیصلہ مقدمہ جمنا داس بنام بائی شیوکور (۶) کسیقدر خاص واقعات کی موجودگی میں صادر کیا گیا تہا گو دعوے بلحاظ نمونہ کے ایک دعویٰ دربارہ ہرجانہ استعمال راضی

(۱) (۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۲ (۲) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۸

(۳) (۱۸۹۱ء) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۶ (۴) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۳ (اپیل دیوانی)۔

(۵) (۱۸۷۱ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۹۶ (اپیل دیوانی) (۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۷۲

سنہ ۱۹۰۰ء
اینٹونی
بنام
مہادیو انت

تھا تاہم عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش دراصل واسطے فیصل کرانے سوال استحقاق کے رجوع کیگئی تہی اسلئے قرار دیا گیا تہا کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو کوئی اختیار سماعت حاصل نتھا۔ مقدمہ دمودر گوپال بنام چنتامن بالکرشن (۱) میں سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے قرار دیا تہا کہ دعویٰ واسطے دلاپانے حصہ منافعجات موضعہ انعام کے ضمن ۳۱ کی ذیل میں آسکتا تہا اگر مدعی نے اپنے عرضیدعوے میں یہ بیان کیا ہوتا کہ مدعاعلیہ نے ناجائز طور پر منافعجات وصول کئے ہیں۔ جہانتک کوئی ایسا بیان نکیا گیا ہو عدالت دعوے ایک دعوے زروصول کردہ سمجہا جانا چاہئے اور نالش ضمن ۳۱ کی ذیل میں نہ آتی تھی۔ اسطرحپر ایک تمیز مابین اُن صورتوں کے جہانتک مدعاعلیہ نے استحقاق سے وصولی کی ہو مگر ناجائز طور پر منافعجات کو روک رکھا ہو اور اُن صورتوں کے کیگئی تہی جنمیں کہ صورتحال کیطرح مدعاعلیہ نے ابتدا ہی سے ناجائز طور پر روپیہ وصول کیا ہو۔ اسکے مابعد کے مقدمہ شنکر ترمبک بنام دمودر (۲) میں فیرن صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس نے فیصلہ مقدمہ دمودر گوپال بنام چنتامن بالکرشن (۳) کا حوالہ دیکر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ وہ نقطہ جسکا اظہار واقعی طور پر اس فیصلہ میں کیا گیا تہا واقعی طور پر مقدمہ سریرام سمنتا بنام کالیداس (۴) میں دوبارہ اٹھایا گیا تہا جہاں یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ نالش جو ایسے مدعی نے رجوع کی ہو جسکو مدعاعلیہ نے بیدخل کیا ہو عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ دراصل ایک نالش زرواصلات ہے۔

اسطرحپر معلوم یہ ہوتا ہے کہ گو کثرت رائے ججان اجلاس کامل نے فیصلہ مقدمہ سریرام سمنتا بنام کالیداس (۴) نا پسند کیا تہا تاہم سلسلہ فیصلجات عدالت ہذا مطابق اس رائے کے رہا ہے جو کہ قلت رائے ججان سے اختیار کیگئی تہی۔ سرچارلس سارجنٹ صاحب اور نیز سر سی فیرن صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ زیر ضمن ۳۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء مدعی کا دعوے واصلات جو اس بیان پر مبنی ہو کہ اسکو مدعاعلیہ نے بیدخل کیا تہا بطور ایسے دعوے کے متصور نہیں کیا جاسکتا جسمیں مدعاعلیہ نے جائز طور پر منافعجات کو وصول کر کے ناجائز طور پر اُنکو پاس رکھا ہو۔ دعوے بطور ایسے دعوے کے متصور کیا جانا چاہئے جس سے ضمن ۳۱ متعلق ہوتی ہے۔ اسلئے دعوے حال بطور ایک دعوے قابل سماعت عدالت دیوانی کے متصور نہیں کیا جاسکتا اور وہ مستثنیات کی ذیل میں آتا ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۴۲ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) نجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۷۰۵

(۳) (سنہ ۱۸۹۲ء) ‘‘ ‘‘ ‘‘ ‘‘ ‘‘ (۴) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۶۳

بر روئے واقعات کے میرا اطمینان ہو گیا ہے کہ اپیلانٹ کو بہتر دعوائے حاصل ہے مسلمہ طور پر فریق قابض مدعا علیہ نمبر ا یعنی خریدار تہا۔ اگر باعث ندیئے جانے اطلاع کے یا باعث قبضہ ماقبل کے مدعا علیہ نمبر ا مدعی کے دعوے کا ذمہ وار قرار نہ دیا گیا تہا تو اس امر کے قرار دینے کی کوئی جائز وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ مدعا علیہ نمبر ۳ ذمہ وار تہا کیونکہ وہ مسلمہ طور پر قابض نتھا۔ اس نالش میں جو چند روپے رجوع کی تہی مدعا علیہ مذکور صریح طور پر جملہ ذمہ واری سے سبکدوش کیا گیا تہا۔ اسلئے میں عدالت ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے دعوے کو بخلاف اپیلانٹ کے معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

کرو صاحب جسٹس:- میں اتفاق کرتا ہوں۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور دعوائے بخلاف اپیلانٹ کے خارج کیا گیا۔

ضمیمہ اپیل فوجداری

باجلاس رانا ڈے صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۱۹- جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام انت پور انک *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعات ۱۹۶ و ۲۳۵ منظوری استغاثہ۔ اشتمال الزامات تجویز بعلت ایک سے زیادہ جرایم کے - جرایم جو دو تعریفات کی ذیل میں آتے ہوں۔

ملزم بغرض تجویز بعلت الزام اعانت ڈاکہ زیر دفعہ ۱۱۶ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) سپرد عدالت سشن کیا گیا تہا دوران تجویز میں اسسٹنٹ سشن جج نے ایک الزام علی سبیل البدل زیر دفعہ ۱۱۵ مجموعہ مذکور ایزاد کر کے ملزم کو زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ و ۱۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) سزا کا حکم دیا تہا۔

بر طبق اپیل کے سشن جج نے قرار دیا تہا کہ شہادت سے اسلحہ جمع کرنیکے جرم کا اقدام کیا جانا ظاہر ہوتا تہا بدین نیت کہ ملکہ معظمہ کے بر خلاف زیر دفعہ ۱۲۲ جنگ کیا جائے اور چونکہ کوئی الزام زیر دفعہ مذکور بباعث عدم موجودگی منظوری گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۹۸ء) کے قایم نکیا جاسکتا تہا اسلئے ملزم کی تجویز نکیجا سکتی تہی اسلئے اسکی تجویز بثبوت جرم کو فسخ کر کے ملزم بری کیا گیا

تجویز ہوئی (بمنسوخی حکم بریت) کہ محض یہ امر واقعہ کہ کوئی الزام کسی سخت تر جرم زیر دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) کا بباعث عدم موجودگی منظوری گورنمنٹ کے نہ لگایا جاسکتا تہا خفیف تر جرم اقدام یا اعانت ڈاکہ کی تجویز کو بے ضابطہ یا خلاف قانون نہ بناتا تہا۔

از فلٹن صاحب جسٹس: بمطابق فقرہ دوم دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے اگر ملزم نے ایک جرم زیر دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند کی اعانت کی تہی اور انہی الفاظ کے استعمال

* اپیل فوجداری نمبر ۱۲۸ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پورانک

کرنیسے جرم ڈاکہ کے ارتکاب کی اعانت یا اُسکا اقدام ہی کیا تہا تو اُسپر انہیں سی ہر ایک جرم کی تجویز کیجا سکتی تہی مگر چونکہ دفعہ مذکور بحوالہ جرم خلاف سرکار کے تابع احکام دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہی اسلئو اسکا اطلاق صورتحال ہیں اُس خفیف تر جرم کی حد تک محدود ہی جسکی کہ اسطرح ملزم پر جایز طور سے تجویز کیجا سکتی تہی ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کارگیودا (۱) و معاملہ ننگر جی (۲) سے تمیز کیگئی ۔

اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) بناراضی حکم بریت مصدرہ آرنابیٹ صاحب سشن جج ستارا ۔

ملزم پر ابتدا زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) اعانت جرم ڈاکہ کا الزام حسب ذیل واقعات بیان کردہ سشن جج کی موجودگی ہیں لگایا گیا تہا :۔

"ماہ جون سنہ ۱۹۰۰ء ہیں ایک شخص مسمی دسریا کو پولیس نے اسوجہ سے گرفتار کیا تہا کہ وہ چند ڈکیتی ہای ہیں شامل تھا۔ اُس سے عہدہ داران نے معلوم کیا تہا کہ ایک خاص برہمن مانگہا ئی کے مابین پہر کر لوگونکو جمع کرنیکی کوشش کرتا ہے تاکہ پہنا گڈہ کیطرف کوچ کری اور مہابلیشور کے خزانہ کو لوٹے اور صاحب لوگوں کو قتل کرے اور دیگر خزانے لوٹ کر پونا کیطرف جائے اور جیل کو لوٹ کر تلک کو رہا کری ۔

"دسریا نے ایک اور مانگ مسمی فقیرا کا نام لیا تہا جسکو اس سازش کا علم تہا ۔ اُسکا امتحان لیا گیا تہا اور اُسنے دسریا کی تائید کی تہی اور اُسکے قبضہ میں بہت سی دہوتیاں اور دیگر پوشاک ایسی پائی گئی تہی جو اُس جماعت کی عام پوشاک سی بہت بڑہکر تہی ۔ اُسنے کہا تہا کہ یہ سب کچہ اُسکو برہمن نے دیا ہے ۔

"اسوقت ملزم نے جو اتفاق سے ستارا میں تھا فقیرا کو حراست پولیس میں دیکہا ۔ اسپر وہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے سرشتہ دار کے پاس گیا جو اُسکا واقف تہا اور اُسنے اُس سی کہا کہ فقیرا سی اُن کپڑوں کی قیمت وصول کرے جو کہ اُسنے (ملزم نے) اُس کیواسطے کستورچند سی خرید کئے تہے جو اس شہر کا ایک تاجر ہے ۔

سرشتہ دار نے اسبات کا ذکر چیف کانسٹبل کے ساتہہ کیا تہا اور ملزم فوراً وہی برہمن شناخت کیا گیا تہا جسکا کہ ذکر فقیرا نے کیا تہا ۔

"کستورچند کی دوکان سی تحقیقات کیگئی تہی جسکی بہیات سی یہ معلوم ہوا تہا کہ ملزم نے اُس سے ویسے ہی کپڑے خرید کئے تہے جیسے کہ فقیرا کے پاس پائے گئے تہے اسپر پولیس نے ملزم کو لیجا کر

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۲۸
(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) ،، ،، ،، جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۰

سنہ ۱۹۰۱
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
اننت پورانک

مجسٹریٹ ضلع اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے حضور پیش کیا تھا جنکے روبرو اُنہوں ایک بیان دیا تھا۔ مزید تحقیقات کیگئی تھی اور خفیف سی تائید مانگ کے بیان کی ہوئی تھی بالآخر ملزم جرم اعانت ڈاکہ کی تجویز کے واسطے سپرد کیا گیا تھا"۔

دوران تجویز میں اسسٹنٹ جج ستارا نے ایک الزام علی سبیل البدل زیر دفعہ ۱۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند ایزاد کیا تھا اور اُنہوں ملزم پر جرم ڈاکہ کے ارتکاب کی تحریک کرنے یا اُسکا اقدام کرنیکی تجویز زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ و ۱۱۵ مجموعہ مذکور کر کے اُسکو اٹھارہ ماہ کی قید سخت کا حکم دیا تھا۔

بر طبق اپیل کے سشن جج نے یہ قرار دیا تھا کہ شہادت سے ایک جرم اقدام اجتماع اشخاص بغرض جنگ کرنے بخلاف ملکہ معظمہ کا اظہار ہوتا تھا اسلئے ملزم پر زیر دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند الزام لگایا جانا چاہیئے تھا اور چونکہ الزام زیر دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند بباعث عدم موجودگی منظوری گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے قایم نکیا جاسکتا تھا اسلئے اسپر استغاثہ نکیا جانا چاہیئے تھا۔ اسلئے سشن جج نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کر کے ملزمان کو رہا کیا تھا۔

اس حکم بریت کی ناراضی سے لوکل گورنمنٹ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تھا۔

راؤ بہادر واسودیو جی کرتکار (وکیل سرکار) منجانب سرکار۔

پی اے بہاگوت منجانب ملزم۔

رانا دے صاحب جسٹس :۔ اپیل ہذا گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۴۱۷ بناراضی فیصلہ سشن جج ستارا کے کیا ہے جسنے کہ تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ بخلاف ملزم منجانب سشن جج زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ یا ۱۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند کو منسوخ کیا تھا۔ ملزم ابتداءً جرم زیر دفعہ ۱۱۶ کی تجویز کے واسطے اسوجہ سے سپرد کیا گیا تھا کہ اُسنے بعض اشخاص مانگہائے اور رداموشیاں کو زیر دفعہ ۳۹۵ جرم ڈاکہ کا ارتکاب کرنیکے واسطے تحریک کی تھی۔ دوران تجویز میں اسسٹنٹ سشن جج نے ایک الزام علی سبیل البدلیت زیر دفعہ ۱۱۵ کی ایزاد کر کے ملزم پر یا تو تحریک کرنے یا اقدام کرنے ارتکاب ڈاکہ کی تجویز زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ یا ۱۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند کی تھی بر طبق اپیل کے سشن جج نے ملزم کو بعد منسوخ کرنے تجویز ثبوت جرم متعلق بہ الزامات مذکورہ کے بری کیا تھا کیونکہ اُسکی یہ رائے تھی کہ وہ اصلی الزام جو ملزم کے برخلاف لگایا جانا چاہیئے تھا ایک اقدام ارتکاب

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پورانک

جرم زیر دفعہ ۱۲۲ کا الزام تہا اور اگر بباعث عدم موجودگی اُس منظوری گورنمنٹ کے حاصل کیا جانا بروئے دفعہ ۱۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء کے ضروری ہے الزام مذکور مرتب نکیا جاسکتا تہا تو ملزم کی بالکل تجویز نکیجانی چاہئے تہی یا زیادہ سے زیادہ اُس سے ضمانت حفظ امن زیر بابٹ مجموعہ مذکور لیجانی چاہئے تہی - وکیل سرکاری نے اس حکم بریت کے برخلاف حجت کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ سشن جج نے اس امر کے قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ جرم ثابت شدہ صرف زیر دفعہ ۱۲۲ تہا اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ گو ملزم پر زیر دفعہ ۱۲۲ الزام لگایا جاسکتا تہا اگر گورنمنٹ سے منظوری حاصل کیجاتی تاہم اُس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ اُسپر جرم زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ یا ۵۱۱ کی تجویز نکیجا سکتی تہی جس کے کہ واسطے بلا واسطہ شہادت موجود تہی - وہ بلا واسطہ اور صریح غرض جس کے کہ واسطے ملزم نے لوگوں کے جمع کرنے اور مانگہائے اور راموشیونکو اکہٹا کرنیکا اقدام کیا تہا یہ تہی کہ خزانہ لوٹا جائے - اور گو آخری غرض پولیٹکل قسم کی ہو تاہم اس سے اصلی نوعیت اس جرم میں تبدیلی نہیں ہوتی جسکا کہ واقعی طور پر ارتکاب کیا گیا تہا جسکا فیصلہ بحوالہ دور تر اور ممکن نتایج کے نکیا جانا چاہئے بلکہ صریح اور طبعی اور اغلب نتیجہ مجرمانہ نیت ملزم کو ملحوظ رکہکر کیا جانا چاہئے - یہ صریح غرض ایسی تہی جو دفعات ۳۹۱ و ۱۱۶ یا ۵۱۱ کی ذیل میں آتی تہی اسلئے سشن جج نے تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادر کردہ اسسٹنٹ سشن جج کو منسوخ کرنے میں غلطی کی ہے -

صرف ایک ہی امر غور طلب اپیل ہذا میں یہ ہے کہ آیا اُس ضابطہ میں کوئی غلطی کی گئی تہی جس کی کہ پیروی مجسٹریٹ سپرد کنندہ اور اسسٹنٹ سشن جج نے ملزم کے سپرد کرنے اور ملزم پر تخفیف تر جرم زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ یا ۵۱۱ کی نسبت تحقیقات کرنے میں کی تہی کیونکہ منظوری سرکار زیر دفعہ ۱۹۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری حاصل نکیگئی تہی اور اس لئے الزام زیر دفعہ ۱۲۲ قایم نکیا جاسکتا تہا اور اسکی تحقیقات نکیجا سکتی تہی مجسٹریٹ ضلع کی شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ نے بحد دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا خیال اُسی گورنمنٹ کے ساتہہ خط و کتابت کرکے ترک کر دیا تہا

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اننت پودانک

کیونکہ اُسکو پولیس کی تحقیقات سے معلوم ہوا تہا کہ کوئی شہادت الزام زیر دفعہ ۱۲۲ اسکے قایم کرنے کے واسطے موجود نہیں ہے۔ مجسٹریٹ ضلع کو بحیثیت قایم مقام سرکار کے بلاشبہ طور پر کامل اختیار تمیزی اُن خاص الزامات کو منتخب کرنیکے واسطے حاصل تہا جنکا کہ استغاثہ ملزم پر کرنا گورنمنٹ نے پسند کیا تہا اور اگر اُسنے یہ پسند کیا تہا کہ بباعث عدم موجودگی شہادت کے الزام زیر دفعہ ۱۲۲ کو ترک کرے تو اُس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ خفیف تر جرایم کیواسطے کوئی استغاثہ نہ کیا جانا چاہئے تہا جو کہ شہادت سے ظاہر ہوتے تہے اور جن کے واسطے کسی خاص منظوری کی ضرورت نہ تھی۔ یہی رائے اسسٹنٹ سشن جج نے اختیار کی تہی جس کے کہ روبرو ملزم کے وکیل نے یہ عذر کیا تہا کہ مجسٹریٹ سپرد کنندہ مجاز نہ تھا کہ سخت تر جرم کو ترک کر کے ملزم پر خفیف تر جرم کا الزام لگاتا اسوجہ سے کہ سخت تر جرم کی تحقیقات بلا منظوری گورنمنٹ کے نکیجا سکتی تہی اس حجت میں یہ قیاس کیا گیا ہے کہ شہادت اسقدر کسے ثابت کرنیکے واسطے کافی تہی کہ ملزم نے نہ صرف جرم ڈاکہ کے کرنے کی تحریک بذریعہ جمع کرنے لوگوں کے کی تہی بلکہ اُسکی یہ نیت تہی کہ لوگ بدیں غرض جمع کئے جائیں کہ حکومت برطانیہ کو برطرف کر کے خود حکمرانی کریں جیسا کہ سیواجی نے کیا تہا اور کہ جملہ یوروپین اشخاص کو قتل کریں مگر یہ قیاس اُن واقعات کی موجودگی میں نکیا جا سکتا تہا جنکا کہ ذکر مجسٹریٹ ضلع نے کیا ہے حسب بیان جس کے کوئی شہادت الزام زیر دفعہ ۱۲۲ کو ظاہر کرنیکے لئے موجود نہ تھی۔ اگر گورنمنٹ کا اسطرح پر اطمینان نہوا تہا تو مجسٹریٹ سپرد کنندہ پر لازم نہ تھا کہ کسی الزام کے مرتب کرنے سے انکار کرتا اور نہ اسسٹنٹ جج پر لازم تہا کہ اُن الزامات کی نسبت تحقیقات کرنے سے انکار کرتا جنپر کہ سپردگی کیگئی تہی۔ اسلئے کل سوال کو درست طور پر سشن جج نے معلوم نہیں کیا تہا جبکہ اُسنے اسسٹنٹ سشن جج کی تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کیا تہا کیونکہ اُسکی رائے میں شہادت سے ایک الزام زیر دفعہ ۱۲۲ جایز طور پر قایم کیا جا سکتا تہا اور اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ اگر ایسا الزام بباعث عدم موجودگی منظوری کے قایم نکیا جا سکتا تہا تو خفیف تر جرایم کی تجویز نکیجانی چاہئے تہی جنکے کہ واسطے کسی منظوری کی ضرورت نہ تھی اور جنکے ثبوت میں کافی شہادت موجود تھی۔ سشن جج نے در اصل اپنے اوپر یہ ذمہ لیا تہا کہ اپنے فیصلہ کو خلاف رائے سرکار کے قایم رکھے ایک ایسے معاملہ میں جو قانوناً بالکل گورنمنٹ کے اختیار میں ہے اور صرف اُسیکو زیر دفعہ ۱۹۶ منظوری کے دینے یا نہ دینے کا حق حاصل ہے اگر باستعمال اُس اختیار تمیزی کے اُسنے بباعث عدم موجودگی شہادت کے حکم مذکور کے صادر کرنے سے انکار کیا تہا

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پورانک

تو سشن جج پر یہ قرار دینا لازم تھا کہ اُسکو ایک ایسا حکم صادر کرنا چاہیئے تھا جس سے استغاثہ کلیتاً ترک کیا جاتا۔ صرف دفعہ ۱۹۶ ہی ایک ایسی دفعہ نہیں ہے جس کے رو سے منظوری کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اُس سے پہلی دفعہ ۱۹۵ میں بھی یہ حکم ہے کہ بعض جرایم کی سماعت کسی عدالت سے نہ کیجانی چاہیئے الاجبکہ منظوری در بارہ ایسے استغاثہ کے اُس عدالت نے دی ہو جسکے کہ روبرو جرایم مذکور کا ارتکاب کیا گیا ہو اُس عدالت کو جس کے روبرو جرایم مذکور کا ارتکاب کیا گیا ہو اس معاملہ میں اختیار تمیزی حاصل ہے کہ منظوری عطا کرے یا نہ کرے اور اگر عدالت ایسی منظوری کے دینے سے انکار کرے تو نتیجہ یہ پیدا نہیں ہوتا کہ اُن خفیف تر جرایم کی نسبت کوئی تحقیقات نکیجانی چاہیئے جو کہ اُن خاص جرایم میں شامل ہوں جنکے کہ واسطے منظوری کی ضرورت ہے مثلاً غیر شخص بننا ایک جرم زیر دفعات ۱۷۰ و ۱۷۱ ہے جسکے کہ واسطے کسی منظوری کی ضرورت نہیں۔ نیز وہ دفعہ ۲۰۵ میں شامل ہے جسکا تعلق ایک نالش کے اغراض کیواسطے جھوٹ موٹ کوئی اور شخص بننے کے ساتھ ہے۔ فرض کرو کہ منظوری زیر دفعہ ۲۰۵ عدالت نے دی ہے جسکے کہ روبرو جرم مذکور کا ارتکاب کیا گیا ہو اُس سے بلاشبہ طور پر عدالت ماتحت کا اختیار زیر دفعات ۱۷۰ یا ۱۷۱ عمل کرنیکا زایل نہیں ہو جاتا اگر شہادت سے ایسی تجویز ثبوت جرم جایز ہوتی ہو۔ یہی رائے دفعات ۲۰۶ لغایتہ ۲۱۰ سے بھی متعلق ہے جنکا تعلق اُن فریبانہ دعاوی کے ساتھ ہے جو کہ عدالتہائے دیوانی میں کئے گئے ہوں اگر بباعث عدم موجودگی منظوری کے جرایم مذکور کی تحقیقات نکیجا سکے تو اُس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ فریب کی سزا نہ دیجانی چاہیئے اگر اُسکا ثبوت زیر دیگر دفعات مجموعہ مذکور ملجائے مثلاً دفعات ۴۱۷ لغایتہ ۴۲۴ سے جن جرایم کیواسطے کہ کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہے یہی رائے استغاثہ جات زیر دفعہ ۲۱۱ سے بھی متعلق ہے جسکا کہ تعلق جھوٹے الزامات جرایم کیساتھ ہے اگر اُنکی نسبت بباعث عدم موجودگی منظوری کے تحقیقات نہ کیجا سکے تو اُس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ مجرم کو جھوٹی اطلاع دینے کی سزا نہیں دیجاسکتی (دفعہ ۱۸۲) یا ازالہ حیثیت عرفی کی (دفعہ ۵۰۰) اگر یہ خفیف تر جرایم ثابت ہوجائیں۔ یہی اصول اُس فیصلہ کا بھی تھا جو کہ عدالت ہذا نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کریگودا (۱) میں صادر کیا تھا۔ فیصلہ معاملہ ننگاربجی (۲) کا حوالہ بھی دوران حجت میں دیا گیا تھا اسمیں شبہ نہیں کہ بعض آرائے ظاہر کردہ ججان بمقدمہ موخرالذکر اس عذر کی تائید میں ہیں کہ یہ امر قانون کی خلاف ورزی کرنا ہے کہ ایک سخت تر جرم کو معمولی جرم

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۵۱ (۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۰

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اننت پورانک

مقصود کیا جائے اور اسطرح ایک مختلف اختیار سماعت اور کمتر معیار سزا پیدا کئے جائیں۔ مگر وہ امر
جسکا فیصلہ مقدمہ مذکور میں کیا گیا تہا صرف محفوظیت وکلا سے متعلق ہے۔ مشابہت گواہان انکے
ساتہہ متعلق کیگئی تہی اور فیصل یہ کیا گیا تہا کہ چونکہ گواہان پر ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ نہیں کیا
جاسکتا گو انپر جہوٹی گواہی دینے کی تجویز کیجا سکتی ہے اگر وہ جہوٹی گواہی دیں تاہم وکیل کو
ازالہ حیثیت عرفی کی سزا نہیں دیجاسکتی اگر وہ اپنے اختیارات سے تجاوز کرے۔ فیصلجات مقدمات
ملکہ معظمہ بنام عبدالکریم (۱) ورامانند بنام کیلاش (۲) مقدمہ حال سے کوئی تعلق نہیں رکہتے۔ انکے
روسے صرف یہ فیصل کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ایک لزام کو منقسم کرکے اختیار سماعت حاصل نہیں
کرسکتا تاکہ اس جزو الزام کو نظر انداز کرسے جو اسکے اختیار سے باہر ہو۔ کوئی ایسی علیحدگی الزام صورت
حال میں نکیگئی تھی۔ مجسٹریٹ صرف اس صورت میں جرم زیر دفعہ ۱۲۲ کی سماعت کرسکتا تہا جبکہ
گورنمنٹ نے منظوری زیر دفعہ ۱۹۶ عطا کی ہوتی نہ بصورت عدم موجودگی ایسی منظوری کے خفیفتر جرم
کے متعلق تخفیفات کی گئی تہی۔ مجہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ سشن جج نے برائے نام اقبال ملزم پر بہت
کچہہ زور دیا ہے جس اقبال کو کہ اسسٹنٹ سشن جج نے ناقابل پذیرائی شہادت قرار دیا تہا۔
یہ فرض کرکے کہ اقبال مذکور قابل پذیرائی تہا اور اس سے جرم زیر دفعہ ۱۲۲ کی نیت ظاہر ہوتی
تھی یہ معلوم کرنا بلاشبہ طور پر گورنمنٹ کے اختیار میں تہا کہ آیا نیت مذکور ایسی نوعیت کی ہے جسکو
کہ وہ ملحوظ رکہہ سکتی ہو۔ خود صاحب جج نے تسلیم کیا ہے کہ ملزم بیان کا مجنون سا تہا اور انکی یہ نیت
کہ وہ مانگہائے اور راموشیوں کی امداد سے سرکار کے برخلاف جنگ کریگا لغو تہی۔ انکی سازش
مذکور کو مجنونانہ بیان کیا ہے تاہم انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ایک فاترالعقل شخص کی نیت پر وہ الزام
مبنی رکہا جانا چاہیئے جو کہ اسپر لگایا جائے۔ اور اگر وہ خاص الزام اسوجہ سے قایم نکیا جاسکتا تہا کہ
شخص مذکور فاترالعقل تہا تو پہر کوئی استغاثہ نہ کیا جانا چاہیئے تہا۔ سشن جج نے بطور سند کے
فقرات ۴۳ و ۴۴ لغایتہ ۴۷ کتاب مین صاحب کا حوالہ دیا ہے جو کوئی تعلق نہیں رکہتے۔ مین صاحب
کی رائے اس تمیز سے متعلق ہے جو مابین ان بلوہ ہائے کے جو بعض نقص امن کی حد تک پہونچتے ہوں اور ان بلوہ ہائے کے
کیجانی چاہیئے جو خلاف سرکار جنگ کی حد تک پہونچ سکتی ہوں۔ ایسی صورتوں میں نیت تنہا معیار ہونی چاہیئے وہ صورت

(۱) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۸
(۲) (سنہ ۱۸۷۵ء) ،، ،، ،، جلد ۱ صفحہ ۲۳۶

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اننت پورانک

دگرگوں ہے جہانتک صورت حال کیطرح فتور دماغ و عقل کیوجہ سے کسی اور تدبیر کا خیال ماسوائے لوٹنے کے پیدا نہو جو کہ ایسی صورتوں میں محض ضمنی نہیں بلکہ اصلی غرض اقدام کردہ جرم کی تھی۔

وہ ممکن مشکل جو سپردگی کے زیر دفعات ۳۹۵ و ۱۱۶ کئے جانیسے اُسصورت میں پیدا ہوتی ہے جسمیں کہ کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کسی شخص نے نکیا ہو الزام علی سبیل البدل زیر دفعہ ۱۱۵ ابزاد کردہ اسسٹنٹ جج سے رفع ہوگئی ہے۔ ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کلیان سنگہ (۱) و معاملہ یک کریے (۲)۔ ایسے اقدام کے بنانے کے واسطے یہ ضروری نتھا کہ کوئی ناجائز فعل اُن اشخاص کیطرف سے کیا جاتا جو کہ شامل ہونیکے واسطے بلائے گئے تھے۔ مگر بلحوظی اس امر کے کہ ملزم نے بیش قیمت پوشاکیں مانگہائے کو یہ تحریک کرنیکے واسطے دی نہیں کہ وہ لوگوں کو جمع کریں۔ اُسکا فعل ایک تیاری سے زیادہ وقعت نہیں رکھہ سکتا گو وہ ایک ترغیب نہو جبکہ کسی شخص کو شامل ہونیکی تحریک نکیگئی تھی ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام دہوندی (۳) دفعہ ۱۱۵ کا تعلق صرف آخری فعل کے ساتھہ ہی نہیں ہے بلکہ جملہ افعال ماسبق کے ساتھہ ہے اگر اُنکا ارتکاب ایک فعل کے ارتکاب کا اقدام کرنے یا اُسکی سہل بنانیکے واسطے کہا جاے۔ یہ رائے اختیار کرکے میرا اطمینان ہوگیا ہے کہ اسسٹنٹ جج کا وہ ضابطہ درست تھا جسکی کہ اُسنے پیروی کی تھی اور کہ سشن جج نے اُس فیصلہ کی نظر ثانی کرنیمیں غلطی کی ہے سوال امر واقعہ پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اسسٹنٹ جج اور سشن جج دونوں اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کیا ہے کہ ملزم نے جرم ڈاکہ کے ارتکاب کا اقدام کیا تہا۔ اسلئے وہ حکم سزا جو اسسٹنٹ سشن جج نے صادر کیا تہا بحال کیا جانا چاہئے اسلئے میں حکم دیتا ہوں کہ ملزم کو اُس عرصہ کیواسطے قید سخت برداشت کرنیکا حکم دیا جائے جو کہ حکم صدرہ میں سے اُسنے ابھی برداشت نہیں کیا۔

فلٹن صاحب جسٹس:۔ قبل واقعات کے متعلق کارروائی کرنیکے میں مختصر طور پر اُن حالات قانون کا حوالہ دیتا ہوں جنپر کہ عدالت سشن کا فیصلہ منحصر ہے۔ اگر یہ صحیح ہو کہ ملزم نے چند اشخاص کو کہا تہا کہ وہ گورنمنٹ کو معزول کرنے اور خزانوں کے لوٹنے کے واسطے لوگوں کو جمع کریں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے نہ صرف جرم زیر دفعہ ۱۲۲ کی بلکہ جرم ڈکیتی کی بھی اعانت کی تھی (ملاحظہ ہو تشریح چہارم دفعہ ۱۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند) میں اُن وجوہات کی پیروی نہیں کرسکتا جنپر سشن جج نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ ملزم پر پہلے جرم کا استغاثہ نکیا گیا تہا اسلئے اُسپر موخر الذکر جرم کی تجویز نکیجا سکتی تھی

(۱) ([illegible]ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰۹ (۲) ([illegible]ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۱
(۳) ([illegible]ء) " " " جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ –

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پورانک

ہمپر احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری قابل پابندی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۲۳۵ کا فقرہ دوم درست طور پر حال جیسے مقدمہ سے متعلق ہے جو یہ ہے کہ:" اگر افعال مبینہ ایک ایسا جرم بناتے ہوں جو دو یا زیادہ جداگانہ تعریفات سند جو کسی قانون نافذالوقت کی ذیل میں آتا ہو جسکے کہ رو سے جرایم کی تعریف کیگئی ہو یا انکی پاداش میں سزا مقرر کیگئی ہو۔ تو ان اشخاص پر جنپر کہ جرایم مذکور کا الزام لگایا گیا ہو ایک ہی تجویز میں جرایم مذکورہ کی تجویز کیجا سکتی ہے" یہ اسقدر صریح ہے کہ کوئی وجہ حجت کی باقی نہیں رہتی صورتحال میں اگر ملزم نے ایک جرم زیر دفعہ ۱۲۴ کی اعانت کی تھی اور اسی گفتگو سے جرم ڈاکہ کی اعانت بھی کی تھی تو اُسپر ان جرایم میں سے ہر ایک کی تجویز مطابق احکام دفعہ ۲۳۵ کے کیجا سکتی تھی ۔ مگر چونکہ دفعہ مذکور بحوالہ جرایم بخلاف سرکار کے تابع احکام دفعہ ۱۹۶ کے ہے اسلیئے اُسکا اطلاق صورتحال میں اُس خفیف تر جرم تک محدود ہے جسکے کہ واسطے ملزم کی تجویز جائز طور پر کیجا سکتی ہے۔ میری رائے میں فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کریگود (۱) امر متنازعہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بعض حجت ہائے مقدمہ معاملہ نگرجی (۲) اُس رائے کی تائید میں ہیں جو مسٹر جسٹس جج نے اختیار کی ہے مگر ساتھ جملہ اعزاز بحق اُن فاضل ججان کے جنہوں نے کہ مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تھا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ بعض آرائے جو اُسکے فیصلہ کیواسطے ضروری نہیں احکام مجموعہ مذکور سے متجاوز ہیں ۔

یہ سوال کہ آیا وہ گواہ جو ایک تہتک آمیز بیان کٹہرہ گواہاں میں دے اُسپر ازالہ حیثیت عرفی کی تجویز کیجا سکتی ہے ایک ایسا سوال ہے جس سے بہت مشکل پیدا ہوئی ہے اور بہت سی عدالت ہائے نے اُن وجوہات کی مختلف تشریح کی ہے جنپر کہ ایسی صورتہائے میں ازالہ حیثیت عرفی کی تجویز نہ کرنیکا طریق مبنی سمجھا گیا ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں میری یہ رائے نہیں ہے کہ ہم محفوظ طور پر دیگر جماعتہائے جرایم کے ساتھ اُن حجتہائے کو متعلق کر سکتے ہیں جنکا کہ استعمال معاملہ نگرجی (۲) میں کیا گیا ہے۔ قانون متعلق امر جرایم سخت تر و خفیف تر جنکا کہ ارتکاب ایک ہی معاملہ میں کیا گیا ہو میری دانست میں نہایت درست طور پر کینڈی صاحب جج نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام گنڈیا (۳) میں بیان کیا ہے۔ دفعات ۲۴۳ و ۲۴۴ کی رو سے وہ ضابطہ مقرر کیا گیا ہے جسکی کہ پیروی معہ بیان ہے ان صورتوں میں کیجانی چاہیئے جہانکہ شہادت سے ایسے جرم کا ارتکاب کیا جانا ظاہر ہوتا ہو جسکی کہ تجویز ایک اعلیٰ تر عدالت سے کیجانی ہو مگر وہ معاملہ زیر غور سے کچھ علاقہ نہیں رکھتیں

(۱) (۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۲۸ (۲) (۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۰ (۳) (۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۲

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پورانا۔

جسمیں کہ کوئی ذاتی ناقابلیت بلحاظ اختیار سماعت عدالت کے موجود نہیں ہے۔ بلکہ صرف اختیار سماعت کے بلا منظوری استعمال کرنیسے امتناع کیا گیا ہے اِن واقعات کی موجودگی میں میں رانا دی صاحب جسٹس کے ساتھ یہ خیال کرنیمیں اتفاق کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کیطرف سے استغاثہ زیر دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند کی اجازت نہ دیا جانا ملزم کی ذمہ واری سزا زیر دیگر دفعات میں خلل انداز نہیں ہوتا۔

وہ دوسرا سوال (اگر کوئی ہو) کہ جسکا فیصلہ کیا جانا ہے دربارہ اُس دفعہ کے ہے جس کے کہ روسے افعال مبینہ قابل سزا ہیں۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ ملزم نے لوگونسے کہا تھا کہ مانگہائے اور راموشیونکو گورنمنٹ کے برخلاف جنگ کرنے اور خزانوں کو لوٹنے کے واسطے جمع کریں ایسا فعل میری دانست میں ارتکاب ڈاکہ زنی کی تحریک کرنا ہے۔

میں صاحب جج کے ساتھ یہ قرار دینے میں اتفاق کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک جنگ بخلاف سرکار میں تحریک ڈاکہ زنی شامل ہے کیونکہ ایسے جنگ میں ضروری طور پر ڈاکہ شامل ہے۔ مگر اس امر کے فیصل کرنیکا کوئی موقعہ موجود نہیں ہے۔ کیونکہ صورتحال میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک صریح تحریک لوگوں کو خزانہ لوٹنے اور بلاشبہ طور پر ڈاکہ زنی کرنیکے واسطے کیگئی تھی۔ میں یہ نہیں سمجھہ سکتا کہ کیوں سشن جج نے یہ بیان کیا ہے کہ: "ایک شخص نہ تو عام طور پر اور نہ کسی تمثیلات دفعہ ۱۰۸ کے تابع ایسے جرم کی تحریک کر سکتا ہے جو کہ وہ بحیثیت اصل مجرم کے کرنیکا خواہاں ہو اور نہ ایسی تعبیر لفظ "اعانت" کی ذیل میں آتی ہے۔ اگر الف یہ استدعا ب اور دیگر اشخاص سے کرے کہ وہ اُس کے ساتھ ڈاکہ زنی کرنیکے واسطے چلیں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو ڈاکہ زنی کی تحریک کرتا ہے ایسا ہی اگر وہ ب کو کہے کہ وہ ج اور دیگر اشخاص سے کہے کہ ایک جرم ڈاکہ زنی میں شامل ہوں تو وہ اعانت ڈاکہ کی اعانت کرتا ہے۔ یہ قرار دینا تعجب انگیز ہے کہ وہ شخص جسنے ڈاکہ زنی کی کوشش کی ہو اور دیگر اشخاص کو شامل ہونیکے لئے کہا ہو یا اُنکو جمع کرنیکے واسطے کوئی ایجنٹ مقرر کیا ہو اعانت کی سزا نہیں پا سکتا۔ محض یہ امر واقعہ کہ کوئی تمثیل اس قسم کی دفعہ ۱۰۸ میں نہیں درج کیگئی لفظ "ترغیب" مندرجہ دفعہ ۱۰۷ کی معنوں کو تبدیل نہیں کرتا۔ میں سشن جج کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ دفعہ ۱۱۵ صورت حال سے متعلق نہیں ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اننت پوراک

ملزم نے زیادہ سے زیادہ یہ کہا تہا کہ اُسنے ناکامیاب کوششہائے واسطی جمع کرنے لوگوں کے اور خرید نے بعض پارچات بغرض انعام یا سنوار نے اپنے پیروان کے کی تہیں۔ قطع نظر اُسکے مشکل کے جبکہ حوالہ سشن جج نے ایک جرم از قسم ڈاکہ کا اقدام کرنیکے متعلق دیا ہے جو بابتہ ایک اقدام ارتکاب سرقہ بالجبر ہو سکتا ہے میری یہ رائے ہے کہ ملزم کے افعال ایک اقدام کی حد تک نہ پہونچتے تہے۔ بہت سی صورتوں میں اُس درست وقت کا معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے جبکہ تیاری ایک جرم کے ارتکاب کی اقدام جرم مذکور کی حد تک پہونچ جاتی ہے۔ بعض صورتوں میں یہ تمیز صریح ہوتی ہے۔ اگر الف ایک چہری اس غرض سے صرف خرید کرے کہ وہ ب کو ماریگا تو کوئی یہ نہیں کہسکیگا کہ اُسنے ب کے مارنیکا اقدام کیا ہے۔ اگر وہ چہری لیکر ب کیطرف دوڑے مگر ج اُسکو پکڑلے تو بہت سے اشخاص کہیں گے کہ اُسنے اُسکے مارنیکا اقدام کیا تہا۔ مگر بہت سی ایسی درمیانی صورتہائے موجود ہوسکتی ہیں جنمیں اس امر کے متعلق اختلاف ہو کہ آیا افعال مذکور اقدام کی حد تک پہونچتے تہے یا کہ صرف تیاری بناتے تہے۔ اس امر کے متعلق کسی بحث کا کرنا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ صورتحال میں یہ صریح ہے کہ افعال بیان کردہ اقدام کی حد تک نہیں پہونچتے اور کہ دفعہ ۱۱۵ کا مقدمہ سے متعلق کیا جانا بےسود تہا۔

دوسرا سوال جسپر کہ ہمنے غور کرنا ہے ایک سوال امر واقعہ ہے جسکی کہ حد تک مسٹر ہاگوٹ نے قطعی طور پر اپنی حجت کو محدود کیا ہے اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ افعال اعانت ثابت نکئے گئے تہے۔ مگر چونکہ عام نیت ملزم کی اُس کے اقبال سے اور بہت سے گواہان کی شہادت سے ثابت ہوگئی ہے تو کوئی بہتر وجہ فعل اعانت ڈاکہ کے غیر معتبر سمجہنے کی معلوم نہیں ہوتی جسکا کہ ذکر دادو نے کیا ہے جس کے کہ بیان کی تائید دتاتریا کی شہادت سے اور کسی حد تک گنیش کی شہادت سے ہوتی ہے جنگ بخلاف سرکار طبعی طور پر خزانہ پر حملہ کرنیسے ہو سکتا ہے۔ دیگر افعال بہی ایسے ثابت کئے گئے ہیں جو اعانت کو ثابت کرتے ہیں مگر چونکہ یہ فعل ثابت شدہ ہے اسلئے باقی امور پر بحث کرنا غیر ضروری ہے۔ ملزم پر صحیح طور سے اُن جداگانہ افعال کا الزام لگایا جانا چاہئے تہا جنکی کہ اُسپر تجویز کیگئی تہی بجائے اسکے کہ ایک عام الزام یہ لگایا جاتا کہ اُسنے بہت سے اشخاص کو ڈاکہ زنی کی ترغیب دی ہے۔ مگر اُسکی طرف سے ایک لائق وکیل نے جوابدہی کی تہی جسکو کارروائی اثبات سپردگی سے اُن جرایم کے معلوم کرنیمیں کوئی مشکل پیش نہ آسکتی تہی جنکا کہ الزام اُسکے برخلاف لگایا گیا تہا۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو اس بیضابطگی سے کوئی نقصان نہیں پہونچا

میں اب حکم بریت صادر کردہ سشن جج کو منسوخ کرتا ہوں اور ملزم کو زیر دفعہ ۱۲۶ مجموعہ تعزیرات مجرم قرار دیکر اُس اٹھارہ ماہ کی قید سخت کے حکم کو بحال کرتا ہوں جو کہ اسسٹنٹ سشن جج نے صادر کیا تھا اور میں ہدایت کرتا ہوں کہ ملزم اُس قید کا وہ جزو برداشت کرے جو ابھی غیر منقضی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس

مرلی دھر (ابتداءً مدعا علیہ) سائل اپیلانٹ بنام ہرشارام (ابتداءً مدعی) فریق مخالف رسپانڈنٹ

رہن۔ انفکاک۔ ڈگری انفکاک۔ راہن کا اُس رقم کے ادا کرنے سے قاصر رہنا جس کا کہ حکم ڈگری میں دیا گیا ہو۔ مرتہن کے حقوق بر طبق ایسے قصور کے۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۹۲ و ۹۳۔

ایک نالش انفکاک منجانب راہن بر بنائے رہن مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک ڈگری سنہ ۱۸۹۵ء میں صادر ہوئی تھی جس کی رو سے اُسکو انفکاک کی اجازت بر طبق ادا کرنے زر رہن کے ایک سال کے اندر تاریخ صدور ڈگری سے دیگئی تھی مگر ڈگری میں کوئی حکم دربارہ بیعبات یا نیلام کے بصورت عدم ادائیگی بر تاریخ مقرر کردہ کے نہ دیا گیا تھا۔

مدعی نے ادائیگی میں قصور کیا تھا۔ مدعا علیہ نے ایک درخواست عدالت میں واسطے حاصل کرنی ایک حکم قطعی مشعر بیعبات یا نیلام کے زیر دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی تھی۔ اُسکی درخواست اسوجہ سے نامنظور کیگئی تھی کہ چونکہ ڈگری میں کوئی فقرہ دربارہ بیعبات یا نیلام کے درج نہ تھا اسلئے دفعہ ۹۳ ایکٹ مذکور کی متعلق نہ ہوتی تھی۔

بر طبق اپیل دوم تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ (مرتہن) مستحق چارہ جوئی عطا کردہ زیر دفعہ ۹۳ کا تھا گو ڈگری حسب منشاء دفعہ ۹۲ مرتب نہ کیگئی تھی۔ عدالت کی طرف سے مناسب ڈگری زیر دفعہ ۹۲ کا مرتب نہ کیا جانا مرتہن کو دادرسی مقرر کردہ زیر دفعہ ۹۳ سے محروم نہیں کرتا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر سیٹھی این راناولیو ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل ناسک مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء کو مدعی نے ایک ڈگری انفکاک دربارہ رہن مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے حاصل کی تھی۔ ڈگری میں حسب ذیل حکم دیا گیا تھا:۔

✕ اپیل دوم نمبر ۶۶۱ سنہ ۱۸۹۹ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
مقدمہ ...
بنام
...

"عدالت مدعی کے دعوی انفکاک مکان مرہونہ وقبضہ قبالہ جات کی ڈگری حسب استدعا صادر کرتی ہے جبکہ وہ مبلغ الب لعہ تاریخ صدور ڈگری ہذا سے ایک سال کے اندر معہ سود زر اصل مبلغ لعہ کو بشرح ۶ فیصدی فی سال کے یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء سے ادائگی بحق مدعا علیہ کی تاریخ تک ادا کردے"

مدعی (راہن) جایداد مرہونہ پر قابض تہا -

سنہ ۱۸۹۹ء میں مدعا علیہ (مرتہن) نے ایک درخواست بدیں استدعا کی تھی کہ چونکہ راہن عرصہ مقررکردہ بروئے ڈگری کے اندر زررہن کے ادا کرنیسے قاصر رہاہے اسلئے راہن کا استحقاق انفکاک کا بیعبات کیا جانا چاہیئے اور سایل کو جایداد کا قبضہ عطا کیا جانا چاہئے یا حکم دیا جانا چاہئے کہ زررہن جایداد مرہونہ کے نیلام سے وصول کیا جائے -

سبارڈینٹ جج نے اس درخواست کو نامنظور کیا تہا - اُنہوں نے قرار دیا تہا کہ درخواست مذکور زیر دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیگئی تھی مگر دفعہ مذکور صرف اُس صورت میں متعلق ہوتی ہے جبکہ ڈگری زیر دفعہ ۹۲ صادر کیگئی ہو - اُسمیں ادائگی سے قصور کئے جانیکی صورت کے متعلق کوئی حکم ندیا گیا تہا - اسلئے دفعہ ۹۳ متعلق ہوتی تھی اور سایل (مرتہن) کسی ایسی دادرسی کا مستحق نتھا جو کہ بروئے الفاظ ڈگری کے عطا نکیگئی ہو - ڈگری ناقص تھی اور اُسکا نقص برطبق اجرا رکے رفع نہیں کیا جاسکتا - اپنے فیصلہ میں اُنہوں نے بیان کیا تہا کہ :-

میری یہ رائے ہے کہ سایل کی استدعا اجرائے ڈگری میں منظور نہیں کیجا سکتی کیونکہ ڈگری میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے یہ ایک صریح قاعدہ قانون ہے کہ ڈگریکا اجرا مطابق اُسکے الفاظ کے کیا جاسکتا ہے اور کوئی ایسی ہدایت مؤثر نہیں کیجاسکتی جو اُسمیں موجود نہو - دفعات ۹۲ و ۹۳ ایکٹ انتقال جایداد ملاکر پڑہی جانی چاہئیں - دفعہ اول الذکر میں نمونہ ڈگری درج ہے اور موخر الذکر دفعہ صرف تشریحی دفعہ ہے - پس جبکہ ڈگری درست طور پر مطابق دفعہ ۹۲ کے مرتب نکیگئی ہو تو دفعہ ۹۳ ممد نہیں ہوسکتی - جبکہ فیصلہ صادر کیا گیا تہا اُسوقت مرتہن یا اُس کے وکیل کا فرض تہا کہ عدالت سے ڈگری کے مطابق احکام دفعہ ۹۲ مرتب کئے جانیکی استدعا کرتا تاکہ صورت میں کہ دفعہ ۹۳ متعلق ہوسکتی تھی - مگر چونکہ ایسا نکیا گیا تہا اسلئے ڈگری ناقص رہی تھی جو نقص کہ بروئے دفعہ ۹۳ صیغہ اجراء میں رفع نہیں ہوسکتا -

سنہ ۱۹۰۰ء
مرلی دہر
بنام
پرشا رام

فیصلہ مذکور برطبق اپیل سے بحال رکھا گیا تہا۔
مدعا علیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا تہا۔
ڈی اے کہبر بجانب اپیلانٹ۔
آر آر دیسائی بجانب رسپانڈنٹ۔

فلٹن صاحب جسٹس:۔ ہماری یہ رائے ہے کہ احکام دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جائیداد نالش حال سے متعلق ہیں باوجودیکہ رہن اُسکو نفاذ کی تاریخ سے پہلے کا تہا۔ دفعہ ۲ کے روسے حقوق فریقین محفوظ کئے گئے ہیں مگر بعد ایکٹ مذکور کے نفاذ کے ضابطہ واسطے مؤثر کرنے حقوق مذکورہ کے تابع احکام ایکٹ مذکور کے ہے۔ مقدمہ سندرام بنام باباجی (۱) کا حوالہ بطور ایک سند متعلق بہ این امر کے دیا جاسکتا ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہماری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہ احکام دفعہ ۹۳ کے مؤثر کرانیکا دعوے کرسکتا ہے گو ڈگری اولاً مطابق احکام دفعہ ۹۲ کے مرتب نہ کیگئی تہی۔ یہ ایک نالش انفکاک تہی جسمیں مدعی کو ایک خاص میعاد کے اندر انفکاک کی اجازت دی گئی تہی۔ مگر اس امر کی نسبت اُسمیں کچہہ بیان نکیا گیا تہا کہ اگر وہ میعاد مذکور کے اندر روپیہ ادا نکرے تو کیا کیا جانا چاہیئے۔ اگر وہ قابض ہوتا تو اُسنے بلاشبہ طور پر بعد انقضائے میعاد کے استحقاق حصول قبضہ زائل کر دیا ہوتا۔ مگر چونکہ وہ قابض تہا اسلئے الفاظ ڈگری میں کوئی ایسا امر نتہا جس سے اسکے حقوق میں خلل واقعہ ہوتا گو وہ زر انفکاک کے ادا کرنیسے قاصر رہا تہا۔

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مرتہن کو نالش حال میں کوئی چارہ جوئی حاصل نہیں ہے۔ ہماری رائے میں دفعہ ۹۳ کے روسے اُسکی چارہ جوئی مقرر کیگئی ہے اور ہم عدالت ماتحت کے ساتھ اس امر کے قرار دینے میں اتفاق نہیں کرسکتے کہ عدالت کیطرف سے مناسب ڈگری زیر دفعہ ۹۲ کا مرتب نکیا جانا مرتہن کو دادرسی زیر دفعہ ۹۳ سے محروم کرتا ہے۔ یہ امر کہ دادرسی مذکور کیا ہونی چاہیئے (آیا بیعبات یا کہ نیلام) نوعیت رہن پر منحصر ہے۔

ہم احکام عدالت ہائے ماتحت کو منسوخ کرکے درخواست کو عدالت اول میں مطابق قانون فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجتے ہیں۔ کل خرچہ مقدمہ خرچہ درخواست ہوگا۔

حکم منسوخ کیا گیا۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۷۷۱

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل راناڈے صاحب جسٹس و کپ و صاحب جسٹس

۹ جون ۱۹۰۱ء

کرشناجی (خریدار نیلام) سائل **بنام** دیو ناتک ایدیون فریق مخالف بنام

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف مرمرہ بروئے ایکٹ ۵ ۱۸۹۴ء نیلام باجراء ڈگری رہن - ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۸۹ -

احکام دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مرمرہ بروئے ایکٹ ۵ ۱۸۹۴ء اُن نیلام ہائے سے متعلق ہیں جو باجرائے اُن ڈگریات رہن کے عمل میں آئے ہوں جو کہ زیر ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) صادر کیگئی ہوں -

دفعات ۲۸۴ لغایتہ ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی جملہ نیلام ہائے جایداد غیر منقولہ سے متعلق ہیں -

درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) -

۲ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک مرتہن نے ایک ڈگری نیلام بعض جائیدات مرہونہ کے متعلق حاصل کی تہی - باجراء ڈگری مذکور کے جایداد مرہونہ نیلام کیگئی تہی اور سایل کرشناجی نے خرید کی تھی -

اسپر راہن نے ایک درخواست عدالت میں واسطے منسوخی نیلام کے زیر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تھی - اس درخواست کی مخالفت خریدار نیلام نے اسوجہ پر کی تھی کہ دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ مذکور نیلام ہائے بعلت اجراء اُن ڈگریات رہن سے متعلق نہیں ہے جو زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) صادر کیگئی ہوں - سبارڈینٹ جج پانول نے اس عذر کو نامنظور کرکے نیلام کو منسوخ کیا تہا -

اس فیصلہ کی ناراضی سے خریدار نیلام نے ایک درخواست ہائیکورٹ میں زیر اختیارات نگرانی رجوع کی تھی -

بی این باجیکار منجانب سایل -

پی پی خیر منجانب فریق مخالف -

راناڈے صاحب جسٹس:- کوئی فیصلہ عدالت ہذا کا اُس امر قانونی کے متعلق موجود نہیں ہے جو کہ درخواست ہذا میں اُٹھایا گیا ہے جو یہ ہے کہ آیا دفعہ ۳۱۰ الف ایک نیلام بعلت اجراء ڈگری بربنائے رہننامہ سے متعلق ہے جو کہ تابع ایکٹ انتقال جایداد کے ہو -

---

* درخواست نمبر ۱۴۹ ۱۹۰۰ء زیر اختیارات غیر معمولی -

سنہ ۱۹۰۰ء
کرشناجی
بنام
جہادیو ونیایک

مگر اس امر پر ہائیکورٹ ہائے الہ آباد و مدراس و بنگال نے غور کیا ہے۔

ہائیکورٹ الہ آباد نے مقدمہ راجارام سنگھ بنام چنی لال (۱) میں یہ رائے ظاہر کی تھی کہ گو اُس خاص مقدمہ میں جو اُنکے روبرو موجود تہا اُنکو کوئی موقعہ سوال اطلاق دفعہ ۳۱۰ الف پر نیلام ہائے بعینہٖ اجرا ڈگریات رہن پر غور کرنیکا نہیں ملا تاہم امر مذکور اُنکو اس امر کا مجاز بنانیکے لیئے کافی طور پر تہا کہ وہ سبارڈینیٹ ججان کی ہدایت کیواسطے ایک رائے ظاہر کریں وہ رائے جو بطور پر ظاہر کیگئی تہی بدیں مضمون تہی کہ دفعہ ۳۱۰ الف اُس نیلام سے متعلق ہوگی جو بوجہ ایک حکم ناطق مشعر نیلام زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر کیئے جانیکے عمل میں آیا ہو۔ گو کوئی اختیار زیر ایکٹ مذکور واسطے ملتوی کرنے عمل ایک حکم زیر دفعہ ۸۹ کے عطا نہیں کیا گیا۔ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۱ ایکٹ ۱۸۸۲ء و نیز احکام دفعہ ۳۱۰ الف کی نسبت یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ آخری احکام دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد کی ترمیم کرتے ہیں۔

مدراس ہائیکورٹ نے بہی یہی رائے اولاً مقدمہ مینا سامایانگر بنام ایاہو رائی پلائی (۲) میں زیادہ صراحت کے ساتھ مقدمہ نندلال راؤ بنام سید دستگیری میاں (۳) میں اختیار کی تہی جس آخر الذکر مقدمہ میں یہ رائے ظاہر کیگئی تہی کہ یہ اطلاق دفعہ ۳۱۰ الف کا مطابق اُس مصلحت کے ہے جس کی وجہ سے مجموعہ کی ترمیم کیگئی تہی۔

کلکتہ ہائیکورٹ کے ایک ڈویژن بنچ نے مقدمہ اشرف علی چودہری بنام نیت لال ساہو (۴) میں اسی رائے کو مؤثر کیا تہا مگر فیصلہ مذکور سے ایک اجلاس کامل عدالت مذکور نے مقدمہ کدار ناتہہ راؤت بنام کالی چرن رام (۵) میں اختلاف کیا تہا۔ وہ اہم وجہ جسپر کہ فیصلہ اجلاس کامل مبنی رکہا گیا تہا یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے قواعد زیر دفعہ ۱۰۴ ایکٹ انتقال جایداد وضع کئے تہے تابع جن قواعد کے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی نیلام ہائے زیر ڈگریات رہن سے متعلق کئے جا سکتے تہے۔ ان قواعد کے روسے صریح طور پر دفعات ۳۱۴ لغایت ۳۱۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی نیلام ہائے جایداد غیر منقولہ سے متعلق کیگئی تہیں۔ قواعد مذکور سنہ ۱۸۹۲ء میں وضع کیئے گئے تہے۔ مگر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ مذکور میں بذریعہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء کی اضافہ کیگئی تہی۔ ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ دفعہ ۳۱۰ الف قواعد مذکور میں شامل نہیں ہے کہ وہ موجود نہ تہی اسلیئے دفعہ مذکور نیلام ہائے زیر ڈگریات رہن تابع ایکٹ انتقال جایداد سے متعلق نہیں ہو سکتی

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۵ (۲) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۶
(۳) (۱۸۹۹ء) ” ” مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ (۴) (۱۸۹۶ء) ” ” کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲
(۵) (۱۸۹۸ء) ” ” کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۷۰۳

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشناجی
بنام
مہادیو دیو ایک

یہ امر صحیح ہے کہ یہ وجوہات اُن دیگر صوبجات سے متعلق نہیں ہیں جنکو کہ ہائیکورٹ نے کوئی قواعد زیر دفعہ ۱۰۴ وضع نہیں کئے۔ مقدمہ حال پریزیڈنسی بمبئی کا ہے اور چونکہ فیصلہ کلکتہ کا کوئی اطلاق بنگال ہائیکورٹ کے حدود اختیارات سے باہر نہیں ہے اسلئے فیصلجات مدراس و الہ آباد زیادہ تر مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مسٹر لین صاحب چیف جسٹس نے عام آراء کا یہ حوالہ دیا تہا مثلاً یہ کہ دفعہ ۳۱۰ الف اگر قواعد وضع کردہ زیر دفعہ ۱۰۴ میں شامل کیجاتی تو احکام ایکٹ انتقال جائیداد کے نامطابق ہوتی اور کہ اس سے ضرررساں نتائج پیدا ہوتے۔ مگر اس امر میں شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر دفعہ ۳۱۰ الف ہوتی تو اس سے پہلے موجود ہوتی جبکہ سنہ ۱۸۹۲ء میں قواعد کلکتہ وضع کئے گئے تہے تو دفعہ مذکور دیگر دفعات ۳۴۴ لغایتہ ۳۱۹ اور دفعات ۲۸۴ لغایتہ ۲۹۴ کے ساتھ شامل کیجاتی۔ دفعہ ۳۱۰ الف احکام دفعہ ۹ کیساتھ زیادہ تر مطابق بہ نسبت احکام دفعہ ۳۱۰ یا دفعہ ۳۱۱ کے ہیں یا دفعہ ۲۹۱ کے احکام سے جسکے رو سے اہم اختیار تمیزی عدالت ہا کو دوبارہ ملتوی کرنے نیلامہائے کے عطا کیا گیا ہے بہ نسبت بیہودہ ضرررسانی کے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہائیکورٹ ہائے مدراس و الہ آباد کا اطمینان ہوگیا ہے کہ دفعہ ۳۱۰ الف مطابق اُس عام مصلحت کے ہے جس کے کہ رو سے اس اور دیگر طریقہائے دادرسی کا اظہار ہوا ہے جنکے کہ رو سے نیلامہائے بعلت اجراء کی سختی رفع کیگئی ہے۔ وہ نقصان جسکو کہ رفع کرنیکی کوشش کیگئی تھی (باستعمال الفاظ ڈاکٹر راش بہاری گہوس کے جنہوں نے کہ سپریم کونسل کا بل پیش کیا تہا جو ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء میں پاس ہوا تہا) کہ اراضیات نیلام کردہ بعلت اجراء سے شاذ صورتوں میں مناسب قیمت حاصل ہوتی ہے اور کہ نیلامہائے بحق نیک نیت دائنان و مدیونان دونوں کے مضر ہیں اور اُنسے ماسوائے خریدار کے اور کسی کو فائدہ نہیں پہونچتا۔ اسلئے اختیار انفکاک اراضی اُسکی باضابطہ نیلام ہو لینے کے بعد بھی مگر قبل بحالی نیلام کے مدیون ڈگری کو عطا کیا گیا تہا دفعہ مذکور کا مسودہ مطابق دفعہ ۴،۷ بنگال ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کے تیار کیا گیا تہا جو ایک اور بیچاری جماعت کی واسطے وضع کیگئی تھی یعنی غریب قابضان حقیت کے واسطے جنکی کہ اراضیات بقایائے لگان کیواسطے ذمہ دار نیلام تہیں اسلئے اطلاق دفعہ ۳۱۰ الف میں کوئی نامناسب یا ضرررسانی امر موجود نہیں ہے اس سے زیادہ تر جو کہ بصورت عام ڈگریات زر نقد کے ہو بصورت عدم موجودگی کسی قواعد کے احکام دفعات ۳۴۴ لغایتہ ۳۱۹

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشناجی
بنام
دہاوڈیو دنایک

مجموعہ ضابطہ دیوانی صریح طور پر جملہ نیلام ہائے جایداد غیر منقولہ سے متعلق ہیں۔ راہنان اور وہ اشخاص جو ان کے تابع دعویدار ہوں ایسے اشخاص ہیں جنکو اس دادرسی کی زیادہ ضرورت ہے جو کہ مدیونان ڈگری کو عطا کیگئی ہے اور کوئی اور تعبیر واضعان قانون کی اس اہم غرض کو بیکار کریگی جسکی رو سے ان اشخاص کی صورت میں بھی نیلام کے بعد انفکاک کی اجازت دیگئی ہے جو کہ دائن کا پورا مطالبہ مع دس فیصد ادا کرنے کو تیار ہوں۔

اسلئے فیصلہجات مدراس و الہ آباد کے ساتھ اتفاق کر کے ہماری یہ رائے ہے کہ عدالت اول کی وہ رائے درست نہیں جو کہ اُسنے دربارہ اطلاق دفعہ ۳۱۰ الف بہ نیلامہائے بسبب اجرائے ڈگریات رہن کے اختیار کی ہے اسلئے ہم قاعدہ ہذا کو مع خرچہ خارج کرتے ہیں۔

باجلاس سر ایل ایچ جنکنز صاحب چیف جسٹس و مسٹر بٹی صاحب جسٹس

بیسے لعقوب حاجی جمال (مدعی) اپیلانٹ بنام میونسپل کمشنر بمبئی وغیرہ (مدعاعلیہم) ریسپانڈنٹان *

۲۲ و ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

میونسپلٹی۔ حقیت میونسپلٹی شہر بمبئی (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۲۹۷ حکم واسطے بنانی سرکاری سڑکوں کی۔ درست خط سڑک کا۔

سنہ ۱۸۸۸ء میں میونسپل کمشنر بمبئی نے ایک خاص سرکاری سڑک کیواسطے بمبئی میں ایک درست خط مطابق احکام دفعہ ۲۹۷ میونسپل ایکٹ (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) کے لگایا تھا۔

تجویز ہوئی کہ میونسپل کمشنر مجاز تھا کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک مختلف خط اُس خط سے پیچھے ہٹکر لگائے جو کہ اُس کے جانشین ماسبق نے لگایا ہو۔

مدعی ایک مکان واقعہ چوم کلن روڈ متصل بھنڈی بازار بیرون قلعہ بمبئی کا مالک تھا۔ اُسنے اس امر کے استقرار کی نالش کی تھی کہ درست خط سڑک مذکور کا وہ تھا جو کہ سنہ ۱۸۸۸ء میں میونسپل کمشنر نے مخصوص کیا تھا اور کہ موجودہ میونسپل کمشنر کو کوئی اختیار اُس خط کے تبدیل کرنیکا حاصل نہیں اور اُسنے استدعا کی تھی کہ ایک حکم امتناعی صادر کیا جاوے جسکی رو سے مدعاعلیہم مدعی کو اس امر پر مجبور کرنے سے باز رکھے جائیں کہ خط مذکور سے ہٹا کر اپنا مکان بنائے۔

مدعی نے یہ شکایت کی تھی کہ بتعمیل اُن نوٹسہائے کے جنکی کہ تعمیل اُسپر کئی موقعوں پر سنہ ۱۸۹۹ء میں کیگئی ہے وہ اپنے مکان کے کچھ حصہ کو گرا دینے پر مجبور رہا ہے بروئے ایک مزید نوٹس مورخہ ۔ جون سنہ ۱۸۹۹ء

---

* نالش نمبر ۶۹۴ سنہ ۱۸۹۹ء اپیل نمبر ۱۱۰۰

سنہ ۱۹۰۰ء
عیسیٰ یعقوب حاجی جمال
بنام
میونسپل کمشنر بمبئی

کہ میونسپل کمشنر مذکور نے مدعی سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اپنے مکان کو جو ایک درست خط سڑک کی حد تک جسکا کہ نشان ایک خاص نقشہ پر لگایا گیا ہے پیچھے ہٹائے -

عرضید عوے کے فقرات ذیل سے مدعی کا دعوے ظاہر ہوتا ہے :-

"۴ - مدعی یہ بیان کرتا ہے کہ وہ خط جسکا کہ حوالہ میونسپل کمشنر مذکور نے دیا ہے ایک درست خط سڑک کا نہیں ہے بلکہ درست خط سڑک کا وہ ہے جو نقشہ مذکور میں سرخ رنگ کے خط سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ خط میونسپل کمشنر مسٹر اولیونٹ نے تھوڑا عرصہ بعد صدور بمبئی ایکٹ ۱۸۸۸ء کے مقرر کیا تھا - وہ خط جو نقشہ مذکور میں نیلے رنگ سے تعبیر کیا گیا ہے بعد کے میونسپل کمشنر نے ۱۳ دسمبر ۱۸۹۳ء کو یا اسکے قریب مخصوص کیا ہے اور مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ بروئے احکام دفعہ ۲۹۷ میونسپل ایکٹ شہر بمبئی کے ایک خط صرف ایک ہی دفعہ بطور درست خط سڑک کے مقرر کیا جا سکتا ہے اور کہ میونسپل کمشنر مجاز نہیں ہے کہ وقتاً فوقتاً مقرر کردہ خط میں تبدیلی کرتا رہے -

"۵ - مدعی یہ بیان کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے مکان کو اس خط کی حد تک پیچھے ہٹانے پر مجبور کیا جاوے جو کہ دسمبر ۱۸۹۳ء میں مقرر کیا گیا ہے اور جو نقشہ میں نیلے رنگ کے خط سے تعبیر کیا گیا ہے تو اسکی جائیداد کا بہت سا حصہ ضایع ہو جاویگا اور اسکے مکان کی مالیت میں بہت کمی واقعہ ہوگی"

مدعا علیہم کا جواب دعوے تحریری حسب ذیل تھا :-

"۱ - مدعا علیہم یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خط جو نقشہ منسلکہ عرضید عوے میں نیلے رنگ سے تعبیر کیا گیا ہے اگر وہ مطابق خط مقرر کردہ میونسپل کمشنر ۱۸۹۳ء کے ہے تو ایک درست خط سڑک کا ہے - وہ خط جو کہ نقشہ مذکور میں سرخ رنگ سے لگایا گیا ہے ایک ایسا خط ہے جو پہلے سے میونسپل کمشنر نے لگایا تھا مگر میونسپل کمشنر نے یہ رائے اختیار کی کہ عوام الناس کے فائدہ کے واسطے ضروری ہے کہ سڑک کا عرض اس سے زیادہ فراخ رکھا جاوے جس قدر کہ پہلے منشا تھا ایک خط مقرر کرکے لگایا تھا جو کہ ایک درست خط سڑک کا ہے - مدعا علیہم یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کام میونسپل کمشنر کے اختیار کے اندر تھا اور کہ وہ بیانات خلاف جو عرضید عوے میں کئے گئے ہیں نادرست ہیں"

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ کمشنر نے اپنے اختیارات کے اندر عمل کیا تھا اور اسنے مدعی کے دعوے کو نامنظور کیا تھا - ذیل کا فیصلہ صادر کیا گیا تھا :-

کرو صاحب جسٹس :- سوال صورتحال میں یہ ہے کہ آیا میونسپل کمشنر مجاز ہے کہ سڑک کے درست خط کو تبدیل کرے جبکہ وہ ایکدفعہ مقرر کیا گیا ہو - اس امر کی نسبت کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے کہ سڑک زیر بحث میں خط بعد صدور ایکٹ ۱۸۸۸ء کے مقرر کیا گیا تھا اور کہ ایک جدید خط سڑک کے چوڑا کرنیکی غرض سے ۱۸۹۳ء میں لگایا گیا ہے

مدعی کے وکیل نے الفاظ دفعہ ۲۹۷ ایکٹ مذکور پر انحصار کیا ہے جنکی رو سے یہ خاص نہیں کہا گیا کہ کمشنر نیو خط کو وقتاً فوقتاً مقرر کرنے کا مجاز ہے۔ مگر کوئی اختیار سڑک کے فراخ کرنیکا بر دفعہ ۲۹۷ کو عطا نہیں کیا گیا اختیار مذکور بروئے دفعہ ۲۸۹ کے عطا کیا گیا ہے جس کی رو سے سرکاری سڑکیں کارپوریشن کی تفویض میں دیگئی ہیں اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ کمشنر مجاز ہے کہ وقتاً فوقتاً کسی ایسی سڑک کو وسیع یا فراخ کرے یا کسی اور طرح پر ترقی دے۔ درست خط سڑک کا پیچھے ہٹا کر انکا ایسے طور پر سڑک کے فراخ کرنے کا ایک طریق ہے اور کمشنر صریح طور پر مجاز ہے کہ اسقدر زمین جسقدر کی کہ ضرورت ہو بروئے احکام دفعہ ۲۹۲ کے عمل کرے یا زیر دفعہ ۲۹۹ عمل کرے۔ یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی کسی مدامی کے اختیارات زیر دفعہ ۲۹۷ کے اسکو ضروریات معاملہ کے لحاظ سے کاربند ہونا چاہیے جیسا کہ سٹی انو بر بمبئی نے کاٹن گرین کے پاس اور انبوہ دار منڈی کے شہر کی ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال کرنیکی صورت کا ذکر کیا ہے یہ امر صریح ہے کہ بعض سڑکوں کے واسطے فراخ کیا جانا ضروری ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے درست خط سڑک کا تبدیل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مزید برآں دفعہ مذکور کی غرض یہ نہیں ہے کہ کمشنر کو سڑک کے وسیع کرنیکے قابل بنائے بلکہ یقین دلانیکی ہے کہ عمارات ایک درست خط کے متوازی بنائی جانی چاہئیں میں یہ قرار دیتا ہوں کہ کمشنر جدید خط کے قایم کرنے کا مجاز تھا اور میں ہدایت کرتا ہوں کہ مدعی کا دعوے معہ خرچہ خارج کیا جائے۔

مدعی نے اپیل کیا۔

لینگ (ایڈووکیٹ جنرل) و رکیس منجانب اپیلانٹ (مدعی)

سٹارلنگ و جارڈین منجانب رسپانڈنٹان (مدعا علیہم)۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:- واقعات مقدمہ ہذا کی نسبت کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے کیونکہ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ تہوڑا عرصہ بعد صدور ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) کے ایک خط اس شارع عام کے ہر ایک طرف کمشنر نے مطابق احکام دفعہ ۲۹۷ ایکٹ مذکور کے مقرر کیا تھا۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا کمشنر مجاز تھا کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک مختلف خط اپنے جانشین ماسبق کے خط سے پیچھے ہٹا کر مقرر کرتا۔ کرو صاحب جسٹس نے اس سوال کا فیصلہ اثبات میں کیا ہے اور اس ڈگری کی نارضامندی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
عیسیٰ یعقوب حاجی جال بنام میونسپل کمشنر بمبئی

دفعہ ۲۹۷ ایکٹ مذکور کے باب ۱۱ کا ایک جزو ہے جسکا تعلق ”ترتیب سڑکوں“ کے ساتھ ہے اور مختلف پہلو ہائے مضمون مذکور کے متعلق مختلف جماعت ہائے دفعات میں ذکر کیا گیا ہے - چنانچہ دفعات ۲۸۹ لغایتہ ۲۹۶ کا تعلق ”تعمیر و قیام و ترقی سرکاری سڑکہائے“ کے ساتھ ہے اور دفعات ۲۹۷ لغایتہ ۳۰۱ کا ”محفوظیت درست خط سرکاری سڑکہائے“ کے ساتھ ہے اور ایسا ہی کل باب کا حال ہے -

جماعت اول میں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کے اختیارات کمشنر کو مفوض ہیں (صاحب موصوف نے دفعات ۲۸۹ ضمن ۲ کو پڑھکر بیان کیا کہ) پس ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کمشنر کیطرف سے اپنے اختیارات توسیع سڑک کے استعمال کئے جانے پر ایک حد عائد کیگئی ہے جہانتک کل خرچ مبلغ ... سے زیادہ ہو - ہمارے روبرو کوئی ایسے وسایل موجود نہیں ہیں جنپر کہ ہم ایک رائے دربارہ اس امر کے قائم کر سکیں کہ مناسب خرچ سڑک کے وسیع کرنیکا کیا ہوگا اور نہ صرف یہی حد دفعہ مذکور کے رو سے مقرر کیگئی ہے - کیونکہ مشترکہ اثر دفعات ۲۹۲ و ۲۹۷ کا یہ ہے کہ کمشنر وہ اراضی حاصل نہیں کر سکتا جو مجوزہ توسیع کے واسطے ضروری ہو الا بوساطت گورنمنٹ کے جسکو ایک کامل اختیار تمیزی اس معاملہ میں حاصل ہے -

یہ امر صورتحال میں مخفی نہیں ہے کہ درست خط سڑک کے پیچھے ہٹانیکی غرض اسکی وسیع کرنیکی ہے - یہ امر واسطے محفوظ کرنے ”درست خط سڑک مذکور کے“ نہیں کیا گیا کیونکہ وہ خط پہلے سے ۱۸۸۸ء میں کمشنر نے زیر دفعہ ۲۹۷ مقرر کیا تھا مزید براں یہی رائے بظاہر عدالت ادنیٰ میں پیش کیگئی تھی - کیونکہ اپنے فیصلہ میں کرو صاحب جج نے یہ بیان کیا ہے کہ ”اس امر کی نسبت کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے کہ سڑک زیر بحث میں خط مذکور بعد نفاذ ایکٹ ۱۸۸۸ء کے مقرر کیا گیا تھا اور کہ ایک جدید خط واسطے وسیع کرنے سڑک کے ۱۸۹۳ء میں مقرر کیا گیا ہے“ مگر صحیح طور پر دفعہ ۲۹۷ کی غرض یہ نہیں ہے کہ کمشنر کو ایک سرکاری سڑک کو وسیع کرنیکے قابل بنائے - وہ اختیار صحیح طور پر کمشنر کو بروئے پہلی جماعت دفعات کے تابع اس حد کے عطا کیا گیا ہے جسکا کہ میں نے ذکر کیا ہے اسکے رو سے اسکو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ایک درست خط سڑک کا محفوظ کرے جو غرض کہ پہلے سے بروئے خط مقرر کردہ بہ ۱۸۸۸ء کے پوری ہوگئی ہے - مسٹر سٹارلنگ نے یہ حجت کی ہے کہ ہمکو کمشنر کے فعل زیر دفعہ ۲۹۷ میں دست اندازی نکرنی چاہیے محض اس وجہ سے کہ اسکا نتیجہ بلا واسطہ طور پر وہ ہو سکتا ہے جسکو کہ حاصل کرنیکے واسطے دیگر احکام صادر کئے گئے ہیں - مگر اس حجت کی نسبت مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں احتمالات نظر انداز کئے گئے ہیں کیونکہ اسکی طبعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شرط جنکے رو سے اس اختیار کا استعمال جائز ہو جاتا ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
عیسے الغوث حاجی جمال
بنام
میونسپل کمشنر بمبئی

اور جو دفعہ ۲۹۷ میں درج ہیں کوئی وجوہ نہیں رکھتیں اور کہ اختیار مذکور کا استعمال صرف واسطے حاصل کرنے بلا واسطہ نتیجہ کے کیا گیا ہے۔

اسلئے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بروئے درست تعمیر ایکٹ مذکور کے کمشنر کا فعل بلحاظ مسلمہ واقعات کے بلا اختیار رہے یعنی یہ نتیجہ بلا لحاظ ظاہر کردہ قاعدہ تعمیر کے اخذ کیا ہے جسکی کہ رو سے وہ اختیار جو ایک دفعہ استعمال کیا گیا ہو زائل ہو جاتا ہے اور جس کے کہ اطلاق بملک ہذا کی تائید بروئے احکام ایکٹ عبارات عامہ کے ہوتی ہے۔

ان وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ کروصاحب جسٹس کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہئیے اور وہ حکم امتناعی جس کی استدعا کیگئی ہے عطا کیا جانا چاہئیے۔ کارپوریشن کو چاہئیے کہ مدعی کا کل خرچہ ادا کریں۔

رسل صاحب جسٹس۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کا ایک مکان چونم کلن روڈ میں ہے جو بھنڈی بازار کے قریب ہے جس پر میونسپل سروے نمبر ۱۵ لغایتہ ۹ ثبت ہیں۔ دوران ۱۸۹۹ء میں مدعی بباعث نوٹسہائے منجانب مدعا علیہم کی اسکی تعمیل کئے جانیکی وجہ سے اس امر پر مجبور ہو گیا تھا کہ اپنے مکان کا ایک حصہ متصل چونم کلن روڈ گرا دے اور وہ اسکے مزید حصہ کو گرانے پر مجبور ہوگا تاکہ اُس کو از سر نو تعمیر کرائے۔ بروئے نوٹس مورخہ ۸ جون ۱۸۹۹ء کے مدعا علیہ نمبر ا (میونسپل کمشنر) نے مدعی کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنی عمارت کو درست خط سڑک کی حد تک پیچھے ہٹائے جس سے وہ خط مراد تھا جو نقشہ الف منسلکہ عرضی دعوے میں نیلے خط سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر مدعی یہ بیان کرتا ہے کہ یہ نیلا خط ایک درست خط سڑک کا نہیں ہے بلکہ درست خط سڑک کا وہ ہے جو کہ نقشہ مذکور میں سرخ خط سے تعبیر کیا گیا ہے جو کہ مسٹر ایونٹ میونسپل کمشنر نے تھوڑا عرصہ بعد صدور ایکٹ ۱۸۸۸ء کے مقرر کیا تھا۔ نیلا خط جو نقشہ مذکور میں کھینچا گیا ہے میونسپل کمشنر نے ۱۳ دسمبر ۱۸۹۳ء کو یا اسکے قریب مقرر کیا تھا۔ سرخ خط سے نیلے خط کی حد تک تبدیلی کا کیا جانا یہ اثر رکھتا ہے کہ مدعی کو اپنا مکان بہت ہی پیچھے ہٹانا پڑیگا۔

مدعی یہ عذر کرتا ہے اور ہمارے روبرو صرف یہی سوال موجود ہے کہ بر بنا احکام دفعہ ۲۹۷ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (ایکٹ ۳ ۱۸۸۸ء) کے ایک خط صرف ایکدفعہ بطور درست خط سڑک کے مقرر کیا جاسکتا تھا

سنہ ۱۹۰۰ء
عیسیٰ یعقوب جامجی لال
بنام
میونسپل کمشنر بمبئی

اور کہ میونسپل کمشنر مجاز نہیں ہے کہ وقتاً فوقتاً اُس خط کو تبدیل کرتا رہے جو ایکدفعہ مقرر کیا گیا ہو۔

دفعہ ۲۹۷ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی ۱۸۸۸ء میں حسب ذیل حکم ہے۔ "(۱) کمشنر کو چاہئے کہ ایک خط سڑک کے ہر ایک طرف مقرر کرے جسکے کہ اندر تابع احکام دفعہ ۱۵۱ کے کوئی جز وکسی مکان بر لب سڑک مذکور کا تعمیر نہ کیا جانا چاہئے بعد اسکے کہ خط مذکور مقرر کیا گیا ہو"

"(۲)۔ وہ خط جو اس طرح پر مقرر کیا گیا ہو ایک درست خط سڑک کا کہلائیگا"

فقرات (۱) و (۲) دفعہ مذکور کو ملا کر پڑھنے سے وہ بالفاظ ذیل ہو جاتی ہے: "کمشنر کو چاہئے کہ ایک درست خط سڑک کا کسی شارع عام کے ہر ایک طرف مقرر کرے جس کے کہ اندر کوئی عمارت بر لب سڑک مذکور نہ بنائی جانی چاہئے بعد اس کے کہ ایسا درست خط سڑک کا مقرر کیا گیا ہو"۔ کوئی اختیار تمیزی کمشنر کو دوبارہ مقرر کرنے ایسے خط کے عطا نہیں کیا گیا جیسا کہ دفعہ ۲۹۶ میں مذکور ہے۔ لفظ "مقرر کرے" سے جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے ایک بے تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ لفظ "درست" سے بھی ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ کتاب لغات جانسن صاحب میں "مقرر کرے" کے معنے یہ بیان کئے گئے ہیں "اختیار کے ساتھ مقرر کرنا"۔ لفظ "درست" کے معنے "مطابق قاعدہ اور مطابق طریق مقرر کردہ" کے ہیں۔ اگر [illegible] دفعہ مذکور کا منشا فی الحقیقت یہ ہوتا کہ کمشنر کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وقتاً فوقتاً ایک درست خط سڑک کا مقرر کرے تو میری رائے میں وہ دفعہ مذکور کو ایسے الفاظ میں وضع نہ کرسکتا۔

پہلے ایکٹ (بمبئی ایکٹ ۴ ۱۸۷۲ء دفعہ ۳ (۱۶)) میں الفاظ مستعملہ یہ ہیں "خط سڑک کا یا خط منفصلہ مکانات یا عمارات کا"۔ یہ الفاظ بلحاظ دفعہ ۹ سٹیٹوٹ ۱۰ و ۱۱ وکٹوریہ باب ۳۴ (ایکٹ عمارات ترقی شہرہائے) سے اخذ کئے گئے تھے جس کے الفاظ یہ ہیں "خط سڑک کا یا خط منفصلہ مکانات یا عمارات کا"۔ ایکٹ متعلق ترمیم انتظام میٹروپولس ۲۵ و ۲۶ وکٹوریہ باب ۱۰۲ دفعہ ۷۴ کے الفاظ یہ ہیں "میٹروپولیٹن بورڈ آف ورکس مجاز ہوگی کہ عمارات اُس خط کی حد تک پیچھے ہٹانے کا حکم دے یا کسی سڑک کی ترقی کے واسطے ایسا حکم جیسی کہ بورڈ پسند کرے"

سنہ ۱۹۰۰ء
عیسےٰ العقوب حاجی جمال
بنام
میونسپل کمشنر بمبئی

دفعہ ۷۵ ایکٹ مذکور میں یہ حکم ہے کہ کوئی عمارت وغیرہ بغیر تحریری منظوری میٹروپولین بورڈ آف ورکس کے کسی سڑک میں عام خط عمارت سے باہر نہ بنائی جانی چاہئیے - دفعہ ۵۵ پبلک ہیلتھ ایکٹ ۱۸۷۵ء (حفظ صحت عامہ خلائق) (۳۸ و ۳۹ وکٹوریہ باب ۵۵) میں منجملہ دیگر احکام کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی مکان وغیرہ گرا دیا گیا ہو تاکہ اسمیں کوئی کمی بیشی کیجائے یا وہ از سر نو تعمیر کیا جائے تو حاکم شہر وہ خط مقرر کر سکتا ہے جسکے اندر کوئی مکان یا عمارت یا اُسکا اگواڑہ بنایا یا تعمیر کیا جا سکتا ہے دفعہ ۱۶۲ ایکٹ پولیس و ترقی (سکاٹلینڈ) ۱۸۶۲ء (۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۱) میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کمشنر مجاز ہے کہ ایک مکان یا عمارت کو پیچھے ہٹائے جانے یا خط سڑک کے برابر یا دیگر مکانات کے برابر کئے جانیکا حکم دے "۔ الفاظ دفعہ حال اُن دفعات کے الفاظ سے زیادہ تر قوی ہیں جنکا کہ ہینے اوپر ذکر کیا ہے (اور میری خیال میں بالاارادہ قوی تر رکھے گئے ہیں) -

دوسرا سوال جسپر کہ غور کیا جاتا ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۲۹۷ اور مابعد کی دفعات تا بہ دفعہ ۳۰۱ کی تعبیر اسطرح کیجانی چاہئیے کہ وہ اُن اختیارات کی ذیل میں آتی ہیں جو کہ کمشنر کو بروئے دفعہ ۲۸۹ ضمن ۲ کے بروئے الفاظ ذیل کے عطا کئے گئے ہیں "۔ وہ وقتاً فوقتاً ایسی سڑکہائے میں سے کسی کو فراخ اور وسیع کر سکتا ہے الخ "۔ میری رائے میں وہ اختیارات مذکور کی ذیل میں نہیں آتیں - منشا دفعہ ۲۸۹ دفعات مابعد یہ معلوم ہوتا ہے: - کمشنر مجاز ہے کہ وقتاً فوقتاً سڑکہائے وغیرہ کو وسیع کرے یا بصورت دیگر انمیں ترقی کرے - وہ وقتاً فوقتاً اراضیات بملحوظی دفعات ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ کے حاصل کر سکتا ہے - اس غرض کے واسطے اُسکو ایک اختیار در بارہ مقرر کرنے خط کے حاصل ہے - دفعات ۲۹۷ و مابعد میں اسکے متعلق احکام ہیں - عنوان "محفوظیت درست خط شارع عام ہیں"۔ جو دفعہ مذکور کا ہے بصورت مشکل تعبیر کے ملحوظ رکھا جا سکتا ہے - ملاحظہ ہو ہیمرسمتھ وغیرہ ریلوے کمپنی بنام برانڈ (۱) لینگ بنام کرانیڈ یسن اینڈ کمپنی (۲) وملکہ بنام لوکل گورنمنٹ بورڈ (۳) میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ واضعان دفعات مذکور (۲۹۷ وغیرہ) کا منشا یہ تہا کہ خط سڑکہائے بمبئی ہیں واحد کمشنر کی فقط رائے پر منحصر ہو جانا چاہئیے -

یہ امر صحیح ہے کہ منشا یہ تہا کہ اختیارات حصول اراضی زیر دفعہ ۲۹۶ اُن اراضیات سے بہت مختلف ہیں

---

(۱) (۱۸۶۹ء و ۱۸۶۹ء ایل آر) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈس جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ لغایت صفحہ ۲۰۳

(۲) (۱۸۸۹ء) سفد مات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۵۲۹ لغایت صفحہ ۵۳۶

(۳) (۱۸۸۲ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۳۰۹ لغایت صفحہ ۳۲۱

سنہ ۱۹۰۱ء
عیسے یعقوب حاجی جمال
بنام
میونسپل کمشنر بمبئی

جو دوبارہ پیچھے ہٹانے مکانات کے زیر دفعہ ۲۹۷ و دفعات مابعد کے حاصل ہیں۔ اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نقشہ نویس کا منشا اس اختلاف کو ظاہر کرنیکے واسطے درست الفاظ کے استعمال کرنیکا تھا میں کوئی ایسا مقدمہ معلوم نہیں کرسکا جو بلاواسطہ طور پر اس امر سے متعلق ہو۔ مگر مجھے یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مقدمہ شیر بنام فری بادی (۱) میں درست خط سڑک کا دفعہ ۱۴۳ اسٹیٹوٹ ۱۸ و ۱۹ وکٹوریہ باب ۱۲۰ میں یہ قرار دیا گیا تھا جس سے ایک درست علم ہندسہ کا خط مراد ہو بلکہ ایک خط مستقیم سے مراد تھا اور مقدمہ سکلز بنام کارپوریشن آف گالا شیلڈز (۲) میں فقرہ "درست خط سڑک" مندرجہ دفعہ ۱۶۲ ایکٹ پولیس و ترقی سکاٹلینڈ ۱۸۶۲ء کی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ اس سے مراد خط ان عمارات کا ہے جو سڑک پر واقعہ ہوں نہ کہ ایسا خط جس سے وہ جزو سڑک کا ظاہر ہو جو عوام کے واسطے وقف کیا گیا ہو۔ اگر کمشنر کو اختیار ہے کہ وقتاً فوقتاً سڑک کے درست خط کو تبدیل کرے تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سخت صورتہائے مشکل پیش آسکتی ہیں فرض کرو کہ ایک شخص ایک مکان واقعہ بر لب شارع عام خرید کرے جو اسکے درست خط کے اندر واقعہ ہوا اور وہ اسکو اس خیال سے خرید کرے کہ درست خط سڑک کا پہلے سے مقرر کیا جاچکا ہے۔ بعد اسکی خرید کے بعض واقعات زیر دفعہ ۲۹۸ پیدا ہوسکتے ہیں جن کے رو سے کمشنر کو عمارات مذکور کے پیچھے ہٹانیکا اختیار حاصل ہو جائے اگر مدعا علیہ کی حجت درست ہو تو کمشنر مجاز ہے کہ نقشہ پر قلم سے ایک خط کھینچکر خریدار کو ایک جزو یا بالکل مکان خرید کردہ سے محروم کردے۔ نیز ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ایک مکان خرید کرے جو درست خط سڑک کے پیچھے واقعہ ہوا اور اسکو اس خیال سے دوبارہ تعمیر کرے کہ درست خط سڑک کا مقرر کیا جاچکا ہے تو آیا کمشنر اس درست خط کو اسطرح پر تبدیل کرسکتا ہے کہ خریدار کو اپنی عمارت کے آگے بڑھانے پر مجبور کرے جہانتک کہ کمشنر بذریعہ اپنے جدید خط کے فیصل کرے؟ - دیگر عملی اعتراضات بہ دربارہ اس تعبیر کے جو کہ دفعہ ۲۹۷ کے متعلق کئے جانیکے واسطے مدعا علیہم کیطرف سے استدعا کی گئی ہے بلاشبہ طور پر پیدا ہوتے ہیں۔

میری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ منظور کیا جانا چاہئے۔

اپیل منظور کیا گیا۔

اٹرنیان بجانب مدعی: - میسرز لٹل اینڈ کمپنی۔

اٹرنیان بجانب مدعا علیہم: میسرز کرافورڈ براؤن اینڈ کمپنی۔

---

(۱) (۱۸۵۸ء) کامن بنچ (سلسلہ جدید) جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ (۲) (۱۸۹۵ء) مقدمات اپیل صفحہ ۲۶۶

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس*

۲۴ جولائی ۱۹۰۰ء

کچہو (ابتدائً مدعی) اپیلانٹ بنام لکشمن بنگلہ گلاب سنگہ پردیشی (ابتدائً مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ

امر فیصل شدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ تشریح دوم و سوم۔ نالش انفکاک۔ ڈگری بنالش انفکاک جسمیں کوئی حکم دربارہ واصلات کے ندیا گیا ہو۔ نالش بعد میں جانب مدعی واسطے بقایا واصلات کے جو قبل پہلی نالش کے واجب الادا ہوئے ہوں۔

ایک نالش انفکاک مرجوعہ [illegible] میں مدعی نے جائیداد مرہونہ کے قبضہ اور ایسی رقم کی ادائگی کی مستدعائی تھی جوکہ اسکے حق میں دربارہ بقایا منافعجات وصول کردہ مدعا علیہ کے واجب الادا معلوم ہو۔ عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ کل زر رہن کا ایفا [illegible] میں ہو چکا ہے اور اُسنے مدعی کو قبضہ عطا کیا تھا مگر اُسنے کوئی حکم دربارہ بقایا واصلات کے صادر کیا تھا، مدعا علیہ نے اپیل کیا تھا مگر مدعی نے اپیل نکیا تھا اور نہ اُسنے عذرات بخلاف ڈگری کے داخل کئے تھے جسکو عدالت اپیل نے بحال رکھا تھا۔ [illegible] میں مدعی نے اراضی کا قبضہ حاصل کرکے نالش حال رجوع کی تھی جسمیں منجملہ دیگر امور کے اُسنے اُن واصلات کے دلاپانیکا دعوے کیا تھا جو قبل پہلی نالش کے واجب الادا ہوئے تھے۔

تجویز ہوئی کہ دعوے مذکور امر فیصل شدہ تھا اور ممنوع السماعت تھا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جی جی سین صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ناسک بتر میم ڈگری راؤ صاحب جی آر کوکہلی سب آرڈینیٹ جج پمپلگاؤں۔ نالش واسطے منافعجات کے۔

اراضی متنازعہ مدعا علیہ کے پاس [illegible] میں باقبضہ رہن رکہی گئی تھی بموجب رہن نامہ کے اُسپر لازم تھا کہ قبضہ مذکور آٹھ سال تک پاس رکھے اور ازاں بعد اراضی راہن کے حوالہ کردے بشرطیکہ اُسی منافعجات بشرح مبلغ [illegible] روپیہ سالانہ کی وصول ہوئی ہوں جو رقم کہ مبلغ [illegible] روپیہ سالانہ سے کمتر منافعجات مذکور میں سے ہو اُسپر سود بشرح ۲۴ فیصدی کے عائد ہوتا تھا۔

۱۶ اپریل [illegible] کو مدعی نے راہن کے وارث سے حق انفکاک خرید کر لیا تھا اور [illegible] جون [illegible] کو اُسنے ایک نالش نمبر [illegible] [illegible] بخلاف مدعا علیہ کے واسطے دلاپانے قبضہ اراضی اور کئے جانے حساب کتاب اور ادا کئے جانے اس رقم کے رجوع کی تھی جوکہ اسکی حقہیر بطور زائد رقم وصول کردہ مدعا علیہ کے واجب الادا معلوم ہو۔

مدعا علیہ نے یہ بیان کیا تھا کہ حساب کتاب کے کئے جانے پر مبلغ [illegible] اُسکے حق میں واجب الادا معلوم ہونگے۔

---

* اپیل دوم نمبر ۲۴۳ سنہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ء
کچھو
بنام
لکشمن سنگہ گلاب سنگہ
پردیشی

عدالت اول نے قرار دیا تہا کہ کل زرِ رہن کا ایفا ۱۸۸۲ء کے اخیر تک ہوگیا تہا اور کہ مدعا علیہ کو اصل سے زیادہ روپیہ ادا ہوچکا ہے۔ اُسنے قبضہ کی ڈگری صادر کی تہی مگر اُسنے کوئی حکم دربارہ اُس مزید منافع کے صادر نکیا تہا جو کہ مدعا علیہ نے وصول کیا ہوا تہا۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا تہا مگر ڈگری مذکور بحال رکھی گئی تہی۔

سیغہ اجرا میں مدعی ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو اراضی پر قابض کیا گیا تہا۔

ازاں بعد اُسنے نالش حال واسطے دلا پانے اُس مزید منافعہ کے رجوع کی تہی جو کہ مدعا علیہ نے تاریخ ارجاع نالش اول سے پہلے عرصہ سولہ سال تک اور ارجاع نالش مذکور کے بعد عرصہ دو سال تک وصول کرتا رہا ہے۔

مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی نے پہلی نالش میں واصلات کا دعوے کیا تہا اور وہ بذریعہ ڈگری کے دلائے نہ گئے تہے اسلئے امر مذکور امر فیصل شدہ ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے مدعی کے دعوی کو بدیں قرارداد منظور کیا تہا کہ وہ بروئے دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے ممنوع السماعت نہیں ہے۔

بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے قرار دیا تہا کہ دربارہ مدعی کے دعوی منافعجات سنین قبل از ارجاع نالش اول (۴ جون ۱۸۹۴ء) کے امر مذکور امر فیصلشدہ ہے۔ مگر اُسنے دعوے دربارہ سنین مابعد کو ماہ مارچ ۱۸۹۷ء تک منظور کرکے اُسی کے مطابق ڈگری ترمیم کی تہی۔

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

رتن جی آر ولیسانی بجانب اپیلانٹ (مدعی):- وہ اہم دادرسی جسکی کہ استدعا ہمنے پہلی نالش میں کی تہی دادرسی انفکاک تہی اسمیں شبہ نہیں کہ عرضیدعوے نالش مذکور میں ایک استدعا بدیں مضمون موجود تہی کہ بقایا منافعجات وصول کردہ مدعا علیہ (اگر کوئی ہو) ہمکو دلایا جاوے۔ مگر کوئی تنقیح امر مذکور کے متعلق قایم نکیگئی تہی اور نہ اُسکے متعلق کوئی تحقیقات کی گئی تہی اسلئے امتناع امر فیصلشدہ ہمارے دعوے اُس واصلات کے متعلق پیدا نہیں ہوسکتا جو اُس نالش سے پہلے واجب الادا ہوئی تہے ہم اُنکا دعوے اب ایک ایسی نالش میں کرسکتے ہیں جو خصوصیت کے ساتہہ اسی دادرسی کے واسطے رجوع کیگئی ہو نالش اول میں واصلات کی مقدار درست طور پر معلوم نکیگئی تہی اور ڈگری میں صرف یہ تقرر درج تہا کہ مدعا علیہ اُس سے زیادہ منافعجات وصول کرچکا ہے جسقدر کہ قرضہ بحق اُسکے واجب الادا رہا تہا۔ اسلئے ہم نالش حال کے رجوع کرنے کے مستحق ہیں ملاحظہ ہو بیچارجی بنام پوجاجی (۱) و سمنت سالک بنام

(۱) (۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
کھجو
بنام
لکشمن سنگھ گلاب سنگھ
بحر دیشی

باداجی (۱) مد ۱۰۵ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء میں ایک جالا جنبی نالش کے متعلق حکم ہے۔ چونکہ ہم اسوقت قابض نتھے اسلئے ہم بروقت ارجاع نالش اول کے یہ معلوم کرنیکے قابل نتھے کہ آیا کوئی رقم واجب الادا ہے۔ جبکہ عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ قرضہ رہن کا ایفا بہت عرصہ پہلے ہماری نالش کے رجوع کئے جانیکے ہو چکا ہے ہمکو یہ معلوم ہوا تہا کہ ایک کثیر رقم ہمارے حق میں واجب الادا ہے۔ اُس نالش میں زر واصلات کے متعلق کوئی تنقیح قایم نکیگئی تہی ہم اب مختلف دادرسی کا دعوے کرنے میں اسلئے دفعہ ۱۳ تشریح سوم مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو بخشی رام بنام درگو (۲) ہمارا بنائے دعوے بعد اُسوقت کے پیدا ہوا تہا جبکہ ہمنے ۱۸۹۷ء میں قبضہ حاصل کیا تہا۔

واجی اسے کہیر بجانب ریسپانڈنٹ (مدعاعلیہ): - عرضید عوےٰ نالش اول میں زر واصلات کی استدعا کیگئی تہی مگر ڈگری میں اُس کے متعلق کوئی حکم ندیا گیا تہا۔ اسلئے استدعا مذکور مندرجہ عرضیدعوے کے متعلق یہ متصور کیا جانا چاہیئے کہ وہ نامنظور کیگئی تھی۔ تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نالش ہذا کی مانع ہے۔ ملاحظہ ہو فاطمہ بائی بنام عائشہ بائی (۳) دنہا بیر پرشاد بنام سیکناتھن (۴)۔ زہ دادرسی جبکی کہ استدعا نالش حال میں کیگئی ہے ایک جزو بنائے دعوے بنالش اول تہی)۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مدعیکا بنائے دعوے نالش حال کیواسطے اسوقت کے بعد پیدا ہوا تہا جبکہ اُنہی باجراء ڈگری اول کے قبضہ حاصل کیا تہا۔ ملاحظہ ہو بالوجی بنام تمانگودا (۵) فیصلہ مقدمہ بخشی رام بنام درگو (۱) ہستعلق نہیں ہے کیونکہ فیصلہ مذکور قبل وضع کئے جانے تشریح سوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۸۲ء کے صادر کیا گیا تہا۔ وہ واصلات جو کہ بعد صدور ڈگری بنالش اول کے واجب الادا ہوئے تہے دلائے جاسکتے ہیں مگر اُن واصلات کا دعوے جو ڈگری مذکور کے صدور سے پہلے واجب الادا ہوئے تہے ممنوع السماعت ہے۔

جسٹس جنکنس صاحب چیف جسٹس: - نالش ہذا واسطے دلاپانے مبلغ الف یعنی دربارہ اٹھارہ سال کے واصلات ایک قطعہ زمین کے رجوع کی گئی تہی جنکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ مدعاعلیہ نے وصول کئے ہیں۔

۱۱ر نومبر ۱۸۷۸ء کو اراضی مذکور مدعاعلیہ کے پاس مدعی کے جانشین ماسبق نے بالقبضہ رہن کی تہی۔ اور ۱۸۹۴ء میں مدعی نے ایک نالش نمبر ۱۳۴ سنہ ۱۸۹۴ء واسطے انفکاک اور دلاپانے قبضہ اراضی مذکور کے رجوع کی تہی۔ بحکم ماتحت

(۱) تجاویز مطبوعہ ۱۸۷۸ء صفحہ ۴۰۴ (۲) (۱۸۷۶ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۹ (صیغہ دیوانی) (۳) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ (۴) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۸ دلا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۱۰۷ (۵) (۱۸۶۹ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۷ (صیغہ اپیل دیوانی)

مدعی نے بیان کیا تہا کہ قرضہ رہن کا کامل ایفا ہو چکا ہے اور اُسنے نہ صرف قبضہ اراضی مذکور کی استدعا کی تہی بلکہ ایسی رقم کے ادا کئے جانے کی بہی جو کہ مدعا علیہ کیطرف سے بطور مزید منافعجات وصول کردہ کے واجب الادا معلوم ہو اُس سبار ڈینٹ جج نے جسنے کہ نالش نمبر ١٣٠٤ کی سماعت کی تہی یہ قرار دیا تہا کہ کل زر رہن کا ایفا ١٨٨٣ء تک ہو چکا ہے اور اُسنے قبضہ عطا کیا تہا - مگر اُسنے کوئی ڈگری دربارہ بقایا منافعجات کے صادر نکی تہی گو صحیح طور پر بروئے اُسکی قرارداد کے ایسی ڈگری دیجانی چاہیے تہی -

مدعا علیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا - مگر مدعی نے نہ تو اپیل بالمقابل کیا تہا اور نہ اُسنے مزید منافعجات کے نہ دلائے جانیکی غلطی کو درست کرانیکی استدعا کی تہی - ڈگری مذکور بر طبق اپیل کے بحال رکہی گئی تہی -

مزید منافعجات مذکور اُس رقم کا ایک جزو بناتے ہیں جسکی کہ دلایانیکی استدعا مدعی نے نالش حال میں کی ہے - عدالت اول نے اُسکو منافعجات مذکور عطا کئے تہے - مگر اس جزو ڈگری کو بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع ناسک نے منسوخ کیا تہا جسنے کامل طور پر کل سوال پر اپنے نہایت محتاط فیصلہ میں بحث کی ہے - اُس کے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل حال کیا گیا ہے -

پس نہ صرف یہی امر صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نے صریحًا اُنکی مزید منافعجات کی استدعا کی تہی بلکہ یہ بہی کہ وہ دادرسی مذکور نالش نمبر ١٣٠٤ سنہ ١٨٩٠ء میں حاصل کر سکتا تہا - وہ ایک ایسی دادرسی تہی جو طبعی طور پر حساب کتاب کے لئے جانیکا نتیجہ تہی اور حساب و کتاب مذکور ایک ایسا امر تہا جو صریحًا اور در اصل نالش مذکور میں زیر تنقیح تہا دفعہ ١٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے کہ :-

"کوئی عدالت کسی ایسی نالش یا بحث کی تجویز نکریگی جسمیں وہ امر جو صریحًا اور در اصل تنقیح طلب ہو ایک نالش میں پہلے ابین فریقین حال یا ایسے فریقین کے جنکے ذریعہ سے متخاصمین حال یا بعض اُنمیں سے دعویدار ہیں اور اُسی استحقاق پر خصومت قایم کرتے ہیں - ایسی عدالت میں جرح اور در اصل تنقیح پا کر اُسکی عرضت سماعت ہو کر قطعًا منفصل ہو چکا ہو جو ایسی نالش جو مابعد یا اور نالش کی تجویز کرنیکی مجاز ہو جسمیں ایسی بحث بار ثانی پیش کیجائے -

تشریح سوم - جس دادرسی کا دعوے عرضیدعوی میں کیا گیا ہو اور وہ ڈگری میں صراحتًا منظور نکیگئی ہو وہ اس دفعہ کی غرض کے لئے ایسی سمجھی جائیگی کہ منظور نہیں ہوئی "

تشریح سوم باقی دفعہ مذکور کے ساتہہ ملا کر پڑہی جانی چاہیے اور ایسا کرنیسے بلا شبہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ دادرسی جس سے کہ وہ متعلق ہے ایسی دادرسی ہے جو نالش میں عطا کیجا سکتی ہے - مگر وہ شرح جو کہ نتیجہ ظاہر کی ہے صورت حال میں پوری ہوتی ہے کیونکہ بقایائے منافعجات نالش نمبر ١٣٠٤ سنہ ١٨٩٠ء میں وصول کئے جا سکتے تہے پس اس صورت میں

سنہ ۱۹۰۰ء
بکھو
بنام
لکشمن سنگھ گلاب سنگھ
پردیشی

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعات جنکی کہ متعلق ہمنے کارروائی کرنی ہے درست طور پر عین الفاظ دفعہ مذکور کی ذیل میں آتی ہیں پس دادرسی مذکور کی لنسبت یہ تصور کیا جانا چاہئے کہ وہ نامنظور کیگئی ہے اور سوال مذکور سموع ہوکر قطعاً فیصل ہوچکا ہے۔ چونکہ مقدمہ میری رائے میں الفاظ تشریح سوم کی ذیل میں آتا ہے اسلئے اس امر پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا تشریح دوم بھی متعلق نہیں ہوتی۔

پس نتیجہ اخذ کرکے کہ قطع نظر مقدمات کے الفاظ دفعہ ۱۳ کافی وسیع واسطے شامل کرنے واقعات مقدمہ ہذا کے ہیں اب صرف یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ آیا کوئی ایسا فیصلہ موجود ہے جس میں ہمکو اطلاق دفعہ مذکور کے بازرکھنے کی تحریک ہو ہمیں شبہ نہیں کہ قرار یہ دیا گیا ہے کہ ہذا امر فیصل شدہ نہیں کیا جاسکتا جہانکہ ترک افعال بنالش نامقبل بلاواسطہ طور پر بالارادہ دست اندازی عدالت کیطرف منسوب ہوسکتے ہوں مگر اصول مذکور خواہ وہ کیسا ہی بیش قیمت ہو صورتحال میں غیر متعلق ہے کیونکہ کوئی بیان کسی ایسے طریق عمل از طرف عدالت بنالش نمبر ۱۳۴ کا نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں میں سندات محولہ میں کوئی ایسا امر نہیں دیکھتا جس سے اپیلانٹ حال کی تائید ہوتی ہو اولاً مقدمہ بخشی رام بنام درگو (۱) میں۔ فیصلہ مقدمہ مذکور کے متعلق اولاً یہ ظاہر کیا جانا چاہئے کہ تمیز مابین اسکے اور فیصلہ مقدمہ بالوجی بنام تانگو (۲) کی صحیح نہیں ہے تاہم وہ فاضل ججان کو تمیز کئے جانیکے قابل معلوم ہوا ہوگا کیونکہ مقدمہ بالوجی کا حوالہ صریح طور پر انکی روبرو دوران بحث میں دیا گیا تھا اور میں یہ خیال نہیں کرسکتا کہ انکا منشا ریلا شرح کے پہلے فیصلہ سر رچرڈ کوچ صاحب و نیوٹن صاحب جسٹس کو منسوخ کرنیکا تھا مگر قطع نظر اس کے مقدمہ بخشی رام کیطرح پر ہمارا امر نہیں ہے کیونکہ جب وہ فیصل کیا گیا تھا تو حکم مندرجہ تشریح سوم اسوقت وضع نکیا گیا تھا۔ مگر مقدمہ بالوجی عملی طور پر مقدمہ حال سے ممیز کئے جانیکے قابل ہے بلاشبہ طور پر اسمیں کوئی تمیز نہیں کیگئی جو کہ اپیلانٹ کے مفید ہو۔ اسکے واقعات مشابہ واقعات مقدمہ حال کے ہیں ماسوائے اس بات کے کہ عرضیہ دعوے مقدمہ مذکور میں مزید ادائیگی کے دلاپانیکا دعوے نکیا گیا تھا یعنے مقدمہ مذکور صورتحال کیطرح درست الفاظ تشریح سوم کی ذیل میں آسکتا تھا۔ تاہم یہ قرار دیا گیا تھا کہ نالش دوم چل نہیں سکتی۔

(۱) (۱۸۷۳ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۹ (صیغہ دیوانی)

(۲) (۱۸۶۹ء) ،، ،، ،، جلد ۶ صفحہ ۹۷ ،،

سنہ ۱۹۰۱ء
بچھو
بنام
لکشمن سنگہ گلاب سنگہ
پردیشی

ایک جدید فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ مقدمہ رام دیال بنام مدن موہن لال (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا - مگر وہ صحیح طور پر غیر متعلق ہے کیونکہ اسمیں صرف ایک نالش اون واصلات کے متعلق کارروائی کیگئی تہی جو بعد صدور ڈگری بنالش ادل کے واجب الادا ہوا تہا -

اپیلانٹ کے وکیل نے ہمارے روبرو کسی اور مقدمہ پر انحصار نہیں کیا - حالانکہ مقدمات راما بہدرا بنام جگنا تہا (۲) و مہابیر پرشاد سنگہ بنام مکناٹن (۳) جنکی کہ طرف ہماری توجہ دوران بحث میں راغب کیگئی تہی بلاشبہ طور پر ہاس راے کی تائید میں ہیں کہ عذرا عتراض فیصلشدہ مقدمہ ہذا کا ایک جواب ہی -

پس میری راے میں کوئی امر مقدمات فیصل شدہ میں ایسا موجود نہیں جس سے صریح الفاظ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں خلل واقعہ ہوتا ہو جہانتک وہ مقدمہ حال سے متعلق ہیں پس ان وجوہات پر جو کہ میں نے قبل ازیں بیان کی ہیں میری یہ راے ہے کہ عذر مذکور ایک بہتر جواب نالش کا ہے - اسلئے اپیل خارج کیا جانا چاہئے اور صاحب جج ضلع کی ڈگری معہ خرچہ بحال رکہی جانی چاہئے -

راناڈے صاحب جسٹس :- صورتحال میں اپیلانٹ مدعی نے بحیثیت خریدار سجانبلے پر راہن کے رسپانڈنٹ مرتہن پر ایک نالش واسطے انفکاک کے سنہ ۱۸۹۲ء میں رجوع کی تہی - رہن مذکور سنہ ۱۸۷۰ء میں تحریر کیا گیا تہا اور اسمیں یہ حکم دیا گیا تہا کہ قرضہ کا ایفا آٹہ سال میں بذریعہ ادائگی مبلغ ۶۰ روپیہ سالانہ کے منجملہ منافعجات اراضی کے ہونا چاہئے مدعی نالش مذکور نے حساب وکتاب کئے جانے اور قبضہ اراضی مذکورہ معہ اس مزید منافعہ کے دلاپانیکا دعوے کیا تہا جو کہ مدعا علیہ کیطرف سے وصول کردہ ظاہر ہو - چنانچہ حساب وکتاب کیا گیا تہا اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ قرضہ کا ایفا عرصہ آٹہ سال میں ہوگیا تہا - کوئی حکم دربارہ مزید منافعجات وصول کردہ کے صادر کیا گیا تہا مگر قرار دیا گیا تہا کہ زرِ رہن کا ایفا ہوگیا ہے اور حکم دیا گیا تہا کہ قبضہ مدعی کو دلایا جائے - ڈگری مذکور بر بطن اپیل کے بحال رکہی گئی تہی - بعد مدعی کیطرف سے زیر ڈگری مذکور قبضہ حاصل کئے جانیکے اسنے دعوے واصلات کا انتقال یعنی عرصہ سولہ سال کے واسطے قبل نالش اول کے اور مدت مابعد نالش کے تاریخ حصول قبضہ تک بسجانب اپنے بائع راہن کے لیکر سنہ ۱۸۹۷ء میں کرالیا تہا اور اپنے جدید استحقاق کی بنا پر اسنے نالش حال ۱۸ سال کے مزید منافعہ کے واسطے رجوع کی تہی - جواب دعوے یہ تہا کہ نالش بروئے احکام دفعات ۴۳ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے -

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لاءرپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۴۲۵ (۲) (سنہ ۱۸۷۲ء) انڈین لاءرپورٹ مدراس ۹ جلد صفحہ ۲۱۸

(۳) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لاءرپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ

سنہ ۱۹۰۲ء
کچھو
بنام
لکشمن سنگھ گلاب سنگھ
پردیشی

عدالت اول نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش چل سکتی تھی اور اُسنے مدعی کے دعوے ۱۲ سال کو یعنی ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بشرح مبلغ ۱۵۰ روپیہ فی سال کے منظور کیا تھا۔ بطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ دعوے واصلات قبل از نالش ماقبل چل نہیں سکتا اور کہ صرف تین سال کا منافع بعد از رجوع نالش ماقبل منظور کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ اُسنے عدالت ماتحت کی ڈگری کو ترمیم کیا تھا۔

اپیل دوم میں وہ اہم سوال جسکی استدعا ہماری روبرو کیگئی ہے ایک امر قانونی سے متعلق ہے جو یہ ہے کہ آیا بلحاظ دفعات مقدمہ ہذا کو دعوے بابت گذشتہ واصلات کے چل سکتا ہے یا کہ وہ بروئے دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ عدالت اول نے اپنے طویل فیصلہ میں اس امر واقعہ کو ظاہر کیا ہے کہ فیصلجات مختلف ہائیکورٹہائے ہندوستان اس امر کے متعلق اختلاف آمیز ہیں۔ مگر وہ یہ قرار دینے میں مطابق ہیں کہ جہاں اُس عدالت نے جس نے پہلی نالش کی سماعت کی ہو صلحتاً اُس جزو دعوے کے متعلق فیصلہ کرنے سے انکار کیا ہو خواہ پیا گیا ہو یا اُس دادرسی کے متعلق جسکی استدعا کیگئی ہو یا مدعی کو یہ ہدایت کی ہو کہ اگر وہ بعد نالش رجوع کرنی چاہے تو نالش مابعد کے رجوع کرنیکا حق صریح طور پر محفوظ کردہ سمجھا جانا چاہیئے۔ جہاں کوئی ایسی محفوظیت یا اظہار رائے نکیا گیا ہو تو ہائیکورٹ ہائے اس امر پر متفق نہیں ہیں اور صرف ایک ہی قاعدہ جو بالخصوص سندات بمبئی سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو ہاکر بچاجی بنام ہاکر پوجاجی (۱) کاکاجی رانجی بنام بابوجی مادہوراؤ (۲) مطابق رائے سبارڈینیٹ جج کی یہ ہے کہ نالش دوم ممنوع السماعت ہوگی جہاں کہ تحقیقات و فیصلہ نالش اول سے مفہوم طور پر جدید نالش کی چارہ جوئی ظاہر ہوتی ہو۔ اُسنے یہ قرار دیا ہے کہ یہ مفہوم اظہار رائے صورتحال میں کیا گیا تھا کیونکہ در صورتیکہ ہر دو عدالت ہائے سنے نالش اول میں یہ فیصل کیا تھا کہ مدعاعلیہ حساب وکتاب دینے کا ذمہ دار ہے اُنہوں نے واقعی بقایائے واجب اللہ دا بجانب مدعاعلیہ کا فیصلہ نکیا تھا اسلئے نالش حال چل سکتی تھی صاحب جج ضلع کی بطبق اپیل کے یہ رائے تھی کہ کوئی ایسا مفہوم اظہار رائے موجود نہ تھا۔ سوال مزید منافعجات کی تحقیقات کیگئی تھی اور اسکی متعلق شہادت دیگئی تھی بلکہ صورت حال میں مزید شہادت ضروری سمجھی گئی تھی۔ اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ عدالت اول نے نالش ماقبل میں منافعجات کا فیصلہ نکیا تھا۔ مدعی کی چارہ جوئی بطور اپیل کے تھی اور کہ الفاظ تشریح سوم دفعہ ۱۳ ایسے ہیں اُنکی رو سے جائز طور پر مدعی کا دعوے بابت گذشتہ منافعجات کے خارج کیا جاسکتا ہے۔

(۱) (۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۱ (۲) (۱۸۷۱ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۰۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
پچھو
بنام
لکشمن سنگھ گلاب سنگھ
پردیشی

یہ مختصر اظہار وجوہات از طرف عدالت ہائی ماتحت جس امر زیر تنقیح کو ظاہر کرنے میں ممد ہوتا ہے میں صاحب جج ضلع کے ساتھ یہ خیال کرنے میں اتفاق کرتا ہوں کہ بروئے شرائط دفعہ ۱۳ کے دعوی بابت گذشتہ منافعجات کے جواب مدعی نے کیا ہے ممنوع السماعت قرار دیا جانا چاہئے۔ دفعہ مذکور میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی عدالت کسی ایسی نالش یا بحث کی تجویز نہ کریگی جسمیں وہ امر جو صریحًا اور دراصل تنقیح طلب ہو کر ایک نالش میں پہلے مابین فریقین کے جو ہی استحقاق پر خصومت قایم کرتے ہوں ایسی عدالت سے مسموع اور قطعًا فیصل ہو چکا ہو تشریح اول سے ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ صریحًا اور دراصل تنقیح طلب ہو کر سے کیا مراد ہے۔ اُنسے یہ مراد ہے کہ امر مذکور ایک فریق سے بیان کیا جانا چاہئے اور دوسرے فریق کیطرف سے صریحًا یا معنًا اُسکا انکار یا اقبال کیا جانا چاہئے۔ سوال مزید منافعجات ایک ایسا ہی امر نالش اول میں تہا۔ اُسکا ذکر صریح طور پر خود عرضیدعوے میں کیا گیا تہا جہانکہ ایک صریح دعوی بقایا ئے منافع جات کا کیا گیا تہا۔ اُس سے فریق ثانی نے انکار کیا تہا۔ اس عام تنقیح کی رو سے کہ کسقدر رقم بحق مدعا علیہ کے بربنائے رہن واجب الادا ہے وہ عذر صریح طور پر اُٹہایا نگیا تہا مگر اُسکی رو سے مفہوم طور پر سوال مذکور اُٹہایا گیا تہا۔ معاملہ مذکور کی سماعت اور فیصلہ ہر دو عدالتہائے نے کیا تہا جنہوں نے قرار دیا تہا کہ زر رہن کا ایفا یا تو ۱۸۸۰ء میں یا ۱۸۸۳ء میں ہو چکا ہے۔ عدالت اپیل نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ نے ۷ سال تک بعد انقضائے مقررہ میعاد آٹھ سال کے منافعہ وصول کیا ہے اور کہ ایک کثیر بقایا بحق مدعی کے واجب الادا ہے۔ اِن واقعات کی موجودگی میں اگر مدعی نے عدالت اول یا عدالت اپیل میں بقایا کا دعوے کیا ہوتا تو وہ اُسے دلایا جاتا یہ معاملہ بقایا بار ایک دادرسی مندعویہ بعرضیدعوے تہا جو صریح طور پر ڈگری کے رو سے عطا نکیگئی تھی اور اغراض دفعہ ہذا کے واسطے یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ اُسکی عطا کرنے سے انکار کیا گیا تہا اور جب اُسکے عطا کرنیسے ایک دفعہ انکار کیا جا چکا ہے تو یہ امر صریح ہے کہ اُسکا دعوے جداگانہ نالش میں نہیں کیا جاسکتا۔ اس تعبیر معاملہ ہذا کی تائید اس امر واقعہ سے ہوتی ہے کہ مدعی نے جدید انتقالنامہ ۱۸۹۷ء میں ایسی زر بدل کی عوض حاصل کیا تہا جس کو عدالت اول نے اسوجہ سے کالعدم قرار دیا ہے کہ انتقال کنندہ کو کوئی حق اُس بقایا کی نسبت حاصل نرہا تہا جو کہ پہلے بیعنامہ ۱۸۹۲ء میں شامل کیا گیا تہا۔ پس بلا کسی لحاظ سندات کے یہ امر صریح ہے کہ اپیلانٹ کو کوئی حق ارجاع نالش حال کا حاصل نتہا۔ اُسکی چارہ جوئی بطور نگرانی یا اپیل بکار روائیات ماسبق کے تھی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کچھو
بنام
لکشمن گنگا سنگھ
پرلکشمی

نسبت سندات کیے بہتر یہ ہوگا کہ اولاً مقدمات بمبئی پر غور کیا جائے۔ مقدمہ بالوجی بنام تانگو (۱) میں ایک راہن نے ایک نالش انفکاک رہن رجوع کی تھی اور بیان کیا تھا کہ مرتہن نے اصل سے زیادہ روپیہ وصول کرلیا ہے مگر اسنے مزید رقم وصول کردہ کو دلاپانیکا دعوے نکیا تھا۔ اسلئے وہ ہی عطا نکیگئی تھی اور جب اسنے نالش دوم رجوع کی تھی تو قرار دیا گیا تھا کہ وہ ابھی مزید وصولی کا دعوے نہیں کرسکتا۔ اسلئے وہ ایک صریح سند بخلاف اپیلانٹ حال کے ہے۔ مقدمہ سیتارام بنام بھگونت (۲) متعلق نہیں ہے کیونکہ اسکا تعلق صرف واصلات بعد از تاریخ رجاع نالش کیساتھ ہے۔ اگر ایسے منافع جات بالارادہ طور پر ڈگری قبل میں نہ دلاسے گئے تھے تو انکا دعوے ایک مابعد کی نالش میں کیا جاسکتا تھا۔ نمبر ۳ مقدمہ سکھشی رام بنام درگو (۳) ہے۔ وہ بلاشبہ طور پر مطابق مقدمہ بالوجی بنام تانگو المحولہ بالا کے ہے مگر وہ اسوجہ پر ممیز کیا جاسکتا ہے کہ اس مقدمہ میں کوئی فیصلہ در بارہ ترقیات کے نکیا گیا تھا مگر صورتحال میں ہر دو عدالت ہائے نے یہ قرار دیا تھا کہ قرضہ کا ایفا ہوچکا ہے اور ایک بقایا بحق مدعی کے واجب الادا ہے۔ مقدمہ حاجی حسام ابراہیم بنام پنچا رام (۴) میں یہ ہدایت کیگئی ہے کہ مدعی کو جملہ وجوہات اس دادرسی کی پیش کرنی چاہئیں جس کی کہ وہ استدعا کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے تو وہ ایک مابعد کی نالش مدعاعلیہم کو دق کرنے کے واسطے رجوع نہیں کرسکتا۔ فیصلہ مقدمہ شوالنگا یا بنام نگالنگا یا (۵) بھی اسی مضمون کا تھا۔ مقدمہ فاطمہ بائی بنام عائشہ بائی (۶) میں ایک فیصلہ بربنائے تشریح سوم دفعہ ۱۳ کیا گیا ہے اور اسمیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہاں استقرار کی استدعا بطور دادرسی خاص کے نکیگئی ہو تو اسکا عطا نکیا جانا ایک انکار حسب منشا تشریح مذکور نہیں ہے۔ صورتحال میں مزید منافع جات کے دلاپانیکی استدعا بطور ایک اہم دادرسی کے کیگئی تھی اور ڈگری کی خاموشی بطور ایک انکار کے متصور کیجانی چاہئیے۔ فیصلہ مقدمہ ٹھاکر بچارجی بنام ٹھاکر پوجاجی (۷) جسپر کہ عدالت اول نے انحصار کیا تھا در اصل جہاں سے اس امر واقعہ پر مبنی رکھا گیا تھا کہ انکار از اجازت ترمیم سند یہ فیصلہ کو ایک ایسا فیصلہ بناتا تھا جسمیں کہ کوئی سماعت اور فیصلہ موجود نتھا جو زیر دفعہ ۱۳ امتناع کے پیدا کرنے کے واسطے ضروری ہیں۔ صورتحال میں سماعت اور فیصلہ بدیں مضمون کیا گیا تھا کہ مدعاعلیہ کے ذمہ ایک بقایا بحق مدعی واجب الادا ہے اس لئے فیصلہ مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے

(۱) ([illegible]) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۷ (۲) ([illegible]) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۰۹ (۳) ([illegible]) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ (۴) ([illegible]) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ (۵) ([illegible]) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۴۴

(۶) ([illegible]) ،، ،، ،، جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ (۷) ([illegible]) ،، ،، ،، جلد ۴ صفحہ ۲۱

سنہ ۱۹۰۴ء
کچھو
بنام
لکشمن سنگہ گلاب سنگہ
پردیشی

مقدمہ رام کرشنا بنام ہٹل (۱) میں گو کوئی واضح قرار داد متعلق بہ تنقیح بینک نیتی کے قلمبند نکیگئی تہی تاہم چونکہ فیصلہ مذکور بحق مدعی کے صادر کیا گیا تہا اسلئے قرار دیا گیا تہا کہ دوسری نالش شعر اعتراض متعلق بہ بینک نیتی چل نسکتی تہی اس سے اُس رائے کی تائید ہوتی ہے جو کہ ڈسٹرکٹ جج نے مقدمہ حال میں اختیار کی تہی۔ فیصلہ مقدمہ گہیلا اچہا رام بنام سنکل چند جیٹھا (۲) میں یہ فیصل کیا گیا تہا کہ جہاں تنقیح ضروری ہو وہاں ڈگری بنالش ماقبل تنقیح مذکور پر حاوی نہیں ہوتی اور ایک جداگانہ نالش جسمیں سوال مشمولہ تنقیح مذکور اٹہایا جائے ممنوع السماعت نہیں ہے صورتحال میں تنقیح غیر ضروری تہی اس لیے ڈگری اُس قرار داد پر حاوی ہے جس کے رو سے قبضہ دلایا گیا ہے مگر اُس میں منافعجات کے متعلق کوئی حکم نہ دیا گیا تہا۔ وہ عام نتیجہ جو معاینہ مقدمات بمبئی سے اخذ کیا جانا چاہیے ایسا معلوم ہوتا ہے جس سے اُس رائے کی تائید ہوتی ہے جو جناب جج ضلع نے اختیار کی ہے اور وہ تمیزات جو عدالت اول کے فیصلہ میں کیگئی ہیں بہتر بنا پر مبنی ہونی معلوم نہیں ہوتیں۔

ازاں بعد ہم مقدمات کلکتہ کیطرف عود کرتے ہیں۔ فیصلہ مقدمہ سجنا تہہ پرشاد بنام ہرہو سنگہ (۳) کا تعلق واصلات بعد از رجاع نالش کے ساتہہ تہا۔ اُس دعوے کے متعلق معروضی دعوے میں ایک استدعا کیگئی تہی مگر ڈگری میں اُسکے متعلق کوئی حکم نہ دیا گیا تہا چنانچہ قرار دیا گیا تہا کہ ایسی صورت میں نالش دوم چل سکتی ہے صورتحال میں واصلات بعد از رجاع نالش اول عدالت ضلع کیطرف سے عطا کیگئے ہیں۔ مقدمہ محمد غازی بنام نور محمد (۴) میں یہ فیصل کیا گیا تہا کہ مدعی پر لازم تہا کہ ہر ایک اُس استحقاق کو پیش کرتا جسپر کہ وہ کامیاب ہو سکتا تہا اور جسکی بنا پر وہ فیصلہ حاصل کر سکتا تہا۔ اگر عدالت اُسکے دعوے کے کسی جزو کے فیصل کرنے میں غفلت کرے تو وہ اُسکے متعلق جداگانہ نالش رجوع نہیں کر سکتا۔ فیصلہ مذکور صریح طور پر بخلاف اپلانٹ حال کے ہے۔ مقدمہ گنگا لیش بہگت بنام رگہونا تہ اوجہا (۵) میں نالش دوم اسوجہ سے قابل قیام قرار دیگئی تہی کہ عدالت اپیل نے مقدمہ کا فیصلہ امر قبضہ پر کیا تہا اور سوال استحقاق کو فیصل نکیا تہا۔ صورت حال میں کوئی ایسا ترک فعل عدالت اپیل کی طرف سے نہیں کیا گیا۔ فیصلہ مقدمہ رام چرن بنام ریاض الدین (۶) کا تعلق ایک ایسے مقدمہ کے ساتہہ ہے جہاں عدالت نے مصلحتاً ایک خاص تنقیح کو غیر منفصل چھوڑا تہا اور اُسکو جدید نالش کے واسطے محفوظ رکہا تہا۔ اسلئے وہ قابل قیام قرار دیگئی تہی سوال لگایا گیا منافعجات صورتحال میں بطرح محفوظ

(۱) (سنہ ۱۹۰۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۵۸۹ (۲) (سنہ ۱۹۰۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۵۹۹ (۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۲۸۶ (۴) (سنہ ۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۲۴ (۵) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۸ (۶) (سنہ ۱۸۸۴ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۵

سنہ ۱۹۰۰ء
بیچو
بنام
لکشمن سنگھ گوبند سنگھ
(اپیلیشن)

نہ کیا گیا تھا - اُسکی متعلق شہادت دیگئی تھی اور عدالتہائے نے اپنی آرائے ظاہر کی تھیں - فیصلہ مقدمہ نندو لال بنام بدھو لکھی دیبی (۱) فیصلہ بمبئی محولہ بالا انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۹۷ گھیلا بنام سنکل چند (۲) سے مشابہ ہے - وجہ فیصلہ مقدمہ جگت جیت سنگھ بنام سربجیت سنگھ (۳) میں صریح طور پر بیان کیگئی تھی کہ سوال درباره اس امر کے کہ کونسی اراضی سپاہ کی ملکیت تھی زیر تنقیح نہتا اور کہ اُسکی متعلق کوئی امر مسموع یا فیصل نکیا گیا تھا - ایسی مقدمات میں دفعہ ۱۳ کوئی علاقہ نہیں رکھتی - مگر صورت حال میں ایک ایسے منافعجات کے متعلق تحقیقات کیگئی تھی - اسلئے فیصلہ مذکور متعلق نہیں ہوتا - فیصلہ مقدمہ پنڈ - دہیبی بنام سرجو ناتھ سنگھ (۴) میں امر واقعہ یہی رکھا گیا تھا کہ نالشات اول و دوم دونوں نالشات مکان کی بابت سنین کے واسطی تھیں اور مدعاعلیہ کا اپنے جوابدعوے کے ثابت کرنیمیں نالش اول میں قاصر رہنا اُسکو اُسی جوابدعوے کے نالش دوم میں پیش کرنیسے باز رکھتا تھا کیونکہ وہ مختلف بیانات دعوے پر مبنی تھی - دوسرا مقدمہ جیون داس بنام درگا پرشاد (۵) ہے اور وہ جملہ امور میں واقعات مقدمہ حال کے مشابہ ہے پہلی نالش واسطی قبضہ اور تین سال کے منافعجات کے تھی - ڈگری کے ذریعہ سے قبضہ دلایا گیا تھا مگر واصلات کے متعلق اُسمیں کوئی حکم نتھا - دوسری نالش واسطے دلایانے گذشتہ اور آیندہ منافعجات کے رجوع کیگئی تھی دعوی منافعجات گذشتہ اس بنا پر منظور نکیا گیا تھا کہ پہلی ڈگری بلحاظ امر فیصل شدہ کے حائل ہوتی ہے مگر دعوی آیندہ واصلات منظور کیا گیا تھا - اس مقدمہ کے فیصلہ پر نہایت مناسب طور سے عدالت ضلع نے انحصار کیا تھا اسکی رو سے دعوے بابت گذشتہ منافعجات و آیندہ منافعجات میں تمیز کیگئی ہے - بظاہر مخالف فیصلہ مقدمہ منموہن سرکار بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل (۶) کی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ آیندہ منافعجات سے متعلق ہے جسکی کہ متعلق عدالت کو زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی داد رسی کے منظور یا نامنظور کرنیکا اختیار تمیزی حاصل ہے -

ہائیکورٹ الہ آباد نے مقدمہ رحم دیال بنام مدن موہن لال (۷) میں وہی رائے اختیار کی تھی جو کہ اُن ججان کلکتہ نے اختیار کی تھی جنہوں نے مقدمہ موخر الذکر کو فیصل کیا تھا اور اُنہوں نے گذشتہ اور آیندہ منافعجات میں تمیز کی تھی جس موخر الذکر دعوی کے متعلق عدالتہائے کو منظور یا نامنظور کرنیکا اختیار تمیزی حاصل ہو اور اسلئے جہانکہ پہلی ڈگری خاموش ہو وہاں دوسری نالش چل سکتی ہے کوئی ایسی تمیز درباره گذشتہ منافعجات کے نہیں کیگئی تھی

(۱) (سنہ ۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰ (۲) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۹ (۳) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۶
(۴) (سنہ ۱۸۹۳ء) ،، ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۳ (۵) (سنہ ۱۸۹۰ء) ،، ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۹۶۸ (۶) (سنہ ۱۸۹۹ء) ،، ،، الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۴

سنہ ۱۹۰۰ء
کچھو
بنام
لکشمن سنگھ گلاب سنگھ
پردیشی

اور اگر ڈگری خاموش تھی تو بھی سنا فہ کے واسطے کوئی نالش دوم چل نہیں سکتی۔ ہائیکورٹ الہ آباد نے فیصلہ مقدمہ رام بہدر ابنام جگنا تہا (۱) کو ناپسند کیا تہا جس کی تطبیق فیصلجات دیگر ہائیکورٹ ہائے متعلق بیاامر مذکور کے ساتھہ نہیں ہوسکتی۔ ان تعبیر سندات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہانتک مقدمہ حال کا تعلق ہے ایک عام اتفاق مابین ہائیکورٹ ہائے بمبئی و کلکتہ و الہ آباد کے اس امر کی نسبت موجود ہے کہ جب دعوٰے گذشتہ واصلات پہلی نالش میں کیا گیا ہو اور اسکی تحقیقات کیگئی ہو اور یہ قرار داد قلمبند کیگئی ہو کہ ایک بقایا حق مدعی کے واجب الادا ہے مگر کوئی خاص رقم بر دئے ڈگری کے مقرر نکیگئی ہو تو کوئی نالش دوم بر دئے دفعہ ۱۳ تشریح سوم کے نہیں چل سکتی اور مدعی کی صحیح چارہ جوئی یہ تہی کہ یا تو عدالت اول میں نظر ثانی کی درخواست کرتا یا عدالت ضلع میں اپیل کرتا چونکہ وہ ایسا کرنیسے قاصر رہا ہے اسلئے اسکا دعویٰ حال درست طور پر صاحب جج ضلع نے ناقابل قیام قرار دیا ہے۔ مطابق اس رائے کے میں ڈگری صاحب جج ضلع کو بحال رکھکر اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

ڈگری بحال رکھی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و بائی ٹی صاحب جسٹس

بہیم بہاٹ لانبدا (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام لیشونت راو لانبدا (مدعی) رسپانڈنٹ ٭

۲۵ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

بیجا تسلط بیع۔ زر بدل کا نا مطابق ہونا۔ معاہدہ۔ معاہدہ قابل ابطال۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۶۔

زر بدل کا نا مطابق ہونا بنسبت واقعات مفروضیت و بے علمی بائع کے ایسے واقعات ہیں جنسے عدالت بیجا تسلط کے استعمال کئے جانیکا نتیجہ اخذ کرسکتی ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ٹی داکر صاحب ڈسٹرکٹ جج دہار وار۔

مدعی نے ایک بیعنامہ کے منسوخ کرانیکی نالش کی تہی جو اسنے بحق مدعا علیہ کے تحریر کیا تہا۔ بوجہ یہ کہ بیعنامہ مذکور اُس سے مدعا علیہ نے بیجا تسلط کا استعمال کرکے حاصل کیا ہے۔

---

(۱) (سنہ ۱۹۰۰ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۰

٭ اپیل دوم نمبر ۶۳۰ سنہ ۱۸۹۹ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
بھیم بھاٹ
بنام
لیشونت راؤ

مدعی ایک خاندہ کاشت کار مدعا علیہ کا بہت مقروض تہا جو ایک ساہوکار تہا۔

مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ مدعا علیہ کا مقروض تا سجد مبلغ الف ۱۰۰ روپیہ کے ہے جو بربنائے تین رہنا مجات کے واجب الادا تہا اور کہ مدعا علیہ نے اُسپر ادائگی کے واسطے بہت زور دیا تہا اور چونکہ اُسکے پاس کوئی وسایل ادائگی قرضہ کے موجود نہیں تہے اس لئے اُسنے ۱۲ جولائی ۱۸۹۶ء کو ایک بیعنامہ بعض اراضیات کا بعوض مبلغ ۲۰۰ روپیہ کے تحریر کر دیا تہا اور کہ رقم مذکور میں مبلغ الف ۱۰۰ زر رہن کا اور دو دیگر قرضجات جنمیں سے ہر ایک مبلغ ۵۰ کا تہا واجب الادا بحق دیگر دائنان شامل تہے جنکے کہ بحق دائنان مذکور ادا کرنیکا ذمہ مدعا علیہ نے اُٹہایا تہا۔ اُسنے یہ بہی بیان کیا تہا کہ ایک زبانی اقرارنامہ بہی موجود تہا جس کے روسے مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا تہا کہ وہ جایداد اُسکے حق میں بہر منتقل کر دیگا اگر وہ تاریخ تحریر بیعنامہ مذکور سے عرصہ تین ماہ کے اندر مبلغ الف ۱۰۰ ادا کر دیگا اور کہ مدعی نے میعاد معینہ کے اندر ایسا کرنیکی آمادگی ظاہر کی تہی مگر مدعا علیہ نے ایجاب مذکور کے قبول کرنیسے انکار کیا تہا۔

مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ معاملہ مذکور ایک معاملہ بیع تہا اور کہ اُسنے بیعنامہ کے حاصل کرنیمیں کسی داب ناجائز کا استعمال نہیں کیا۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ بیعنامہ مذکور کا زر بدل نا مطابق تہا اور کہ مدعا علیہ نے اپنے مدیون کی حالت سے نامناسب فایدہ اٹہایا تہا اور اُسنے بیعنامہ تسلط بیجا کے استعمال سے حاصل کیا تہا۔ اسلئے اُسنے ایک ڈگری بدیں ہدایت صادر کی تہی کہ اگر مدعی مدعا علیہ کو عرصہ تین ماہ کے اندر مبلغ الف ۱۰۰ ادا کر دے تو بیعنامہ منسوخ کیا جانا چاہئے۔

بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے اس فیصلہ کو بحال رکہا تہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔

وی جی بہندارکر از طرف وی کے بہٹو دیکار منجانب اپلانٹ۔

این پی پٹنکر منجانب رسپانڈنٹ۔

فلٹن صاحب جسٹس:- مدعی نے جو مدعا علیہ نمبر ۱ کا مقروض تا سجد مبلغ الف ۱۰۰ روپیہ تہا یہ بیان کیا ہے کہ اُسپر ادائگی کیواسطے بہت زور دیا گیا تہا۔ مگر چونکہ اُس کے پاس کوئی روپیہ موجود نہ تہا لہٰذا اُسنے بعض اراضی کا بیعنامہ بعوض مبلغ ۲۰۰ روپیہ کے تحریر کر دیا تہا جسمیں رقم مذکور مبلغ الف ۱۰۰ اور دو دیگر قرضجات مبلغ تین تین سو روپیہ کے واجب الادا بحق مدعا علیہ نمبر ۲ اور ایک شخص ردودرا پا کے شامل تہے جنکو کہ ادا کرنیکا ذمہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے اُٹہایا تہا۔ اُسنے یہ بہی بیان کیا ہے کہ ایک زبانی اقرار موجود تہا جس کی رو سے مدعا علیہ نمبر ۱ نے اقرار کیا تہا کہ وہ بیعنامہ کو

سنہ ۱۹۰۱ء
بہیم بہاٹ
بنام
یشونت راؤ

واپس کردیگا اگر مدعی مبلغ الـــــ ،، مذکور تاریخ تحریر بیعنامہ سے عرصہ تین ماہ کے اندر ادا کردے - صاحب جج ضلع نے کوئی قرارداد دربارہ زبانی اقرار کے قلمبند نہیں کی مگر اُنہوں نے یہہ قرار دیا ہے کہ بیعنامہ بذریعہ استعمال کرنے تسلط بیجا کے تحریر کرایا گیا تھا ہمارے روبرو یہہ حجت کیگئی تھی کہ اس قرارداد کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے مگر ہم اس عذر کے تسلیم کرنیکو ناقابل ہیں - صاحب جج نے یہہ قرار دیا ہو کہ مدعی ایک سو دلیہ کنبی ہے جو مدعاعلیہ نمبر ا کا بہت مقروض تہا جو ایک برہمن ساہوکار ہے اور کہ زر بدل بہت ہی مطالبہ کی بہ نسبت اراضی المبیعہ مبلغ ـــــ سو ـــــ ،، زائد کی ہے اور کہ قرضجات واجب الادا بحق مدعاعلیہ نمبر ۲ دس روپیہ کو مدعی نے ادا نہیں کیا - اور کہ عرصہ قلیل کے اندر مدعی نے کامل ادائگی بحق مدعاعلیہ نمبر ا کرد ینے کی آمادگی ظاہر کی تہی - ان واقعات پر صاحب جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ا نے تسلط بیجا کا استعمال کر کے مدعی کو بیعنامہ کے تحریر کر دینے پر مجبور کیا ہے - یہہ سوال کہ آیا رشتہ مابین فریقین ایسا تہا کہ جس سے ایک دوسرے کی مرضی کے خلاف عمل کرنیکا مجاز تہا اور اُس نے حیثیت مذکور کا استعمال بدیں غرض حاصل کرنے ناجائز فایدہ کے فریق مقابل سے کیا تہا ایک سوال امر واقعہ تہا جس کے متعلق قرار داد قلمبند کردہ میں ہم صرف اُس صورت میں دست اندازی کر سکتے ہیں اگر اُس کی تائید میں کوئی شہادت نہو - ہندو قانون متعلق تسلط بیجا کی تشریح نہایت صراحت کے ساتہہ دفعہ ۱۶ ایکٹ معاہدہ میں کیگئی ہے جس کی کہ تہوڑے عرصہ سے ترمیم کیگئی ہے مگر ہماری رائے میں موجودہ قانون اُس قانون سے دراصل مختلف نہیں ہے جو کہ سنہ ۱۸۹۶ء میں ویسٹراپ صاحب جسٹس نے مقدمہ کداری بنام آتمارام بہاٹ (۱) میں قرار دیا تہا زر بدل کا نامطابق ہونا اثبوت واقعات منفردہ نہیں اور بے علمی کے ایسے واقعات میں جنکی رو سے قبل ترمیم ایکٹ معاہدہ کے بہی تسلط بیجا کے استعمال کئے جانیکا نتیجہ اخذ کرنا ویسا ہی جائز تہا جیسا کہ وہ بعد ترمیم مذکور کے ہے صورتحال پر ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ نتیجہ جو عدالت ہائے ماتحت نے اخذ کیا تہا مناسب تہا کیونکہ یہہ خیال کرنا مشکل ہے کہ کیوں کنبی کاشتکار نے اپنی اراضی کو بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہوتا الاجبکہ اُسپر باعث خرابی اُسکی حالت اور زور دینے دائن کے تسلط بیجا کا استعمال کیا گیا ہو -

اگر ایک زبانی اقرار دربارہ واپسی بیعنامہ کے برطبق ادائگی زر مذکور عرصہ تین ماہ کے اندر کیا گیا تہا تو اس امر کے باور کرنیکی وجوہات کہ تسلط بیجا کا استعمال کیا گیا تہا بہت قوی ہوجاتی ہیں کیونکہ یہہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ کوئی فہیم شخص اگر حسب مرضی خود عمل کرنے کا مجاز ہوتا تو ایک ایسے اقرارنامہ کے تحریر کردینے

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱ (صیغہ اپیل دیوانی) -

سنہ ۱۹۰۰ء
بھیم بہاٹ
بنام
بشونت راؤ

راضی ہو سکتا تھا جو بصورت غیر مشروط ہونیکے اُس کو مہنت کے واسطے اراضی سے محروم کرتا اور اقرار واپسی بیعنامہ بہ طبق ادائیگی زرثمن بعرصہ تین ماہ کو زبانی شہادت کے اعتماد پر چھوڑ تا امر مذکور سے یہ قوی خیال پیدا ہوتا ہے کہ اُس شخص نے جسکی نسبت اسطرح پر عمل کیا جانا ثابت کیا گیا ہے خود اپنی مرضی سے عمل کیا ہوگا۔

بحث یہ کیگئی تھی کہ مدعی کو کم از کم مبلغ (الف) روپیہ بابت مدعا علیہ نمبر ۱ ادا کرنیکا حکم دیا جانا چاہئے نہ کہ صرف مبلغ (الف) روپیہ کا کیونکہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے تسلیم کیا ہے کہ اُسنے مبلغ (ب) روپیہ مدعا علیہ نمبر ۱ سے بوساطت مدعی حاصل کر لیا ہے۔ مگر عدالت ہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے مدعا علیہ نمبر ۲ کو ادا کرنیکے واسطے روپیہ مہیا کیا تھا اسمیں شبہ نہیں کہ صاحب جج ضلع نے اس امر میں شبہ کیا ہے کہ آیا مدعا علیہ نمبر ۲ کو روپیہ ادا بھی کیا گیا تھا اور اُسنے یہ ظاہر کیا ہے کہ چونکہ کوئی تمسک واپس نہیں کیا گیا اسلئے مدعی کسی طرح پر محفوظ نہیں رہا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نہ تو اپیل حال اور نہ اپیل بعدالت ضلع میں فریق بنایا گیا تھا اسلئے اُسپر کوئی ڈگری مصدرہ عدالت ہذا قابل پابندی نہوگی اسلئے چونکہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ مدعی اس قرضہ واجب الادا بابت مدعا علیہ نمبر ۲ سے سبکدوش ہو گیا ہے اسلئے ہم عدالت ماتحت کے فیصلہ متعلق بہ ایں امر کی نگرانی نہیں کر سکتے۔

ہم عدالتہائے ماتحت کی ڈگریہائے کی ترمیم اسطرح پر کرتے ہیں کہ مدعیکو آج سے تین ماہ کی میعاد واسطے ادا الف روپیہ بابت مدعا علیہ نمبر ۱ کی عطا کیجاوے اور دیگر امور میں ہم ڈگریہائے مذکور کو معہ خرچہ بحال رکھتے ہیں۔

ڈگری ترمیم کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و جناب رانا ڈے صاحب جسٹس

۳۱-جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

ونایک ڈھاٰل ہنگو وغیرہ (ابتدا مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام گووند ونکٹیش کلکرنی (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ*

دہرم شاستر بیوہ۔ انتقال منجانب بیوہ دربارہ اراضی کے جو اُسکو شوہر سے وراثت میں حاصل ہوگئی تھی۔ وارث بازگشت۔ وارث بازگشت کی رضامندی دربارہ انتقال کے۔ دعویٰ مابعد بتائید پسر رضامند وارث بازگشت کے واسطے منسوخی انتقال مذکور کے۔

ایک شخص گووند بھگونت فوت ہو گیا تھا اور اپنے پیچھے ایک بیوہ رادھا بائی اور ایک ہمشیرہ بھیما بائی اور اُسکا پسر ونکٹیش چھوڑ گیا تھا رادھا بائی نے مدعا علیہ کے حق میں وہ پانچ قطعات اراضی منتقل کر دیئے تھے جو اُسنے اپنے متوفی

* اپیل دوم نمبر ۱۲۰ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
ونائک وہمن ہنگو
بنام
گوند وینکٹیش کلکرنی

شوہر کے وراثت میں حاصل کی تھی۔ انمیں سے دو قطعات (نمبر ۹۵ ہ و نمبر ۹۶ ہ) وینکٹیش کی رضامندی سے واسطے پورا
کرنے اخراجات اسکی شادی کے فروخت کئے گئے تھے زرثمن وینکٹیش نے وصول کیا تھا اور اسنے بیعنامہ پر تصدیق کی تھی۔
دیگر تین قطعات (نمبر ۹۷ ہ و نمبر ۹۸ ہ و نمبر ۹۹ ہ) رادہا بائی نے بحق مدعاعلیہ کے ترک کر دیئے تھے کیونکہ وہ مالگذاری سرکار
کے ادا کرنے کی قابل نہ تھی۔ مدعی وینکٹیش کا پسر ہے اور وہ معاملہ مذکور کے وقت میں اسکی تعبیر پیدا ہوا تھا بعد تحریر کرنے بیعنامہ
و دستاویز ترک استحقاق بحق مدعاعلیہم کے بہیما بائی فوت ہو گئی تھی اسکے بعد وینکٹیش اور پہر ۱۸۹۰ء میں رادہا بائی فوت
ہو گئی تھی۔ ۱۸۹۷ء میں مدعی نے نالش حال بحیثیت وارث بازگشت گوند بہگونت کے بخلاف مدعاعلیہ واسطے دلا پانے
قبضہ پانچ قطعات اراضی منتقل کردہ بحق مدعاعلیہ بجانب رادہا بائی کے رجوع کی تھی۔

تجویز ہوئی کہ دو قطعات نمبر ۹۵ ہ و نمبر ۹۶ ہ کی بیع منجانب رادہا بائی بحق مدعاعلیہ جائز تھی اور مدعی انکو دلا پانیکا
مستحق نہ تھا وہ بیع رضامندی وینکٹیش پدر مدعی نے ظاہر کی تھی جو اسوقت صرف ایک ہی مذکور وارث بازگشت
تھا بیع مذکور کو جائز بناتی تھی۔

نسبت باقی تین قطعات کے یعنی نمبر ۹۷ ہ و نمبر ۹۸ ہ و نمبر ۹۹ ہ کے مدعی انکو دلا پانیکا مستحق تھا کوئی رضامندی
انکے متعلق ظاہر نہ کیگئی تھی اور نہ کوئی ضرورت جائز انکے انتقال کی ثابت کیگئی تھی۔

اپیل دوم برخلاف فیصلہ مسٹر اے جے بی ڈسٹرکٹ جج احمد نگر مشعر ترمیم ڈگری راؤ صاحب ایل ... سب ارڈنیٹ جج کرجات۔

نالش بجانب وارث بازگشت واسطے قبضہ بعض اراضی کے۔

اراضی متنازعہ ایک شخص گوند بہگونت کی ملکیت تھی جو ۱۸۵۸ء میں لاولد فوت ہوا تھا اور اپنے پیچھے ایک بیوہ
رادہا بائی اور ایک ہمشیرہ بہیما بائی اور ایک ہمشیرہ زادہ وینکٹیش چھوڑ گیا تھا۔

رادہا بائی اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوئی تھی اور ۱۸۶۲ء میں اسنے دو قطعات (نمبر ۹۵ ہ و نمبر ۹۶ ہ) منجملہ اراضی
مذکور کا انتقال بحق مدعاعلیہ کے واسطے اُنہا نے روپیہ کے بغرض اخراجات شادی وینکٹیش مذکور کے تحریر کیا تھا۔
وینکٹیش نے بیع مذکور کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کی تھی۔ مگر اس امر کی کوئی شہادت موجود نہ تھی کہ بہیما بائی
اسکی ماں نے رضامندی ظاہر کی تھی وینکٹیش نے زرثمن وصول کیا تھا اور اسنے بیعنامہ پر تصدیق کی تھی۔
۱۸۶۲ء میں رادہا بائی نے باقی تین قطعات اراضی (نمبر ۹۷ ہ و نمبر ۹۸ ہ و نمبر ۹۹ ہ) مدعاعلیہ کے حق میں
منتقل کر دیئے تھے۔ اس انتقال کی نسبت کوئی رضامندی نہ دیگئی تھی۔

رادہا بائی ۱۸۶۹ء میں فوت ہوئی تھی اور وینکٹیش ۱۸۸۷ء میں فوت ہوا تھا اور مدعی کو اپنا پسر
اور وارث چھوڑ گیا تھا رادہا بائی ۱۸۹۰ء میں فوت ہوئی تھی۔

سنہ ۱۹۰۰ء
دنایک وشنو ہنگے
بنام
گووند نیلکنٹھ کلکرنی

سنہ ۹۷ء میں مدعی نے نالش حال واسطے دلاپانے قبضہ قطعات اراضی مذکور کے مبنی بیان رجوع کی تھی کہ وہ گووند بھگونت کا وارث بازگشت ہے اور وہ رادھا بائی بیوہ گووند کی وفات پر جائداد مذکور کا مستحق ہوا ہے۔ اُسنے بیع مذکور کے اور انتقال اراضیات منجانب رادھا بائی بحق مدعاعلیہ کے منسوخ کرانیکی استدعا اسوجہ پر کی تھی کہ وہ بیوہ مذکور نے بلاضرورت جائز کے کیا ہے اور وہ صرف اُسکی عین حیات تک مؤثر ہو سکتا ہے۔

مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ بیع پہلے دو قطعات (نمبر ۹۵ء و نمبر ۹۶ء) کی رادھا بائی نے ضرورت جائز کے واسطے اور مدعی کے پدر ونکٹیش کی رضامندی سے دادا کے فائدہ کے واسطے کی تھی اسلئے انکی بیع مؤثر ہے اور نسبت باقی قطعات (نمبر ۹۷ء نمبر ۹۸ء و نمبر ۹۹ء) کے یہ کہ رادھا بائی نے انکا انتقال بحق مدعاعلیہم اسوجہ پر کیا تھا کہ وہ تشخیص سرکاری کے ادا کرنیکے ناقابل تھی۔

سبارڈینٹ جج نے مدعی کے دعوے کی ڈگری دی تھی۔

بر طبق اپیل کے صاحب جج نے قرار دیا تھا کہ ضرورت جائز واسطے بیع منجانب رادھا بائی کے ثابت نکلی تھی اور کہ اس امر کی نسبت کوئی شہادت موجود نتھی کہ بیما بائی نے بیع کی نسبت رضامندی دی تھی اور کہ ونکٹیش کی رضامندی بیع کو جائز نہ بناتی تھی۔ اُسنے قرار دیا تھا کہ مدعی جائداد کو دلاپانیکا مستحق تھا۔ اگر اُسکو چاہئے کہ مدعاعلیہم کو وہ روپیہ ادا کرے جو اُنہوں نے قطعات نمبر ۹۵ء و نمبر ۹۶ء کی ترقیات میں صرف کیا ہے۔ چنانچہ اُسنے ڈگری کو ترمیم کیا تھا۔

مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تھا۔

دنایک وی راناڈے منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم) :- بیع منجانب رادھا بائی کے جائز تھی جسکی نسبت ضرورت جائز موجود تھی اُسنے مدعی کے باپ ونکٹیش کی شادی کے واسطے روپیہ لیا تھا۔ جو اُسکے شوہر کا ہمشیرہ زادہ تھا۔ اُسوقت ونکٹیش صرف ایک ہی ذکور وارث بازگشت تھا۔ مزید برآں بیع اُسکی علم اور رضامندی سے کیگئی تھی۔ مدعی جو اُسی ازدواج کی پیدائش ہے جس کے کیواسطے روپیہ لیا گیا تھا بیع مذکور کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتا محض یہی امر واقعہ کہ مدعیکا باپ جو جائداد میں حق رکھتا تھا بیع پر رضامند ہوا تھا یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ معاملہ مذکور درست اور بروئے دھرم شاستر کے جائز تھا۔ ملاحظہ ہو راج لکھی دیبیا بنام گوکل چندر چودہری[1]

مہادیو بی بہاٹ منجانب رسپانڈنٹ (مدعی) :- مدعی جائداد کا دعویٰ بوساطت اپنے باپ کے نہیں کرتا بلکہ وہ اُسکا دعویٰ خود اپنے استحقاق سے بحیثیت وارث بازگشت گووند کے بعد وفات اُس کی بیوہ رادھا بائی کے کرتا ہے۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۶۹ء) مور ز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۹ و ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۷ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
دنایک وہیل بہنگے
بنام
گووند وینکٹیش

وہ رضامندی جو مدعی کے باپ نے دو قطعات اراضی کی بیع کی نسبت ظاہر کی تھی بیع کو جائز نہیں بنا سکتی
کیونکہ اُسوقت مدعی کی ماں بھیما بائی زندہ تھی اور وہی وارث بازگشت تھی - اگر رادھا بائی بھیما بائی سے پہلے
فوت ہوتی تو بھیما بائی جایداد کی مستحق ہوتی اور وہ جایداد کو کامل طور پر حاصل کرتی کیونکہ وہ آخری مالک کی
ہمشیرہ تھی ایسی صورتمیں مدعی کے باپ کی رضامندی مدعا علیہم کو کوئی فایدہ نہ پہنچا سکتی تھی - مزید براں مدعی کے باپ کی
شہادت کیا جانا ایک ضرورت جائز نہیں ہے - کیونکہ مدعی کا باپ رادھا بائی کے شوہر کے خاندان کا ایک رکن تھا -

[جٹلس صاحب چیف جسٹس - مدعی کی موجودگی کا باعث ہی ازدواج ہے اور آیا اب تم بہت مذکور کی نسبت
اسوجہ پر اعتراض کر سکتے ہو کہ اُسکی کوئی ضرورت جائز موجود نہ تھی] -

ازاں بعد ہم یہ عذر کرتے ہیں کہ چونکہ بھیما بائی وارث بازگشت تھی اسلئے بیع کی بابت اُسکی رضامندی
لیجانی ضروری تھی جب چند ورثاے بازگشت موجود ہوں تو انتقال منجانب بیوہ کے جائز بنانیکے واسطے
اُن سب ورثاے بازگشت کی رضامندی ضروری ہوتی ہے درجیون بنام گوکل چند (۱) سائل طلب -
یہ ہمیشہ وقوع میں نہیں آتا کہ ایک وارث بازگشت جایداد کو بوساطت دوسرے قائل وارث بازگشت
کے حاصل کرتا ہے اور اسی امر واقعہ کی وجہ سے جملہ ورثاے بازگشت کی رضامندی ضروری ہوتی ہے
وارث بازگشت کا حق صرف بعد وفات بیوہ آخری مالک ذکر کے پیدا ہوتا ہے اُسکی رضامندی متعلق
بہ انتقال ایک قیاس بحق درستی انتقال مذکور کے پیدا کرتی ہے - مگر اُسکے واسطے ضرورت جائز کا موجود
ہونا ضروری ہوتا ہے - صاحب جج نے یہ قرار دیا ہے کہ کوئی ایسی ضرورت بیع کے واسطے موجود نہ تھی
اور ہم یہ عذر کرتے ہیں کہ یہ ایک قرار داد امر واقعہ کی ہے -

جٹلس صاحب چیف جسٹس :- امر فیصل طلب اپیل ہذا میں یہ ہے کہ آیا وہ انتقال جو ایک بیوہ نے
کیا ہے بمقابلہ ایک وارث بازگشت کے جائز ہے جو بعد اُسکی وفات کے جایداد مذکور کا مستحق ہوا تھا - اہم واقعات
مختصراً حسب ذیل ہیں :-

گووند بھگونت کئی سال سے فوت ہو چکا ہے وہ ایک بیوہ رادھا بائی اور ایک ہمشیرہ بھیما بائی اور ایک
ہمشیرہ زادہ وینکٹیش اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا بھیما بائی کا پسر وینکٹیش بعد میں مدعی حال کا باپ ہوا تھا -
رادھا بائی اپنے شوہر کی جایداد کی وارث ہوئی تھی جسمیں اراضیات متنازعہ شامل نہیں اور سنہ ۱۸۶۳ء
اور سنہ ۱۸۶۴ء میں اُسنے اراضیات مذکور مدعا علیہم کے ہاتھ فروخت کر دی تھیں اُس جز جایداد کی

(۱) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۶۳

سنہ ۱۹۰۱ء
وناایک ناتھ بنگیے
بنام
گووند ونیکتیش

بیع کے متعلق جسمیں قطعات نمبر ۹۵ھ و نمبر ۹۶ھ شامل ہیں ونیکتیش نے رضامندی ظاہر کی تھی مگر باقی
تین قطعات نمبر ۹۴ھ و نمبر ۹۸ھ و نمبر ۹۹ھ کی نسبت کوئی رضامندی ندیگئی تھی -

میں اولاً نمبر ۹۵ھ و نمبر ۹۶ھ کے متعلق کارروائی کرتا ہوں - جوابدعوے اُنکو متعلق یہ ہیکہ وہ ضرورت جائز کے واسطے بیع کیگئی تھے اور ونیکتیش کی رضامندی سے اور اُسکے فائدہ کے واسطے - ہر دو عدالتہائے ماتحت نے ضرورت جائز کے عذر کو نامنظور کیا ہے - مگر اُس نتیجہ پر جو ونیکتیش کی رضامندی موجودگی خاص واقعات مقدمہ سے پیدا ہوتا ہے مناسب طور پر غور نہیں کیا گیا - واقعات یہ ہیں کہ جب بیع مذکور عمل میں آئی تھی اُسوقت ونیکتیش صرف ایک ہی رشتہ دار ذکور تہا اور بیع اسوجہ سے کیگئی تھی کہ ونیکتیش کی شادی کے واسطے روپیہ حاصل کیا جائے جس ازدواج میں سے کہ مدعی حال پیدا ہوا ہے گو ونیکتیش نزدیکتے اور درآں صرف ایک ہی ذکور رشتہ دار رادھا بائی کا بروقت انتقال مذکور کے تہا تاہم وہ نزدیکتے وارث بازگشت نتھا - وارث مذکور اُسکی ماں بہیا بائی تہی اور اسی وجہ سے مقدمہ ہذا میں مشکل پیدا ہوتی ہے کیونکہ عدالت اپیل ماتحت یہ قرار دینے کے ناقابل رہی ہے کہ بہیا بائی کی رضامندی لیگئی تھی -

اسمیں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ علاوہ ضرورت جائز کے ایک بیوہ جائز طور پر اُس اراضی کا انتقال جو اُسکو شوہر سے اُسکیطرف منتقل ہوئی ہو وارث بازگشت کی رضامندی سے کرسکتی ہے - وہ بنا جسپر کہ یہ امر مبنی ہے ایک امر زیر بحث ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ اس رائے کی تائید میں ہے کہ رضامندی اُسوا ختیار سے موثر ہوتی ہے جو بحق بیوہ کے اس امر کے متعلق موجود ہونا سمجھا گیا ہے کہ وہ خود اپنے استحقاق کو ترک کرکے ورثائے بازگشت کے حقوق کو موثر کرسکتی ہے - اس مسئلہ کے متعلق کسی مشکل کا دامنگیر ہونا ممکن ہے - کیونکہ وہ اس امر پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو بیوہ کی جائیداد سے اصول انگلستان متعلق بہ ترک خاص جائیداد متعلق ہے جسکا نتیجہ ہے کہ انتقال جائیداد مطابق قانون کے اُن اشخاص کے افعال سے موثر ہوتا ہے جو محض ممکن سلسلہ وراثت میں ہوں - ۱

دوسری تعبیر یہ ہے کہ اُن اشخاص کی رضامندی جو معاملہ مذکور کی تردید کرنے میں حق رکھتے ہوں اُسکی درستی کی شہادت ہے خواہ اُسکی واقعی ضرورت کی شہادت ہو -

اسکے مشابہ قانون متعلق تبنیت منجانب بیوہ موجودگی بعض واقعات موجود ہے اور اُسکی تائید کتب دہرم شاستر سے ہوتی ہے نراوانے یہ بیان کیا ہے کہ : - جب شوہر فوت ہوچکا ہو تو متوفی شوہر کے

سنہ ۱۹۰۰ء
دنایک شیل بھٹکے
بنام
گووند دینکیش

رشتہ داران انکی لا ولد زوجہ کے اولیا دربارہ انتقال اور حفاظت جائیداد کے ہیں اور نیز دربارہ معاملہ گذارہ کے انکو کامل اختیار حاصل ہے لیکن اگر شوہر کا خاندان معدوم ہو جائے یا اسکا کوئی رکن ذکور نرہے یا اسکا کوئی سپنڈا نہو تو خود اسکو باپ کے رشتہ داران بیوہ کے اولیا ہیں" یہ ترجمہ بابو گولپ چندر سرکار کی بیش قیمت کتاب دہرم شاستر کے صفحہ ۲۷ سے لیا ہے - اس فقرہ نزاد اکا حوالہ دیا ہے گلنے باب ۹ فقرات نمبر ا و نمبر ۶ میں دیا ہے اور جمو تا دہانا نے یہ ایزاد کیا ہے کہ "انتقال جائیداد میں جو بذریعہ ہبہ کے یا اور طرح پر کیا جائے وہ تابع اختیار اپنے شوہر کے خاندان کے بعد انکی وفات کے اور بصورت عدم موجودگی پسران کے ہوتی ہے"

اس رائے کی نسبت حکام عالیمقام نے بھی منظوری دی ہے کیونکہ وہ بطور تشریح ایک وسیع تر اختیار کے ظاہر کیگئی ہے جو کہ بیوہ کو بنائے بازگشت کی رضامندی سے مفوض ہوتا ہے - مقدمہ کالکٹر مسولی پٹم بنام کوالی وینکٹا (۱) میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ "استثنے بحق انتقال رضامندی کے اس قیاس قانونی پر منحصر ہوسکتی ہے کہ جہاں وہ رضامندی دیجائے تو وہ غرض جسکے واسطے انتقال کیا گیا ہو مناسب ہے" نیز مقدمہ راج لکہی دیبیا بنام گوکل چندر چودہری (۲) میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ "حکام عالیمقام کا منشار سندات وغیرہ کی تردید کرنیکا نہیں ہے جنمیں یہ قرار دیا گیا ہے کہ اس قسم کا معاملہ رشتہ داران شوہری کی رضامندی ہی سے جائز ہوسکتا ہے مگر رشتہ داران سے ایسی صورت میں بالعموم وہ جملہ اشخاص مراد لئے جانے چاہئیں جنکو معاملہ مذکور کے مسترد کرانے میں اغلباً حق حاصل ہو"

تاں بعد ہم بمبئی کیطرف عود کرتے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ ہذا نے اس رائے کو تسلیم کیا ہے نیز اسکو جیسے کلکتہ ہائیکورٹ نے پسند کیا ہے ۔ مقدمہ درجیون بنام گہیل جی (۳) ایک اہم مثال اس امر کی ہے - اور نیز اس سے اس دوسری رائے پر روشنی پڑتی ہے جو کہ صورت حال میں پیدا ہوئی ہے - اس مقدمہ میں ایک ہندو بیوہ نے اپنی دختر کی رضامندی سے اس جائیداد کو فروخت کیا تہا جو انہنی اپنے شوہر سے وراثت میں پائی تہی - دختر مذکور اسوقت وارث بازگشت تہی اور مطابق اس اصول کے جو پربندنسی ہذا میں مروج ہے اگر وہ وارث ہوتی تو ایک کامل استحقاق حاصل کرتی - تاہم یہ قرار دیا گیا تہا کہ اس کی رضامندی خریدار کو کوئی فائدہ نہ پہونچا سکتی تہی وجہ فیصلہ ذیل کے جز وفیصلہ سے ظاہر ہوتی ہے:-

(۱) (۱۸۶۷ء) مور انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۵۰۰ بالخصوص ۵۵۱
(۲) (۱۸۷۶ء) " " " جلد ۳ صفحہ ۲۲۰
(۳) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۶۳

سنہ ۱۹۰۰ء
دناگکیوٹی بہنگے
بنام
گووند ونکٹیش

"یہ امر بہتر طور پر قایم شدہ متصور کیا جا سکتا ہے کہ رضامندی ورثا ایک انتقال بیجا منجانب بیوہ کو ایسے واقعات کی موجودگی میں جایز بنا دیتی ہے جنکو کہ بصورت دیگر وہ جایز نہوتا۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ کوٹی ہتہ جیسا کہ بنام سرونڈی لچہی میں ایسا ہی قرار دیا تہا۔ مگر یہ سوال کہ وہ کونسے ورثا ہیں جنکی رضامندی انتقال کو اسطرح پر ناقابل منسوخی بنا دیتی ہے تابع بہت اختلاف آرائے کے رہا ہے مگر وہ اصول بلحاظ جسکے کہ ہماری رائے میں سوال مذکور کا جواب دیا جانا چاہیے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ راج لکہی دیبا بنام گوکل چندر میں قایم کیا ہے حکام ممدوح نے یہ بیان کیا ہے کہ: "حکام عالیمقام کا منشا اسناد وغیرہ کی تردید کرنیکا نہیں ہے جنمیں قرار دیا گیا ہے کہ اس قسم کا معاملہ رشتہ داران شوہر کی رضامندی سے جایز ہو سکتا ہے۔ مگر رشتہ داران سے ایسی صورتمیں بالعموم وہ اشخاص مراد لیے جانے چاہئیں جنکو معاملہ مذکور کے ستر د کرانے میں غالباً حق حاصل ہو۔ بہرحال ایسا اتفاق اراکین خاندان کا موجود ہونا چاہیے جس سے کافی طور پر یہ قیاس پیدا ہو کہ معاملہ ایک مناسب معاملہ تہا اور ہندو دہرم شاستر کے جایز تہا۔ صورتحال میں مدعیان گو وہ بعیدی رشتہ داران تہے تاہم وہ قیاسی ورثاء نروتم کے بروقت عملیت نے بیع کے تہے اور وہ وارث ہونیکے مستحق تہے اگر دکہت اپنی ماں سے پہلے لا ولد فوت ہوتی اور اس حیثیت سے وہ صحیح طور پر بیع کے ستر د کرانیکی مستحق تہی۔ اور نہ محض شمولیت بائی دکہت کی گو وہ وراثت میں سب سے نزدیک تر تہی دیگر علی الخصوص بحالت دست نگری کے جسمیں جملہ عورتیں ہرم شاستر کے رو سے رکہی گئی ہیں ایسی متصور کیجا سکتی ہے کہ اسکی رو سے خفیف قیاس بہی اس امر کا پیدا ہو سکتا ہے کہ انتقال جایز تہا۔"

پس اسکو بطور ایک رائے عدالت ہذا کے متصور کر کے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا صورتحال میں کافی رضامندی بیع کے جایز بنانیکے واسطے موجود تہی؟ - اگر صاحب جج یہ قرار دینے کے قابل ہوتا کہ ہیما بائی نے رضامندی ظاہر کی تہی تو یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اس سوال کا جواب اثبات میں دیا جاتا۔ مگر صاحب جج ضلع نے احتیاط کر کے اسکی رضامندیکو ثابت شدہ قرار ندیا تہا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اسکی رضامندی کے موجود نہونے سے کیا فرق آتا ہے؟ اس فقرہ کے آخری جزو سے جو کہ میں نے فیصلہ مقدمہ ورجیون سے مقتبس کیا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ اگر ہیما بائی کی رضامندی صورتحال میں ایسی متصور نکیجائے جس سے خفیف قیاس بہی بحق جایز ہونے انتقال کے پیدا ہو تو صریح طور پر اسکی عدم موجودگی بالکل غیر ضروری ہے۔ پس سوال یہ ہوجاتا ہے کہ آیا صرف ونکٹیش کی رضامندی کافی نتہی کیونکہ اگر وہ کافی نتہی تو یہ ہرگز ممکن نتہا کہ کافی رضامندی بیع کو جایز بنانے کے واسطے حاصل کیجائے۔

میری رائے میں وقت رضامندی اور اسکی مؤثر نتایج کی معیار بحوالہ جملہ واقعات مقدمہ کے معلوم کیجانی چاہئیں۔ اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعات صورت حال میں کیا ہیں میری رائے میں وہ صورتحال میں خاص نوعیت کے ہیں۔ جیسا کہ میں نے قبل ازیں ظاہر کیا ہے ونکٹیش صرف ایک ہی ذکور وارث بازگشت اور صرف

سنہ ۱۹۰۱ء
ونائک بھل بھنگے
بنام
گووند ونکٹیش

ایک ہی ذکور رشتہ دار اُسوقت موجود تہا - اسلئے وہ صرف ایک ہی ایسا ذکور شخص تہا جسکو رشتہ دار علاقہ مذکور میں حق حاصل تہا اور صرف ایک ہی ایسا شخص تہا جس کی کہ رضامندی سے کوئی قیاس پیدا ہوسکتا تہا - اسمیں شبہ نہیں کہ بیع کی غرض وہ روپیہ حاصل کرنیکی تہی جو ونکٹیش کی شادی کیواسطے ضروری تہا - مگر صرف اسی ازدواج پر مدعی کے وجود کا انحصار ہے جس کے بغیر وہ ہرگز دعوے [illegible] دائر کرنیکو پیدا نہوسکتا تہا -
یہ سچ ہے کہ ونکٹیش راد ہا بائی کے بعد زندہ نرہا تہا اگر وہ زندہ رہتا تو صحیح طور پر مدعی کا دعوے نا قابل رہتا اور اسمیں شبہ نہیں کہ مدعی ایسا وارث بازگشت تہا جو وارث ہوا تہا - مگر اسکے متعلق میری یہ رائے ہے کہ واقعات مقدمہ ایسے خاص قسم کے ہیں کہ وہ رضامندی جو ونکٹیش نے دی تہی راد ہا بائی کی بیع کو جائز بناتی ہی -
اسلئے بہی قطعات اراضی نمبر ۹۵ء و نمبر ۹۹ء کی نسبت عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کر کے دعوے کو خارج کرنا چاہئے - بقیہ قطعات اراضی نمبر ۹۷ء و نمبر ۹۸ء و نمبر ۹۹ء کی کوئی رضامندی نہیں دیگئی تہی اور نہ کوئی ضرورت جائز ثابت کیگئی تہی اسلئے انکے متعلق عدالت ثالث کی ڈگری میں درست اندازی نہیں کیجاتی - خرچہ کل علی التناسب عاید ہوگا -

رانادے صاحب جج :- تنازعہ مقدمہ حال میں ایک باریک سوال قانون متعلق بہ استحقاق وارث بازگشت دربارہ کرنے اعتراض نسبت ایک بیع کے شامل ہے جو ایک ہندو بیوہ نے کیا ہو اور نیز دربارہ وسعت اور اطلاق قانون امر مانع بتقریر مخالف بذریعہ طریق عمل کے - پانچوں قطعات اراضی زیر بحث اولاً گووند بھگونت کی ملکیت تہے جو ۱۸۵۵ء میں لاولد فوت ہوا تہا مگر اپنے پیچھے ایک بیوہ راد ہا بائی اور ایک ہمشیرہ بہیما بائی چہوڑ گیا تہا - راد ہا بائی نے ۱۸۶۱ء میں دو قطعات اراضی مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس بعوض مبلغ ما صہ روپیہ کے فروخت کئے تہے اور ۱۸۶۲ء میں اُسنے دیگر تین قطعات کا کہاتہ اُسی مدعا علیہ کے نام منتقل کیا تہا - رسپانڈنٹ مدعی ونکٹیش کا بیٹا ہے جو بہیما بائی کا پسر تہا - بہیما بائی ۱۸۶۹ء میں فوت ہوئی تہی - اُسکا پسر ونکٹیش ۱۸۷۰ء میں اور راد ہا بائی ۱۸۹۰ء میں فوت ہوگئے تہے -
۱۸۹۰ء میں رسپانڈنٹ مدعی نے نالش حال واسطے منسوخ کرانے بیع اور انتقال تحریر کردہ راد ہا بائی کے اسوجہ پر رجوع کی تہی کہ وہ بغیر ضرورت جائز کے اور بلا استحقاق کیگئی ہی کیونکہ اُسکا استحقاق واقعہ اراضیات مذکور صرف اُسکی حین حیات تک وسیع تہا مدعا علیہ کیطرف سے یہ بحث کیگئی تہی کہ بیع مذکور ضرورت

سنہ ۱۹۰۱ع
ذاکٹ ہل بنگے
بنام
گوند نیلکنٹھ

جایز کیواسطے لگیئی ہتی اور وہ مدعیکے باپ ونیلکنٹھ کی رضامندی سے اور اُسکو فایدہ کیواسطے لگیئی ہتی جس نے بیعنامہ پر تصدیق کی ہتی - رضامندی و تصدیق مذکور مدعیکو بیع مذکور کی نسبت اعتراض کرنیسے باز رکہتی ہے - نسبت باقی تین قطعات کے یہ بحث لگیئی ہتی کہ رادہا بائی نے کہاتہ کا انتقال اسوجہ سے کیا تہا کہ وہ تشخیص سرکاری ادا کرنیکے ناقابل ہتی اور مدعاعلیہ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۱ سے مخالفانہ طور پر قابض ہے مدعاعلیہم نے یہ بہی عذر کیا تہا کہ اُنہوں نے کثیر رقوم اُنکی ترقیات پر صرف کی ہیں -

عدالت اول نے قرار دیا تہا (۱) کہ مدعی رادہا بائی اور اُسکے شوہر کا وارث بازگشت ہی (۲) کہ بیع و انتقال مذکور عملیں آئے تہے مگر بیع بغیر ضرورت جایز کے لگیئی ہتی اور انتقال بلا بدل کیا گیا تہا (۳) کہ پانچوں قطعات اراضی کی صورت میں مدعاعلیہم نے صرف رادہا بائی کا استحقاق حین حیاتی حاصل کیا ہے اور کہ بیع و انتقال مذکور اُسکی وفات کے بعد قایم نرہے تہے - (۴) نسبت مبینہ ضرورت جایز کے عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ بیان مندرجہ بیعنامہ دربارہ اندواج یہ ہے کہ مدعی کے وہ غرض ہے جس کیواسطے روپیہ کی ضرورت تہی اور وہ درست نہیں ہے اور بیان مذکور سے اُسکا ثبوت نہیں ملتا نیز یہ قرار دیا گیا تہا کہ (۵) اگرچہ زر مذکور سد نیلکنٹھ کی شادی کے واسطے ہی لیا گیا ہے تاہم وہ امر ایک ضرورت جایز نہیں بنا کیونکہ ہمشیرہ زادہ کی شادی بیوہ کے شوہر کو روحانی فایدہ نہ پہونچا سکتی ہتی اور نہ وہ مطابق دہرمشاستر کے ایک پاک غرض ہتی - نیز یہ قرار دیا گیا تہا کہ (۶) گو مدعیکے باپ نے بیعنامہ پر تصدیق کی ہتی تاہم تصدیق مذکور اُسکی رضامندی متعلق بہ انتقال کی حد تک نہ پہونچتی ہتی اور یہ تصدیق جملہ ورثاء کے اتفاق سے نہ کیگیئی ہتی جنکی رضامندی قانوناً ضروری ہے اور کہ بہیما بائی نے جو نزدیک تر وارث بازگشت ہتی رضامندی ندی ہتی اور مدعی کا باپ صورت قیاسی یا امیدوار وارث نتہا اور (۷) کہ اُسکی رضامندی مدعی کے مقابلہ میں امر مانع تقریر مخالف نہیں کیونکہ وہ خود اپنے استحقاق سے دعویدار ہے نہ کہ بوساطت اپنے باپ یا اپنی دادی کے جو دونوں رادہا بائی سے پہلے فوت ہوگئے تہے (۸) مدعی کا دعوے زایدالمیعاد نتہا کیونکہ وہ تاریخ وفات رادہا بائی سے بارہ سال کے اندر رجوع کیا گیا تہا (۹) نسبت مبینہ ترقیات کے عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہم اُنکی قیمت کا دعوے کرنیکے مستحق نہیں ہیں چنانچہ مدعی کے دعوے کی ڈگری دی گئی ہتی -

سن ۱۹۰۱ء
ونائک وشن بہنگے
بنام
گووند ونیکٹیش

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے عدالت اول کیساتھہ اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کیا تہا کہ کوئی ضرورت جایز واسطے انتقال کے ثابت نکیگئی تہی - مگر اُسنے عدالت اول سے اس امر کے قرار دینے میں اختلاف کیا تہا کہ مدعی کے باپنے انتقال مذکور کی لنسبت رضامندی ظاہر کی تہی مگر بہیما بائی اُسکی دادی نے رضامندی ظاہر کی تہی اور کہ مدعی کے باپ کے رضامندی دو قطعات اراضی مبیعہ کی بیع کو جایز بناتی تہی - لنسبت مزدیات کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہم انکی قیمت مدعی سے دلایا نیکے مستحق ہیں چنانچہ اُسنے عدالت ماتحت کی ڈگری کو ترمیم کرکے اراضیات کا قبضہ مدعیکو بعد ادا کرنے حق مدعاعلیہم قیمت ترقیات کے عطا کیا تہا -

برطبق اپیل دوم ہمارے روبرو یہہ امر جو اُٹہایا گیا تہا یہ تہا کہ دو اراضیات بیع کردہ کی لنسبت ضرورت جایز ثابت کیگئی تہی اور کہ مدعیکے باپ کی رضامندی اُس انتقال کو جایز بناتی تہی جو مدعی کے پیدا ہونیسے پہلے کیا گیا تہا اور کہ وہ رضامندی مدعی کے پدر کی مدعی پر قابل پابندی ہے اور وہ انتقال کی لنسبت اعتراض کرنیسے ممتنع ہے - جہانتک عذر برطبق اپیل ضرورت جایز کے بیان پر مبنی ہے ہر دو عدالت ہائے ماتحت کی متفق قرار داد بطور ایک ناطق قرار داد کے تسلیم کیجانی چاہئے اور قرار یہ دیا جانا چاہئے کہ رادہا بائی کو کوئی ضرورت جایز بروقت بیع کرنے دو قطعات اراضی دنتقل کرنے باقی تین قطعات کی نتہی -

سوال تنقیح طلب برطبق اپیل کے بطرح پر قانونی نتیجہ رضامندی دنیکتیش تک محدود ہے جو کہ اُسکی تصدیق بر بیعنامہ تحریر کردہ رادہا بائی سے ظاہر ہوتی ہے - یہ سوال عدالت اول میں پیدا ہوا تہا جسنے یہ قرار دیا تہا کہ تصدیق سے رضامندی ظاہر نہیں ہوتی اور وہ مدعی پر قابل پابندی نہیں ہے جسنے خود اپنے استحقاق سے بطور وارث بازگشت کے بعد از وفات رادہا بائی کے نالش کی تہی - مگر عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ تصدیق لشمولیت دیگر واقعات کے یہ ظاہر کرتی ہے کہ دنیکتیش نے انتقال کی لنسبت رضامندی ظاہر کی تہی وہ نہ صرف بروقت تحریر بیعنامہ کے موجود تہا بلکہ اُسی نے زرثمن وصول کیا تہا جو اُسکو اُسکی شادی کے اخراجات کے واسطے دیا گیا تہا - وہ اسوقت صرف ایک ہی ذکور رشتہ دار رادہا بائی کا تہا - اُسکی عمر اُسوقت ۲۴ سال کی تہی اور وہ خود کلکرنی کا کام سرانجام دیتا تہا - عدالت ہائے ماتحت نے اس امر واقعہ کو ملحوظ نہیں رکہا مگر معلوم ہوتا ہے کہ دنیکتیش نے نہ صرف بیعنامہ پر ہی تصدیق کی تہی بلکہ اُسنے شرطنامہ پر بہی تصدیق کی تہی جو دستاویز نمبر ۹۰ مورخہ ۲ رجولائی ۱۸۶۲ء ہے اور نیز راضی نامہ دستاویز نمبر ۹۲ مورخہ ۹ رجولائی ۱۸۶۲ء پر اور رادہا بائی نے اُسکے پاس اپنا کلکرنی وطن ۱۸۶۲ء میں فروخت کر دیا تہا (دستاویز نمبر ۹۶

سنہ ۱۹۰۰ء
دنایک تہل بھنگے
بنام
گووند ونیکیتش

عین اسیطرح جسطرح کہ اُسنے پانچ قطعات اراضی مذکور کا انتقال بحق مدعاعلیہ کے کیا تہا - ان واقعات کا
حوالہ عدالت ماتحت نے بغیا ہر بطور جائز بنانیوالے اس نتیجہ کے دیا ہے کہ ونیکیتش نے جو صرف ایک ہی ذکور
وارث بازگشت راد ہا بائی کا تہا اراضیات مذکور کی بیع بحق مدعاعلیہ کی نسبت رضامندی ظاہر کی تہی - صاحب جج
ضلع نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ونیکیتش خود انتقال سے انکار کرنے سے ممتنع ہوتا مگر اُنکی رائے میں وہ ایسا
کرنے سے ممتنع نتہا اُنہوں اس رائے کی نسبت دو وجوہات بیان کی ہیں اولاً یہ کہ بہیا بائی کی رضامندی ثابت
نکیگئی تہی اور کہ اُسکی رضامندی بہ نسبت ونیکیتش کی رضامندی کے بیع مذکور کو جائز بنانیکے واسطے ضروری
تہی اور ثانیاً یہ کہ چونکہ ونیکیتش رادہا بائی سے پہلے فوت ہو گیا تہا اسلئے اُسکو کبھی معوضہ استحقاق حاصل نہیں
ہوا تہا اگر یہی شخص جو رادہا بائی سے بعد زندہ رہا تہا ایسا استحقاق بحیثیت پسر ونیکیتش کے نہیں بلکہ بحیثیت
وارث بازگشت گووند کے حاصل کیا گیا تہا - میری رائے میں یہ ہر دو وجوہات درست نہیں ہیں بہیا بائی ونیکیتش
کی اس خواہش پر رضامندی ہوگی کہ اپنی شادی کیواسطے امداد حاصل کرے اور ونیکیتش نے بحیثیت اعلیٰ
ذکور خاندان کے عمل کیا ہوگا - اسمیں شبہ نہیں کہ رشتہ داران کی رضامندی جو ایک بیوہ کے انتقال
کو جائز بنانیکے واسطے ضروری ہے اس امر کی مقتضی ہے کہ جملہ ایسے رشتہ داران شامل ہونے چاہئیں جو
معاملہ مذکور کی نسبت اعتراض کرنیکا حق رکہتے ہوں - ملاحظہ ہو راج لکہی دیبیا بنام گوکل چندر چودہری (۱)
رضامندی ایسی ہونی چاہئے جس سے یہ قیاس پیدا ہو کہ انتقال مناسب اور جائز اغراض کے واسطے تہا -
یہ مسئلہ بنگال کہ بیوہ کا استحقاق ایک استحقاق حین حیاتی ہے اور کہ اُسکا ترک استحقاق مذکور بحق نزدیک تر
وارث بازگشت اُس وارث کے حصول استحقاق کامل میں تعجیل کرتا ہے اس حصہ ہندوستان میں
کبھی تسلیم نہیں کیا گیا - اہم مقدمہ درجیوندا س رنگجی بنام گہیل جی گوکلداس (۲) میں یہ قرار دیا گیا ہے
کہ رضامندی جملہ رشتہ داراں کی ضروری ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک تہا رکن جو
رشتہ دار ہو واقعی طور پر انتقال میں شامل ہونا چاہئے مقدمہ بہو لچیذلال بنام رگھو بنس سہا (۳) میں
نزدیک تر وارث بازگشت کی رضامندی بعد بیوہ کے کافی قرار دیگئی تہی فیصلجات حکام عالیمقام
پریوی کونسل جو مقدمہ کلکٹر مسولی پٹم بنام کوالی وینکٹا (۴) اور مقدمہ راج لکہی دیبیا بنام گوکل چندر چودہری
(۵) اور اُن دیگر مقدمات سے شروع ہوتے ہیں جنکا کہ حوالہ مین صاحب اپنے ہندو دہرم شاستر کی دفعہ ۵۹۱ میں دیا ہے

(۱) (۱۸۶۹ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۹
(۲) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۶۳
(۳) (۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۸
(۴) (۱۸۶۱ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۵۲۹
(۵) (۱۸۶۹ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۳

سنہ ۱۹۰۰ء
وناٰیک ٹہل بہنگے
بنام
گووند ونکٹیش

اس رائے کی تائید میں ہیں کہ ورثائے بازگشت کی رضامندی ایسے رشتہ داران کی رضامندی ہونی چاہیئے جنکی کہ مخالفت نکیجاویگی یہ قیاس پیدا ہو کہ انتقال ایک مناسب انتقال تہا۔ رضامندی رشتہ داران بمعاملہ تبنیت صوبجات ممالک متوسطہ جہانتک کہ رضامندی ضروری ہو وہی حیثیت رکہتی ہے۔ ملاحظہ ہو کنکر مدد ابنام سوتوراما انکا ادا ہر ایک رشتہ دار کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ ایسے رشتہ داران کی طرف سے رضامندی ظاہر کیئے جانیکی شہادت وجہ ہونی چاہیئے جس سے کافی طور پر ظاہر ہو کہ بیوہ کا فعل نیک نیتی پر مبنی اور مناسب فعل تہا ملاحظہ ہو کہ ... گنیش بنام گوپال (۲) اس مشابہت سے یہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ بہیا بائی کے خاندان کا قائم مقام اُسکا ایسا ہی رکن ذکور ونکٹیش تہا۔ اور اُنکی رضامندی ہر ایک ایسے شخص کی رضامندی تہی جو کہ انتقال کی نسبت اعتراض کرنیکا حق رکہتا تہا۔

صرف اس مسئلہ پر کہ حقوق حین حیاتی ورثائے بازگشت کے حق میں ترک کیئے جاتے ہیں ہر ایک ممکن امیدوار رشتہ دار کی رضامندی ضروری نہیں ہے مگر وہ رائے بنگال تک ہی محدود ہے اور کسیقدر اختلاف رائے اس جزو ملک میں دربارہ اس امر کے وقوع میں آیا ہے کہ کس حد تک دور تک وارث بازگشت پر نزدیک تر وارث بازگشت کے افعال قابل پابندی ہیں۔ ملاحظہ ہو رامچندر بنام ہربداس (۳) بہاری لال بنام مادہولال (۴)، ہیم چندر بنام سرنومئی دیبی (۵) راج بلبہہ سین بنام اومیش چندر (۶) لفرد اس رائے بنام مادہو سندری (۷)، گوپی ناتہہ تکرجی بنام کالیداس ملک (۸) نوبو کشور سرمارائے بنام ہری ناتہہ سرمارائے (۹) راد ہاشیام سرکار بنام جیرام سیناپتی (۱۰) بظاہر بنگال کی رائے دربارہ ترک استحقاق کے الہ آباد ہائیکورٹ نے بہی پسند کی ہے ملاحظہ ہو رام بہل رائے بنام تولہ کواری (۱۱) مگر بمبئی میں نہیں۔ جہانتکہ رائے اختیار کردہ حکام مالیمقام پریوی کونسل کی پیروی کیگئی ہے اور جملہ ورثائے بازگشت کی رضامندی ضروری ہے جس سے کہ انتقال کا مناسب اور درست ہونا ثابت ہو۔ ونکٹیش کی رضامندی میں خود اُسکی اور بہیا بائی کی رضامندی شامل تہی کیونکہ انکی حقوق اس معاملہ میں مشترک تہے۔

تاہم یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا اُس واقعہ کی موجودگی میں جو وقوع میں آیا تہا یعنی یہ کہ ونکٹیش اور بہیا بائی دونو رادہا بائی سے پہلے فوت ہوئے تہے اور صرف مدعی ہی اُسکا وارث بازگشت اُس کے بعد زندہ رہا تہا

(۱) (سنہ ۱۸۶۶ء) مور ز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۷ (۲) (سنہ ۱۸۷۷ء) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۱۴۳ (۳) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۶۳ (۴) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۶ (۵) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۴ (۶) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۴۴ (۷) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ (۸) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵ (۹) (سنہ ۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۰۲ (۱۰) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۸۹۶ (۱۱) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۱۶

سنہ ۱۹۰۱ء
داناک دھٹل بھنگے
بنام
گووند ونکٹیش

ونکٹیش کی رضامندی مدعی پر قابل پابندی تھی - اگر جیسا کہ صاحب جج نے قرار دیا ہے وہ ونکٹیش پر بصورت اُسکو زندہ رہنے کے قابل پابندی ہوتی تو ہمیں مدعی کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں مدعی اسیطرح ممتنع نہ ہونا چاہیے - دوران بحث میں مسٹر سپانڈرز کے وکیل کو یہ کہا تھا کہ اُس صورت میں کیا نتیجہ ہوتا اگر راد ہابائی نے بجائے روپیہ کے ونکٹیش کی شادی میں صرف کرنیکے اُسکا استعمال ایک مکان واسطے ونکٹیش کے بنانے میں کیا ہوتا اور مدعی مکان مذکور کو بعد ونکٹیش کے استعمال میں لاتا - کیا ایسی صورت میں مدعی بیع منجانب راد ہابائی کی نسبت اعتراض کرسکتا اور اُس مکان کا قبضہ جاری رکھنے کا مجاز تھا جو کہ اُسی روپیہ سے ونکٹیش کے واسطے بنایا گیا ہوتا ؟ اس سوال کا صرف ایک ہی جواب ممکن ہوسکتا ہے مقدمہ مہین چند بنام کالی چرن سنگھ (۱) میں حکام عالیمقام نے یہ قرار دیا تھا کہ جہاں ایک شوہر نے اپنی حین حیات میں یہ ظاہر کیا تھا کہ فلاں جائداد اُسکی زوجہ کی ملکیت ہے تو یہ قرار دیا گیا کہ خریدار منجانب زوجہ ورثائے شوہر سے بیدخل نہ کیا جا سکتا تھا جو اپنا استحقاق باپ سے اخذ کرتے تھے نہ کہ ماں سے - مقدمہ نند چندر دے بنام گوپال چندر (۲) میں حکام عالیمقام نے کل سوال امر مانع تقریر مخالف پر بحث کی ہے اُنہوں نے مقدمہ مذکور کو مقدمہ ہری سنگھ بنام گنگا سہائے (۳) سے ممیز کیا تھا جسمیں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اہم وجہ مقدمات امر مانع تقریر مخالف میں فریبانہ غلط بیانی ہے - علاوہ فریب کے امر مانع تقریر مخالف بذریعہ غفلت کے پیدا ہوسکتا ہے جہانکہ ایک شخص ثالث کو کسی شخص غفلت کے بیان سے عمل کرنیکی تحریک ہوئی ہو علاوہ غفلت اور فریب کے امر مانع تقریر مخالف واقعات سے پیدا ہوسکتا ہے - اُس مقدمہ میں جس سے کہ رپورٹ ہذا کا تعلق ہے الف نے جو ایک ایجنٹ منجانب اپنی ماں ب کے تھا ایک ہبنامہ بحق ج کے تحریر کیا تھا بعد میں وہ بطور وارث اپنے پدر کے مستحق ہوا تھا اور اُسنے اپنی ماں کے انتقال کی نسبت اسوجہ پر اعتراض کیا تھا کہ اُسکو کوئی حق حاصل نتھا اور قرار یہ دیا گیا تھا کہ الف ممتنع تھا - مقدمہ حال جملہ امور میں اُن واقعات سے مشابہ نہیں ہے جن سے کہ حکام عالیمقام کے فیصلہ کا تعلق ہے مگر فیصلہ مذکور کا اصول متعلق معلوم ہوتا ہے مدعی جو بروقت انتقال کے ابھی پیدا تک نہوا تھا راد ہابائی کے اُس انتقال کو منسوخ کرانا چاہتا ہے جو مدعی کے باپ کے فایدہ کی واسطے کیا گیا تھا اور جس کی نسبت اُسکے باپ نے بحیثیت قایم مقام خاندان ورثائے بازگشت کے اپنی رضامندی ظاہر کی تھی اسلئے اُسکی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیے کہ اُسپر اپنے باپ کا

(۱) (۱۸۸۳ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۹۲ (۲) (۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۶

(۳) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۲۲

سنہ ۱۹۰۰ء
ناگیک دیل بنگے
بنام
وند ونیکیتش

طریق عمل قابل پابندی ہے گو بظاہر وہ بطور وارث بازگشت کے خود اپنے استحقاق سے مستحق ہوا تھا جیساکہ دوسری صورت میں اُسکا لیہ اپنے باپ کے استحقاق سے نہ کہ بوساطت اپنی ماں کے کامیاب ہوا تھا۔ فیصلہ مقدمہ سیاد اسی بنام گو رسہائے (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح ایسے معاملہ میں اصول مرتفع تقریر مخالف عائد ہوتا ہے۔ قانون کی اس تعبیر کے رو سے میں یہ قرار دینا چاہتا ہوں کہ انتقال اُن دو اراضیات کا جو راد ہا بائی نے فروخت کی ہیں بہ رضامندی اہم وارث بازگشت کے کیا گیا تھا اسلیئے وہ مدعی پر قابل پابندی تھا۔

کوئی ایسی محفوظیت بحق اپیلانٹس نسبت دیگر تین قطعات اراضی کی نسبت موجود نہیں ہے۔ اسلیئے میں اُنکی متعلق ڈگری کو بحال رکھکر مدعی کے دعوے دربارہ اراضیات نمبر ۹۵ و ۹۶ کو معہ کل مالی التناز خرچہ کے خارج کرتا ہوں۔

ڈگری ترمیم کیگئی۔

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و بائی صاحب جسٹس

۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

میونسپلٹی پیرولا (ابتدا مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام لکشمن داس سوپادو بھائی دیکھس دیگر (ابتدا مدعیان) ریسپانڈنٹس*

میونسپلٹی - ایکٹ میونسپلٹی ضلع (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء) دفعہ ۴۸ - نالش بخلاف میونسپلٹی کے واسطے استقرار و حکم امتناعی کے - نوٹس دربارہ نالش کے -

مدعیان نے ایک نالش میونسپلٹی پیرولا پر واسطے حاصل کرنے استقرار اس امر کی تھی کہ وہ عمارات جو اُنہوں نے تعمیر کی تھیں مطابق احکام مجریہ میونسپلٹی کے بنائی گئی تھیں نہ کہ اُنکی خلاف اور نیز واسطے حاصل کرنے ایک حکم امتناعی کی جسکے رو سے میونسپلٹی اُنکو گرانے سے باز رکھی جائے۔ میونسپلٹی نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تھا کہ نالش چل نہ سکتی تھی کیونکہ کوئی نوٹس رجوع نالش کا حسب منشا دفعہ ۴۸ ایکٹ میونسپلٹی ضلع (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ء) کو نہ دیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ نوٹس ایک ضروری شرط ما تقدم ایسی نالش کی بروئے دفعہ ۴۸ ایکٹ مذکور کے نہیں بنایا گیا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر وامن ایم بودس سب آرڈینیٹ جج درجہ اول دہولیا باختیارات اپیل منعر بحالی ڈگری راؤ صاحب جی وی پوار سب آرڈینیٹ جج املنر ضلع خاندیس۔

---

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۳۶۲

* اپیل دوم نمبر ۴۸ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ع
وناؔمک بہل بہنگے
بنام
گووند دنیکیتش

مدعیان نے واسطے حصول ایک استقرار دربارہ اس امر کے نالش کی تہی کہ انہوں نے ایک پاخانہ مطابق احکام مدعاعلیہ میونسپلٹی کے تعمیر کرایا ہے نہ کہ اُنکی خلاف اور استدعا کی تہی کہ ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے جس کے روسے مدعاعلیہ اُسکو گرانیسے باز رکہا جائے۔ اُنہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ اُنہوں نے ۵ ۱یک ایسی قطعہ زمین پر بنایا ہے جو انکی مکان کے مشرق کیطرف واقعہ ہے اور جو شرق سے غرب تک طول میں دس فٹ اور شمال سے جنوب تک عرض میں ۸ فٹ ہی جو مطابق ان اجازت میونسپلٹی کے بنایا گیا ہے جو یکم اور ۱۰ ار مئی ۱۸۹۷ع کو عطا کیگئی تہی۔ مگر میونسپلٹی نے ۱۳ ار دسمبر ۱۸۹۷ع کو ایک نوٹس بنام مدعیان کے جاری کیا تہا جس کے روسے اُنکو پاخانہ مذکور کے گرانے کا حکم اسوجہ پر دیا گیا ہے کہ وہ خلاف اُنکی احکام کے بنایا گیا ہے۔

سبارڈینٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان نے مطابق نہ کہ خلاف احکام مدعاعلیہ کے پاخانہ بنایا ہے اور اُسنے حکم امتناعی عطا کیا۔

میونسپلٹی نے اپیل کیا اور اولاً یہ بحث کی کہ نالش چل نہیں سکتی کیونکہ کوئی نوٹس زیر دفعہ ۴۸ (۱) ایکٹ میونسپلٹی ضلع (بمبئی ایکٹ ۶ ۱۸۸۴ع) دیا نہ گیا تہا۔ صاحب جج نے ڈگری کو بحال رکہا تہا اور قرار دیا تہا کہ کوئی نوٹس زیر دفعہ مذکور ضروری نتہا۔ نیز اُسنے قرار دیا تہا کہ مدعی نے مطابق اجازت میونسپلٹی کے تعمیر کی ہے۔

مدعاعلیہ نے اپیل دوم رجوع کیا۔

واچا اے خبر منجانب اپلانٹ (مدعاعلیہ) :- مدعی کو چاہئے تہا کہ نوٹس زیر دفعہ ۴۸ دیتا وہ نالشات جسمیں یہ قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ ۴۸ متعلق نہیں ہوتی ایسی نالشات ہیں جنکی نوعیت نالشات بیدخلی کی ہے یا جنکا تعلق ایک ایسی فعل کے ساتہ ہے جو عہدہ داران میونسپلٹی نے اپنے اختیارات کے خلاف کیا ہو

(۱) دفعہ ۴۸ ایکٹ میونسپلٹی ضلع (بمبئی ایکٹ ۶ ۱۸۸۴ع) حسب ذیل ہے :-

۴۸- کوئی نالش بخلاف کسی میونسپلٹی یا برخلاف کسی عہدہ دار یا ملازم میونسپلٹی یا کسی ایسے شخص کے رجوع نکیجائیگی جو تابع احکام میونسپلٹی کے عمل کرتا ہو کسی ایسے فعل کیواسطے جو بہ تعمیل ایکٹ ہذا کے اختیار کیا ہو یا اُسکی طرف سے کیا جانا مقصود ہو الا جبکہ میونسپلٹی یا عہدہ دار یا ملازم یا شخص مذکور کو ایک ماہ پہلے نوٹس تحریری دربارہ نالش مذکور کے اور اُسکی وجہ کے دیا گیا ہو اور نہ نالش مذکور بعد منقضی ہونے عرصہ تین ماہ کے اُس فعل سے جسکی شکایت کیگئی ہو کیجائیگی۔

اور بصورت کسی ایسی نالش ہرجانہ کے اگر قبل رجوع نالش کے کافی مقدار زر پیش کیگئی ہو تو مدعی کو رقم پیش کردہ سے زیادہ نہ ملنا چاہئے اور اُسکو جملہ خرچہ مدعاعلیہ جو ایسے پیش کرنے کے ادا کرنا پڑیگا۔

۱۹۰۱ء
وناگک وٹھل بھنگے
بنام
گووند وٹھل نیتی

ملاحظہ ہو کاشی ناتھ کیشو جوشی بنام گنگا بائی (۱) منوہر گنیش بنام ڈاکور میونسپلٹی (۲) ہندو پابنا ماتھو (۳) ناسک میونسپلٹی ہری لال بنام ہمت (۴) ۔ فیصلہ مقدمہ بچو بنام میونسپلٹی ڈاکور (۵) میں یہ عمل کیا گیا ہے کہ دفعہ ۸۶ ایکٹ میونسپلٹی (بمبئی ایکٹ ۱۸۷۳ء) کی غرض یہ تھی کہ میونسپلٹی کو ایک موقعہ کافی روپیہ پیش کرنے کا اُس ناجائز دخل کے عوض ادا کرنیکا حاصل ہو جو کہ اُسنے نیک نیتی سے بتعمیل اپنے فرائض منصبی کے کیا ہو قبل اس کے کہ اُسپر نالش کیجا سکے اُس فیصلہ میں یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور ایک نالش ہرجانہ ہی تک محدود نہیں ہے ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ یہی اصول دفعہ ۴۸ ایکٹ حال کی تعبیر کرنے میں اختیار کیا جانا چاہیے ۔ نقشہ جات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعیان نے اُس رقبہ میں اضافہ کیا ہے جسکے واسطے اُنکو اجازت ملی تھی ۔

مہادیو ودی بہاٹ منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان) :۔ دفعہ ۴۸ ایکٹ میونسپلٹی ضلع کی غرض اس میعاد کو کم کرنے کی ہے جس کہ اندر مالی معاوضہ افعال ناجائز مرتکبہ میونسپلٹی بتعمیل احکام ایکٹ مذکور کئے جا سکیں اور نیز یہ کہ میونسپلٹی کو ایک مناسب میعاد کا نوٹس دیا جائے تاکہ وہ اپنی حالت پر غور کر کے معاوضہ پیش کر سکیں ۔ اسلئے ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ دفعہ مذکور ہمارے دعوے حال سے متعلق نہیں ہے جسمیں ہم ایک حکم امتناعی اور اس امر کے استقرار کی استدعا کرتے ہیں کہ پاخانہ مطابق اجازت عطا کردہ میونسپلٹی کے بنایا گیا تھا ۔ ہمارے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ مدعا علیہ کو ایک نوٹس ارجاع نالش کا دیتے ۔ وہ امور جنسے عدالت کو یہ قرار دینے کی تحریک ہوئی تھی کہ دفعہ ۴۸ نالشات بیدخلی مبنی بر استحقاق سے متعلق نہیں ہے نالشات استقرار اور حکم امتناعی سے متعلق ہیں ہر دو عدالتہائے ماتحت نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا ہے کہ مدعیان نے مطابق اجازت عطا کردہ مدعا علیہم کی پاخانہ بنایا تھا

بائی صاحب جسٹس ۔ صورت حال میں مدعیان نے میونسپلٹی پر دلایا پایا کہ نالش واسطے حصول استقرار اس امر کے رجوع کی تھی کہ مدعیان نے پاخانہ مطابق نہ کہ خلاف احکام جاری کردہ میونسپلٹی کے بنایا ہے اور نیز واسطے حاصل کرنے ایک حکم امتناعی کے جسکی رو سے مدعا علیہ میونسپلٹی پاخانہ مذکور کے گرانے سے باز رکھی جائے ۔

(۱) (…) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۳

(۲) (…) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۹

(۳) (…) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۵

(۴) (…) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۶۳۴

(۵) (…) ” ” ” جلد صفحہ ۱۲۴

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپلٹی پرولا
بنام
نگندس سوالی دوبہائی

میونسپلٹی نے عدالت اول میں یہ جواب دیا کہ وہ پاخانہ جو بنایا گیا تہا مطابق احکام جاری کردہ کی تہا اور اس تنقیح کا فیصلہ جو بسطر حیر اٹہائی گئی تہی عدالت مذکور نے میونسپلٹی کے برخلاف کیا تہا۔

اُنہوں نے اپنی یادداشت اپیل بعدالت اپیل ماتحت میں یہ عذر کیا تہا کہ زیر دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۴ء نالش چل نہ سکتی تہی کیونکہ کوئی نوٹس نالش کا حسب منشا دفعہ مذکور نہ دیا گیا تہا اور اُنہوں نے یہ بہی عذر کیا تہا کہ وہ اجازت جو اُنہوں نے دی تہی اُسکی تعبیر عدالت ماتحت نے غلط طور پر کی ہے اور چونکہ پاخانہ مطابق اجازت مذکور کے نہیں بنایا گیا اسلئے وہ بروئے احکام ایکٹ مذکور کے میونسپلٹی کے حکم پر گرا دیے جانیکے قابل تہا۔

عدالت اپیل ماتحت نے عدالت ماتحت کی ڈگری کو بدیں قرار داد بحال رکہا تہا کہ عمارت خلاف احکام جاری کردہ کے نہ بنائی گئی تہی اور نیز یہ کہ بروئے فیصلہ مقدمہ رشد ملا یا بنام گوکاک میونسپلٹی (۱) کہ ایسی صورت میں کسی نوٹس کے زیر دفعہ ۴۸ ایکٹ ترمیم کنندہ سنہ ۱۸۸۴ء دیئے جانیکی ضرورت نہ تہی۔

اپیلانٹ میونسپلٹی کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ فیصلجات مقدمات کالنشی ناتہہ کیشو جوشی بنام گنگا بائی (۲) دمنوہر گنیش تمبیکار بنام داکور میونسپلٹی (۳) رشد ملا یا بنام گوکاک میونسپلٹی (۴) وہریلال رنچود لال بنام ہمت مانک چند (۵) میں سوائے اسکے اور کچہہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۴ء صرف اُن مقدمات سے غیر متعلق ہے جہانتک نالش رجوع کردہ کی نوعیت نالش بیدخلی کی ہو یا اُسکا تعلق ایک ایسی فعل کے ساتہہ ہو جس کے کہ بتعمیل اُن اختیارات قانونی کے عمل میں لانیکا قصد نہ کیا گیا ہو جو کہ میونسپلٹی کو مفوض ہیں۔

الفاظ دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۵ء جبکہ فیصلہ مقدمہ سورابجی لنسر وانجی بنام جیسشان میں شہر بمبئی (۶) صادر کیا گیا تہا صریح طور پر بحوالہ ایسے مقدمات کے استعمال کئے گئے ہیں جنکا تعلق صرف معاوضہ افعال ناجایز کے ساتہہ ہو۔ اور یکے از مقدمات محولہ مقدمہ مذکور یعنی پرالس بنام کہیلت (۷) میں ایک مشابہ دفعہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کیگئی تہی کہ اغلباً منشا یہ تہا کہ دفعہ مذکور صرف نالشات

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۵ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۸۳

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۹ (۴) (سنہ ۱۸۹۸ء) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۵

(۵) (سنہ ۱۸۹۸ء) ” ” ” جلد ۲۲ صفحہ ۶۳۶ (۶) (سنہ ۱۸۶۵ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۰ صیغہ ابتدائی دیوانی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۵ (۷) (سنہ ۱۸۶۶ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۰ و ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۱

۱۹۰۰ء
میونسپلٹی پرولا
بنام
لکشمنداس سوبھا یادو بھائی

ہرجانہ سے متعلق ہو۔ ایک اور مقدمہ پورنو چندر رائے بنام ریچ بالفور (۱) میں جسکا حوالہ ہی مقدمہ سوراجی بنام جسٹان جی پیشہ بمبئی میں دیا گیا تہا فیر صاحب جسٹس نے یہ خیال کیا تہا کہ " یہ قیاس کرنا مناسب ہے کہ دفعہ ۷ ، بنگال ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۴ء صرف اُن نالشات سے متعلق ہے جو بخلاف کمشنران کے واسطے ہرجانہ اُن افعال کے کیگئی ہوں جو کہ اُنہوں نے کئے ہوں " یہی رائے اس دفعہ کی متعلق مقدمہ چندر سکھ بنام ابہائے چرن (۲) میں ظاہر کیگئی تہی جہاں یہ قرار دیا گیا تہا کہ دفعہ مذکورہ صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جہانکہ مدعی ہرجانہ یا معاوضہ کا دعوے کسی بیجا ناجائز فعل کی بابت کرتا ہو جو کمشنران یا اُن کے عہدہ داران نے بتعمیل اپنے اختیارات قانونی کے یا نیک نیتی سے یہ باور کر کے کہ وہ اختیارات مذکورہ کے اندر ہے کیا ہو" اور یہ بہی ابراد کیا گیا تہا کہ " نوٹس کا یہ منشا ہے کہ مدعا علیہ کو اگر ایک موقع نقصان مذکورہ کے عوض کسیقدر روپیہ پیش کرنیکا دیا جائے تاکہ خرچہ تنازعہ کا بار اضافہ نہو" اسی مضمون کا فیصلہ مقدمہ میونسپل کمیٹی مراد آباد بنام چتری سنگہ (۳) ہے۔

مقدمہ جوہرل بنام میونسپلٹی احمد نگر (۴) میں دفعہ ۸۶ بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۳ء کے متعلق جو منسوخ کیگئی ہے اور جس کی بجائے دفعہ ۱۶۰ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۵ء وضع کیگئی ہے یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ صرف نالشات ہرجانہ سے متعلق ہے۔ اور مقدمہ سوراجی بن وانجی بنام جسٹان جی پیشہ بمبئی ایک ایسے انا کمنٹ سے متعلق قرار دیا گیا تہا (دفعہ ۲۰۴ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۵ء) جو مشابہ دفعہ ۸۶ بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۳ء کے تہا۔ مقدمہ صاحبزادی شہنشاہ بیگم بنام فرگسن (۵) میں ایک ایسی ہی رائے دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق اختیار کیگئی تہی جو ایک ایسی دفعہ ہے جسکے روسے عہدہ داران سرکاری نوٹس کے مستحق قرار دیگئی ہیں جبکہ اُنپر ہرجانہ کی نالش کسی ایسے نقصان کے واسطے کیجائے ہو جو اُنہوں نے بلا ارادہ بتعمیل اپنے فرائض منصبی کے پہونچایا ہو۔ غرض یہ ہے کہ فریق مذکور کو ایک موقعہ معاملہ کے درست کرنے یا معاوضہ کے پیش کرنے یا اُس شئے کے واپس کرنیکا جو لیگئی ہو یا اُس نقصان کے ادا کردینیکا دیا جائے جو پہونچایا گیا ہو فیصلہ مقدمہ رنچھوڑ جیبہائی بنام میونسپلٹی ڈاکور (۶) میں جو دفعہ ۸۶ بمبئی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۳ء سے متعلق ہے درست ہے یہ رائے تسلیم کیگئی ہے کہ ہر کام مذکور کی غرض یہی کہ

(۱) (سنہ ۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۲۵ (۲) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۹
(۳) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۶۹ (۴) (سنہ ۱۸۸۲ء) " " بمبئی جلد ۶ صفحہ ۵۸۰
(۵) (سنہ ۱۸۸۱ء) " " کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۹۹ (۶) (سنہ ۱۸۸۴ء) " " " جلد ۸ صفحہ ۴۲۱

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپلٹی پردلا
بنام
لکشمنداس سچ یادوبہائی

کافی معاوضہ ادا کردینے کا موقعہ دیا جائے۔ قرار یہ دیا گیا تہا کہ دفعہ مذکور صرف نالشات ہرجانہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ وہ ہر دعوے از قسم مالی سے متعلق ہے جو میونسپلٹی یا اُسکو عہدہ داران کے افعال سے پیدا ہوا ہو جو بتعمیل نیک نیت فرائض منصبی کے ایسے ناجائز افعال عمل میں لائیں جو اُنکے اختیارات کے رو سے جائز نہوں۔ اس تعبیر دفعہ مذکور کے رو سے جو کسیقدر وسیع تہی یہ ضروری تہا کہ خواہ نالش واسطے ہرجانہ کے ہو یا نہ نوٹس کے ضروری بنانے کو واسطے کسی فعل کا بتعمیل اختیارات عطا کردہ قانون کے کیا جانا ضروری تہا۔ البتہ ایسی مقدمہ سیاندی بنام میک کوہی (۱) ہیں جسمیں دفعہ ۱۶۸ مدراس ٹاؤن امپروومنٹ ایکٹ (سنہ ۱۸۷۱ء) کی تعبیر کیگئی تہی جس کے رو سے نوٹس کا دیا جانا ضروری تہا بوجبکہ ایک نالش بخلاف کنندہ اُس کے کسی ایسی فعل کے واسطے کیجائے جسکا ارتکاب زیر ایکٹ مذکور کیا گیا ہو" یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک نالش میں جو واسطے دلا پانے بقایائے واجب الادا بر بنائے معاہدہ کے رجوع کیگئی ہو کسی نوٹس کا دیا جانا ضروری نتہا کیونکہ خلاف ورزی معاہدہ ایک ایسا فعل متصور نہیں کیا جا سکتا جو بتعمیل ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہو۔ فیصلہ مذکور کا مقابلہ فیصلہ مقدمہ سیلمس بنام جج (۲) کے ساتہ کرنا مفید مطلب ہوگا جہاں ایک سوال ایک ایسی دفعہ کے متعلق پیدا ہوا تہا جسکے ایسے ہی الفاظ تہے اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ نالش واسطے واپس دلا پانے اُس روپیہ کے جو بطور تشخیص ایک شرح شارع عام کے ادا کیا گیا تہا جو زیر ایکٹہائے ۵ و ۶ ولیم چہارم باب ۵۰ کے کیگئی تہی مقتضی پہلے نوٹس کے دیئے جانیکی تہی۔ وصولی مذکور گو ناجائز تہی بہ تعمیل مفروضہ اختیارات عطا کردہ ایکٹ مذکور کے تہی۔

مقدمہ مڈلینڈ ریلوے کمپنی بنام لوکل بورڈ آف وتہنگٹن (۳) کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ اُسمیں اس امر کے متعلق اور زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُسمیں نوٹس کا دیا جانا ایک نالش واپسی زر میں ضروری قرار دیا گیا تہا جو روپیہ کہ لوکل بورڈ کو بطور اخراجات مرمت ایک ایسی سڑک کے ادا کیا گیا تہا جسکے کرو اسطے مدعیاں غلطی سے ذمہ وار سمجہی گئی تہے لنڈلے صاحب لارڈ جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ حجت یہ کیگئی ہے کہ کسی جانی طاقت سے کام نہیں لیا گیا مگر یہ ایک نادرست حجت ہے اور میں اُسکی پیروی نہیں کر سکتا مگر اغلباً فعل مرتکبہ زیر ایکٹ مذکور بمقدمہ مذکور جو بطور عطا کنندہ بنائے دعوے بحق مدعیاں کے متصور کیا گیا تہا بالارادہ ادائگی زر منجانب مدعیان نہ تہا بلکہ بورڈ کا یہ

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۲ (۲) (سنہ ۱۸۴۰ء) لاء رپورٹ کومنز بنچ جلد ۲ صفحہ ۴۲

(۳) (سنہ ۱۸۸۳ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۷۸۸

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپلٹی پونا
بنام
لکشمن سیواجی [illegible]

فعل تہا کہ اُنہوں مدعیاں کے خرچ سے سڑک کی مرمت کرنیکا ذمہ اُٹہایا تہا -

مقدمہ نگوشا بنام میونسپلٹی شولاپور (۱) میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ زیر دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۴ء (دفعہ زیر بحث حال) محض یہ امر واقعہ کہ ایک فعل مرتکبہ زیر ایکٹ مذکور کے روسے نالش ضرور ہو گئی تہی احکام دفعہ مذکور متعلق بہ نوٹس قبل از ارجاع نالش کو عمل میں لانیکے واسطے کافی ہے - مگر اُس نالش میں گو کیسے از افعال زیر بحث کا ارتکاب زیر ایکٹ مذکور کیا جا سکتا تہا تاہم نالش دراصل واسطے ایک فعل مرتکبہ زیر ایکٹ مذکور کے نہتی بلکہ بباعث تسلسل قبضہ اور اظہار استحقاق منجانب میونسپلٹی کے کیگئی تہی جسکے کہ بتعمیل اختیارات قانونی کے کئے جانیکا قیاس کرنا ناممکن تہا اسلئے دیئے مقدمہ مؤخر الذکر جسکی کہ نسبت مقدمہ کالنقی ناتہ کیشو جوشی بنام گنگا بائی (۲) میں سوال اُٹہایا گیا تہا کامل طور پر بروئے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ منوہر گنیش بنام ڈاکور میونسپلٹی (۳) کے منسوخ کیا گیا تہا جسمیں گو یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ دفعہ ۴۸ اُن نالشات سے متعلق ہو سکتی ہے جو ماسوائے نالشات ہرجانہ کے ہوں تاہم قرار یہ دیا گیا تہا کہ وہ اُن نالشات بیدخلی سے متعلق نہیں ہو سکتی جو استحقاق پر مبنی ہوں - اسمیں شبہ نہیں کہ اُس مقدمہ میں مالسکنگ صاحب جسٹس نے یہ ظاہر کیا تہا کہ اختیارات زیر ایکٹ مذکور جنکے روسے میونسپلٹی قبضہ اراضی حاصل کر سکتی اور جاری رکہہ سکتی ہے خاص احکام معاوضہ واجب الادا کے ساتہ ملی ہوئی ہیں - اُس مقدمہ کے نتیجہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کافی نہیں ہے کہ مرتکبہ زیر اختیارات قانونی کے روسے مدعی کو چارہ جوئی کرنیکا موقعہ ملسکتا تہا بلکہ یہ بہی ضروری تہا کہ چارہ جوئی مستدعیہ یعنی خود نالش واسطے ایسے فعل کے ہونی چاہیئے نہ کہ کسی اور فعل کے واسطے مقدمہ رشد ملا پا بنام گوکاک میونسپلٹی (۴) اس مسئلہ کو ایک مرحلہ اور طے کراتا ہے اور اُسمیں یہ فیصل کیا گیا ہے کہ نالش دربارہ ہرجانہ منہدم کرنے ایک دیوار کے منجانب میونسپلٹی زیر اختیارات عطا کردہ قانون کے واسطے زیر دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۴ء نوٹس کا دیا جانا ضروری ہے - مگر واسطے حاصل کرنے قبضہ زمین اور حکم امتناعی بخلاف دست اندازی لقبضہ مذکور کے مدعی بغیر نوٹس کے نالش کر سکتا تہا - فیصلہ مقدمہ مذکور میں مقدمہ فلاور بنام لوکل بورڈ آف پولٹن (۵) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا گیا تہا کہ حکم امتناعی محض ایک ضمنی استدعا نالش بیدخلی کی ہے جسکی کہ واسطے نوٹس غیر ضروری تہا -

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۹۴ (۲) (۱۸۹۶ء) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۳ (۳) (۱۸۹۶ء) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۹ (۴) (۱۸۹۷ء) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۵ (۵) (۱۸۹۱ء) [illegible] جلد ۵ صفحہ ۴۴

ایک جدید تر مقدمہ ہریلال رنچھوڑلال بنام مہت (۱) میں نالش واسطے حکم امتناعی کے تھی جسمیں کوئی قدرتی بدخلی کی نکلگئی تھی اور گو عدالت نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ نالش کسی ایسی شئے کے واسطے نہ تھی جو بہ تعمیل ایکٹ مذکور کے کیگئی ہو نیز یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ وہ دفعات جو ہم مضمون کے مطابق ہیں انکی نسبت ہمیشہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ نالشات بدخلی سے متعلق نہیں ہیں۔ علاوہ مقدمات مذکورہ بالا کے اس مسئلہ کی تائید میں عدالت نے مقدمہ پریزیڈنٹ تعلقہ بورڈ سواگنگ بنام نرائنن (۲) کا حوالہ دیا تھا۔ اس موخر الذکر مقدمہ میں مدعا علیہ بورڈ نے مدعی سے مطالبہ کیا تھا کہ اس دیوار کو گرا دے جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ وہ ایک مزاحمت ہے اور اسکو نوٹس دیا گیا تھا کہ بصورت عدم تعمیل بورڈ اسکو گرا دیگی۔ دفعہ محولہ (دفعہ ۱۵۶ ایکٹ لوکل بورڈ مدراس ۱۸۸۴ء) کے الفاظ مشابہ دفعہ ۴۸ بمبئی ایکٹ ۱۸۸۴ء کے تھے اور قرار یہ دیا گیا تھا کہ اسکی رو سے ایسی صورتوں میں نوٹس کا دیا جانا ضروری نہیں ہے۔ مقدمہ فلاور بنام لوکل بورڈ آف ایلش (۳) مذکورہ بالا میں اصول مذکور درست تر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ میں جیسل صاحب ماسٹر آف رولز نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اصلی غرض نالش کی یہ تھی کہ ایک امر باعث تکلیف عام کا جاری رہنا روکا جائے جسکی نسبت مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ بوجہ افعال مدعا علیہم کے وقوع میں آیا ہے اور افعال مذکور بظاہر بہ تعمیل اختیارات قانونی کے کئے گئے تھے۔ وہ دفعہ (۳۸ و ۳۹ وکٹوریہ باب ۵۵ دفعہ ۲۶۴) جسکے رو سے کسی فعل مرتکبہ کے واسطے نوٹس کے دیئے جانیکی ضرورت تھی جو زیر احکام ایکٹ ہذا کے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو ایک ایسی دفعہ قرار دیگئی تھی جو ایک نالش ہرجانہ سے متعلق ہے اور اسکی غرض یہ تھی کہ عہدہ داران سرکاری کو ایک موقعہ معاوضہ کے پیش کرنیکا اس نقصان کے واسطے دیا جائے جو فریق ثانی کو پہونچا ہو۔ مگر وہ ایسی صورت سے متعلق نہیں ہو سکتی جہانکہ عہدہ داران سرکاری نے ناجائز طور پر ایک مکان گرایا ہو یا ایک نالی بند کر دی ہو۔ اور اگر ایسا ہو تو وہ ایک ایسی اجازت کی حد تک پہونچ جائیگی جو ہر ایک لوکل بورڈ کو واسطے پہونچانے کسی نقصان کے جو وہ چاہیں عطا کیا گیا ہو درصورتیکہ ایکماہ کا نوٹس جاری ہو۔ انگلستان کے مذکورہ دفعہ اسٹیٹوٹ ۵۶ و ۵۷ وکٹوریہ باب ۶۱ حاوی ہو جسکی رو سے بجائے نوٹس کے یہ حکم دیا گیا ہے (دربارہ نالشات ہرجانہ کے) کہ اگر عدالت کی رائے میں مدعی نے مدعا علیہ کو ایک کافی موقعہ معاوضہ کے پیش کرنیکا قبل شروع کرنے کارروائیات کے نہ دیا ہو تو عدالت مدعا علیہ کو خرچہ دلانیکی مجاز ہے۔

---

(۱) (۱۹۰۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۶۳۶ (۲) (۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۷
(۳) (۱۸۷۷ء) چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۴۷

سنہ ۱۹۲۰ع
میونسپلٹی پرولا
بنام
سوباجی

مقدمات محولہ بالا کے نتیجہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے اغراض دفعہ ۴۸ کے جو شے کہ عدالت کو ملحوظ
رکھنی چاہیے وہ اصلی غرض نالش کی ہے اور دفعہ مذکور کے رو سے صرف اُس صورت میں نوٹس ضروری
ہے جبکہ نالش کسی ایسے فعل کیواسطے ہو جسکا کہ میونسپلٹی نے بروئے اختیارات عطا کردہ کے ارتکاب کیا گیا ہو یا ارتکاب کیا جانا
مقصود ہو۔ صرف ایسی صورتمیں مدعی کیواسطے ضروری ہو سکتا ہے کہ وہ معاوضہ کے پیش کرنیکا موقعہ دے
اور ایسی صورتوں میں وہ ورنگ جو کہ بباعث نوٹس کے وقوعمیں آتی ہے بالکل غیر ضروری ہے۔ لیکن جب
نالش کسی ایسے فعل کے واسطے ہو جسکا کہ پہلے سے ارتکاب کیا گیا ہو بلکہ واسطے روکنے کسی ایسے فعل کے ہو جسکا بعد میں
مداوا ہو سکتا ہو تو نہ تو بحالی کا دعوے کیا جا سکتا ہے اور نہ ورنگ کا کیا جانا ضروری ہے۔ یہ قرار
دینا ناممکن ہے کہ بعض نوٹس یا استدعا بابت ہونگی کسی کام کے آئیندہ کیے جانیکی گو وہ بروئے اختیارات عطا
کردہ کے دیا گیا ہو یا کیگئی ہو ایک ایسا فعل ہے جو پہلے سے کیا گیا ہے یا جسکا کیا جانا مقصود ہو۔ اور
کوئی ایسا فعل بجانب میونسپلٹی کے صورتحال میں کیا جانا بیان نہیں کیا گیا اسلئے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ نوٹس
ایک جا اجتماع نالش میں بروئے دفعہ ۴۸ ایکٹ مذکور کے ایک شرط ماتقدم پایا گیا ہے۔

یہ سوال کہ آیا پاخانہ زیر بحث خلاف اُن شرائط کے بنایا گیا تھا جو کہ میونسپلٹی نے اپنی اجازت میں مقرر
کی تھیں ہر دو عدالتہائے ماتحت نے نفی میں فیصل کیا ہے۔ اگر فیصلہ مذکور کلیتاً بر بنائے واقعات کے
متصور کیا جا سکتا ہے تو اُسکی نسبت بطبق اپیل دوم کے اعتراض نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر وہ بطور
ایک سوال قانونی کے متصور کیا جا سکتا ہے تو یہ رائے ظاہر کرنا کافی ہے کہ آیا میونسپلٹی کا منشا زیر
دفعہ ۴۳ عمل کرنیکا تھا یا کہ زیر ضمن (۲) دفعہ ۹۴ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۰۱ع - اُسکے احکام اور ہدایات کی
تعبیر صرف اسطرح کیجا سکتی ہے کہ وہ درست اور قانونی اثر کے ساتھ عامل ہوتی ہیں۔ عدالتہائے
ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ احکام مصدرہ اسطرح عامل ہو سکتے تھے کیونکہ ایک طرف تو اُنکی رو سے
عمارت زیر بحث کے بنانے کی اجازت ۱۰ × ۸ فٹ کے رقبہ کی زمین پر دیگئی تھی مگر بخلاف
ازیں اُنکی رو سے ہدایت کیگئی تھی کہ وہ ایک خاص حد سے متجاوز نہونی چاہیے جو مطابق عذر میونسپلٹی
کے اُس پیمائش کردہ رقبہ کے اندر ہے جہانتک کہ اُنکی اجازت وسیع تھی۔ اسلئے اُنکا حکم مطابق
خود اُنکے عذر کے اور نیز بروئے واقعات قرار دادہ کے نادرست اور ناقابل تعمیل تھا اور اُن کے
واسطے یہ عذر کرنا ناممکن ہے کہ وہ عمارت جو مطابق اجازت عطا کردہ کے بنائی گئی ہے اسوجہ سے
اُسکے خلاف ہو کہ اسمیں اُس ہدایت کی تعمیل نہیں کی گئی جو اُس اجازت کے بالکل نامطابق تھی۔ نہ تو قانون

سنہ ۱۹۰۱ء
میونسپلٹی پیدلا
بنام
لکشمن داس سوبہا ی دوبہا

اور نہ کوئی یہ تعمیل احکام قانون کسی شخص کو کسی ناممکن شے کے کرنے پر مجبور کر سکتی ہے اور وہ اجازت جس میں ایک ایسی شرط شامل ہو جو خود اُس کے احکام کے بالکل نامطابق ہو جائیز احکام کی ذیل میں نہیں آسکتی۔ مگر عدالت ہائے ماتحت نے اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کیا ہے کہ اجازت عطا کردہ بحوالہ واقعات ثابت کردہ کے صرف ایک تعبیر کئے جانے کے قابل ہے اور کہ وہ عمارت جو مدعی نے بنائی ہے اُس اجازت کے خلاف نہیں ہے جبکہ اُسکی اسطرح پر تعبیر کیجائے۔ ان وجوہات پر اپیل نامنظور کیا جانا چاہئے اور ڈگریات عدالت ہائے ماتحت معہ خرچہ بحال رکھی جانی چاہئیں۔

فلٹن صاحب جسٹس: میں اتفاق کرتا ہوں۔

ڈگریات بحال رکھی گئیں۔

اجلاس کامل

نگرانی فوجداری

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و کنڈی صاحب جسٹس وبائی صاحب جسٹس

۷ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

چہوٹا لال لوبہائی (ابتداً مستغیث) سائل **بنام** ناتہابہائی بچار (ابتداً ملزم) فریق مخالف*

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۴ (ح) باب ۱۵ حصہ ب دفعات ۱۹۱ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۴۳۵ - مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۴۹۹ تشریح اول - ازالہ حیثیت عرفی زوجہ - استغاثہ بجانب شوہر - فریق رنجیدہ -

اجلاس کامل نے (باختلاف رائے راناڈے صاحب جسٹس) تجویز کی کہ بروئے احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) شوہر مستغیث ہونیکا مستحق ہے جہانکہ جرم مبینہ ازالہ حیثیت عرفی ہو بسبب اسکے کہ اُسکی زوجہ پر بے عصمتی کا اتہام لگایا گیا ہو۔

درخواست نگرانی زیر دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) بنا راضی حکم صادرہ ای ایف اکین ڈی سن صاحب سشن جج احمد آباد۔

مستغیث چہوٹا لال لوبہائی نے ایک استغاثہ عدالت سٹی مجسٹریٹ احمد آباد میں بخلاف ناتہابہائی بچار اور اما شنکر دلسکھرام کے رجوع کیا تہا جسمیں اُنپر یہ الزام لگایا گیا تہا کہ اُنہوں نے مستغیث کی زوجہ کی اُسپر بے عصمتی کا اتہام

---

* درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۷ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۰ء

لگاکر توہین کی ہے - مجسٹریٹ مذکور نے مقدمہ امپریٹر بنام قسطنطین جان ڈی سوزا (۱) کی سند پر ملزمان کو زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) بری کیا تھا - اُسکے فیصلہ کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

" اگر ایک عورت کے شوہر کو رنجیدہ خیال کیا جاسکے جبکہ اُسکی زوجہ کی پاکدامنی پر اعتراض کیا جائے تو کیوں اُسکے والدین برادران اور ہمشیرگان اور بچوں کی نسبت بھی ایسا ہی خیال کیا جانا چاہیے کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اُنکو ویسا ہی رنج پہونچا ہے جیسا کہ شوہر کو ؟ مجھے یہ خیال کرنا چاہیے کہ والدین کی نیکنامی کو زیادہ ضرر پہونچتا ہے اور والدین اور برادران ہمشیرگان اور بچوں کی نیکنامی اور امید کو اخلاقی نظر سے بلحاظ ازدواج اور دیگر معاملات برادری کے بہ نسبت شوہر کے زیادہ تر نقصان پہونچتا ہے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک شادی شدہ عورت یا ایک بیوہ یا یافزہ بعض صورتوں میں اپنے سن رسیدہ باپ یا ماں کے ساتھ رہتی ہو یا اپنے بیمار بھائی یا ہمشیرہ یا نابالغ دختر یا پسر کے ساتھ اور وہی تنہا اُسکی گذارہ اور حفاظت شخص مذکور کی ہوسکتی ہے - بصورت اُسکی توہین کئے جانیکے آیا قانون ایسے رشتہ دار کو اجازت دیسکتا ہے کہ ایک استغاثہ ان وجوہات پر رجوع کرے کہ اُسکی نیکنامی کو ضرر پہونچا ہے اور کہ بصورت عورت کے خارج از قوم کئے جانیکے وہ شخص اسکے ساتھ رہنے سے قابل نہیں رہیگا اور وہ کبھی نہ کسی وجہ سے کسی اور شخص کی حفاظت میں رہ سکتا ہے اور نہ وہ کسی رشتہ دار کی حفاظت حاصل کرنیکے قابل ہوسکتا ہے اور اُسکو ضرر جسمانی یا دلی یا دونو ضرر ایسے پہونچ سکتے ہیں جبکہ ایک دفعہ حد قائم کردہ قانون سے تجاوز کیا جائے تو کس جگہ حد مذکور مقرر کیجانی چاہیے اور کس درجہ رشتہ کی حد تک استغاثہ رجوع کرنیکا استحقاق وسیع یا محدود کیا جانا چاہیے ؟ میری رائے میں قانوناً مناسب نہ ہوگا کہ کسی ایسے رشتہ دار کو استغاثہ کی اجازت دیجائے تو پھر کیوں شوہر کو زیادہ تر حق استغاثہ کا حاصل ہونا چاہیے ؟ -

" ازالہ حیثیت عرفی کا جرم قابل راضی نامہ ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری - صرف ایک ہی شخص جو اُس کا راضی نامہ کرسکتا ہے وہ شخص ہے جس کی حیثیت کا ازالہ ہوا ہو - صدہا مقدمات ایسے ہوتے ہیں جنمیں شوہر اپنی زوجہ کے ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ کرنے کا خواہاں ہوسکتا ہے - مگر خود زوجہ اس طریق کے اختیار کرنے کے بالکل مخالف ہوسکتی ہے "

---

(۱) فیصلہ جات فوجداری بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ نمبر ۴ اشاعت ۱۸۹۸ء :-

تجویز متفق (از طرف ولسٹ صاحب و برڈووڈ صاحب جسٹسان) کہ ایک عورت کی ازالہ حیثیت عرفی کی صورت میں ... عورت کے یا اُسکا کوئی ذکور رشتہ دار ایسا شخص ہے جسکو زیر دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۸ء) استغاثہ کرنا چاہیے -

سنہ ۱۹۰۰ء
چھوٹا لال للوبھائی
بنام
نانہا بھائی بچار

پس بصورت استغاثہ کے رجوع کیو جاویگی کون شخص جرم کی نسبت راضی نامہ کر سکتا ہے؟ میری طور پر وہ غوث ہے کہ شوہر لیکن جب یکدفعہ احکام دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری شوہر کی بابت کیو طرح حسب منشا رنبائے جاویں تو کیوں احکام دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بھی ایسی ہی نہ بنائے جانے چاہئیں؟ اور آیا ایسا طریق درست اور جائز ہوگا؟ میری یہ رائے ہے کہ یہ درست نہوگا۔

عدالت سشن احمد آباد نے مجسٹریٹ کی حکم بریت کو بحال رکہا تہا اور مستغیث نے ایکدرخواست ہائیکورٹ میں زیر اختیارات غیر معمولی (دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) رجوع کرکے ایک قاعدہ نامی سا ہی حاصل کیا تہا جسکی روسے ملزم بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا تہا کہ کیوں سشن جج کا حکم منسوخ نکیا جانا چاہئے۔

للوبہائی اسے شاہ بجانب مستغیث تنابید قاعدہ مذکور۔

فریق مخالف (ملزم) کیطرف سے کوئی وکیل نتھا۔

مقدمہ کی نسبت ایک ڈویژن بنچ فلٹن صاحب و کرو صاحب جسٹسان کے روبرو بحث کیگئی تہی جسنے اجلاس کامل سے استصواب کیا تہا۔ فیصلہ استصوابی حسب ذیل تہا:-

فلٹن صاحب جسٹس:- ہم فیصلہ مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ حلیم نید و بنام راماسامی[1] لاہی اتفاق کرنا چاہتے ہیں یعنے یہ کہ جب ایک شادی شدہ عورت کا ازالہ حیثیت عرفی اسپر بد عصمتی کا اتہام لگانیسے کیا جاوے تو اسکا شوہر ایک شخص ہے جسکو رنج پہونچا ہے جسکی طرف سے استغاثہ کئے جانے پر مجسٹریٹ مجاز ہے کہ مقدمہ کی سماعت زیر دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کرے۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی توہین جو ایک شخص ثالث نے زوجہ کی مقابلہ میں کی ہو ایک بلا واسطہ ضرر شوہر کی عزت اور نیکنامی کو پہونچاتی ہے۔

مگر ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ استصواب فوجداری نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۸ء میں عدالت ہذا نے اسکے خلاف فیصلہ کیا ہے اور اس مقدمہ کو مقدمہ حال سے ممیز کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ہمنے سوال ہذا کا استصواب اجلاس کامل سے کرنیکا فیصلہ کیا ہے سوال مذکور کا اسطرح پر استصواب کیا گیا تہا اور اسکی نسبت اجلاس کامل کے روبرو بحث کیگئی تہی جسمیں جنکنس صاحب چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و بانی صاحب جسٹس اجلاس فرما تھے۔

للوبہائی اسے شاہ بجانب مستغیث:- ہم کہتے ہیں کہ شوہر ایک فریق ہے جسے حسب منشا دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری رنج پہونچا ہے استعمال الفاظ "کسی شخص" بہ دفعہ مذکور یہ ظاہر کرتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ استحقاق مذکور کو صرف اس شخص کی حد تک محدود کیا جاوے جسکی واقعی طور پر توہین کیگئی ہو

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۹

سنہ ۱۹۰۰ء
چھوٹالال للو بھائی
بنام
نانابھائی بچا پر

لفظ "رنج پہونچا ہو" سے یہی صرف وہی شخص مراد نہیں ہے جسکو کہ برخلاف اور جسکی نسبت مضمون بشمول ازالہ حیثیت عرفی شائع کیا گیا ہو۔ اُس سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جسکا کہ کسیطرح پر کوئی تعلق اشخاص مذکور کے معاملہ ہوا ور جسپر اشاعت مذکور موثر ہو عام قاعدہ معاملات فوجداری میں یہ ہے کہ کوئی شخص جسکو اُن واقعات کا علم ہو جو ایک جرم کو بناتے ہوں استغاثہ رجوع کرسکتا ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۹۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری معاملہ گینش نرائن سیٹھی (۱) الفاظ دفعہ ۱۹۸ کی تعبیر آزادانہ طور پر کیجانی چاہئیے۔ قانون فوجداری کے رو سے زن و شوہر ایک ہی شخص سمجھے گئے ہیں ملاحظہ ہو دفعہ ۲۱۶ و ۲۱۶ الف مجموعہ تعزیرات ہند صرف کہ مقدمات اس امر کے متعلق موجود ہیں یعنی امپیریر بنام قسطنطین جان ڈی سوزا (۲) و چیلم بیند و بنام راماسامی (۳) مقدمہ اول الذکر میں کوئی تحریری فیصلہ موجود نہیں ہے اور فیصلہ مذکور کی تائید میں کوئی وجوہات بیان نہیں کیگئیں۔ دوسرا فیصلہ ہمارے عذر کی تائید میں ہے فیصلہ مقدمہ برہمنا بنام راماکرشنا (۴) متعلق نہیں ہے۔

[جناب صاحب چیف جسٹس: - آیا صورتحال میں عورت پر یہ الزام لگانا کہ وہ بدعصمت اور زناکار ہے شوہر کی توہین کی حد تک نہیں پہونچتا کیونکہ وہ اُسکی نیکنامی اور حیثیت قومی میں خلل انداز ہوتا ہے؟] -

ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ یہ بات شوہر کی توہین ہے اور وہ بلاشبہ طور پر ایک ایسا فریق ہے جس کو حسب منشاء دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری رنج پہونچتا ہے۔

فریق مخالف (ملزمان) کیطرف سے کوئی شخص لغرض اظہار وجہ خلاف قاعدہ مذکور حاضر نہوا تھا۔

فیصلہ اجلاس کامل (باختلاف رائے راناڈے صاحب جسٹس) حسب ذیل تھا: -

جناب صاحب چیف جسٹس (باتفاق رائے فلٹن صاحب و کروصاحب و ہائی صاحب جسٹسان): - وہ سوال جو بر طبق استصواب ہذا کے پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا بروئے احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے شوہر مستحق ہے کہ استغاثہ رجوع کرے جہانکہ بعینہ جرم ایسا ازالہ حیثیت عرفی ہو جسمیں اُسکی زوجہ پر بدعصمتی کا اتہام لگایا گیا ہو۔

اس سوال کا حل اُن معنوں پر منحصر ہے جو فقرہ "بمعہاب کسی شخص کے جسکو اُس جرم سے رنج پہونچا ہو" مندرجہ دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کئے جانے چاہئیں ہم استصواب کنندہ نے اس رائے کی

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۶۰۰ (۲) (سنہ ۱۸۸۳ء) فیصلہ فوجداری نمبر ۱۴
(۳) (سنہ ۱۸۹۱ء) ,, ,, مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۹
(۴) (سنہ ۱۸۹۲ء) ,, ,, ,, جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۰

سنہ ۱۹۰۰ع
چھوٹالال للوبھائی
بنام
نانہا بھائی بچار

تائید کی ہے کہ شوہر استغاثہ کرسکتا تہا۔ مگر انکی رائے کی برخلاف ایک پہلا غیر رپورٹ شدہ فیصلہ عدالت ہذا موجود تہا جسمیں اسکے خلاف رائے اختیار کیگئی تہی اسلئے استصواب ہذا کیا گیا ہے۔

پس اولاً بہتر یہ ہوگا کہ مجموعہ کی عام تدبیر کا امتحان بحوالہ ارجاع کار روائیات بذریعہ نالش کے کیا جائے توضیح نالش کا علم ہمکو دفعہ ۴ (ح) سے ہوتا ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ "نالش سے کسی شخص کا بیان مراد ہے جو تقریراً یا تحریراً مجسٹریٹ کے روبرو کیا جائے اس مضمون سے کہ مجسٹریٹ اوپر اس مجموعہ کے مطابق عمل کرے کہ دوسرا شخص معلوم یا لامعلوم جرم کا مرتکب ہوا ہے"

جزو ب باب ۱۵ مجموعہ مذکور ان شرائط سے متعلق ہے جو ارجاع کار روائیات کے واسطے ضروری ہیں۔ اور بروئے دفعہ ۱۹۰ کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "بجز اس صورت کے جو آیندہ مذکور ہے مجسٹریٹ پریزیڈنسی یا مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع اور کوئی اور مجسٹریٹ جسکو اس امر کا اختیار خاص دیا گیا ہو ہمارا ہر جرم کی سماعت کرسکتا ہے جب اسکے پاس شکایت بابت وقوع ایسے واقعات کے پہونچے جو جرم مذکور پر مشتمل ہوں" یہانتک کوئی حد اس شخص کے متعلق قایم نہیں کیگئی جو استغاثہ کرسکتا ہے۔ بروئے دفعات ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۸ و ۱۹۹ اسکے قابلیت استغاثہ دربارہ بعض خاص کردہ جرایم کے ان اشخاص کی حد تک محدود ہے جنکا کہ ذکر دفعات مذکور میں کیا گیا ہو۔ اسطرح ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ زیر دفعہ ۱۹۸ عدالت جرم ازالہ حیثیت عرفی کی سماعت نہیں کرسکتی "اِلّا بربنائے نالش کسی شخص کے جسے اس جرم سے رنج پہونچا ہو" ان جرایم پر غور کرنیسے جنکا کہ ذکر دفعات ۱۹۸ و ۱۹۹ میں کیا گیا ہے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس حد کو عائد کرنے سے کیا غرض ہے۔ جرایم متذکرہ دفعہ ۱۹۸ یہ ہیں (۱) خیانت مجرمانہ ملازم۔ (۲) ازالہ حیثیت عرفی اور (۳) جرایم متعلق بہ ازدواج ماسوائے زناکاری اور پہسلا لیجانے یا مجرمانہ نیت سے حبس بیجا میں رکہنے ایک شادی شدہ عورت کے۔ جرایم زناکاری اور پہسلا لیجانیکے واسطے زیر دفعہ ۱۹۹ یہ ضروری ہے کہ استغاثہ شوہر کیطرف سے کیا جانا چاہئے یا اسکی عدم موجودگی میں کسی ایسے شخص کیطرف سے جو اسکی طرف سے عورت کی خبرگیری کرتا ہو۔ یہ جملہ جرایم صریح طور پر پرائیوٹ حیثیت رکہتے ہیں اسلئے ان اشخاص پر حد عاید کیگئی ہے جنکی کہ طرف سے ارجاع کار روائیات کی اجازت دیگئی ہے۔ کیونکہ یہ امر قطعی طور پر نامناسب ہوگا کہ کسی شخص کے اختیار میں یہ بات دیجائے کہ وہ عدالت انصاف میں اس قسم کے جرایم کو پیش کرے اور میری رائے میں یہی نقصان ہے بخلاف جسکو حفاظت کرنیکی استدعا کی گئی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
چھوٹالال لوبھائی
بنام
نانابھائی پچار

مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ شوہر جو اسبات کا شاکی ہو کہ اسکی زوجہ پر بدعصمتی کا اتہام لگایا گیا ہی
بادی النظر میں نقصان مذکور کے تابع ہوتا ہے اور میری رائے میں اس سوال پر بلحاظ اظہار رائے مذکور
سے غور کیا جاسکتا ہے اور یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آیا کوئی بات فقرہ "کوئی شخص جسکو اُس جرم سے
رنج پہونچا ہو" میں ایسی موجود ہے جس سے وہ ایک مجاز مستغیث ہوسکتا ہو۔ میں مجموعہ مذکور میں
کوئی حد اُن معنوں پر عائد شدہ نہیں دیکھتا جنمیں کہ لفظ "رنج پہونچا ہو" کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور
نہ کوئی اور اظہار اُس قسم کے رنج کا کیا گیا ہے جس سے ایک شخص استغاثہ کا مجاز ہوسکتا ہو۔ تاہم
میری یہ رائے ہے کہ یہ امر تسلیم کیا جانا چاہئے کہ کوئی خیالی یا دلی رنج کافی نہوگا وہ ایسا رنج ہونا چاہئے جسکو
قانونی رنج موسوم کیا گیا ہو نہ کہ ایسی حالت جسکو حسب مرضی خود دلیل بنایا جاوے ۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا اسکی زوجہ پر بدعصمتی کا اتہام لگانا ایک قانونی رنج بحق شوہر ہے؟ مجھے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح طور پر ایسا ہی ہے گو بعض ایسے واقعات بلاشبہ طور پر موجود ہوسکتے ہیں
جنکی موجودگی میں وہ ایسا نہیں ہوسکتا یہ سوال کہ آیا ایسے خاص واقعات موجود ہیں یا نہیں ایک ایسا
سوال ہے جو بلحاظ خاص واقعات ہر ایک مقدمہ کے فیصل کیا جانا چاہئے۔ میری وجہ یہ کہنے کی کہ
ایسی توہین بادی النظر میں ایک قانونی رنج بحق شوہر ہے یہ ہے کہ وہ ایک رنج قابل سماعت عدالت
انصاف ہے کیونکہ اُس سے وہ ایسے خاص ہرجانہ کے دلا پانے کا مستحق ہوسکتا ہے جو کہ اُسکو
توہین مذکور سے پہونچا ہو اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے "شوہر کی نیکنامی اُسکی زوجہ کی نیکنامی سے اسقدر
دلی طور سے ملحق ہے کہ اُسکو ہمیشہ نالش کرنیکی اجازت دیگئی ہے جبکہ اُسکو نقصان پہونچے
گویا کہ الفاظ مذکور خود اُسکیطرف منسوب کیئے گئے ہیں" مزید براں عام تجربہ زندگی اس بات کو ظاہر
کرتا ہے کہ ایک شوہر عام واقعات کی موجودگی میں اپنی زوجہ کی بُری شہرت سے نقصان اُٹھاتا
ہے پس صحیح طور پر رنج بحق شوہر صرف دلی رنج ہی نہیں کہا جاسکتا ۔

میری رائے میں فقرہ "کوئی شخص جسے رنج پہونچا ہو" کا اطلاق صرف اُن اشخاص کی حد تک محدود
کرنا ناممکن ہے جنسے کہ جرم کا راضی نامہ زیر دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا جاسکتا ہو۔ اگر
یہ تعبیر درست ہو تو صرف وہی شخص جس کی توہین کی گئی ہو استغاثہ کرسکتا ہے مگر یہ صحیح نہیں

سنہ ۱۹۰۰ء
چھگن لال للو بھائی
بنام
ناتھا بھائی بچار

تشریح اول دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) بالکل بے سود ہو جاتی ہے اس تشریح مذکور کے رو سے ایک متوفی شخص کا ازالہ حیثیت کرنا جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر صرف وہی شخص جسکی توہین کیگئی ہو استغاثہ کرنیکا مجاز ہو تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شخص کارروائیات کے رجوع کرنے کو واسطے موجود نہیں ہے اور میری رائے میں یہ ہرگز منشا نہ تھا اور نہ وہ واقعی نتیجہ دفعہ ۱۹۸ کا ہو سکتا ہے۔ یہ رائے بھی کہ قابلیت استغاثہ بروئے دفعہ ۴۹۵ کی محدود نہیں ہے میری رائے میں کسیقدر پر زور بروئے فقرہ "کسی شخص جسے رنج پہنچا ہو" کے ہو جاتا ہے۔

پس وہ نتیجہ جو مینے اخذ کیا ہے اولاً یہ ہے کہ فقرہ "کسی شخص جسے رنج پہونچا ہو" بالضرور شخص رنج رسیدہ تک محدود نہیں ہے اور ثانیاً یہ کہ بادی النظر میں ایک شوہر شخص رنج رسیدہ ہے جبکہ اسکی زوجہ پر جو اسکی ساتھ رہتی ہو بدعصمتی کا اتہام لگایا جائے اور میں سوال مستصوبہ کا یہی جواب دیتا ہوں۔

مینے مقدمات فیصل شدہ کا حوالہ نہیں دیا کیونکہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا فرض بحیثیت اجلاس کامل کے یہ ہے کہ مجموعہ کے معنوں کو معلوم کریں تاہم یہ ظاہر کرنا نامناسب نہوگا جس سے کسی حد تک نتیجہ مذکور کی تائید ہوتی ہے کہ صرف ایک ہی درج رپورٹ شدہ مقدمہ متعلق بایں امر قبل جدید نفاذ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ حلیم بنام نیدو (۱) ہے جسمیں ایک شوہر کی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ شخص رنج رسیدہ ہے جبکہ اسکی زوجہ پر بدعصمتی کا اتہام لگایا جاوے۔ تاہم باوجود فیصلہ مذکور کے انکے روبرو موجود ہونیکے واضعان مجموعہ جدید نے کسی ترمیم کا کرنا ضروری نہ سمجھا تھا جو ایک ایسا امر واقعہ ہے جو اُس نتیجہ کی تائید میں ہے جو کہ مینے اخذ کیا ہے۔

رانا دے صاحب جسٹس:۔ وہ سوال جسکا کہ استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے یہ ہے کہ آیا ایک شادی شدہ عورت کا شوہر جسکی حیثیت کا ازالہ اُسپر بدعصمتی کا اتہام لگانے سے کیا گیا ہو بطور ایک شخص کے جسے رنج پہونچا ہو" کے حسب منشا دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری متصور کیا جا سکتا ہے جسمیں یہ حکم ہے کہ کوئی عدالت کسی جرم زیر باب ۲۱ مجموعہ تعزیرات ہند کی سماعت نکریگی الا بربنائے نالش کسی شخص کے جسے اُس جرم سے رنج پہونچا ہو۔ اُس ڈویژن بنچ کے ججان نے جنہوں نے استصواب ہذا کیا ہے فیصلہ حلیم بنام راماسامی (۲) سے اتفاق کیا ہے جسمیں یہ قرار دیا گیا تھا کہ جب ایک شادی شدہ عورت کی حیثیت کا ازالہ اُس پہ بدعصمتی کا اتہام لگانیسے کیا گیا ہو تو اُسکا شوہر ایک شخص رنج رسیدہ حسب منشاء دفعہ ۱۹۸ مجموعہ

(۱) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ (۲) (۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۹

سن ۱۹۰۶ء
لال للو بھائی
بنام
نہا بہائی بچار

ضابطہ فوجداری ہے -

ایک جدید تر مقدمہ (ریبیتنا بنام راما کرشنا (۱)) میں جسکا تعلق ایک نالش دیوانی بغرض وصولی ہرجانہ کے ساتھہ تھا اسوجہ سے کہ اُسکی زوجہ کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ اُسنے ایک برہمن کیساتھہ زنا کیا ہے اور اسکی اولاد اُسی برہمن کے صلب سے ہے ستوسامی ایار صاحب جج نے یہ بیان کیا تھا کہ اس قاعدہ سے اختلاف کرنے کا کوئی موقعہ موجود نہیں ہے کہ اُس شخص کو نالش کرنی چاہئے جسکی توہین کیگئی ہے اور چونکہ مدعیکی زوجہ ایسا شخص تھی اسلئے کسی اور شخص کو ارجاع نالش کی اجازت ندیگئی تھی - اس امر کی اسطرح فیصل کرنیمیں ستوسامی ایار صاحب نے ایک پہلو فیصلہ مقدمہ بنیا یا ربنام کرستنایار (۲) پر انحصار کیا تھا جسکا تعلق بھی ایک نالش دیوانی کے ساتھہ تھا اور مقدمہ دیا بنام پرام سکھہ (۳) دلکمسی بنام ہرن (۴) کا حوالہ دیا گیا تھا جنمیں سے اول الذکر مقدمہ میں ایک باپ کو اپنی دختر کی حیثیت کی ازالہ کے واسطے نالش کرنیکی اجازت ندیگئی تھی اور دوسرے مقدمہ میں ایک متوفی شخص کا بھاوند اس شخص کی حیثیت کے ازالہ کیواسطے نالش کرنیکا مستحق قرار نہ دیا گیا تھا - اسمیں شبہ نہیں کہ فیصلجات بنالشات دیوانی مذکور درست طور پر صورت حال سے متعلق ہیں جسکا تعلق فوجداری کارروائیات کے ساتھہ ہے اور امر متنازعہ تعبیر لفظ "رنج رسیدہ" مستعلمہ بدفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری تک محدود ہے - مگر فیصلجات مذکور سے وہ اصول ظاہر ہوتا ہے جو رشتہ داران زن وشوہر پر استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی میں حاوی ہونا چاہئے اگر ایک عورت کے شوہر کو جسکی توہین کیگئی ہو اپنی زوجہ کی حیثیت کے ازالہ کی نالش کرنیکی اجازت ندیجائے تو یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ بصورت خاص رنج کے بھی شخص مذکور پہونچنے کے شوہر کو اجازت دیجائیگی کہ اپنی زوجہ کی توہین کے واسطے استغاثہ کرے - فیصلہ مدراس بمقدمہ حلیم بیدو بنام راماسامی (۵) کی وقعت میں اسطرح موخر الذکر فیصلہ سے بہت خلل واقعہ ہوتا ہے -

بمبئی میں ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے کہ ماسوائے اُس عورت جسکی توہین کیگئی ہو اور کوئی شخص استغاثہ رجوع نہیں کرسکتا ملاحظہ ہو سرکار بنام قسطنطین جان ڈی سوزا (۶) حکم مصدرہ بمقدمہ موخر الذکر بہت مختصر ہے اور اسمیں کوئی وجوہات بیان نہیں کیگئیں مگر محفوظ طور پر یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُن ججاں کو جنہوں نے استصواب فوجداری کا فیصلہ کیا تھا یہ خیال کرنا چاہئے تھا کہ الفاظ شخص رنج رسیدہ مندرجہ دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے مراد وہی شخص ہے جس کی کہ توہین کیگئی ہے

(۱) ۱۹۰۰ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۲۵۰ (۲) ۱۸۸۰ء انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۸۴
(۳) ۱۸۸۱ء ،، ،، الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۰۴ (۴) ۱۸۸۱ء ،، ،، بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۰
(۵) ۱۹۰۱ء ،، ،، مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۳۷۹ (۶) ۱۸۸۴ء فیصلہ فوجداری نمبر ۱۴ -

سنہ ۱۹۰۰ء
چھوٹالال لو بھائی
بنام
ناتھا بھائی بہجار

ہماری رپورٹ ہای بمبئی میں صرف ایک ایسا فیصلہ موجود ہے (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بائی کشمنی[1]) جو صریح طور پر بحوالہ دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند کی متعلق صادر کیا گیا ہے ۔ اس مقدمہ میں ایک مجنون کی عورت پر کشیر الازدواجی کا استغاثہ مجنون کے برادر نسبتی نے کیا تہا اور قرار دیا گیا تہا کہ برادر مذکور ایک شخص رنج رسیدہ حسب منشاء دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری نہیں ہے ۔

تشریح اول دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی رو سے اجازت دیگئی ہے کہ نزدیکی رشتہ داران شخص متوفی کو ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے کرسکتے ہیں جبکہ متوفی کیطرف کوئی اتہام منسوب کیا جاے بشرطیکہ اس اتہام سے اس شخص کے جیتے جی اس کی نیکنامی کو نقصان پہونچتا اور اس نیت سے کہ اس شخص کے اہل وعیال یا قریب کے رشتہ داروں کی دلوں کو رنج پہونچا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو بالعموم وہ شخص جسکی توہین کیگئی ہو ایک شخص رنج رسیدہ ہے تاہم متوفی شخص کی صورت میں ایک استثنا قایم کیگئی ہے جسکی رو سے رشتہ داراں کو استغاثہ کی اجازت دیگئی ہے جبکہ متوفی کی نیکنامی کو نقصان پہونچتا ہو اور نیز ساتھ ہی اسکے زندہ رشتہ داراں کے دلکو رنج پہونچتا ہو ۔ لفظ "رنج رسیدہ" کا استعمال بحوالہ تین مختلف استغاثہ جات کے کیا گیا ہے ۔ اولاً دربارہ استغاثہ جات زیر باب ۱۹ کے ثانیاً استغاثہ جات ازالہ حیثیت عرفی میں اور ثالثاً جرایم بخلاف ازدواج میں ملاحظہ ہو دفعات ۴۹۳ لغایتہ ۴۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند بصورت زناکاری کے دفعات ۴۹۷ و ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند ۔ دفعہ ۱۹۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ یا تو شوہر یا درصورت غیر حاضری شوہر کے کوئی شخص جو زوجہ کی خبرگیری رکہتا ہو استغاثہ کرسکتا ہے ۔ وہ شخص جسکی توہین کیگئی ہو بہیثیت شخص رنج رسیدہ نہیں ہوتا ۔ بصورت ایک متوفی شخص کے رنج رسیدہ مستغیث ماسوائے اس شخص کے اور ہو سکتا ہے جسکی توہین کیگئی ہو مگر دفعہ مذکور میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسا زندہ شخص استغاثہ کرسکتا ہے بشرطیکہ اتہام مذکور سے زندہ اشخاص کی دل شکنی علاوہ متوفی کو نقصان پہونچانے کے ہو ۔

مگر مقدمہ حال میں چھوٹالال نے یہ شکایت نہیں کی کہ اسکی نیکنامی کو نقصان پہونچا ہے ۔ اپنے استغاثہ میں اُسنے بیان کیا ہی کہ اسکی زوجہ کی توہین کیگئی اور اسکا نام بطور شوہر فلاں فلاں کے درج کیا گیا پہر ان واقعات کی موجودگی میں وہ زیر دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری شخص رنج رسیدہ متصور نہیں کیا جاسکتا

(۱) (۱۸۸۶ء) انڈین لاءرپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳

سنہ ۱۹۰۱ء
چھوٹالال للو بھائی
بنام
نانابھائی بچار

جبکہ وہ دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ساتھہ ملا کر پڑھی جائے جسمیں صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہی شخص جس کی توہین کیگئی ہو راضی نامہ کرسکتا ہے۔ اگرچہ جیساکہ مقدمات محولہ بالا میں ظاہر ہوتا ہے برادری اور باپ استغاثہ کی رجوع کرنیکے مستحق قرار نہ دیئے جائیں تو کوئی وجہ شوہر کو دیگر نزدیکی رشتہ داران سے ممیز کرنیکی موجود نہیں ہے یہ قرار دینا اہم بدترتیبی کا باعث ہوگا کہ گو شوہر استغاثہ کرسکتا ہے تاہم زوجہ زیر دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری راضی نامہ کرکی اُسکی اثر کو زایل کرسکتی ہے۔

کہانے اور پینے کا الزام صریح طور پر زوجہ کی ذات تک محدود تھا۔ یہ الزام کہ زوجہ مذکور نے کم ذات لوگوں کے ساتھہ زنا کیا ہے ویسی ہی حیثیت رکھتا تھا۔ معیار ایسی صورت میں جرم بخلاف قوم ہے نہ کہ جرم بخلاف قانون یا اخلاق۔ کوئی ایسی مجلس قوم منعقد نکیگئی تھی جسمیں چھوٹالال پر اُسکی زوجہ کے قصور کیوجہ سے الزام لگایا گیا ہو اور کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ چھوٹالال کے برخلاف قوم کا منشا کسی کارروائی کی کرنیکا تھا۔

ان واقعات کی موجودگی میں شخص رنج رسیدہ زیر دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ شخص تھا جسکی کہ توہین کیگئی تھی اور صرف جو راضی نامہ کرسکتا تھا۔ اسلئے میں استصواب ہذا کا جواب بدین بیان دیتا ہوں کہ فیصلہ بمبئی درست طور پر فیصل کیا گیا تھا اور کہ فیصلہ مقدمہ چلم بید و بنام راماسامی (۱) کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہئیے کہ وہ بروئے فیصلہ مقدمہ سرسیمانا بنام راما کرشنا (۲) کی منسوخ کیا گیا ہے شخص رنج رسیدہ ماسوائے اُس شخص کے جس کی توہین کیگئی ہو خاص واقعات کی موجودگی میں کوئی اور شخص ہوسکتا ہے مگر مستغیث نے صورت حال میں ایسے واقعات ثابت نہیں کئے اسلئے عام قانون حاوی نہونا چاہیئے۔

حکم مطابق فیصلہ اجلاس کامل کے دیا گیا۔

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۳۷۹
(۲) (سنہ ۱۹۰۴ء) " " جلد ۲۸ صفحہ ۲۵۰

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ایل ایچ جنکنس صاحب ایڈ چیف جسٹس و مسٹر کرو صاحب جسٹس

۱۵ اگست ۱۹۰۱ء

گووند ہری دیو (مدعی) اپیلانٹ بنام پرشرام مہادیو جوشی و کیس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۳ - ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۹۹ - اقرارنامہ دربارہ ادائیگی قرضہ کے جزواً ازرنقد میں اور واسطے محفوظ کرنے بقایا کے بذریعہ رہن کے یا بصورت قصور کئے جانیکے کل رقم مذکور کا رہنامہ تحریر کرنیکے لئے - جزواً ادائیگی زرنقد میں کرنے سے قصور کیا جانا - ڈگری دربارہ ایسی جزو کے نالش دوم دربارہ تحریر کر دینے رہن کا دربارہ بقایائے قرضہ کے ممنوع السماعت ہونا -

بر طبق حساب کتاب مابین مدعی او مدعا علیہ نمبر ۱ کی یہ معلوم ہوا تہا کہ مبلغ [illegible] مدعا علیہ نمبر ۱ کیطرف سے حق مدعی واجب الادا ہیں اور ایک اقرارنامہ انکو مابین بدیں مضمون تحریر کیا گیا تہا کہ مبلغ [illegible] اس قرضہ میں سے مدعا علیہ نمبر ۱ کو قبل ۱۴ ستمبر ۱۸۹۵ء کے ادا کر دینا چاہئے اور کہ ایک خاص جایداد غیر منقولہ کا رہن بقایائے قرضہ کیواسطے تحریر کیا جانا چاہئے لیکن اگر وہ مبلغ [illegible] میعاد مقرر کردہ کے اندر ادا کرنے سے قاصر رہے تو رہن کل مقدار قرضہ کے واسطے تحریر کیا جانا چاہئے - اقرارنامہ مذکور ۱۵ جون ۱۸۹۵ء کا مرقومہ تہا اور وہ تحریر کیا جا کر حسب ضابطہ رجسٹری کرایا گیا تہا - مدعا علیہ نمبر ۱ مبلغ [illegible] حسب اقرار ادا کرنے یا رہنامہ تحریر کر دینے سے قاصر رہا تہا اور مدعی نے ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک نالش اسکی برخلاف واسطے دلا پانے مبلغ [illegible] معہ اسکے سود کے رجوع کی تہی اور ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک ڈگری حاصل کی تہی - ۳۰ ستمبر کو مدعی نے نالش خلاف مدعا علیہ نمبر ۱ اور مدعا علیہ نمبر ۲ شروع کی تہی جسنے بحیثیت ڈگریدار مدعا علیہ نمبر ۱ کی وہ جایداد قرق کرائی تہی جو اقرارنامہ مذکور میں خاص کیگئی تہی - مدعی نے استدعا کی تہی کہ یا تو مدعا علیہ نمبر ۱ کو یہ حکم دیا جانا چاہئے کہ مدعی کی حق میں ایک رہنامہ واسطے بقایائے واجب الادا کی تحریر کر دے یا ایک ڈگری واسطے دلا پانے زر مذکور کے بذریعہ نیلام جایداد مذکور کے اور مدعا علیہ نمبر ۱ کی ذات کے برخلاف صادر کیجانی چاہئے اور کہ جایداد مذکور رقم مستدعویہ کی ذمہ دار قرار دیجانی چاہئے -

تجویز ہوئی کہ نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی ممنوع السماعت تہی -

اپیل بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر این این ناناوتی سب آرڈینیٹ جج درجہ اول تہانہ بنالش نمبر ۲۰۶ سنہ ۱۸۹۹ء -

مدعا علیہ مدعی کا مقروض تا بحد مبلغ [illegible] روپیہ کی تہا - ۱۵ جون ۱۸۹۵ء کو یہ قرار پایا تہا کہ اس قرض میں سے مبلغ [illegible] روپیہ بعوض قبل ۱۴ ستمبر ۱۸۹۵ء کے ادا کیا جانا چاہئے اور زر بقایا یعنی [illegible] کی واسطے اسکی حق میں ایک خاص جایداد کا رہنامہ تحریر کیا جانا چاہئے اگر مدعا علیہ مبلغ [illegible] تاریخ مذکور پر ادا کرنے سے قاصر رہے تو رہنامہ کل رقم قرضہ کی متعلق تحریر کیا جانا تہا

* اپیل نمبر ۵۹ سنہ ۱۹۰۰ء

۱۹۰۰ء
ونڈہری ادیبو
بنام
[illegible]

اقرار نامہ مذکور تحریر کیا جا کر رجسٹری کرایا گیا تھا اور وہ حسب ذیل الفاظ میں تھا:-

"میں (مدعا علیہ نمبر ۱) تمہارا (مدعی کا) مقروض ہوں ایک کھاتہ کے [illegible] ہوں۔ آج کھاتہ مذکور کا حساب کتاب کیے جانے پر مبلغ [illegible] تمہارے حق میں واجب الادا نکلے ہیں۔ اس رقم میں سے میں مبلغ للعہ تمکو قبل ۳۰ ماہ بھادر [illegible] (۱۸ ستمبر ۱۸۹۵ء) کے ادا کر دونگا [illegible] باقی جو تمہارے حق میں قبل ۳۰ بھادر [illegible] (۸ ستمبر ۱۸۹۵ء) کے [illegible] جب الادا ہوگا ایک رہننامہ تحریر کر دونگا۔ اگر میں حسب اقرار مذکور تمکو مبلغ للعہ ادا کرنے [illegible] قاصر رہوں تو میں کل زر قرضہ کا رہننامہ تمہارے حق میں تحریر کر دونگا۔ فی الحال [illegible] کھاتہ مذکور میں [illegible] مذکور میں اسکا ذکر بطور [illegible] کر دونگا ×× (اسکے بعد تفصیل ان جائیداد ہائے کی درج ہے جو رہن کیجانی ہیں) ×× اگر میں حسب اقرار مذکور [illegible] کر دونگا اندر [illegible] تحریر کر دینے میں قاصر رہونگا اور اگر تم ایک نالش [illegible] ادائیگی کے واسطے رجوع کر دگے تو میں تمکو خرچہ نالش مع سود ادا کرونگا۔ جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے میں مبلغ للعہ قبل بھادر [illegible] شدہ (۴ ستمبر ۱۸۹۵ء) کے تمکو ادا کر دونگا اور بعد میں جائیداد مذکور کا رہننامہ تمہارے حق میں قبل بھادر [illegible] دونگا"

مبلغ للعہ ادا نکیا گیا تھا اور نہ کوئی رہننامہ کبھی تحریر کیا گیا تھا۔

۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مدعی نے مدعا علیہ پر ایک نالش واسطے دلا پانے مبلغ للعہ کے کی تھی اور ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک ڈگری حاصل کی تھی۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مدعی نے نالش حال بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے رجوع کی تھی اور نیز بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے جو اسکا ایک دائن تھا جسنے جائیداد غیر منقولہ خاص کردہ با قرار نامہ مذکور قرق کرائی تھی۔ اسنے یہ بیان کیا تھا کہ ابتدائی بقایا [illegible] کا اب مع سود کے مبلغ [illegible] ہو گیا ہے اور اسنے یہ استدعا کی تھی کہ یا تو مدعا علیہ نمبر ۱ کو [illegible] جانا چاہئے کہ زر مذکور کا رہننامہ تحریر کر دے یا ایک ڈگری واسطے وصولی زر مذکور بذریعہ نیلام اس جائیداد کے صادر کیجانی چاہئے جو دستاویز مورخہ ۱۶ جون ۱۸۹۵ء میں لکھی گئی ہے اور نیز مدعا علیہ [illegible] کی ذات سے اور کہ جائیداد زر مذکور کی ذمہ دار قرار دیجانی چاہئے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ حاضر نہوا تھا۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے حاضر ہو کر مدعی کے دعوے کی تردید کی تھی۔

سب اورڈنیٹ جج نے یہ قرار دیا تھا (۱) کہ نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کے ممنوع السماعت ہے (۲) کہ دعوے واسطے تعمیل مخصوص قرار نامہ کے نائید المیعاد ہے (۳) کہ اقرار نامہ فریبانہ تھا۔ اسلئے نالش کو خارج کیا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگا دھر ہری دبیہ
بنام
پرشرام جوہا و لبہ جوگی

مدعی نے داخل کیا۔

لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) معیت راؤ دت دہی ویسائی بجانب اپیلانٹ (مدعی):- کوئی شہادت بتائید بیان فریب بخلاف مدعی کے موجود نہیں ہے۔ اس قرضہ سے انکار نہیں کیا گیا جو اسکے حق میں واجب الادا تھا۔ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اسکو معاملات مابین اسکے مدیون (مدعا علیہ نمبر ۱) اور مدعا علیہ نمبر ۲ کا علم تھا۔ اسلیئے اس کی طرف سے اس رقم کثیر کی کفالت حاصل کئے جانے میں کوئی فریب نہ تھا مروجہ تھا جو کہ اس کے حق میں واجب الادا تھی۔

نالش بر روئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہیں ہے۔ اقرارنامہ مذکور میں دو جداگانہ اور صریح شرائط درج تہیں اوّلاً یہ کہ مبلغ للعہ؎ قبل ۸ ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء کے نقد ادا کیا جانا تھا اور کہ بصورت عدم ادائے مبلغ للعہ؎ کے مدیون کو چاہیئے تھا کہ بعد تاریخ مذکور کے ایک رہن نامہ بحق مدعی کے تحریر کر دے۔ دستاویز مذکور کے اخیر میں ایک اہم فقرہ درج ہے جس کے رو سے مبلغ للعہ؎ روپیہ کے نقد ادا کئے جانیکی تاریخ ۸ ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء تبدیل کیگئی ہے۔ اسطرح پر دو جداگانہ تاریخیں ہاسطے تعمیل دو فرائض کے مقرر کیگئی ہیں۔ اہمیت یہ نہیں کہ جب مبلغ للعہ؎ کی نالش رجوع کی گئی تہی اسوقت مدیون اپنے ہر دو فرائض کی تعمیل سے قاصر رہا تھا اور اسوقت کل رقم مبلغ ……… کی واجب الادا ہو چکی تھی۔ مگر اسپر مدعی نے اپنا استحقاق واسطے دلایا نے مبلغ للعہ؎ کے زائل نکر دیا تہا اگر وہ ایسا کرنا پسند کرتا تاہم وہ اپنا استحقاق درباره حصول رہن نامہ متعلق بہ زر بقایا محفوظ رکھ سکتا تہا۔ دفعہ ۴۳ میں ایک ہی بنا رے دعوے کا حوالہ دیا گیا تہا صورت حال میں دو جداگانہ بنائے دعوے موجود تہے اور مدعی جنہیں پہلا ایک بنائے دعوے کی بنا پر نالش کی ہے بعد میں دوسرے کی بنا پر نالش کرنے سے ممتنع نہیں ہے۔

مگر علاوہ اسکو ایک صریح مواخذہ جائداد پر بروئے اقرارنامہ کے عاید کیا گیا ہے اور نالش واسطے تعمیل مختص اس اقرارنامہ کے اور واسطے حصول رہن نامہ کے غیر ضروری ہے۔ یہ مواخذہ صرف مدیون ہی پر قابل پابندی نہیں ہے بلکہ اس کے ٹھیکیدار (مدعا علیہ نمبر ۲) پر بھی ہے جسنے کہ جائداد کو بعد پیدا ہونے مواخذہ مذکور کے قرق کیا تہا۔ وہ صرف اپنے مدیون کے استحقاق کو قرق کرا سکتا تہا جیسا کہ وہ تاریخ قرقی پر تہا۔ دوسری طرف سے یہ عذر کیا جاسکتا ہے کہ بروئے آخری فقرہ دفعہ ۴۳ کے مدعی کو چاہیئے تہا کہ اپنے ہر دو دعاوی کو پہلی نالش میں شامل کرتا۔ مگر زیر دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) اُسکو بموجب احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے استحقاق رجوع نالش حاصل ہے۔

سکاٹ بمعیت نرائن جی چنداورکر منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ نمبر ۲): ہماری غرض ایک ذاتی ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ا حاصل کرنے کی نہیں ہے۔ مگر دعوائے تعمیل مخصوص زیر مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے۔ دراصل صرف ایک ہی معاہدہ تھا نہ کہ دو۔ بنائے دعوائے بھی بعد ۱۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کے ایک ہی تھا۔ اقرارنامہ میں یہ حکم ہے کہ اگر مبلغ للعہ ... کے نقد ادا کرنے میں قصور کیا جائے تو رہننامہ اُس کل رقم کے واسطے تحریر کیا جانا چاہیے جو کہ اُس وقت واجب الادا معلوم ہو یعنے بشمولیت مبلغ للعہ ... مذکور کے۔ پہلی نالش میں دعوائے بنائے دعوے منقسم کیا گیا تھا اور دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نالش حال کی مانع ہے۔ دفعہ ۹۹ قانون انتقال جائداد اور دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ملاحظہ بھی جانی چاہییں۔

جنٹلمین صاحب چیف جسٹس:- بطبق تصفیہ حساب و کتاب کے یہ معلوم ہوا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ا کیطرف سے بحق مدعی کے مبلغ صہ ۱۵۳ روپیہ واجب الادا ہیں اور اس قرضہ کے متعلق ایک انتظام کیا گیا تھا جو دستاویز مرقومہ ۱۵ جون ۱۸۹۵ء دستاویز نمبر ۱۵ میں درج ہے اہم غرض دستاویز مذکور کی یہ تھی کہ قرضہ مذکور میں سے مبلغ للعہ ... قبل ۱۰ ستمبر کے نقد ادا کیا جانا چاہیے اور کہ زر بقایا کے واسطے ایک خاص جائداد کا رہننامہ تحریر کیا جانا چاہیے لیکن اگر مدعا علیہ نمبر ا میعاد مقرر کردہ کے اندر مبلغ للعہ ... روپیہ کے ادا کرنے سے قاصر رہے تو رہننامہ کل زر قرضہ کے متعلق تحریر کیا جانا تھا۔ ہماری رائے میں دستاویز مذکور کا درست اثر یہی ہے باوجود اُس حجت کے جو کہ ایڈووکیٹ جنرل نے اُس کے آخری فقرہ پر انحصار کر کے کی ہے۔ دستاویز نمبر ۱۵ حسب ضابطہ طور پر رجسٹری کیگئی تھی مبلغ للعہ ... حسب اقرار ادا نہ کیا گیا تھا اور نہ رہننامہ تحریر کر دیا گیا تھا۔

۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مدعی نے ایک نالش عدالت سب آرڈنیٹ جج درجہ دوم میں واسطے دلاپانے مبلغ للعہ ... معہ سود مبلغ الحاصہ ... کے رجوع کی تھی۔ مگر نالش کو اُس عدالت کے اختیار سماعت میں لانیکے واسطے مبلغ لعا ہ ... روپیہ ترک کئے گئے تھے۔ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک ڈگری مدعی کے حق میں صادر کیگئی تھی۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مدعی نے نالش حال بخلاف مدعا علیہ نمبر ا اپنے مدیون اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے شروع کی تھی جس نے بحیثیت ڈگریدار مدعا علیہ نمبر ا کے اُس جائداد کو قرق کرایا تھا جو رہن مذکور میں شامل کیگئی تھی۔ اسمیں مدعی نے یہ استدعا کی ہے کہ یا تو مدعا علیہ نمبر ا کو حکم دیا جاے کہ مدعی کے حق میں ایک رہننامہ مبلغ ... کا تحریر کر دے یا ایک ڈگری واسطے وصولی زر مذکور بذریعہ نیلام اُس جائداد کے

سنہ ۱۹۰۱ء
گوندہری دیو
بنام
پرشرام مہادیو جوشی

صادر کیجائے جو رہن کیجاتی تھی اور نیز مدعاعلیہ نمبر ا کی ذات سے اور کہ جایداد زر متدعویہ کی ذمہ دار قرار دیجائے۔

مقدمہ کی سماعت سبارڈنیٹ جج درجہ اول تھانہ نے کی تھی جسنے قرار دیا تھا (۱) کہ نالش بر روئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے (۲) کہ دعوے بابت تعمیل معاہدہ مختص کے زائد المیعاد ہے اور (۳) کہ اقرار نامہ فریبانہ تھا اور بطور نتیجہ اس قرار داد کے اُسنے نالش کو خارج کیا تھا۔ اس ڈگری حاکمی کی ناراضی سے مدعی نے اپیل حال رجوع کیا ہے جسنے یہ بیان کیا ہے کہ امور مذکور میں سے ہر ایک امر میں عدالت ماتحت نے غلطی کی ہے

مسٹر سکاٹ منجانب مدعاعلیہ نمبر ۲ نے قرار داد متعلق بہ فریب کی تائید کرنیکی کوشش نہیں کی اور نہ ہماری رائے میں کوئی ایسا امر مسل میں موجود ہے جس سے صاحب جج کا نتیجہ متعلق بہ امر مذکور جائز معلوم ہوتا ہو۔ اسلئے ہماری رائے میں اس حد تک اُسنے غلطی کی ہے۔ اب ہم اُن امور کیطرف رجوع کرتے ہیں جنپر کہ ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے۔

دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بالفاظ ذیل ہے:-

"ہر نالش میں وہ تمام دعوے شامل کیا جائیگا جو مدعی بنائے دعوے پر قایم کرسکتا ہو مگر مدعی کو یہ اختیار ہے کہ نالش کو کسی عدالت کی سماعت کے لائق کرنیکی غرض سے اپنے دعوے میں سے جسقدر جز چاہے چھوڑ دے۔

اگر مدعی اپنے دعوے میں سے کسی جزو کی بابت نالش نکرے یا عمداً اُسکی نالش کرنے سے باز رہے تو آیندہ اُس جزو کی بابت جو اسطور پر متروک رہا ہو یا جسکے دعوے کرنے سے مدعی باز رہا ہو نالش نہ کرسکیگا۔

جس شخص کو ایک ہی بنائے دعوے کی نسبت کسی چارہ جوئیوں کا استحقاق ہو اُسکو اختیار ہے کہ اُن تمام یا اُن میں سے کسی چارہ جوئی کی نالش کرے لیکن جسحال میں کہ بجز اجازت اول کے جو قبل نفیذ اول حاصل کیگئی ہو ایسی چارہ جوئی میں سے کسی کی نالش ترک کر تو من بعد بابت اُس چارہ جوئی کے جو ترک کیگئی ہو مجاز نالش نہوگا۔

اس دفعہ کی اغراض کے لیے دستاویز معاہدہ اور ہمصر کفالت نامہ جو اُسکی تعمیل کی ضمانت کیلیے لکھا جائے ہو بمنزل بنائے دعوے واحد کے متصور ہونگے"

وہ عذر جو اس دفعہ پر مبنی رکھا گیا ہے یہ ہے کہ مبلغ للعہ جس کی کہ نالش سنہ ۔۔۔ میں کیگئی تھی صرف ایک جزو مبلغ ۔۔۔ حاصہ ۔۔۔ اور اُسکے سود کا تھا اور چونکہ مدعی نے اُس وقت زر بقایا کا دعوے نکیا تھا اسلئے وہ اب اُسکی نسبت نالش نہیں کرسکتا۔ اس دفعہ سے بچنے کے لئے وہ حجت جو ایڈووکیٹ جنرل نے کی ہے یہ تھی کہ دعوے حال مختلف ہے پہلی نالش میں مدعی نے عدم ادائگی مبلغ للعہ ۔۔۔ کی نالش کی تھی مگر نالش حال میں

اُسنے اقرار نامہ تحریر رہنامہ کی خلاف ورزی کا ہرجانہ دلاپانیکا دعوے کیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ حجت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بطور امر واقعہ کے مبلغ للعہ اور مبلغ صے ۱صاہمہ ایک ہی کل زر قرضہ کے اجزا رہے اور گو اقرار در بارہ ادائگی مبلغ للعہ کے کیا گیا تہا جسکا کہ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے جبکہ نالش بعدالت پیش ہوئی کی گئی تہی۔ کل روپیہ مساوی طور پر واجب الادا تہا اور اُس رقم کے ہر ایک جزو کے متعلق مدعاعلیہ نمبر ا اپنے فرض تحریر رہنامہ سے قاصر رہا تہا پس خواہ کسی پہلو سے غور کیا جاے صرف ایک ہی بنائے دعوے موجود تہا اور جہانتک کہ حجت محولہ بالا وسیع ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۴۳ اُسکا ایک قطعی جواب ہے۔

مگر ایک طریق یہی موجود ہے جس کے مطابق مقدمہ پر غور کیا جا سکتا ہے جس سے کسیقدر مشکل پیش آتی ہے اور اُس کے ساتھ ہم اب کارروائی کرتے ہیں۔

آیا مدعی نے بروے اقرار نامہ مذکورہ کے واقعی طور پر ایک مواخذہ جائیداد پر کل زر قرضہ کو حاصل کیا تہا اور اگر ایسا ہے تو آیا اُسکی بہتر حالت ہے جہانتک کہ زر فیصل شدہ کا تعلق ہے؟ - یہ امر صریح ہے کہ جہانتک کہ مدعی ایک ڈگری تعمیل مختص حق خود کا مستدعی ہے اُسکا دعوے زائد المیعاد ہے کیونکہ مد ۱۱۳ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے مگر ہماری رائے میں اُسکو واسطے تعمیل خاص کی استدعا کرنا لازمی نہیں ہے۔ موجودہ قرضہ ایک بدل قیمتی بنا تہا اور نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواہ معاہدہ رہنامہ تحریر ہی نہ کیا جاتا تاہم ایک بہتر مواخذہ بحق مدعی کے پیدا ہو گیا تہا جو کامیاب ہو چکا ہے نہ صرف بخلاف مدعاعلیہ نمبر ا کے بلکہ بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۲ کے بھی جو بحیثیت دیگر دیدار کے بانسبت اپنے مدیون کے زیادہ حق نہ کہہ سکتا تہا لیکن سوال یہ ہے کہ آیا اس سے مدعی کی حیثیت بہتر ہو جاتی ہے؟

آخری فقرہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں جسکا یہ منشا ہے کہ اس دفعہ کی غرض کے لئے دستاویز معاہدہ اور کفالت نامہ معصر دو نو بمنزلہ بنائے دعوے واحد کے متصور ہونگے پس اگر معاملات وہیں تک رہتے تو مدعی نے بذریعہ مبلغ للعہ کا دعوے کرنے کے اپنے آپکو کفالت نامہ معصر کی بنا پر نالش کرنے سے باز رکہا ہوتا ہمنے اس مسئلہ کا ذکر تمثیلاً کیا ہے کیونکہ ایڈووکیٹ جنرل نے یہ بیان کیا ہے کہ جہانتک کہ کفالت یا رہن کا تعلق ہے بحکم بروئے دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائیداد کے کالعدم ہو جاتا ہے دفعہ مذکور بالفاظ ذیل ہے:-

سنہ ۱۹۰۰ء
گوند ہری دیو
بنام
پرشرام مہادیو جوشی

"جب کوئی مرتہن بصیغہ اجرائے ڈگری جو بربنائے ایسے مطالبہ کے صادر ہوئی ہو جو معاملہ رہن سے پیدا ہوا ہو یا نہیں جائداد مرہونہ کو قرق کرائے تو اسکو اختیار ہوگا کہ بجز دائر کرنے نالش حسب منشاء دفعہ ۶۷ کے کسی اور طور پر جائداد مرہونہ کا نیلام کرائے اور ایسے جائز ہوگا کہ باوجود اس کے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۴۳ میں کچھ اور حکم ہو نالش مذکور دائر کرے"

جب ایکٹ انتقال نافذ کیا گیا تھا تو مجموعہ ضابطہ دیوانی جو اُسوقت موجود تھا مجموعہ حال ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء تھا۔ مگر بروئے دفعہ ۳ مجموعہ حال کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "جہاں کسی ایکٹ میں ۔۔۔۔ جو اس مجموعہ کے نافذ ہونیکی تاریخ سے پہلے ۔۔۔۔ صادر ہوا ہو ۔۔۔۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔۔۔۔ کا حوالہ دیا گیا ہو ۔۔۔۔ ویسا حوالہ جہانتک ممکن ہو اسطرح پڑھا جائیگا کہ گویا اس مجموعہ یا اسکی جزو مناسب کا حوالہ دیا گیا تھا" پس اس امر کو تسلیم کرکے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ناسخ احکام دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد کے پڑھی جانی چاہیئے سوال یہ ہے کہ اسکا کیا نتیجہ ہے؟ اگر ہم ایڈووکیٹ جنرل کی حجت کو تسلیم کریں تو ہمیں رہنمائے عمل آخری فقرہ ۴۳ سے مستثنے کرنے پڑینگے گو وہ بلاشبہ طور پر کفالت نامجات مصرحہ خاص اسی غرض کے واسطے ہیں اور ہم دراصل واضعان کیطرف ایک غلطی کو منسوب کرینگے اس لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا دو دفعات مذکور مناسب طور پر اس تعبیر کے قابل ہیں جس سے نتیجہ مذکور پیدا ہو۔

یہ امر صریح ہے کہ دفعہ ۴۳ دو برائیونکو رفع کرنیکے واسطے وضع کیگئی ہے یعنی دعاوی کا منقسم کیا جانا اور چارہ جوئی ہائے کا منقسم کیا جانا۔ اگر ایک شخص اپنی نالش سے اپنے دعوی کا ایک جزو ترک کرے تو اسکو بعد میں اسکی متعلق نالش نکرنی چاہیئے اگر وہ اپنی چارہ جوئی ہائے میں سے ایک کو ترک کردے تو وہ بعد میں اسکی استدعا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اگر ایک مرتہن بربنائے صرف اپنی ذاتی چارہ جوئی کے نالش کرے تو وہ بعد میں اپنی اصلی کفالت پر نالش نہیں کرسکتا ہم دفعہ ۴۳ کا یہی اثر سمجھتے ہیں۔

دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد سے مراد ایک اور صریح تر برائی کو رفع کرنیکی ہے یعنی اس سختی کو جو کہ مرتہنان اپنے راہنان پر اسطرح جبر کرتے ہیں کہ اپنے دعوی کو بذریعہ اجرائے ڈگری بابت زر نقد کے وصول کرتے ہیں جو دربارہ راہن کی ذاتی ذمہ داری کے صادر ہوتی ہیں۔ اسلئے دفعہ مذکور میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جائداد مرہونہ بعلت اجرائے ڈگری کسی اور طرح بجز ماسوائے معمولی مرتہن کی نالش کے نیلام نہ کیجائیگی۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی غرض دفعہ ۹۵ کی اختیارات مرتہن کو وسیع کرنے کی نہیں ہے بلکہ ان کو محدود کرنیکی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
گوندہری دیو
بنام
پرشرام مہادیو جوشی

اور واسطے حاصل کرنے غرض مذکور کے اور صرف اُسی غرض کے واسطے امتناع عائد کردہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کمزور تر کیجانی چاہیئے -

ازاں بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس حد تک کمزوری کیجیے ہے؟ آیا اُس کو کل دفعہ مذکور کالعدم ہو جاتی ہے اور وہ امتناع رفع ہو جاتا ہے خواہ دعاوی تقسیم کئے گئے ہوں یا چارہ جوئیہائے منقسم کیگئی ہوں؟ ہماری رائے میں یہ درست نہیں ہے اُسکی ایک ہی غرض ہماری رائے میں یہ ہے کہ مرتہن کو اُس امتناع سے سبکدوش کرے جو اُسکی چارہ جوئی مارہے کے منقسم کئے جانیکی نسبت عائد کیگئی ہے - باقی امتناع مذکور میں کچھ خلل واقعہ نہیں ہوتا اور چونکہ مدعی حال نے اپنی نالش ما قبل میں سلغ لہ صاحبہ کا دعویٰ کیا تھا جو ایک جزو اُسکے دعوے کا تھا اسلئے وہ اب جزو ترک کردہ کی نالش نہیں کر سکتا -

ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک امتناع پیدا کرتی ہے - ڈگری عدالت اپیل ماتحت بحال رکھی جانی چاہیئے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے -

ڈگری بحال رکھی گئی -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و بالی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** لبو شاد وغیرہ *

۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

شہادت - اقبال - اقبال جو واپس لیا گیا ہو - ایکٹ شہادت (۱۸۷۲ء) دفعات ۲۴، ۳۰ و ۳۳ - ایک ستغیث گواہ کا بیان - ایسے بیان کا کارروائیات مابعد میں قابل پذیرائی ہونا -

ایک اقبال جو ضابطہ طور پر قلمبند کیا گیا ہو اور جسکی تصدیق زیر دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) کیگئی ہو اُس شخص کے مقابلہ میں جسنے وہ کیا ہو قابل پذیرائی شہادت ہے الا جبکہ وہ بروئے احکام دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت ہند (۱۸۷۲ء) کے خارج کیا گیا ہو -

محض امر واقعہ کی کہ اُس اقبال کی جو ضابطہ طور پر قلمبند کیا گیا ہو اور جسکی تصدیق ایک مجسٹریٹ کی ہو حملہ صورتوں میں یہ ظاہر کرنیکے واسطے کافی نہیں ہے کہ اُسکی ناجائز طور پر ترغیب دیگئی ہے -

قانون ہندوستان مشابہ قانون انگلستان متعلق بہ واقعہ متعلقہ ہونے اور قابل پذیرائی ہونے امپریٹر کس بنام بلیا دگدولا (۱) سے اختلاف کیا گیا -

* مسل اپیل فوجداری نمبر ۵۳ لغایتہ ۵۲ سنہ ۱۹۰۰ء - (۱) فیصلہ فوجداری نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
لسونتا وغیرہ

سرکار بنام بلونت (۱) کی پیروی کیگئی -

جہانکہ ایک گواہ استغاثہ کا بیان سپرد کنندہ مجسٹریٹ کے روبرو لیا گیا تہا مگر اُسپر جرح نکیگئی تہی اور وہ مقدمہ کی عدالت سشن میں بغرض تجویز پیش ہونیسے پہلے فوت ہو گیا تہا اور اُسکا بیان بروقت تجویز بحیثیت شہادت میں پیش کیا گیا تہا + تجویز ہوئی کہ بیان مذکور زیر دفعہ ۳۳ ایکٹ شہادت (۱۸۷۲ء) قابل پذیرائی تہا -

اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ ایف سی او بین صاحب سشن جج بلگام بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لسونتا وغیرہ -

پانچ ملزمان عدالت سشن بلگام کو سپرد و برطبق فرد قرارداد جرم قتل عمد زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) کے کیئے گئے تہے -

ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے مجسٹریٹ درجہ اول بلگام کے روبرو اقبال کیا تہا جسمیں انہوں نے خود اپنے آپ اور دیگر ملزمان پر جرم کا ثبوت دیا تہا -

اقبال مذکور بعد میں ملزمان نے دوران تحقیقات ابتدائی روبروئے مجسٹریٹ سپرد کنندہ میں اسوجہ پر واپس لیا تہا کہ وہ اُنسے جبراً کرایا گیا تہا -

سشن جج نے اقبالات مذکور کو شہادت میں پذیرا کرنیسے انکار کیا تہا کیونکہ اُسکا یہ خیال تہا کہ واقعات ایسے ہیں جنسے اہم اشتباہ بالارادہ اقبال کیئے جانیکی نسبت پیدا ہوتا ہے -

باقی شہادت استغاثہ پر سشن جج نے جوری کے ساتہہ اتفاق کر کے جملہ ملزمان پر اس جرم کی تجویز کی تہی جسکا کہ اُنپر الزام لگایا گیا تہا اور اُنمیں سے ہر ایک کو پہانسی کی سزا تابع بحالی حکم سزا مذکور منجانب ہائیکورٹ کے دی تہی -

اسپر ملزمان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

راؤ بہادر دی جی گرنکار وکیل سرکار منجانب سرکار -

نیلکنٹھ آتمارام منجانب ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ -

بی اے بہاگوت منجانب ملزمان نمبر ۴ و نمبر ۵ -

فلٹن صاحب جسٹس - صورتحال میں سشن جج بلگام نے جوری کی رائے سے متفق ہو کر پانچ ملزمان پر جرم قتل عمد کی تجویز کر کے اُنکو پہانسی کی سزا دی ہے - ان تجاویز ثبوت جرم کی ناراضی سے جملہ ملزمان نے اپیل کیا ہے اور مقدمہ ہمارے روبرو برطبق اپیل کے اور نیز برطبق استصواب منجانب سشن جج بغرض بحالی احکام سزا کے پیش ہوا ہے -

---

(۱) (۱۸۷۴ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۷

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
لبو ستا وغیرہ

یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قتل قریباً دس یا گیارہ بجے دن کے ۱۴ اپریل کو کہلو بازار میں موضع ندسوشی میں کیا گیا ہے اور اس امر میں شبہ کرنیکی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ دو اشخاص انت بہاٹ اور گوپال واقعی طور پر بروقت وقوعہ کے موجود تھے۔

تیسرا ملزم بہت تہوڑے عرصہ کے اندر قتل کے وقوع میں آنیسے ایک کوئیں پر گرفتار کیا گیا تہا جہاں وہ اپنے کپڑے دہو رہا تہا ملزمان نمبر ۴ و نمبر ۵ قریباً دس بجے رات کے دوسرے دن ایک جہونپڑی میں گرفتار کئے گئے تہے جو موضع ندسوشی سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر تہی۔ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ بلگام میں ۲۲ اپریل کو گرفتار کیے گئے تہے یعنی قتل کے وقوع میں آنیسے آٹھ یوم بعد۔

شہادت بتائید تجویز ثبوت جرم پر صاحب جج نے اپنے حکم سپردگی بنام جوری میں محتاط طور پر تشریح کی ہے اور اسکی جماعت بندی اصل طور پر باعتبار کیجا سکتی ہے (منا مصرف زنے زاں بعد مفصل طور پر شہادت پر بحث کر کے بیان کیا کہ ظاہر ہے کہ یہ اگیا تہا کہ بیان گواہ نمبر ۲۵ کا جو قبل تجویز کے فوت ہو گیا تہا نا قابل پذیرائی ہے کیونکہ اسپر مجسٹریٹ کے روبرو جرح نہ کیگئی تہی۔ مگر ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ ملزمان کو اتفاق اور موقعہ جرح کا حاصل تہا اسلیے اسکی شہادت زیر دفعہ ۳۳ ایکٹ شہادت قابل پذیرائی تہی خواہ انکے وکیل نے اتفاق مذکور سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔

اس حد تک مقدمہ پیش کردہ روبروے جوری سادہ تہا۔ انکی رائے کی تائید کافی طور پر اس شہادت سے ہوئی تہی جو انکے روبرو موجود تہی۔ مگر علاوہ اس شہادت کے ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ کی اقبالات مورخہ ۳۰ اپریل موجود ہیں جنکی نسبت یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ غیر متحقق ہیں۔

فاضل سشن جج نے اقبالات مذکور کو پذیرا کرنیسے انکار کیا تہا کیونکہ اسکے خیال میں واقعات ایسے تہے جنسے انکی بالارادہ کیے جانے کی نسبت اہم اشتباہ ہوتا تہا۔ وکیل سرکار نے ایک طرف سے اور مسٹر بھگونت بجانب ملزم نمبر ۵ نے دوسری طرف سے ہمارے روبرو انکی پذیرا کیے جانیکی بابت درخواست کی ہے۔

دو وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ صاحب جج اُن کے پذیرا نکرنے میں غلطی پر تہا۔

اولاً اگرچہ وہ بمقابلہ ملزم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے جنہوں نے وہ دئے تہے نا قابل پذیرائی بھی ہوں تاہم وہ بحق ملزم نمبر ۵ کے بروئے اس اصول کے پذیرا کیے جانے چاہئیں تہے جس کی تشریح

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
بسونتا وغیرہ

مقدمہ بتمبر جینا (۱) میں کیگئی ہے۔ خود صاحب جج نے بروقت صادر کرنے حکم قرار کے بہ شکل معلوم کی تھی۔ انہوں نے اس بعد نہایت مناسب طور سے اقبالات مذکورہ کا حوالہ دیا تھا کیونکہ ملزم نمبر ۵ پر پھانسی کا حکم صادر کرنا بلا انکی حوالہ کے ناجایز ہوتا ایسے ہی دیگر امور کیوجہ سے انکو روبروجوری پیش کرنیکی ضرورت پڑی تھی مگر ہمکو یہ دیکھنے سے کسیقدر تعجب ہوتا ہے کہ وکیل ملزم نمبر ۵ نے انکی پذیرا کیے جانے پر زور نہیں دیا۔ شاید یہ خیال کیا گیا ہوگا کہ انکی جوری کی رائے پر اثر نہ پڑیگا۔ مگر وہ صریح طور پر ضروری تھے اور ملحوظ رکھے جانے چاہئیں تھے۔

ثانیاً ہماری یہ رائے ہے کہ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے مقابلہ میں بھی کوئی کافی وجہ انکو پذیرا نکیے جانے کی موجود نتھی۔

ہماری یہ رائے ہے کہ ہندوستان میں وہ اقبال جو حسب ضابطہ قلمبند کیا گیا ہو اور جسکی تصدیق زیر دفعہ ۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیگئی ہو اُس شخص کے مقابلہ میں قابل پذیرائی شہادت ہے جسنے کہ وہ دیا ہو الا جبکہ وہ بروئے احکام دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت کے خارج کیا گیا ہو۔ صرف جسکو ہم بطور قانون شہادت ملک ہذا کے ملحوظ رکھنے کے مجاز ہیں جیسا کہ مقدمہ بتمبر (۱) میں چیف جسٹس ویسٹراپ صاحب نے بیان کیا ہے۔

ہمنے بحث متعلق بہ ایں امر کو تہ دل سے غور کرکے پڑھا ہے جو بمبئی لا رپورٹر کے جلائی نمبر میں کیگئی ہے اور ہم مولف کی اس خواہش کو نہایت پسند کرتے ہیں کہ اقبالات کا بوسایل ناجایز لیا جانا روکا جانا چاہیے۔ مگر اس امر کے فیصل کرنے میں کہ آیا کوئی خاص اقبال قابل پذیرائی شہادت ہے یا نہیں ہمکو احکام قانون وضع کردہ واضعان قانون کی متابعت کرنی چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ انگلستان میں جب ایک اقبال کے قابل پذیرائی ہونیکے متعلق اشتباہ پیدا ہو تو عدالت کو یہ فیصل کرنا پڑتا ہے کہ آیا وہ مثبت طور پر ایسا ثابت کیا گیا ہے جو آزادانہ طور پر برضاو رغبت دیا گیا ہے یہی قانون مقدمہ ملکہ معظمہ بنام تامسن (۲) میں کہ صاحب جسٹس نے باتفاق لارڈ کولرج صاحب چیف جسٹس و ہاکنز صاحب و ڈے صاحب و مناو ولس صاحب جسٹسان کے قرار دیا ہے۔

ہندوستان میں قانون متعلق بہ ایں امر دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت ہند میں حسب ذیل بیان کیا گیا ہے:-

وہ اقبال شخص ملزم کا مقدمہ فوجداری میں اسصورت میں واقعہ متعلقہ نہیں ہے جبکہ وہ اقبال عدالت کے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ کسی شخص ذی منصب کی ایسی ترغیب یا دھمکی یا وعدہ کے باعث کیا گیا جو شخص

(۱) (سنہ ۱۸۷۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۶۱

(۲) (سنہ ۱۸۹۳ء) کوئینز بینچ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۲

۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ابو نتا وغیرہ

ملزم کے الزام سے علاقہ رکھتا تھا - اور عدالت کی رائے بابت اس امر کے واسطے کافی ہو کہ شخص ملزم کو عقلاً اس خیال کے پیدا ہونیکی وجہ پائی جائے کہ اگر وہ ایسا اقبال کریگا تو اُس مقدمہ میں جو اُسپر ہے سردست کچھ فائدہ حاصل ہوگا یا کسی نیچ کی خرابی سے بچ جائیگا -

دفعہ مذکور کی تعبیر آزادانہ طور پر مطابق اُسکی عبارت کے کیجانی چاہیئے اور اگر ایسا کیا جائے تو ہمکو یہ عذر کرنا ناممکن ہے معلوم ہوتا ہے کہ قانون ہندوستان مطابق قانون انگلستان کے ہے جسکی کہ تشریح مقدمہ ملکہ بنام تامسن اور اُن مقدمات میں کیگئی ہے جنکا کہ اُسمیں حوالہ دیا گیا ہے - وہ سوال جو ایک عدالت کو بروقت فیصل کرنے مدبرائی ایک اقبال کے فیصل کرنا ہوتا ہے کہ آیا عدالت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے وسائل سے لیا گیا ہے جنکا کہ ذکر دفعہ مذکور میں کیا گیا ہے - ممکن ہوسکتا ہے کہ اس دفعہ کے واسطے مثبت ثبوت حسب منشاء دفعہ ۳ دربارہ نامناسب طریق عمل کے درکار نہیں جس سے اقبال مسترد کیا جاسکے - استعمال لفظ "معلوم ہوتا ہے" ظاہر کرتا ہے کہ اس سے کمتر اغلبیت ظاہر ہوتی ہے بہ نسبت اُسکی اگر لفظ "ثبوت" کا استعمال ضروری ہوتا ممکن ہوسکتا ہے کہ عدالت ایک خاص صورت میں مناسب طور سے یہ کہنے میں تامل کرے کہ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اقبال ناجائز طور پر کرایا گیا ہے اور تاہم وہ یہ کہنے کی مجاز ہوسکتی ہے کہ اُس کو امر واقعہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے - تاہم ہماری یہ رائے ہے کہ غالباً اقبال بہتر وجوہات پر مسترد کیا جاسکتا ہے تاہم عدالت کے روبرو کوئی ایسا امر موجود ہونا چاہیئے جس سے ایسے استرداد کا قیاس جائز ہو - یہ کہنا ممکن معلوم نہیں ہوتا کہ محض مابعد کی واپسی اُس اقبال کی جو حسب ضابطہ قلمبند کیا گیا ہو اور جسکی مجسٹریٹ نے تصدیق کی ہو چند صورتوں میں یہ ظاہر کرنے کے واسطے کافی ہے کہ وہ ناجائز طور پر کرایا گیا تھا - بغیر اضعاف قانون کا اختیار ہاتھ میں لینے کے ہم کوئی عام قاعدہ دربارہ مختلف واقعات مقدمات کے قائم نہیں کرسکتے - بطور شرط پذیرائی کے مثبت ثبوت اس امر کا طلب کرنا کہ ایک حسب ضابطہ قلمبند کردہ اقبال آزادانہ اور برضا و رغبت تھا ہماری رائے میں مطابق احکام دفعات ۲۱ و ۲۴ ایکٹ شہادت کے نہوگا یا اُس تعبیر کے جو کہ دفعات مذکور کی نانا بھائی صاحب جسٹس نے مقدمہ سرکار بنام بلونت (۱) میں کی ہے جو ہماری رائے میں درست طور پر فیصل کیا گیا ہے اور مطابق طریق عدالت ہائے کے ہے -

(۱) (۱۸۷۲ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۳۴ -

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
بسونتا

آرا ئے ظاہر کردہ بمقدمہ سرکار بنام بلیا دگدو (۱) جہانتک کہ اُنکا منشا ء ایک مختلف طریق عمل کے مقرر کرنیکا ہوسکتا ہے ہماری رائے مین مطابق دفعہ ۲۴ کے ہونی تسلیم نہین کیجا سکتین اور نہ وہ اُس مقدمہ کے فیصلہ کیواسطے ضروری معلوم ہوتی ہین جسمین کہ متنازعہ اقبال تسلیم کیا گیا تہا اور اُسپر عمل کیا گیا تہا۔

یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ قانون موجودہ کے رو سے مناسب محفوظیت ملزمان کو بخلاف ناجائز عملدرآمد کے عطا نہین کیگئی جنکی رو سے اقبالات جبراً کرلئے جاتے ہین مگر ہمارے واسطے اسکی ترمیم کرنا جائز نہین ہی۔ جو کچھہ کہ دضعان قانون کا منشاء بلاشبہ طور پر تہا وہ یہ تہا کہ مجسٹریٹو نکو اقبالات قلمبند نکرنے چاہیئین الا جبکہ انکو یہ یقین ہوجاے کہ وہ بالارادہ طور پر کئے گئے ہین (مقابلہ کیجے ہمراہ مقدمہ ملکہ بنام ٹامسن (۲)۔ کیہ جبکہ مجسٹریٹ بیان زیر دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کرین تو اس امر کی نسبت کوئی سوال پیدا نہین ہوسکتا کہ اُنکا مثبت طور پر اطمینان ہونا چاہئے کہ اقبال بالارادہ طور پر کیا گیا ہے اور کہ جب اُنکو اس امر کی نسبت اشتباہ ہو تو اُنکو وہ قلمبند نکرنا چاہیئے اور نہ سرٹیفکیٹ دینا چاہیئے۔ وہ غور جو اس سوال پر کیا جاتا ہے ہماری رائے مین ایسی ہدایات کے اجرا کا مقتضی ہے جنسے کہ مجسٹریٹان کو اس مشکل کام کے کرنے مین رہنمائی ہو کہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ کونسے اقبالات بالارادہ ہین مگر معاملہ مذکور ایسا نہین ہی جسپر کہ فیصلہ ہذا مین مزید بحث کیجا سکتی ہو کیونکہ اسمین ہم اُن امور تک محدود ہین جو فی الواقعہ زیر تنقیح ہین۔

صورت حال مین ہم یہ قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے کہ اقبالات بالارادہ طور پر نکئے گئے تھے ملزمان ۲۴ تاریخ کو گرفتار کئے گئے تھے اور ۲۹ اپریل کو مجسٹریٹ کے پاس ارسال کئے گئے تھے۔ اُنکے بیانات ۳۰ تاریخ کو قلمبند کئے گئے تھے جبکہ اُنکے جسمونکا ملاحظہ کیا گیا تہا اور کوئی نشانات بدسلوکی کے معلوم نہوئے تھے۔ اسکے بعد کارروائیات سپردگی مین انہون نے اپنے اقبالات واپس لئے تھے اور انہون نے یہ بیان کیا تہا کہ مطابق انگریزی ترجمہ کے اُنکو اذیت پہونچائی گئی تھی دیسی زبان مین جسمین کہ فی الواقعہ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے ملزم ۱ نے یہ بیان کیا تہا کہ اسکو ترس یعنی تکلیف - ایذا رسانی پہونچائی گئی تھی اور ملزم ۲ نے بیان کیا تہا کہ اسکو مارا گیا تہا (بداد و ہداد و) مجسٹریٹ کو جبکہ اُسکے پاس یہ بیانات ۳۰ مئی کو دیئے گئے تھے ہماری رائے مین چاہئے تہا کہ ملزمان سے اس امر کے متعلق مزید سوالات کرتا تاکہ درست طور پر یہ معلوم ہوجاتا کہ انہون نے کیا بیان کرنا تہا۔ آرائے چیف جسٹس و یسٹراپ صاحب بمقدمہ سرکار بنام کاشی ناتھہ دیکار (۳) سے ظاہر ہوتا ہے

(۱) فیصلہ فوجداری ۳ سنہ ۱۸۹۸ء (۲) (سنہ ۱۸۹۳ء) کوئینز بینچ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۲

(۳) (سنہ ۱۸۷۱ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۲۶ بصفحہ ۱۲۷ و ۱۳۸

کہ بیانات بدسلوکی جو ملزمان کی طرف سے کئی جائین نظر انداز نکئی جانے چاہئین ہماری رائے مذکور موجودہ زمانہ مین
بہی ویسی ہی مناسب ہین جیسی کہ وہ بروقت تحریر کئی جانیکے سنہ ۱۸۷۱ء مین تہین - مگر ممکن ہو سکتا ہی کہ چونکہ
وہ مجسٹریٹ جسنے مقدمہ کو سپرد کیا تہا وہی مجسٹریٹ تہا جسنے کہ ایکماہ پیشتر اقبالات کو قلمبند کیا تہا اور ملزمان کے
جسم کو ملاحظہ کیا تہا اسلئے اسکا اطمینان ہو گیا تہا کہ بیانات دربارہ جسمانی بدسلوکی کے نادرست ہین اسلئے
اُسنے مزید تحقیقات متعلق اِس امر سے اجتناب کیا تہا - پس کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ
بطور امر واقعہ کے ہر دو ملزمان مذکور سے بدسلوکی کیگئی تہی - کیونکہ ہماری یہ رائے نہین ہی کہ اُنکا عام بیان
متعلق اِس امر جو ۳ مئی کو دیا گیا تہا اس امر واقعہ کے مقابلہ مین وزن رکہتا تہا کہ ۳۰ اپریل کو اُنکے
بدن پر کوئی نشان موجود نہتہا - وہ مار پیٹ جسکا کہ ذکر ملزم نمبر ۲ نے کیا تہا مشکل سے معلوم کئی جانیسے
باز رہ سکتی تہی اور کسی اور قسم کی تکلیف دیئے جانیکا اظہار نکیا گیا تہا - یہ امر واقعہ کہ ملزمان آٹھ یوم تک
حراست پولیس مین رہے تہی یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ اولاً ملزمان اقبال کرنا نچاہتے ہونگی - مگر عدالت سیشن
مین اُس پولیس مین (گواہ نمبر ۲ سے) جسنے کہ اُنکو مجسٹریٹ کے پاس بہیجا تہا درنگ کئی جانیکی وجہ کے
متعلق سوال نکیا گیا تہا - علاوہ ازین الفاظ خود اقبالات مذکور سے کوئی خاص امر ایسا معلوم نہین ہوتا جس سے
جبر کا کیا جانا ظاہر ہوتا ہو - الفاظ مذکور مشکل سے پولیس نے قلمبند کئی ہونگی کیونکہ انہوں نے ملزم نمبر ۳ کا نام بیان
نہین کیا اُنہین کامل اقبال جرم موجود ہے مگر وہ کسی حد تک مفید بحق اُن اشخاص کے ہین جنہوں نے کہ وہ
کئی تہی کیونکہ وہ بطور وسائل دیگر اشخاص کے نہ کہ خود سازش کنندگان ظاہر کئی گئے ہین - یہ تعجب کی بات
ہو سکتی ہے کہ کیوں انہوں نے اقبال کیا تہا مگر یہ ممکن ہی کہ انکو اپنی حالت کی نا امیدی معلوم ہو گئی تہی
کیونکہ انہوں نے گواہان کے روبرو قتل عمد کا ارتکاب کیا تہا اور ازان بعد وہ موقع سے فرار ہو گئی تہے
ایسے واقعات کی موجودگی مین انہوں نے اپنی جرم سے انکار کرنا بے سود سمجہا ہو گا اور انہوں نے
یہ خیال کیا ہو گا کہ اقبال کرنا سب سے بہتر طریق ہے - بہت سے مقدمات مین واقعات سے یہ باور
کرنیکی وجوہات ظاہر ہو سکتی ہین کہ اقبالات جبراً لیے گئی مین - مگر ہماری رائے مین ایسے واقعات
صورت حال مین موجود نہین ہین اُس مجسٹریٹ نے جسنے اقبالات کو قلمبند کیا تہا اس امر کی
تصدیق کی ہے کہ اسکو یقین ہے کہ وہ بالارادہ طور پر کئی گئے ہین اور کسی امر سے ہمکو یہ
معلوم نہین ہوتا کہ وہ ایسے وسائل سے حاصل کئی گئی تہی جو انکو زیر دفعہ ۲۴ ناقابل پذیرائی بناتے ہون -
اسلئے ہم انکی زیر دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری پذیرائی جانیکا فیصلہ کرتے ہین - بغیر اُنکے
شہادت واسطے تجویز ثبوت جرم ملزمان نمبر ۱ لغایت نمبر ۳ کے اچھی طرح سے کافی ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
یعقوب قیصر سند
بنام
[illegible]

اور یہ امر واقعہ کہ اقبالات مذکورہ کئے گئے ہین صرف ہمارا اطمینان کرتے ہین کہ وہ نتیجہ درست ہی ہوگا جو ججی نے اخذ کیا ہے اور جو خود ہمنے بروئے اُس شہادت کے اخذ کیا ہوتا جو صاحب جج نے قلمبند کی ہے۔

نسبت ملزم ۵ کے اقبالات سے وہ مشکلات پیش آتی ہین جو بصورت دیگر پیدا ہوتین۔ مگر باوجود انکے ہماری یہ رائے ہے کہ تجویز ثبوت جرم درست ہے۔ دو عینی گواہان کی شہادت کو غیر معتبر سمجھنا مشکل ہے جنکے بیانات ملزم ۵ کے متعلق بہی ویسے ہی مثبت ہین جیسے کہ دیگر ملزمان کے متعلق ہین۔

(صاحب موصوف نے بعد شہادت بخلاف ملزم ۵ پر غور کرنیکے یہ بیان کیا تہا کہ:-)

یہ قیاس کرنا ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ شہادت اسطرح پر ملزم ۵ کے برخلاف جلدی سے تیار کیگئی ہو محض اُس اشتباہ پر جو پرانے تنازعہ پر مبنی تہا یا اُس بیان کی درستی کی نسبت شبہ کرنا جو گواہان نے بیان کیا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ کسطرح پر اِس امر کی تطبیق کیجا سکتی ہے کہ ملزم ۵ کا نام اقبالات مین نہین لیا گیا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اسکی تشریح صرف اس اصول پر کیجا سکتی ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے ملزمان ۱ و ۲ جنکو اعلیٰ اسکی رپورٹ کا کوئی علم تہا اسکو پوشیدہ رکہنا چاہتے تہے۔ انکو واقعات کا علم تہا اور ممکن طور پر انکو یہ یقین تہا کہ وہ ایسا اہم تحریک کنندہ نہ تہا جیسے کہ ملزمان ۳ و ۴ تہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے کمتر حصہ خود قتل عمد مین لیا ہے مگر اُسکا تعلق سازش اور جرم دونوکے ساتہہ تہا اسکی نسبت ہماری رائے مین کوئی شبہ نہین ہو سکتا۔

قتل عمد کا ارتکاب بیرحمی سے اور بالارادہ طور پر کیا گیا تہا۔ اُن جملہ اشخاص کے واسطے جنہون نے اسمین حصہ لیا تہا انصافاً سزائے موت کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ مگر بالعموم جہان بہت سے ملزمان شامل ہون تو ہم اسقدر احکام سزاء کے بحال کرنیمین تامل کرتے ہین اور بچاؤ کی کوشش کرتے ہین۔ ملزمان ۳ و ۴ کے متعلق کچہہ نہین کہا جا سکتا اُنکے احکام سزا بحال رکہے جانے چاہئین۔ ۱ و ۲ نوجوان ہین جو دیگر اشخاص کی تحریک سے عمل کرتے ہوئے ظاہر ہوتے ہین۔ ۵ کو اُسکا طریق عمل کم دلی کو ظاہر کرتا تہا باقیونکی نسبت قتل عمد مین کمتر ارادہ کرنیوالا معلوم ہوتا ہے۔ ہم ان تین ملزمان کی صورت مین احکام سزا کو تبدیل کرتے ہین۔ ہم ملزمان ۳ و ۴ کے اپیلہائے کو خارج کرکے احکام سزا موت کو بحال کرتے ہین۔ دیگر تین ملزمان کی صورت مین ہم حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا تبدیل کرتے ہین۔

صیغہ اپیلانٹ دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و طیب جی صاحب جسٹس

۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع

فرنینڈیز (ابتدائی مدعی) اپیلانٹ بنام رسے (ابتدائی مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ۔

اختیار سماعت۔ فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۵ع ضمن ۱۲۔ مقیم ہونا۔ عارضی رہایش کب اختیار سماعت عطا کرنیکے واسطے کافی ہوتی ہے۔

مدعا علیہ جو کولاپور مین پولٹیکل ایجنٹ تہا ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع کو کولاپور چہوڑ دیا تہا کیونکہ وہ ایک سال کی رخصت لیکر انگلستان کو روانہ ہوا تہا۔ وہ ۷ مارچ کو بمبئی مین پہونچا تہا اور ۱۰ مارچ کو جہاز پر انگلستان کی طرف روانہ ہوا تہا۔ جب مدعا علیہ بمبئی مین تہا (یعنی ۸ مارچ کو) مدعی نے اسکے برخلاف ایک عرضیدعوی رجوع کیا تہا جسکے عنوان مین مدعا علیہ کا ذکر اسوقت بطور ساکن ملابار ہل واقع بمبئی کے کیا گیا تہا۔ عرضیدعوی اولاً عدم اختیار سماعت کی وجہ سے نامنظور کیا گیا تہا۔ برطبق اپیل کے۔

تجویز ہوئی کہ عارضی رہایش مدعا علیہ کی بمبئی مین ایسے واقعات کی موجودگی مین عدالت کو اختیار سماعت عطا کرتی تہی اور کہ عرضیدعوی منظور کیا جانا چاہیئے تہا۔

واسطے اغراض اختیار سماعت کے ایک شخص کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بادی النظر مین وہان رہتا ہے جہانکہ وہ ایک خاص وقت پر مقیم ہو مگر وہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ وہ وہان رہایش نہین کرتا بلکہ کسی اور جگہہ رہتا ہے۔ مدعا علیہ کی کوئی رہایش کولاپور مین اسوقت نہ تہی جبکہ عرضیدعوی داخل کیا گیا تہا اور متصور یہ کیا جانا چاہیئے کہ وہ اسوقت بمبئی مین رہایش رکہتا تہا۔

اپیل بنارضی حکم رسل صاحب جسٹس مشعر نامنظوری عرضیدعوی اسوجہ پر کہ عدالت کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہے۔ نالش واسطے ہرجانہ ناجایز قید اور عداوتی استغاثہ کے۔

مدعا علیہ کولاپور مین ایک پولٹیکل ایجنٹ تہا اور مدعی وہین رہایش رکہتا تہا۔ ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع کو مدعا علیہ نے کولاپور کو چہوڑ دیا تہا کیونکہ وہ ایک سال کی رخصت لیکر انگلستان کو روانہ ہوا تہا اور اسنے اپنے کام کا چارج اُس عہدہ دار کو سپرد کر دیا تہا جو اسکی بجائے مقرر کیا گیا تہا۔ وہ بمبئی مین ۷ مارچ کی صبح کو پہونچا تہا اور ۱۰ تاریخ کو انگلستان کی طرف جہاز مین روانہ ہو گیا تہا۔ ۸ مارچ کو جبکہ مدعا علیہ ابہی بمبئی مین تہا مدعی نے اپنا عرضیدعوی رسل صاحب جسٹس کے روبرو پیش کیا تہا جنہون نے اسکو عدم اختیار سماعت کی وجہ پر نامنظور کیا تہا اُسیدن ایک اپیل کیا گیا تہا اور نوٹس اپیل مذکور کی تعمیل مدعا علیہ پر دوسرے دن (۹ مارچ کو) کیگئی تہی۔

عرضیدعوی کے عنوان مین مدعا علیہ کا ذکر بطور ساکن ملابار ہل واقع بمبئی کے کیا گیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
فرنندیز
بنام
رسے

سوال برطبق اپیل کے یہ تہا کہ آیا عارضی رہائش مدعاعلیہ کی بمبئی مین عدالت ہذا کو اختیار سماعت عطا کرنیکے واسطے کافی تہی۔

سکاٹ منجانب مدعی۔

لینگ (ایڈووکیٹ جنرل) منجانب مدعاعلیہ۔

انہون نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:- مارس بنام بومگارٹن (۱) ایورٹ بنام فریری (۲) الگزنڈر بنام جونس (۳) یکطرفہ بائکل معاملہ مائر (۴) رامچندر بنام کیشو (۵) گوسوامی بنام تری گووردہن لالجی (۶) کاوسجی بنام ولیمس (۷)

جنکنس جسٹس چیف جسٹس:- مدعی نے صورت حال مین مبلغ ۔۔۔ روپیہ بطور ہرجانہ ناجائز افعال مدعاعلیہ کے دلاپانیکا دعوی کیا ہے عرضیدعوی رسل صاحب جسٹس کے پاس ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع کو پیش کیا گیا تہا۔ مگر اُنہون نے اُسکو بوجہ نامنظور کیا تہا کہ اُنکا اطمینان نہین ہوا کہ مدعاعلیہ ملابار ہل مین عدالت ہذا کے حدود اختیارات کے اندر رہتا ہے۔ مجہے معلوم نہین ہوتا کہ کس امر سے یہ اشتباہ فاضل جج کے دلمین پیدا ہوا تہا کیونکہ گو عرضیدعوی کے متن مین کوئی بیان بدینمضمون نہین کیا گیا کہ کرنل رے اُسوقت ملابار ہل مین رہتا تہا تاہم یہ بیان مدعاعلیہ کی اُس تشریح مین کیا گیا تہا جو کہ عرضیدعوی کے عنوان مین کیگئی تہی۔ اور گو میری رائے مین بہتر مصلحت ہے کہ اس قسم کے مقدمات مین عام بیان اس امر واقعہ کا عرضیدعوی مین کیا جانا چاہئے تاہم یہ طریق عمل ہمیشہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے کہ بیان مذکور عنوان مین کیا جاوے۔

سوال جسکا تصفیہ کیواسطے ہے کہ آیا بروقت شروع ہونے نالش کے مدعاعلیہ حدود اختیار عدالت کے اندر رہتا تہا واقعات نہایت صاف ہین۔ مدعاعلیہ کولاپور مین پولیٹکل ایجنٹ تہا اور وہ ۶ مارچ کی شام تک وہین رہائش رکہتا تہا۔ ایک سال کی رخصت حاصل کر کے وہ کولاپور سے اُسی شام کو روانہ ہوکر دوسرے دن ۷ مارچ کو بمبئی مین پہونچگیا تہا عرضیدعوی حال ۸ مارچ کو پیش کیا گیا تہا۔ مدعاعلیہ اُسوقت بمبئی مین تہا اور وہ ۱۰ مارچ تک وہین رہا تہا جس تاریخ پر کہ وہ انگلستان کو روانہ ہوگیا تہا۔

آیا مدعاعلیہ کا اس عرصہ چار یوم تک بمبئی مین رہنا منشاء ضمن ۱۲ کو پورا کرنے اور عدالت ہذا کو اختیار سماعت عطا کرنیکے واسطے کافی تہا؟ اسمین شبہ نہین کہ بالعموم یہ نہین کہا جا سکتا کہ ایک شخص جو اسقدر خفیف عرصہ کیواسطے یہان مقیم رہے یہان رہائش رکہتا ہے۔ مگر اسکی یہ وجہ ہے کہ بالعموم اُسکی

(۱) سنہ ۱۸۶۵ء کورنیشن رپورٹ صفحہ ۱۵۲ (۲) سنہ ۱۸۹۵ء انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۵
(۳) سنہ ۱۸۶۶ء لاء رپورٹ ایکسچیکر جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ (۴) سنہ ۱۸۷۷ء چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۵۰۹
(۵) سنہ ۱۸۸۱ء انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۰۰ (۶) سنہ ۱۸۸۹ء انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۱ و صفحہ ۵۵۰
(۷) سنہ ۱۸۶۳ء بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ (ابتدائی دیوانی)۔

سنہ ۱۹۰۱ء
فرسندیز
بنام
رے

مستقل سکونت کسی اور جگہہ ہوتی ہے۔ مقدمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادی النظر مین ایک شخص کی نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ فلان جگہہ رہایش رکھتا ہے جبکہ کسی خاص وقت پر وہان مقیم ہو مگر وہ یہ ثابت کرنیکا مجاز ہی کہ وہ وہان نہین رہتا بلکہ کسی اور جگہہ رہتا ہی [صاحب موصوف نے شہادت کے متعلق کارروائی کرکے یہ بیان کیا کہ:-]

بروے شہادت کے میری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہ کولاپور مین سکونت رکھتا تھا جبکہ عرضیدعوی داخل کیا گیا تھا اور کہ اسکی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ وہ اسوقت حسب منشاء احکام ضمن ۱۲ فرمانشاہی بمبئی مین رہتا تہا۔ اسلئے عرضیدعوی حال منظور کیا جانا چاہئے۔

بینرجی صاحب جٹس:- میری بہی یہی رائے ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ الفاظ "رہائش رکھنا" اور "مقیم ہونا" ان بہت سے الفاظ مین سے ہین جنہین کہ وہ استعمال کئے گئے ہین مطابق منشاء واضعان قانون کے محدود اور وسیع تر معانی رکھتے ہین۔ واسطے اغراض اختیار سماعت کے میری رائے مین سندات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کی کوئی مستقل سکونت نہو تو اسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ وہین رہتا ہے جہان کہ وہ پایا جائے۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا بروقت پیش کئے جانے عرضیدعوی حال کے کرنل رے کوئی مستقل سکونت رکھتا تھا۔ صرف ایک ہی مقام رہایش جو ظاہر کیا گیا ہے کولاپور ہے۔ مگر اُسنے اپنے تقرر کا اہتمام وہان کسی اور شخص کو دیا تہا اور ۶ مارچ کو وہ جگہہ چھوڑ دی تہی۔ وہ مکان جسمین وہ وہان رہتا تہا اُسکی اپنی ملکیت نتہا۔ وہ گورنمنٹ کی ملکیت ہے اور وہ موجود الوقت پولٹیکل ایجنٹ کے قبضہ مین ہے اور اس عہدہ دار نے جو کرنل رے کی جگہہ مقرر کیا گیا تہا وہان رہایش اختیار کی ہے۔ کرنل رے نے اپنا سب مال واسباب کولاپور کا نیلام کردیا تہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا منشاء واپس آنیکا نہ تہا۔ بہر حال کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اُسکا منشاء واپس آنیکا تہا۔ پس میری یہ رائے ہے کہ وہ ۶ مارچ کو کولاپور مین مقیم نرہا تہا اور جب عرضیدعوی حال داخل کیا گیا تہا اُسنے کوئی اور سکونت اختیار نکی تہی اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ وہ بمبئی مین رہتا تہا اور عدالت ہذا کو اختیار سماعت زیر ضمن ۱۲ فرمانشاہی حاصل ہے۔

اپیل منظور کیا گیا۔

اٹرنیان مدعی:- مسٹرز ٹہاکر داس دھرمسی کاما اینڈ کمپنی۔
اٹرنی مدعا علیہ:- دی گورنمنٹ سالسٹر۔

نگرانی فوجداری

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و باٹی صاحب جسٹس

معاملہ پانڈورنگ گووند پوجاری وغیرہ*

۲۳ اگست ۱۹۰۰ء

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعات ۱۴۵ و ۵۲۶ - انتقال مقدمہ - مقدمہ فوجداری - صاحب جج کی طرفداری - مجسٹریٹ کا اختیار زیر دفعہ ۱۴۵ - نقص امن - حقوق فریقین -

احکام دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے رو سے کوئی اختیار درباره اس امر کے عطا نہیں کیا گیا کہ کوئی کارروائیات مرجوعہ زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور منتقل کیجائیں - ایسی کارروائیات "ایک فوجداری مقدمہ" کے حسب منشا دفعہ ۵۲۶ مجموعہ مذکور نہیں ہیں - مقدمہ فوجداری سے مراد ایک ایسا مقدمہ ہے جو کسی جرم مرتکبہ سے پیدا ہوا جسکا تعلق کسی ایسے جرم کے ساتھ ہے جسکا پہلے سے ارتکاب کیا جا چکا ہو - اُنمیں وہ کارروائیات شامل نہیں ہیں جو کسی جرم کو روکنے کیواسطے کیگئی ہوں -

زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور مجسٹریٹ مجاز نہیں ہے کہ فریقین متنازعین میں سے کسی کے دعاوی کے واقعات پر غور کرے جو درباره استحقاق قبضہ امر متنازعہ کے ہوں - وہ صرف امر واقعہ جو تاریخ صدور اُس حکم کا فیصلہ کرسکتا ہے جسکی رو سے فریقین کو اپنے اپنے بیانات داخل کرنیکی ہدایت کیگئی ہو -

فریقین کو اپنے حقوق کے متعلق بیانات داخل کرنیکی ہدایت نہیں کیجا سکتی اور نہ مجسٹریٹ ایسی بیانات بطور بنا کسی ایسی نالش کے بنا کہ وہ بالآخر فیصلہ کرے کسی ایسے نتیجہ کو متصور کرسکتا ہے جو کہ اُسنے اخذ کیا ہو یا جو کہ اُنے فریقین کے حقوق کے متعلق اخذ کیا ہو -

درخواست ہذا زیر دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) واسطے انتقال مقدمہ از عدالت سب آرڈینٹ جج درجہ اول پنڈہارپور کے کیگئی تہی -

سائلان سیوادہاریان (ملازمان مندر) شری پانڈورنگ واقعہ پنڈہارپور کے تہے - بدویان جنہوں نے کہ درخواست مذکور کی مخالفت کی تہی اُسم پوجاریان مہتمان و امناء مندر مذکور کے تہے -

ایک تنازعہ مابین بدویان اور سیوادہاریان کے درباره الالکار پوجا مندر مذکور کے پیدا ہوا تہا -

اسپر دینشور داداجی بدوے نے ایک استغاثہ مجسٹریٹ ضلع شولاپور میں بدین شکایت کیا تہا کہ سائلان نے جو ایک جماعت سیوادہاریان کی ہے اُنکی مزاحمت پوجا مذکور کے کرنیمیں کی ہے -

اس استغاثہ پر مجسٹریٹ ضلع نے ایک یکطرفہ حکم ۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو بمنشاء ذیل صادر کیا تہا :-

---

*درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۹۰۰ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۵۲۷

سنہ ۱۹۰۰ء
معاملہ بلڈورنگ
گوود ند پوجاری

یہ معلوم ہوتا ہے کہ الانکار پوجا کے متعلق ایک تنازعہ موجود ہو۔ مگر عملی طور گذشتہ طریق عمل کے صرف بدویان کو خدمت مذکور کے کرنیکا حق حاصل ہے اور ہائیکورٹ بمبئی نے یہی فیصل کیا ہے کہ صرف بدویان کو وہ پوجا کرنی چاہئے۔ سیوادھاریان اور دیگر سیوادھاریان کو کوئی حق اس خدمت کے کرنیکا حاصل نہیں ہے۔ اسوجہ سے اگر سیوادھاریان یا دیگر اشخاص اس خدمت کے کیئے جانیکے وقت بدویان کی مزاحمت کرین تو پولیس کو چاہئے کہ مزاحمت مذکور رفع کرے اور اگر ضروری ہو تو وہ اشخاص جو مزاحمت مذکور کرین دوران خدمت مذکور مین مندر سے باہر نکالے جائین۔

حکم مذکور ہائیکورٹ نے ۲۲ جنوری سنہ ۱۹ء کو منسوخ کر دیا تھا اسوجہ پر کہ ضابطہ اختیار کردہ ناقص اور مجسٹریٹ ضلع کو یہ ہدایت کیگئی تھی کہ جملہ اشخاص واسطہ دار معاملہ مذکور کو حسب ضابطہ نوٹس دینے کے بعد مقدمہ کی تجویز از سر نو کرے۔ بعد اسکے مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ کو تحقیقات کیواسطے مجسٹریٹ درجہ اول پنڈھار پور کے نام منتقل کیا تھا۔
۱۲ مئی سنہ ۱۹۰ء کو مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) عمل کر کے ایک حکم بنام بدویان اور نیز جملہ جماعتہائے سیوادھاریان کے بدین مضمون جاری کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے حقوق اور فرائض تعمیل الانکار پوجا کے متعلق بیانات تحریری داخل کرین۔
اسپر درخواست حال ہائیکورٹ مین سیوادھاریان نے واسطے انتقال مقدمہ عدالت مجسٹریٹ درجہ اول سے کسی اور عدالت مین وجوہات ذیل پر کی تھی۔

(۱) یہ کہ مجسٹریٹ درجہ اول پنڈھار پور بدویان مین سے ایک کا مہمان ہے اسلئے اغلب ہے کہ وہ مقدمہ مین طرفداری کر کے بحق بدویان کے فیصلہ کرے۔

(۲) یہ کہ مجسٹریٹ مذکور نے پہلے سے ایک رائے بحق بدویان اور بخلاف سیوادھاریان درباره انکے حقوق اور رواجی مندر کے ظاہر کی ہے بالخصوص درباره الانکار پوجا کے اس رپورٹ مین جو کہ مسٹر مجسٹریٹ ضلع [illegible] مئی سنہ ۹۳ء [illegible] کی ہے۔

(۳) چونکہ مجسٹریٹ نے ... [illegible] ... مقدمہ کی تجویز کرنیکے [illegible]

پہلی اس درخواست کے ہائیکورٹ نے نوٹس بنام مجسٹریٹ ضلع اور بدویان کے بغرض اظہار وجہ [illegible] جاری کیا کہ کیون مقدمہ منتقل نہ کیا جانا چاہئے۔
مجسٹریٹ ضلع نے ذیل کا بیان تحریری دیا تھا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
بہالکمیچ
پانڈورنگ
گووندپوجاری

یہ بھی درست ہے کہ مسٹر ٹہاکر وشوانا تہہ کو پال بدوے کا بہائی ہے۔ مگر لفظ "مخدوم" درست ترجمہ لفظ "یجمان" کا نہیں ہے۔ یہ دستور ہے کہ ہر ایک ہندو کا کوئی نہ کوئی "پادہیا" یا پروہت جو کہ مقامات از قسم پنڈہارپور مین ہوتا ہے۔ یہ رشتہ یجمان اور پروہت کا مسٹر ٹہاکر اور راو وشوانا تہہ بدوے کے مابین اُنکے اباو اجداد سے منتقل ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی طرح سے شخص اول الذکر کو طرفداری کرنے پر راغب نہیں کر سکتا۔

"یہ بھی درست ہے کہ مسٹر ٹہاکر نے ایکدفعہ ایک رپورٹ ڈپٹی کلکٹر ضلع شولاپور کے پاس دربارہ الانکار پوجا کے ارسال کی تھی جبکہ وہ پنڈہارپور کا ماملتدار تہا مگر اُس رپورٹ مین صرف اُسکی عام آراء ظاہر کیگئی تہین اور اُسکا کوئی تعلق تجویز مقدمہ یا اُسکی جوڈیشل واقعات پر غور کیئے جانیکے ساتھ نہین ہے۔ وہ صرف ایک پارٹمنٹل رپورٹ تہی جو غیر جوڈیشل حیثیت سے ارسال کیگئی تہی۔ علاوہ ازین صورت حال مین رپورٹ مذکور بطور شہادت کے پذیر نہین کیگئی۔ سلئے مین یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ان واقعات مین سے کوئی ایک مجسٹریٹ جوڈیشل تحقیقات مین اثر نہ کریگا اور نہ اُسکی جوڈیشل آزادی مین خلل انداز ہوگا۔"

جی ایس راؤ منجانب سائیلان۔

این جی چنداورکر منجانب فریق مخالف۔

راوبہادر وی جے کرتکار وکیل سرکار منجانب سرکار۔

تجویز ذیل جنٹلمن جینکنس صاحب چیف جسٹس نے صادر کی تہی:۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:۔ ایک تنازعہ پنڈہارپور مین مابین بدویان اور سیوادہاریان مندر کے بحوالہ استحقاق سیوادہاریان متعلق بہ الانکار پوجا مین حصہ لینے کے پیدا ہوا تہا مجسٹریٹ ضلع نے بظاہر محض بنقض امن کو روکنے کی غرض سے اُن درخواستہائے کو جو اُسکے پاس غرض مذکور کے واسطے کیگئی تہین مجسٹریٹ درجہ اول کے سپرد کیا تہا اور رپورٹ کے پہونچنے پر اُسنے ایک حکم بدین مضمون جاری کیا تہا کہ سیوادہاریان پوجا مذکور مین دست اندازی نکرین۔ حکم مذکور بباعث ناقص ضابطہ کی پیروی کیئے جانیکے اور دیگر اعتراضات کے اُن اختیارات کے خلاف معلوم ہوا تہا جو بروے باب ۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا کیئے گئے ہین اور اُسپر درخواست نگرانی ۲۷ سنہ ۱۸۹۹ء مین غور کیا جا کر وہ بالآخر عدالت ہذا کے ایک ڈویژن بنچ نے منسوخ کیا تہا (ملاحظہ ہو معاملہ پانڈورنگ گووند(۱) منفصلہ راناڈے صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس) جنہوں نے یہ ہدایت کی تہی کہ مجسٹریٹ ضلع مقدمہ کی تجویز ثانی بعد فریق بلانے جملہ اشخاص واسطہ داران کے اور بعد لینے اُس شہادت کے کرے جو وہ پیش کرین اور جدید حکم صادر کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد واپسی مسلہ اور کاروائی

(۱) سنہ ۱۹۰۰ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۵۲۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بمعاملہ پانڈورنگ
گووند

مزید کارروائی مجسٹریٹ درجہ اول سے لگی تھی جسنے فریقین واسطہ دار تنازعہ بمبینہ کے نام ایک حکم جاری کیا تھا جسکا منشا زیر ضمن ا دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور صادر کئے جاتے ہے جسکی رو سے انکو ہدایت کیگئی تھی کہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہوں یا اُن حقوق کے متعلق بیانات داخل کریں جنکی کہ وہ دعویدار ہیں۔ اب درخواست حال عدالت ہذا میں واسطے انتقال مقدمہ از عدالت مجسٹریٹ درجہ اول صادر کنندہ حکم مذکور کے کسی اور عدالت مجاز سماعت میں کیگئی ہے۔

مجسٹریٹ مذکور کے اس معاملہ میں بالطرفدار ہونیکی نسبت بوجہ ذیل اعتراض کیا گیا ہے کہ اُسنے پہلے سے معاملہ متنازعہ کی نسبت تحقیقات کر کے اسکی متعلق ایک رپورٹ کی ہے دجو سائلان حال کے خلاف معلوم ہوتی ہے) اور نیز اسوجہ سے کہ وہ موروثی سیجان یکے از فریقہا ئے تنازعہ کا ہے جو اوباد ہیا یا پرہار سند رکا ہے۔ منجملہ اُن کاغذات کے جو عدالت ہذا کے روبرو موجود ہیں ایک ایسی دستاویز ہے جو مجسٹریٹ ضلع کا بیان حلفی ہے اور جسمیں (منجملہ دیگر امور کے) اُس افسر کی رائے بدین مضمون درج ہے کہ اس مجسٹریٹ جسکی غیر طرفداری کی نسبت اعتراض کیا گیا ہے اُن رشتوں سے خلل واقعہ نہوگا جو کہ وہ یکے از فریقہائے کے ساتھ رکھتا ہے۔ یہ سمجھنا کسیقدر مشکل ہے کہ کن وجوہات پر یہ قیاس کیا جاسکتا تھا کہ ایسا اظہار رائے کوئی بنا کسی فیصلہ عدالت ہذا دربارہ قرین مصلحت ہونے ہدایت انتقال مقدمہ کے بنا سکتا تھا جسکی کہ استدعا کیگئی ہے اور یہ معلوم کرنا کسیطرح اطمینان بخش نہیں ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کے اعلی رکن سے ایک دستاویز از قسم بیان حلفی میں کوئی تامل ایسا بیان کرنے میں نہیں کیا جو امور واقعہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ اُسکی ذاتی رائے سے علاقہ رکھتا ہے جو بلحاظ واقعات کے محض قیاس اور دوسرے افسر کی دلی حالت پر مبنی ہو سکتا ہے۔ انصاف کے واسطے انتقال کے قرین مصلحت ہونے پر غور کرنے میں ہائیکورٹ کلکتہ نے (مقدمہ دیبرن بنام ڈرائیور (۱) میں) نہ صرف اس سوال کا فیصل کرنا ضروری سمجھا ہے کہ آیا مجسٹریٹ کے دل میں کوئی اصلی طرفداری موجود ہے بلکہ اس مزید سوال کا فیصل کرنا بھی کہ آیا ایسے واقعات وقوعمیں نہیں آئے جو باوجود کسی اور تشریح کے کئے جانیکے قابل ہونیکے ایسے ہیں جنسے ملزم کے دل میں ایک معقول خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اسکی تجویز انصافاً اور بلا طرفداری کی نکی جاوے گی۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۵

سنہ ۱۹۰۰ء
بمعاملہ پنڈورنگ گووند

فیصلہ مذکور کی پیروی مقدمہ لیگل ریممبرینسر بنام ہیرب چندر چکربتی (۱) مین کیگئی ہے جہان یہ رائے ظاہر کیگئی تہی کہ فریقین کا اعتبار عدالت کے بلا طرفدار ہونیکی نسبت محفوظ رکھنا بہ نسبت ایک مناسب اور بلا طرفدار عدالت کے محفوظ کرنیکے دوسرے درجہ پر ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۳۳۷) ایسی ہی رائے الہ آباد ہائیکورٹ نے ظاہر کی تہی ملاحظہ ہو فرزند علی بنام ہنومان پرشاد (۲) مجسٹریٹ ضلع کو فیصلجات مذکور کا معائنہ کرنیسے بلا شبہ طور پر معلوم ہوگا کہ وہ خیالات جو اُسکے دل مین دربارہ مجسٹریٹ کے غیر طرفدار ہونیکے پیدا ہوتے ہین چندان وقعت نہین رکہتے جسقدر کہ وہ اثر وقعت رکہتا ہے جو فریقین اور اُنکے گواہان کے دل پر اُس مجسٹریٹ کے منتخب کرنیسے پیدا ہونا اغلب ہے جسکو کہ ذاتی واقفات ضروری طور پر کچہ از فریقین کے ساتہ تعلق پیدا کرسکتے تہے۔ یہ امور بالکل نظر انداز نہین کئے جا سکتے ہین۔ اگر عدالت ہذا کے واسطے یہ فیصل کرنا ضروری ہوتا کہ آیا صورت حال مین انتقال کی ہدایت کیجانی چاہئے۔

مگر بملحوظ الفاظ دفعہ ۵۲۶ مجموعہ مذکور کے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ احکام دفعہ مذکور کوئی اختیار کسی ایسی کارروائیات کے منتقل کرنیکا عطا نہین کرتے جو زیر دفعہ ۱۴۵ مجموعہ مذکور رجوع کیگئی ہون۔

وہ احکام جو زیر ضمن (۱) دفعہ ۵۲۶ صادر کئے جاسکتے ہین فقرات (۱) لغایتہ (۴) ضمن مذکور مین خاص کئے گئے ہین۔ فقرات مذکور مین سے فقرہ اول ایسے حکم کے صادر کرنیکا اختیار عطا کرتا ہے کہ کسی جرم کی تحقیقات یا تجویز منجانب کسی ایسی عدالت کے کیجائے جو بہر طور مجاز سماعت ہو مگر دفعہ ۱۴۵ مین کسی جرم کی تحقیقات یا تجویز کے متعلق حکم نہین ہے۔ اُسمین جرائم کے روکنے کے متعلق کارروائی کیگئی ہے جیسا کہ عنوان حصہ چہارم سے ظاہر ہوتا ہے جنکا ہرگز ارتکاب نہین ہو سکتا اگر ضابطہ موثر ہوا اور جنکی تحقیقات یا تجویز بصورت ارتکاب کئے جانیکے بذریعہ ضابطہ مقرر کردہ بموجب دفعہ ۱۴۵ کے نہین کیجا سکتی۔

ضمن (۲) دفعہ ۵۲۶ کے رو سے اس حکم کے صدور کا اختیار دیا گیا ہے کہ کوئی فوجداری مقدمہ یا اپیل منتقل کیا جائے۔ لفظ "فوجداری" بطور صفت لفظ "اپیل" اور نیز لفظ "مقدمہ" کے واقعہ ہوا ہے اسلئے ہر دو صورتون مین اُنکی ایک ہی مراد ہونی چاہئے یعنی ایک مقدمہ فوجداری مطابق اپیل فوجداری کے کسی ایسے جرم سے پیدا ہونا ضروری ہے جسکا کہ پہلے سے ارتکاب کیا گیا ہو

(۱) سنہ ۱۸۹۷ء انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۲۲۷
(۲) سنہ ۱۸۹۶ء " " الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۴

سنہ ۱۹۰۰ء
بمعاملہ
پانڈورنگ گووند

اسلئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُس فقرہ کے روسے کوئی اختیار اُس ضابطہ کے متعلق کارروائی کرنیکا عطا نہین کیا گیا ہو کہ جرم کو روکنے واسطے اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یہین شبہ نہین کہ فقرہ "مقدمہ فوجداری" ضمن (۳) دفعہ ۵۲۶ مین بہی درج ہے جہانتک وہ صریح طور پر کسی کارروائیات سے متعلق کئے جانیکے ناقابل ہے جو کہ عدالت ہذا مین منتقل نہین کیجا سکتین۔ یہ امر بہی صریح ہے کہ ضمن (۴) دفعہ ۵۲۶ کوئی تعلق کارروائیات زیر دفعہ ۱۴۵ کے ساتھہ نہین رکہتی۔ باقی ضمنہائے سی کافی صراحت کے ساتھہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اختیار انتقال صرف اُنصورتمین عامل ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص ملزم موجود ہو۔

یہ سچ ہے دفعہ ۱۴۵ مین ایسا ضابطہ درج ہے جسمین ایسی تحقیقات شامل ہے جو تعریف مندرجہ فقرہ (ٹ) یا (م) دفعہ ۴ مجموعہ مذکور مین آسکتی ہو۔ مگر وہ فعل جو بالآخر اُسکے تابع کیا جاسکتا ہے وہ تعزیری نہین ہے بلکہ امتناعی ہے اور غرض مذکور کے واسطے جیسا کہ ضمن ۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف اُسوقت تک مشروط ہوتی ہے جبتک کہ آخری یا ضابطہ تصفیہ حقوق کیا جائے اور ایسی عدالت سے ڈگری کیا جائے جو حسب ضابطہ طریق قانون کے روسے اُسکے متعلق کارروائی کرنیکی مجاز ہو۔ مجسٹریٹ زیر دفعہ مذکور عمل کرتیوقت اُن جملہ شرائط کو ملحوظ رکہنے کا پابند ہے جو کہ اُسکے روسے عائد کیگئی ہون بطور شرط ماتقدم اختیارات عطا کردہ کے استعمال کرنیکے ضمن (۴) مین صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ فریقین تنازعہ مین سے کسی کے دعاوی کے واقعات پر غور کرنیکا مجاز نہین ہے جو دربارہ استحقاق قبضہ امر مابہ النزاع کے کئے جائین۔ وہ صرف امر واقعہ قبضہ بر تاریخ صدور اُس حکم کا فیصلہ کرسکتا ہے جسکی روسے اُنکو اپنے اپنے بیانات داخل کرنیکی ہدایت کیگئی ہو نیز ضمن مذکور سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اُسکی واسطے اُس امر کا فیصل کرنا بہی غیر ضروری ہے اگر اُسمین اہم مشکلات پیدا ہوتی ہون۔ اُسپر امر واقعہ قبضہ کا فیصل کرنا بصورت ممکن ہونیکے ضروری ہے مگر علی سبیل البدل فعل کا اختیار جب امر واقعہ مذکور کا فیصلہ ممکن نہو بر ئے شرط دوم کے عطا کیا گیا ہے جسکی روسے مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ تنازعہ کے امر مابہ النزاع کو قرق کرے اسطرح پر یہ امر صریح ہے کہ دفعہ مذکور مین ایسے امور ملحوظ رکہے گئے ہین جو گذشتہ یا موجودہ یا آیندہ حقوق فریقین مین خلل انداز نہون۔ گو وہ فعل جو کیا جاتا ہے از قسم انگریزی کے ہے اگر جوڈیشل تحقیقات اور جوڈیشل اختیار تمیزی بلاشبہ طور پر اختیارات عطا کردہ کا استعمال کرنیکے واسطے ضروری ہین، جسکی غرض نقض امن کے وقوعمین آنیکو روکنے کی ہے۔ اختیارات عطا کردہ کے استعمال کی شرط ماتقدم موجودگی ایک ایسی تنازعہ کی ہے جس سے نقض امن کے وقوعمین آنیکا احتمال ہو۔ ضمن (۱) مین اُسکا ذکر صریح طور پر بطور ایک ایسے امر کے کیا گیا ہے

جس سے کہ مجسٹریٹ کا مطمئن ہونا ضروری ہے قبل اسکی کہ وہ کوئی کارروائی زیر دفعہ مذکور کر سکی اور ضمن (۵) مین امر یہ طور پر یہ حکم ہی کہ مجسٹریٹ کو چاہئے کہ بعد صادر کرنے حکم کے یہ ثابت کئے جانے پر اسکو منسوخ کرے کہ کوئی ایسا تنازعہ موجود نہین ہے۔

بملحوظی واقعات مقدمہ کے اور بالخصوص اس امر واقعہ کے کہ کارروائیات جو اسمین کیگئی ہین اِس سال کے شروع ہونیسے پہلے کی ہین حالانکہ کوئی وجہ کسی قسم کے جبر کے کسی فریق کی طرف سے کئے جانے کی موجود نہین ہم یہ قرین مصلحت سمجھتے ہین کہ اُس مجسٹریٹ کی توجہ جسنے مقدمہ ہذا کی نسبت کارروائی کرنی ہے بالخصوص ہدایات مذکور کی طرف راغب کیجائی چاہئے تاکہ وہ اپنا اطمینان اس امر واقعہ کی نسبت کرے کہ ایسا احتمال نقص امن کا موجود ہے جس سے وہ کسی فعل کے زیر دفعہ مذکور کرنیکے قابل ہو۔ نیز ہم ضروری سمجھتے ہین کہ اُس تحقیقات کو جو اُسکے آخری فعل سے پہلے کیجائے اُن تنقیحات کی حد تک محدود کیا جائے صرف جنکی کہ متعلق کارروائی کرنیکا اختیار مجسٹریٹ کو زیر دفعہ مذکور عطا کیا گیا ہے یعنی واقعی امر واقعہ قبضہ کی حد تک جو کسی سوال حقوق سے ممیز ہے۔ حقوق فریقین کی نسبت وہ عدالتہائے تحقیقات کر سکتی ہین جو قانوناً اسپر درست فیصلہ صادر کرنیکی مجاز ہون۔

ہماری توجہ حکم مصدرہ مجسٹریٹ درجہ اول کے الفاظ کی طرف مبذول کیگئی ہے جو بظاہر زیر ضمن (۱) دفعہ ۱۴۵ صادر کیا گیا ہے ہماری دانست مین اُسکے رو سے فریقین تنازعہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے حقوق کی نسبت بیانات داخل کرین۔ حکم مذکور اب ہمارے روبرو بطریق نگرانی موجود نہین ہی۔ اسلئے ہم اپنی آراے کو یہانتک محدود کرتے ہین کہ فریقین کو اپنے حقوق کی نسبت بیانات داخل کرنیکا حکم نہین دیا جا سکتا اور نہ مجسٹریٹ بطور بناء اُس فعل کے جسپر کہ وہ بالآخر فیصلہ کر سکے اُس نتیجہ کو متصور کر سکتا ہے جو کہ دربارہ حقوق فریقین کے اخذ کرے۔ اسکو بروئے الفاظ دفعہ مذکور کے صرف یہہ اختیار دیا گیا ہے کہ نقص امن کو روکنے کیواسطے کارروائی کرے اگر اسکا اطمینان ہوجائے کہ بصورت دیگر نقص امن تنازعہ مذکور سے پیدا ہوگا۔ یہ امر کہ آیا اُسکا یہ اطمینان ہوا ہے اور وہ کونسے امور ہین جنکا اختیار دفعہ مذکور کے رو سے دیا گیا ہے۔ ایسا امر ہے کہ جو خود اُسکے جوڈیشل اختیار تمیزی پر منحصر ہے اسکا فرض بحیثیت مجسٹریٹ کے یہ ہے کہ نقص امن کو روکے اور بشرطیکہ وہ اختیارات عطا کردہ قانون کے اندر عمل کرے مجموعہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے رو سے

سنہ ١٩٠١ء
سمبا اللہ
بانڈورنگ
گووند

فریقین مین سے کوئی اختیار تمیزی مذکور کے استعمال مین خلل انداز ہو سکتا ہو کہا سوال یہ ہے کہ زیر دفعہ ١٢٥ مجموعہ مذکور بروئے دفعہ ٤٣٤ کے صحیح طور پر اُن کارروائیات کی جماعت سے مستثنیٰ کیگئی مین جنکی نسبت بطریق نگرانی کارروائی کیجاسکتی ہو اور اُن ہلمہ مقدمات مین جنمین کہ ہائیکورٹ نے اُن کارروائیات مین دست اندازی کی ہے جو زیر باب ١٢ اکیگئی ہون تو دست اندازی مذکور اس امر واقعہ سے جائز بنائی گئی ہے کہ احکام نگرانی کردہ در اصل ایسے احکام نتھے جو زیر باب ١٢ کے صادر کئے گئے ہون بلکہ جنکے جائز بنانیکے واسطے ایسے اختیارات کا وجود ہونا ضروری تہا جنکا کسی کو عطا کرنا واضعان قانون نے مناسب نہین سمجہا مگر وہ اختیارات جو بروئے باب ١٢ کے عطا کئے گئے ہین ایسے اختیارات معلوم ہوتے ہین کہ اُنکی غرض کے حاصل کرنیکے واسطے جو جرائیم خلاف عامہ خلائق کے روکنے کی ہے اُنکا استعمال ضروری طور پر احتیاط کے ساتہہ کیا جانا چاہئے اور اسطرح جب مجسٹریٹونکے اختیارات زیر باب ١٢ کالعدم ہوجائینگے اگر فریقین متنازعہ کو جس سے نقص امن کے وقوع مین آنیکا احتمال ہو کارروائیات کے ملتوی کرانے اور مقدمہ کے کسی اور عدالت مین منتقل کرانیکا اختیار حاصل ہو ان وجوہات پر ہمکو دست اندازی کرنے سے انکار کرنا چاہئے مگر ہم ہدایت کرتے ہین کہ آرائے مندرجہ حکم ہذا کی اطلاع مجسٹریٹ کو دیجانی چاہئے جہانتک کہ اُنکا تعلق اُن کارروائیات کے ساتہہ ہے جو اُسنے کی ہین یا اُسکی طرف سے کیجاتی ہین۔

حکم مطابق اُسکے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

٢٣ اگست سنہ ١٩٠٠ء

بہیوا ویک کس وغیرہ (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام وتہیا ویک کس وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان *

وطن بمبئی ایکٹ ٣ سنہ ١٨٧٤ء دفعہ ١٨ - نالش واسطے استقرار الحق دربارہ ایک حصہ وطن کے اور دربارہ حصہ لینے منافعجات وطن مین اختیار عدالت دیوانی کا دربارہ سماعت ایسی نالش کے اختیار سماعت۔

جبکہ مدعیان نے اس امر کے استقرار کی نالش کی تہی کہ وہ مہار کی وطن مین تیسرے حصے کے اور منافعجات وطن مین سے حصہ پانیکے مستحق ہین۔

* اپیل دوم عدد ٣٤٠ سنہ ١٩٠٠ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء

بھیوار بنام دہتیا

تجویز ہوئی کہ زیر دفعہ ۱۸ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء عدالت دیوانی کو کوئی اختیار استقرار مستدعیہ کے کرنیکا حاصل نہتا۔

پرشاتہ بنام لکھمیا (۱) کی پیروی کیگئی۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جی بی الکاک صاحب ڈسٹرکٹ جج ناسک مشعر تنسیخ ڈگری راؤ صاحب وی جی کدیکا سبارڈینٹ جج ستانا۔

مدعیان نے اس امر کے استقرار کی نالش کی تہی کہ بحیثیت طلبداران مہاران کے وہ مہار کی وطن مین تیسرے حصہ کے اور منافعجات وطن مین سے تیسرے حصہ کو استعمال کرنیکے مستحق ہین نیز انہون نے استدعا کی تہی کہ ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے جسکی رو سے مدعاعلیہم حصہ مذکور کے استعمال کرنیسے باز رکہے جائین اور انہون نے ہرجانہ کا دعوی کیا تہا۔

مدعاعلیہم نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ مدعیان کو کوئی حصہ مہار کی وطن مین حاصل ہے۔

عدالت اول نے نالش کو اسوجہ سے خارج کیا تہا کہ مدعیان نے اپنا استحقاق دربارہ کسی حصہ وطن متنازعہ کے ثابت نہین کیا۔

بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ مدعیان نے اپنا دعوی ثابت کیا ہے اسلئے انہون نے عدالت اول کے فیصلہ کو منسوخ کر کے استقرار مستدعیہ کی ڈگری عطا کی تہی۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعاعلیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا کہ عدالت دیوانی کو کوئی اختیار نالش کی سماعت کا زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء بمبئی حاصل نہتا۔

ایس آر باکھلے منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم)۔

جی۔ ایس۔ راؤ منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان)

فلٹن صاحب جج :۔ مدعیان نے اس امر کے استقرار کی نالش کی تہی کہ وہ بحیثیت طلبداران کے مہار کی وطن مین تیسرے حصہ کے اور منافعجات وطن مذکور کے تیسرے حصہ کے استعمال کرنیکے مستحق ہین اور انہون نے مبلغ سنے مدعاعلیہم سے بطور ہرجانہ دلاپانے کی استدعا کی تہی اور ایک حکم امتناعی کے حاصل کرنیکی جسکی رو سے مدعاعلیہم انکے استعمال حصہ مذکور مین مزاحمت کرنیسے باز رکہے جائین۔

اراضیات وطن کی نسبت کوئی تنازعہ موجود نہین ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعیان تراکلی انعام اراضی پر اور مدعاعلیہم مہار کی انعام اراضی پر قابض ہین اور ان مین سے کوئی کسی حصہ کا دعوی ان اراضیات مین نہین کرتا جو کہ فریق مقابل کے قبضہ مین ہین کل تنازعہ مدعیان کے استحقاق دربارہ سجا آدہی حصہ ان خدمات کے ہے جو کہ اہالیان دیہہ کی طرف سے کیجاتی ہین اور دربارہ حاصل کرنے کے لئے

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰۔

۱۹۰۰ء
بھیوا
نام
وتھیا

مروجہ وظائف کے زر نقد یا جنس مین (مثلاً جیوالونکا ٹھیکرہ)۔

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملحوظی دفعہ ۱۸ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء بمبئی کے عدالتہائے دیوانی کو کوئی اختیار باستقرار سند عطیہ کے کرنیکا حاصل نہتا اسلئے وہ ہرجانہ یا حکم امتناعی عطا نکر سکتی تہین۔ فیصلہ مقدمہ پرشا بنام لگمیا (۱) ایک صریح سند متعلق بائین امر ہے۔ دفعہ ۱۸ کے روسے کلکٹر کے حق مین یہ فرض محفوظ کیا گیا ہے کہ وہ پنچایت کی امداد سے یا دوسری طرح جیسا کہ حکم دیا گیا ہے نوعیت و حد استحقاق وصولی زر نقد یا جنس از اشخاص دیہہ اور اُن فرائض کو فیصل کرے جو عمل مین لائے جاتے ہون اور اُن اشخاص یا خاندانہائے یا جماعتہائے کی نسبت جو ذمہ دار ادائیگی مذکور کے کرنے یا فرائض مذکور کے کرنے یا فرائض مذکور کے ادا کرنیکی ہون۔ اور اگر عدالتہائے دیوانی کو منجملہ دیگر امور کے مساوی اختیار دربارہ مخصوص کرنے ایسے حقوق و فرائض مہاران کے حاصل ہو تو دفعہ مذکور کی غرض جسکی رو سے کلکٹر کو ایسے معاملات کے فیصل کرنیکا اختیار ممکن ہونیکی صورت مین بوساطت پنچایت کے دیا گیا ہے۔ زائل ہو جائیگی۔ ذیعلم وکیل رسپانڈنٹان نے ہمارے روبرو حصہ ۱ سم ایکٹ مذکور کا حوالہ دیا ہے۔ مگر حصہ مذکور در صورتیکہ اُسکے رو سے کلکٹر کو بعض اراضیات دربارہ رجسٹری اسماء وطنداران اور فیصل کرنے اُنکی ذمہ واری ہائے اور فرائض کے عطا کیا گیا ہے کسیطرح احکام دفعہ ۱۸ کے خلاف نہین ہے۔ نیز اُسنے ہمارے روبرو فیصلہ مقدمہ گووند بنام بالوجی (۲) کا حوالہ دیا ہے مگر وہ مختلف دفعات ایکٹ مذکور پر منحصر ہے اور اُسکا تعلق کلکرنی وطن کے ساتھ ہے جسکی متعلق کوئی دفعہ مشابہ دفعہ ۱۸ کے موجود نہین ہے۔

یہ امر غیر منفصل رہجاتا ہے کہ آیا ایک نالش منجانب مہاران کی واسطے استقرار اس امر کے چل سکتی ہے کہ وہ مہاروں کی وطن کے ارکین ہین نالش حال مین مدعاعلیہ نے وطن کے تیسرے حصہ اور اُسکی منافعجات مین سے تیسرے حصہ کے استعمال کا دعوی کیا ہے صریح طور پر کلکٹر کے اختیارات زیر دفعہ ۱۸ دربارہ مخصوص کرنے استحقاق وصولی وظائف زر نقد و جنس و اشخاص و خاندانہائے ذمہ دار ادائیگی فرائض کو زائل کردیتی ہے۔

بعد ایسے حقوق اور فرائض کے حسب ضابطہ طور پر مخصوص کئے جانیکے عدالتہائے دیوانی کو اُنکے موثر کرانیکا اختیار حاصل ہوسکتا ہے۔ مگر ہماری یہ رائے ہے کہ اُنکو کوئی اختیار اُنکی نوعیت یا حد کے قرار دینے کا حاصل نہیں ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۸۳

(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) ” ” ” جلد ۱۹ صفحہ ۵۱۶۔

سنہ ۱۹۰۰ء

بہیوا

بنام

دتہیا

اسلیے ہمکو عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کر کے دعوی کو خارج کرنا چاہیے۔ مگر چونکہ سوال اختیار سماعت مدعاعلیہم نے نہ تو عدالتہاے ماتحت مین سے کسی عدالت مین اور نہ یاد داشت اپیل دوم مین اٹھایا تہا اسلیے ہم یہہ مناسب سمجہتے ہین کہ ہدایت یہ کیجاے کہ فریقین جداگانہ طور پر اپنا اپنا کل خرچہ خود برداشت کرین۔

ڈگری منسوخ کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و کرس وصاحب جسٹس

۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

گرداپا و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان **بنام** ترکپا (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ *

امر فیصلشدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ تشریح دوم۔ مختلف نالشات ایک ہی ارضی کیواسطے جنمین مختلف استحقاقات بیان کیے گئے ہون۔

مدعیان نے بعض ارضی کے دلا پانیکا دعوی بدین بیان کیا تہا کہ پہلے مالک کی بیوہ کی وفات پر وہ بحیثیت ورثاے بازگشت کے مستحق ہوئے تہے۔ انہون نے قبل اسکے ایک نالش مدعاعلیہ پر اسی ارضی کے واسطے بحیثیت پسماندہ اراکین اُس خاندان مشترکہ کے کی تہی جسکا کہ ایک رکن پہلا مالک تہا۔ وہ نالش خارج کیگئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ نالش حال بسبب احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ممنوع السماعت تہی۔

اپیل دوم بنارضی فیصلہ آر جی سی لاڈ صاحب ڈسٹرکٹ جج دہارواڑ مشعر تنسیخ ڈگری راؤ صاحب ازرار دبن سبارڈینیٹ جج درجہ دوم، ا ویری۔

نالش واسطے دلاپانے قبضہ ارضی کے۔ مدعیان ایک شخص ننگیا کے چچازاد برادران تہے جو سنہ ۱۸۷۰ء مین ایک بیوہ مسماۃ جمباساوا چہوڑ کر فوت ہوا تہا۔ بیوہ مذکور سنہ ۱۸۹۴ء مین فوت ہوئی تہی اور مدعیان نے ارضی متنازعہ کا قبضہ حاصل کر لیا تہا۔ مدعاعلیہ ترکپا ایک برادر مسماۃ جمباساوا نے ارضی مذکور کا انتقال اُسکے حق مین کیا تہا معاملہ دار نے ایک ڈگری اُسکے حق مین صادر کی تہی۔ مدعیان نے افسران دیہہ کے ساتہہ سازش کر کے مدعاعلیہ کو قبضہ دلانے مین درنگ کی تہی اور انہون نے ایک نالش (سنہ ۱۸۹۵ء) عدالت سبارڈینیٹ جج مین بدین دعوی رجوع کی تہی کہ وہ ارضی متنازعہ کے مستحق بحیثیت شرکاء اپنے چچازاد برادر ننگیا کے ہین انہون نے استدعا کی تہی کہ انکا قبضہ بحال کیا جاے اور ایک حکم امتناعی

* اپیل دوم ۱۹۸ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء گدا پا بنام ترکیا

بخلاف مدعا علیہ کے بدین مضمون صادر کیا جائے کہ وہ اُنکے قبضہ مین خلل انداز نہو۔ نالش مذکور خارج کیگئی تہی۔ مدعا علیہ نے یہ ثابت کر دیا تہا کہ مدعیان اور ننگپا منقسمہ اراکین تہے اور کہ وہ کئی سال سے جدا رہتے تہے اس اثناء مین مدعا علیہ نے معاملتدار کی ڈگری کا اجرا کرکے جائداد کا قبضہ حاصل کر لیا تہا۔

اب مدعیان نے ایک نالش واسطے قبضہ اراضی مذکور کے بحیثیت بازگشت ننگپا کے نہ کہ بحیثیت پسماندہ اراکین خاندان غیر منقسمہ کے رجوع کی تہی۔

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا تہا کہ نالش بروئے احکام دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ممنوع السماعت ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش بروئے احکام دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہتی اور کہ مدعیان ننگپا کے چچازاد برادران تہے اور وہ اسوجہ سے اُسکے نزدیک ترورثائے بازگشت تہے اور کہ وہ انتقال جو مدعا علیہ نے بیان کیا ہے ثابت نکیا گیا تہا۔ اسلئے اُسنے دعوی کی ڈگری دی تہی۔

بطبق اپیل کے صاحب جج نے ڈگری مذکور کو منسوخ کیا تہا اُسنے قرار دیا تہا کہ نالش بوجہ امر فیصلشدہ ہونیکے ممنوع السماعت ہے۔

مدعیان نے اپیل دوم رجوع کیا۔

کے بی کلکار منجانب اپیلانٹ (مدعی)۔ فیصلہ مقدمہ ہذا اُن معنون پر منحصر ہے جو کہ الفاظ "اُسی استحقاق پر خصومت قائم کرتے ہین" مندرجہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور لفظ "چاہئے" مندرجہ تشریح دوم دفعہ مذکور کے کئے جانے چاہئین مدعیان نے اپنی نالش سابق مین بحیثیت پسماندہ شرکاء ننگپا کے دعوی کیا تہا اور اب وہ اُسی جائداد کا دعوی بحیثیت نزدیک ترورثائے بازگشت کے کرتے ہین اسلئے وہ اُسی استحقاق پر حسب منشاء دفعہ ۱۳ خصومت نہین کرتے۔

[جنکنس چیف جسٹس۔ تشریح مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ امور جو زیر تنقیح ہونے چاہئین تہے تنقیح طلب قرار پائے ہوئے اور فیصل کئے گئے متصور کئے جانے چاہئین]

ہم یہ استدعا کرتے ہین کہ تشریح مذکور مین معاملہ زیر تنقیح کے فیصلہ کے متعلق کچہہ بیان نہین کیا گیا ملاحظہ ہو کیلاش منڈل بنام بروداسندری داسی (۱)۔ یہ نہین کہا جا سکتا کہ مدعیان کو استحقاق دوم بطور بنائے دعوی کے نالش اول مین بنانا چاہئے تہا کیونکہ ہر دو استحقاقات مذکور نامطابق اور غیر مشابہ ہین اور اُنکی تائید مختلف اقسام کی شہادت سے ہونی چاہئے

(۱) (۱۸۹۷ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۷۱۱

گدایا بنام ترکپا

کیشو پرشاد بنام راجکماری رتن (۱) ملاحظہ طلب۔

[جنٹلمن جناب چیف جسٹس: معیار یہ ہے کہ آیا امور تنقیح طلب دو نالشات مین اسقدر مختلف ہین کہ انکی مذہب بہ پیدا ہوتا ہے؟]۔ نالش اول مین مدعیان کے واسطے ثابت کرنا ضروری تہا کہ جائداد مشترکہ تہی صورت حالمین بنا ہے دعوی وراثت بازگشتی ہے بحیثیت ورثا ــــــ ئے بازگشت کے مدعیان جائداد کے مستحق برطبق دفات بیوہ منگیا کے ہوئے تہے۔ کوئی ایسا قاعدہ موجود نہین ہے جسکے روسے مدعی پر لازم ہو کہ اپنے جملہ استحقاقات کو ایک ہی وقت بیان کرے شیو رتن سنگہ بنام شیو سہائے مصر (۲) کونر راؤ بنام گور راؤ (۳) گردہر بنام دیا بہائی (۴) ملاحظہ طلب۔

نرائن جی چند اور کر مسٹر جاب رسپانڈنٹ (مدعاعلیہ): ہر دو نالشات مین اہم طور پر بناے دعوی ایک ہی نوعیت رکہتا تہا اور مدعیان ایک ہی جائداد کا دعوی کرتے تہے۔ اسلئے اصول امر فیصلشدہ متعلق ہوتا ہے۔ سریمت راجا موتو وجایا بنام کتا ماناچیار (۵) وجبنتی ناتہ بنام شب ناتہ (۶) ملاحظہ طلب۔

جنٹلمن جناب چیف جسٹس: صورت حالمین ایک ہی سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا عذر امر فیصلشدہ متعلق ہوتا ہے۔ عدالت اول نے اس عذر کو نامنظور کیا ہے مگر عدالت ضلع نے برطبق اپیل کے اسکی تائید کی ہے عذر مذکور نالش عـ۱۹ سنہ ۱۸۹۵ء پر مبنی ہے جو مدعیان حال نے مدعاعلیہ حال کے برخلاف بدین استدعا رجوع کی تہی کہ انکا قبضہ اراضی متنازعہ بحال کیا جائے اور ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے۔ اُس نالش مین مدعیان نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ اراضی کے مستحق ہین اور وہ استحقاق جو انہون نے پیش کیا تہا یہ تہا کہ بحیثیت تنہا پسماندہ ارکین خاندان مشترکہ کے وہ اُسکے مالکان ہین۔ نالش مذکور بوجہ بر خارج کیگئی تہی کہ وہ اپنے استحقاق کے ثابت کرنیسے قاصر رہے ہین۔ وہ اس اثنا مین قبضہ سے محروم کیے گئے تہے۔ انہون نے نالش حال واسطے واپاہنے اُسی اراضی کے بدین بیان رجوع کی تہی وہ بحیثیت ورثائے بازگشت کے اسکے مستحق ہین اور اس دعوی کے جواب مین امر فیصلشدہ کا عذر پیش کیا گیا ہے۔

اپیلانٹ نے ہمارے روبرو غیر ضروری پر زور الفاظ استعمال کردہ عدالت ضلع کی نسبت شکایت کی ہے اور میری رائے مین یہ شکایت معقول ہے۔ مگر اسکا کوئی تعلق دعوی کے ساتہہ نہین ہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹

(۲) (سنہ ۱۸۸۴ء) ” ” الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۵۸

(۳) (سنہ ۱۸۸۱ء) ” ” بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹

(۴) (سنہ ۱۸۸۴ء) ” ” ” جلد ۸ صفحہ ۱۷۴

(۵) (سنہ ۱۸۶۶ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۵۰ و ۷۳ (۶) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۸۱۹

سنہ ۱۹۰۰ء
گراپا
بنام
ترکیا

اور وہ صرف بطور ایک وسیلہ اعتراض دربارہ اُس فیصلہ کے استعمال کی گئی ہین جبکا کہ وہ ایک جزو ہین۔ مگر مقدمہ کی نسبت قطع نظر اُن خاص رایون کے فیصلہ کیا جانا چاہئے جسکی کہ نسبت اعتراض کیا گیا ہے اور مین اب ایسا ہی کرتا ہون۔

امر مذکور تابع دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے جسکا اہم جزو حسب ذیل ہے:۔

"کوئی عدالت کسی ایسے مقدمہ یا بحث کی تجویز نکریگی جس مین وہ امر جو صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب ہو ایک مرتبہ مابین فریقین حال کے صریحاً اور درحقیقت تنقیح پاکر مسموع اور قطعاً منفصل ہو چکا ہو۔

"تشریح اول۔ جزو یہ ہے کہ مقدمہ سابق مین امر متذکرہ صدر کو ایک فریق نے تسلیم کیا ہو اور دوسرے فریق نے صراحتاً یا معناً اُس سے انکار یا اقبال کیا ہو۔

"تشریح دوم۔ ہر امر جو اُس مقدمہ سابق مین جواب یا دعوی کی بناء قرار دیا جاسکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا سمجہا جائیگا کہ وہ مقدمہ مین ایک امر صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب تہا۔"

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا استحقاق بذریعے وراثت ایک ایسا امر تہا جو نالش ۱۸۹۵ء مین وجہ اعتراض بنایا جاسکتا تہا اور بنایا جانا چاہئے تہا؟ کیونکہ اگر یہ درست ہو تو وہ ایک ایسا امر متصور کیا جانا چاہئے جو نالش مذکور مین صریحاً اور درحقیقت تنقیح طلب تہا اور ملحوظی نتیجہ نالش اول کے وہ مسموع ہو کر مدعیان کے برخلاف قطعاً منفصل ہوا تہا مین صریح معنی الفاظ مذکور کے قطع نظر اُن فیصلجات کے یہی معلوم کرتا ہون جنکا کہ مین بعد مین حوالہ دونگا۔

یہ امر کہ مدعیان نالش ماقبل مین علی سبیل البدل اپنا استحقاق بطور ورثاء کے بیان کرسکتے تہے تسلیم کیا گیا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اُنپر لازم تہا کہ اسکو اُس نالش مین بیان کرتے۔ وہ کسی قاعدہ عذرات کے رو سے ممنوع نتہا بخلاف ازین وہ مکمل اور آخری فیصلہ جملہ سوالات متعلق بہ استحقاق مدعیان کے فیصل کرنیکے واسطے ضروری تہی۔ مگر چونکہ مسٹر کلکار منجانب اپیلانٹ نے ہماری توجہ بہت سے مقدمات کیطرف راغب کی ہے جنکی نسبت اُسنے بیان کیا ہے کہ اُنمین مختلف تعبیر الفاظ دفعہ مذکور کی گئی ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ مین انکا امتحان یہ معلوم کرنیکے واسطے کرون کہ کس حد تک اُن سے اُسکی حجت کی تائید ہوتی ہے۔

اولاً مین حکام عالیمقام پریوی کونسل اور عدالت ہذا کے فیصلجات پر غور کرتا ہون کیونکہ صرف وہی ہمپر قابل پابندی ہین اُن کے بعد مین دیگر عدالتہائے کے فیصلجات پر غور کرونگا صرف ایک ہی مقدمہ پریوی کونسل جسکی طرف مسٹر کلکار نے ہماری توجہ بتائید اپنے اپیل کے راغب کی ہے

سنہ ۱۹۰۱ء

گرا یا بنام ترکیا

مقدمہ کیشو پرشاد بنام راجکماری رتن را ہے مگر مین یہ معلوم کرنیسے قاصر رہا ہون کہ وہ کسطرح پر آپکی امداد کرتا ہے کیونکہ اُس مقدمہ مین عذر مذکور بحال رکہا گیا تہا مگر جو کچہہ فیصلہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ حکام عالیمقام نے یہ خیال کیا تہا کہ مقدمہ کا فیصلہ خود الفاظ دفعہ مذکور پر کیا جانا چاہیئے کسی سند کا حوالہ نہین دیا گیا۔ بحوالہ الفاظ مذکور کے بیان کیا گیا ہے کہ '' یہ امر صریح ہے کہ وہ ایک وجہ اعتراض بنایا جا سکتا تہا یہ امر کہ وہ ایک وجہ اعتراض بنایا جانا چاہیئے تہا حکام عالیمقام کی رائے مین ہر ایک مقدمہ کے خاص واقعات پر منحصر ہے۔ جہان امور مذکور بقدر مختلف ہون کہ اون کا اشتمال تذبذب پیدا کرتا ہو تو لفظ '' چاہیئے تہا '' کی تعبیر اہم ہو جاتی ہے صورت حال مین معاملات کی یہی صورت تہی۔ یہ صرف ایک علی سبیل البدل طریق رن بہادر رپڑ مہ واری کے عاید کرنیکی استدعا کرنیکا تہا اور حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر مذکور نالش ما قبل مین وجہ اعتراض بنایا جانا چاہیئے تہا اسلئے وہ ایک ایسا امر متصور کیا جانا چاہیئے جو پہلی نالش مین مرج ہوگا اور در اصل تنقیح طلب تہا اور وہ امر فیصلشدہ ہے ''

اسلئے معیار پیش کردہ اس امر کے معلوم کرنیکے واسطے کہ آیا وہ ایک وجہ اعتراض بنایا جانا چاہیئے تہا یہ ہے کہ آیا امور مذکور بقدر مختلف ہین کہ اُنکے اشتمال سے تذبذب پیدا ہو سکتا ہے؟ میری رائے مین صورت حال مین اسکا صرف ایک ہی جواب ہے کہ ہرگز کوئی تذبذب پیدا نہوتا اگر مدعی نے نالش اول مین علی سبیل البدل اپنے استحقاق کا عذر کیا ہوتا جو کہ اُسنے اب پیش کیا ہے۔ بحوالہ اس امر کے مین مناسب طور سے آرائے لارڈ ویسٹبری صاحب بمقدمہ سریمت راجا موتو وجایا بنام کتاما ناچیار (۲) کا حوالہ دیسکتا ہون۔

'' اولاً یہ امر پہلی مسل سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ کو اُسوقت اُس دستاویز پر انحصار کرنیکا اختیار بطور ایک جائز وصیت کے حاصل تہا اُسنے در اصل یہ بیان کیا تہا یا وہ بیان کرسکتا تہا کہ نالش سنہ ۱۸۵۰ء مین یہ اُسکا علی سبیل البدل جواب تہا۔ وہ اولاً اقرار کرسکتا تہا کہ جائداد غیر منقسمہ ہے اسلئے مدعیان نالشات مذکور کو اُسمین کوئی حق حاصل نہین ہے اور ثانیاً وہ یہ عذر کرسکتا تہا کہ اگر وہ ایک منقسمہ جائداد ثابت کیجائے تو میرا استحقاق اُس دستاویز کے روسے پیدا ہوتا ہے اور مین اُسپر بطور ایک جائز تجویز ہبہ خود کے انحصار کرتا ہون جب مدعی ایک جائداد کا دعوی کرے اور مدعا علیہ قابض اُس دعوی کی تردید کرے تو اُسپر لازم ہے کہ اُسکی تردید جملہ ممکن وجوہات پر کرے جو وہ تا بحد علم خود پیش کرسکتا ہو۔ اپیلانٹ حال نے مبینہ وصیت کے جواز پر انحصار کیا ہوتا۔ مگر بجائے ایسا کرنیکے جبکہ اُس کی نالش عدالت اپیل آخری مین بغرض فیصلہ پیش ہوئی تہی تو اُسنے در اصل جملہ استحقاق تابع دستاویز مذکور بطور وصیت سے انکار کیا تہا اور اس امر پر اصرار کیا تہا کہ وہ عدالت سے بطور وصیت کے متصور نکیجانی چاہیئے۔''

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹

(۲) (سنہ ۱۸۶۲ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۷۳

سنہ ۱۹۰۱ع
گنداپا
بنام
نرکیا

اگر سابدریشٹ جج غلطی پر تہا اور مختصر آیہ کہ اگر اقرار نامہ مذکور مین صرف یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ عام استحقاق تقسیم تا ادایگی قرضجات کے ملتوی کیا گیا ہی تو یہ امر لغو ہوگا اگر مدعی کو یہ کہا جائے کہ اُسکا استحقاق اس وجہ سے بالکل زائل ہوگیا ہے کہ اُسنے جلد بار اخراجات اور رسوم عدالت کا پہلی ساقط شدہ نالش سنہ ۱۸۹۳ع مین برداشت کرکے ایک نالش بنا بر اقرار نامہ کے رجوع کی ہی - ہر ایک شخص جسکو مفصلات کا تجربہ حاصل ہوگا کارتہہ صاحب چیف جسٹس کی رائے مقدمہ دیو بند سو (انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۵) سے اتفاق کریگا جو یہ ہے کہ مجہہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایسے ملک مین جہان بہتر مشورہ مہیا نہو سکتا ہو ایک جایداد کا دعوی درست طور پر کیا جانا ممکن نہین ہو سکتا - یہی رائے مفصل طور پر سٹوآرٹ صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ بابولال بنام ایشری پرشاد (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ ہ محولہ بالا مین ظاہر کی ہے - اُنہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہی کہ ایسے مدعی کو دادرسی عطا کرنا جو بظاہر درست دعوی کرتا ہی محض اسوجہ سے کہ اسکی لاعلمی وکیل ضلع نے ایک خاص عذر پہلی نالش مین نکیا تہا ایک کارروائی مشتبہ ہی - بہت سے سقم ہائے بعد التہائے مفصلات بمبئی کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - پس یہ قرار دینا کہ مدعیان اب قرار نامہ سنہ ۱۸۸۳ع پر انحصار نہیں کرسکتے گویا انصاف سے انکار کرنا ہی اسمین شبہ نہین کہ اگر قانون اور سندات ہمکو ایسا ہی فیصل کرنے پر مجبور کرین تو ہمکو اُنکی پیروی کرنا لازم ہے خواہ اُسکا نتیجہ کچھہ ہی ہو -

جس شی پر کہ ہمنے غور کرنا ہے وہ واقعی فیصلہ ہے اور مجہکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول جسپر فیصلہ مبنی تہا وہ یہ تہا کہ پہلی نالش مین ایسے امر کا ایراد نکیا جانا جسپر نالش دوم مبنی ہو عدالت کے طریق عمل بنا لش اول کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے ہمارے لئے اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہی کہ کس حد تک وجہ مذکور درست تہی صورت حال مین کوئی ایسا واقعہ موجود نہین کیونکہ یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کوئی ایسی خواست اسطے مناسب تہے میم پہلی نالش کے کیگئی تہی -

اس سے مقدمات محولہ بمبئی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور اُس امتحان سے جو مینے مقدمات مذکور کا کیا ہے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اُنمین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے ہمکو یہ قرار دینے کی تحریک ہو کہ واقعات مقدمہ حال احکام تشریح دوم کی ذیل مین نہین آتے -

پس دیگر پریزیڈنسی ہائے کے فیصلجات کی طرف عود کرکے براڈہرسٹ صاحب اور ڈتہائیٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ شیورتن سنگہ بنام شید سہائے مصر (۱) مین یہ قرار دیا ہے کہ روئے قانون کے بھی یہ لازم نہین ہے کہ فوراً جملہ حقوق متعلق بہ جایداد کا ذکر کرے ورنہ وہ بعد مین اُنکے بیان کرنیسے ممتنع ہوگا " یہہ ایک خطرناک امر ہوگا جو خلاف رائے لارڈ ویسٹبری صاحب کے ہے اور جبتک وہ بیان محدود نہ کیا جائے وہ مجھے درست اظہار قانون معلوم نہین ہوتا

(۱) (سنہ ۱۸۸۴ع) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۵۸

سنہ ۱۹۰۱ء
گدا یا
بنام
ترکپا

سر چارلس ٹرنر صاحب کا فیصلہ مقدمہ سدا پا پلائی بنام چینی (۱) کوئی مدد نہیں دیتا۔ وہ ایک فیصلہ مجموعہ ۱۸۵۹ء پر تھا مقدمہ اد ماتھا بنام چیرا کبہ (۲) میں تشریح دوم کے متعلق کچھہ نہ کیا گیا تھا مقدمہ الونی بنام کنجو شا (۳) مشکل سے اپیلانٹان کی حجت کی تائید میں منصور کیا جا سکتا ہے کیونکہ اُنہیں متوسامی ایار صاحب جٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ ایک فریق پر لازم ہے کہ عدالت کے سامنے وہ جملہ وجوہات اعتراض پیش کرے جو کہ اسکو بحوالہ اس استحقاق کے مہیا ہو سکتی ہوں جو بنائے دعوے بنایا گیا ہے۔

سر آر گارتھ صاحب کی رائے ظاہر کردہ بمقدمہ دینو بندہو بنام کرسٹومنی (۴) پر انحصار کیا گیا ہے مگر اُس وقت مین جو کہ رائے مذکور کی بصورت دیگر ہوتی اس امر واقعہ سے خلل واقع ہوا ہے کہ فاضل چیف جٹس صاحب نے باقی اراکین اجلاس کامل سے اختلاف کیا تھا۔

ایسا ہی مین یہ معلوم نہین کر سکتا کہ حجت مذکور کی تائید فیصلہ میکفرسن صاحب و ہل صاحب جٹسان بمقدمہ سرکم ابو تراب عبد الواہب بنام رحمن بخش (۵) سے ہوتی ہے کیونکہ رپورٹ کے صفحہ ۸۰ پر فاضل ججان مذکور نے یہ بیان کیا ہے کہ " یہ ایک ایسا مقدمہ نہین ہے جس مین مدعیان نے پہلے موقعہ پر ایک خاص داد رسی کی نالش دوسرے استحقاق کی وجہہ پر کی ہو جس سے پہلے موقعہ پر اُسنے فائدہ اُٹھایا ہو " اُسی جلد کے صفحہ ۱۱۰ پر مقدمہ کیلاش ہنڈل بنام بردا سندری داسی درج ہے۔ مگر مقدمہ مذکور اس نتیجہ پر مبنی ہے کہ پہلی نالش مین معاملہ کی سماعت اور فیصلہ قطعی طور پر کیا گیا تہا۔ میرے لیئے اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ کس حد تک اس رائے کی تطبیق فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ مندرجہ انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۳ کمیشنر بنام اجکاری کے ساتہہ ہو سکتی ہے جسکا کہ مینے قبل ازین حوالہ دیا ہے مگر جسکا حوالہ کلکتہ کے بنچ کے روبرو نہ دیا گیا تھا۔ صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ اُس فیصلہ پریوی کونسل کی روشنی مین میری رائے مین یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ بلحاظ واقعات مقدمہ حال کے معاملۂ متنازعہ قطعی طور پر مسموع اور فیصل نہ ہوا تہا

اب مینے جملہ مقدمات محولہ کے متعلق کارروائی کر لی ہے اور مین کوئی وجہ اُس رائے کے ترک کرنیکی نہین دیکھتا جو مینے ابتدا مین ظاہر کی تہی میری رائے مین مدعیان کو اپنی وراثت کا عذر بطور وجہہ استحقاق کے پیش کرنا چاہیئے تہا۔ وہ پہلی نالش کے ارجاع کی تاریخ پر موجود تہا۔ یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ وہ اُس سے بے خبر تھی اور نہ کوئی درست وجہہ معافی کی ہمارے روبرو ظاہر ہو گئی ہے اسلئے مین قرار دیتا ہوں کہ دفعہ ۱۳ متعلق ہوتی ہے

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۵۲۔ (۲) (۱۸۸۱ء) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۴۸۔
(۳) (۱۸۸۳ء) ،، ،، ،، جلد ۶ صفحہ ۲۶۴۔ (۴) (۱۸۷۶ء) ،، ،، کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲۔
(۵) (۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۸۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء
گداپا
بنام
ترکپ

اس نتیجہ کے اخذ کرنے مین مینے اُس حجت کو نظر انداز نہین کیا جو فرق مابین دو نالشات پر مبنی ہے
اس مین شبہ نہین کہ قرار یہہ دیا گیا ہے کہ "جہان پہلی نالش استقرار حق بحالی قبضہ بعض ارضیات
کی نسبت اسوجہہ پر خارج ہوگئی ہوکہ مدعی بروقت ارجاع نالش کے "قابض نتہا تو نالش مابعد واسطے دلاپانے
قبضہ کے بروئے دفعہ ۴۳ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہین ہے"۔ ملاحظہ ہو جینتی ناتہہ بنام شنبناتہہ
(۱) دیگر فیصلجات منشاء مذکور کا حوالہ دیا جا سکتا ہے مگر بظاہر اُنمین کوئی اصل قابل اطلاق بواقعاتِ
مقدمۂ ہٰذا موجود نہین ہے۔ کیونکہ اُن مقدمات مین جن مین فیصلجات مذکور صادر کئے گئے تھے پہلی نالش
کے فیصلہ کیواسطے سوال استحقاق غیر ضروری تھا۔ مگر صورتِ حال مین سوالِ مذکور کا تصفیہ کرنا ضروری
تہا اور وہ فی الواقعہ فیصل کیا گیا تھا۔ اس حجت کی وقعت اسطرح پر معلوم کیجا سکتی ہے جبکہ اُسکے ساتہہ وہ
عذر متعلق کیا جائے جو واقعی طور پر پہلی نالش مین اُٹھایا گیا تھا اور اس معیار کو متعلق کرکے مسٹر کلکار
اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ وہ نالشِ حال مین سوالِ استحقاق کی نسبت بربنائے پسماندگی کے
دوبارہ تنازعہ نکر سکتا تھا۔ لیکن اگر یہ درست ہو تو مجھے یہہ بھی ویسا ہی ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ
کہ وہ دعوے جو اُسوقت کیا جانا چاہئے تھا اب تنازعہ کئے جانیکے قابل ہے کیونکہ دفعہ مذکور کے رُو سے
کوئی تمیز مابین اُس دعوے کے جو کیا گیا ہو اور اُس دعوے کے جو کیا جانا چاہئے تھا اور مابین اوس
دعوے کے جو واقعی طور پر اور اُسکے جو تعبیری طور پر کیا گیا ہو نہین کیگئی۔ اور یہ امر مجھکو صریح معلوم ہوتا ہے۔
جب ایک دفعہ یہہ معلوم کیا جاتا ہے کہ فیصلہ نالشِ اوّل مین نہ صرف مبینہ استحقاق ہی کا فیصلہ کیا گیا
تہا بلکہ واقعی استحقاقِ جایداد کا بھی فیصلہ کیا گیا تھا۔ خواہ اُسکا دعوے کسی استحقاق سے کیا گیا ہو۔

پس نتیجہ یہ ہے کہ میری رائے مین اپیل معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے اور عدالت اپیل ماتحت
کی ڈگری بحال رکہی جانی چاہئے۔

کروصاحب جسٹس:۔ صرف ایک ہی سوال جو اپیل ہٰذا مین پیدا ہوتا ہے یہہ ہے کہ
آیا دعوے بلحوظ احکام تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے امر فیصلشدہ ہے۔ مدعیانِ
حال ایک شخص ننگپا کے چچازاد برادران ہین جو ۱۸۶۰ء مین ایک بیوہ مسماۃ چمباسا وا چہوڑکر
فوت ہوا تھا۔ جو ۱۸۹۳ء مین فوت ہوگئی تھی۔ اُنہون نے ایک نالش نمبر ۱۹ ۱۸۹۵ء مدعا علیہ حال کے
برخلاف جو متوفیہ چمباساوا کا برادر ہے اراضی متنازعہ کا قبضہ بحال کرانیکے واسطے اسوجہہ پر رجوع کی تہی کہ

(۱) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۱۹۔

سنہ ۱۹۰۰ع
گدایا
بنام
تیرکیا

وہ ایک جایداد مشترکہ خاندان مدعیان اور ننگپا کی تھی اور کہ وہ غیر منقسمہ شرکا ہین - نالش مذکور کو عدالت نے اسوجہہ پر خارج کیا تہا کہ خاندان کی جایداد منقسمہ تھی - اُس فیصلہ کی ناراضی سے کوئی اپیل نکیا گیا تہا - اب مدعیان نے نالش حال بحیثیت چچازاد برادران اور ورثائے بازگشت ننگپا کے واسطے دلا پانے قبضہ اراضی متنازعہ کے رجوع کی ہے - عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان نالش کرنے کے مستحق تھے اور اُسنے دعوے کی ڈگری دی تہی - عدالت ماتحت نے قرار دیا تہا کہ یہہ امر قرین انصاف معلوم نہین ہوتا کہ بعد ایک دفعہ بربنائے جہوٹے دعوے کے نالش کیا جا کر مدعا علیہ پر پہر اُسی امر مابہ النزاع کے متعلق نالش کرنے کی اجازت مدعی کو دیجائے اور اُسنے قرار دیا کہ نالش بروئے احکام دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السّماعت ہے -

مسٹر کلکار منجانب اپیلانٹان حال نے کثیر التعداد مقدمات کا حوالہ دیا ہے جو کم و بیش واقعات مقدمہ حال سے متعلق ہین اور یہ ضروری ہے کہ واقعی الفاظ استعمال کردہ واضعان قانون پر نہایت غور کیا جائے - تشریح دوم دفعہ ۱۳ کی یہ ین الفاظ ہے: "ہر امر جو اُس مقدمہ سابق مین جواب یا دعوے کی بنا قرار دیا جا سکتا تھا - اور قرار دینا چاہئے تھا سمجہا جائیگا کہ وہ مقدمہ مین ایک امر صریحًا اور دراصل تنقیح طلب تہا" عدالتہائے ماتحت نے بطور امر واقعہ کے قرار دیا ہے کہ مدعیان ننگپا اور اُسکے باپ سے ایک مختلف گانون مین علیحدہ رہتے رہے ہین جسکو قریبًا ۴۸ یا ۵۰ سال کا عرصہ ہوا ہے - جب نالش سابق سنہ ۱۸۹۵ع مین رجوع کیگئی تہی تو ننگپا کو فوت ہوئے ۲۵ سال کا عرصہ ہوا تھا اور اُسکی بیوہ ارجاع نالش سے ایک سال پہلے فوت ہوئی تھی - معاملہ متنازعہ حال یعنے یہ کہ مدعیان ننگپا کے ورثائے بازگشت ہین جو آخری مالک ذکور تھا - اُسوقت اُنکے علم مین ہونا چاہئے تہا - یہ امر صریح ہے کہ مدعیان کو رشتہ مذکور ایک وجہہ دعوے بخلاف مدعا علیہ کے جو ننگپا کی بیوہ کا برادر تھا اور جسکا خاندان کے ساتہہ کوئی تعلق نہ تہا اُسی نالش مین بنانا چاہئے تھا اور یہ امر ویسا ہی صریح ہے کہ اونکو ایسا کرنا ضروری تہا - آرائے لارڈ ویسٹبری صاحب بمقدمہ سریمتی موتو دیا جا بنام کتاما ناچیار (۱) واقعات مقدمہ حال سے پر زور طور پر متعلق ہوتی ہین - اُس مقدمہ مین اپیلانٹ نے ایک زمینداری کے قبضہ کی نالش بحیثیت نزدیک تر ذکور رشتہ دار آخری مالک کے اسوجہہ پر کی تھی کہ جایداد غیر منقسمہ جدی جایداد ہے - بمطابق اپیل کے اُسنے کسی استحقاق

(۱) ([illegible]) مورز انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۵۰ -

سنہ ۱۹۰۱ع گردایا بنام ترکپا

بروئے مبینہ وصیت کے انکار کیا تہا جس کی نسبت اُسنے یہ عذر کیا تہا وہ در اصل ایک وصیت نہین ہے - اسلئے اُسکا جواز اور عدم جواز غیر ضروری تہا - بعد مین اُسنے ایک نالش مبنی بر این بیان رجوع کی تہی کہ وصیت مذکور جائز ہے اور کہ اُسکو بروئے وصیت مذکور کے قبضہ دلایا جائے - لارڈ ویسٹبری صاحب نے فیصلہ صادر کرتے وقت بیان کیا تہا کہ :-

بہ کسی ایسی نالش کے چلائے جانے کی اجازت دینا ناممکن ہے - اولاً یہ امر سل ماقبل سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ کو اُسوقت اختیار حاصل تہا کہ دستاویز مذکور پر بطور ایک جائز وصیت کے انحصار کرے اُسکو در اصل نالش سنہ ۱۸۵۶ع مین اپنا جواب بطور علی السبیل البدل جواب کے بیان کرنا چاہئے تھا - وہ اولاً اس امر پر اصرار کر سکتا تہا کہ جائداد غیر منقسمہ ہے اسلئے مدعیان نالش مذکور کو کوئی حق اُسمین حاصل نہین اور ثانیاً وہ یہ عذر کر سکتا تہا لیکن اگر جائداد منقسمہ ثابت ہو تو میرا استحقاق اس دستاویز کے تابع پیدا ہوتا ہے اور مین اُسپر بطور ایک جائز وصیت بحق خود کے انحصار کرتا ہون جب مدعی ایک جائداد کا دعوا کرے اور مدعا علیہ جو قابض ہو اس دعوے کی تردید کرے تو اسپر لازم ہے کہ اُسکی تردید اُن جملہ وجوہات پر کرے جو مطابق اُسکے علم کے وہ ممکن طور پر پیش کر سکتا ہو .... پس بہر صورت یعنی اولاً اس عام وجہ پر کہ امر مذکور زیر تنقیح تہا اور جو امر زیر تنقیح ہو وہ فیصل شدہ متصور کیا جانا چاہئے .... ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت کی درستی کے متعلق کوئی شبہ موجود نہین ہے ::

مسٹر کلکار نے یہ عذر کیا ہے کہ بنائے دعوے دو نالشات مین مختلف ہے - اور کہ امور زیر تنقیح مقدمات مختلف ہتے کہ اُنکے اشتمال سے تذبذب پیدا ہو سکتا تہا اور کہ پہلی نالش واسطے ڈگری استقرار یہ اور بحالی قبضہ کے تہی اور کہ نالش حال واسطے دلا پانے قبضہ کے ہے جیسا کہ حکام عالیمقام نے مقدمہ سر رجو منی دیبی بنام سدانند مہاپاتر (۱) مین رائے ظاہر کی ہے کہ لفظ "بنائے دعوے" کی تعبیر بحوالہ منشار نالش کے کیجانی چاہئے نہ کہ بحوالہ نمونہ نالش کے - ان مقدمات مین دعوے در اصل قبضہ جائداد کے حاصل کرنیکا تہا - مقدمہ موتی بنام ہولارم (۲) مین عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ "مدعی کے بنائے دعوے مین ہر ایک ایسا امر شامل ہے جسکا ثابت کرنا مدعی کے واسطے ضروری ہو اگر اس سے انکار کیا جاوے تاکہ اپنے استحقاق حصول فیصلہ عدالت کی تائید کرے" اس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ مدعیان اپنا دعوے حال بطور وجہ دعوے کے سنہ ۱۸۹۵ع مین پیش کر سکتے ہتے -

(۱) (سنہ ۱۸۷۳ع) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۴

(۲) (سنہ ۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۵ -

سنہ ۱۹۰۶ء
گدا پا
بنام
ترکیا

یہ امر بھی صریح ہے کہ انکو ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ اس امر واقعہ کو نظر انداز کر کے کہ انکا باپ عرصہ پچاس سال تک ایک مختلف گاؤن مین علیحدہ رہتا رہا تہا وہ یہ کہنے کے مجاز تھے کہ وہ مشترک شرکا مین اور نیز وہ دعوے برے استحقاق لیما نگی کر سکتے تھے اور بطور علی سبیل البدل دعوے کے انکو یہ کہنا لازم تہا کہ اگر عدالت بہ نتیجہ اخذ کرے کہ خاندان منقسم ہے تو ہم بحیثیت ورثاء بازگشت کے دعوے کرتے ہین جیسا کہ حکام عالیمقام نے مقدمہ کمیشور پرشاد بنام راجکماری رتن (۱) مین ظاہر کی ہے: "جہان امور متعدد مختلف ہون کہ انکا اشتمال تذبذب پیدا کر سکتا ہو تو تعبیر لفظ 'وہ چاہیئے' کی جو تشریح دفعہ دوم مین استعمال کیا گیا ہے ضروری ہو جاتی ہے" صورت حال مین امور ہر ایک طرح پر ایک ہی تھے فرق صرف اُس شہادت کی نسبت تہا جو کہ استحقاق متدعویہ کے ثابت کرنے کی استدعا کیگئی تھی۔ مین یہ قرار دیتا ہون کہ امر متنازعہ عالنالش ماسبق مین بطور وجہہ دعوے کے پیش کیا جا سکتا تھا اور کیا جانا چاہیئے تھا۔ اور اسلیئے متصور یہہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک امر صریحا اور دراصل تنقیح طلب نالش مذکور مین تہا اور کہ باستعمال الفاظ لارڈ مارڈ ڈک صاحب بمقدمہ گریگوری بنام مولسورتھ (۲) کے "جہان ایک سوال ضروری طور پر مابین فریقین نالش کے فیصل کیا گیا ہو گر صریح الفاظ مین نہین تو وہ اسی سوال کو اپنے مابین کسی اور نالش مین کسی اور طریق پر نہین اٹہا سکتے"۔

میری یہہ رائے ہے کہ عام قانون دربارہ امر فیصل شدہ کے جو اصول ایک شخص کو ایک ہی بنائے دعوے کی بابت دوبارہ تکلیف نہ دینی چاہیئے۔ پر مبنی ہے۔ مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتا ہے اور کہ عدالت ماتحت نے درست طور پر یہ قرار دیا ہے کہ نالش ممنوع السماعت ہے۔ مین ڈگری عدالت ماتحت کو بحال رکہتا ہون اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون

ڈگری بحال رکہی گئی۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹۔

(۲) (سنہ ۱۸۶۵ء) انگلش رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۶۲۶۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس فلٹن صاحب جسٹس کے و باٹی صاحب جسٹس کے

۲۷ اگست ۱۹۰۱ء

بھگونت آپاجی (مدعی) اپیلانٹ بنام کداری کاشی ناتھ وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان۔

فریبانہ انتقال - بیع منجانب مدیون کے بدینغرض کہ اجرا کو پسپا کرے - دائنان کو پسپا کرنے یا التوا میں ڈالنے کی نیت - ایکٹ انتقال جائداد (۴ بابت ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ - سٹیٹوٹ ۱۳ الزبتھ باب ۵ و سٹیٹوٹ ۲۷ الزبتھ باب ۴۔

بھگونت نے ایک نالش بخلاف گنپتی کے جو ایک مہتم خاندان غیر منقسمہ اہل ہنود کا تھا اس روپیہ کے دلاپانے کے واسطے رجوع کی تھی جو اسکے حق مین واجب الادا تھا اور اسی دن ایک حکم واسطے قرقی قبل فیصلہ بعض جائداد مملوکہ مدعا علیہ اور اسکے خاندان کے حاصل کیا تھا۔ قبل قرقی کے واقعی طور پر کئے جانیکے جائداد متنازعہ اور دیگر جائداد کداری (مدعا علیہ نمبر ۱) کے پاس بیع کر دیگئی تھی۔ بیعنامہ تاریخ ارجاع نالش پر تحریر کیا گیا تھا اور حکم قرقی قبل دستاویز مذکور کے رجسٹری کئے جانیکے صادر کیا گیا تھا۔ اور حکم قرقی کا نوٹس بایع اور مشتری دونو کو قبل اسکے دیا گیا تھا مگر قرقی واقعی طور پر بعد مین کیگئی تھی۔

اسکے بعد مدعی نے ایک ڈگری زر نقد اپنی نالش مین حاصل کرکے نالش حال بخلاف بایع اور مشتری کے واسطے استقرار اس امر کے رجوع کی تھی کہ انتقال مذکور فریبانہ اور کالعدم ہے اور کہ جائداد مذکور بعلت اجرا اوسکی ڈگری کے مستوجب قرقی ہے۔

عدالت ماتحت نے نالش کو بدینقرار داد خارج کیا تھا کہ بیع بحق مشتری جائز ہے گو وہ بدینغرض کیگئی تھی کہ جائداد مدعی کی قرقی سے محفوظ کیجائے۔ برطبق اپیل بہائیکورٹ:-

تجویز ہوئی (ڈگری مذکور بحال رکھکر) کہ ضمن ۲ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد (۱۸۸۲ء) سے متعلق نہین ہوتی کیونکہ یہ قرار نہ دیا گیا تھا کہ انتقال مذکور فریبانہ طور پر یا نہایت نامناسب بدل کے عوض کیا گیا تھا۔

نیز تجویز ہوئی کہ گو انتقال کی غرض آئندہ اجرا کے پسپا کرنے کی تھی تاہم اس سے یہ ظاہر نہوتا تھا کہ نیت دائنان کو پسپا کرنے یا التوا مین ڈالنے کی تھی جس سے ضمن ۱ دفعہ ۵۳ متعلق ہوتی۔ ایسی نیت اغلباً اس صورت مین مفہوم ہوتی ہے اگر زر بدل اسقدر نامناسب ہے جس سے مقدمہ ضمن ۲ دفعہ ۵۳ کی ذیل مین آجاتا ہو۔ دفعہ مذکور کی ضمن ۱ صرف اس صورت مین عامل ہوتی ہے جبکہ واقعات سے ضمن ۱ یا ۲ کا اطلاق جائز ہو جاتا ہو۔

اپیل دوم بنارضی فیصلہ ای - ایم پریٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج شولاپور بیجاپور مشعر بحالی ڈگری

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت اپاجی
بنام
کداری کاشی ناتھ

راؤ صاحب این بی براہم سارڈینٹ جج درجہ دوم بارسی۔

ایک شخص مارتنڈ اور اُسکے پسران گنپتی اور شیولنگا ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کے اراکین تھے اور اونکے پاس بعض جائداد جدی تھی۔

گنپتی خاندان کا مہتمم تھا اور اس حیثیت سے اُسنے اغراض خاندان کے واسطے مدعی بھگونت اپاجی سے روپیہ قرض لیا تھا۔

۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو مدعی نے ایک نالش بخلاف گنپتی کے بحیثیت مہتمم خاندان کے واسطے دلا پانے قرضہ واجب الادا بحق خود کے رجوع کی تھی اور اُسی دن ایک حکم واسطے قرقی قبل فیصلہ جائداد متنازعہ کے حاصل کیا تھا۔ مگر قبل قرقی کے واقعی طور پر کیئے جانے کے مارتنڈ نے اس جائداد کو بشمولیت دیگر جائداد کے کداری کاشی ناتھ (مدعا علیہ نمبر۱) کے پاس فروخت کر دیا تھا اور اُسکے حق مین کل خاندان کے حقوق واقعہ جائدادِ مذکور منتقل کر دیئے تھے۔

اُسی دن بیعنامہ مذکور رجسٹری کے واسطے پیش کیا گیا تھا۔ مگر مدعی نے عدالت کے حکم قرقی قبل فیصلہ کی اطلاع بائع اور مشتری دونو کو رجسٹرار کے دفتر مین دی تھی۔

جائدادِ مذکور قرق کیگئی تھی جسپر خریدار کداری نے درخواست کرکے ایک حکم واگذاری جائداد حاصل کیا تھا مدعی نے ایک ڈگری زرنقد بخلاف گنپتی کے نالش مذکورۂ بالا مین حاصل کی تھی۔ اور بعد مین نالش حال بغرض استقرار اس امر کے رجوع کی تھی کہ بیع جائداد منجانب مارتنڈ بحق کداری فریبانہ اور سازشی ہے اور اُسکا منشا اُسکی ڈگری کے اجراء کو لپیا کرنیکا ہے اسلئے وہ کالعدم ہے اور کہ جائداد منتقل کردہ بذریعہ بیعنامہ مستوجب قرقی و نیلام بعلت اجراء اُسکی ڈگری بخلاف گنپتی کے ہے۔

عدالت اول نے قرار دیا تھا کہ گو بیع کی غرض اجراء کو لپیا کرنے کی تھی تاہم وہ بدل قیمتی کے عوض کیگئی تھی۔ اور جائز تھی اور کہ جائداد مستوجب قرقی و نیلام بعلت اجرائے ڈگری مدعی کے نہتی فیصلۂ مذکور کو بر طبق اپیل کے عدالت ضلع نے بحال رکھا تھا۔

مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ایس اے ایس سٹیلر (بمعیت بی این باجیکار) منجانب اپیلانٹ (مدعی)

پی ایم مہتا (بمعیت ایم بی چوبل) منجانب رسپانڈنٹان۔

سنہ ۱۹۰۹ء
بھگونت اپاجی
بنام
کلاری کاشی ناتھ

بالی صاحب جسٹس: مقدمہ ہذا میں مدعی نے اس امر کے استقرار کی نالش کی تھی کہ بعض جائداد بعلت اجراء ایک ڈگری زرنقد حاصل کردہ مدعی بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۳ (مارتنڈ) و مدعاعلیہ نمبر ۴ (شیو لنگا) کے مستوجب قرقی و نیلام ہے اور نیز واسطے منسوخ کرانے بطور فریبانہ اور سازشی معاملہ کے اُس دستاویز کے جسکے ذریعے سے جائداد مذکور کا بحق مدعاعلیہ نمبر ۱ منتقل کیاجانا مقصود تھا۔

دستاویز مذکور مسلمہ طور پر اُس دن تحریر کیگئی تھی جسپر کہ حکم قرقی صادر کیاگیا تھا اور اوسکی رجسٹری بعد اُسوقت کے کیگئی تھی۔ جبکہ انتقال کنندہ اور منتقل الیہ دونوکو رجسٹرار کے دفتر مین اس امر کی اطلاع دیگئی تھی کہ حکم قرقی صادر کیا گیا ہے۔ مگر قبل قرقی کے واقعی طور پر کئے جانیکے۔ وہ قرقی جسکی کہ اطلاع مدعی نے دی تھی مسلمہ طور پر ایک قرقی قبل فیصلہ تھی اور وہ نالش جسمین وہ عطا کیا گیا تھا۔ اسی دن رجوع کیگئی تھی جسپر کہ قرقی مذکور کا حکم دیاگیا تھا اور جسپر کہ دستاویز زیربحث تحریر کیگئی تھی۔ جائداد منتقل الیہ کی درخواست پر قرقی واگذاشت کیگئی تھی۔

ہردو عدالت ہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ دستاویز مذکور کا تحریر اور رجسٹری کیا جانا حسب ضابطہ طور پر ثابت کیاگیا تھا اور کہ معاملہ بلا بدل ثابت نکیاگیا تھا اور اسلیئے گو بیع کی غرض مسلمہ طور پر آئیندہ اجراء کو روکنے کی تھی تاہم جائداد مستوجب قرقی بعلت اجراء ڈگری نہتھی۔

مدعی نے اپیل ہذا مین نہ صرف یہہ بیان کیاہے کہ دستاویز زیربحث کالعدم اور غیرموثر ہے بلکہ اُسنے یہہ بھی بیان کیاہے کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ ایک نیک نیت خریدار بعوض بدل قیمتی نہین ہے اور کہ قرقی کی اطلاع قبل رجسٹری دستاویز مذکور کے دیگئی تھی۔ بیع مذکور کے روسے مدعی پر فریب کیاگیا تھا اور وہ اُسکی تحریک سے زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء قابل ابطال تھی اور وہ اجراء کو بیباک کرنے کی نیت سے کیگئی تھی۔ یہ بھی عذر کیا گیا ہے کہ اُس دستاویز کے زربدل کے ثابت کرنیکا بار ثبوت مدعاعلیہ کے ذمہ ڈالا جانا چاہئیے تھا اور کہ کوئی روپیہ ادا نکیا گیا تھا۔ اور کہ اندراج مندرجہ بہیجات مدعاعلیہ کا تعلق زرنقد ادا کردہ کے ساتھ ہے اور کہ گو پہلے قرضہ کا ذکر بطور زربدل کے کیا گیا ہے۔ تاہم قرضجات مذکور کا کوئی فیصلہ قبل تحریر کیئے دستاویز مذکور کے نکیا گیا تھا اور کہ بیع کی غرض مدعی کی ڈگری کے اجراء کو بیباک کرنے کی تھی۔

سنہ ۱۹۰۰ع
بھگونت اپاجی
بنام
کدا بھی کاشی ناتھ

اسلیئے اس امر کے ثابت کرنیکا بار کہ معاملہ نیک نیتی سے کیا گیا تہا مدعا علیہ نمبر ا منتقل الیہ پر ڈالا جانا چاہئیے تہا جیساکہ مقدمہ نرائن پتر بنام ویرا رگہاون پتر (۱) مین قرار دیا گیا ہے کہ بروئے فیصلہ مقدمہ ناچھا بنام دوہن بائی جی (۲) کے جہان جملہ مقدمات پر کامل غور کیا گیا تہا یہ ضروری ہے کہ ایک قرار داد اس سوال کے متعلق حاصل کیجائے کہ آیا معاملہ نیک نیت تہا عذر یہ کیا گیا تہا کہ مقدمہ الپن چندر داس بنام لبشو سر دار (۳) کے واقعات مختلف ہیں کیونکہ اُس مین کوئی طلاع اس نیت انتقال کنندہ کی نگئی تہی کہ وہ اجراء ڈگری کو بیپا کرنا چاہتا ہے جیسے کہ صورت حال مین دیگئی ہے صرف ایک ستدایرہ اجراء کا علم موجود تہا اور عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ ایسی نیت موجود تھی۔ اور اگر قرار داد عدالتہائے ماتحت متعلق بہ واقعات مین کوئی شبہ ہے تو بحث یہ کیگئی ہے کہ اس امر کا صحیح فیصلہ حاصل کرنیکے واسطے واپسی کا حکم دیا جانا چاہیئے۔

بخلاف ازین ریسپانڈنٹ کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ بار ثبوت کلیتاً بذمہ مدعی کے تھا اور عدالتہائے ماتحت نے صریح طور پر قرار دیا تہا کہ کسی امر سے انتقال کا بلا بدل ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ یہ امر واقعہ کہ وہ حکمنامہ قرقی کے علم یا اطلاع کے بعد کیا گیا تہا یا اس غرض سے کہ اجراء کو بیپا کیا جائے غیر ضروری ہے۔ مقدمات راجن ہوجی بنام اردشیر ہرمزجی (۴) وجوشوا بنام الائیس بنک شملہ (۵) کا حوالہ بتائید مسائل مذکورہ کے دیا گیا تہا اور یہ بھی بحث کیگئی تھی کہ وہ تنقیح جواب اُٹھائی گئی ہے۔ ایک جدید تنقیح ہے جو بر طبق اپیل دوم اوّلاً مسموع نہین ہو سکتی۔

اس امر کی نسبت شبہ کرنے کی کوئی وجہ موجود نہین ہو سکتی کہ ایک غلط قرار دادِ امر واقعہ خواہ غلطی مذکورہ کیسی ہی قابل معافی معلوم ہوتی ہو۔ کوئی وجہ اپیل ہذا کے سماعت کرنے کی مہیا نہین کرسکتی اِلّا جبکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ کوئی غلطی ضابطہ مین کیگئی تہی یا یہ کہ کوئی شہادت عدالتِ ماتحت کے روبرو بتائید قرار داد مذکور کے موجود نہ تہی۔ گو بخلاف ازین وہ نتائج جو واقعات قرار دادہ سے اخذ کیئے گئے ہین بر طبق اپیل دوم کے زیر بحث کے بنائے جاسکتے ہین پہیسو سنگہ بنام منور حسین (۶)

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۴ لغایت صفحہ ۱۸۹۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۶ع) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۱ (۳) (سنہ ۱۹۰۶ع) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۳۴ صفحہ ۲۵۔

(۴) (سنہ ۱۸۸۰ع) " " " جلد ۴ صفحہ ۷۰۔ (۵) (سنہ ۱۸۹۷ع) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۵۔

(۶) (سنہ ۱۸۹۲ع) " " کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳ ومقدمہ مذکورہ لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۴۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ہنگونت اپاجی
بنام
لداری کاشی ناتھ

ورام گوپال بنام شمس خاتون (۱) ملاحظہ طلب جس مین فیصلہ مقدمہ درگا چودہرانی بنام جواہر سنگہ (۲) دانگامنی ری چودہرانی بنام پیری راسندری چودہرانی (۳) ویرتاب چندر گہوس بنام ہہندرا ناتہہ پرکیت (۴) کی پیروی کیگئی ہے اسلیے مقدمہ ہذا مین عدالت ہذا دست اندازی نہین کرسکتی الا جبکہ عدالتہاے ماتحت نے بار ثبوت غلط طور پر عائد کیا ہو یا وہ بروے واقعات قرارداده کے یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوئی ہون کہ انتقال زیر بحث زیر دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء مدعی کی تحریک سے قابل ابطال تہا۔

اپیلانٹ کا وکیل کسی سندات کے بتائید اس عذر کے حوالہ دینے کے قابل نہین ہے کہ ادائیگی زر بدل کے ثابت کرنیکا بار مدعاعلیہ کے ذمہ تہا مدعی کو اسوجہہ سے کہ وہ اپنا استحقاق قرقی جائداد بطور ملکیت مدیون خود کے ثابت کرانا چاہتا ہے استحقاق مذکور ثابت کرنا چاہیئے ملاحظہ ہو شیخ آدم بنام جمنا داس (۵) بالخصوص جبکہ حکم مصدرہ بر طبق درخواست واگذاری از قرقی اسکے برخلاف تہا ملاحظہ ہو گوند اتما رام بنام سنتائی (۶) وتلک چند ہہند دل بنام جیتا ل سدارام (۷) وراجن ہرجی بنام اردشیر ہرمزجی (۸) نیز ملاحظہ ہو بیل بنام میٹرو پولین سلون اومنی بس کمپنی (۹) فیصلہ مقدمہ نرائنا پتر بنام ویرا رگہاون پتر (۱۰) جسپر کہ اپیلانٹ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے سوال متعلق بہ بار ثبوت عدم موجودگی زر بدل سے متعلق نہین ہے بلکہ اُس مین صرف یہ قرار دیا گیا ہے کہ جہان ایک دستاویز کے رو سے وہ قرضہ محفوظ کیا گیا ہو جو واجب الادا نہ ہو تو اثر ایسے جعلی قرضہ کا دائینان کو چپا کرنے یا التوا مین ڈالنے کا ہے اور یہہ ثابت کرنا اُن فریقہاے کے ذمہ ہوگا جو ایسی دستاویز سے فائدہ اُٹہانا چاہتے ہون کہ کوئی ایسی نیت موجود نہی اور کہ دستاویز مذکور کے رو سے صرف بعض دائینان کو باقی دائینان پر فوقیت عطا کیگئی ہے۔ بالفاظ دیگر فیصلہ مذکور ایک ڈگریدار کو جو ایسی دستاویز کی نسبت اعتراض کرتا ہو اس امر کے ثابت کرنیکے بار سے سبکدوش نہین کرتا کہ وہ بلا بدل ہے بلکہ اسکے رو سے صرف نیک نیتی کا بار ثبوت تبدیل کیا گیا ہے۔ جبکہ یہہ ثابت کیا گیا ہو کہ ایک جزو زر بدل کا جعلی ہے۔

(۱) (۱۸۹۲ء) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۸ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳ ۹ -
(۲) (۱۸۹۱ء) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۲ و " " " " جلد ۱۸ صفحہ ۲۳ -
(۳) (۱۸۸۶ء) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۱ و " " " " جلد ۱۴ صفحہ ۴۰ -
(۴) (۱۸۸۹ء) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۳ و " " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۱ -
(۵) (۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۹۴ بصفحہ ۹۹ - (۶) (۱۸۸۷ء) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۰ -

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت اپاجی
بنام
کراری کاشی ناتھ

عملی طور پر یہہ مسئلہ محض ایک بیان اُس قانون کا ہے جو کہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے فقرۂ دوم مین درج ہے اس مین شبہ نہین کہ ایک فریق مجاز ہے کہ اُس بار ثبوت سے بذریعہ اُن واقعات کے سبکدوشی حاصل کرے - جو کہ اُسنے فریق مخالف کے گواہان پر جرح کرنے سے اخذ کئے ہون - ملاحظہ ہو موتی کا ہنجی بنام دیپ چند دیرچند (۱) - مگر صورت حال مین یہ معلوم نہین ہوتا کہ مدعی نے عدالت اول مین اُن قرضجات کی موجودگی کی نسبت سوال کیا تھا جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ اس دستاویز کا بدل بناتے ہین جسکی نسبت اُسنے اعتراض کیا ہے - بمونہ تنقیحات سے یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ بار ثبوت اُسکے ذمہ تھا - اُسنے بظاہر اُسکو بغیر اعتراض کے تسلیم کیا تھا اور اگرچہ بار ثبوت غلط طور پر بھی عائد کیا گیا ہو تاہم یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا بیضابطگی مذکور ایسی متصور کیجا سکتی ہے - جس سے کہ اُسکو بربنائے واقعات کے نقصان پہونچا ہو - ملاحظہ ہو دیکا رلال بنام ہری شرید ہر (۲) جس مین مقدمات موتی کا ہنجی بنام دیپ چند دیرچند (۱) و مکند بنام بہوری لال (۳) کی پیروی کیگئی ہے - پس معلوم یہ ہوتا ہے کہ فیصلہ عدالتہائے ماتحت جو بدین مضمون تھا کہ معاملہ کا بلا بدل ہونا ثابت نکیا گیا تھا اب بر طبق اپیل دوم کے مسترد نہین کیا جا سکتا -

اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا اُس مزید قرارداد امر واقعہ پر جو عدالتہائے ماتحت نے بدین مضمون قلمبند کی ہے کہ بیع کی غرض اجرا کو بیباک کرنیکی تھی اور کہ بیع مذکور مدعی کی تحریک سے جو دائن فاسق تھا بروئے احکام دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جائداد کے قابل ابطال تھی - ان سوالات کے متعلق کامل اتفاق جو ذیل فیصلجات معلوم نہین ہوتا کہ آیا دفعہ زیر بحث کے روسے وہ پہلا قانون تبدیل کیا گیا ہے جو ایسے مقدمات پر حاوی تھا - دائیٹلے سٹوکس صاحب نے اپنی شرح دفعہ مذکور (۴) مین یہ بیان کیا ہے کہ وہ بجائے سٹیٹیوٹہائے (۱۳) - الزبتھ باب ۵ و ۲۷ الزبتھ باب ۴ کے وضع کیگئی ہے جو ایکٹ مذکور کے روسے منسوخ کئے گئے ہین مگر مقدمہ اشین چندر داس بنام اشتو سردار (۵) مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ گو سٹیٹیوٹ ۱۳ - الزبتھ باب ۵ جزواً دفعہ ۵۳ کی بنا ہے تاہم اُنکی عبارت مختلف ہے اور قانون ہندوستان سٹیٹیوٹ انگلستان کی نسبت وسیع تر ہے (۱) حجت یہ کیگئی ہے کہ فیصلہ مقدمہ نتھا بنام دہن باپچی (۱) مین بھی دفعہ مذکور کی نسبت اسطرح کی کارروائی کیگئی ہے کہ اُسکے روسے اُس قانون مین کسقدر ازادی کیگئی ہے

(۱) (۱۸۶۶ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰ (صیغہ اپیل دیوانی) (۲) (۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۰ صفحہ ۲۱۰
(۳) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۲۴ - (۴) اینگلو انڈین کوڈس جلد ۱ صفحہ ۷۶۷ -
(۵) (۱۸۹۶ء) " " کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۲۵ بصفحہ ۸۲۸ (۶) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۱ -

سنہ ۱۹۰۱ء
بھگونت اپاجی
بنام
کماری کاشی ناتھ

جوکہ پہلی سندات کے روسے ثابت کیا گیا ہے مگر مقدمۂ مذکور ایسے معاملات سے متعلق تھا جنکا زر بدل نہایت نامناسب قرار دیا گیا تھا خواہ کلیتاً نمائیشی قرار نہ ہی دیا گیا ہو۔ پس فیصلۂ مذکور اُن اصولہا کے مطابق معلوم ہوتا ہے جو ان سٹیٹیوٹہا کے روسے قایم کئے گئے ہین جو ایک ہندوستان کے روسے منسوخ کئے گئے تھے۔ مقدمۂ جو شوا بنام الائنس بنک شملہ (۱) مین صریح طور پر یہ قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ ۵۳ کے روسے کوئی تبدیلی اُس قانون مین نہین کیگئی جو کہ اس ملک مین بروقت صدور ایکٹ مذکور کے موجود تھا اور کہ اگر کسی ایسی تبدیلی کے قانون مین کئے جانے کا منشا ہوتا تو الفاظ دفعہ ۵۳ اس نیت کے ظاہر کرنیکے بالکل ناقابل ہین۔ اس مین شبہ نہین کہ فیصلۂ مذکور ایک ایسے مقدمہ کے متعلق تھا جو سٹیٹیوٹ ۲۷۔ الزبتھ باب ۴ کی ذیل مین آتا تھا مگر عبارت مقتبسہ صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کی راے مین کسی تبدیلی کے کئے جانیکا منشاء از طرف واضعانِ قانون کے نہ تھا۔

اب گو یہ سوال کہ آیا سٹیٹیوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ و ۲۷۔ الزبتھ باب ۴ ہندوستان سے متعلق ہین مقدمہ ہز ہائینس عظیم النساء بیگم بنام ڈیل (۲) مین شتبہ چھوڑا گیا تھا تاہم سٹیٹیوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ اسطرح پر اسطرح پر متعلق متصور کیا گیا تھا اور اہین رعایاے برطانیہ ماسواے اہل ہنود یا اہل اسلام کے سٹیٹیوٹ ۲۷۔ الزبتھ باب ۴ بھی مفہوم طور پر مقدمۂ زمین بنام فیرلے (۳) مین متعلق سمجھا گیا تھا اور نیز مقدمہ مٹیر آف لائنس بنام ملیٹ انڈیا کمپنی (۴) ہین اور اُسکا طلاق مقدمۂ جو داہ بنام مرزا عبد الکریم (۵) مین فرضاً تسلیم کیا گیا تھا مقدمۂ جو شوا بنام الائنس بنک شملہ (۶) مین یہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ دو سٹیٹیوٹہاے بلاشبہ طور پر اس ملک مین کم از کم عدالت کے صیغہ ابتدائی مین یعنے پریزیڈنسی بلاد مین رائج ہین۔ ولیسٹ صاحب جسٹس نے مقدمۂ زنگیل بہائی کلیا نداس بنام دنا ایک و شنا (۷) مین بلاشبہ طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انگلستان کا سٹیٹیوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ کوئی علاقہ مفصلات ہندوستان سے نہین رکھتا۔ مگر اُنھنے یہ ایزاد کیا ہے کہ اُسمین اصولہاے بالطلاق عام مبنی بر عدم شامل ہین۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمۂ عبد الحی بنام میر محمد مظفر حسین (۸) مین جسکا کہ اُنھنے حوالہ دیا تھا نہایت محفوظ طور پر یہ راے ظاہر کی ہے کہ یہ امر کہ آیا سٹیٹیوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ جو مفصلات ہندوستان تک وسیع نہین کیا جاسکتا یا عمل نہین ہوسکتا۔ بتقرار یہ کامن لا سے کچھ زیادہ ہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۵۹۵ بصفحہ ۶۰۲ (۲) (سنہ ۱۸۶۸ء) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۵۵۰ بصفحہ ۵۶۱۔
(۳) (سنہ ۱۸۲۸ء) مونٹریو مین سمٹ انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۱۸ دیکہو فٹ نوٹ (۴) (سنہ ۱۸۳۷ء) مور انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۱۷۵۔
(۵) (سنہ ۱۸۵۲ء) دیکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۶۰ (مقدمہ ہو لوالی) (۶) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۵۹۵ بصفحہ ۶۰۶
(۷) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۶۶۶ بصفحہ ۶۷۵ (۸) (سنہ ۱۸۹۰ء) ۔۔ ۔۔ ۔۔ جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۶ بصفحہ ۶۲۴
مقدمۂ مذکور لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۱۰

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت اپاجی
نام
گداپی کاشی ناتھ

یا نہیں جہانتک کہ اُسکے رو سے وہ معاملات کالعدم قرار دیئے گئے ہین جو اُنہان کو لیپا کرنیکی غرض سے کئے گئے ہون بلاشبہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اصولہاے اور اصولہاے کامن لا ر دربارہ کالعدم بنانے فریبانہ انتقالات کے ہائیکورٹہاے ہندوستان نے نمو شکیے ہین اور اُنہون نے مناسب طور سے اپنے فیصلجات کو مطابق عدل و ایمانداری کے تابع اصولہاے مذکور کے رکہا ہے لہذا اسلئے مقصود یہ کیا جانا چاہئے کہ سٹیٹیوٹہاے زیر بحث اور وہ سندات جو اسپر مبنی ہین بطور درست ہماے قانون ہند متعلق بائین امر قبل از نفاذ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ع کے تسلیم کیجا سکتی ہین - اور چونکہ مطابق مسلمہ اصولہاے تعبیر کے (۱) قیاس یہہ کیا جانا چاہئے کہ یہ واضعان قانون کا منشا کسی تبدیلی کے قانون مین کرنیکا نہین الا جسقدر کہ صراحت کے ساتہہ اظہار کیا گیا ہے خواہ صحیح الفاظ مین یا درست مفہومیت کے ساتہہ " اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا الفاظ دفعہ ۵۳ مین کوئی ایسا امر موجود ہے جو ان اصولہاے کے نامطابق ہو جو سٹیٹیوٹہاے الزبتھ مین درج ہین جیسے کہ انکی تعبیر مستند جوڈیشل فیصلجات مین کیگئی ہے -

شفرڈ اور براؤن صاحبان نے اپنی شرح دفعہ مذکور مین یہہ راے ظاہر کی ہے کہ " دفعہ مذکور مین وہ احکام دوبارہ وضع کئے گئے ہین جو کہ سٹیٹیوٹہاے مذکور مین درج تھے " اور نیز یہ کہ " کوئی کوشش واسطے ظاہر کرنے نتیجہ فیصلجات گذشتہ تین صدیون کے (الا فقرہ دوم مین) نہین کیگئی جو بربناے سٹیٹیوٹہاے مذکور کے گئے ہین " مگر اہم سندات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ دفعہ مذکور مین وہ جملہ اہم اصولہاے شامل ہین جو طویل سلسلۂ فیصلجات زیر سٹیٹیوٹہاے زیر بحث کے رو سے قائم کئے گئے ہین -

یہ ظاہر کرنا مشکل سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور مین دفعہ ۵۳ کا منشا اُسقدر وسیع ہونیکا نہین ہے جسقدر سٹیٹیوٹہاے الزبتھ سے تھے - کیونکہ جب سٹیٹیوٹ ۱۳ - الزبتھ باب ۵ انتقالات اصلی و ذاتی دونو سے متعلق ہوتا ہے دفعہ ۵۳ - ایکٹ ہند کی صرف جایداد غیر منقولہ سے متعلق ہے - اُن احکام دفعہ مذکور کے ساتہہ جو مشابہ احکام سٹیٹیوٹ ۲۷ - الزبتھ باب ۴ کے ہین جسکا کہ تعلق صرف اصلی جایداد کے ساتہہ ہے ہمارا کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ سٹیٹیوٹ مذکور واسطے محفوظیت صرف خریداران کے تہا جس لفظ مین گو مرتہنان شامل ہین تاہم ایک قابض صرف ڈگری زر نقد کا شامل نہین ہو سکتا جو حسب منشاے سٹیٹیوٹ مذکور خریدار نہین ہے - ملاحظہ ہو بیون بنام ارل آف اکسفورڈ (۲) وہیم بنام کین (۳) کوئی مواخذہ خاص جایداد پر ڈگریدار سے متعلق

(۱) کتاب میکسویل کی مبادی تعبیر قوانین باب ۲ دفعہ ۱ صفحہ ۹۶ طبع دوم (۲) (۱۸۵۶) دی میکس ینگ اینڈ گالرڈن رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۵۰۷ (۳) کتاب ... صفحہ ۵۴۳

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت اپاجی
بنام
کداری کاشی ناتھہ

نہین کیا جاتا اسلیئے وہ سٹیٹیوٹ ۷۷ الزبتھ باب ۴ سے زیادہ تر فایدہ نہین اُٹھا سکتا بہ نسبت اُسکے جوکہ وہ اصول بدوران تنازعہ سے اُٹھا سکتا ہے اور نہ قوانین دیوالہ اور مقدمات فیصل کردہ زیر قوانین مذکور کوئی تعلق صورت حال کے ساتھہ رکھتے ہین۔ دفعہ ۵۳ مین کوئی حوالہ اُن اصولہای کا نہین دیا گیا ہو کہ ایسے مقدمات پر حاوی ہین اور انکا حوالہ دینا صرف اُن حدود کے ظاہر کرنیکے واسطے ضروری ہوگا جنکے روسے وہ اُن مقدمات سے ممیز کیئے گئے ہین جنکے کہ واقعات کوئی موقعہ اُن سوالات پر غور کرنیکا عطا نہین کرتے جنکا تعلق صرف فوقیت بمجرد می عام دائنان کے ساتھہ ہے۔

اولاً اس امر پر غور کرنا سہل تر ہوگا کہ اُن فیصلجات کے نتائج کیا ہین اور زان بعد اس سوال پر بحث کیجائیگی کہ کس حد تک دفعہ مذکور مطابق نتائج مذکور کے ہے منجملہ سب سے پہلے رپورٹ شدہ مقدمات مبنی بر اس شاخ قانون کے مقدمات دی سنکر ایا بنام کمیا (۱) و تاک چند مہند دل بنام جبتیال سدارام (۲) ہین جس مین مقدمہ محولہ اول کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان ہر دو مقدمات مین قانون انگلستان اور اس قاعدہ کی پیروی کیگئی ہے کہ جہان اصلی معاملہ مابین فریقین کے بعوض بدل قیمتی کے ہو خواہ وہ بطور بیع یا رہن کے کیا جاوے تو معاملہ مذکور بمقابلہ دائن کے بھی جائز ہے گو اُسکی غرض ایک آئیندہ اجراء کے بیباک کرنے کی ہو ملاحظہ ہو دی سنکر ایا بنام کمایان (۳) لیکن اگر معاملہ صرف سازشی ہو اور اُسکا منشا مشتری یا مرتہن کو کسی مستفیدی حق کے جائداد مین عطا کرنیکا نہو بلکہ صرف یہہ ہو کہ مشتری یا مرتہن مذکور کا نام بطور بے نام مالک کے بجائے اصلی مالک کے درج کیا جاوے اس غرض سے کہ جائداد اجراء سے محفوظ کیجاوے مشتری یا مرتہن صرف امین ہوتا ہے اور ڈگریدار جائداد کے قرق کرنیکا مستحق ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو تلک چند مہند دل بنام جبتیال سدارام (۴) ان ہر دو مقدمات مین زر بدل منتقل ہوا تہا اسلیئے وہ مطابق اُن مقدمات کے ہین جنکے کہ متعلق فقرہ اول دفعہ ۵۳ مین حکم ہے جیسے کہ وہ تابع فقرہ سوم دفعہ مذکور کے ہے مقدمہ تلک چند بنام جبتیال (۵) مین زر بدل زائد المیعاد شدہ قرضجات تہے جو اسوقت تک غیر معدوم ہے تہے جس وجہہ بروئے ضمن (۳) دفعہ ۲۵ ایکٹ معاہدہ سنہ ۱۸۷۲ء کے کافی تائید معاہدہ کی

(۱) (سنہ ۱۸۶۶ء) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۳۱۔
(۲) (سنہ ۱۸۷۳ء) بمبئی " " جلد ۱ صفحہ ۲۰۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۶ء) مدراس " " جلد ۳ صفحہ ۲۲۵۔
(۴) (سنہ ۱۸۷۳ء) بمبئی " " جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۰۔
(۵) (سنہ ۱۸۷۳ء) " " " جلد ۱ صفحہ ۲۱۵

سنہ ۱۹۰۱ء
بھگونت اپاجی
بنام
کمہاری کاشی ناتھ

ہوتی تہی فیصلجات مقدمات مذکور مین ڈڈ بنام ڈکسی (۱) ، ڈڈارول بنام ٹیری (۲) و ہیل بنام دی میٹرو پولین سلون اومنی بس کمپنی (۳) کا حوالہ دیا گیا ہے ۔ مقدمہ ڈڈ بنام ڈکسی (۱) مین ڈنمان صاحب چیف جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ''ہم صحیح طور پر یہ کہنے مین محفوظ ہین کہ محض نیت ایک خاص دائن کو پسپا کرنیکے فریب نہین بناتی'' اور نتیجہ اس فیصلہ کا جو کہ ہیڈ نوٹ مین ظاہر کیا گیا ہے یہہ ہے کہ بیع جائداد بعوض بہتر بدل کسنہ تو بروے کامن لا کے اور نہ بروے سٹیٹوٹ ۱۳ - الزبتھ باب ۵ کے محض اسوجہ فریبانہ اور کالعدم ہے کہ وہ آئندہ اجرا از طرف ڈگریدار کو پسپا کرنے کی نیت سے کیا گیا ہے مقدمہ ڈارول بنام ٹیری مین ایک بیعنامہ بطور رہن کے اسباب خانگی کے متعلق بطور کفالت قرضہ مبلغ ۱۳۰ پونڈ کے تحریر کیا گیا تہا جو اسوقت واجب الادا تہا اور نیز بعوض مزید قرضہ مبلغ ۵ پونڈ کے جو اسوقت دیا جاتا تہا مگر جو دوران بعد تک ندیا گیا تہا اور اس امر کی شہادت موجود تہی کہ قبل رہن کے منتقل الیہ کو معلوم تہا کہ اجرا بخلاف انتقال کنندہ کے اسباب کے کیا جا سکتا ہے ۔ اسباب مذکور کا قبضہ انتقال کنندہ کو حاصل رہا تہا اور وہ بروقت قرق کئے جانیکے اُسی کے قبضہ مین تہا ۔ صاحب جج نے اس سوال کا فیصلہ جوری پر چھوڑا تہا کہ آیا معاملہ نیک نیتی سے کیا گیا تہا یا کہ صرف سازشی تہا اور چونکہ رہن خواہ وہ دائن کے اجرا کو پسپا کرنیکی نیت سے کیا گیا تہا خواہ نخواہ کالعدم نہ تہا ہدایت مذکور کافی قرار دیگئی تہی ۔

مقدمہ ہیل بنام میٹرو پولین اومنی بس کمپنی مین ایک تاجر نے ایک حکمنامہ کے اجرا کے خیال سے اپنے کل مال و اسباب تجارت کا بیعنامہ تحریر کر دیا تہا مگر قرار دیا گیا تہا کہ وہ ایک کافی وجہ بیع کو ناجائز بنانے کی نہین ہے کہ وہ ایک اجرا کو پسپا کرنے کی غرض سے کیگئی تہی ۔ کنڈرسلے صاحب وائس چانسلر نے یہ بیان کیا تہا کہ بار ثبوت کمپنی (دائن اجرا) کے ذمہ تہا اُس مقدمہ مین خریدار اور مدیون پہلے اشخاص اجنبی تھے ۔ اور بیان یہ کیا گیا تہا کہ ''اشتباہ گو ایک وجہ نہایت پُر غور امتحان کی ہے مگر وہ کوئی وجہ فیصلہ نہین ہے'' اس سے زیادہ تر پُر زور فیصلہ مقدمہ آلٹن بنام ہیرلسن (۴) کا ہے اُس مقدمہ مین ایک تاجر مدیون نے ایک حکمنامہ کے خیال سے ایک ہبہنامہ تحریر کر دیا تہا جسکے رو سے اُس کی کل جائداد اسنا کے حق مین واسطے استفادہ اپنے پانچ فرزندان کے دیگئی تھی ۔ گو اُس مین یہہ شرط درج کیگئی تھی کہ اُسکو چھ ماہ تک قابض رہنا چاہئے مگر اسطرح نہین جس سے کہ کوئی اجرا یا قرقی ہوکر

(۱) (۱۸۶۳ء) کومن بنچ رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۹۲ (لونڈس ایلس) - (۲) (۱۸۶۱ء) لا جرنل ایکسچیکر جلد ۳۰ صفحہ ۳۵۵
(۳) (۱۸۵۱ء) لا جرنل چانسری جلد ۲۰ صفحہ ۷۷۷ - (۴) (۱۸۶۹ء) لا رپورٹ چانسری جلد ۴ صفحہ ۶۲۲

سنہ ۱۹۰۱ء
بھگونت ابا جی
بنام
کدا جی کاشی ناتھ

وستاویز مذکور کالعدم قرار نہ گئی ہتی کیونکہ وہ نیک نیتی سے بدین غرض تحریر کیگئی تھی کہ پانچ دائینان کو محفوظیت دیجائے اور وہ ایک تجویز واسطے خود اپنے ذاتی فایدہ کے نہتی۔ وستاویز مذکور مین گو اُسکے قبضہ کو جاری رکہنے کی شرط ہتی تاہم وہ بطور ایک ایسے رہن کے متصور کیگئی ہتی جو عرصہ چھ ماہ تک معتبر ہوتا تہا۔ عدالت نے یہ راے ظاہر کی تھی کہ اس سے کوئی فرق بلحاظ احکام سٹیٹوٹ الزبتھ کے نہین آتا خواہ مدیون کل یا جزو جایداد کے متعلق معاملہ کرے (گو یہ امر قانون دیوالہ کے لحاظ سے بہت ضروری ہے)۔ ملاحظہ ہو یکطرفہ سفری وکیطرفہ ونذر معاملہ گنگ۔ یکطرفہ گبسن سمتھ بنام پلگرم یکطرفہ ٹمپسٹ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۳ رپورٹ ہذا) اور یہ ایزاد کیا گیا تہا کہ یہ اگر دستاویز نیک نیتی سے یعنے اگر وہ صرف ایک سازش واسطے حاصل کرنے فایدہ کے نہین ہے تو وہ بروے سٹیٹوٹ الزبتھ کے ایک بہتر دستاویز ہے"۔ اُسکی پیروی مقدمہ یکطرفہ ٹمیس (۱) مین کیگئی تھی۔ جہان ایک بیعنامہ دربارہ جملہ موجودہ و حاصل کردہ مابعد کی جایداد کے بطور رہن واسطے محفوظ کرنے موجودہ قرضہ اور آیندہ قرضجات کے کیا گیا تہا وہ بروے سٹیٹوٹ ۱۳ الزبتھ باب ۵ کے کالعدم قرار نہ دیا گیا تہا۔ یہ راے ظاہر کیگئی تھی کہ معاملہ مذکور سے خواہ اُسکی نسبت کوئی اعتراض بطور ایک فعل دیوالہ کے کیا جائے کسی دائن نے فایدہ نہ اُٹھایا تہا۔ اِس امر میں فیصلہ کی پیروی مقدمہ راما سامی پلائی بنام ادیسراپن پلائی (۲) مین کیگئی ہے جو ایک فیصلہ زیر دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور مطابق فیصلجات انگلستان زیر سٹیٹوٹ ۱۳ الزبتھ کے ہے۔ مقدمہ گولڈن بنام گلم معاملہ جالنس (۳) مین ایک ہبہنامہ جانب مدیون کے دربارہ اپنی کل جایداد کے بطور امانت بحق اپنی دختران کے بعوض اس شرط کے کہ وہ اُسکے قرضجات اُس تاریخ کے ادا کردین ایسا قرار دیا گیا تھا جسکی غرض نیک نیتی سے ایک انتظام خاندانی کے کرنیکی تھی اور وہ دائینان کو پسپا کرنیکی نیت سے تحریر نکیا گیا تہا اور کہ وہ زیر سٹیٹوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ جائز تہا۔ بیان یہ کیا گیا تہا (ملاحظہ صفحہ ۳۹۵) کہ فریقین کی غرض نیک نیت اور مناسب ہتی۔ ایسی دستاویز پر اِس امر کا بہت اثر پڑتا ہے کہ وہ بہتر زربدل کے عوض تحریر کیگئی اور اُس سے فوراً ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ مذکور مین ماسوا دائنان کو دغہ دینے یا پسپا کرنیکے اور غرض ہے اور کہ وہ مناسب زربدل کے عوض تہا (صفحہ ۳۹۷)۔ مقدمہ مذکور کی پیروی مقدمہ گوپال بنام بنک آف مدراس (۴) مین بطور جواب اِس سوال کے کہ آیا ایک دستاویز اسوجہ سے کالعدم ہتی کہ وہ انتقال کنندہ نے اپنے آیندہ ناکامیابی اور دیوالہ کے

---

(۱) (سنہ ۱۸۷۹ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۴۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۴۶۵۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۴ء) چانسری ڈویژن جلد ۲۶ صفحہ ۳۸۹۔
(۴) (سنہ ۱۸۹۶ء) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۷۔

سنہ ۱۹ء
بھگونت اپاجی
بنام
کماری کاشی ناتھ

خیال سے تحریر کی ہتی بذریعہ اس سند کے کیگئی ہے یہ محض فریبانہ نیت بائع کی دستاویز کو کالعدم نہین بنا سکتی
اگر خریداران کو اُس فریب کا علم ہو۔ مقدمہ گوپال بنام بنک آف مدراس مین بھی فیصلہ مقدمہ موتی لال بنام
اودتم (۱) کی پیروی کیگئی ہتی جہان انتقال کنندہ نے حالت دیوالہ کے قریب پہونچکر ایک بیعنامہ جایداد دوکان
کی نسبت بعوض ایک قرضہ ماقبل اور جدید رقم کے جو حاصل کی ہتی تحریر کر دیا تہا اور بیعنامہ کی نسبت ایک
دیگر دائن انتقال کنندہ نے کالعدم ہونیکا اعتراض کیا تہا۔ مقدمہ گولڈن بنام گلم کی پیروی کیگئی ہتی کیونکہ
کسی امر سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ منتقل الیہ نے معاملہ مذکور کے کرنے مین کوئی سازش مدیون کے ساتہہ دائنان کو
التوا مین ڈالنے کے لیئے کی ہتی گو کہ ملحوظی اس امر واقعہ کے کہ وہ معاملہ دوکان کے دیوالہ نکالنے کے قریب
ہی کیا گیا تہا وہ بطور ایسے معاملہ کے متصور کیا جا سکتا تہا جسکے رو سے انتقال کنندہ نے ایک نامناسب فوقیت
عام جماعت خریداران پر حاصل کی ہتی۔ مقدمہ رام برن سنگہ بنام جانکی سا ہو (۲) سے جسکی کہ پیروی مقدمہ
الیشن چندر داس بنام بشوسر داس (۳) مین کیگئی ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر منتقل الیہ نے کامل نیک نیت زر
بدل انتقال کا ادا کیا ہو تو اُسنے مالک سے بہتر استحقاق حاصل کیا تہا باوجودیکہ اُسکو اس امر واقعہ کا علم تہا کہ دائن
جایداد کے برخلاف حکمنامہ اجراء حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ملاحظہ ہو رام برن سنگہ بنام جانکی ساہو (۴) اور
مقدمہ الیشن چندر داس بنام بشوسر دار مین متدائرہ اجراء کا علم انتقال کو ناجائز بنانے کیواسطے ناکافی
قرار دیا گیا تہا۔ ان موخر الذکر فیصلجات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منتقل الیہ کامیاب ہو سکتا ہے گو اُسکو معلوم ہو کہ
اُسکے معاملہ کا اثر ایک خاص دائن کو بیباک کریگا ہوگا یا عام جماعت دائنان کو۔ مگر مقدمات فیصلشدہ اس سے
بڑہکر ہین اور اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ گو ایک دائن محتاط طور پر اور بالارادہ دیگر دائنان پر فوقیت حاصل کرے
بذریعہ ایک انتقال منجانب مدیون کے تو معاملہ مذکور کی نسبت صرف اسی وجہ پر ایک دائن اعتراض نہین کر سکتا۔
اگر وہ بہتر بدل کے عوض ہو اور اُسکے رو سے کوئی فایدہ دائن مذکور کے حق مین محفوظ نہ کیا گیا ہو۔ اسکی وجہ
تلاش کرنا بعید نہین ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو کوئی خاص وجہ اس امر کی موجود نہین کہ کیون ایک دائن کو جسنے
زیادہ تر چالاکی سے کام لیکر ایفاء یا کفالت حاصل کر لی ہو کمتر چالاک دائن کے حق مین کسی استحقاق کو ترک
کرنا چاہیئے جو ممکن طور پر دیگر ترکہ سے چارہ جوئی حاصل کر سکتا ہے اور نہ بخلاف ازین اگر یہ بھی

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۳ء) ویکلی رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۳۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۸۲۵۔

(۴) (سنہ ۱۸۹۳ء) ویکلی رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۳

سنہ ۱۹۰۰ع
بھگونت اپاجی
بنام
کداری کاشی ناتھ

فرض کیا جائے کہ کل ترکہ اُس انتقال کے رو سے پورا ہو چکا ہے جسکی کی نسبت اعتراض کیا گیا ہے اس امر کی کوئی وجہ موجود ہے کہ کیون غیر ایفا رشدہ دائن کو قطعی فائدہ جایداد منتقل کردہ سے اپنا روپیہ وصول کرنیکا حاصل ہونا چاہیئے جبکہ دیگر اشخاص بھی مساوی حق رکھتے ہون۔

اسلئے کئی دفعہ یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ محض فوقیت ایک خاص خریدار پر ایک انتقال کو کالعدم بنانیکی وجہ نہین ہے۔ مگر ایسے معاملہ کی نسبت صرف کل جماعت دائنان یا وہ آفیشل اسائنی جو ان کا قایم مقام ہو اعتراض کر سکتا ہے۔ اسطرح مقدمہ کیطرفڈ کوپر (۱) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ جب نتیجہ اُس جائیداد کے حاصل کرنیکا جو فریبانہ فوقیت کے ساتھہ حوالہ کردہ بیان کیگئی ہو عام خریداران کے فائدہ کیواسطے نہو بلکہ ایک خاص دائن کے فائدہ کیواسطے ہو تو نہ تو امین اور نہ کوئی خاص دائن اپنے نام سے کارروائیات کر سکتا ہے اور عالیجناب صاحب لارڈ جسٹس نے یہہ رائے ظاہر کی تہی کہ "اصول فریبانہ فوقیت واسطے تقسیم علے العموم مابین دائنان کے ہوتا ہے نہ کہ صرف ایک دائن کو فائدہ پہونچانے کے واسطے" اور معاملہ مارسڈن (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی فعل دیوالہ موجود نہ تہا تو مدیون کا ایک نیکنیت نالش قرضہ مین اپنے برخلاف فیصلہ صادر ہونے دینا اور جو اُس مقدمہ مین خود اسکے خسر کے حق مین (جب الادا تہا) جبکہ کوئی اور دائن کارروائیات دیوالہ کرنیکے قابل نہ تہا کوئی فریبانہ فوقیت نہ تہا۔ پس اسکا نتیجہ صریح طور پر یہ ہے کہ جبتک معاملہ قوانین دیوالیہ کی ذیل مین نہ آئے فوقیت بحق نیکنیت دائن انتقال کو ناجائز بنانے کے واسطے کافی نہین ہوتی۔

بخلاف ازین مقدمہ دادا پا بنام دشنوداس (۳) مین جہان سوال دربارہ اس امر کے پیدا ہوا تہا کہ آیا ایک مدیون دیوالیہ قرار دیئے جانیکا مستحق بذیر دفعہ ۳۵۱ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی تہا۔ ایک رہن قریبًا کل جائیداد مدیون کا بحق بیکے از دائنان کے سابقہ قرضہ کے واسطے دوران نالش منجانب دیگر دائن مین فریبانہ قرار دیا گیا تہا جسکے رو سے کوئی استحقاق اُس خاص دائن کو بخلاف اسائنی کے حاصل ہوتا تہا جو کل دائنان کا قایم مقام تہا ملاحظہ ہو دادا پا بنام دشنوداس (۴) مقدمہ برجوجی معدراب جی پاتل بنام دہن بائی (۵) مین یہ قرار دیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انتظام جس کی بعد سے

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ع) لا رپورٹ چانسری جلد ۱۰ صفحہ ۵۱۰۔

(۲) (سنہ ۱۸۸۴ع) چانسری ڈویژن جلد ۲۵ صفحہ ۳۱۱۔

(۳) (سنہ ۱۸۸۷ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۴۔

(۴) (سنہ ۱۸۸۷ع) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۶۔

(۵) (سنہ ۱۸۸۶ع) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سنگونت اباجی
بنام
کداری کاشی ناتھ

فوقیت دیگئی ہے بطور فریبانہ انتقال بمقابلہ دائینان بنالش مذکورکے ممنوع نہین کیا جاسکتا کیونکہ وہ لنتر جملہ دائینان کیطرف سے اور انکے اہم فایدہ کیواسطے رجوع نکیگئی تہی۔ ملاحظہ ہو بر جورجی ووڈ بجی بانل بنام دہنبائی (۱)، یا بمجانب امین دیوالہ کے جو جملہ دائینان کا قایممقام ہوتا ہے اور انکی طرف عمل کرتا ہے۔ جیساکہ قبل ازین رائے ظاہر کیگئی ہے اسی وجہہ پر عدالت نے ایکسپیج کو کالعدم قرار دینے سے انکار کیا تہا ملاحظہ ہو مقدمہ موتی لال رادیچند بنام ادتم جگجیونداس (۲) جس مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ گو انتقالنامہ دیوالہ نکالنے کے وقت کے قریب تحریر کیا گیا ہے تاہم وہ ایسا متصور ہونا چاہئے جسکے روسے مدعی نے ناجایز فوقیت حاصل کی تہی اور اسطرحپر وہ اُس نالش مین مسترد کیا گیا تہا جو اس غرض کیواسطے اُس شخص نے مرتب کی تہی جو دائینان کی جماعت کا قایم مقام تہا وہ اسطرحپر اُس نالش مین بہتر دہوکا تہا جسکی غرض یہ معلوم کرانے کی ہو کہ آیا ایک خاص داین جایداد کو بعلت اجراء خود اپنے قرضہ کے قرق اور نیلام کرا سکتا تہا۔ اس مین شبہہ نہین کہ مقدمہ کرٹس بنام پرائیس (۳) مین وہ انتظام جس کی نسبت حاشیہ کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بالارادہ تہا (۴) صرف دائینان کے مقابلہ مین کالعدم قرار دیا گیا تہا مگر لارڈ ارسکن صاحب نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ "صرف اُس حد تک جہانتک کہ جایداد کی نسبت اُنکے ایفاء کے واسطے کارروائی کرنا ضروری ہے وہ ایسا ہے کہ گویا وہ بالکل تحریر نہین کیا گیا جملہ دیگر اغراض کیواسطے وہ جایز ہے۔ دائینان کا ایفا کردینے سے انتظام مذکور قایم رہتا ہے عدالت شاذ و نادر صورتون مین کل جایداد کے نیلام کردینے پر مجبور ہوتی ہے گو کل زرثمن ضروری طور پر متعلق ہوتا ہو۔ ایک تنہا داین بلا کسی مواخذہ بر جایداد منتقل کردہ کے کوئی بہتر حق بہ نسبت نیک نیت منتقل الیہ کے تا بحد اپنے دعاوی کے ایفاء کے اُسکے متعلق کئے جانے پر اصرار کرنیکا نہین رکہتا ممکن ہے کہ دیگر ترکہ موجود ہو اور دیگر دائینان کو اُسپر دعاوی حاصل ہون۔ جبتک کارروائیات کی ایسی نوعیت نہو کہ کل جایداد اور جملہ ترکہ اور ذمہ داریان معلوم کیجا سکین اور انکی نسبت اسطرحپر کارروائی کیجا سکے کہ جملہ دعاوی کا انتظام بذریعہ تقسیم بحصہ رسدی محفوظ ہو اس امر کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ کیون ایک خاص جزو جایداد کا اُس داین سے لیا جانا چاہئے جسنے کہ اُسکا روپیہ ادا کیا ہو محض اسغرض سے کہ وہ اُس دوسرے شخص کیواسطے مہیا ہو سکے جسکو اُس خاص جایداد پر کوئی مواخذہ حاصل نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہی بات اُس فقرہ مین ظاہر کیگئی ہے جو کہ قبل ازین مقدمہ ڈُڈ بنام ڈکسی سے مقتبس

(۱) (سنہ ۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ مبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۹۔ (۲) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ مبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۲۴۔
(۳) (سنہ ۱۸۰۹ء) جلد ۱۶ جونیر ویسی چانسری صفحہ ۴۱۲۔ (۴) ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۳

۱۹۰۱ء
بھگونت اپاجی
بنام
کدریکاشی ناتھ

کیا گیا ہے جس مین لارڈ ڈنمان صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ محض نیت ایک خاص دائن کو پسپا کرنے کی فریب نہین بناتی" اور مقدمہ مذکورہ مقدمہ سوبا بھی بنام بالگوبند داس (۱) مین مقتبس کیا گیا ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک اصلی بیع جو بعوض جائز اور بہتر بدل کے ایک دائن کے حق مین کیگئی ہو خواہ وہ دوسرے دائین کو پسپا کرنے یا التوا مین ڈالنے کی نیت سے کیگئی ہو قطع نظر ان مقدمات کے جن مین دیوالہ کا تعلق ہو۔ کالعدم نہین ہے"

اسلئے یہ دوسری جماعت مقدمات کوئی شبہ اس امر کی نسبت رہنے نہین دیتی کہ وہ معاملہ جو بہتر بدل کے عوض کیا گیا ہو نہ تو بروے سٹیٹیوٹ ملکہ الزبتھ اور نہ بروے دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے کالعدم یا قابل ابطال محض اسوجہ سے قرار دیا گیا ہے کہ اسکا اثر ایک خاص دائن کو پسپا کرنیکا ہوگا۔ باوجودیکہ منتقل الیہ کو یہ علم ہو کہ اسکا یہی اثر ہے صحیح اور معلوم اثر اس فایدہ کا جو حاصل کیا جانا ہے یا اسکے رو سے فایدہ پہونچانے کی نیت فریب ہی کی نیت کو ثابت کرنے کیواسطے ناکافی ہے۔ خود اپنا فایدہ حاصل کرنے کی نیت مین ضمنی طور پر دوسرے کا نقصان شامل ہو سکتا ہے مگر وہ مشابہ ایسی نقصان کے پہونچانے کی نیت کے نہین ہے۔ اسکے علاوہ کچھہ اور بھی ثابت کرنا ضروری ہے۔ نیت صرف یہ نہونی چاہئے کہ ایک خاص ہو لے سے پہلے اپنا روپیہ وصول کیا جائے بلکہ اسکا اثر عام ترکہ مدیون پر ہونا چاہیئے جو اسکی کل ذمہ داری ہے کے واسطے ناکافی رہجائے جسکا ایفا بصورت دیگر باقی جائداد سے ہو سکتا تھا دائینان کو پسپا کرنا اہم غرض ہونی چاہئے ملاحظہ ہو رنگیل بھائی بنام ونایک وشنو (۲) اور بروئے قوانین دیوالہ کے بھی یہ درست ہے (۲۲ و ۲۳ وکٹوریہ باب ۵۲ دفعہ ۹۲) مقدمہ یکطرفہ ال معاملہ برڈ (۳) مین جس مین لیکن صاحب چیف جج کی رائے بمقدمہ یکطرفہ ملیکبرن (۴) کا حوالہ دیا گیا ہے جو بدین مضمون ہے کہ یہ امر صحیح بنایا جانا ضروری ہے کہ مدیون کی تنہا غرض یہ تھی کہ ایک خاص دائن کو دیگر دائینان پر فوقیت عطا کرے۔ بودن صاحب لارڈ جسٹس نے یہ قرار دیا تھا کہ کم از کم اصلی اہم اور موثر رائے یہ ہونی چاہئے کہ فوقیت دیجائے ملاحظہ ہو مقدمہ یکطرفہ ال معاملہ برڈ (۵) فوقیت کا دینا ایک ضروری غرض ہونی چاہئے نہ کہ ضمنی۔ ایسا ہی مقدمہ ٹامسن بنام ویبسٹر (۶) مین ایک انتظام جائداد جو بجانب لیسر نازک حالات مین اور جب مدیون دیوالیہ ہوگیا تھا بعوض اس قرضہ کے تحریر کیا گیا تھا جو اسکی مان نے اسکو پہلے دیا ہوا تھا۔

(۱) (۱۸۸۳ء) انڈین لاء رپورٹس الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۸۰۔ (۲) (۱۹۰۱ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۶۲۹۔
(۳) (۱۸۸۳ء) چانسری ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۶۹۴۔ (۴) (۱۸۷۱ء) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۸ بصفحہ ۲۶۶
(۵) (۱۸۸۳ء) ،، جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۰ (۶) (۱۸۵۹ء) لاء جرنل چانسری جلد ۲۸ صفحہ ۲۰۰۔

سنہ ۱۹۰۶ء
سگونتابائی
بنام
کدار کاشی ناتھ

بروئے سٹیٹیوٹ ۱۳ الزبتھ باب ۵ کے کالعدم نہ تھا کیونکہ دائنان کو پسپا کرنے یا التوا میں ڈالنے کی نیت کا ثبوت بہم نہیں پہنچایا گیا تھا۔ اور مقدمہ ہومس بنام پینے (۱) میں ایک انتظام بجانب مدیون کے اپنے استحقاق حین حیاتی کی نسبت واسطے امانت خود اپنے برادر کے تاکہ وہ بعض خاص چھوٹے چھوٹے قرضجات ادا کرے اور اسکی آمدنی کو مدیون اور اسکے خاندان کے کفاف میں استعمال کرے جبکہ اسکی طرف سے کامل نیک نیتی ظاہر کیگئی تھی ایک کافی بدل اسکے قیام کیواسطے بمقابلہ اُن دیگر دائنان کے قرار دیا گیا تھا جبکا کہ اسمین ذکر نکیا گیا تھا اور یہ کہ اسمین کوئی امانت واسطے فائدہ مدیون کے موجود نہ تھی جس سے کوئی جزو سرمایہ کا اُسکے دائنان کے مطالبات کا ذمہ دار ہو۔ مقدمہ مڈلٹن بنام پالک (۲) میں ایک دیوالیہ مدیون جو بغیر دیوالیہ قرار دیئے جانیکے فوت ہوگیا تھا ایک یادداشت بند مہر اپنی وفات سے پہلے تحریر کردہ چھوڑ گیا تھا جسکے روسے اُسنے اپنے آپکو اُن جائیدادہائے زیر پٹہ کا امین قرار دیا تھا جو اُسکے پاس رہن کیگئی تھین اور نیز اُس بل کا جسکا انتقال ظاہراً اُسکے حق میں واسطے محفوظ کرنے اُن رقوم کے کیا گیا تھا جو اُسکے قبضہ میں کاروبار میں لگانے کے واسطے دیگئی تھین اور چونکہ اُسنے اپنے واسطے کوئی فائدہ محفوظ نہ رکھا تھا۔ اور قوانین دیوالہ متعلق نہ ہوتے تھے اسلئے ہبہ زیر سٹیٹیوٹ ۱۳ الزبتھ باب ۵ نیک نیت قرار دیا گیا تھا بصورت بالارادہ بندوبست بہ نیت فریب دہی یا پسپا کرنے دائنان کے یا مقدمہ سپرٹ بنام ولوز (۳) کیطرح جیسے کہ اسکی تشریح مقدمہ فریمن بنام پوپ (۴) میں کیگئی ہے صحیح ثبوت بہ نیت فریب دہی مابعد کے دائنان کے یہہ امر واقعہ کہ کافی روپیہ بوقت ادا کرنے اُن قرضجات کے جو اُسوقت واجب الادا تھے پاس رکھا گیا تھا مقدمہ کو سٹیٹیوٹ ۱۳ الزبتھ باب ۵ سے مستثنے نہین کرتا۔ مگر مقدمہ فریمن بنام پوپ سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ایک واقعی اور صحیح نیت کا ثابت کیا جانا ضروری ہے جیسے کہ مقدمہ ہومز بنام پینے میں قرار دیا گیا تھا جہانکہ دستاویزات جنکے منسوخ کرانے کی استدعا کیگئی تھی بدل قیمتی پر مبنی تھین" (۵)۔ صرف اُس صورت میں جہان بندوبست بالارادہ ہو نیت مختلف طریقہائے پر معلوم کیجا سکتی ہے۔ مثلاً اگر بعد مہیا کرنے انعوض جائداد کے جو تابع بالارادہ انتظام کے ہو کافی تمکہ واسطے ایفائے قرضجات انتظام کنندہ کے باقی نہ رہے تو قانون کے روسے نیت کا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے اور جب جج کا فرض ہوتا ہے کہ مقدمہ کو جوری پر چھوڑنے میں جوری کو یہ ہدایت کرے کہ انکو نیت کا قیاس کرنا چاہئے پس بالارادہ انتظامات میں نیت کا نتیجہ اثر سے اخذ کیا جا سکتا ہے اور انتقالات بعوض بدل قیمتی میں اُس کا ثابت کیا جانا ضروری ہے اور وہ ایک اہم غرض ہونی چاہئے

---

(۱) (۱۸۵۶ء) لا جرنل چانسری جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۹۔ (۲) (۱۸۷۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔

(۳) (۱۸۶۴ء) " " جلد ۳۴ صفحہ ۳۶۵ (۴) (۱۸۷۰ء) لا رپورٹ چانسری جلد ۵ صفحہ ۵۳۸

سنہ ۱۹ء
بھگونت اپاجی
بنام
کراری کاشی ناتہہ

یہ نتیجہ اُس تیسرے سلسلۂ مقدمات کا معلوم ہوتا ہے جسکا کہ اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔

مگر نہ تو مقدمات فیصل شدہ اور نہ احکام دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائیداد سنہ ۱۸۸۲ء مین گو اُن مین زربدل اس قیاس کے پیدا کرنے والا سمجھا گیا ہے کہ نیت فریب دہی یا التواء یا الیسا کوئی موجود نہین ایسی نیت کی موجودگی کا امکان باوجود واقعی ادائیگی زربدل بجانب منتقل الیہ کے نظرانداز کیا گیا ہے۔ ذیل کے سلسلۂ مقدمات سے اُس شہادت اور اُن واقعات کی نوعیت ظاہر ہوتی ہے جو ایسی نیت کے ثابت کرنیکے واسطے ضروری ہو جبکہ زربدل منتقل الیہ سے ادا کیا گیا ہو۔

اہم سند بلاشبہ طور پر مقدمۂ ٹوائینی (۱) ہے اُس مقدمہ مین مدیون پیئرس واقعی طور پر ٹوائینی کا مقروض تا بحد مبلغ ۴۰۰ پونڈ کے تہا اور دوران نالش بجانب دیگر دائین مین جو مبلغ ۲۰۰ پونڈ کے واسطے تھی اسنے اپنے کل مال و اسباب کا ہبہ بحق ٹوائینی کے بایفاء اُسکے قرضہ کے کر دیا تہا مگر اُسنے اسباب کا قبضہ جاری رکہا تھا۔ اور بعض اسمین سے فروخت کر دیا تہا علامات اور نشانات فریب یہ تھے " (۱) کہ ہبہ عام طور پر بلا کسی مستثنے اپنی بار جات یا اشیاء ضروری کے کیا گیا تہا جو چیز دیسی کہ وہ ہوتی ہے وہ عام طور پر معلوم ہو جاتی ہے (۲) واہب نے قبضہ جاری رکہا تہا اور اسباب کو بطور اپنی ملکیت کے استعمال کرتا رہا تہا اور اسوجہہ سے اُسنے دیگر اشخاص کے ساتھہ معاملہ کر کے انکو فریب دیا تہا (۳) ہبہ خفیہ طور پر کیا گیا تہا اور وہ ہبہ جو خفیہ طور پر کیا جاوے ہمیشہ مشتبہہ ہوتا ہے (۴) وہ دوران نالش مین کیا گیا تھا۔ (۵) فریقین کے مابین ایک امانت موجود تھی۔ کیونکہ واہب کے قبضہ مین سب مال تہا اور اسکو بطور اپنی ملکیت کے استعمال کرتا تہا۔ اور فریب ہمیشہ امانت کے پردہ مین کیا جاتا ہے اور امانت فریب کا پردہ ہے (۶) دستاویز مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ ہبہ دیانتداری سے صحیح طور پر اور نیک نیتی سے کیا گیا ہے۔ یہ جملہ نشانات فریب کا ستی یہی اثر ہے بہ نسبت اُن مین سے کسی ایک واحد کے اختیار کرنیسے جو کہ اب ناطق سمجھے جانے چاہئین۔ کیونکہ نشان اول کے متعلق ہمارے پاس مقدمات گولڈن بنام گلم وا لٹن بنام میرلسین دیکہو کیمس موجود ہین بہ نسبت نشان دوم کے آلٹن بنام ہرلسین۔ چوتہا بذاتہ کافی نہین ہے دیکہو پہلی جماعت مقدمات محولۂ بالا) اور چہٹا صحیح طور پر صرف وجہہ اشتباہ ہے۔ موجودہ زمانہ کے مقدمات مین زیادہ ترجیح تیسرے اور پانچوین نشانات اور علامات فریب مندرجہ بالا کو عطا کی گئی ہے یعنی معاملہ کے اخفاء کو اور واہب کیطرف سے اپنے واسطے فایدہ محفوظ کرنے کو جبکہ دستاویز صرف

(۱) سمتہس لیڈنگ کیسز جلد ۱ صفحہ طبع ششم کوک رپورٹ صفحہ ۰

سنہ ۱۹ء
بھگونت اپاجی
بنام
کساری کاشی ناتھ

ظاہر داری کیواسطے ہو زان بعد مقدمہ کرکنیل بنام جانسن (۱) مین جہانکہ بعوض زر قرضہ ادہ ۱۸۶۴ء کے ایک ہبنامہ سنہ ۱۸۶۱ء مین تحریر کیا گیا تہا بلا کسی جبر کے واسطے ادا ہو سکنے کے یا جانے یا بد دن کسی پہلے اقرار کے اور ہبنامہ بحق مدیون کی اپنی سوتیلی دختر (۲) کے تہا۔ اور اسکی اطلاع اُسکو سنہ ۱۸۶۴ء تک نہ کیگی تہی بلکہ وہ مدیون نے اپنی زوجہ کے حوالہ کر رکہا تہا وہ زیر سٹیٹیوٹ ۲۷ الزبتھ باب ۴ بمقابلہ ایک مابعد کے رہن سنہ ۱۸۶۱ء کے کالعدم قرار دیا گیا تہا باوجودیکہ اُسکا زربدل موجود تہا۔ ایسا ہی مقدمہ کلارک بنام پامر (۳) مین جہان پامر نے جائیداد کا رہن سرجے ملبنکی کے حق مین سنہ ۱۸۶۲ء مین تحریر کیا تہا مگر کفالت نامجات کا قبضہ اُسنے اپنے پاس رکہا تہا اور زان بعد سنہ ۱۸۶۳ء اور سنہ ۱۸۶۵ء مین دو پے در پے مرتہنان کے پاس رہن کی تہی جس مین سے دوسرے مرتہن نے پہلے مرتہن کو صرف ایک ہی مواخذہ دار تسلیم کیا تہا وہ ملتوی رکہا گیا تہا۔ مقدمہ مذکور کی نسبت بطور ایسے مقدمہ کے کارروائی نکیگئی تھی جو کسی سٹیٹیوٹ الزبتھ کی ذیل مین آتا ہو مگر فیصلۂ مذکور مین مقدمہ ہیری ہیرک بنام ایٹ وڈ (۴) پر بحث کیگئی ہے جو سٹیٹیوٹ ۲۷ الزبتھ باب ۴ کی ذیل مین آتا ہو اقرار دیا گیا تہا جس مین لارڈ چانسلر نے یہہ رائے ظاہر کی تھی کہ "اگر فریقین معاملہ کی نیت یہہ تھی کہ مسز ایٹ وڈ کو کفالت حاصل کرنی چاہئے۔ مگر باوجود اسکے کہ ایٹ وڈ نے وہ دستاویزات استحقاق دکہائی نہین تاکہ وہ اس قابل بنایا جائے کہ جائیداد کے ساتھ بحق فریق ثالث کے کارروائی کرے میری قوی طور پر یہہ رائے ہے کہ کفالت مذکور سٹیٹیوٹ مذکور کی ذیل مین آتی ہے وہ بلاشبہ طور پر اصول مذکور کی ذیل مین آتی ہے"۔ بہرحال ایک مواخذہ دار مابعد جو بعد حسب ضابطہ تحقیقات کے عمل کرے ایسے واقعات کی موجودگی مین نقصان سے محفوظ کیا جانا چاہئے۔

ملاحظہ ہو کلارک بنام پامر (۵)۔ بلمر بنام ہنٹر (۶) ایک اور تمثیل اُس نیت کی ہے جسکی وجہ سے باوجود زربدل کے معاملہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ اُس مقدمہ مین ایک تملیک نامہ قبل از ازدواج مدیون کی کل جائیداد کی نسبت گیارہ یوم پہلے جسکے چھہ یوم بعد ازدواج عمل مین آیا تہا دائن کی نالش کی اطلاع پہنچنے سے تحریر کیا گیا تہا اسکے رو سے مدیون بالکل دیوالیہ ہوگیا تہا اور اُسکے پاس کوئی جائیداد باقی نرہی تہی اور اُس مین کچھہ شبہ نہ تہا کہ زوجہ کو اس معاملہ کا کامل علم قبل از ازدواج کے ہوگا اور اُسکے سالسٹر کو بھی جملہ واقعات کا علم ہوگا

(۱) (سنہ ۱۸۶۴ء) چانسری اپیلز جلد ۱ صفحہ ۱۔ (۲) ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۲ء) ۔۔ جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۴۔ (۴) (سنہ ۱۸۵۹ء) ڈی جیکس و جانسن رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۱
(۵) (سنہ ۱۸۸۲ء) ۔۔ جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۴۔ (۶) (سنہ ۱۸۶۹ء) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۸ صفحہ ۴۶۔

سنہ ۱۹۰۱ع
بھگونت اپاجی
بنام
کداری کاشی ناتھ

(۱) تملیک نامہ مقابلہ دائنان کے برو‌ئے اُسوقت کے قانون دیوالہ (دفعہ ۲ سٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۳۴) کے کالعدم قرار دیا گیا تھا مگر چونکہ اُسکے روسے عملی طور پر مدیون کل فائدہ مکے اُٹھانے کے قابل بنایا گیا تھا (۲) اور چونکہ یہ کل کارروائیات کے دوران مین صرف ایک ہی غرض موجود تھی یعنے فریب کرنیکی اسلئے اِس سے اس امر کی تمثیل مہیا ہوتی ہے کہ فریب منجانب خریدار بعوض بدل قیمتی کے بھی (درصورتیکہ ازدواج ایک بہتر بدل ہے) ایک اہم تمیز بناتا ہے جو کیمپین بنام کاٹن (۳) جیسے مقدمہ مین موجود نہین جس مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ "تملیک کنندہ کے اُسوقت مقروض ہونیکا امر واقعہ اور اُسکی زوجہ کو یہ بات معلوم ہونیکا امر جواز تملیک مین خلل انداز نہین ہوسکتا" یہہ امر تائید نتیجہ مذکور کے درج کیا جاسکتا ہے کہ مقدمہ ڈیکر بنام گارڈ نر (۴) مین ایک تملیک نامہ بعد ازدواج (جو اسوجہہ سے بلابدل ازدواج کے تھا) منجانب ایک ایسے تاجر کے جو اُسوقت دیوالیہ نہ تھا جسکے روسے اُسکی کل جائیداد موجودہ اور آئیندہ بطور امانت کے منتقل کیگئی تھی جسکی آمدنی اُسکی زوجہ کو اُسکے جداگانہ استعمال کے واسطے ادا کیجانی تھی زیر سٹیٹوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ کالعدم قرار دیا گیا تھا گو وہ پانچ سال بعد تک دیوالیہ نہوا تھا اور اُسنے اِس اثنا مین اُن قرضہا کا ایفا کردیا تھا جو کہ تاریخ تملیک مذکور پر جائیداد پر عائد تھے۔ اُسنے تجارت کو جاری رکھا تھا۔ عدالت نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ سوال کہ جو سوال یہ ہے کہ آیا اِس دستاویز سے اُسکی نیت ماسوائے اسکے کوئی اور ہوسکتی تھی کہ اپنے دائنان کو التواء مین ڈالے اور میری صحیح طور پر یہہ رائے ہے کہ اُسنے وہ دستاویز اُسی نیت سے تحریر کی تھی اور یہ انتظام بعد از ازدواج الفاظ سٹیٹوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ کی ذیل مین آتا ہے" بخلاف اِسکے مقدمہ پر الیس بنام جنکنس (۵) مین ایک تملیک نامہ منجانب ایک رنڈوا مرد کے بر طبق ازدواج جسکے روسے اُسنے جائیداد بطور امانت کے خود اپنے واسطے تا حیاتِ خود اور بعد اپنی وفات کے اپنے بیٹے کے واسطے منتقل کی تھی سٹیٹوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ کی ذیل مین قرار نہ پایا گیا تھا کیونکہ انتقال جائیدادِ ذمہ دار کا بذاتہ ایک انتقال بعوض زر بدل کے تھا جیمس صاحب لارڈ جسٹس نے ذمہ داری اسنار دربارہ ادائیگی لگان کا ذکر بدین الفاظ کیا تھا کہ "وہ ایسی ذمہ داری ہوسکتی ہے کہ پٹہ دار اس سے نجات حاصل کرنیکے واسطے روپیہ ادا کرنیکا خواہان ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی بدل قیمتی انتظامِ مذکور کا موجود ہو تو اُسکی تعداد کوئی وقعت بسبب سٹیٹوٹ الزبتھ کے نہین رکھتی"

(۱) صفحات ۵۰ و ۵۱۔ (۲) ملاحظہ ہو صفحہ ۵۱۔

(۳) (سنہ ۱۸۰۱ع) ویسی جونیر رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۴۲۳ و ۴۳۰ ۔ (۴) (سنہ ۱۸۶۹ع) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۸ صفحہ ۴۷ بصفحہ ۴۲۱

(۵) (سنہ ۱۸۸۱ع) چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۶۱۹۔

سنہ ۱۹۰۶
بھگونت اپا بھی
بنام
سکھاری لکشمی ناتھ

ان مقدمات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہان کوئی بدل موجود ہو تو نیت کا قیاس کیا جانا چاہیئے۔ مگر نیت فریب دینے یا لپ پا کرنے یا التواء مین ڈالنے کی صریح ہونی چاہیئے۔ اور اگر زر بدل موجود ہو تو اس نیت کا قیاس نہین کیا جا سکتا بلکہ اُسکا ثابت کیا جانا ضروری ہے اور وہ ایک ایسی نیت ثابت کیجانی چاہیئے جس مین خریدار بعوض بدل قیمتی ایک فریق ہوتا کہ مدیون کو فائدہ اُٹھانے کے قابل بنائے اور یہ ثابت کیے جانے پر یہ امر واقعہ کہ زر بدل منتقل ہوگیا ہے معاملہ کو کسی دائن کے اس اعتراض سے محفوظ نہین کر سکتا کہ نیت اُسکے فریب دینے یا لپ پا کرنے یا التواء مین ڈالنے کی تھی۔

اِسی قسم کی تمثیلات مقدمات ہندوستان مین بھی پائی جاتی ہین۔ مقدمہ رنگیل بھائی کا اقتباس[1] ایک خصوصیت کے ساتھ مناسب تمثیل ہے ویسٹ صاحب جسٹس نے اپنا فیصلہ بمقدمہ مذکور کو بدین رائے شروع کیا ہے کہ اگر ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء پریزیڈنسی بمبئی سے متعلق کیا گیا ہوتا تو عدالت کو کوئی ضرورت اُن اصولہا کے دیگر وسائل سے تلاش کرنے کی نہوتی۔ جنکے کہ رو سے مقدمہ فیصل کیا جاتا۔ اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ دفعہ ۵۳۔ ایکٹ مذکور مین ”ایک نوٹ درج ہے جو بلا واسطہ طور پر متعلق ہوگا۔ اور جس مین صحیح طور پر وہ نتیجہ درج ہے جو کہ ہمکو با محنت امتحانِ سندات سے اخذ کرنا پڑتا ہے“ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۷۱۔ اُس مقدمہ مین اُس شخص کی بیوہ نے جو حالت دیوالیہ مین فوت ہوا تھا اپنے منقسمہ برادران کے حق مین اپنی کل جائداد منتقل کی تھی۔ اُس مین زر بدل موجود تھا جیسا کہ مقدمہ تلک چند بنام جیتامل[2] مین زر بدل زیادہ تر زائد المیعاد شدہ قرضہ تھا جو کہ اُسکے متوفی شوہر کیطرف سے بحق مشتریان واجب الادا تھا۔ اسلئے صرف عدم موجودگی زر بدل ہی کی وجہ سے بیع ناجائز ہوئی تھی بلکہ اُسیوقت مشتریان نے ایک اقرارنامہ بھی بدیں مضمون تحریر کیا ہوا تھا کہ متوفی کے اہم قرضخواہان کے دعاوی کا فیصلہ کر دینگے مگر اس امر کی اطلاع دائنان کو نہ دیگئی تھی۔ اسلئے وہ حسب مرضی مخفی رکھے جانے کے قابل تھا۔ مگر بائع نے قبضہ کو ترک نکیا تھا گو اُسنے ایک نوٹ تحریر کر دیا تھا جسکے رو سے برائے نام لگان مشتریان کو ادا کیا جانا تھا۔ مشتریان کو بحیثیت نزدیکی رشتہ داران کے واقعات کا کامل علم تھا (مقابلہ کیجے ہمراہ بلور بنام ہنٹر محولۂ بالا) اُس مقدمہ مین مقدمۂ ٹوئن کیطرح اخفا کیا گیا تھا۔ انتقال کنندہ کیواسطے فایدہ محفوظ کیا گیا تھا جیسی کہ صورت مقدمات کلارک بنام ہامر و کریکنل بنام جالنسن و بیری ہیرک بنام ایٹ وڈ مین موجود تھی۔ مقابلہ کیجے ہمراہ الیڈن بنام ہیریسن و مکیطرفہ گیمس) زر بدل مطابق مقدمہ

[1] (سنہ ۱۸۸۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۶۶۶۔

[2] (سنہ ۱۸۷۳ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بھگونت اپاجی
بنام
سردار بھاؤ صاحب مہتہ

کرکینل بنام جالنسن کے ایک پرانا ناقابل نفاذ اور ناقابل مطالبہ قرضہ تہا مقابلہ کیجیے ہمراہ ٹامسن بنام
ویسبٹر ان واقعات سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ "اہم غرض یعنے علت غائی" جسکے بغیر یہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ معاملہ عمل مین آیا ہوگا محض یہہ تہی کہ اُن دائنان کو بے پا کیا جاسے یا التوا مین ڈالا جاسے تہہون نے
مدیون کو کل فائدہ کے حاصل کرنیکے قابل بنایا تہا اور انتقال صرف ظاہری پردہ کے طور پر کیا گیا تہا۔
یہہ سچ ہے کہ ایک مزید امر فیصلہ مین یہہ تہا کہ انتقال کنندہ بیوہ بطور امین اپنے شوہر کی جائداد کے تہی اور
اُسپر لازم تہا کہ اُسکو اُن ذمہ داریہائے کے ایفا مین استعمال کرے جو اُسکے برخلاف موثر کئے جانیکے
قابل تہین مگر اسوجہہ پر نہین بلکہ اس وجہہ پر کہ معاملۂ مذکور اگر اُسکے شوہر کیطرف سے کیا جاتا تو منسوخ
کیا جاتا معاملۂ مذکور ناقابل قیام قرار دیا گیا تہا گویا کہ وہ بیوہ کیجانب سے کیا گیا تہا گو اُس مین شبہہ نہین
کہ حجت ایک مضبوط دلیل کے ساتہہ سمتقریز کیگئی تھی۔ ایک ڈگری زر نقد کا دائن اُس جائداد متوفی
کا تعاقب نہین کر سکتا جو ایک نیک نیت خریدار بعوض بدل قیمتی کے قبضہ مین ہو جسکے کہ حق اُسکو
وارث قانونی نے منتقل کیا ہو۔ بضاعت حسین بنام دولی چند (۱) ملاحظہ طلب۔ مگر مقدمہ گرنید رچندر
گہوس بنام مکنتوش (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ متعلق نہوگا اگر یہہ ثابت کیا جا سکے کہ خریدار کو نہ صرف
اس بات کا علم کہ متوفی کا قرضہ غیر ایفا شدہ موجود ہے اور کہ ترکہ ناکافی ہے اور کہ اُس وارث یا
موہوب لہٗ نے جسکو اُسنے زر ثمن ادا کیا تہا اُسکو علاوہ ادائیگی قرضجات مذکور کے کسی اور مصرف مین
خرچ کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ امر مقدمہ قصوم النسا بیبی بنام نیل رتن لوس (۳) مین تسلیم کیا گیا تھا۔
خواہ یہہ امر بلحاظ شرکت خریدار باستعمال ناجائز زر ثمن کے کسیطرح پر ہو تاہم اہم وجہہ فیصلہ مقدمہ رنگیل
بہائی بنام دناکیک کہ اُس معاملہ مین شریک ہونا جس سے یہہ منشا رکہا گیا ہو کہ بطور ظاہرداری کے مدیون کو
اس قابل بنانے کیواسطے عامل ہو کہ دائنان کے برخلاف ایسے فائدے حاصل کئے جائین جنکے کہ منتقل کرنے کا
اسکا ارادہ ہو اُس معاملہ کو فریبانہ بناتی ہے اور بوجہہ ایسے ہونیکا قابل الطال ہے گو ظاہری زر
بدل معاملہ کا موجود ہے۔ مگر اُس مقدمہ مین بالارادہ شرکت کا قیاس نہین کیا گیا مگر ثابت کیا جا سکتا
تہا۔ مقدمہ رنگیل بہائی بنام دناکیک کی پیروی مقدمہ نانا مسارام بنام روتمل تاراچند (۴) مین کیگئی تہی

(۱) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۴ مقدمہ مذکور نہایت مکمل اور صحیح طور سے لا رپورٹ انڈین
اپیلز جلد ۵ صفحہ ۲۱۱ پر رپورٹ و درج شدہ ہے۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۰۶ بصفحہ ۹۰۶-(۳) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۷۹ بصفحہ ۸۶۔

(۴) (سنہ ۱۸۹۶ء) " " بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۵۵۔

سنہ ۱۹ء
بھگونت اپاجی
بنام
سداری کاشی ناتھ

جہانتک ظاہری ندبدل نا بید المیعاد اور نا قابل نفاذ قرضجات تھے اور جہانتک مقدمہ ٹون کیطرح جائیداد بغیر تعین مالیت کرانیکے اور بغیر اسکا معائینہ کرانیکے خرید کیگئی تھی اور کل جائیداد کے بلا کسی محفوظیت کے منتقل کئے جانیکا منشا تہا درحالیکہ قبضہ بائع کے پاس رہا تہا اور ظاہری زربدل بھی بالکل نامناسب قرار دیا گیا تہا

پس اس جماعت چہارم مقدمات سے وہ نشانات فریب ظاہر ہوتے ہین جو خریدار بعوض بدل قیمتی کے برخلاف ثابت کئے جانے ضروری ہین قبل اسکے کہ اُسکی خرید منسوخ کیجاوے گویا کہ وہ بہ نیت فریب ہی یا التوا مین ڈالنے دائینان انتقال کنندہ کے کیگئی تھی۔ اس موقعہ پر اُس جماعت مقدمات پر غور کرنا غیر ضروری ہے جنکا کہ تعلق خصوصیت کے ساتھہ قوانین دیوالیہ کے ساتھہ ہے اور جو دربارہ ان انتقالات کے جو بالکل بالارادہ ہون اگر شخص دیوالیہ دیوالیہ سے تین ماہ کے اندر کئے گئے ہون بصورت سابقہ قرضہ کے کئے جانیکے پر دلالت کرتے ہون ملاحظہ ہو استھہ بنام بلگرم (۱) یکطرفہ سا فری (۲) معاملہ گبسن (۳) جزوی انتقال کیصورت مین بھی الا جبکہ مزید قرضجات موجود ہون ملاحظہ ہو معاملہ یکطرفہ ونڈر (۴) و معاملہ کنگ (۵) مگر یہہ امر قابل یادداشت ہے کہ انتقال کل مال و اسباب کا اور خود بخود انتقال بعوض اُن قرضجات کے جو بہت عرصہ سے بلا مطالبہ رہے ہون قطع نظر قانون دیوالہ کے منجملہ مسلمہ نشانات نیت فریب دہی یا دہنگ دائینان کے سمجھے گئے ہین۔ کیونکہ یہہ امر غیر اغلب ہے کہ مدیون فی الحقیقت ہر ایک شئی کو ترک کرنا اور خریدار اسکو حاصل کرنا چاہے اور کہ جہان وہ دعاوی جو عرصہ دراز سے بے اثر پڑے ہون بطور بجائے کے فوراً تجدید کئے جائین تو ہم غرض اگرچہ تنہا قابل معلوم سبب نہو تو یہہ ہوتی ہے کہ ظاہری زربدل کو ایک بہانہ دست بدست مال و اسباب کے روک کہنے کا بنایا جائے۔ مگر ایسے واقعات بذاتہ ناطق نہین ہوتے جبکہ قانون دیوالہ متعلق نہو (ملاحظہ ہو آلٹن بنام ہیریسن و ٹلک چند بنام جیامل محولۂ بالا) مگر وہ صرف نشانات اور علامات فریب کی ہوتے ہین جنکا تردید پذیر اثر اس نتیجہ کے اخذ کرنے کا کوئی چارہ باقی نہین رکھتا کہ عام نیت فریقین کی فریب دینے کی تہی۔

اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا اصول ہائے اخذ کردہ از مقدمات مذکور مطابق احکام دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائیداد سنہ ۱۸۸۲ء کے ہین۔ دفعہ مذکور کے فقرۂ اول کا تعلق اُن انتقالات کے ساتھہ ہے جو بدنیت غرض کئے گئے ہون۔

(۱) (سنہ ۱۸۷۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۱۲۷۔ (۲) (سنہ ۱۸۷۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۵۵۵۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۱ء) " " جلد ۴ صفحہ ۲۳۰۔ (۴) (سنہ ۱۸۸۱ء) " " جلد ۱ صفحہ ۹۰۔
(۵) (سنہ ۱۸۸۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۲۵۶۔

سنہ ۱۹۰۶ع
بھگونت اپاجی
بنام
گرداری کاشی ناتھ

(الف) بہ نیت فریب دہی ماقبل یا مابعد کے منتقل الیہم بعوض بدل قیمتی کے اور بہ نیت حق تلفی دوسرے حصہ داران اور دیگر اشخاص حقداران کے۔ اور

(ب) بہ نیت لیت ولعل کرنے یا التوا مین ڈالنے دائنان انتقال کنندہ کے۔

نیت اول الذکر (الف) احکام سٹیٹوٹ ۱۳۔ الزبتھ باب ۵ کی ذیل مین آتی ہے جو بمقابلہ خریداران یا دیگر ایسے اشخاص کے ہو جنکو پہلے سے ایک خاص حق حاصل ہو اسلئے اسپر حوالہ مقدمۂ حال کے بحث کرنا ضروری نہین ہے جہان کہ انتقال کی نسبت ایک غیر محفوظ دائن نے اعتراض کیا ہو۔

مگر وہ جزو جسکا تعلق نیت فریب دہی یا التوائے دائنان کے ساتھ ہے باقی فقرۂ مذکور کیطرح تابع تیسرے اور محفوظ کنندہ فقرہ کے ہے جو یہہ ہے کہ کوئی حکم مندرجہ دفعہ ہذا موجب زوال حقوق ایسے منتقل الیہ کے نہوگا جسنے نیک نیتی سے اور بعوض بدل کے انتقال لیا ہے۔ یہہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ جہان نیک نیتی اور زر بدل موجود ہون اور نیت ثابت کیگئی ہو تو چارہ جوئی شخص لیت ولعل کردہ کو عطا کیگئی ہے۔ فقرۂ دوم مین یہہ حکم ہے کہ مغلوب کرنے یا التوا مین ڈالنے کی نیت اس امر سے مفہوم کیجا سکتی ہے اگر انتقال بلا بدل ہو یا بدون ایسے معاوضہ کے کیا گیا ہو جو ناکافی ہو۔ پس نتیجہ حسب ذیل معلوم ہوتا ہے:-

(الف) چونکہ نیک نیتی اور بدل دفعہ مذکور کو ناقابل اطلاق بنا دیتے ہین اسلئے محض نیت مغلوبی یا پریشانی دفعہ مذکور کے فقرۂ اول کی ذیل مین نہین آتی۔ یہ امر مطابق پہلی جماعت مقدمات محولہ بالا کے ہے۔

(ب) بنیت ایک انتقال کو تنہا دائن کی مرضی پر قابل ابطال بنانے کے واسطے ایک نیت مغلوبی یا پریشانی نہ صرف اُس دائن کے ہونی چاہیئے جو دعوے کر رہا ہو بلکہ دائنان انتقال کنندہ کی مغلوبی یا پریشانی کی یعنی اُسکی جایداد مین اسقدر خلل واقعہ ہونا چاہیئے کہ وہ عام ذمہ داریہا کے ایفا کے ناقابل ہوجائے بصورت دیگر دائن مذکور دیگر ترکہ سے چارہ جوئی حاصل کر سکتا ہے جبتک یہہ عام ناقابلیت جایداد کی ثابت نکیجائے تبتک کوئی شخص جو یہہ دعوے کرتا ہو کہ وہ مغلوب یا پریشان کیا گیا ہے اختیار عطا کردہ بروے دفعہ مذکورہ کا دعوے نہین کر سکتا۔ اگر غیر منتقل کردہ ترکہ جملہ دعاوی کے ایفا کے واسطے کافی ہو تو ایسے تنہا دائن انتقال کنندہ کو تمام یا جایداد کی نسبت کارروائی کرنیسے باز نہین رکھ سکتا۔ اسمین شبہ نہین کہ تنہا دائن مذکور یہہ ثابت کرنیکا مجاز ہے کہ گو ایک بقایا ایسا باقی رہ سکتا ہے جس سے خود

سنہ ۱۹۰۰ع
سیکریٹری آف اسٹیٹ
بنام
سکاراجی کاشی ناتھ

اسکے دعوے کا ایفا ہو سکے تاہم ایسے دیگر دائنان موجود ہین جن سب کا ایفا نہین ہو سکتا اور جو اسکے خلاف دعوی دائر ہو سکتے ہین۔ ایسا کرنے کے واسطے یہہ ایک معاملہ ضابطہ معلوم ہوتا ہے جسکے متعلق دفعہ مذکور مین کوئی حکم نہین ہے) کہ جملہ دیگر دائنان کو اشتمال کا موقعہ دیا جاوے۔ اور اس مین شبہ نہین کہ اگر ترکہ جو مہیا ہو سکتا ہو اُس تنہا دائن کے دعاوی کے ایفا کے واسطے بھی ناکافی ہو تو دفعہ مذکور مین کوئی امر خلاف اس اصول کے موجود نہین ہے کہ تنہا دائن مذکور کو وہ ضابطہ اختیار کرنا چاہئیے جو اُسکو بلا شرکت غیرے وہ فایدہ عطا کرے جو ابطال انتقال مذکور سے حسب اللخذ ہو۔ دفعہ مذکور مین صرف یہہ حکم ہے کہ انتقالِ مذکور قابل ابطال ہوگا تاکہ جایدادِ منتقل کردہ بہر ایک دعوے انتقال کنندہ کی جایداد ہو سکے اور اسطرح جملہ دعاوی کی ذمہ وار ہو اسلئے دوسری جماعت مقدمات محولہ مین کوئی امر خلاف اس جزو دفعہ ۵۳ کے معلوم نہین ہوتا۔

(ج) دفعہ مذکور کے فقرہ دوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیت کا قیاس اثر سے کیا جانا چاہئیے جب زربدل یا تو بالکل موجود نہو یا بالکل نامناسب ہو۔ اس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا قیاس محض اثرِ انتقال سے کسی اور صورت مین پیدا نہین ہوتا یہ امر بالکل مطابق سنداتِ ہندوستان کے معلوم ہوتا ہے۔ گو وہ اسقدر آسانی کے ساتھہ انگلستان کی ارائے بمقدمہ برالیس بنام جنکنس کے مطابق نہو سکین جو یہہ ہے کہ مقدار کوئی اثر نہین رکھتی۔ مگر بحوالہ اس تعلق کے یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ بروئے دفعہ ۵۳ کے فقرہ سوم کے اگر کوئی بدل موجود ہو اور خریدار نیک نیت ہو تو وہ فقرہ دوم کے رو سے بھی متخلل نہین ہو سکتا پس زربدل کا ناکافی ہونا اور انتقال بغرض مغلوبی یا پریشانی دائنان کا اثر بھی اس امر کے ثابت کرنے کا بار خریدار پر نہین ڈالتا کہ اسکی غرض اُس اثر مین حصہ لینے کی نہ تھی مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی بدنیتی اُسکی طرف سے مقدمہ مین ظاہر نہ ہوتی ہو۔

(د) فقرہ دوم سے یہہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے جبکہ وہ دفعہ مذکور کے فقرہ سوم کے ساتھہ ملاکر پڑھا جائے کہ نیت کا قیاس محض اثر انتقال سے پیدا نہین ہو سکتا۔ گو زربدل نامناسب ہو الا جبکہ تیسرا فقرہ منتقل الیہ کی بدنیتی سے غیر موثر نہو جائے یعنے یہہ کہ الفاظ مندرجہ فقرہ دوم ("یہ سمجھا جاوے گا") تابع فقرہ سوم کے سمجھے جانے چاہئین۔ جو اس قیاس کے پیدا ہونیکو

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت باجی
بنام
گدادھر کاشی ناتھ

سکتا ہے اگر کوئی بدل موجود ہو اور کوئی ایسی بدنیتی موجود نہو جس میں خریدار شامل ہو۔ معاملہ مغلوب یا پریشان کرسکتا ہے۔ انتقال کنندہ کی یہ نیت ہوسکتی ہے کہ ایسا ہی ہو۔ منتقل الیہ کو یہہ علم ہوسکتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ زربدل نامناسب ہوسکتا ہے تاہم جبتک خود بخود خریدار کی بدنیتی موجود نہو تب تک وہ قیاس پیدا نہیں ہوتا جسکا کہ حوالہ فقرہ دوم میں دیا گیا ہے مقدمہ جو شولمنام الائیس بنک سنہ ۱۸۹۸ء (۱) میں سیل صاحب جسٹس نے جسکا فیصلہ برطبق اپیل کے بحال رکھا گیا تھا اپنی رائے بدین الفاظ ظاہر کی تھی کہ الفاظ "یہ سمجھا جائیگا کہ وہ انتقال اُس نیت سے ہوا ہے جسکا ذکر اوپر مذکور ہوا" کی تعبیر مطابق مقدمات فیصل کردہ زیر سٹیٹوٹ ۲۷- الزبتھ باب ۴ کے کیجانی چاہئے۔ اگر مقدمات زیر سٹیٹوٹ ۱۳- الزبتھ باب ۵ مساوی طور پر متعلق ہوں تو نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسا کہ تیسری جماعت مقدمات محوَّلہ بالا میں ظاہر کیا گیا ہے خریدار کی اہم غرض انتقال کنندہ کے ساتھ اس امر میں سازش کرنے کی ہونی چاہئے کہ جائداد کو دائینان سے محفوظ کیا جائے اور وہ اس قابل بنایا جائے کہ انتقال کے پردہ میں خود فائدہ اُٹھائے۔ مگر دیگر امور خریدار پر عائد ہوسکتے ہیں گو اُسکا منشاء اپنے حق میں بہتر معاملہ کرنیکا ہو اور اسطرح جبکہ اُسنے نامناسب بدل ادا کیا ہو۔ وہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے فائدہ کے خالص خیال سے تحریک دیا جاسکتا ہے مگر وہ مدیون کے فائدہ کے واسطے عمل کرنے سے ممتنع ہے یہ امر کہ دفعہ مذکور کے اصلی معنے یہی ہیں۔ فقرہ "بہ نیت مغلوبی یا پریشانی" سے ظاہر ہوتا ہے جسکے معنے فقرہ "باوصف علم اسباب کے کہ وہ اغلبًا مغلوب یا پریشان کریگا" سے مختلف ہیں۔ لفظ "نیت" کے لغوی معنے "ارادہ" کے ہیں اسلئے اُس سے وہ غرض ظاہر ہوتی ہے جس کی کوشش کیگئی ہو اور اُسکا تعلق اہم غرض کے ساتھ ہے جسکے کہ بغیر کارروائی کا کیا جانا ناممکن ہے۔

(۲) اُن مقدمات میں جنمیں کہ احکام آخری فقرہ دفعہ ۵۳ متعلق نہیں ہوتے یعنے ان مقدمات میں جن میں جہاں یا تو نیک نیتی موجود نہ ہو یا کوئی زربدل موجود نہو یا جہاں کوئی بدل موجود نہو یا بدل نہایت غیر کافی ہو تو کوئی امر نیت مغلوبی یا پریشانی دائینان کے قیاس کئے جانیکا مانع نہیں ہوسکتا

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۵ بصفحہ ۲۰۲-

سنہ ۱۹۰۰ء
بھگونت اپاجی
بنام
کواری کاشی ناتھ

جو اُس انتقال سے پیدا ہوتا ہے جسکی کہ غرض دائنان کو مغلوب یا پریشان کرنے کی ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱) بدنیتی مغلوبی یا پریشانی کے ساتھہ شامل ہوسکتا ہے اور یہہ امر صریح طور پر مطابق جو تھی جماعت مقدمات مذکورۂ بالا کے ہے اور (۲) کہ جہان نہ تو بدنیتی اور نہ نیک نیتی موجود ہو وہان کوئی امر مانع قیاس مذکور کا نہیں ہوسکتا اگر انتقال کا اثر کسی دائن کو مغلوب یا پریشان کرنے کا ہو جو نتیجہ کہ صریح طور پر اُن مقدمات مین ظاہر کیا گیا ہے جنکا تعلق بالکل سازشی معاملات کے ساتھہ ہے جہان کل معاملہ محض بناوٹی یا سازشی ہو اور درا صل کوئی شئے منتقل نہوئی ہو اور نہ کسی شئے کے کسی طرف سے منتقل کئے جانیکا ارادہ ہو۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک اصول اصلی قانون کا جو مقدمات منفصلۂ قبل از ایکٹ مذکور مین تسلیم کیا گیا ہے کم از کم جائیداد غیر منقولہ کے متعلق دفعہ ۵۳۔ ایکٹ مذکور سے اخذ کئے جانیکے قابل ہے اور نہ کسی امر سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاملۂ ضابطہ مین بھی کوئی جدید خلاف ورزی ناممکن ہے۔ یہہ رائے کہ واضعان قانون نے کوئی طریق علے سبیل البدل مقرر نہین کیا ایک ایسی رائے معلوم ہوتی ہے جو محفوظ طور پر مقدمۂ جوشوا بنام الائنس بنک شملہ کی سند پر اختیار کیجا سکتی ہے۔ چونکہ امر مذکور کی نسبت اپیلانٹان نے صورت حال مین اعتراض کیا تہا اسلئے اس امر پر مفصل بحث کرنا ضروری سمجھا گیا تہا۔ گو جیسا کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمۂ نرندرناتھ سرکار بنام کمال باسنی داسی (۱) مین رائے ظاہر کی ہے "ایک خاص شاخ قانون کے وضع کرنے کی غرض یہہ ہے کہ جب کسی امر کی نسبت خصوصیت کے ساتھہ کارروائی کیجائے تو اُسکا فیصلہ ازان بعد عبارت مستعملہ ایکٹ مذکور کی تعبیر کے ذریعہ کیا جانا چاہیئے نہ کہ اسناد سے یہ معلوم کرکے کہ پہلی فیصلجات مین کیا قانون درج ہے اور عبارت ایکٹ مذکور کے طبعی معنے کئے جانے چاہئین بلا کسی ایسے قیاس کے کہ پہلے قانون کو تبدیل نہ کرنے کی نیت اغلباً موجود تھی" (نیز ملاحظہ ہو بنک آف انگلینڈ بنام وگلیانو (۲) بحوالہ بمقدمۂ مذکور)۔

مگر صورت حال مین جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے جو ڈلیل اشتباہ (ملاحظہ ہو انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۸۲۸) اُس حد کی نسبت ظاہر کیا گیا ہے جہانتک کہ احکام دفعہ ۵۳ کی تشریح اس طرح پر کیجاتی ممکن ہے۔ کہ اُس مین بعض مسلمہ اصول پہلے سے درج ہین۔ اسلئے اس امر پر غور کرنا قرین

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۶۳
(۲) (سنہ ۱۸۹۱ء) مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۷۔

مصلحت سمجھا گیا ہے کہ کس حد تک وہ رائے نامطابق واقعات کے ہے۔ بعض مقدمات محولہ کی وقعت تشانات فریب کے معلوم کرنے مین ایک ایسے ایکٹمنٹ کی موجودگی سے کم نہین ہوجاتی جسکے کہ الفاظ دفعہ ۵۳۔ ایکٹ مذکور کیطرح سخت ہون اور یہ ہم محفوظ طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ عدم موجودگی یا باہم نامطابقت زربدل کی اور خریدار کی لاپرواہی دوبارہ موثر کرانے کسی ایسے دعاوی کے جو اسکو حاصل ہون یا معائنہ یا تعین مالیت قبل از خرید اور انتقال کنندہ کا قبضہ جاری رہنا اور معاملہ کا مخفی طور پر کیا جانا ہمیشہ نیک نیتی کا قیاس کئی جانمین ملحوظ رکھے جانے چاہئین۔ سوال نیک نیتی ایک سوال امر واقعہ ہے جیسا کہ مقدمہ ڈارول بنام ٹیری مین کیا گیا ہے۔ اسلئے وہ ایک ایسا سوال ہے جس کا فیصلہ عدالت ہذا بر طبق اپیل دوم کے نہین کرسکتی اور نہ وہ عذر جس مین سوالات امور متنازعہ شامل ہون بر طبق اپیل دوم کے مسموع ہوسکتا ہے ملاحظہ ہو گووایا بنام گریما لاپا (۱) مدعی پر اگر وہ معاملہ کی نیک نیتی کی نسبت باوجود منتقل ہونے زربدل کے اعتراض کرنا چاہتا تھا۔ لازم تھا کہ امر مذکور کو کسی پہلے مرحلہ مین اٹھاتا۔ وہ اب ایسا نہین کرسکتا۔ عدالتہائے ماتحت نے اس تنقیح پر اسکے خلاف فیصلہ کیا ہے جو اُسنے زربدل کے متعلق اٹھائی تھی اور غیر متنازعہ واقعات مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوسکے کہ اہم غرض منتقل الیہ کی یہہ تھی کہ مدیون کا فایدہ محفوظ کرے نہ کہ اپنا۔ موجودہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نے قبل فیصلہ قرقی اُسی تاریخ پر حاصل کی تھی جس دن کہ نالش رجوع کی تھی اور کہ انتقال اُسیدن تحریر اور مکمل کیا گیا تھا۔

واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ ایک مقابلہ مابین دو دائینان کے تھا کہ کون پہلے ایفاء حاصل کریگا اور کامیاب فریق نے یہہ ظاہر کیا تھا کہ اُسنے کوئی دغا نہین کیا وہ صرف اسوجہ پر محروم نہین کیا جاسکتا کہ وہ کامیاب رہا ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ تعجیل کیگئی تھی مگر وہ ایسے مقابلہ مین طبعی ہوتی ہے ان وجوہات پر مین اپیل کو نامنظور کرتا ہون اور ڈگری کو مع خرچہ بحال کرتا ہون۔

فلٹن صاحب جٹس:۔ مین نہایت فاضلانہ اور مکمل فیصلہ ہم جلیس خود کے ساتھ اتفاق کرتا ہون اور مع خرچہ بحال رکھتا ہون۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۱۔

بھگونت بنام کلارسی

بربنائے واقعات قرار دادۂ صاحب جج ضلع کے جو بظاہر واقعات ہیں جو کہ مدعا علیہم نے پیش کئے تھے ہمارے واسطے یہ کہنا ناممکن ہے کہ احکام دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائیداد متعلق ہوتے ہیں - یہ ثابت نہ کیا گیا تھا کہ متنازعہ انتقال بلا بدل یا بعوض نہایت ناکافی بدل کے کیا گیا تھا اس لئے دفعہ مذکور کا فقرہ دوم متعلق نہیں ہوتا قرار یہ دیا گیا تھا کہ معاملہ کی غرض ایک آئندہ اجرا کو التوا میں ڈالنے کی تھی مگر میرے فاضل ہم جلیس نے بہتر وجوہات یہ قرار دینے کی بیان کی ہیں کہ یہ اس امر کے قرار دینے کے برابر نہیں ہے کہ نیت مغلوب یا پریشان کرنے دائنیان انتقال کنندہ کی تھی - ممکن ہے کہ دیگر دائنیان موجود ہوں یا نہ ہوں ہے کہ انکے دعاوی کے ایفا کے واسطے دیگر جائیداد موجود ہو یا نہ محض اس نیت سے کہ ایک آئندہ اجرا کو التوا میں ڈالا جائے یہ نتیجہ خواہ مخواہ پیدا نہیں ہوتا کہ نیت دائنیان کے مغلوب یا پریشان کرنے کی موجود تھی - گو ایسی نیت کا قیاس اغلباً اس صورت میں کیا جا سکتا ہے اگر یہی قرار دیا گیا ہو کہ زربدل ناکافی تھا اور مقدمہ فقرہ دوم دفعہ مذکور کی ذیل میں آتا تھا - ان واقعات کی موجودگی میں یہ کہنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ اول متعلق ہوتا ہے -

پس کوئی سوال زیر فقرہ سوم پیدا نہیں ہوتا جو صرف اس صورت میں عامل ہوتا ہے جبکہ واقعات اطلاق فقرہ اول یا دوم کے واسطے کافی ہوں -

اسلئے اس امر کے متعلق کسی رائے کا ظاہر کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا مدعی فقرہ سوم پر انحصار کرنے کے لئے مجبور کیا جائے تو وہ اس امر واقعہ کے مثبت طور پر ثابت کرنے پر مجبور ہوگا کہ نیک نیتی سے کام کیا گیا ہے اور کہ زربدل ادا کیا گیا تھا یا کہ آیا ہم بطور امر قانونی کے یہ قرار دے سکتے ہیں کہ وصولی زربدل کا ذکر بیعنامہ میں کیا جانا مدعا علیہ پر عدم موجودگی زربدل کا بار ثبوت عاید کرنیکے واسطے کافی تھا -

ڈگری بحال رکھی گئی -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس رسل صاحب جسٹس و بہ طبق اپیل باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و چیپ صاحب جسٹس

۱۱ر جولائی ۱۹۰۱ء

ٹمپلٹن (ابتدائر مدعی) اپیلانٹ بنام لاری وغیرہ (ابتدائر مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

بنائے دعوے - جھوٹی شہادت کا قابل رجوع نالش نہونا - جھوٹی شہادت دینے کی سازش - خرچہ - خرچہ مقدمہ کے معنے جبکہ اُسکا حکم ایک درمیانی کارروائی میں دیا گیا ہو -

کوئی نالش دیوانی بخلاف گواہ کے جھوٹی شہادت دینے کے واسطے نہیں ہو سکتی - اور اس امر واقعہ سے کچھہ فرق نہیں آتا کہ شہادت بہ تعمیل ایک سازش بدیں مضمون کے دیگئی ہے کہ ملزم پر تجویز ثبوت جرم کرائی جائے - صرف ایک ہی چارہ جوئی بخلاف جھوٹے گواہ کے ایک تحقیقات دروغ حلفی ہے -

پس جب ایک مدعی نے تین مدعا علیہم پر ایک نالش بوجہ سے کی تہی کہ انہوں نے ایک تجویز میں اُسکے برخلاف جھوٹی گواہی دی ہے اور یہ بیان کیا تہا کہ یہ کام بہ تعمیل ایک سازش کے کیا گیا تہا جو حیدر آباد میں اُسکی تجویز ثبوت جرم کرانے کے واسطے کی گئی تہی -

تجویز ہوئی کہ عرضی نالش سے کوئی بنائے دعوے ظاہر نہوتا تہا -

محض سازش ایک شخص کو ضرر پہونچانیکی بلا کسی ایسے فعل کے ارتکاب کے جسکا انجام ضرر پہونچانے میں ہو کوئی بنائے دعویٰ عطا نہیں کرتی ایک سازش ناجائز نہیں ہے الا جبکہ اُسکا انجام ایک ایسے فعل میں ہے جو بذاتہ بنائے دعویٰ عطا کرتا ہے۔

جبکہ ایک درمیانی کارروائی میں حکم بابت خرچہ کے یہ ہو کہ خرچہ کارروائی مذکور کا خرچہ مقدمہ میں شمار ہوگا تو اُس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ مطابق نتیجہ مقدمہ کے عاید کیا جائیگا بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ خرچہ مذکور کا فیصلہ عدالت بروقت سماعت کے کریگی مناسب جب کبھی وہ بروقت تجویز کے خرچہ مذکور کی نسبت کارروائی کرنیکا اختیار حاصل رہتا ہے -

مدعی ایک شخص ساکن حیدر آباد واقعہ مملکت ہز ہائینس نظام تہا اور سہ مدعا علیہم بھی بمبئی میں کونسل کرتے تہے - ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں مدعی پر فوجداری سشن ہائیکورٹ بمبئی میں زیر دفعات ۳۱۲ و ۳۱۴ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) یہ الزام لگایا گیا تہا کہ وہ ایک عورت مسماۃ ایڈیتہ دھیا کر ساکن حیدر آباد کی ہلاکت کا باعث اسطرح پر ہوا ہے کہ اُسنے ایک فعل کا ارتکاب بہ نیت اسقاط حمل کے کیا تہا - سہ مدعا علیہم گواہان استغاثہ تہے + شہادت استغاثہ کے ختم ہونے پر جوری نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ وہ جوابدعوے سننا نہیں چاہتے مجرم نہ ہونیکی رائے ظاہر کیگئی تہی اور مدعی رہا کیا گیا تہا -

* نالش نمبر ۹۰۳ سنہ ۱۹۰۰ء اپیل نمبر ۱۰۸۹

سنہ ۱۹۰۱ء
ٹمپلٹن
بنام
لارجی

مدعی نے نالش حال ہائیکورٹ بمبئی میں بدیں دعوے رجوع کی تھی کہ اسکو مبلغ دو لاکھ روپیہ بطور ہرجانہ ضرر رسانی اور اُس نقصان کے دلایا جائے جو کہ اسکو تین مدعا علیہم کے ہاتھوں پہونچا ہے۔ دراصل عرضیدعوی میں رقم مذکور کا دعوے بطور اُس نقصان کے کیا گیا تہا جو کہ مدعی کو مدعا علیہم کی اس سازش سے پہونچا تہا کہ اُسپر جرم مذکور کی تجویز بدیں غرض کرائیں کہ مدعا علیہ نمبر ۲ بچ جائے اور انہوں نے اس غرض کے واسطے بروقت تجویز کے بمبئی میں جہوٹی شہادت دی تہی۔

عرضیدعوے میں مفصل طور پر واقعات مقدمہ مذکور ہیں اور نیز مدعا علیہم کے طریق عمل متعلق بہ واقعات مذکور کا یعنے میرین ایڈتہ وہیاکر مذکور کے امتحان بعد از مرگ کا جو حیدرآباد میں کیا گیا تہا اور اُس تحقیقات کا جو وہاں کی گئی تہی جسمیں ہر سہ مدعا علیہم نے (حسب بیان مدعی) غرض مذکور کے واسطے جہوٹی شہادت دی تہی۔ اُسمیں یہ بہی بیان کیا گیا تہا کہ بروقت تجویز بحضور ہائیکورٹ بمبئی کہ ہر سہ مدعا علیہم نے دروغ طور پر اور حسد سے اُس شہادت کا تکرار کیا تہا جو کہ اُنہوں نے پہلے موقعوں پر دی تہی اور اُنکے بیانات کی نقول عرضیدعوے کے ساتہہ منسلک تہیں۔ ذیل کی فقرات عرضیدعوی اہم ہیں:

دفعہ ۳۰ - مدعی یہ الزام لگاتا ہے کہ اپنی اُس شہادت میں جسکا کہ ذکر قبل ازیں کسی موقع پر کیا گیا ہے مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنے آپکو محفوظ کرنیکے واسطے یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ مدعی نے متوفیہ میرین ایڈتہ وہیاکر کی اسقاط حمل میں اعانت کی ہے ہر سہ مدعا علیہم نے باہم سازش کر کے حلفاً جہوٹی شہادت باوصف علم اُسکی جہوٹا ہونیکے دی ہے۔ مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۳ نے سازش کرکے بالارادہ اُن دو ڈاکٹروں کو جنہوں نے امتحان بعد از مرگ کیا تہا بعد اسی دی ہے اور ہر سہ مدعا علیہم نے اُن موقعوں پر جنکا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے بدیں غرض جہوٹی شہادت دی ہے کہ میرین ایڈتہ وہیاکر مذکور کی وفات کے باعث کے واسطے ایک جہوٹا مسئلہ تیار کریں تاکہ عدالتہائے کو فریب دیکر مدعی پر بابت اسقاط مذکور کی تجویز جرم کرائیں

دفعہ ۳۱ - اہم جز دعوے (اگرچہ کل نہیں) مدعی کے بنائے دعوے کا تمام ابتدائی اختیار سماعت دیوانی معزز عدالت ہذا کی اندر پیدا ہوا ہے کیونکہ سازش مابین ہر سہ مدعا علیہم حال کا نتیجہ جہوٹی اور حاسدانہ شہادت بخلاف مدعی بعدالت واقعہ بمبئی بماہ مارچ ۱۹۰۰ء میں ہوا تہا جس سے مدعی کو نقصان پہونچا ہے۔

دفعہ ۳۳ - مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ بباعث سازش اور شہادت مذکورہ بالا کے اور اُس استغاثہ کے جو اُسکو برخلاف دائر کیا گیا تہا (جس استغاثہ کا چلنا بغیر مدعا علیہ نمبر ۲ کی شہادت کے ناممکن تہا) اُسکو ضرر اور نقصان پہونچا ہے جو بلحاظ اُسکی کاروبار اور نیکنامی اور سوشل حیثیت کے بہت سخت نقصان ہے "

۱۹۰۱ء
ٹمپلٹن
بنام
لاری

عرضیدعوے صاحب جج کمرہ واحد (مسٹر بچی) صاحب جسٹس کے روبرو پیش کیا گیا تہا جنہوں اجازت ابرائے نالش زیر ضمن ۱۲ فرمان شاہی عطا کی تہی -

مدعا علیہم نے اپنا جوابدعوے تحریری داخل کیا تہا اسکے بعد ایک حکم واسطے تجویز ذیل کی ابتدائی تنقیحات کے دیا گیا تہا :-

(۱) آیا عرضیدعوے سے کوئی بنائے دعوے ظاہر ہوتا ہے -

(۲) آیا عدالت ہذا کو نالش حال کے تجویز کا اختیار حاصل ہے -

تنقیحات مذکور پر رسل صاحب جسٹس کے روبرو بحث کی گئی تہی -

میکفرسن وانویریٹی و ڈالی منجانب مدعی -

لینگ ایڈووکیٹ جنرل (مسٹر لنگ) منجانب مدعا علیہ نمبر ۱ -

سکاٹ ورنگ منجانب مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ -

رسل صاحب جسٹس (بعد پڑہنے عرضیدعوے کے) نتیجہ حسب ذیل اخذ کیا جاسکتا ہے :-

۱ - میرین ایڈیتھ وہیٹاکر حمل کے ساقط ہونیکی وجہ سے فوت ہوئی تہی -

۲ - تین مدعا علیہم نے جو آخری بیماری میں اسکی خبر گیر رہے تہے اسکی بیماری اور وفات کیوجہ کی واسطے ایک جہوٹی سازش بنائی تہی یعنی یہ کہ اسکی حمل کا موجب مدعی تہا اور اسی نے اسقاط کرایا تہا -

۳ - کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے سازش کرکے بعض کاروائیات مدعا علیہ نمبر ۲ کے چہپائے کو مخفی رکہنے کیواسطے کی تہیں اور ڈاکٹروں کو بروقت امتحان بعد از مرگ کے بدراہی دی تہی -

۴ - جملہ مدعا علیہم نے یہ سازش کی ہے کہ مدعی پر تجویز ثبوت جرم کرائیں اور اس سازش کی تائید میں جہوٹی شہادت دی ہے -

۵ - مدعی کو مدعا علیہم کے طریق عمل سے سخت نقصان پہونچا ہے -

القصہ نالش حال اُس ہرجانہ کے واسطے کیگئی ہے جو مدعی کو اس وجہ سے پہونچا ہے کہ مدعا علیہم نے جہوٹے طور پر مدعا علیہ نمبر ۲ کو محفوظ کرانیکی نیت سے مدعی کو فوجداری جرم کا مجرم ٹہہرانیکے واسطے سازش کی ہے -

وہ سوال اوّل جواب پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا عرضیدعوے سے کوئی بنائے دعوے ظاہر ہوتا ہے کیگئی تہی اور مدعی کے وکیل نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ کوئی نالش ہرجانہ برخلاف نہیں ہوسکتی ملاحظہ ہو بابو گنیش

نالش عمد

بنام نگنی رام (۱) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام باباجی (۲) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بالکرشنا (۳) ناتھ جی بنام لال بھائی (۴) یہ بھی بحث کیگئی تھی کہ کوئی نالش سازش کے واسطے نہیں ہو سکتی الا جبکہ ناجائز فعل بذاتہ قابل ارجاع نالش ہوا اور کہ نالش کیوجہ جھوٹی شہادت کا دینا تھی -

مگر بحوالہ اُن فقرات عرضیدعوے کے جنکا کہ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مدعاعلیہم پر دیگر افعال ناجائز کا الزام بھی ماسوائے جھوٹی گواہی دینے کے لگایا گیا ہے -

مقدمہ کی نسبت بمقابلہ جملہ مدعاعلیہم کے کارروائی کرتیوقت یہ معلوم ہوگا کہ وہ معیار جو متعلق کیجانی ہے یہہ ہے کہ آیا وہ افعال جنکی شکائیت کیگئی ہے مدعی کو ایک استحقاق ارجاع نالش بخلاف گروہ مدعاعلیہم کے عطا کرتے ہیں یا بالفاظ دیگر یہ کہ آیا مدعی کو اُن میں سے کسی کے ہاتھوں مالی نقصان پہونچا ہے ملاحظہ ہو شلے بنام سٹینس (۵) اس میں اس سوال پر غور کیا جانا شامل ہے کہ آیا مدعی کا کوئی حق تلف کیا گیا ہے - یہ امر ایک نالش مارٹ میں ضروری ہے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ ماجرس بنام راجندرو (۶) میں یہ بیان کیا ہے کہ "وہ فعل جسکی شکائیت کیگئی ہے بلحاظ اوضاعات کے قانوناً ناجائز ہونا چاہئے یعنی اُس سے فریق شکائیت کنندہ کو نقصان پہونچنا ضروری ہے - محض یہ امر کافی نہیں کہ وہ ایک شخص کو بلاواسطہ طور پر نقصان پہونچا سکتا ہے" کب صاحب جسٹس نے مقدمہ ایلین بنام فلڈ (۷) میں بیان کیا ہے "حقوق کونسے ہیں ؟ ذاتی حقوق جنسے ہم بخوبی واقف ہیں یہ ہیں (۱) حقوق نیکنامی (۲) حقوق محفوظیت جسمانی و آزادی (۳) حقوق جایداد یا بالفاظ دیگر حقوق متعلق بہ خیال و جسم و جایداد - ان ہرسہ حقوق میں وہ جملہ ذاتی حقوق شامل ہیں جو کہ قانون میں مذکور ہیں" لارڈ واٹسن صاحب نے اُسی رپورٹ کے صفحہ ۹۲ پر یہ بیان کیا ہے کہ "کوئی حملہ دیوانی حقوق دیگر شخص پر بذاتہ ایک قانونی نقصان ہے جسکیساتھہ ذمہ واری مدادا اُسکی ضروری یا طبعی نتایج کی شامل ہے جہانتک کہ اُن اشخاص کے حق میں مضر ہیں جن کے کہ حقوق غصب کئے گئے ہوں - خواہ وہ غرض جسکی رو سے اُسکی تحریک ہوئی ہو نیک یا بد یا مباح ہو"

(۱) (سنہ ۱۸۷۶ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۱ (۲) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۸

(۳) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۵۷۳ (۴) (سنہ ۱۸۹۰ء) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۹۷

(۵) (سنہ ۱۸۹۴ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ (۶) (سنہ ۱۸۶۰ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۱۰۳

(۷) (سنہ ۱۸۹۸ء) مقدمات اپیل جلد اول صفحہ ۲۹

مثلاً بالارادہ کھینچ لیجانا گاہکوں کا باظہار جبر ملاحظہ ہو ٹارلٹن بنام ایم گراولی (۱) سٹیج پر ایکٹر کی مزاحمت بذریعہ آوازہائے نکالنے کے کرنا ملاحظہ ہو کلیفورڈ بنام برینڈن (۲) وگریگوری بنام ڈیوک آف برنسوک (۳) اُن اشخاص کو جو تابع ذاتی معاہدات کے ہوں اپنے معاہدات کے فسخ کرنے کی تحریک کرنا ملاحظہ ہو بوون بنام ہال (۵) لملے بنام گائی (۶) یہ جملہ تمثیلات ایسے ممنوع افعال کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص پر فوجداری جرم کا جھوٹا الزام لگانا جس جھوٹ کا علم شخص مذکور کو ہو ایک غصب ذاتی حق اور نیکنامی اور آزادی کا ہے۔ فٹزہربرٹ صاحب کی کتاب نیچرا بریویم جلد ۱ کے صفحہ ۱۱۴ پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر ایک شخص حسد سے یا دروغ الزام لگا کر دوسرے پر جرم کی تجویز کرانا چاہیئے تو فریق ضرر رسیدہ کو کسی حکمنامہ سازش کا حق حاصل نہیں ہو سکتا مگر وہ دوسرے فریق پر جس نے الزام مذکور لگایا ہو نالش کر سکتا ہے" پس اس صورت میں مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم میں سے ہر ایک اُن افعال کی نسبت مدعی کے مقابلہ میں دیوانی طور پر ذمہ دار ہے جنکا کہ ذکر علی الترتیب اُن کے مقابلہ میں عرضید عوے میں کیا گیا ہے ماسوائے مدعی کے برخلاف جھوٹی شہادت دینے کے جو کہ بدیں غرض کئے گئے تھے کہ مدعی پر جھوٹ تہمت لگا کر تجویز جرم کرائیجائے چنانچہ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے غلط اطلاع امتحان کنندہ ڈاکٹروں کو دی تھی ساتھ اس غرض کے کہ زیادہ تر کامیابی سے اپنے جھوٹے منصوبہ کو جو بلحاظ باعث موت کے تھا ڈاکٹران مذکور کی توجہ پر غالب کرائیں مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ یا انہیں سے ایک نے متوفیہ کی لاش پر بہت سے طالب علموں کو لکچر او دلائل دیئے تھے۔ جو کہ وہاں اسی غرض کے واسطے جمع تھے۔ مدعا علیہ نمبر ۱ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُسنے امتحان بعد از مرگ اسطرح پر کرایا تھا کہ مدعی کیطرف سے کسی طبی شخص کو وہاں موجود نہ رہنے دیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُسنے مدعا علیہ نمبر ۳ کے ساتھ سازش کر کے ایک جھوٹی اطلاع فرامجسٹریٹ کو اس غرض سے تحریر کی تھی جسکا کہ ذکر عرضید عوے کے فقرہ نمبر ۱۴ میں کیا گیا ہے۔ فقرہ نمبر ۱۹ میں مدعا علیہ نمبر ۲ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُسنے ایک اور چٹھی خود لکھی تھی تاکہ اپنا بچاؤ کرے۔ مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر مدعا علیہم میں سے صرف ایک نے ہی مدعی کے ذاتی حقوق کا غصب کیا ہو تو باقی وہ بھی جو اُس غصب میں شامل ہوئے تھے مساوی طور پر ذمہ دار ہیں۔

---

(۱) (۱۶۹۹ء) بیکس (ii) پلی کیسیز صفحہ ۲۴ (۲) (۱۸۰۹ء) کیمپل رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۵۸ (۳) (۱۸۴۳ء) دی مینگ گرینجر رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۰۵ (۴) کرارک آف دی رین آف جیمس صفحہ ۵۶۷ (۵) (۱۸۳۴ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۳۳۳ (۶) (۱۸۵۳ء) ایلین وبلیکبرن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶۔

۱۹۰۰ء
ٹمپلٹن
بنام
لاہی

نالش حال کو بطور ایک ایسی نالش کے متصور کر کے جو مدعا علیہم کے برخلاف مشترک طور پر کیگئی ہے میری یہ رائے کہ بیان مندرجہ عرضیدعوے سے ایک بنائے دعوی اُن کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے عرضیدعوے میں مدعا علیہم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ چند افعال کے کرنے میں شامل ہوتے ہیں جنکی رو سے مدعی کے حقوق حاسدانہ طور پر غصب کئے گئے ہیں جس سے مراد قانونی معنوں میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب بالارادہ بغیر کسی وجہ جائز کے کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ میگ بنام پرودسر (۱) مقدمہ بار بنام لیسیز (۲) تمیز کئے جانیکے قابل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس مقدمہ میں وہ نقصان جو مدعی کو پہونچایا گیا تھا طبعی یا اغلب نتیجہ مدعا علیہم کے فعل کا معلوم ہوتا تھا۔ اُس مقدمہ میں کے ڈر صاحب جسٹس نے صفحہ ۱۰۹ پر یہ بیان کیا ہے کہ "گرفتاری اور تجویز بثبوت جرم مدعی کی اُن وقوعات کے استعمال کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں جنکا کہ مدعا علیہ قانوناً ذمہ دار نہیں ہے" صورت حال میں وہ نقصان جو مدعی کو پہونچا ہے ایک بلا واسطہ نتیجہ مدعا علیہم کے افعال کا بیان کیا گیا ہے۔ ایسا ہی مقدمہ کر سے بنام لائیڈ (۳) میں نالش اسوجہ پر ناقابل قیام قرار دیگئی تھی کہ افعال مدعا علیہ سے مدعی کو کوئی قانونی نقصان نہ پہونچا تھا۔ مقدمہ مغل سٹیم شپ کمپنی (۴) و ایلین بنام فلڈ (۵) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ افعال مدعا علیہم سے مدعیان کے کسی حقوق جائز کو نقصان نہ پہونچا تھا اسلئے اُنکی نالش نا قابل قیام تھی۔ پس میری یہ رائے ہے کہ عرضیدعوے سے ایک بنائے دعوی بمقابلہ مدعا علیہم کے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرا سوال جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا عدالت ہذا کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ اجازت ارجاع نالش زیر ضمن ۱۲ فرمانشاہی سٹرجی صاحب چیف جسٹس نے عطا کی ہے۔ عرضیدعوی کی فقرہ ۲۱ میں بیان کیا گیا ہے کہ کسطرح ایک جزو بنائے دعوے حدود اختیارات عدالت ہذا کے اندر پیدا ہوا ہے۔ مسٹر میکفرسن نے یہ حجت کی ہے کہ ایک مسلسل اقرار از طرف مدعا علیہ کے مدعی کو نقصان پہونچانیکا موجود تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عدالت سشن بمبئی میں شہادت دیگئی تھی مجھ و فتر کارک کراؤن سے معلوم ہوا ہے کہ مدعا علیہم سے عدالت سشن میں گواہی دینے کے واسطے مچلکہ لیا گیا تھا۔ عرضیدعوی میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مدعا علیہم کا اقرار نامہ اس اختیار سماعت کی اندر جاری رہا تھا جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے

(۱) (۱۸۶۵ء) بینیز و کرنگش رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ (۲) (۱۸۹۵ء) کامن بنچ سلسلہ جدید جلد ۷ صفحہ ۱۷۵
(۳) (۱۸۹۲ء) لا رپورٹ مقدمات آئرش جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ (۴) (۱۸۹۲ء) مقدمات اپیل صفحہ ۲۵
(۵) (۱۸۹۸ء) مقدمات اپیل صفحہ ۱ -

سنہ ۱۹۰۰ء
ٹمپلٹن
بنام
لارڈی

دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) میں یہ حکم ہے کہ:-

"نالشات معاوضہ اُس نقصان میں جو کسی شخص یا جائیداد منقولہ کو پہونچایا گیا ہو اگر نقصان ایک عدالت کی حدود اختیارات کے اندر پہونچایا گیا ہو اور مدعا علیہ ایک اور عدالت کے حدود اختیارات کے اندر رہتا ہو یا کاروبار کرتا ہو یا ذاتی فائدہ کے واسطے کام کرتا ہو تو مدعی مطابق اپنے اختیار تمیزی کے مجاز ہے کہ کسی عدالت میں عدالتہائے مذکورہ میں سے نالش کرے"

میرے خیال میں لفظ "نقصان" مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد نقصان قابل ارجاع نالش ہونا چاہئیے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی نالش ہرجانہ اُن الفاظ کی نسبت نہیں ہو سکتی جو ایک گواہ نے حلفاً گواہاں کے اندر رکھے ہوں یعنی مدعا علیہم کے برخلاف صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے عدالت سشن بمبئی میں جھوٹی گواہی دی ہے مگر یہ ایک ایسا امر نہیں ہے جس کی کہ نسبت مدعی عدالت دیوانی میں ہرجانہ دلا پانے کا مستحق ہو۔ اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ کوئی جزو بنائے دعوے کا حدود اختیارات کے اندر پیدا نہیں ہوا اسلئے نالش خارج کیجانی چاہئے۔ نسبت خرچہ کے میں خوشی سے وکلا کی بحث سننا چاہتا ہوں کیونکہ نالش میں درمیانی کارروائیات عمل میں آئی ہیں جو اس صورت میں غیر ضروری ہوتیں اگر مدعی نے ان ابتدائی تنقیحات کے پہلے فیصلہ کئے جانے پر زور دیا ہوتا۔

[ازاں بعد سوال خرچہ کے متعلق صاحب موصوف کے روبرو بحث کیگئی تھی جسنے فیصلہ ذیل صادر کیا]۔

رسل صاحب جسٹس:- چونکہ میری یہ رائے تھی کہ ابتدائی تنقیحات کے فیصل کر لینے کے واسطے سمن ہدایات کی درخواست پہلے کیجا سکتی تھی قبل اس کے کہ بعض خرچہ عاید ہوتا اسلئے میں نے سوال خرچہ کو مزید بحث تک محفوظ رکھا تھا اور اُسپر ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو کامل طور سے بحث کیگئی تھی۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ا کے جواب دعوے کے ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو داخل ہوتے ہی مدعی کو چاہئے تھا کہ ان سوالات کو ابتدائی تنقیحات میں اُٹھاتا کہ آیا عرضی دعوے سے کوئی بنائے دعوے ظاہر ہوتا تھا اور آیا عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے میری رائے میں ایڈووکیٹ جنرل کا یہ عذر درست تھا کہ کوئی فرض مدعا علیہم کے ذمہ ابتدائی تنقیحات کے اُٹھانے کا نہ تھا اور عدالت ہذا کا یہ طریق عمل نہیں ہے کہ مقدمہ کو تنقیحات قائم کرنے کے واسطے ساعت کرے۔ گو صورت حال میں میں ایسا ہی کرنے کا خواہاں ہوں۔

کے ساتھ یہ حکم ہو کہ صاحب جج کردہ اسکو خرچہ کے متعلق کارروائی کریں جو کہ میں نظر واقعات مذکورہ کے

کارروائیات کا معاینہ کیا ہے اور میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعی کو کل خرچہ ماسوائے اُس خرچہ کے ادا کرنا

چاہئیے جو بر طبق سمنہائے حال کردہ مدعا علیہ نمبر ۲ مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۰۰ء کے عاید ہوا تھا جیکے ذریعہ

مدعی کو کفالت خرچہ کے داخل کرنیکا حکم دیا گیا تھا جس سمنہائے پر کوئی کارروائی کیگئی تھی اور نیز ماسوائے

خرچہ اُن مشابہ سمنہائے کے جو ۹ رجنوری ۱۹۰۱ء کو مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۳ نے حال کئے تھے ماسوائے

اُن دو کارروائیات کے جملہ دیگر کارروائیات کا خرچہ نتیجہ مقدمہ کے مطابق عاید ہونا چاہئیے اور میری

یہ رائے نہیں ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو وہ خرچہ ادا کرنا چاہئیے جو اُس تعمیل سمنہائے کے کرنے میں عاید ہوا

ہے۔ مدعی نے سمنہائے مذکور کی نسبت مقدمہ کے ابتدائی تنقیح پر فیصل کئے جانیکے واسطے اعتراض کیا

تھا اور وہ ناکامیاب رہا تھا اور نیز یکے از سوالات قایم کردہ بسمنہائے مذکور کے ثابت کرنے میں۔

پس میری یہ رائے نہیں ہے کہ کوئی تقسیم خرچہ میں ایسی کیجانی چاہئیے جیسی کہ مسٹر انویریٹی نے ظاہر کی ہو

اسلئے حکم متعلق بہ خرچہ مطابق فیصلہ مذکور کے مرتب کیا جانا چاہئیے۔

مدعی نے اپیل کیا۔ اپیل کی سماعت کینڈی صاحب و طیب جی صاحب جٹسان نے کی تھی۔

رکیس و چارڈین بجانب اپیلانٹ (مدعی)

لینگ و سٹارلنگ بجانب رسپانڈنٹان نمبر ا و نمبر ۳ (مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۳)

رابرٹسن و ینگ بجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ (مدعا علیہ نمبر ۲)۔

کینڈی صاحب جٹس:

۔ درمیانی واقعات کا دوبارہ ذکر کرنا غیر ضروری ہے۔ وہ سوال جسکا ہمنے فیصلہ کرنا ہے اسطرح مرتب کیا جاتا ہے کہ بر بنائے واقعات بیان کردہ بعرضید عوے کے کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک جزو مبینہ بنائے دعوے کا بمبئی میں پیدا ہوا تھا؟۔

مدعی نے بعرضید عوے کے فقرہ نمبر ۳۱ میں) بیان کیا ہے کہ "اہم جز مدعی کے بنائے دعوے کا (اگرچہ کل نہیں) عام حدود اختیارات سماعت ابتدائی معزز عدالت ہذا کے اندر پیدا ہوا تھا کیونکہ سازش مابین مدعا علیہم کے جو کہ جھوٹی اور عداوتی شہادت کے دینے میں شامل ہونے سے تھے تاکہ مدعی کو اُسکی تجویز کا م اپنے مقام بمبئی میں خطرہ اور نقصان پہونچے" اور نیز (فقرہ نمبر ۳۶ میں) بیان کیا ہے کہ "مدعی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہر ایک نقصان و ضرر و ہرجانہ جو اُس کو پہونچا تھا بسبب مدعا علیہم کیطرف سے سازش کے پایہ تکمیل تک پہنچانے اُس شہادت کا جو کہ اُنہوں نے بہ تعمیل سازش مذکور کے دی ہے"

ٹمپلٹن بنام لاری

سازش کی غرض میں الفاظ بیان کیگئی ہے (ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۳۰) "ہر سہ مدعا علیہم نے موقعہ مذکور پہ بدیں غرض جہوٹی شہادت دی ہے کہ ایک جہوٹا بیان دربارہ وجہ ہلاکت میری پاینتہ وہپا کر مذکور کے بنائیں تاکہ عدالت مائے کو بدرہی دیکہ مدعی پر اختلاط مذکور میں شامل ہونیکی تجویز جرم کرائیں"

یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی نالش بخلاف مدعا علیہم کے دربارہ اُس شہادت کے نہیں ہوسکتی جو کہ اُنہوں نے حیدرآباد یا عدالت سشن بمبئی میں دی تہی - پس بادی النظر میں کوئی بنائے دعوی انکے افعال واقعہ بمبئی سے پیدا نہیں ہوتا پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی جز و بنائے دعوی کا بمبئی میں پیدا ہوا تہا -
مگر اس مشکل سے بچنے کی استدعا بدیں بیان کی گئی ہے کہ مدعا علیہم پر صرف جہوٹی شہادت دینے کی نالش نہیں کیگئی بلکہ اُنپر اُس سازش کے واسطے نالش کیگئی ہے جس کے رو سے اُنہوں نے یہ رائے قائم کی تہی کہ ہر ایک کو جہوٹی شہادت دینی چاہیے اور چونکہ اُنہوں نے بمبئی میں جہوٹی شہادت دی تہی اسلئے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بمبئی میں سازش کر رہے تہے اسلئے بنائے دعوی جزوًا بمبئی میں پیدا ہوا ہے -
اس حجت کا جہوٹا ہونا اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو کوئی نالش بخلاف مدعا علیہم کے جہوٹی گواہی دینے کیواسطے نہیں ہوسکتی تاہم وہ اُن کے مقابلہ میں ہوسکتی ہے اگر یہ بیان کیا جائے کہ جہوٹی شہادت بہ تعمیل ایک سازش کے دیگئی تہی - اگر یہ حجت درست ہو تو گو کوئی نالش بخلاف الف کے جہوٹی شہادت دینے کے واسطے نہو سکے تاہم اگر ایک سے زیادہ گواہان موجود ہوں جنہوں نے مدعی کے برخلاف جہوٹی شہادت دی ہو تو ایک نالش بخلاف الف و ب و ج وغیرہ کے ہوسکیگی کیونکہ ایک ایسی صورت کا قیاس کرنا مشکل ہے جسمیں یہ نتیجہ اخذ نہو سکے کہ گواہان نے جہوٹی شہادت بہ تعمیل ایک سازش کے دی ہوگی -
انتقام اور سازش کے طریق سے قاعدہ قانون کو غیر موثر بنانا ناممکن ہوگا اور نیز یہ کہنا کہ الف پر جہوٹی شہادت دینے کی نالش نہیں کیگئی جبکہ ب اور ج کے ساتہہ سازش کرنیکے باعث کہ اُنکو جہوٹی شہادت دینی چاہیئے - ب پر نالش کیگئی ہے - اصل بات یہ ہے کہ یہ کوئی بنائے دعوے نہیں ہے کہ مدعا علیہم سازش میں شامل ہوئے ہیں - یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اُس سازش کے نتائج سے ایک استحقاق ارجاع نالش مدعی کے حق میں پیدا ہوا ہے یہ امر مجبوری سے لابد الیہ ہونا چاہیے

کے فیصلہ مقدمہ سلیمن بنام وارنر (۱) میں درج کیا گیا تہا اور مشابہ طور پر فیصلہ اپیل صاحب چیف جسٹس مقدمہ کیری بنام لائیڈ (۲) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جو حسب بیان ڈارلنگ صاحب جسٹس مقدمہ سلیمن بنام سمنس (۳) بدیں مضمون ہے کہ بعض افعال کے کرنیکی سازش صرف اُس صورت میں استحقاق اجراء نالش عطا کرتی ہے جہانکہ وہ افعال جنکو کئے جانے پر اتفاق کیا گیا ہو اور جو دراصل کئے گئے ہوں مدعی کو دیوانی نقصان پہونچانیکا باعث ہوتے اگر وہ پہلے سے سازش کئے بغیر کئے جاتے۔

پس یہ امر صریح ہے کہ وہ افعال جنکا ارتکاب مدعاعلیہم نے بمبئی میں کیا تہا کوئی وجہ مدعی کو دیوانی نقصان پہونچانیکی نہ بناتے تہے ہمیں شبہ نہیں کہ انہیں ضرر شامل تہا مگر ایسا ضرر نہیں جسکا کہ معاوضہ نالش دیوانی میں دلایا جا سکے۔

ثانیاً یہ عذر کیا گیا تہا کہ ایک جزو بنائے دعوے کا یہ تہا کہ ایک جزو نقصان کا مدعی کو بمبئی میں پہونچایا گیا تہا۔ یہ فرض کر کے کہ ایسے نقصان کا ذکر عرضیدعوے میں کیا گیا ہے میری رائے میں یہ امر صریح ہے کہ یہ امر واقعہ کہ کوئی نقصان بمبئی میں پہونچایا گیا تہا ایک جزو بنائے دعوے نہیں بناتا بمبئی میں نقصان رسانی کا امر واقعہ ثابت کیا جانا ضروری ہے تاکہ کامل معیار ہرجانہ معلوم کیا جاوے مگر امر واقعہ مذکور کوئی بنائے دعوے نہیں بناتا۔ اگر یہ حجت درست ہو تو نالشات بباعث جہوٹی شہادت دینے کے ہمیشہ ہو سکینگی کیونکہ گو اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جہوٹی شہادت کو دینے سے کوئی بنائے دعوے حاصل نہیں ہوتا تاہم ہر ایک صورت میں ایسا نقصان موجود ہو سکتا ہے جو صرف ایک ہی اور کامل بنائے دعوے متصور کیا جا سکتا ہے۔

یہ حجت بہی ناکامیاب رہتی ہے اور جیسا کہ آزادانہ طور پر مسٹر رکیس نے تسلیم کیا ہے مقدمہ ہذا کو ایک استغاثہ مبنی بر عداوت کی صورت میں تبدیل کرنا ناممکن ہے وہ صرف ایک مقدمہ جہوٹی شہادت دینیکی سازش کا ہے اور میری رائے میں فیصلہ درست طور پر رسل صاحب جسٹس نے بحال رکہا تہا۔ اپیل معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے۔

طیب جی صاحب جسٹس۔ ہمارے روبرو دو سوالات پر بحث کیگئی ہے۔ سوال اول یہ ہے کہ آیا عرضیدعوے سے کافی بنائے دعوے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ آیا عدالت کو نالش ہذا کی تجویز کا اختیار حاصل ہے۔ ان سوالات کی نسبت رسل صاحب جسٹس کے روبرو بطور ابتدائی تنقیحات کے بحث کیگئی تہی۔ انہوں نے سوال اول کا فیصلہ

---

(۱) (۱۸۹۱ء) لاء ٹائمس جلد ۶۵ صفحہ ۳۰۳ (۲) (۱۸۹۱ء) (۱۸۹۱ء) لاء رپورٹ انگلش جلد ۶ صفحہ ۲۶۸

(۳) (۱۹۰۹ء) کونینز بنچ رپورٹ جلد ا صفحہ ۱۸۵۔

اثبات میں بجز مدعی اور دوسرے کافی میں بھی مدعا علیہم کیا تہا -

عرضیدعوے زیربحث بافرمان شاہی قبول کیا گیا تہا اور اسلئے اختیار سماعت کا سوال اس مزید
سوال پر منحصر ہے کہ آیا کوئی اہم جزو بنائے دعوے کا ہائیکورٹ کے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا تہا - یہ
دو سوالات گو جداگانہ تنقیحات بناتے ہیں اسقدر باہم باتعلق ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ
اسقدر باہم تعلق رکھتے ہیں کہ ایک کے فیصل کرنیسے دوسرے کا بہی فیصلہ ہو جاتا ہے - مگر میں انہیں اُسی
ترتیب کے مطابق بحث کرتا ہوں جسکو کہ مطابق رسل صاحب جسٹس نے اُن کے ساتھ کارروائی کی تہی -

پس سوال اول یہ ہے کہ آیا عرضیدعوے سے کافی بنائے دعوی ظاہر ہوتا ہے؟ عرضیدعوی ایک
غیرضروری طور پر طویل دستاویز ہے جسمیں مقدمہ کی تواریخ بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیگئی ہے - مگر
معلوم ہوتا ہے کہ مسودہ تیار کرنیوالے نے میری رائے میں درست طور پر درست امور واقعہ و امور
قانونی کا اظہار نہیں کیا جنپر کہ وہ مدعی کے استحقاق دادرسی کو مبنی رکہنا چاہتا تہا - مگر میری یہ رائے ہے
کہ بیانات مندرجہ عرضیدعوے کا منشا اور غرض مختصر الفاظ میں بطور ایک الزام سازش از طرف
مدعا علیہم بدیں غرض کے بیان کیا جاسکتا ہے کہ مدعی پر ایک فوجداری جرم کی تجویز کرائیں اور اُس
سازش کی تکمیل میں ایک جہوٹی شہادت دیں - عرضیدعوے میں یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ بطور امر
واقعہ کے مدعا علیہم نے جہوٹی شہادت دی تہی جاین یہ کیا گیا ہے کہ سازش مذکور حیدرآباد میں یعنے
اختیار سماعت سے باہر کیگئی تہی مگر بیان کیا گیا ہے کہ جہوٹی گواہی ہائیکورٹ بمبئی میں حدود اختیارات
مذکور کے اندر دی گئی ہے - اس امر پر غور کرنے میں کہ آیا ان واقعات کے رو سے مدعا علیہم کو استحقاق
مدعی نالش بعدالت دیوانی حاصل ہوتا ہے - یہ امر یاد رکہا جانا چاہیئے کہ یہ ایک نالش بابت علاوہ تا نہ
استغاثہ کے نہیں ہے - عرضیدعوے میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مدعا علیہم نے واقعی طور پر ایک استغاثہ
مدعی پر کیا تہا - بطور امر واقعہ کے تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعی پر حیدرآباد میں ہز ہائینس نظام کی گورنمنٹ نے
استغاثہ کیا تہا - زیادہ سے زیادہ مدعا علیہم کے برخلاف یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسطرح پر
استغاثہ میں معاونت کی تہی کہ جہوٹی شہادت دینے کے واسطے سازش کی تہی - پس منشا عرضیدعوے کا
یہ ہے کہ مدعا علیہم نے حیدرآباد میں بدیں غرض جہوٹی شہادت دینے کی سازش کی تہی کہ مدعی پر تجویز جرم کرائی
جائے نہ یہ کہ انہوں نے اُس پر جہوٹے الزام کا استغاثہ کیا تہا -

[illegible]

[illegible] پانیکا جبر [illegible] بعد [illegible] کہا گیا ہے جس کا [illegible] جھوٹی [illegible]

دعوے مہیا نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو کیرتی بنام لائیڈ (۱) وہلو بنام سنس (۲) سلمن بنام وارنر (۳) لیکن
اگر عرضیدعوےٰ میں صرف سازش کا ہی بیان کیا گیا ہوتا تو سندات مذکورہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے کوئی
جائیز بنائے دعوےٰ ظاہر ہوتا۔ پس آیا یہ امر واقعہ کہ جھوٹی گواہی کے واقعی طور پر دیئے جانیکا ذکر کیا
گیا ہے کوئی فرق پیدا کرتا ہے؟ میری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔
کئی دفعہ یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ جھوٹی گواہی کا دینا خواہ وہ کیسی ہی دشمنی یا حسد کی وجہ سے دیگئی ہو
کوئی استحقاق ارجاع نالش بعدالت دیوانی عطا نہیں کرتا۔ صرف ایک ہی چارہ جوئی استغاثہ حلف
دروغی ہے ملاحظہ ہو رائیس بنام سمتھ (۴) وسینڈرسن بنام بردم ہیڈ (۵) بابوگنیش بنام گنی رام (۶)
ووڈالکنس بنام روکبی (۷) محض یہ امر واقعہ کہ جھوٹی گواہی کا دینا ایک سازش کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے میری
رائے میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا۔ اسلئے میں یہ قرار دینا چاہتا ہوں کہ عرضیدعوے سے کوئی بنائے
دعوے ظاہر نہیں ہوتا گو چند دیگر ناجائز افعال کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کیطرف سے
علی الترتیب ایک لکچر کا دیا جانا (گو بطور نتیجہ سازش کے نہیں) اور امتحان بعد از مرگ کا ایسے طریق پر کرنا
جس سے مدعی کو نقصان پہونچے اور چٹھیات کا مجسٹریٹ اجلاس فرما کے نام تحریر کرنا جو سب افعال
عدالت ہذا کے اختیارات کی حدود سے باہر کیئے گئے تھے۔

جو کچھ کہ میں نے بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ میری رائے میں عرضیدعوےٰ میں کسی ایسے امر کا
مبینہ میں واقعہ ہونا بیان نہیں کیا گیا جس کے رو سے جائز استحقاق قانونی مدعی کو عدالت ہذا میں مدعا علیہم
پر نالش کرنیکا حاصل ہو اسلئے نالش ہذا درست طور پر عدم اختیار سماعت کیوجہ سے خارج کیگئی تھی۔
یہ بے معنے بیانات وکلاء بدوران بحث کہ نقصان اور دل شکنی مبینہ میں کیگئی تھی گو اُسکا ذکر خصوصیت کے
ساتھ عرضیدعوے میں نہیں کیا گیا کوئی فرق پیدا نہیں کرتے ہیں اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

---

(۱) (۱۸۹۴ء) لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۸ و ۲۸۳ و ۲۸۸ (۲) (۱۸۹۸ء) کوئنز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۸۸
۱۸۵ (۳) (۱۸۹۱ء) لا ٹائمس جلد ۶۵ صفحہ ۳۴۲ و ۳۶ (۴) (۱۸۵۶ء) کامن بنچ رپورٹ جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۶
(۵) (۱۸۶۷ء) ہارسٹن و نارمن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۶۹ (۶) (۱۸۹۶ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۱
(۷) (۱۸۹۳ء) لا رپورٹ انگلش و آئرش اپیل جلد ۶ صفحہ ۴۴۷

[illegible]

عمل در آمد ہو جانا بیکار ہو گیا ہے نا جائز عمل سے کوئی ایسا کام جس کا انجام نقصان میں ہوتا ہے کوئی نالش
دعوے مہیا نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو کیرتی بنام لائڈ (۱) ہولو بنام سنس (۲) ہالٹن بنام وارنڈ (۳) ہیں
اگر عرضیدعوی میں صرف سازش کا ہی بیان کیا گیا ہوتا تو سندات مذکور سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے کوئی
جائز بنائے دعوی ظاہر نہ ہوتا۔ پس آیا یہ امر واقعہ کہ جھوٹی گواہی کے واقعی طور پر دیئے جانیکا ذکر کیا
گیا ہے کوئی فرق پیدا کرتا ہے ؟ میری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔
کئی دفعہ یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ جھوٹی گواہی کا دینا خواہ وہ کیسی ہی دشمنی یا حسد کیوجہ سے دیگئی ہو
کوئی استحقاق ارجاع نالش بعدالت دیوانی عطا نہیں کرتا۔ صرف ایک ہی چارہ جوئی استغاثہ حلف
دروغی ہے ملاحظہ ہو رائیس بنام سمتھ (۴) ہینڈرسن بنام بروم ہیڈ (۵) بالوگنیش بنام گنی رام (۶)
وڈالکنس بنام روکبی (۷) محض یہ امر واقعہ کہ جھوٹی گواہی کا دینا ایک سازش کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے میری
رائے میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا۔ اسلئے میں یہ قرار دینا چاہتا ہوں کہ عرضیدعوی سے کوئی بنائے
دعوے ظاہر نہیں ہوتا گو چند دیگر ناجائز افعال کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کیطرف سے
علی الترتیب ایک لکچر کا دیا جانا (گو بطور نتیجہ سازش کے نہیں) اور امتحان بعد از مرگ ایسے طریق پر کرنا
جس سے مدعی کو نقصان پہونچے اور چٹھیات کا مجسٹریٹ اجلاس فرما کے نام تحریر کرنا جو سب افعال
عدالت ہذا کے اختیارات کی حدود سے باہر کئے گئے تھے۔

جو کچھ کہ میں نے بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ میری رائے میں عرضیدعوی میں کسی ایسے امر کا
مبنی میں واقعہ ہونا بیان نہیں کیا گیا جس کے رو سے جائز استحقاق قانونی مدعی کو عدالت ہذا میں مدعا علیہم
پر نالش کرنیکا حاصل ہو اسلئے نالش ہذا درست طور پر عدم اختیار سماعت کیوجہ سے خارج کیگئی تھی۔
یہ بے معنے چاہات وکلا ربدوران بحث کہ نقصان اور دل شکنی مبنی میں کیگئی تھی گو اُسکا ذکر خصوصیت کے
ساتھ عرضیدعوے میں نہیں کیا گیا کوئی فرق پیدا نہیں کرتے ہیں اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

---

(۱) (۱۸۹۹ء) لا رپورٹ ہیرش جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ و ۲۸۳ و ۲۸۸ (۲) (۱۸۹۸ء) کوئنز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ و ۱۸۵ (۳) (۱۹۱۹ء) لا ٹائمس جلد ۹۵ صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۴ و ۱۳۶ (۴) (۱۸۵۶ء) کامن بنچ رپورٹ جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۶
(۵) (۱۸۵۶ء) ہارسٹن و مارسن رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۵۶۹ (۶) (۱۸۹۲ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱
(۷) (۱۸۷۴ء) لا رپورٹ انگلش و آئرش اپیل جلد ۷ صفحہ ۷۴۴

"مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے سے انکار کیا ہے۔

"[illegible] جج نے دعوے کی ڈگری دی تھی۔

"اسکے مدعا علیہ نے درخواست نگرانی کی ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت نے اس نالش کو بطور ایک ایسی نالش کے منصور کیا ہے جو دفعہ [illegible] (ص) ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکھن کی ذیل میں آتی ہے چنانچہ ایک نشان عرضی دعوی پر کیا گیا ہے اسلئے مدعا علیہ نے ایک درخواست نگرانی عدالت ہذا میں کی ہے۔ مدعی کے وکیل نے ایک ابتدائی عذر اس مضمون کیا ہے کہ نالش ہذا ایسی متصور نہیں ہو سکتی جو دفعہ ۳ ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکھن کی ذیل میں آئے اسلئے ایک درخواست نگرانی چل نہیں سکتی۔

"اولاً یہ معلوم کیا جانا چاہئے کہ مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں کیا دعوی کیا ہے۔ نابالغ مدعی جاگیردار موجودہ موضع وائی کا ہے اور بیان یہ کیا گیا ہے کہ شیخ عظیم الدین پہلا جاگیردار [illegible] ستمبر [illegible] کو فوت ہوا تھا اس کی جاگیر گورنمنٹ نے قرق کی تھی جسنے بعد منسوخ کرنے کے بار ثانی پیدا کردہ جاگیردار سابق کے جدید جاگیر مدعی کو ۹ راکتوبر ۱۸۹۲ء کو عطا کی تھی جس تاریخ سے مدعی کامل مالک جاگیر مذکور کا ہو گیا تھا۔ اراضیات مذکورہ عرضی دعوے مدعا علیہ کے قبضہ میں بحیثیت مزارعہ کے ہیں اور مدعی کو اسکی تشخیص وصول کرنیکا حق حاصل ہے۔ مدعا علیہ تشخیص ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۵ء ادا کرنے سے قاصر رہا تھا۔ ایک نالش معاملتدار وائی کے روبرو رجوع کی گئی تھی جسنے ایک حکم بخلاف مدعی کے صادر کیا تھا۔ اور کہ تشخیص چار سال کی ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۵ء تک مبلغ [illegible] ادا کیجانی چاہئے۔

"مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ اراضی اسکی باپ نے بطور انعام اور میراث کے پہلے جاگیردار سے حاصل کی تھی اور کہ اسوقت کے بعد کوئی تشخیص ادا نہیں کیگئی اور کہ مدعی کو کوئی حق کسی تشخیص کے مدعا علیہ سے وصول کرنیکا حاصل نہیں۔

"یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ اگست ۱۸۳۶ء سے مدعا علیہ اور اسکا باپ اراضی کا استعمال بطور حکمی انعامداران کے بلا ادا کرنے کسی تشخیص کے مطابق سند مدعی کے جانشین سابق (خان محمد نمبر ۲) کے کرتے رہے ہیں۔

"مدعیکا عذر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے جانشین سابق کو کوئی حق کسی انتقال اراضی کے کرنیکا سوائے اپنی حین حیات تک کے حاصل نتھا اور کہ اراضی مذکور ایک جزو سرانجام جاگیر کا بناتی ہے اور چونکہ ایک جدید عطیہ گورنمنٹ نے جاگیر مذکور کے متعلق بحق مدعی کے ۱۸۹۲ء میں کیا تھا اسلئے مدعا علیہ آئندہ اراضی مذکور پر بغیر تشخیص ادا کرنیکے قابض نرہ سکتا تھا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
شیخ غلام جیلانی
بنام
کاشی ناتھ باپوجی دانی

"مدعی کا استحقاق درباره دعوے تشخیص کے صریح طور پر مدعا علیہ کی طرف سے معاہدار کے روبرو مسترد کیا گیا ہے - اور مدعی کو بخوبی معلوم تھا کہ ناتجویز از عرصہ ساٹھ سال تک مدعا علیہ اور اسکا باپ اراضی کو بلا ادا کرنے کسی لگان یا تشخیص کے استعمال کرتا رہا ہے - اگر عطائے جاگیر منجانب گورنمنٹ بہ سنہ ۱۸۹۴ء بحق مدعی کے رو سے اسکو مدعا علیہ کے تشکمی نعام کے منسوخ کرنے اور اس سے تشخیص کا دعوے کرنے کا حق حاصل ہوا ہے تو میری یہ رائے ہے کہ مدعی کو صریح طور پر مطابق دفعہ ۴۲ ایکٹ ۱ دادرسی خاص کے ایک ڈگری استقراریہ بمنشا مذکور حاصل کرنیکے واسطے نالش کرنی چاہئے -

"عرضید عوے کے الفاظ صورت حال میں مذبذب ہیں اور مدعی نے ایک ڈگری استقراریہ مشعر بحالی استحقاق دعوے تشخیص ماضی از مدعا علیہ کا دعوے نہیں کیا - وہ نمونہ جسکے کہ مطابق نالش کی گئی ہے ایک نالش لگان کا نمونہ ہے گویا کہ مدعی کے استحقاق دعوے تشخیص کی نسبت کوئی تنازعہ موجود نہ تھا اور کہ ایک عارضی بیان اسکو ادا کئے جانیکا کیا گیا ہے - اسی نقص عرضید عوے کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت نے نالش ہذا کو ایک ایسی نالش لگان متصور کیا تھا جو دفعہ ۳ ضمن (ض) ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکھن کی ذیل میں آتی ہو -

[لعدمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۵ء دفعہ ۳ و مقدمہ نرائن بنام گنگا دھر (۱) و لکشمن بنام رام پیا را بہائی (۲) کا حوالہ دینے کے استصواب بدیں الفاظ کیا گیا تھا کہ:-]

"صورت حال میں گو نالش میں صرف تشخیص کا دعوے کیا گیا ہے تاہم اسکا کوئی تعلق کسی تحریری یا غیر تحریری معاہدہ ادائیگی تشخیص کے ساتھ نہیں ہے اسلئے نالش ضمن (ض) دفعہ ۳ ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکھن کی ذیل میں نہیں آسکتی -

"نالش حال مدعی نے بطور ایک امتحانی نالش کے رجوع کی ہے کیونکہ وہ چند دیگر نالشات اسی قسم کی بخلاف دیگر قابضان اراضیات جاگیر کے رجوع کرنا چاہتا ہے -

"عرضید عوے ناقص طور پر مرتب کیا گیا ہے اور عدالت ماتحت نے اس نالش کو زیر ضمن (ض) ایک نالش لگان متصور کیا ہے چونکہ میری رائے اسکی خلاف ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکا استصواب

(۱) رشتہ ۱۸۸۴ء تجاویز مطبوعہ رشتہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۴۳
(۲) رشتہ ۱۸۹۶ء ؍؍ ؍؍ صفحہ ۲۹۰

سنہ ۱۹۰۰ء
شیخ غلام جیلانی
بنام
کاشی ناتھ بابوجی داجی

مطابق دفعہ ۱۵ ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکہن اور دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کردی اسلئے سوال ذیل کا استصواب واسطے فیصلہ معزز ہائیکورٹ کے کیا جاتا ہے :-

" آیا ایک نالش منجانب ایک بنیا کے قابض کے واسطے دلاپانے تشخیص اراضی منجانب قابض اراضی کے جہانکہ ایک صریح یا مفہوم اقرار نامہ ادائگی تشخیص موجود ہو ایک نالش لگان زیر دفعہ ۳ ضمن (ض) ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکہن متصور کیجا سکتی ہے -

" جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے میری قرارداد سوال مذکور کی نسبت نفی میں ہے اور میری یہ رائے ہے کہ درخواست نگرانی مدعاعلیہ کو واپس دیجانی چاہئیے تاکہ وہ ایک اپیل عدالت ضلع میں کر سکے "

استصواب مذکور پر ایک ڈویژن بنچ (جنٹلمن صاحب چیف جسٹس وبائی صاحب جسٹس) کے روبرو بحث کی گئی تھی -

رتن لال رنچھوڑداس منجانب مدعی -

جی ایس راؤ منجانب مدعاعلیہ -

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس :- اگر سپیشل جج نے صریح طور پر احکام دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو ملحوظ رکھا ہوتا تو بہت سا عرصہ محفوظ ہوجاتا - کیونکہ ہمکو یہ اہم مشکل درپیش آئی ہے کہ اسنے کونسے واقعات قرار دئیے ہیں - ہماری یہ رائے ہے گو بغیر شبہ کے نہیں کہ صاحب جج کا منشا یہ قرار دینے کا تھا کہ جو کچھ مدعاعلیہ کیطرف سے بحق مدعی واجب الادا تھا وہ لگان نتھا بلکہ مالگذاری اراضی تھا اگر یہ درست ہے تو یہ امر نہایت مختصر اور صریح بیان میں درج ہو سکتا تھا اس امر کو متصور کرکے ہمنے یہ فیصل کرنا ہے کہ آیا ایک نالش مالگذاری اراضی دفعہ ۳ - ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکہن کی شق ض کی ذیل میں آتی ہے - ہماری رائے میں ایسا نہیں ہے - ان مشکلات کو کامل طور پر تسلیم کرتے ہوئے جو کہ وضع کنندہ ایکٹ مذکور نے اس دفعہ کی منطقانہ تعبیر کے راہ میں پیدا کی ہیں ہماری یہ رائے ہے کہ آخری فقرہ ضمن (ذ) صرف معاہدات سے متعلق ہے ہمنے یہ نتیجہ بلحاظ اس ظاہری تجویز کے اخذ کیا ہے جو احکام دفعہ مذکور سے اور فقرہ " معاہدات ماسوائے مذکورہ بالا " مندرجہ ضمن (ذ) سے ظاہر ہوتی ہے - مگر ہماری رائے میں یہ امر صریح ہے کہ ذمہ واری مالگذاری اراضی معاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور نہ دعوی وصول اسکی ایک دعوی لگان یا ہرجانہ حسب منشا ضمن (ض) ہے

گونہی اور وجہ مشمول مدفعہ مذکور بہار سے روبرو بیان نہیں کیگئی۔ اسلئے ہم معاملہ متصوبہ کا جواب بدیں اظہار رائے دیتے ہیں کہ نالش مالگذاری اراضی دفعہ ۳ ایکٹ دادرسی کاشتکاران دکہن ۱۸۷۹ء کی ذیل میں نہیں آتی۔

حکم مطابق اسکو صادر کیا گیا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شیخ غلام جیلانی
بنام
کاشی ناتھ بابو جی دونی

فیصلہ جات اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و باٹی صاحب جسٹس

۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

مہاچند نیم چند گوجر (ابتدائی مدعا علیہ) اپلانٹ بنام سکھ بہائی تناجی (ابتدائی مدعی) رسپانڈنٹ *

مزروعان مشترک اور انکے حقوق ایک دوسرے کے مقابلہ میں۔ مداخلت بیجا مشترک جائیداد میں۔ بیدخل کیا جانا۔

اراضی میں ایک نالی کا لگانا اور اتفاقیہ عارضی دست اندازی با راضی مذکور جو غرض مذکور کے واسطے ضرور ہو بطور ایک بیدخلی یا انہدام یا فعل تضییع کے متصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ ایک مزارعہ مشترک اراضی مذکور کو ایک نالش بخلاف دوسرے مزارعہ مشترک کے کرنیکا مستحق کرتا ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایچ ایف ایسٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج پونا متضمن بحالی ڈگری راؤ صاحب دی وی داگہہ صاحب ڈمینٹ جج تلی گاؤں۔

نالش واسطے حکم امتناعی کے جسکی رو سے مدعا علیہ ایک نالی کے اُس اراضی میں لگانیسے باز رکھا جائے جو بالاشتراک مدعی اور مدعا علیہ اور دیگر اشخاص کے قبضہ میں تھی۔

مدعی سکھ بہائی اور مدعا علیہ مہاچند بعض قطعات اراضی و مکانات واقعہ اراضی مذکور کے مالکان تھے جو اراضی متنازعہ حال کے ایک قطعہ سے ملحق ہوتے تہے۔ یہ قطع زمین چند مشترک مالکان اراضی کی ملکیت بطور مشترک مزارعان کے تہی اور وہ اُسکا استعمال صرف بطور وسائل آمد و رفت اپنی اپنی زمین ہائے کیطرف کے کرتے تہے۔

مدعا علیہ نے زمین مذکور کے نیچے اور اُسکی ایک طرف نالی بدیں غرض لگائی تہی کہ اُسکے مکان کا پانی اُسمیں سے گذر جاوے۔ مدعی نے نالش حال بدیں غرض کی ہے کہ وہ اپنے گہر کا میلا پانی زمین میں سے گذرنے سے خواہ بذریعہ نالی کے یا اور طرح سے باز رکھا جاوے۔ مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ میلا پانی اُسکو واسطے ایک امر باعث تکلیف ہوگا۔

---

* اپیل ہائے دوم نمبر ۲۶۱ و ۲۹۲ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۱۹۰۱ء
مہاپچند وغیرہ بنام اسحٰق بہائی وغیرہ

نیز ایک نالش مہاپچند نے بخلاف اسحٰق بہائی کے مدیں استدعا رجوع کی تہی کہ ایک حکم امتناعی بنام اسحٰق بہائی کے صادر کیا جائے جسکی روسے وہ اپنی نالی کے تعمیر کرنیسے باز رکہا جائے۔

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ مہاپچند کو کوئی حق حاصل نہ تہا کہ اپنے گہر کا میلا پانی مذکورہ بالا قطعہ زمین پرسے گذرانے اور اُسنے حکم امتناعی مستدعیہ منجملہ نالشات مذکورہ بالا کے نالش اول الذکر میں عطا کیا تہا اور نالش موخر الذکر میں اُس کے عطا کرنے سے انکار کیا تہا۔

بر طبق اپیل کے ہر دو نالشات کی ڈگری ہائے بحال رکہی گئی تہیں۔

مہاپچند (مدعاعلیہ نالش اول و مدعی نالش دوم) نے اسپر دو جداگانہ اپیلہائے (نمبر ۱۲۱ و نمبر ۱۲۲) ہائیکورٹ میں رجوع کئے۔

مہادیو وی بہاٹ منجانب اپیلانٹ مہاپچند (مدعاعلیہ نالش اول و مدعی نالش دوم):- عدالتہائے ماتحت نے حکم امتناعی کے عطا کرنے میں غلطی کی ہے۔ ہمکو اُس اراضی کے نیچے سے نالی کے گذرنے کا حق حاصل ہے جو ہمارے قبضہ میں بالاشتراک مدعی اور دیگر اشخاص کے ہے وہ نالی ہمارے گہر کے واسطے ضروری ہے وہ زمین کے نیچے رہیگی اور اُس کے باعث استعمال سطح منجانب دیگر مالکان مشترک میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔ ہمکو اراضی کے حسب مذکور استعمال کرنیکا حق حاصل ہے مگر شرط صرف یہ ہے کہ ہم دیگر مالکان مشترک کے حقوق میں خلل اندازی نکریں۔

نراین ایم سمارتہہ منجانب ریسپانڈنٹ اسحٰق بہائی (مدعی نالش اول و مدعاعلیہ نالش دوم): ہم کہتے ہیں کہ نالی ایک امر باعث تکلیف ہمارے لئے اور جملہ مشترک مالکان زمین مذکور کے واسطے ہوگی۔ مزید براں اُس استعمال کا اثر جو اپیلانٹ کرنا چاہتا ہے دیگر مشترک مالکان کے استحقاق تحت زمین کے زائل کرنیکا ہوگا۔ ملاحظہ ہو راجیندر دلال بنام شاما چرن[1] کنا کیا بنام نرا سمہولو[2]۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:- مدعی اور مدعاعلیہ ہمسایہ مالکان ہیں اور انکے مکانات کے مقامہائے وقوع کا اظہار نقشہ میں کیا گیا ہے جو مقدمہ ہذا میں بکر اندر دستاویزات پیش کردہ ہے۔ مدعی اُن مکانات کا مالک ہے جو سرخ رنگ سے تعبیر کئے گئے ہیں اور مدعاعلیہ کی ملکیت نیلے رنگ سے تعبیر کیگئی ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ سب مکانات اُس ایک قطعہ زمین سے ملحق ہیں جو نقشہ میں کوئی رنگ نہیں کیا گیا۔ مطابق قرار داد ہائے عدالتہائے ماتحت کے یہ قطعہ زمین چند مالکان مکانات ملحق کی ملکیت بطور مالکان مشترک کے ہے

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۸
(۲) (۱۸۹۵ء) ؍؍ ؍؍ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۸

سنہ ۱۹۰۱ء
مہاچند نیم چند گوجر
بنام
اسحٰق بہائی تباجی

اور قطعہ مذکور کا استعمال صرف بطور رہگذر مکانات مذکور کے کیا جاتا ہے۔

مدعاعلیہ نے ایک نالی اُس قطعہ زمین کے نیچے اسکی شمالی جانب میں بدین غرض لگانی شروع کی ہے کہ اپنے مکانات کا پانی اُسمیں سے گذرانے اسکی نسبت مدعی نے بحیثیت مالک قطعہ زمین زرو رنگ کے اعتراض کیا ہے چنانچہ اُسنے نالش حال بدین استدعا رجوع کی ہے کہ ایک حکم امتناعی بخلاف مدعاعلیہ کے صادر کیا جائے جس کے روسے وہ اپنے مکان کا میلا پانی اراضی مذکور میں سے گذرانے سے باز رکھا جائے جو مدعی کا راستہ ہے خواہ وہ اُسمیں نالی کے لگانے یا بغیر نالی کے اپنے مکان کا پانی گذرانے۔ ایک نالش بالمقابل مدعاعلیہ نے بھی رجوع کی ہے جسمیں اُسنے مدعی حال کو اس امر سے باز رکھنے کی استدعا کی ہے کہ وہ نالی کے لگائے جانے میں مخل نہ ہو اور اپیل بنالش مذکور نمبر ۲۹۲ سنہ ۱۹۰۱ء ہے۔

چونکہ فریقین اغراض اپیل ہذا کے واسطے مزارعان مشترک سمجھے جانے چاہئیں پس سوال ہمارے فیصلہ کے واسطے یہ ہے کہ آیا افعال اور تجاویز مدعی اُس کے استحقاق مشترک مالک سے تجاوز ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ دو مشترک مالکان میں سے ایک اپنے حقوق سے تجاوز کرتا ہے اگر وہ کسی فعل سے اپنے شریک مالک کو واقعی یا تعبیری طور پر مشترک جایداد کے استعمال سے محروم کرے اور اگر بطور نتیجہ فعل مذکور کے وہ اس جایداد کو تلف کرے۔ سر ٹامس جیرلارڈ ہیتھرلے صاحب نے مقدمہ جیکبس بنام سیورڈ (۱) میں یہ قرار دیا ہے کہ "وہ مقدمات جنمیں ایک نالش بخلاف مالک مشترک کے ہو سکتی ہو اس حد تک محدود ہو سکتے ہیں۔ وہ ایسے مقدمات ہیں جنمیں کوئی ایسا فعل کیا گیا ہو جس سے مشترک جایداد تلف ہو گئی ہو یا جہاں بلا واسطہ اور بثبت محرومی مشترک مالک کی جایداد مشترک سے عمل میں آئی ہو درصورتیکہ وہ اپنے حقوق باراضی مذکور کے استعمال کرنیکی استدعا کرتا ہو اور اسکو ایسی اجازت کے دینے سے انکار کیا گیا ہو"۔

پس اس عام اصول کو ملحوظ رکھکر ہمنے یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا مقدمہ ہذا اُسکی ذیل میں آتا ہے ہماری رائے میں جب بحیثیت عام جایداد کو ملحوظ رکھا جائے تو نہ جو کچھ مدعاعلیہ نے کیا ہو اور نہ جو کچھ اُسنے تجویز کی ہے اپنے شریک مالک کے حقوق کی خلاف ورزی ہے جسکی رو سے ایک بنائے دعوے پیدا ہوتا ہو کیونکہ نالی کا لگانا یا اتفاقیہ عارضی دست اندازی بہ زمین مذکور نہ تو بطور بیدخلی اور نہ انہدام اور نہ فعل تضییع کے متصور ہو سکتا ہے۔ یہ رائے مطابق اُس رائے کے ہے جو کہ

(۱) رپورٹ سنہ ۱۸۷۰ء لا رپورٹ انگلش و آئرش اپیل جلد ۵ صفحہ ۴۶۴ بصفحہ ۴۷۴

سنہ ۱۹۰۰ء
مہاچند بنام چند گوجر
بنام
اعلی بہائی تناجی

مقدمہ کیویٹ بنام پورٹر (۱) میں اختیار کیگئی ہے اور بعد ازاں مقدمہ سٹینڈرڈ بنک آف برٹش ساؤتھ امریکہ بنام گوس (۲) میں سر جارج جیسل صاحب نے اختیار کی تھی جیسا کہ (صفحات ۷۱ لغایت ۷۳) پر جناب موصوف نے بیان کیا ہے کہ :-

"مگر یہ فرض کر کے کہ میں اس نتیجہ کے اخذ کرنے پر مجبور ہوں کہ مدعیان اور مدعا علیہ مزارعان مشترک ہیں انکے حقوق کیا ہونگے؟ انکے متعلق وہ مقدمہ جسکا کہ میری روبرو حوالہ دیا گیا ہے مجھکو اُسکا جواب دینے کے قابل بناتا ہے یعنی مقدمہ کیوبٹ بنام پورٹر (۳) اُسمیں ہر سہ ججان نے جو نہایت لائق ججان تھے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ ایک مزارعہ مشترک بمقابلہ دوسرے مزارعہ مشترک کے محض اسوجہ پر نالش نہیں کر سکتا کہ اُسنے وہ دیوار گرا دی ہے جو انکی ملکیت بطور مزارعان مشترک کے ہے اگر وہ ایک عارضی امر ہو۔ ایک عارضی انہدام بغرض ترقی ایک جزو جائیداد کے کم از کم ایک ورثا یئد دونو طرف ہے۔ کسی سند سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ایک مزارعہ مشترک دوسرے مزارعہ مشترک کے برخلاف نالش واسطے عارضی انہدام جائیداد مشترک کے کر سکتا ہے جبکہ فریق منہدم کنندہ کا منشا اُسکو فوراً درست کر دینے کا ہو وہ ایک تلفی نہیں ہے۔ فریقین مذکور کی غرض یہ نہیں تھی کہ وہاں کوئی دیوار بنائی نہ جانی چاہئے بلکہ یہ تھی کہ وہاں پھر ایک دیوار ضرور بنائی جانی چاہئے ایسی جلدی سے جسقدر کہ دیوار کے بنانیکے لئے ممکن ہو" مندرجہ بالا الفاظ فیصلہ بیلی صاحب جسٹس (۴) سے مقتبس کئے گئے ہیں۔

ازاں بعد لارڈ صاحب جسٹس نے یہ بیان کیا ہے (۵) کہ "اسکو قانون سمجھکر کہ جہاں کامل تلفی ایک مزارعہ مشترک نے اُس شے کی کی ہے جو کہ اُسکے قبضہ میں بالاشتراک بحیثیت مالکان کے تھی جس سے وہ دیگر مالکان اُسکے استعمال سے محروم ہوگئے ہوں تو ایک نالش مداخلت بیجا چل سکتی ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ وہ فعل جسکا ارتکاب مدعا علیہ نے صورت حال میں کیا ہے بطور انہدام دیوار کے متصور نہیں کیا جا سکتا۔ پرانی دیوار محض اس غرض سے گرائی گئی تھی کہ حتی الامکان بہت جلد اُسکی بجائے ایک جدید دیوار بنائی جائے۔ ازاں بعد لش ڈیل صاحب جسٹس نے بیان کیا ہے (۶) کہ "اگر دو اشخاص ایک اراضی کے مشترک مالکان ہوں جسپر ایک دیوار واقعہ ہو اور ایک اُسکی مرمت کرنے سے انکار کرے اور دوسرا دیوار کو گرا کر اُسکا ملبہ فروخت کر دے اور جدید عمدہ دیوار بنائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلی دیوار کامل طور پر منہدم کی گئی ہے بالخصوص جبکہ وہ ملبہ کو فروخت کر دے۔ تاہم اگر اُسنے یہ کام دیگر ملبہ کے خرید کرنے کے واسطے کیا ہو تاکہ ایک جدید بہتر دیوار بجائے پرانی کے بنائے اور وہ جدید دیوار بنائے گو کہ وہ دیوار منہدم کیگئی ہو جو کہ ابتدا میں مزارعت مشترک کا امر مدعا بہا تھی۔ ایک نالش مداخلت بیجا چل نہ سکیگی۔" اور ازاں بعد اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ اگر ضرر وہی ہرجانہ ہوا ہو تو تم ضرور نالش کر سکتے ہو۔

(۱) ([illegible]) بربیوال وکرسوال رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۵۷ (۲) ([illegible]) چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۶۸
(۳) ([illegible]) " " " جلد ۸ صفحہ ۲۵ (۴) ([illegible]) بربیوال وکرسوال رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۶۵
(۵) ([illegible]) " " " جلد ۸ صفحہ ۲۶۰ (۶) ([illegible]) " " جلد ۸ صفحہ ۲۶۰

سنہ ۱۹۰۱ء
جہانگیر نیم جہنگیر
بنام
اتھی بھائی

"بلحاظ نتیجہ جو کچھ مدعا علیہ کر رہا ہے یعنی پرانی دیوار کی بنیاد کا نکالنا خواہ وہ بہتر اور عمدہ دیوار کے بنانے کی غرض سے ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ وہ جس صورت طریق میں کہ کر رہا ہے ایک تلفی مخالف مالک مشترک نہیں ہے جو کچھ کہ امر زیر حال میں کیا گیا ہے وہ اس نیک نیت غرض سے کیا گیا ہے کہ دیوار کو پختہ کیا جاوے اس سے دوسرا مالک مشترک کی نالش کے رجوع کرنے با حکم امتناعی کے حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا ہے اس وقت ایک صحت منظرہ کے متعلق کارروائی نہیں کرتا جو میری دانست میں موجود نہیں ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ بروئے کانون کے کوئی استحقاق ارجاع نالش حاصل نہیں ہوتا جہاں تک دیوار کا تعلق ہے"

اس لئے اپیل نمبر ۱۶۲ سنہ ۱۹۰۰ء منظور کیا جانا چاہیے اور عدالت ماتحت کی ڈگری منسوخ کی جانی چاہیے نتیجہ یہ ہے کہ نالش ہذا معہ کل خرچہ خارج کی جانی چاہیے۔ چونکہ مدعا علیہ نے اُن شرائط پر رضامندی ظاہر کی ہے جو بغرض یقین لانے اس امر کے مقرر کی جائیں کہ وہ نالی ایک مرافعت تکلیف نہ ہوگی اس لئے ذیل کی شرط ڈگری میں ایزاد کی جانی چاہیے "مدعا علیہ فریق ثانی ہذا بنا جانا چاہیے کہ وہ نالی کو بطور خیر تعمیر کریگا اور ہمکا استعمال کریگا جو ایک مرجب تکلیف ہو اور عدالت ہذا اس کی نوعیت کے معلوم کرنے کے واسطے استصواب کیا جانا چاہیے کہ کس مسالہ سے اور کسقدر ڈھلوان کی اور کس طریق کے مطابق نالی بنائی جاوے عدالت ہذا میں بصورت ضرورت درخواست کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اپیل نمبر ۶۲ سنہ ۱۹۰۱ء اس اپیل کے نتیجے کے تابع ہے۔ ڈگریات عدالت ماتحت منسوخ کیا جا کر حکم امتناعی بحال کیا جاتا ہے۔ رسپانڈنٹ کو کل خرچہ ادا کرنا چاہیے۔ ڈگریات منسوخ کیگئیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

بلحاظ سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و بائی صاحب جسٹس

ستمبر ۱۹ سنہ ۱۹۰۱ء

لکارام وغیرہ (ابتدا مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام اننت بہات (ابتدا مدعی) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۵۷ الف۔ ڈگری۔ رہن۔ مقدار زر ڈگری کا رہن میں شامل کیا جانا۔ اقرار نامہ درباره مہلت دینے کے۔ ایفا۔

وہ اقرار نامہ جس سے فقرہ اول دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) متعلق ہے ایک ایسا اقرار نامہ ہے جسکی رو سے حقوق ابتدائیہ ڈگری ملتوی کئے گئے ہوں نہ کہ وجہ ڈگری کے زایل کئے گئے ہوں۔

جہانکہ ایک رہن نامہ ایک ایسی رقم کے واسطے تحریر کیا گیا تھا جس میں ایک رقم واجب الادا بر ڈگری شامل تھی اور جسکی رو سے کل رقم رہن قسط وار واجب الادا قرار دی گئی تھی۔ زیر دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) یہ عذر کیا گیا تھا کہ

سنہ ۱۹۰۰ء
تکارام
بنام
اننت بھاٹ

تمسک مذکور کی رائس رقم کی حد تک کالعدم تھا جو بروئے ڈگری کے واجب الادا تھی کیونکہ وہ ایک اقرار نامہ بابت دینے مہلت بغرض ایفائے زر ڈگری کے تھا اور کہ اُس رقم کی نسبت کوئی نالش نہ ہوسکتی تھی۔

تجویز ہوئی کہ نالش چل سکتی تھی۔ رہن نامہ کو روسے استحقاق اجرائے ڈگری ملتوی نہیں کیا گیا تھا بلکہ اُسکو روسے معاہدہ جو بہ بنائے ڈگری منسخ کیگئی تھی اور اسکی بجائے رہن نامہ تحریر کیا گیا تھا۔ وہ ایک اقرار ایفائے زر ڈگری نہ تھا اور اسلئے ایک اقرار نامہ متشعر عطائے مہلت بغرض ایفائے زر ڈگری کا نہ تھا اور دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں نہ آتا تھا۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آر نائیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا متشعر ترمیم ڈگری راؤ صاحب ولی گپتا سبارڈینیٹ جج وائی۔

مدعی نے بغرض دلاپانے مبلغ صما بطور زر رہن اور اُسکے سود کے مدعا علیہم سے نالش کی تھی۔

رہن نامہ مذکور کا اہم جزو حسب ذیل ہے:۔

"دستاویز مورخہ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۴ء (۱۱ ماہ سراون ودی شیک سمت ۱۸۱۶) بعوض مبلغ صما روپیہ کے مدیون تکارام اور صاحب لکشمن ولد گووند نے بالفاظ ذیل تحریر کر دیا ہے: مبلغ صما صاحب تم سے بغرض ادائگی قرضہ اپنا اور اخراجات خانگی کے قرض لیا ہے۔ شرح سود ۱۲ فیصدی فیماہ تاریخ ادائگی تک ہے۔ میعاد ادائگی اخیر مارگھا شرشا حال تک ہے۔ علاوہ رقم مذکور کے میں تم سے مبلغ صہ قرض لئے ہیں کل مبلغ صما روپیہ ہوتے ہیں شرح سود ۱۲ فیصدی فیماہ تاریخ ادائگی تک ہے۔ میعاد ادائگی اس مارگھا شرشا کے اخیر تک ہے میں اسوقت مبلغ ایک سو روپیہ اور کل روپیہ کا سود ادا کرونگا۔ اسلئے بعد شکا ۱۸۱۶ سے شکا ۱۸۲۴ تک آٹھ سال کے عرصہ میں ہر سال مارگھا شرشا کے اخیر پر مبلغ صہ زر اصل میں سے مع کل رقم کے سود کے ادا کرتا رہونگا۔ اسطرح میں تمہارے کل دعوے مع سود کا ایفا بذریعہ ٹھیک ادائگی کے ہر سال کے کرونگا۔ کسی سال قصور کیئے جانے پر تمکو دوسری قسط میں قصور ہونے تک انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر رقوم واجب الادا بروئے دو پے درپے اقساط مع سود کے ادا کرنے میں قاصر رہوں تو میں باقی میعاد کا عذر نکرونگا اور تمکو کل روپیہ فوراً ادا کرونگا میں اُسکی رسید تمسک پر لیتا رہونگا الخ"

مدعا علیہم نے رہن نامہ تحریر کیا جانا تسلیم کیا تھا مگر یہ عذر کیا تھا کہ مبلغ صما جو رہن مبلغ صما لئے کا بدل بیان کیا گیا ہے ایک رقم واجب الادا منجانب مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ بحق مدعی نمبر ۱ اُس ڈگری کے تھی جو کہ اُنکی برخلاف نالش نمبر ۷۵ سنہ ۱۸۹۳ء میں حاصل کی تھی اسلئے رہن مذکور ایک تصفیہ ڈگری مذکور تھا اور چونکہ وہ منظور یا تصدیق کردہ عدالت نہ تھا اسلئے وہ تا بحد زر ڈگری کے کالعدم تھا۔

۱۹۰۰ء
نگارم
بنام
امنت بہاٹ

سبارڈینیٹ جج نے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ ہیرا نیہا بنام پستو نجی (۱) پر انحصار کرکے یہ قرار دیا تہا کہ وہ رہنامہ جسپر نالش کیگئی تہی تا بحد رزڈگری کے کالعدم تہا یعنی تا بحد مبلغ سارہے روپیہ کے کیونکہ ایفاء ڈگری کی نہ تو تصدیق عدالت نے حسب ضابطہ طور پر کی تہی اور نہ منظوری زیر دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) حاصل کی گئی تہی - اسلئے اُسنے ایک ڈگری بدیں ہدایت بخلاف مدعا علیہم صادر کی تہی کہ وہ صرف مبلغ مالیعہ ۱۵ ۹ معہ سود تاریخ صدور ڈگری سے چہہ ماہ کے اندر ادا کریں -

بر طبق اپیل مدعی کے صاحب جج نے قرار دیا کہ تمسک جائز ہے کیونکہ گو اُسکا اثر ایفائے زرڈگری کی واسطے مہلت دینے کا تہا تاہم وہ اقرارنامہ مشعر عطائے مہلت کے نہ تہا اور اُسمیں کسی مزید رقم ماسوا زرڈگری کے ادا کیجانیکی شرط نکیگئی تہی - اسلئے اُسنے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کو اسطرح پر ترمیم کیا کہ رقم واجب الادا منجانب مدعا علیہم بحق مدعی میں مبلغ سارہے روپیہ معہ اُس کے سود بشرح ۹ فیصدی فیسال تاریخ تمسک سے تاریخ ارجاع نالش کا اضافہ کیا -

مدعا علیہم نے اپیل دوم رجوع کیا -

مہادیو وی بہاٹ منجانب اپیلانٹان (مدعا علیہم): - متنازعہ دستاویز سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی رو سے ایفائے زرڈگری کے واسطے مہلت دیگئی ہے جسکی عوض میں ڈگری دار نے ایک اہم کفالت قرضہ واجب الادا بروئے ڈگری حاصل کی تہی یعنی تمسک مذکور کے روسے مدیونان ڈگری کو اجازت دی تہی کہ بروئے اقساط کے وہ قرضہ ادا کریں جو فوراً واجب الادا تہا - تمسک مذکور میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ پہلی قسط ایک سو روپیہ کی چہہ ماہ بعد ادا کیجانی چاہئے اور کہ بقایا زربذریعہ سالانہ اقساط مبلغ ... روپیہ فی قسط کے آٹہہ سال کے اندر ادا کیا جانا چاہئے - اسطرح پر مدیون کو آٹہہ سال کی مہلت دیگئی ہے اور ڈگری دار نے اراضی کی کفالت حاصل کی ہے یہ ایک خانگی انتظام تہا جسکی منظوری عدالت نے نہ دی تہی - دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کی غرض مدیون ڈگری کو دباؤ ناجائز سے بچانے کی ہے - ملاحظہ ہو کیبنو بنام گینو (۲) یا فریقین کو نامناسب انتظام ہائے سے محفوظ کرنے اور ڈگریات کے اجرار میں دقت یا درنگ کے وقوع کو روکنے کی ہے ملاحظہ ہو حکم چند طاہر النسا بیبی (۳) رہنامہ حال کے رو سے دفعہ مذکور کی غرض پسپا کیگئی ہے بسلسلہ سندات پر بزیدلینی نہ دیگر پر بزید لینی ہائے سے مختلف ہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۹۳

(۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۲

(۳) (سنہ ۱۸۹۰ء) " " کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۰۴

سنہ ۱۹۰۲ء
ٹھکارام
بنام
اننت بہاٹ

عدالت ہذا نے یکسان طور پر یہ قرار دیا ہے کہ دفعہ ۲۵ الف کا تعلق قطعی طور پر اقرارنامجات توسیع میعاد تاثیر ڈگری کے ساتھ نہیں ہے بلکہ وہ جملہ اقرارنامجات سے متعلق ہے ملاحظہ ہو سوا امیرا و بنام کانفنی تہہ (۱) مادہوراو بنام چیلو (۲) پانڈورنگ بنام نراین (۳) گنیش بنام عبداللہ بیگ (۴) دولت سنگہ بنام پانڈو (۵) بنک آف بنگال بنام دیابہائی (۶) جبر محمد بنام مدن سونا ہر (۷) کرشنا بنام داہودیو (۸) وشنو بنام ہرپاتل (۹) ہیرا بیا بنام پیشنجی (۱۰) -

پرشوتم ملی خیرمین سب رسپانڈنٹ (مدعی) :- رہنامہ ایک اقرارنامہ مشعر عطاے مہلت بحق مدیون نہیں ہے اسکے رو سے کامل ایفاے زر ڈگری کا کیا گیا ہے اور درحاصل اسکی رو سے قرضہ مذکور زائل ہوگیا ہے - ایسے معاہدہ کے موثر کرانیکے واسطے نالش ہوسکتی ہے ملاحظہ ہو نراین بنام بابا (۱۱)

فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ ہیرا بیا بنام پیشنجی (۲) امر متنازعہ حال سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اقرارنامہ مقدمہ مذکور میں ایک شرط در بارہ ادا کرنے مزید رقم ماسوائے رقم عطا کردہ بروے ڈگری کے درج تہی - دیگر ہائیکورٹ ہاے کے فیصلہجات ہمارے عذر کی تائید میں ہیں -

وہ رشتہ قانونی جو بروے ڈگری کے پیدا کیا گیا تہا رہنامہ سے مختتم ہوگیا تہا ایسے مسئلہ کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ایک اقرارنامہ مشعر عطاے مہلت ہے - اسلئے کوئی منظوری عدالت ضروری نہ تہی -

جنکنس صاحب چیف جسٹس :-

۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو ہر سہ مدعاعلیہم نے مدعی کے حق میں ایک رہنامہ مبلغ صہ کا تحریر کر دیا تہا - اُس رقم میں سے مبلغ صہ ملے مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۲ کیطرف سے بحق مدعی بروے ایک ڈگری کے واجب الادا تہے اور صرف ایک ہی امر ہمارے فیصلہ کے واسطے یہ ہے کہ آیا رقم مذکور بالنش حال میں واجب الوصول ہے - سبارڈنیٹ جج وائی نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ وصول کیجا سکتی - مگر اسکا فیصلہ برطبق اپیل صاحب جج ضلع ستارا نے منسوخ کیا ہے - ڈگری مذکور کی ناراضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے -

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لاءرپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۱۹ (۲) (سنہ ۱۸۸۱ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۳۰۵
(۳) (سنہ ۱۸۸۳ء) " " " جلد ۸ صفحہ ۳۰۰ (۴) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لاءرپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۳۸
(۵) (سنہ ۱۸۸۴ء) " " " جلد ۹ صفحہ ۱۷۶ (۶) (سنہ ۱۸۹۱ء) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۶۱۸
(۷) (سنہ ۱۸۹۵ء) " " کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۷۱ (۸) (سنہ ۱۸۹۶ء) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۸۰۸
(۹) (سنہ ۱۸۹۸ء) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۸۰۸ (۱۰) (سنہ ۱۸۹۸ء) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۶۹۳
(۱۱) (سنہ ۱۸۸۳ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۳۴۴ (۱۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۶۹۳

سنہ ۱۹۰۰ء
نگارام
بنام
اننت بہاٹ

اس سوال کا حل دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی پر منحصر ہے جو بالفاظ ذیل ہے :-

"ہر قرار بابت دینے مہلت واسطے ادا ہونے دین ڈگری شدہ کے ناجائز ہوگا الا صورتیکہ وہ کسی معاوضہ کے بدلے اور عدالت صادر کنندہ ڈگری کی اجازت سے ہوا ہو اور عدالت دفعہ کی رائے میں وہ معاوضہ بلحاظ حالات موجودہ کے معقول ہو۔

ہر اقرار متعلقہ بیباقی کسی دین ڈگری شدہ کا جو مقتضی اسبات کا ہو کہ کوئی مبلغ علاوہ اُس تعداد کے جو ڈگری کی رو سے واجب ہے یا واجب الادا ہونے والی ہو صیغتاً یا صراحتاً ادا کیا جائے۔ ناجائز ہوگا الا جبکہ وہ اجازت متذکرہ صدر سے وقوع میں آئے۔

ہر مبلغ جو اس دفعہ کی شرائط کے خلاف دیا جائے اس دین کے ایفا میں صرف کیا جائیگا جو ڈگری کی رو سے واجب اور اگر کچھہ فاضل رہے تو اُسکو مدیون ڈگری وصول کریگا۔"

یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ مقدمہ دفعہ مذکور کے فقرہ دوم کی ذیل میں آتا ہے حجت یہ کیگئی ہے کہ دربارہ مبلغ معہ ملے روپیہ کے ایک اقرار نامہ عطائے مہلت واسطے ایفا دین ڈگری شدہ کے تحریر کیا گیا ہے اسلئے رہنامہ کا امتحان کرنا اُسکی درست اثر کو معلوم کرنیکے واسطے ضروری ہو جاتا ہے۔ وہ بالفاظ ذیل ہے :-

"دستاویز مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء (۱۱ ماہ سراون وری شک ۱۸۱۶) بعوض مبلغ صما روپیہ کے مدیون نگارام اوجھا کلکشن دلد گووندہ نے بالفاظ ذیل تحریر کر دیا ہے :- میں نے مبلغ اسا صہ تم سے بغرض ادائگی قرضہ ایمان اور اخراجات خانگی کے قرض لیا ہے۔ شرح سود ۱۲ فیصدی فیماہ تاریخ ادائگی تک ہے۔ میعاد ادائگی اخیر ماہ گہاشر سنہ حال تک ہے۔ علاوہ رقم مذکور کے میں نے تمسے مبلغ صہ قرض لئے ہیں کل مبلغ صما روپیہ ہوتے ہیں۔ شرح سود ۱۲ فیصدی فیماہ تاریخ ادائگی تک ہے۔ میعاد ادائگی اس ماہ گہاشر شاکہ اخیر تک ہے میں اُسوقت مبلغ ما سود اور کل روپیہ کا سود ادا کرونگا۔ اسکے بعد ۱۸۱۶ شاکہ سے ۱۸۲۴ تک آٹھ سال کے عرصہ میں ہر سال گہاشر کے اخیر پر مبلغ صہ زر اصل میں سے معہ کل رقم کے سود کے ادا کرتا رہونگا۔ اس طرح میں تمہاری کل عدد معہ سود کا ایفا بذریعہ ٹہیک ادائگی اُسے ہر سال کے کردونگا کسی سال قصور کئے جانے تکو دوسری قسط میں قصور ہونے تک انتظار کرنا چاہئے۔ اگر رقوم واجب الادا برو ئے پہلے در پہلے اقساط معہ سود کے ادا کرنے میں قاصر رہوں تو میں باقی میعاد کا عذر نکرونگا اور تمکو کل روپیہ فوراً ادا کرونگا۔ میں اُسکی رسید تمسک پر لیتا رہونگا الخ۔"

اس دستاویز کا امتحان کرنیسے ہمکو صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بمطابق اُسکی درست تعبیر کے اُس کا منشاء استحقاق اجراء ڈگری کو عارضی طور پر ملتوی کرنیکا نہیں ہے بلکہ چارہ جوئی بر بنائے ڈگری کو ختم کرنیکا ہے اور اُسکی بجائے ایک رہنامہ تحریر کر دینے کا ہیں آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک اقرار واسطے دینے

سنہ ۱۹۰۱ء
تکا رام
بنام
اننت رام

مہلت ایفائے دین ڈگری شدہ کے ہیں؟ اگر ہم صرف مجموعہ کو ملحوظ رکھیں تو ہمکو صحیح طور پر یہ کہنا چاہئے کہ وہ ایسا اقرار نہیں ہے۔ رہنامہ ہذا بہ تہ داتعی ادر موجودہ ایفاء دین ہے اور اگر یہ درست ہے تو ضروری طور پر نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک اقرار واسطے مہلت دینے ایفائے دین ڈگری شدہ کے نہیں ہے کیونکہ ایسے اقرار نامہ سے صحیح طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی واقعی ایفاء نہیں ہوا بلکہ صرف ایک شرط آئندہ ایفاء کے واسطے کیگئی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اقرار جس سے فقرہ اول دفعہ ۲۵۷ الف کا متعلق ہے ایک ایسا اقرار ہے جس کے روسے حقوق اجراء ڈگری ملتوی کئے جائیں نہ کہ بالکل زائل کئے جائیں۔

مگر ازاں بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمات مانع اس امر کے ہیں کہ ہم ایسی تعبیر الفاظ دفعہ مذکور کی کریں اسلئے ہم انکا امتحان یہ معلوم کرنیکے واسطے کرتے ہیں کہ آیا انکا اثر ایسا ہی ہے جب سے پہلا مقدمہ جسکا ہم حوالہ دینگے۔ مقدمہ مادہورا و اننت بنام چلوہے جو مستند رپورٹ ہائے میں درج نہیں مگر صرف مطبوعہ تجاویز ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۳۱۵ پر درج ہے۔ اسوجہ سے اور نیز اسلئے کہ اسی بناء پر کل قانون مقدمات پریزیڈنسی ہذا کا بنی رکھا گیا ہے ہم مقدمہ مذکور کا مفصل حوالہ دیتے ہیں۔ وہ حسب ذیل الفاظ میں ہے:۔

"ڈویژنل ہذا بر بنائے ڈگری یکطرفہ واسطے اسکی اجراء کے نہیں ہے بلکہ بر بنائے ایک جدید معاہدہ کے ہے جسکے روسے مدیون پر لازم تھا کہ رقوم ہذا نقد بہ سود ادا کرے جسکا بہت سا حصہ وہ کل زر ڈگری تھا اور دائن بجائے فوراً ڈگری کو اجراء کا مستحق ہونیکے کسی کارروائیات اجراء کرنا بعد ازاں تا تاثیر تمسک مذکور کرنیسے باز رکھا گیا تھا جو ۲ ماہ بہادوں وہ دی سنہ ۱۷۹۹ء کا مرقومہ تھا اور اسی سال کے ماہ فاگن کے اخیر تک واجب الادا تھا یعنی مدعی نے تمسک کو بحال کرنیسے بعض سود کے بدلے یہ شرط کی تھی کہ وہ چھ ماہ سے چند یوم زاید عرصہ تک صبر کریگا۔ ایسا معاہدہ جائز تھا الا جبکہ دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی حال نافذ کیگئی تھی اُسکا اثر پس بین نہیں ہے اسلئے وہ مقدمہ حال سے متعلق نہیں۔ وہ ایک جدید قانون ہے اور دفعہ ۲ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء میں درج تھا۔"

پس بلاشبہ طور پر وہ مقدمہ موجودہ صورت سے متعلق نہیں ہے۔

دوسرا مقدمہ پانڈورنگ بنام نرائن (۱) کا ہے اور اسمیں بلاشبہ طور پر صورتحال کیطرح یہ اقرار کیا گیا تھا کہ مدیون ڈگری کا کل زر ڈگری دیا سکے ایک تمسک بایفاء دین ڈگری شدہ کے تحریر کرنا چاہئے

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۳۰۰

تکارام بنام امرت رام

راضی نامہ یا تصفیہ ڈگری کی تصدیق عدالت میں نہ کیگئی تھی اور جب نالش عدالت میں اسکی بنا پر رجوع کیگئی تھی تو ہائیکورٹ نے سیارڈنیٹ جج کی ڈگری کو بحال کر کے قرار دیا تھا کہ تصفیہ ڈگری کی تصدیق عدالت میں کیگئی تھی اسلئے وہ مدعی پر قابل پابندی نہ تھا اسلئے وہ کوئی جائز بدل نہ بنتا تھا۔ مگر مقدمہ مذکور گو وہ بہت مشابہ مقدمہ حال کے ہے کوئی سند نہیں ہے۔ وہ قبل نفاذ آخری فقرہ دفعہ ۲۵۸ کو اسی وقت میں فیصل کیا گیا تھا جبکہ لت ہذا کا اصول یہ تھا کہ دفعہ مذکور کا رد ایمات اجرائے ڈگری سے نہیں تھی کہ وہ اب ثابت بہ طور پر محدود ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فیصلہ مذکور دفعہ ۲۵۸ الف پر منحصر تھا بلکہ اسی تعبیر دفعہ ۲۵۸ پر جو اسکی سابق صورت میں کیگئی تھی۔ مقدمہ گنیش بنام عبد اللہ بیگ کا متعلق ہونا اسی جلد کے صفحہ ۳۸۵ سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ قرار دیا گیا تھا کہ اقرار نامہ بروئے فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کالعدم ہے مگر فرض کرو کہ فقرہ مذکور صورت حال سے متعلق نہیں ہے۔ صرف مقدمہ ہذا میں مقدمہ مادھو راؤ بنام چلو کا حوالہ مستند رپورٹ ہا سے میں پہلی دفعہ دیا گیا ہے۔

دوسرا مقدمہ محولہ دولت سنگ بنام پانڈو (۱) ہے کہ تمیز کئے جانیکے قابل ہے کیونکہ قرار نامہ کی برائی اسمیں یہ تھی کہ اسکو روپیہ اس سود کے ادا کرنیکی شرط کیگئی تھی جو ڈگری کے رو سے نہ دلایا گیا تھا پس وہ صحیح طور پر فقرہ دوم کی ذیل میں آتا تھا۔ مقدمہ بنک آف بنگال بنام ویابھائی (۲) اس امر واقعہ پر منحصر تھا کہ ایک خاص اقرار دعلی ملتوی کرنے اجراء ڈگری کے موجود تھا اور ذمہ واری بحق بنک کے فوراً ڈگری مذکور کا اجرا نیکرانیکی صورت میں محفوظ کیگئی تھی۔ ڈگری مذکور ملتوی کیگئی تھی اسکا ایفا نکیا گیا تھا اور بطور نتیجہ کے مقدمہ صحیح طور پر درست الفاظ دفعہ مذکور کی ذیل میں آتا تھا۔

وہ مقدمہ جسپر کہ دوران بحث میں ہمارے روبرو بہت زور دیا گیا تھا مقدمہ سوامیراؤ بنام کاشی ناتھ (۳) ہے جو بلحاظ امر فیصل کردہ کے چنداں وقعت نہیں رکھتا جسقدر کہ بلحاظ اس امر کے کہتا ہے جو اسمیں ظاہر کیا گیا ہے۔ سوال ذیل زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی فیصلہ ہائیکورٹ کے واسطے ارسال کیا گیا تھا:- آیا بر حسب موجودہ صورت قانون کے ایک نالش جو ایک خانگی اقرار نامہ پر مبنی ہو جو عدالت سے باہر بالفاء یا تصفیہ ڈگری بلا منظوری اس عدالت کے کیا گیا ہو جسنے ڈگری صادر کی ہو منظور کیا جانا چاہیے؟ سر چارلس سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے فیصلہ صادر کرنیمیں یہ بیان کیا تھا کہ:-

(۱) (۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۲ (۲) (۱۸۹۱ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۱۸

(۳) (۱۸۹۱ع) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۴۱۹

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگا رام
بنام
اننت رام

الہ آباد ہائیکورٹ کے ساتھ اتفاق کرکے یہ قرار دیا ہے کہ احکام دفعہ ۲۵۷ الف کا منشا صرف یہی ہے کہ اقرار نامہ مابین مدیونان ڈگری و ڈگری داران بغرض توسیع میعاد اجرا ڈگری کا جو بلا بدل ہو اور جسکو داخل عدالت کی منظوری حاصل کیگئی ہو کوئی قابل پابندی اثر نہیں ہے جو فیصلہ مساوی طور پر اُن اقرار ناموں سے متعلق ہے جو دفعہ مذکور کے فقرہ دوم کی ذیل میں آتے ہوں اور وہ اسی طرح پر متعلق کیا گیا ہے مقدمہ خلاصہ ہوچکے ہیں بنام طاہر النساء بیبی (۱) فیصلہ مذکور کی پیروی مدراس ہائیکورٹ نے کی ہے مقدمہ ہوسو میاں بنام موہن (۲) رنجی بنام نائی (۳) پس ایک اتفاق رائے مابین جملہ تمام ہائیکورٹ ہا کی اس امر کی نسبت موجود ہے کہ واضعان قانون کا منشا مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب کرتے وقت اس اہم قانون میں کسی تبدیلی کے کرنیکا نہ تھا جسکا تعلق زر بدل اقرار ناموں کے ساتھ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس رائے کا اظہار واضعان قانون نے دفعہ ۲۵۸ میں تبدیلی کرنیکے ذریعہ کیا ہے جبکہ پھر عدالت ہذا کے روبرو پیش ہوگا تو مناسب ہوگا کہ اسکا تصفیہ اجلاس کامل سے کیا جائے سوال مذکور نہایت اہم ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ اسکے متعلق قانون میں یکسانیت موجود ہو۔"

اسمیں شبہ نہیں کہ بیان یہ کیا گیا ہے کہ "ایک طویل سلسلہ فیصلجات کے رو سے دفعہ مذکور کی یہ تعبیر کیگئی ہے کہ وہ اُن اقرار ناموں سے متعلق ہے جنکا منشا ابتدائی ڈگری کے زائل کرنیکا ہو" مگر مطابق اُس رائے کے جو کہ حکام موصوف نے اختیار کی تھی یہ ایک ایسا اظہار رائے تھا جو فیصلہ مقدمہ کے واسطے ضروری نہ تھا اور یہ ظاہر کیا ہے کہ سندات (ماسوائے وشنو بنام ہر پاتل (۴)) کے جنکا کہ ہم بعد میں حوالہ دینگے مسئلہ مذکور کی تائید میں نہیں ہیں۔

ایک اور مقدمہ جسپر ہمارے روبرو زور دیا گیا تھا مقدمہ ہیرا لیا بنام بشنجی (۵) ہے جسکی کہ سماعت عدالت ہذا کے اجلاس کامل نے کی تھی۔ یہ ظاہر کرنا اہم ہے کہ وہ سوالات دراصل کونسے تھے جنکی کہ طرف عدالت کی توجہ راغب کیگئی تھی اور کن واقعات کی موجودگی میں وہ پیدا ہوئے تھے۔ ایک نالش عدالت مطالبہ خفیفہ میں بربنائے ایک پرامیسری نوٹ کے رجوع کیگئی تھی کہ کسیقدر نقد روپیہ کے ساتھ بتصفیہ ایک ڈگری کے تحریر کر دیا گیا تھا۔ ڈگری کا ایفا ہوگیا تھا اور وہ مدعا علیہم کے حوالہ کیگئی تھی مگر راضی نامہ مذکور کی نسبت عدالت سے منظوری نہ لیگئی تھی۔ پرامیسری نوٹ میں سود بشرح ۹ فیصدی فیسال کے شامل تھا چیف جج صاحب عدالت مطالبہ خفیفہ نے قانون کی نسبت اشتباہ کرکے سوالات ذیل کا استصواب عدالت ہذا سے کیا تھا:۔ (۱) آیا پرامیسری نوٹ مذکور احکام دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتا ہے؟ (۲) اگر ایسا ہے تو آیا وہ بروئے احکام دفعہ مذکور کے کالعدم و ناقابل نفاذ ہے یا صرف...

(۱) (سنہ ۱۹۰۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۰۴ (۲) (سنہ ۱۹۰۲ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۶
(۳) (سنہ ۱۹۰۰ء) ،، ،، مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۳۸۲ (۴) (سنہ ۱۸۹۶ء) ،، ،، بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۹
(۵) (سنہ ۱۸۹۸ء) ،، ،، بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۷۶۳

۱۸۸۰ع
نکاٹرام
بنام
اننت بھاٹ

ہم یہ خیال کرتے ہین کہ ان سوالات کا جواب دینے مین کوئی شبہ پیدا ہو سکتا تھا اقرار ایفاے دین ڈگری شدہ مین جسکے روسے ۲ فیصدی فیماہ یا ۲۴ فیصدی فیسال کی ذمہ داری عاید کیگئی تھی بیج طور پر اس رقم کے علاوہ ایک رقم کے ادا کرنیکی شرط کیگئی تھی جو بروے ڈگری کے واجب الادا تھی اور یہی وجہ ہے سر چارلس فیرن صاحب نے یہہ بیان کیا ہے کہ: "بہ مطابق اس راے کے مسٹر سکاٹ کی اس حجت پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ اقرار مذکور ایک اقرار واسطے دینے مہلت کے بغرض ایفاے دین ڈگری شدہ کے بھی تھا" در اصل یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی امر سر چارلس فیرن صاحب کے فیصلہ مین تائید اپیلانٹان حال کے موجود نہین ہے بلکہ بغرض الیسی ضمنی آراے مندرجہ فیصلہ کینیڈی صاحب جسٹس پر انحصار کیا گیا ہے جنکا فیصلہ مقدمہ کے ساتھہ کوئی تعلق نہین ہے۔ ہماری یہہ راے ہے کہ فاضل جج مذکور کی آراے سے ایسا اثر اخذ کیا گیا ہے جو اُس کے منشا کی وسعت سے باہر تھا۔

اب ہمنے جملہ مقدمات محولہ پر غور کر لیا ہے اور صرف مقدمۂ دشنو بنام ہرپال (۱) پر غور کرنا باقی ہے جو مقتضاے احتیاط امتحان کا ہے کیونکہ وہ مقدمۂ حال سے مشابہ ہے گو ہماری راے مین مشابہت صرف ظاہری ہے، اُس مین ایک ڈگری زر نقد صادر کیگئی تھی اور اسکے اجرا مین جائیداد قرق کیگئی تھی، ایک حوالہ پانچ اشخاص نے ماسواے مدعا علیہ کے دیا تھا یہ حوالہ ایک زبانی اقرار ادائیگی زر ڈگری تھا۔ حوالہ مذکور اُسکی درست صورت مین ظاہر نہین ہوتا۔ مگر اُس سوال سے جو کہ صاحب جج ضلع نے نہایت درست اور محتاط طور پر مرتب کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ حوالۂ مذکور ڈگری پر حاوی نہ تھا جو پہر ہی موشر کئے جانے کے قابل رہی تھی۔ اسکے بعد مدعا علیہ اور دو دیگر اشخاص نے ایک تمسک بحق مدعی کے تحریر کر دیا تھا۔ جس مین حوالۂ مذکور اور ادائیگی کا ذکر کیا گیا تھا اور زر ڈگری کے مع سود ادا کر دینے کا اقرار کیا گیا تھا اِن واقعات پر صاحب جج ضلع نے اُن امور کا استصواب کیا تھا جنکا ذکر رپورٹ صفحہ ۵۰۰ پر کیا گیا ہے جنپر کہ خاص توجہ کیجانی تھی۔ عدالتِ ہذا کا فیصلہ نانا بھائی ہریداس صاحب جسٹس نے صادر کیا تھا جسنے قرار دیا تھا (۱)، کہ حوالۂ مذکور بروے فقرۂ اول دفعہ ۲۵ الف کے کالعدم ہے۔ (۲)، کہ اسلئے تمسک مذکور کا کوئی بدل موجود نہ تھا۔ اور (۳)، کہ اگر تمسک ایک اقرار ایفاے ڈگری تھا تو وہ بروے فقرۂ دوم دفعہ ۲۵۷ الف کے کالعدم،

(۱) (سنہ ۱۸۷۸ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۹۹۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل صاحب جسٹس [illegible] و [illegible] جسٹس

بائی پاروتی (اپیلانٹ) مدعیہ بنام [illegible] (ریسپانڈنٹ) مدعا علیہ [illegible]

دہرم شاستر - نان و نفقہ - بیوہ - [illegible] دعوے دربارہ نان و نفقہ [illegible]
کے جو اس کے خسر نے ہبہ کر دی ہو -

ایک [illegible] غیر منقولہ [illegible] [illegible] [illegible]
جسکے حق مین اسکے خسر نے اپنی کل جائداد بذریعہ وصیت ہبہ کر دی ہو -
[illegible]

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ [illegible] [illegible] ڈسٹرکٹ جج [illegible] [illegible] احمد آباد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ڈسٹرکٹ جج احمد آباد
نالش واسطے نان و نفقہ [illegible] ایک [illegible] بیوہ کے -

ایک شخص الیشور متوفی ۳۰ جولائی ۱۸۹۵ء کو جائداد منقولہ و غیر منقولہ چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ وہ اپنے پیچھے
ایک بہو بائی پاروتی چھوڑ گیا تھا جو اسکے ایک متوفی پسر کی بیوہ تھی -

بذریعہ اپنی وصیت مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۵ء کے الیشور نے اپنی کل جائداد اپنے بھتیجے دولت رام
موتی رام (مدعا علیہ) کے نام ہبہ کر دی تھی -

۱۸۹۸ء مین بائی پاروتی نے نالش بخلاف مدعا علیہ کے بدین دعوے رجوع کی تھی کہ اسکو
نان و نفقہ بشرح ۵ روپیہ ماہوار کے دلایا جاوے اور مبلغ [illegible] روپیہ بطور بقایائے نان و نفقہ از
ابتدائے ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء لغایت ۱۹ جولائی ۱۸۹۸ء کے دلائے جاوین نیز اسنے استدعا کی تھی کہ اسکو
ایک مکان رہائش کے واسطے دیا جانا چاہئے -

مدعا علیہ نے (منجملہ دیگر امور کے) یہہ عذر کیا تھا کہ الیشور مدعیہ کا خسر کوئی جدی جائداد چھوڑ نہین گیا
اور کہ بروے اسکی وصیت کے مدعا علیہ نے ایک کامل حق کل جائداد متروکہ الیشور مین حاصل کیا تھا اور کہ مدعیہ
کو کوئی حق اسکے مقابلہ مین کسی نان و نفقہ یا مکان رہائشی کے حاصل کرنے کا نہین ہے -

تیسرا ڈسٹرکٹ جج نے ایک ڈگری جسمین ہدایت صادر کی تھی کہ مدعا علیہ مدعیہ کو مبلغ [illegible] روپیہ

* اپیل دوم نمبر ۳۰۹ سنہ ۱۸۹۹ء ۱۱ [illegible] انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۶۰۰ -

بائی بائی بنام ترواڈی ... رام

خوشحالی شدہ دختران کی شادی کے اخراجات اداکرنے پڑینگے ان جملہ وجوہات پر مین یہ قرار دیتا ہون کہ مدعیہ نان و نفقہ کی مستحق ہے۔ بلحاظ علی حیثیت فریقین اور مقدار جایداد متروکہ متوفی کے مین یہ خیال کرتا ہون کہ مبلغ ... روپیہ سالانہ ایک مناسب اور کافی مقدار ہے۔ نیز یہ مدعیہ مکان رہائش اور مبلغ ... روپیہ بقایا گذارہ کے دلاپانے کی مستحق ہے ؎

فیصلہ مذکور بر طبق اپیل کے ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل سے منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا تہا۔ انہون نے یہ قرار دیا تہا کہ اسکے شوہر کے پاس کوئی جدی جائیداد موجود نہتی جو مدعیہ کا خسر تہا اُسپر قانوناً مدعیہ کو گذارہ دینے کا فرض عاید نہ تہا اور کہ بعد بسبب اُسکی وصیت کے مدعا علیہ نے جائداد کا کل طور پر بری از ذمہ داری گذارہ یا رہائش مدعیہ کے حاصل کی تہی۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ایل۔ اے۔ شاہ منجانب اپیلانٹ (مدعی)،

جی۔ ایس۔ راؤ منجانب رسپانڈنٹ (مدعاعلیہ)

بائی صاحب جسٹس: مدعیہ صورتحال مین ایک بیوہ ہے، اُسکا شوہر موتی رام اپنے باپ الیشور دہلل کی حین حیات مین فوت ہوگیا تہا جسنے اپنی کل جایداد اپنے بھتیجے مدعا علیہ حال کے نام بذریعہ وصیت کے ہبہ کردی تہی۔ جائیداد مذکور کا کوئی جزو متوفی کی جدی جائیداد ثابت نہین کیا گیا اور وصیت کی نسبت اعتراض نہین کیا گیا۔ مدعیہ نے نالش حال مین مدعا علیہ سے جو اُسکے خسر کا موصی لہ ہے گذارہ دلاپانے کی استدعا کی ہے۔ عدالت اول نے مدعیہ کو بشرح للعہ ماہوار کے گذارہ پانے اور مبلغ ... روپیہ بطور بقایا کے دلاپانے کا مستحق قرار دیا تہا اور نیز اُسکا استحقاق ایک مکان رہائش کے دیئے جانیکا ظاہر کیا تہا مگر عدالت اپیل ماتحت نے عدالت اول کے فیصلہ کو منسوخ کرکے اُسکا دعوے بدین قرار داد خارج کیا ہے کہ بیوہ مذکورہ اپنے خسر کی جائیداد محصلہ خود سے گذارہ کا دعوے کرنے کی مستحق اپنے خسر کی حین حیات مین نہتی اور خواہ کوئی اخلاقی فرض خسر کے ذمہ اُسکو گذارہ دینے کا تہا اور خواہ کوئی قانونی فرض اُس اخلاقی فرض کیوجہ سے اُسکے خسر کے وارث کے ذمہ عاید ہوا ہو تاہم چونکہ مدعا علیہ نے جائیداد بطور وارث کے حاصل نہین کی بلکہ بذریعہ وصیت کے حاصل کی ہے اسلئے اُسپر کوئی فرض مدعیہ کو گذارہ دینے کا عاید نہین ہے کیونکہ بذریعہ وصیت کے یا کسی اور طرح سے کوئی شرط مدعیہ کو گذارہ دینے کی اُسپر عاید نہین کیگئی۔

مدعیہ کی طرف سے اپیل ہذا مین یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ اصول جسپر خسر کا اخلاقی فرض دربارہ گذارہ

سنہ ۱۹۰۰ع
بائی پاروتی
بنام
تعلقداری اکت ام

فرض مین تبدیل ہو جانے کی وجہ ان امولہا ئے کا اطلاق ہے جو ہندو لا یا دہرشاستر سے جدا ہین جنکے روسے وہ رکن ایک شخص از قسم این متصور کیا گیا ہے اور نیز متوفی مالک کو روحانی فائدہ پہونچانے والا ہے ۔ جسکے کہ قبضہ مین جائیداد بحیثیت ایک رکن خاندان کے آئے مگر وہ جائیداد جو بعد ہوئے جائیز دمیتی انتقال کے حاصل کیگئی ہو قواعد وراثت مندرجۂ دہرمشاستر کے تابع نہین ہے کسی ایسی درست وجہ کا قیاس کرنا مشکل ہے جسکے روسے موہوب لہا اُس فرض کا پابند سمجھا جاسکے جس کو اُسکو سبکدوش کرنے کا اختیار موصی کو حاصل ہوا اور جس سے موصی نے اسکو بذریعہ ہبہ کرنے کے واقعی طور پر سبکدوش کردیا ہو ۔ مقدمۂ رنگاتل بنام ادیچاتل (۱) مین وہ آراے جنپر کہ اپیلانٹ حال نے انحصار کیا ہے محض ضمنی آرائے معلوم ہوتی ہین جنکا فیصلہ سے کچھ تعلق نہین اور جیسا کہ صریح طور پر ظاہر کیا گیا ہے اُنپر فیصلہ کا مبنی رکہنا ضروری نہ تہا۔ صورتِ حال مین اس تاریخ پر غور کرنا ضروری نہین ہوتا جو اُس اصول سے متعلق ہے جو اسوقت عدالتِ ہذا نے تسلیم کیا ہے اور جو فیصلۂ مقدمۂ بیونا بائی بنام منو بائی مین بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ اصولہائے مندرجۂ مقدمۂ مذکور اُس حجت کا کافی جواب مہیا کرتے ہین جو کہ اپیلانٹ کیطرف سے کی گئی ہے۔

اسلیئے عدالتِ اپیل ماتحت کی ڈگری بحال رکہی جاتی ہے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے ۔ مدعیہ کو وہ کل رسوم عدالت ادا کرنا چاہیئے جو اُسکو اُسصورت مین ادا کرنا پڑتا اگر اُسکو صیغہ مفلسی مین نالش اور اپیل کرنے کی اجازت نہ دیجاتی

ڈگری بحال رکہی گئی۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۵

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر اناڈی صاحب جسٹس و کر و صاحب جسٹس

۲۶ ستمبر ۱۹۰۰ء

تیا وا (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام گورشیدیا وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

مالک اراضی و مزارعہ ۔ پٹہ مزارعہ کا مالک اعلیٰ کیطرف سے بیدخل کیا جانا ۔ دعوےٰ منجانب مزارعہ بخلاف اپنے پٹہ دہندہ کے واسطے معاوضہ بیدخلی مذکور کے ۔ شرط واسطے بلا مزاحمت استعمال کے ۔ ہرجانہ ۔ معیار ہرجانہ ۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج)

الفاظ " بلا مزاحمت غیرے " مندرجہ دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج) ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) ایک پٹہ دار کو ہندوستان میں وہی حقوق عطا کرتے ہیں جو کہ اسکو اسصورت میں حاصل ہوتے جبکہ مطابق قانون انگلستان کے ایک بلا مزاحمت استعمال کی شرط اسکے ساتھ غیر محدود طریق پر کیجاتی ۔ بالفاظ دیگر پٹہ دار کسی مزاحمت سے محفوظ کیا گیا ہے خواہ وہ کسی کیطرف سے کیجاوے ۔

جبکہ مزاحمت جائداد کے مالک اعلیٰ کیطرف سے کیگئی ہو نہ کہ کسی شخص اجنبی کیطرف سے تو پٹہ دہندہ پر لازم ہے کہ مزاحمت مذکور کو رفع کرے ۔ اور اگر وہ ایسا کرنیسے قاصر رہے تو اسکو لازم ہے کہ پٹہ دار کو ہرجانہ دے ۔

الف ایک اراضی کا قابض بروے پٹہ عطا کردہ ب میعادی گیارہ سال کے تھا ۔ ب کو کوئی استحقاق اراضی کی نسبت حاصل نہ تھا جو در اصل (ج) کی ملکیت تھی ۔ ۱۸۹۵ء میں ج نے الف کو بیدخل کر دیا ۔

تجویز ہوئی کہ بروے ضمن (ج) دفعہ ۱۰۸ ایکٹ انتقال جائداد (۴ ۱۸۸۲ء) کے الف مستحق تھا کہ ب سے معاوضہ حاصل کرے ۔

اپیل دوم نبارضی فیصلہ راؤ بہادر رگھا دندرا چندر گنگولی ایڈیشنل سبارڈینٹ جج درجہ اول با ختیارات اپیل بیجاپور مشعر ترمیم ڈگری راؤ صاحب ایچ وی چنمل گند سبارڈینٹ جج درجہ دوم مدی بہال ۔

نالش منجانب پٹہ دار واسطے دلاپانے قبضہ اس اراضی کے جو کہ اسکے قبضہ میں بروے ایک پٹہ عطا کردہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے تھی اور جس سے وہ از طرف مدعا علیہ نمبر ۳ مالک اعلیٰ کے بیدخل کیگئی تھی اور واسطے دلاپانے واصلات کے مدعا علیہ نمبر ۱ سے اور نیز معاوضہ بیدخلی مذکور کے ۔

ایک شخص قادر پادشاہ (مدعا علیہ نمبر ۳) نے جو اراضی متنازعہ کا مالک تھا اسکو ۱۸۶۸ء میں قاسم صاحب مدعا علیہ نمبر ۲ کے پاس عرصہ بائیس سال کے واسطے (یعنے ۱۸۹۰ء تک) بالقبضہ رہن کر دیا تھا ۔

۱۸۸۶ء میں قاسم صاحب (مدعا علیہ نمبر ۲) یعنے مرتہن مذکور نے اسکا پٹہ شوہر مدعیہ کو پچیس سال کے واسطے

سنہ ۱۹۰۱ء
تیاردا
بنام
گورشیدایا

(یعنے سنہ ۱۹۰۴ع تک) عطا کیا تہا

سنہ ۱۸۹۲ع مین گو اُسوقت میعاد رہن سنہ ۱۸۹۱ع مین منقضی ہوچکی تہی قاسم صاحب (مدعاعلیہ نمبر ۲) نے اراضی مذکورہ گورشیدایا (مدعاعلیہ نمبر ۱) کے پاس فروخت کردی تہی جسنے دو سال (سنہ ۱۸۹۳ع مین) اُسکا پٹہ مدعیہ کو گیارہ سال کے واسطے عطا کیا تہا یعنے غیر منقضی شدہ جزو میعاد پچیس سالہ تک جبتک کہ اُسکا پٹہ پہلے قاسم صاحب (مدعاعلیہ نمبر ۲) نے مدعیہ کے شوہر کو دیا تہا۔

اس اثنار مین یعنے سنہ ۱۸۹۲ع مین قادر بادشا (مدعاعلیہ نمبر ۳) نے ایک نالش تقسیم بخلاف قاسم صاحب (مدعاعلیہ نمبر ۲) کے رجوع کرکے ایک ڈگری حاصل کی تہی جسکے اجرا مین اُسنے مدعیہ کو سنہ ۱۸۹۵ع مین بیدخل کر دیا تہا۔

اسپر مدعیہ نے نالش حال بخلاف اپنے پٹہ دہندہ گورشیدایا (مدعاعلیہ نمبر ۱) اور قاسم صاحب (مدعاعلیہ نمبر ۲) اور قادر بادشا (مدعاعلیہ نمبر ۳) کے بدین دعوے رجوع کی تہی کہ اراضی اُسکے پٹہ کی غیر منقضی شدہ میعاد تک اُسکو دلائی جائے اور کہ اُس ایک سال کا منافعہ اُسکو دلایا جائے جبتک کہ وہ بیدخل رکہی گئی ہے۔

عدالت اول نے یہہ قرار دیا تہا کہ مدعیہ اراضی کا قبضہ دلاپانیکی مستحق نہ تہی کیونکہ وہ قادر بادشا (مدعاعلیہ نمبر ۳) کی ملکیت تہی اور کہ دیگر مدعاعلیہم کو کوئی حق اُسکے زائد از عرصۂ بیس سال کیواسطے منتقل کرنے کا حاصل نہ تہا جبتک کہ وہ سنہ ۱۸۹۶ع مین رہن کنگئی تہی نیز عدالت مذکور نے حکم دیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ گورشیدایا مدعیہ کا منافعہ ایک سال کا ادا کرے اور اُسی شرح سے ۹ سال کیواسطے یعنے باقی عرصۂ پٹہ عطا کردہ مدعاعلیہ مذکور بحق مدعیہ بابت سنہ ۱۸۹۳ع کے واسطے۔ ادا کرے۔

برطبق اپیل کے یہ آخری دعوے ۹ سال کے معاوضہ کا ناقابل قیام قرار دیا گیا تہا مگر باقی ڈگری بحال رکہی گئی تہی مدعیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

کرشناجی سری کلکار منجانب (مدعیہ اپیلانٹ): سوال یہہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۰۸ (ج) ایکٹ انتقال جائیداد کے معنے ایک غیر محدود شرط بلا مزاحمت استعمال کی مفہوم ہوتی ہے۔ بروے قانون انگلستان کے غیر محدود شرط مفہوم نہین ہوتی مالک اعلی کے مقابلہ مین محفوظ کرنے کیواسطے ایک صریح شرط موجود ہونی چاہیئے۔ بصورت دیگر پٹہ دار کو کوئی چارہ جوئی بخلاف بیدخلی منجانب اعلے مالک کے حاصل نہین ہے۔ مگر بروے ایکٹ انتقال جائیداد کے پٹہ دہندہ کی ذمہداری انگلستان کی نسبت وسیع تر ہے۔ الفاظ "بلا مزاحمت غیرے" مندرجہ ضمن (ج) دفعہ ۱۰۸ اسی طرح محدود نہین ہین ماورا اُسکے معنے سے پٹہ دار دست اندازی سے محفوظ کیا گیا ہے خواہ وہ مالک اعلے کیطرف سے کیجاتی

سنہ ۱۹۰۶
تیا دا
بنام
گوڈشیدایا

راہم بنام ڈوزٹ (۱)، ملاحظہ طلب بمقدمہ تابع ضمن (الف) کے نہین ہے اُسصورت مین عام احتیاط جو پٹہ دار کیطرف سے کیجانی ضروری ہے ظاہر کردہ استعمال جایداد کی حدتک محدود کیگئی ہے اور وہ بحوالہ استعمال کے ہونی چاہئیے نہ کہ کسی نقص استحقاق کے۔

این وی گوکھیل منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ (مدعا علیہ نمبر ۱) :- نالش صرف قبضہ کے واسطے ہے۔ پس وہ ایک نالش ہرجانہ مین تبدیل نہین کیجاسکتی۔ ضمن (الف) دفعہ ۱۰۸۔ ایکٹ انتقال جایداد کے رو سے پٹہ دار پر یہ معلوم کرنیکا فرض عائد کیا گیا ہے کہ جملہ نقصہا استحقاق کسقدر ہین۔ پٹہ دار صورت حال مین ایسا کرنیسے قاصر رہا تھا اسلئے وہ اب کسی قدر سی کا دعوے نہین کر سکتا۔

رانا ڈے صاحب جسٹس :- وہ اہم سوال جسکے متعلق حکم والپسی مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ع ہمسے صادر کیا گیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے فیصل کردیا ہے جسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کیطرف سے کسی فریب یا سازش کا اُسوقت کیا جانا ثابت نہین کیا گیا جبکہ اُسنے اقرار نامہ (دستاویز نمبر ۳ ۵) مدعیہ سے بعوض ایک پہلے اقرار نامہ (دستاویز نمبر ۲ ۵) کے تحریر کرایا تھا۔ اُسنے یہ بھی قرار دیا تھا کہ درصورتیکہ مدعیہ معاوضہ کی مستحق قرار دیجائے اُسکو مبلغ اسار ۸ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ سے وصول کرنے چاہئین مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اس قرار داد کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا۔ مسٹر کلکا رمنجانب مدعیہ اپیلانٹ نے بھی کوئی اعتراض نہین کیا مگر اُسنے یہ سوال اٹھایا ہے کہ مدعیہ ہرجانہ کا دعوے رسپانڈنٹ مدعا علیہ نمبر ۱ سے اسوجہسے کر سکتی ہتی کہ اسکا قبضہ زائل کیا گیا تھا۔ مسٹر گوکھیل از طرف رسپانڈنٹ مذکور نے یہ عذر کیا ہے کہ اپیلانٹ ایسے جدید سوال کے اٹھانے کی مستحق نہین ہے جو ان تنقیحات مین شامل نہ تھا جو حکم والپسی مین قایم کیگئی تھین۔ نیز مسٹر گوکھیل نے بربنائے واقعات کے یہہ عذر کیا تھا کہ چونکہ اقرار نامۂ پٹہ مین کوئی ایسا فقرہ موجود نہ تھا جسکے رو سے مدعیہ زوال قبضہ کیواسطے معاوضہ کا دعوے کرنے کی مستحق ہو اسلئے دعوے ہرجانہ چل نہین سکتا۔

نسبت عذر اول کے ہمکو دلایل پیش کردۂ فریقین کے نوٹ ہائے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقدمہ اولاً ہمارے روبرو پیش ہوا تھا تو اس سوال قانونی پر سوال فریب کے ساتھ ہی بحث کیگئی تھی ہمنے اُسوقت یہہ خیال کیا تھا کہ اگر فریب ثابت کیا جائے تو سوال متعلق بہ استحقاق دعوے ہرجانہ پر غور کرنا ضروری ہوگا۔ فریب ثابت نہین کیا گیا۔ اسلئے اب اُس سوال پر غور کیا جانا چاہئیے۔ ہم اس عذر کو نامنظور کرتے ہین۔

(۱) (سنہ ۱۸۷۲ع) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
تیا دا
بنام
گورشیدا پا

نسبت دعوے مہرجانہ کے یہ امر ثابت شدہ معلوم ہوتا ہے کہ اراضیات متنازعہ ابتدا گرسپا مدعا علیہ نمبر ۳ کی ملکیت مین تہے انکا رہن مدعا علیہ نمبر ۱ کے حق مین عرصہ بائیس سال کیواسطے تحریر کردیا تہا جو میعاد قریباً ۱۸۹۰ء مین ختم ہوئی تھی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے دوران قبضہ خود مین اراضی کا پٹہ مدعیہ کے شوہر کے حق مین عرصہ پچیس سال کیواسطے ۱۸۷۹ء مین تحریر کیا تہا یعنے اس عرصہ سے بہت زیادہ عرصہ کے واسطے جبتک کہ رہن کی میعاد تہی۔ ۱۸۹۲ء مین بعد منقضی ہونے میعاد رہن بائیس سالہ کے مدعا علیہ نمبر ۲ نے اراضی مذکور مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس فروخت کردی تہی۔ اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے ۱۸۹۳ء مین اراضی کا پٹہ بحق مدعیہ کے گیارہ سال کیواسطے تحریر کردیا تہا یعنے جسقدر عرصہ کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے پچیس سالہ پٹہ مین سے باقی تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۳ نے ایک نالش تقسیم ۱۸۹۲ء مین بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے رجوع کرکے ایک ڈگری حاصل کی تہی جسکے اجرا مین اُسنے ماہ فروری ۱۸۹۵ء مین مدعیہ کو بیدخل کردیا تہا۔ اسپر مدعیہ پٹہ دار مدعا علیہ نمبر ۱ نے نالش حال بخلاف ہر سہ مدعا علیہم کے ۱۸۹۵ء مین واسطے دلاپانے قبضہ اراضی کے عرصہ دس سال کے واسطے جس سے وہ محروم کیگئی تھی رجوع کی تہی نیز اُسنے ایک سال (۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۵ء تک) کے منافعہ جات کا دعوے کیا تہا۔

مدعا علیہم نے اپنی ذمہ داری سے مختلف وجوہات پر انکار کیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا تہا کہ اُسنے مدعیہ کو قابض کردیا تہا اور اُسمین اُسنے کوئی خلل اندازی نہین کی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ بیان کیا تہا کہ اُسنے اراضی مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس فروخت کردی تہی اور اُسنے مدعیہ کے مقابلہ مین کوئی مزاحمت نہین کی اور چونکہ مدعا علیہ نمبر ۳ نے مدعیہ کو بیدخل کیا ہے اسلئے اُس خلل اندازی کا وہی ذمہ دار ہے مدعا علیہ نمبر ۳ نے یہ بیان کیا تہا کہ اسپر وہ انتقال قابل پابندی نہ تہا جو مدعا علیہ نمبر ۲ نے کیا تہا۔ اور نہ وہ پٹہ جو مدعا علیہ نمبر ۱ نے تحریر کیا تہا کیونکہ انکو کوئی حق اُسکی اراضی کی نسبت کارروائی کرنے کا حاصل نہ تہا بعد اسکے کہ رہن کی میعاد ختم ہوچکی تہی اور مدعیہ کی چارہ جوئی بخلاف صرف مدعا علیہ نمبر ۱ کے اُس نقصان کے واسطے تہی جو کہ اُسکو پہونچا تہا۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیہ اراضی کا قبضہ دلاپانے کی مستحق نہ تہی کیونکہ وہ مدعا علیہ نمبر ۳ کی ملکیت تہی اور دیگر مدعا علیہم کو کوئی حق اُسکے زائد از میعاد رہن بائیس سالہ کے واسطے منتقل کرنیکا حاصل نہ تہا۔ دعوے ایک سال کے واصلات یعنے ۹۵-۱۸۹۴ء کا بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے منظور کیا گیا تہا اور اُسکو یہہ بہی حکم دیا گیا تہا کہ مدعیہ کو اُسی شرح سالانہ سے اُس عرصہ کیواسطے معاوضہ ادا کرے جبتک کہ وہ استفادہ پٹہ سے محروم کیگئی ہے

سنہ ۱۹ء
تیادا
طام
گورشیدایا

برطبق اپیل کے یہہ موخر الذکر دعوے معاوضہ بابت ۹ سال ناقابل قیام قرار دیا گیا تہا اور مدعاعلیہ نمبر ا کو حکم دیا گیا تہا کہ صرف مبلغ ۲۰ اور علے الذنا سب خرچہ ادا کرے۔

برطبق اپیل دوم ہمنے یہ ضروری سمجہا تہا کہ ایک تنقیح اس امر کے متعلق ارسال کیجائے کہ آیا فریب یا سازش بمقابلہ مدعاعلیہ نمبر ا کے ثابت کیا گیا ہے جبکہ اسنے ایک جدید پٹہ بجائے پہلے پٹہ عطا کردہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کے تحریر کیا تہا۔ مگر یہ بات نادرست معلوم ہوئی ہے اور صرف ایک ہی سوال جسپر ہمنے اب غور کرنا ہے یہہ ہے کہ آیا قطع نظر فریب یا سازش کے مدعاعلیہ نمبر ا مدعیہ کو اس نقصان کا معاوضہ ادا کرنیکا ذمہ دار ہے جو اسکو باعث بیدخلی از طرف مدعاعلیہ نمبر ۳ بحیثیت ارضی کے مالک اعلے کے پہونچا ہے۔

اس سوال کا فیصلہ ضمن (ج) دفعہ ۱۰۸ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء پر منحصر ہے جو سنہ ۱۸۹۳ء مین پریزیڈنسی ہذا سے متعلق کیا گیا تہا۔ فقرہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ "پٹہ دہندہ گویا پٹہ گیرندہ کے ساتھہ یہ قول و قرار کرتا ہے کہ اگر پٹہ گیرندہ وہ زرلگان ادا کرے جو پٹہ مین مشروط ہو اور اُن اقرارات کی تعمیل کرے جو پٹہ گیرندہ پر واجب التعمیل ہوں تو مشارٌ الیہ جائداد پر اُس میعاد تک جو پٹہ مین درج ہو بلا مزاحمت غیرے قابض رہیگا"۔ یہ آخری الفاظ "بلا مزاحمت غیرے" کسی طرح پر محدود نہین ہین اور اُنسے یہ مراد سمجھی گئی ہے کہ وہ انگلستان کی شرط بلا مزاحمت استعمال کی ایک غیر محدود قسم ہے۔ بالفاظ دیگر پٹہ گیرندہ مزاحمت سے محفوظ کیا گیا ہے خواہ وہ کسی کیطرف سے کیگئی ہو۔ محدود شرط پٹہ جات انگلستان پٹہ دار کو بخلاف پٹہ دہندہ کے یا اُسکے ورثا یا منتقل الیہم کے محفوظ کرتی ہے یا بمقابلہ کسی اور شخص کے جو بوساطت یا تابع اُسکے دعویدار ہو۔ بصورت شرط مذکور کے غیر محدود ہونے کے پٹہ دار ہر ایک شخص کی دست اندازی سے محفوظ کیا گیا ہے۔

صورت حال مین خلل اندازی از طرف اعلے مالک اراضی کے کیگئی تھی جسنے اسکو مدعاعلیہ نمبر ۲ کے پاس رہن کیا ہوا تہا اور مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اسکو مدعاعلیہ نمبر ا کے پاس فروخت کردیا تہا اور مدعاعلیہ نمبر ا نے اراضی کا پٹہ مدعیہ کو رہن کی میعاد سے زیادہ تر عرصہ کے واسطے عطا کیا تھا۔ مدعاعلیہ نمبر ۳ ایک ایسا شخص نہین ہے جسکو کوئی جائز حق حاصل ہو اور نہ وہ ایسا اجنبی شخص ہے جسکے کہ ناجائز دست اندازی کے بخلاف پٹہ دار کو لازم ہو کہ اپنے آپ کو محفوظ کرے۔

برخلاف قانون کے جیسا کہ وہ قبل صدور ایکٹ انتقال جائداد کے تھا یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک مفہوم معاہدہ بدین مضمون موجود ہے کہ پٹہ دہندہ اراضی پٹہ کا باامن قبضہ عطا کریگا اور اگر پٹہ گیرندہ ایک ایسی استحقاق کے

سنہ ۱۹۰۱ع
تیادا
بنام
گرشیدایا

شخص سے بہہ حاصل کیا جاے جو پٹہ دہندہ کے استحقاق سے فایق تر ہو یا ایسے شخص سے جسکو کہ اسنے اراضی پٹہ پر دی ہو تو وہ ادایگی لگان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے اور وہ علی الحساب کمی لگان کا دعوے کر سکتا ہے بملاحظہ ہومنی دت سنگہ بنام ولیم کیمبل (۱) کرسٹو سندر سنڈیال بنام کار چندر ناتہ رے (۲) گوپال چند جہا بنام لالہ گوبند پرشاد (۳) کدمبنی داسی بنام کاشی ناتہ بسواس (۴) مقدمہ سنر بجپن ڈو ذیل بنام گردہاری سنگہ (۵) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ بصورت عدم موجودگی صریح اقرار خلاف کے ایک مالک اراضی پر لازم ہے کہ مزارعہ کا وہ نقصان پورا کرے جو کہ اسکو خود اسکے فعل یا ان اشخاص کے افعال سے پونچا ہو جو اسکے تابع دعویدار ہون یا از طرف اسکے مالک اعلے کے نہ کہ بمقابلہ ناجایز افعال اشخاص اجنبی کے ۔

پس جب قانون قبل از نفاذ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی یہ صورت تھی تو غیر محدود الفاظ دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج) کی نسبت یہ سمجھا جانا چاہیئے کہ انکے رو سے پرانا قانون وسیع نہ کہ محدود کیا گیا ہے ۔ ان لا کمشنران معہد نے جنہون نے وہ مسودہ تیار کیا تہا جو ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی شکل مین پاس ہوا تہا اپنی رپورٹ مین یہہ بیان کیا ہے کہ انکی یہہ رائے ہے کہ پٹہ دہندہ کا معاہدہ واسطے پرامن استعمال کے افعال پٹہ دہندہ یا اسکے ورثاء یا منتقل الیہم یا ان اشخاص کی حد تک محدود ہونا چاہیئے جو اسکے تابع دعویدار ہون ۔ بالفاظ دیگر یہہ کہ اگر مزاحمت جایداد کے مالک اعلے نے کی ہو نہ کہ کسی اجنبی شخص نے تو پٹہ دہندہ پر لازم ہے کہ اوس مزاحمت کو رفع کرے اور اگر وہ ایسا کرنیسے قاصر ہے تو اسپر لازم ہے کہ پٹہ گیرندہ کا نقصان پورا کرے ۔ مسٹر گوکہیل سجاب رسپانڈنٹ نے یہہ عذر کیا تہا کہ نقص استحقاق صورت حال مین ایک ایسا نقص تھا جسکو پٹہ گیرندہ معمولی احتیاط سے معلوم کر سکتا تہا اسلیے بروے ضمن (الف) دفعہ ۱۰۸ کے پٹہ گیرندہ پٹہ دہندہ سے کسی معاوضہ کا دعوے نکر سکتا تھا ۔ مگر شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹہ گیرندہ مدعیہ حال ایک بے جرم عورت تھی جسکو مدعا علیہ نمبر ۲ کے استحقاق کا کوئی علم نہ تہا اور گو مدعا علیہ مذکور نے دیگر مدعا علیہم کو نوٹس دیا تہا تاہم اسنے کوئی اطلاع اپنے اعتراض کی مدعیہ کو نہ دی تہی ۔ نقص استحقاق ایسا تہا جسکو مدعا علیہ نمبر ۲ تسلیم نکرتا تھا ۔ وہ استحقاق کا دعوے بطور ایک رشتہ دار مدعا علیہ نمبر ۳ کے کرتا تہا اور اسنے بیان کیا تہا کہ اراضی کو بلا واسطہ رہن کے بعوض مشترکہ قرضجات خود و مدعا علیہ نمبر ۳ کے منتقل کر سکتا ہے ۔ اسنے عرضیدعوے کی مخالفت ہر دو عذرات متذکرہ بالا کے ماتحت مین کی تہی ۔

(۱) (سنہ ۱۸۶۹ع) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۹ (۲) جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۰ – ۳ (۳) (سنہ ۱۸۷۱ع) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۰ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۷۰ع) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۹ ۔ (۴) (سنہ ۱۸۷۰ع) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۸ ۔
(۵) (سنہ ۱۸۷۵ع) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۱۲۱ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
تیار دا
علام
گورشید آبا

اِن واقعات کی موجودگی میں ضمن الف متعلق نہیں ہوتی ضمن د ج متعلق ہوتی ہے اور مدعیہ اپیلانٹ کو حق حاصل ہے کہ اپنے پٹہ دہندہ سے معاوضہ کا دعوےٰ کرے اُس معاوضہ کی معیار تحقیقات بر طبق دلیسپی میں مقرر کیگئی ہے اور گو اُسکی نسبت کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تاہم ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ عدالت اپیل ماتحت نے مقدار مذکور غلط اصول پر محسوب کی ہے جسکو اُسنے اصل مالیت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ۹ سال کی مقدار معاوضہ درست حساب کے مطابق مبلغ ۶۷۸ روپے ہوتی ہے جس میں سے ہمکو دو سالہائے قحط منہا کرنے چاہئیں اس سے مبلغ ۵۷۷ روپے کا بقایا رہجاتا ہے جس میں مبلغ ۱۰۰ روپے بابت ۱۸۹۵-۹۶ء ایزاد کرکے کل رقم مبلغ ۶۷۷ روپے ہوجاتی ہے۔ یہہ رقم اپیلانٹ کو مدعا علیہ نمبر ۱ سے وصول کرنی چاہیے۔ دیگر رسپانڈنٹان صحیح طور پر مدعیہ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

چنانچہ ہم ڈگری عدالتِ ماتحت کو اسطرح پر ترمیم کرتے ہیں کہ بجائے رقم عطا کردۂ عدالتِ مذکور کے مبلغ ۶۷۷ روپے کی رقم مع خرچہ کے قائم کرتے ہیں جو رسپانڈنٹ نمبر ۱ کو مدعیہ کو ادا کرنی چاہیے دیگر رسپانڈنٹان کو اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرنا چاہیے۔ ڈگری ترمیم کیگئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس رانا ڈی صاحب جسٹس و کر صاحب جسٹس

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

گوپال وینکٹس و تیکراتبداً مدعا علیہم اپیلانٹان بنام کرشنا راؤ وینکٹس نگر ابتداً مدعی رسپانڈنٹان*

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم تدات ۱۳۶ و ۱۳۸ و ۱۴۴۔ علامتی قبضہ۔ خریدار نیلام۔ نالش واسطے دلاپانے قبضہ کے مدیون ڈگری سے۔ میعاد

جہانکہ خریدارِ نیلام عدالت نے علامتی قبضہ حاصل کیا ہو تو وہ یا اسکا منتقل الیہ مدیون ڈگری پر ایک نالش واسطے دلاپانے واقعی قبضہ کے اُس علامتی قبضہ کے حاصل کرنے کی تاریخ سے بارہ سال کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔ مد ۱۳۸ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہوتی ہے۔

مدات ۱۳۶ و ۱۳۸ و ۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) اُن مقدمات سے متعلق ہیں جہاں کوئی قبضہ باضابطہ یا واقعی بوساطت عدالت کے حاصل نکیا گیا ہو۔

مد ۱۳۶ اُس خانگی خریدار سے متعلق ہے جسنے ایک ایسے شخص سے خرید کی ہو جو قابض نہو۔

---

* اپیل دوم نمبر ۳۲۵ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۹۶ء
گوپال
بنام
کرشنا راؤ

مد ۱۳۷۔ ایک خریدار نیلام حقوق ایسے شخص سے متعلق ہے جو قابض ہو۔

مد ۱۳۷۔ اُس صورت مین متعلق ہے جبکہ واقعی خریدار ایسی مدیون ڈگری کے حقوق کی نسبت کئیگئی ہو جس نے نیلام تک قبضہ

جبکہ ایک خریدار نیلام یا اُسکے منتقل الیہ نے باضابطہ قبضہ حاصل کیا ہو مگر جس مین مدیون ڈگری یا اُسکے ورثا نے دخل

اندازی کی ہو جنہوں نے اپنا قبضہ جاری رکھا ہو تو مد ۱۴۴ متعلق ہوتی ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آرنائیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب ہیرالال کرپا رام

ہبار ڈینیٹ جج درجۂ دوم کراد۔

ایک شخص سوامی راؤ اور رام کشن (اپیلانٹ مدعاعلیہم) ایک غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود کے اراکین تھے۔

سوامی راؤ نصف حصہ کا اور رام کشن ½ حصۂ مکان متنازعہ کا مالک تھا۔

۱۸ اپریل ۱۸۸۵ء کو باجرا ایک ڈگری زر نقد کے جو اُنکے برخلاف صادر کیگئی تھی دونو کے حصص

نیلام کئے جاکر ایک شخص اپاجی نے خرید کر لئے تھے۔ نیلام مذکور عدالت نے ۷ جولائی ۱۸۸۵ء کو منظور کیا

تھا اور اُسنے علامتی قبضہ ۲۹ جولائی ۱۸۸۵ء کو حاصل کیا تھا۔

۱۰ جولائی ۱۸۸۹ء کو اپاجی نے اپنا استحقاق واقعہ مکان مذکور مدعی کے باپ اسودیو کے پاس فروخت کر دیا تھا۔

۳۰ جون ۱۸۹۶ء کو مدعیان نے نالش حال واسطے دلایانے بذریعہ تقسیم اپنے ½ حصہ مکان کے بدین

بیان رجوع کی تھی کہ اُنکو مدعاعلیہم نے ماہ فروری ۱۸۹۵ء مین بیدخل کر دیا ہے۔

مدعاعلیہم نے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا تھا کہ وہ ہمیشہ قابض رہے ہین اور دعوے

زائد المیعاد ہے۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش زائد المیعاد نہین ہے اور کہ وہ تابع مد ۱۳۶۔ ایکٹ میعاد

(۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے اور کہ میعاد ۷ ماہ جولائی ۱۸۸۵ء سے گذرنی شروع ہوئی تھی جبکہ نیلام منظور

کیا گیا تھا اسلئے مدعیان کے دعوے کی ڈگری دیگئی تھی۔

فیصلۂ مذکورہ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکھا تھا مگر اُسنے قرار دیا تھا کہ نالش

تابع مد ۱۳۰۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے۔

اِس فیصلہ کی ناراضی سے مدعاعلیہم نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

بی۔ اے بہاگوت منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم)

بہائی شنکر نانا بہائی منجانب ریسپانڈنٹان (مدعیان)

سنہ ۱۹۰۰ء
گوپال بنام
کرشنا راؤ

رانا ڈے صاحب جسٹس:- صرف ایک ہی سوال جو اپیل ہذا مین اُٹھایا گیا ہے سوال میعاد کے متعلق ہے۔

ابتدائی نالش واسطے دلاپانے قبضہ بذریعہ تقسیم ⅜ حصہ مکان متنازعہ کے رجوع کیگئی تھی جس کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ اسکا ½ حصہ رام کرشن کی اور ⅛ حصہ سوامی راؤ کی ملکیت تھی۔ رام کرشن اپیلانٹان حال کا باپ تھا جو نالشِ ابتدائی مین مدعا علیہم تھے۔ ہر دو حصص مذکور ایک شخص اپاجی نے ۱۰- اپریل ۱۸۸۵ء کو ایک نیلام مین خرید کئے تھے۔ نیلام مذکور ۷- جولائی ۱۸۸۵ء کو منظور کیا گیا تھا اور اپاجی نے باضابطہ قبضہ ۲۹- جولائی ۱۸۸۵ء کو حاصل کیا تھا اُسنے بعد مین اپنا استحقاق ۱۰- جون ۱۸۹۰ء کو مدعیان کے باپ کے پاس فروخت کر دیا تھا اور نالش حال مدعیان نے ۳۰- جون ۱۸۹۷ء کو رجوع کی تھی اس وجہ پر کہ بعد وفات اُنکے باپ کے مدعیان کو مدعا علیہم پسران رام کرشن نے ماہ فروری ۱۸۹۵ء مین بیدخل کر دیا ہے۔

اہم جوابدعوے یہہ تھا کہ مدعا علیہم ہمیشہ اپنے آبا ؤ اجداد کے وقت سے قابض رہے ہین اسلئے کوئی بیدخلی وقوع مین نہین آئی اور کہ مدعیان کا دعوے زائد المیعاد ہے۔

عدالتِ اول مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ نالش تابع مد ۱۳۶ کے ہے اور کہ ہتناع میعاد ۷- جولائی ۱۸۸۵ء سے شروع ہوا تھا جبکہ نیلام منظور کیا گیا تھا۔ اسلئے دعوے زائد المیعاد نہین ہے۔ سبارڈینیٹ جج نے زیادہ تر مقدمہ موسیما چندر بنام نوبن چندر رے (۱) پر انحصار کیا تھا۔ بصورت عدم موجودگی اس فیصلہ کے وہ یہ قرار دینے پر تیار ہوتا کہ مد ۱۳۸ نہ کہ مد ۱۳۶ امقدمہ سے متعلق ہے۔ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تھا کہ مد ۱۳۸ نہ کہ مد ۱۳۶ امقدمہ پر حاوی ہے مگر اُنسنے یہ قرار دیا تھا کہ مد ۱۳۸ کے متعلق کرنے مین میعاد ۱۰- اپریل ۱۸۸۵ء سے گذرنی شروع نہ ہوئی تھی بلکہ تاریخ بحالی نیلام ۷- جولائی ۱۸۸۵ء سے شروع ہوئی تھی چنانچہ اُنسنے عدالتِ اول کی ڈگری کو بحال رکھا تھا۔

برطبق اپیل دوم مسٹر بھاگوت نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ مد ۱۳۸ امقدمہ سے متعلق ہے اسلئے عدالتِ اپیل ماتحت نے یہ قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ میعاد تاریخ منظوری نیلام سے نہ کہ تاریخ نیلام سے گذرنی شروع ہوئی تھی۔ مسٹر بھائی شنکر منجانب رسپانڈنٹان نے اُس ڈگری کی تائید جسکی کہ نار اضی سے اپیل کیا گیا ہے اُن وجوہات پر نہین کی جو کہ فیصلہ مین بیان کی گئی ہین۔

(۱) دسنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۹۔

سنہ ۱۹۰۰ء
گوپال بنام
کرشنا راؤ

اُسنے اس بلا واسطہ وجہہ پر انحصار کیا ہے کہ نہ تو مد ۱۳۶ اور نمبر ۱۳۸ مقدمہ سے متعلق ہے۔ چونکہ باضابطہ قبضہ خریدار کو عطا کیا گیا تھا اسلئے مد ۱۴۴ متعلق ہوتی تھی اور میعاد بمقابلہ مدیون ڈگری کے پسران اپیلانٹان حال کے تاریخ نیلام سے یا تاریخ بحالی نیلام سے نہین بلکہ اُسوقت سے گذرنی شروع ہوئی تھی جبکہ قانونی قبضہ عطا کیا گیا تھا۔

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عذر رسپانڈنٹان کے وکیل کا درست ہے اور کہ ڈگری عدالتہائے ماتحت بحال رکھی جانی چاہیئے مگر اُن وجوہات سے مختلف وجوہات پر جو کہ فیصلجات عدالتہائے مذکور مین درج ہین۔ ہمین شبہہ نہین کہ عدالت اول نے مقدمات امبیکا چرن بنام مادہب گہوسال (۱) و جگوبندہو بنام پورنا نند (۲) کا حوالہ بطور ایسی سندات کے دیا ہے جنسے یہ رائے ظاہر ہوتی ہے کہ چونکہ خریدار نیلام آپاجی نے باضابطہ قبضہ حاصل کیا تھا اسلئے ایک جدید عرصۂ میعاد آپاجی کو اور آپاجی سے اُسکے منتقل الیہم کو حاصل ہوا تھا۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ مقدمہ امبیکا چرن بنام مادہب گہوسال (۳) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ جب باضابطہ قبضہ ڈگریدار کو اجرا مین عطا کیا گیا ہو تو وہ اور اُسکے منتقل الیہم مدیون ڈگری پر قبضہ کی نالش اُسوقت سے بارہ سال کے اندر کر سکتے ہین جبکہ ایسا باضابطہ قبضہ عطا کیا گیا ہو اُن ججان نے جنہوں نے کہ مقدمہ مذکور کو منفصل کیا تھا مقدمہ پیاری موہن بنام جگوبندہو سین (۴) کو ممیز کیا تھا کیونکہ اُس مقدمہ مین باضابطہ قبضہ عطا نکیا گیا تھا اور اُنہوں نے فیصلۂ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ گنگا گوبند بنام بہوپال چندر (۵) کی پیروی کی تھی۔ کیونکہ اُس مقدمہ مین باضابطہ قبضہ اُس طریق کے مطابق عطا کیا گیا تھا جو صرف ایک ہی طریق عطائے قبضہ کا تھا۔ مقدمۂ جگوبندہو بنام رامچندر (۶) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ علامتی حوالگی قبضہ بمقابلہ مدعا علیہ کے جائز ہے اور اگر اُسنے واقعی قبضہ جاری رکہا ہو تو وہ بذریعہ جداگانہ نالش کے تاریخ بیدخلی سے بارہ سال کے اندر بیدخل کیا جا سکتا ہے بمقابلہ اشخاص ثالث کے بلاشبہ طور پر باضابطہ قبضہ کچہہ مفید نہین ہوتا مقدمہ لوکیسر کور بنام پرگن رائے (۷) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ مابین فریقین کے باضابطہ قبضہ انتقال استحقاق پیدا کرتا ہے۔ مقدمہ کرشنا لال بنام رادہا کرشن (۸) مین واقعات کسیقدر مخصوص تھے باضابطہ قبضہ کے بعد کوئی فعل نہ کیا گیا تہا اسلئے قرار یہ دیا گیا تھا کہ وہ بے سود تہا اور مقدمہ تلع

(۱) (۱۸۷۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۸۷۰۔ (۲) (۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۳۰۔
(۳) (۱۸۷۹ء) " " " جلد ۴ صفحہ ۸۷۰۔ (۴) (۱۸۷۵ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۱۸۔
(۵) (۱۸۷۳ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۱۔ (۶) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۸۴۔
(۷) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۶۔ (۸) (۱۸۸۳ء) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲

سنہ ۱۹۰۰ع
گوپال راؤ
گوشت راؤ

مد ۱۳۸ کے قرار دیا گیا تہا۔ مگر فیصلہ مذکور بروئے فیصلہ مقدمہ جگو بند ہو بنام پورنانند (۱) کے منسوخ کیا گیا ہی فیصلہ مقدمہ گوسائین ولمر پوری بنام ہیپ بہاری (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح جبر علامتی قبضہ مقابلہ ایک فریق ثالث کے مفید قرار نہ دیا گیا تہا جو اُس مقدمہ مین ایک مستقل پٹہ دار تھا۔

اب ہم اُس فیصلہ پر غور کرتے ہین جسپر کہ عدالت ماتحت نے انحصار کیا ہے یعنے مقدمہ موہیما چندر بنام نوبن چندر رائے (۳) مگر مقدمہ مذکور صریح طور پر متعلق نہین ہے کیونکہ خریدار نیلام نے کبھی قبضہ حاصل نہ کیا تہا اور مد ۱۳۶ مناسب طور پر واقعات مقدمہ سے متعلق کیگئی تہی۔ جہان خریدار نیلام نے باضابطہ قبضہ حاصل کیا تہا مگر واقعی قبضہ مدعاعلیہ نے جاری رکہا تہا وہان (۱) نظیر ہو مقدمہ ہری موہن بنام سہورالی (۴) یہ قرار دیا گیا تہا کہ مد ۱۴۴ متعلق ہوتی ہے اور میعاد تاریخ حصول قبضہ علامتی سے گذرنی شروع ہوتی ہے۔ اس نظر ثانی سندات کلکتہ سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت ادنے نے یہ قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ مقدمہ مد ۱۳۶ کی ذیل مین آتا تہا اور فیصلہ مقدمہ موہیم چندر متعلق ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر وجوہات پر عدالت ضلع نے مد ۱۳۸ کو متعلق کرنے مین مناسب نوعیت نالش ہذا کو غلط سمجہا ہے صاحب جج ضلع اُس حد تک درستی پر تہا جہانتک کہ اُسنے بدیہی فیصلجات مقدمات اردیو گا بنام چوکالنگم (۵) و پولیا بنام رامیا (۶) و گووند بنام گنگا جی (۷) کے اور فیصلہ مقدمہ موہیم چندر بنام نوبن چندر رائے (۸) کو ناپسند کرکے یہ قرار دیا تہا کہ مد ۱۳۶ متعلق نہین ہوتی۔ مگر جب اُسنے یہ خیال کیا ہے کہ مد ۱۳۸ متعلق ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے اس امر واقعہ کو نظر انداز کیا ہے کہ صورتحال مین خریدار نیلام کو باضابطہ قبضہ عطا کیا گیا تہا جس سے اُسکو بمقابلہ مدیونان ڈگری اور مدعاعلیہم کے جو اُسکے زیر اثر ہین جدید میعاد عطا ہوگئی تھی۔ یہ رائے صریح طور پر مقدمہ اگرچند بنام رکہا (۹) مین ظاہر کیگئی تھی جہان باضابطہ قبضہ عطا کیا گیا تہا اور قرار دیا گیا تہا کہ میعاد تاریخ بیدخلی سے گذرنی شروع ہوئی تہی باضابطہ قبضہ کے دیئے جانے کے اثر پر مقدمہ لکشمن بنام مورو (۱۰) مین غور کیا گیا تھا۔ اور

(۱) ([illegible]) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۳۰۔ (۲) ([illegible]) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰ ۔
(۳) ([illegible]) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۴۹۔ (۴) ([illegible]) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۷۱۵۔
(۵) ([illegible]) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۳۱۔ (۶) ([illegible]) " " مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۴۔
(۷) (۱۸۹۵ع) " " بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۲۴۶۔ (۸) ([illegible]) " " کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۹۴۔
(۹) ([illegible]) " " جلد ۱۲ صفحہ ۶۷۸۔ (۱۰) ([illegible]) " بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ع
گوپال بنام
کرشنا راؤ

ٹیاننگ صاحب جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ کوئی فرق مابین علامتی اور واقعی قبضہ کے اسصورت مین نہین ہے جہانکہ تنازعہ مابین خریدار نیلام یا اسکے منتقل الیہم کے جنہون نے کہ باضابطہ قبضہ حاصل کیا تہا اور مدیون ڈگری یا اُسکے ورثا کے تہا یہہ بہی قرار دیا گیا تہا کہ دفعہ ۱۳۸ متعلق نہین ہوتی مگر دفعہ ۱۴۴ متعلق ہوتی ہے اور میعاد تاریخ بیدخلی سے شروع ہوتی ہے مقدمہ تنکر لبٹو بنام نرسنگراؤ (۱) مین اُس خریدار نیلام کا استحقاق درجاع نالش بحال رکہا گیا تہا جسنے کہ علامتی قبضہ حاصل کیا تہا مقدمہ گوپالداس بنام تہاکر سنگہ (۲) مین وہی رائے بحال رکہی گئی تہی ۔

پس معلوم یہ ہوگا کہ مقدمہ حال دفعہ ۱۳۸ کی ذیل مین نہین آتا جسکی کافی وجہہ یہہ ہے کہ باضابطہ قبضہ خریدار نیلام کو عطا کیا گیا تہا اور تنازعہ مابین مدیون ڈگری کے پسر اور منتقل الیہ خریدار نیلام کے تہا دفعات ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ صریح طور پر اُن مقدمات سے متعلق ہین جہان کوئی قبضہ علامتی یا واقعی بوساطت عدالت کے حاصل نکیا گیا ہو ۔ دفعہ ۱۳۶ ایک خانگی خریدار منجانب شخص غیر قابض سے متعلق ہے ۔ دفعہ ۱۳۷ ایسے شخص کے حقوق کے خریدار نیلام سے متعلق ہے جو قابض ہو مگر دفعہ ۱۳۸ اُسصورت سے متعلق ہے جب خریداری نیلام اُس مدیون کے حقوق کی نسبت کیگئی ہو جو تاریخ نیلام پر قابض ہو ۔ ان دفعات مین سے کوئی بہی خریدار نیلام یا اُسکے منتقل الیہ کی صورت سے متعلق نہین ہے جبکہ اُسنے باضابطہ قبضہ حاصل کیا ہو اور جسکے قبضہ مین مدیون ڈگری یا اُسکے ورثا نے خلل اندازی کی ہو جنہون نے واقعی قبضہ جاری رکہا ہو جیسی کہ صورت تنازعہ حال مین موجود ہے ۔ ایسی صورت مین جملہ عدالتہاے اس امر کے قرار دینے مین متفق ہین کہ دفعہ ۱۳۸ متعلق نہین ہوتی بلکہ دفعہ ۱۴۴ متعلق ہوتی ہے ۔

مطابق اس تعبیر کے اُس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے جو کہ عدالت اپیل ماتحت نے اپنے فیصلہ مین اختیار کیا ہے یعنے یہہ کہ گو دفعہ ۱۳۸ متعلق ہوتی ہے تاہم میعاد تاریخ نیلام سے گذرنی شروع نہین ہوتی بلکہ تاریخ منظوری نیلام سے گذرنی شروع ہوتی ہے یہہ سا صحیح طور پر خلاف فیصلہ مقدمہ گوجنہ بنام گنگا جی (۳) کے ہے اور وہ نا مطابق صحیح الفاظ ایکٹ کے ہے وہ وجوہات جو صاحب جج نے مبنی بر دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بیان کی ہین اُنپر مدراس ہائیکورٹ نے مقدمہ وینکٹ لنگام بنام ویرا سامی (۴) مین غور کیا ہے

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۶۷ ۔ (۲) (سنہ ۱۸۸۲ع) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۴ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۹ع) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۲ ۔ (۴) (سنہ ۱۸۹۵ع) " " مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۹۸ ۔

سنہ ۱۹۰۱ع
ولبھداس
بنام
کرشناراؤ

معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے اس امر واقعہ کو ملحوظ نہین رکہا کہ مدعا علیہ ۳ مین مدیونڈگری تاریخ نیلام پر قابض ہوتا ہے اور وہ بروئے دو ماسبق دفعات کے قابض نہین ہوتا یہی وجہ اختلاف الفاظ دفعہ مذکور وہ دو دفعات ماقبل کی ہے مگر اس امر پر مزید بحث کرنا ضروری نہین ہے۔ پس اسطرح پر وجوہات بیان کردہ عدالتہا ماتحت سے اختلاف کر کے ہمارا اطمینان ہوگیا ہے کہ انہون نے رسپانڈنٹ مدعی کے استحقاق ارجاع نالش کی نسبت درست فیصلہ کیا ہے۔ ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر لارنس جنکنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس چندا ورکر صاحب جسٹس

۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ع

ولبھداس جمناداس و دیگر دو دیگر مدعا علیہم اپیلانٹان بنام سکر بائی و دیکر کسن دیگر ابتا مدعیہ رسپانڈنٹ[*]

دہرمشاستر۔ وراثت بہائی کے پوتے کو نواسہ کی بیوہ پر فوقیت دیا جانا۔

ایک نواسہ کی بیوہ اپنے شوہر کے نانا کی جائداد کی وارث ہونیکی مستحق بہ نسبت اس شخص کے فوقیت کے ساتھ نہین ہے جو اس نانا کے منقسمہ برادر کا پوتا ہو۔

اپیل بنا رہنی فیصلہ کردہ صاحب جسٹس۔

وہ سوال جو نالش ہذا مین اٹہایا گیا تہا ایک متوفی ہندو کی جائداد کی وراثت سے متعلق ہے۔

جائداد متنازعہ ایک شخص نرو تمداس نارنداس کا ترکہ ہے جو سنہ ۱۸۷۲ع مین ایک بیوہ دیوکا بائی اور تین نواسے (متہورداس۔ ننسے و جیونداس) ایک فوت شدہ دختر (دیولی) کے پسران چہوڑکر فوت ہوا تہا۔

مدعیہ اسکو بائی ننسے نواسگان مذکور مین سے ایک کی بیوہ تہی اور مدعی نمبر ۲ اسکا خسر لکہمیداس کبہی شوہر متوفیہ دیولی تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ ولبھداس ایک بہائی کا پوتا نرو تمداس نرنداس کا تہا یعنی جمناداس کا پسر جو دیو یداس منقسمہ برادر نرو تمداس نرنداس کا پسر تہا۔

---

[*] نالش نمبر ۳۵۴ سنہ ۱۸۹۹ع اپیل نمبر ۱۰۹۹

[ذیل کے شجرہ] نسب سے رشتہ فریقین ظاہر ہوتا ہے :-

زندداس

[نروتم]داس شوہر دیوکابائی — [۱۸۷]۵ء مین فوت ہوا — سنہ ۱۸۹۰ء مین فوت ہوا

دیوی داس — نروتمداس سے پہلے فوت ہوا

دیولی زوجہ لکھمیداس کہمجی — مدعی ۲

جمناداس شوہر جوربائی المعروف گوکی بائی (مدعا علیہا ۲)

متہورداس شوہر گوکی بائی — سنہ ۱۸۷۵ء مین فوت ہوا — سنہ ۱۸۹۵ء مین فوت ہوئی

ننسے شوہر سکربائی (مدعیہ ۱) جیونداس — سنہ ۱۸۸۵ء مین فوت ہوا

دلبہداس (مدعا علیہ ۱) — (سنہ ۱۸۷۵ء مین بلا اولاد فوت ہوا)

نروتمداس زنداس کی وفات پر جو ماہ مئی سنہ ۱۸۷۲ء مین وقوع مین آئی تہی اسکی بیوہ دیوکابائی جائداد کی وارث ہوئی تہی اور اُس سے اپنی وفات موقوعہ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء تک متمتع ہوتی رہی تہی - اُسکے تین پوتے (متہورا داس ونسے وجیونداس) اُس سے پہلے فوت ہوگئے تہے - اُنمین سے دو یعنی متہورا داس اور ننسے بیوگان چہوڑ گئے تہے -

مدعیان نے یہ عذر کیا تہا کہ اسکی وفات پر جائداد بیوگان مذکورہ گوکی بائی و مدعیہ سکربائی کے نام بحیثیت ورثائے نروتمداس زنداس کے منتقل ہوئی تہی - گوکی بائی سنہ ۱۸۹۵ء مین فوت ہوئی تہی اور مدعیان نے یہ دعوی کیا تہا کہ اُسکا حصہ یا تو مدعیہ ۱ سکربائی کے نام بحیثیت وارث نروتمداس زنداس کے یا مدعی ۲ لکھمیداس کہمجی مدیر شوہر گوکی بائی کے نام منتقل ہوا تہا -

مدعا علیہ دلبہداس نے یہ عذر کیا تہا کہ دیوکی بائی کی وفات پر یا تو وہ خود یا اسکی مان (مدعا علیہا ۲ گوکی بائی) کل ترکہ نروتمداس زنداس کی مستحق ہوئی تہی جو کہ دیوکابائی کے قبضہ مین بحیثیت اسکی بیوہ کے تہی -

پس سوال یہ تہا کہ آیا مدعیہ سکربائی بیوہ نواسہ اُس جائداد کی وارث جو کہ اسکے شوہر کے نانا کی تہی اُن اشخاص کی نسبت خصوصیت کے ساتہہ ہوتی ہے جو اُس نانا کے متوفی برادر کے پوتے تہے -

کروصاحب جسٹس نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان سکربائی و گوکی بائی بر طبق وفات دیوکابائی کے وارث ہونے کی مستحق تہین اور گوکی بائی کی وفات پر جو سنہ ۱۸۹۵ء مین واقعہ ہوئی تہی اُسکا حصہ باقی جائداد کے ساتہہ سکربائی کے نام منتقل ہوا تہا اسلئے اُسنے فیصلہ بحق مدعیان صادر کیا تہا -

مدعا علیہم نے اپیل کیا -

لنگ (ایڈووکیٹ جنرل) و مشا لنگ و رکیس بجانب دلبہداس اپیلانٹ مدعا علیہ ۱

سنہ ۱۹۰۰
ولبھداس
بنام
سکریٹری

برنیسن دسی ایچ سیتل واعدوی ایس بہنڈرکر منجانب مدعا علیہ کے وارث ہے جکی اجازت دیگئی تھی مین علم ناقابلیت وراثت نواسہ کی بیوہ سے فوقیت کے ساتھہ وارث ہے نواسہ خاص وجہہ سے شامل نہین ہے کیونکہ بیوہ کو وارث ہونیکی اجازت ادا کرنا چاہئے۔ مگر یہ وجہ اسکی بیوہ سے متعلق نہین ہوتی ملاحظہ ہو لکشمی بائی (۲) دہرم شاستر مین جیسا فقرہ ۱۵۱ ویسٹ و بہلر صاحبان صفحہ ۶۶ ہے کہا گیا ہے کہ کبھی متوفی وارث کی بیوہ کہین باپ کیطرف منسوب ہوتا ہے اور اپنے باپ کے گوتر مین شامل ہوتا ہے نہ کہ نانا کے۔ دعوی عدالت مین پیش بند ہوتا ہے۔ یہ امر واقعہ کہ وہ ایک شمار کردہ وارث ہے اسکو ایک گوتراج سپنڈا
بیوہ اسکی قایم مقام بطور بندہو کے یعنی بعد جملہ گوتراجا سپنڈگان کے ہوتی ہے وہ اسطور سے۔ وجہ ندکہ بیٹے وارث کے اسکی قایم مقام نہین ہوتی۔ جملہ گوتراجا سپنڈگان قبل بندہولان کے وارث ہونے کی وجہہ سے ملاحظہ ہو کتاب ویسٹ و بہلر صاحبان صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰۔ مینڈلک صفحہ ۱۲۲ سرودہیکاری صفحات ۲۹۶ بہاچاریا صفحہ ۶۴۴۔ کیسر بائی بنام ولب اوجی (۳)، واسودیو بنام سکرٹری آف سٹیٹ (۴) سیتہو راما بنام بوناٹل (۵) قبل ازین نواسہ کی بیوہ کی طرف سے کبھی دعوی نہین کیا گیا۔ بہتیجے کے لفظ مین بہتیجے کا پسر شامل ہے۔

میکفرسن و جاڈین منجانب رسپانڈنٹان مدعیان ،، ۔ نواسگان کی بیوگان مستحق ہوتی ہین۔ بمبئی مین بیوگان اپنے شوہران کے گوتراجا سپنڈگان کی حیثیت سے مالک ہوتی ہین ملاحظہ ہو للو بہائی بنام مانکو بائی (۶) نواسہ ایک گوتراجا سپنڈا ہے۔ بہتیجے مین بہتیجے کا پسر شامل نہین ملاحظہ ہو سر بہکتا بنام لکشمی نرا سمار (۷)۔

جنٹلمین صاحب چیف جسٹس و اپیل ہذا بنا رضی فیصلہ صاحب جسٹس کے کیا گیا ہے جسمین یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ آیا ایک نواسہ کی بیوہ اپنے شوہر کے نانا کی جایداد کی وارث ہونیکی مستحق اس نانا کے متوفی برادر کے پوتے کی نسبت فوقیت کے ساتھہ ہے صرف اسی پریذیڈنسی مین ایسا معاملہ ممکن ہوسکتا ہے کیونکہ صرف یہین عورتون کو ایسے حقوق عطا کئے گئے ہین جنکی وجہہ سے وہ ایسے واقعات کی موجودگی مین ممکن طور سے وراثت کا دعوی کرسکتی ہین

(۱) سنہ ۱۸۹۶ع بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۸ (۲) سنہ ۱۸۸۹ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۸
(۳) سنہ ۱۸۷۹ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۸۸ صفحہ ۳۰۳ (۴) سنہ ۱۸۹۰ع ،، ،، مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷
(۵) سنہ ۱۸۸۰ع ،، ،، مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۵۵ (۶) سنہ ۱۸۷۶ع ،، ،، بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۸
(۷) سنہ ۱۸۸۱ع ،، ،، ،، جلد ۵ صفحہ ۲۹۱ -

سنہ ۱۹۰۱ء
دلبہا اسس
بنام
مسکر بائی

فیصلجات عدالت ہذا مین خلاف اُن قواعد وراثت کے ہو دیگر ہندو یعنی ہندوستان اناث مرحج مین بیوگان متوفی گوتر اجاسپنڈگان کی بطور ورثا کے تسلیم کیگئی ہین اور امر فیصلہ طلب صورت حالیہ یہ ہے کہ آیا یہ استحقاق اُن اشخاص کی بیوگان کی حد تک وسیع کیا جانا چاہیئے جو جماعت مذکورہ کی ذیل مین نہ آتے ہون کیونکہ اس امر کی نسبت کوئی سوال نہین ہو سکتا کہ نواسہ ایک گوتراجاسپنڈ نہین ہے۔ یہ حقوق اناث ورثا کے بمبئی مین قانونی مقدمات کا نتیجہ ہین اسلئے یہ لازم ہوجاتا ہے کہ یہ معلوم کرنیکے واسطے محتاط طور سے مقدمات کا امتحان کیا جاوے تاکہ وہ کسی امر پر مبنی رکھے گئے ہین۔ بعض جدید مقدمات کو ترک کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فیصلہ مقدمہ لکشمی بائی بنام جیرام (۱) اس جدید خلاف ورزی کا ابتدا ہے۔ اس مقدمہ مین ایک گوتراجاسپنڈا کی بیوہ کا استحقاق وراثت قائم کیا گیا تھا وہ امر جسپر کہ فیصلہ مقدمہ مذکور مبنی ہے صفحہ ۵۶ پر درج ہے جہان یہ بیان کیا گیا ہے کہ :-

پرداداکی دادی کا ذکر کرنیسے (یعنی جد امجد بسلسلہ ذکور کی زوجہ یا بیوہ کا) اور اُن رشتہ داران کا ذکر کرنیسے جو سمانودکاران یا کبہی تیرہ پشت کے اندر کے ہون یہ امر صریح ہے کہ شارع کا منشا یہ ظاہر کرنیکا تھا کہ بحث متعلقہ تقسیم مثاکشرا کے جملہ سپنڈگان اور سمانودکاران کی عورتین ایسی سمجہی جانی چاہیئین جنکو کہ اپنے شوہران کے برابر حقوق وراثت حاصل ہون گا

جو کچھ کہ بعد مین بیان کیا گیا ہے اُس سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہی بیان قانون کا وسٹ وبہلر صاحبان نے صفحات ۵۲ و ۵۳ پر اپنے ڈایجسٹ کے دیباچہ مین کیا ہے ۔

دوسرا مقدمہ مقدمہ للو بہائی بنام مانکو بائی (۲) ہے جو سر میکالی ویسٹراپ صاحب سرچارلس سارجنٹ جج اور ویسٹ صاحب جسٹسان نے فیصل کیا تھا۔ اُس فیصلہ کا اصل یہ تھا کہ عورت دعویدار کا میاب ہونیکی مستحق ہے کیونکہ بسبب اُسکے ازدواج کے وہ اپنے شوہر کی گوتراجاسپنڈا ہوگئی تھی۔ مقدمہ مذکور بعد مین برطبق اپیل بحکام پریوی کونسل کے روبرو پیش ہوا تھا جہان ہائیکورٹ کا فیصلہ بحال رکھا گیا تھا۔ (للو بہائی بنام کاشی بائی (۳)) بعد کی رائے سر مائیکل اسمتھ صاحب نے ظاہر کی تھی جسنے مسئلہ زیر بحث مقدمہ مذکور کا ذکر بدین الفاظ کیا ہے :-

مین جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اگر عورت برطبق ازدواج کے اپنے شوہر کے گوتر مین شامل ہوجاتی ہے اور بطور تیری طور پر اسکو رشتہ مین شامل ہوجاتی ہے اور بصورت ہونے اُسکے خاندان مین تو کوئی امر مانع اسبات کا معلوم نہین ہوتا کہ

(۱) سنہ ۱۸۶۹ء بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ (۲) سنہ ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۸
(۳) سنہ ۱۸۸۰ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ -

سنہ ۱۹۰۰ع
ولبھداس بنام سکربائی

کہ اسکو بطور رکن خاندان مذکور کے بیٹے اُس تجویز وراثت کے وارث ہونیکی اجازت دیگئی جسمین عام ناقابلیت وراثت
عورات نافذ ہو۔ مسئلہ اختیار نہین کیا گیا۔ مگر گو یہ امر مطابق اُن مسلمہ اصولون کے ہو کہ بیوہ کو وارث ہونیکی اجازت
دیجائے تاہم استحقاق مذکور کی موجودگی ابھی تک ثابت نہین کیگئی۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہو کہ ایک گیمبی مفتہ دار کی بیوہ کہین
خاص نہین کیگئی اور نہ اُسکا ذکر بطور وارث اراکین خاندان شوہر خود کے کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ گو وراثت مین شامل
ہوسکتی ہی تو بحیثیت بیوی اُس گوترا جا سپنداگان کے شامل ہوتی جاسکتے اور اسی حیثیت سے اُسکا دعوی عدالت مین پیش
کیا گیا ہے "

اس فقرہ سے وہ وجہ صراحت کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے جسپر کہ گیمبی کی بیوہ کامیاب ہوئی ہے۔ وجہ مذکور یہ ہے
کہ وہ ایک گوترا جا سپندا اپنے شوہر کے خاندان کی ہے اور بروئے قانون پریزیڈنسی ہذا کے اپنی تانیث کی وجہ سے
مستثنے نہین کیگئی۔ اسلئے آیا کہ نواسہ کی بیوہ کو اصول مقدمات مذکور کی ذیل مین لانیکے واسطے یہ ثابت
کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے نانا کی گوترا جا سپندا ہی۔ مگر صریح طور پر وہ ایسی نہین ہے۔ اسمین شبہ
نہین کہ وہ اپنے شوہر اور اُسکے رشتہ داران پدری کی گوترا جا سپندا ہے اور نانا اُسکا رشتہ دار پدری
نہین ہے۔

اب صرف اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا کسی اور وجہ پر وہ فوقیت کی مستحق ہے۔ حجت یہ کیگئی ہی
کہ مدعیہ کو وہ فوقیت عطا نکیجائے جسکا کہ وہ دعوی کرتی ہے یہ بے ترتیبی شامل ہو کہ گو اُسکے شوہر کو متوفی کے
برادر اعیانی یا جد کے ورثائے ذکور پر فوقیت حاصل ہی تاہم وہ اُنکی بیوگان سے بھی پیچھے رکھی گئی ہے۔ اسلئے
حجت یہ کیگئی ہے کہ ہمکو اُسکی ساتھہ وہ اصول متعلق کرنا چاہیے جسکی کہ وجہ سے اُسکا شوہر فوقیت کے
ساتھہ بحیثیت وارث کے مستحق ہوتا تھا۔ وہ حجت جو بے ترتیبی کے بیان پر منحصر ہے اس وجہ
کو نظر انداز کرتی ہے جسکی رو سے بھائی کی بیوہ کی شمولیت جائز ہوتی ہے جو ایک ایسی وجہ ہے جیسا کہ
ہمنے اوپر ظاہر کیا ہے اور جو نواسہ کی بیوہ سے کوئی تعلق نہین رکھتی۔ وہ مسئلہ جسکے اختیار کیئے جانے
کے واسطے ہمکو کہا گیا ہے ایسا پرانا مسئلہ ہے جسکی رو سے نواسہ کل سلسلہ ورثا مین شامل کیا
گیا ہے مگر گو ایک دختر اور نواسہ کی حیثیت اُس ترتیب وراثت مین جو کہ اب رائج ہے تواریخی طور پر
اُسی اصول کیطرف منسوب کیجا سکتی ہے مگر دراصل وہ اپنے حقوق اس وجہ پر اخذ کرتے ہین کہ اُنکا ذکر
اہم مشروح مین بطور ورثا کے کیا گیا ہے اور نہ کوئی وجہ اس امر کی معلوم ہوتی ہے کہ کیون نواسہ کی

بیوہ کی حد تک اُس اصول کو وسیع کیا جائے جو اُسکے شوہر کے استحقاق سے متعلق بیان کیا گیا ہے گو تلجا سینگان کی بیوگان کو ہائیکورٹ بمبئی نے بطور ورثا کے باوجود موجود ہونے نفرات مذکور کے قرار دیا ہے نہ کہ بوجہ اُنکے موجود ہونیکے۔ نفرات مذکور کی تقریر مین مسلمہ رسوم و رواج اشخاص کے مطابق بنا ہونیکے واسطے کمی بیشی کیگئی ہے۔ مگر مین یہ معلوم کرنیکے ناقابل ہون کہ کوئی ایسی طرفداری بحق بیوہ نواسہ کے موجود ہے۔ اُسکی تائید بلاشبہ طور پر کسی شہادت بمقدمہ ہذا سے نہین ہوتی۔ اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا دعویٰ کبھی قبل ازین کیا گیا ہے۔ گو مقدمہ لکشمی بائی بنام جیرام کو فیصل ہوئے بتیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ مزید برآن تمیز بحق بیوگان گو تراجا سینگان کے قیاسی نہین ہے۔ بخلاف ازین یہ امر بہتر طور پر سمجھ مین آسکتا ہے کہ کسطرح پر وہ مسئلہ ایسی بیوگان کے دعویٰ کو تسلیم کرنے کا اُس صورت مین متعلق نہ ہونا چاہئے جبکہ وراثت کا دعوےٰ منجانب ایسی عورت کے کیا گیا ہو جو بروئے ازدواج کے اُس خاندان مین شامل نہ ہوئی ہو جسکی کہ ملکیت جائداد مذکور ہو۔

اِن وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ کسی نواسہ کی بیوہ کی صورت مین وہ استحقاق وراثت عطا نکرنا چاہیے جو کہ اُن عورتوں کو عطا کیا گیا ہے جو بروئے ازدواج کے گوتراجا سینگان ہوگئی ہون چنانچہ مین کرصاحب جسٹس کی ڈگری کو منسوخ کرکے نالش معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت خارج کرتا ہون۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور نالش خارج کیگئی۔

اٹرنیان مدعیان میسٹرز لٹل اینڈ کمپنی۔

اٹرنیان مدعاعلیہم میسٹرز منسکھ لال دموودر اینڈ جمشید جی۔

سنہ ۱۹۰۰ع
ہمنت راؤ
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ
ہند

ایسی صورتین وہ ایک ڈگری کا مستحق ہوا لاجبکہ اعلیٰ ترستحقاق فریق مقابل کی طرف سے ثابت کیا گیا ہو سوال ایسے مقدمات کے
یہ قرار دیا گیا ہے کہ قبضہ ایک شہادت استحقاق ہے اور کہ مدعی جبکہ ایسا قبضہ ثابت کرچکا بار ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ عاید کردیا
ہے جبکہ بادی النظری استحقاق ثابت کیا گیا ہو جیسا کہ مقدمہ ایسا بادی النظری استحقاق مدعی کی طرف سے ثابت کیا جاوے
جو ایک ڈگری واسطے استقرار کا دعویٰ کرتا ہو وہ ڈگری مذکور محض بوجہ یہ حاصل نہین کرسکتا کہ وہ قابض تھا اور مدعا علیہ کو
کوئی استحقاق حاصل نہ تھا محض ناجائز قبضہ بلا ثبوت کردہ دوسرے فریق پر ڈالنے کیواسطے ناکافی ہے۔

اپیل منجانب فیصلہ مسٹر ایچ جاپ صاحب ڈسٹرکٹ جج احمدنگر۔

نالش واسطے استقرار حق کے مدعیان نے نالش حال سنہ ۱۸۹۹ع مین عدالت ضلع احمدنگر مین بخلاف سکرٹری
آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل کے واسطے استقرار اس امر کے رجوع کی تھی کہ ایک خاص قطعہ اراضی واقعہ موضع سواگام
انکی ملکیت ہے اور یہ استدعا کی تھی کہ انکا قبضہ بحال رکھا جانا چاہیئے۔

انہون نے یہ بیان کیا تھا کہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۵۵ع کو انہون نے اراضی مذکورہ ایک شخص پاٹیل جعاد بوہندجی سے
خرید کی تھی جو اسوقت قایم مقام پاٹیل دیہہ تھا اور کہ وہ اسوقت سے برابر وقتی طور سے قابض چلے آئے ہین اور
کہ قبل خرید مذکور کے انکا بایع قابض رہا ہے اور کہ دوران قبضہ خود مین انہون نے گورنمنٹ کی رضامندی
سے اراضی مذکور پر عمارت بنالی ہے اور اسپر اسقدر روپیہ صرف کیا ہے اور کہ انکا قبضہ اب افسران
سرکاری کے احکام سے معرض خطر مین ڈالا گیا ہے۔

مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا تھا کہ اراضی مذکورہ اسکی ملکیت تھی اور وہ کبھی مدعیان یا انکے بایع کی ملکیت نہ تھی۔
معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۵ع مین ایک تحقیقات عدالت معاملہ اراضی دربارہ مالکیت اراضی مذکورہ کے
کیگئی تھی اور معاملہ دار نے یہ فیصل کیا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی ملکیت نہین ہے اور اسنے عہدہ داران دیہہ کو
ہدایت کی تھی کہ مدعیان کی طرف سے عمارت بنائے جانے مین دست اندازی نکرین۔

مگر صاحب جج ضلع نے نالش کو خارج کیا تھا انکی یہ رائے تھی کہ معاملہ دار کو کوئی اختیار سوال استحقاق
کے فیصل کرنیکا نہ تھا اور نالش ہذا مین انہون نے قرار دیا تھا کہ بار ثبوت استحقاق دربارہ اراضی کے ثابت
کرنیکا مدعیان کے ذمہ تھا اور کہ وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے تھے۔

مدعیان نے اپیل کیا۔

اپیل پر اجلاس ڈویژن بنچ جنکے صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس
[illegible] بحث ہوئی تھی

مگر آیا یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنکا قبضہ ایسی حیثیت کا ہے جس سے [illegible] بیان کردہ بہ دفعہ ۱۱
پیدا ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ آیا اُنکا قبضہ ایسا تہا جو عدالت قانون سے تسلیم کیا جانا چاہیے
مدعیان نے کسی شخص کو بہ جبر عمل کر کے قبضہ حاصل نکیا تہا اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنکا قبضہ با امن نتہا
کیونکہ جب ایک سوال اُنکے قبضہ کی نسبت اٹہایا گیا تہا تو معاملہ دار نے بعد تحقیقات کے یہ نتیجہ اخذ
کیا تہا کہ مدعیان قابض ہے مئے اور عدالت بانیکے مستحق ہین (خواہ درست یا غلط طور سے کیونکہ یہاں غرض
حال کے واسطے ضروری نہین ہے) مین اسموقعہ پر ایک امر واقع تقریر مخالف کے امکان پر غور نہین کر رہا
جو معاملہ کے آخر فیصل سے پیدا ہو۔ مین اُسی کارروائی کا ذکر کر رہا ہون جو کہ لگنے کی تہی بطور ایک ایسے امر کے
جس سے مدعیان کے قبضہ کی نوعیت پر روشنی پڑتی ہے۔ اور مین اسموقعہ پر یہ کہنے کے واسطے توقف
کرتا ہون کہ مین اس اظہار رائے کے جواز مین کوئی امر معلوم نہین کرتا جو سمجنے سے ہرگز ظاہر نہین
کر سکا کہ معاملہ دار نے نیک نیتی سے عمل نکیا تہا۔ میری رائے مین یہ کہنا خلاف بہتر طور پر قایم
شدہ اصول کے ہے کہ یہ ایک ایسا قبضہ نہین ہے جیسا کہ قانوناً تسلیم کیا جاتا ہے اور نہ ایسا قبضہ
ہے جو کل دنیا کے مقابلہ مین ماسوا اُس شخص کے جائز ہو جو بہتر استحقاق رکہتا ہو گویا دفعہ مذکور کو
بے معنی بناتا ہے اور گویا ایک ایسا مسئلہ ایزاد کرتا ہے جو قانون متعلق بہ جائداد کے مسلمہ اصول کے بالکل
برخلاف ہے۔ معاملہ مذکور کو پالک صاحب نے کتاب ٹارٹس (طبع چہارم) مین صفحہ ۳۳۲ پر بدین
الفاظ ترتیب دیا ہے: "بعض اوقات محض روک رکہنا کافی ہو سکتا ہے۔ مگر بہ رُوئے اصول کے
یہ کہنا زیادہ تر درست معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی اقتدار یا قبضہ بادی النظری شہادت اس امر کی ہے
کہ قابض (خواہ اپنی یا کسی اور شخص کیطرف سے) واقعی جائز قبضہ کا استعمال کرتا ہے اور ازان بعد
اگر اسکے خلاف ظاہر نہو تو نتایج قبضہ جائز کے پیدا ہوتے ہین۔ عملی نتیجہ یہ ہے ایک فریق ثالث
کا غیر مودہی دعوی (جو فریق ثالث کے استحقاق کے نام سے موسوم ہے) مداخلت بیجا یا تبدل
ہیئت کی معذرت مین پیش نہین کیا جا سکتا وہ بمقابلہ ایک زیانکار کے قبضہ استحقاق کی
وقعت رکہتا ہے یا جیسے کہ رومن ضرب المثل ہے کہ قبضہ مخالفانہ بدون قصور عام طور پر
مفید ہوتا ہے بنسبت اصلی جائداد کے وہ قبضہ جو مداخلت بیجا سے شروع ہوا ایک اجنبی کے
مقابلہ مین نہ صرف پہلی ناجائز قابض کیطرف سے بلکہ اُن اشخاص کیطرف سے محفوظ کیا جا سکتا ہے
جو اسکی وساطت سے دعویدار ہون در اصل وہ ایک بہتر بنائے استحقاق جملہ اشخاص کے مقابلہ مین
ماسوا اُس شخص کے ہے جو فی الحقیقت مستحق ہو"۔

سنہ ۱۹۰۰ ہنمنت راؤ بنام سکریٹری آف سٹیٹ

بطور سند اس موخر الذکر مسئلہ کے مسٹر پالک نے مقدمہ الیشر بنام وشلاک (۱) کا حوالہ دیا ہے جسکا اور ان مقدمات کا حوالہ مفید طور پر دیا جا سکتا ہے جنپر کہ وہ مبنی ہے۔ ایک فقرہ مین پالک صاحب نے بیان کیا ہے "یہ سندات کی رو سے صحیح طور پر فیصل نہین کیا گیا مگر اُن سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس سے کچھ فرق نہین آتا اگر واقعی قبضہ جسکی خلاف ورزی مدعا علیہ نے کی ہو نہ صرف بدون استحقاق ہو بلکہ صحیح طور پر نا جائز ہو"

ہمین شبہ نہین کہ مسائل مذکور قابل پابندی سندات نہین ہین مگر مین انکا حوالہ اسوجہ سے دیتا ہون کہ انمین قانون نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ امر کہ مقدمہ الیشر بنام وشلاک مین وہ صحیح ہے درج ہین جو پریذیڈنسی ہذا مین ملحوظ رکہے جانیچاہئین قطعی طور پر ایک مستند فیصلہ سے مسکائیل ویسٹراپ صاحب بمقدمہ پیرلج بنام نرائن (۲) مین فیصل کیا گیا ہے جو کہ عدالت ہذا کے اجلاس کامل سے سنہ ۱۸۸۲ع مین فیصل کیا تہا۔ دوران فیصلہ مین فاضل چیف جسٹس صاحب نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "مدعی کا قبضہ ایک بہتر استحقاق بمقابلہ ایک شخص کے ماسوائے اصلی مالک کے تہا پس ہم کوئی جائز وجہ مدعی کو کہنیکی نہین دیکہتے کہ وہ اُسوقت تک انتظار کرے جبتک کہ وہ بیدخل نکیا جائے اور نہ اُسکو اس امر کا استقرار حاصل کرنیسے باز رکہہ سکتے ہین جسکا بلا شبہ طور پر وہ مستحق تہا ہے یعنی یہ کہ اُسکا استحقاق بحیثیت قابض کے اُس شخص کے [illegible] مین جائز ہے جو قبضہ مذکور مین خلل اندازی کرنی چاہتا ہے اور جسکو اراضی متنازعہ کی نسبت استحقاق حاصل نہین ہے اور نہ کبہی اُسکو اراضی کا قبضہ حاصل ہوا ہے" اور ازان بعد بحوالہ اُسکے استحقاق قبضہ زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع کے اُسنے بیان کیا ہے کہ "مدعی مجاز ہے اگر وہ چاہے کہ اپنے استحقاق کی نسبت شہادت پیش کرے مگر اُسپر ایسا کرنا لازم نہین ہے مگر وہ اپنے استحقاق وصولی کو اپنے قبضہ پر مبنی رکہہ سکتا ہے اور دیگر بار استحقاق کے ثابت کرنیکا بار ڈال سکتا ہے یعنی استحقاق بیدخلی سائل کا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس کامل کلکتہ نے مقدمہ ادہا پیاری بنام لونن چندر (۳) مین ایسا ہی قرار دیا ہے اور یہ امر بالکل مطابق وقت اور منشاء قبضہ مندرجہ سندات انگلستان کے ہے جسکا کہ ہمنے حوالہ دیا ہے اور نیز مطابق دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت ہند سنہ ۱۸۷۲ع کے۔" ایک اور زیادہ تر مستند اظہار رائے ایک جدید مقدمہ پریوی کونسل اسمٰعیل عارف بنام محمد غوث (۴) مین درج ہے

(۱) سنہ ۱۸۶۵ع لاء رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۱ صفحہ ۱ (۲) سنہ ۱۸۸۲ع انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۱۵

(۳) سنہ ۱۸۶۶ع بنگال لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۷۰۸ -

(۴) سنہ ۱۸۹۳ع انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۳۴ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۰ صفحہ ۹۹

اُس مقدمہ مین مدعی نے اِس امر کے استقرار کی استدعا کی تہی کہ وہ تہا اور کامل مالک اراضی تہا اور یہ کہ وہ اغراض مذہبی و خیراتی کے واسطے وقف نکیگئی تہی اور یہ کہ مدعیکو اسکی کسی جزو مین کوئی حق حقوق مرافق حاصل تہی۔ مدعاعلیہ نے مدعی کے قبضہ سے انکار کیا تہا اور ایک وقف پر انحصار کیا تہا۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی قابض تہا اور مدعاعلیہ متولی تہا۔ مگر عدالت اپیل نے اِس امر کی نسبت ٹریولین صاحب جج سے اختلاف کرکے یہ قرار دیا تہا کہ ایک وقف موجود تہا اور اُسنے یہ قرار دینے سے انکار کیا تہا کہ مدعیکو استحقاق حاصل ہے جبکہ بطور امر واقعہ کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسکو کوئی حق حاصل نہین اسوجہ سے انہون نے مدعیکی نالش کو خارج کیا تہا۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ کے فیصل کرتیوقت رپورٹ کے صفحہ ۱۰۶ پر بیان کیا ہے کہ:۔

"حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت حال مین مدعیکے دعوی کی نوعیت بربنائے واقعات بیان کردہ فیصلہ غلط طور پر سمجہی گئی ہے۔ مدعیکا قبضہ ایک کافی شہادت استحقاق بطور مالک بمقابلہ مدعاعلیہ کے تہا۔ بروئے دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص (۱ سنہ ۱۸۷۷ع) کے اگر مدعی ماسوائے طریق قانونی کے کسی اور طرح پر بیدخل کیا جاتا تو وہ بذریعہ ایک نالش کے جو تاریخ بیدخلی سے چہ ماہ کے اندر کیجاتی قبضہ حاصل کرسکتا تہا باوجودیکہ کوئی اور استحقاق ایسی نالش مین ثابت کیا جاتا۔ اگر وہ اسطرح پر اُس شخص سے قبضہ حاصل کرسکتا تہا جو استحقاق کے ثابت کرنیکے قابل ہوتا تو یہ امر بلاشبہ طور پر درست اور قرین انصاف ہے کہ وہ اُس شخص کے مقابلہ مین جسکو کوئی حق حاصل نہین اور محض ایک فعل بیجا کنندہ ہے بحیثیت مالک کے استقرار حق کے حاصل کرنے کے قابل ہوتا اور ایک حکم امتناعی کے حاصل کرنیکا جسکی رو سے زیانکار اُسکے قبضہ مین خلل اندازی کرنیسے باز رکہا جائے عدالت اپیل نے مطابق فیصلہ محولہ بالا کے نالش کو خارج کیا ہے۔ اسلئے مدعاعلیہ اُس ناجائز دست اندازی کو بالارادہ طور پر جاری رکہہ سکتا ہے جو مدعی کے قبضہ مین کیگئی ہے جیسا کہ اُسنے حسب بیان فاضل ججان کے کیا ہے اور مدعیکو کوئی چارہ جوئی حاصل نہوگی حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ نالش خارج نکیجانی چاہئے تہی اور یہ کہ مدعی استقرار استحقاق متعلق بہ اراضی کا مستحق تہا اسکو واسطے اِس امر سے انکار کرنا ضروری نہتا کہ اراضی اغراض مذہبی و خیراتی کے واسطے وقف کیگئی تہی جس سوال پر کہ عدالتہائے ابتدائی و اپیل مین اختلاف ہوا ہے جسکو حکام عالیمقام اسوجہ سے فیصلہ نہین کرتے کہ مدعاعلیہ وقف امر کو پیش کرنے کا مستحق نہتا اور دیگر اشخاص پر مخالفانہ فیصلہ قابل پابندی نہتا استقرار مذکورہ ڈگری مین سے ترک کیا جانا چاہئے۔ حکام عالی مقام

سنہ ۱۹۰۱ء
ہنت راؤ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ عدالت اپیل کی ڈگری منسوخ کیجائے اور مدعاعلیہ کو حکم دیا جاے کہ اپیل بعدالت مذکور کا خرچہ ادا کرے اور ڈرپولین صاحب جسٹس کی ڈگری بحال کیجائے جسمین بجاے الفاظ ''تنہا اور کامل مالک'' کے الفاظ ''جائز طور پر قبضہ کا مستحق'' تبدیل کئے جائین اور بعد الفاظ ''متذکرہ بنالش ہذا'' کے یہ الفاظ ایزاد کئے جائین کہ ''جائیداد ہاے مذکور اغراض مذہبی وخیراتی کے واسطے وقف نہین کیگئین'' ''رسپانڈنٹ کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہئے''

اصول ہاے مذکور ایک جدید مقدمہ مین متعلق کئے گئے مین ملاحظہ ہو گنگارام بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۱) منفصلہ جارڈین صاحب دانادے صاحب جسٹسان۔ اُس مقدمہ مین مدعی نے ویسا ہی دعوی جیساکہ صورت حال مین کیا گیا ہے ایک قطعہ زمین واقعہ دہولیہ کی نسبت کیا تھا اور اُسنے اس امر واقعہ پر انحصار کیا تھا کہ دس یا پندرہ سال قبل اُسوقت کے اُسنے ایک مویشی گاہ اسجگہ پر بنایا تھا اور اُس سے پہلے وہ اُسپر ہر سال گہاس اور دانہ اور مٹی رکہنے کیواسطے چہپر بناتا تھا۔ صاحب جج ضلع نے شہادت متعلق بہ گہاس اور دانے کے رکہنے کے اور ہر سال چہپر بنانیکے غیر معتبر سمجہکر نالش کو خارج کیا تہا اور اس فیصلکی ناراضی سے مدعی نے اپیل کیا تہا۔ ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی استحقاق کو ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے اور اُسنے استقرار متدعویہ کے عطا کرنے سے انکار کیا تہا۔ مگر انہون نے مدعیکو ایک دادرسی مشعر محفوظی قبضہ عطا کی تہی اور ایسا کرنے مین انہون نے یہ بیان کیا تہا کہ بیگر عرضیدعوے مین ایک استدعا بدین مضمون درج ہے کہ مدعیکو کوئی اور دادرسی عطا کیجانی چاہئے جسکا کہ وہ مستحق ہو۔ اگر اُسنے دفعہ ۴۲ تمثیل (ضا) ایکٹ دادرسی خاص کا حوالہ دیا ہوتا یا اگر عدالت نے اُس تمثیل کو ملحوظ رکہا ہوتا جسکا تعلق نالشات بحالی قبضہ کے ساتہہ ہے تو یہ امر اغلب تہا کہ ایک تنقیح اِس امر کے متعلق اٹہائی جاتی کہ آیا مدعی مدعاعلیہ کے مقابلہ مین قابض رکہے جانیکا مستحق تہا۔ کوئی شہادت مدعاعلیہ کے استحقاق کے متعلق مسل مین موجود نہین ہے اور صاحب جج نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی کم از کم دس سال تک قابض رہا ہے اور اُسنے اراضی پر ایک چہپر بنایا تہا۔ ہماری یہ راے ہے کہ واقعات مذکور مقدمہ ہذا کو فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ اسمٰعیل عارف بنام محمد غوث (۲) کی ذیل مین لاتے ہین''

یہ مقدمہ نہایت درست کیونکہ اُسمین صریح طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ایک اراضی دہولیہ کی صورتمین بہی گورنمنٹ کسی عام قیاس پر انحصار نہین کرسکتی اور کہ بمقابلہ فریق قابض کے اُسپر استحقاق کا ثابت کرنا لازم

(۱) از ۱۸۹۵ء لو) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۹۸، (۲) (۱۸۹۳ء لو) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۰ صفحہ ۹۹

سنہ ۱۸۹۰ [illegible] راؤ بنام سکریٹری آف اسٹیٹ

مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا ایک خاص مقدمہ نہیں بدرست تریں اعلیٰ ہائیکورٹ ہے اور وہ مقدمہ حال سے متعلق ہے۔ مزید برآن مقدمہ مذکورہ تنہا نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۶۹ء میں مقدمہ شاما سندری دیبیا بنام کلکٹر مالدہ (۱) میں اصول ہائے ذیل مسٹر صاحب جسٹس نے قائم کئے ہیں جنمین کہ مدعا علیہ کلکٹر گورنمنٹ کا قائم مقام تھا یہ اگر مدعیہ یہ ثابت کر سکے کہ وہ جائداد متنازعہ پر اسوقت تک قابض تھی جبتک کہ مدعا علیہ نے بخلاف مرضی خود اور بلا وساطت عدالت قانونی کے بیدخل نکیا گیا تھی۔ تو مدعا علیہ سے اپنے استحقاق کا ثبوت طلب کیا جانا چاہئے۔ اگر مدعا علیہ اپنے استحقاق کے ثابت کرنے میں کامیاب ہو تو مدعیہ سے بہ تصور تمین بہتر استحقاق کا ثبوت طلب کیا جانا چاہئے۔ یہ امر غیر متنازعہ مسئلہ قانون ہے کہ شہادت قبضہ خواہ وہ کیسی ہی مختصر ہو استحقاق کی شہادت ہے۔ اصلی نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شہادت کم از کم ایک بادی النظری دعوی بحق اُس فریق کے ثابت کرنیکے واسطے کافی ہے جس کو کہ وہ دیگئی ہے ”۔

اغلب ہے کہ تمثیلات کا متعدد ہونا مشکل نہوگا۔ مگر میں اُن اصولہائے کی پیروی کرنے پر پابند ہون جو کہ اسطرح پر بیان کئے گئے ہیں جنکو کہ تیس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور جو عدالت ہذا میں ایک ایک ایسے فیصلہ میں بحال رکھے گئے ہیں جو ہمپر قابل پابندی ہے۔

پس قانون کی موجودہ صورت اسطرح پر ہے۔ میں اس امر سے آگاہ ہون کہ مینے ایک ابتدائی امر کے متعلق اسقدر تکلیف گوارا کی ہے مگر مینے اسوجہ سے ایسا کیا ہے کہ درست وقت قبضہ کی بلا ثبوت استحقاق کے میری دانست میں پوری درستی کے ساتھ معلوم نہیں کیگئی پس جب عیان قابض ہیں تو کسطرح پر مدعا علیہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اصلی مالک ہے؟۔ شہادت بمقدمہ ہذا جزواً دستاویزی اور جزواً زبانی ہے میں اولاً دستاویزی شہادت پر غور کرتا ہون۔ اسمین وہ بیانات شامل ہیں جو دستاویزات متعلق بہ متصلہ مکانات میں درج ہیں نہ کہ دستاویزات متعلق بہ زمین متنازعہ میں۔ دستاویزات مذکور کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مگر اُنمین ایک اشتہار نیلام اور ایک کرایہ نامہ اور ایک نقشہ اور وہ بیان مندرجہ دستاویزات مذکور شامل ہیں جسکو کہ مدعا علیہ نے بتائید اپنے دعوی کے پیش کیا ہے جنمین اراضی متنازعہ کا ذکر حدود اربعہ میں بطور سرکاری خالی زمین کے کیا گیا ہے اور بعض میں بطور خالی زمین کے مگر کس طرح پر ایسا بیان واقعہ متعلقہ ہو سکتا ہے؟

---

(۱) (۱۸۶۹ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۴۔

[illegible]

کوئی بھی عرضی مذکورکے لائق نہین ہے کیونکہ جہانتک کہ دفعہ ۱۳ الف کا تعلق ہے یہ کہنا ناممکن ہے
کہ ان دستاویزات مین سے کوئی ایک ایسا معاملہ تھی جسکی رو سے کوئی استحقاق زمین متنازعہ کی نسبت
پیدا کیا گیا تھا محض ایک ضمنی حوالہ استحقاق مذکور کا دیا گیا تھا اور معاملہ مذکور کا امر متعلقہ ایک اور
قطعہ زمین تھا اور نہ بخلاف اسکے وہ شرائط ثابت کیگئی ہین صرف جنکی کہ موجودگی مین ایک بیان زیر
دفعہ ۳۲ (۴) قابل پذیرائی ہوسکتا ہے اب صرف زبانی شہادت پر غور کرنا باقی ہے اور ایسا
کرنے مین اس امر کو ملحوظ رکھنا اہم ہے کہ درست غرض ثبوت کی کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا گورنمنٹ نے
جائداد کی نسبت استحقاق ثابت کیا ہے اور بجز اس امر کے یہ اہم ہے کہ قبل از وقت خیالات
دربارہ عام مالکیت سرکار سے متاثر نہوا جائے کیونکہ یہ ایک مقدمہ کا فیصلہ ایسے امور پر کیا جانا
چاہئے جو کہ اسمین ثابت کئے گئے ہون جیسے کہ ظاہر نہین۔ وہ موجود نہین ہین یا جیسا کہ لارڈ ولسبی صاحب نے
ظاہر کیا ہی "وہ امور جو ظاہر نہون اور وہ امور جو موجود نہون عدالت قانون مین یکسان سمجھے جاتے
ہین" یہ تین گواہان ایسے موجود ہین جنپر کہ مدعاعلیہ نے انحصار کیا ہے۔ گواہ ۱ بلونت ہی جسکی عمر
قریبا ۳۳ یا ۳۴ سال کی ہے۔ وہ ایک کلکرنی ہے اور اسنے اپنی شہادت مین جو ۱۸ نومبر ۱۸۹۹ء
کو دیگئی تہی یہ بیان کیا ہے کہ اسکو زمین مذکور کا علم گذشتہ گیارہ یا بارہ سال سے ہی۔ اسنے بیان
کیا ہے کہ "اس زمین پر کوئی عمارت نہ تہی جبکہ مینے اسکو اولاً دیکھا تھا جسکو گیارہ بارہ سال کا
عرصہ ہوا ہے۔ زمین مذکور خالی تہی جبکہ مینے کلکرنی کا کام شروع کیا تھا اسوقت سے نمنٹ ام حکم چند
اسپر قابض ہے۔ اسکو عرصہ دس سال کا ہوا ہے اسنے زمین پر عمارت بنانی شروع کی تہی ** **
جب اسنے عمارت بنانی شروع کی تہی مجھے معلوم نہین کہ آیا اسوقت کوئی زمین پر قابض تھا۔ مجھے
معلوم نہین کہ آیا گورنمنٹ یا کوئی اور شخص اسکا مالک ہے"

شہادت مذکور سے کسیطرح پر گورنمنٹ کا استحقاق ثابت نہین ہوتا۔ گواہ مذکور کا علم مدعی کے
مسلمہ قبضہ کی تاریخ سے صرف ایک سال قبل تک محدود ہے۔ وہ کسی رائے کے ظاہر کرنیکے قابل
نہین کہ آیا کوئی شخص اراضی پر عام حق رکھتا تھا دوسرا گواہ راما ہے جسکی عمر قریبا ۳۰ یا ۳۲ سال
کی ہے اور وہ سورگام سے ایک میل کے فاصلہ پر رہتا ہی اسنے بیان کیا ہے کہ زمین مذکور ایک خالی زمین تہی۔
مگر اسکو معلوم نہین کہ وہ کسکی ملکیت ہے۔ اس گواہ نے تسلیم کیا ہے کہ اسنے زمین مذکور پر تہپر پڑے ہوئے دیکھے ہین

سنہ ۱۹۰۰ع
ہمنت راؤ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

یہ سچ ہے کہ وہ سوارگام مین نہین رہتا بلکہ موضع این مین رہتا ہے جو تین میل کے فاصلہ پر ہے تاہم اُسنے
بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ وہان جایا کرتا ہے۔ اُسنے حلف لیا ہے کہ زمین مذکور پر چھپر تھا اور وہان مویشی باندہے
جاتے تہے۔ اُسنے بیان کیا ہے کہ ”مینے قریباً بیس سال تک دہونڈی کا قبضہ اراضی مذکور پر دیکھا ہے۔ دہونڈی
نے زمین مذکور حکم چند کے پاس رہن کی تہی۔ مینے یہ بات بہوجہ سے سُنی تہی کہ مین وہان اپنا گھوڑا باندہا
کرتا تہا“ ازان بعد اُسنے کسیقدر تفصیل چھپر کی کرکے یہہ بیان کیا ہے کہ حکم چند کی سالگرہ پر اُس
زمین پر کہانا دیا گیا تہا۔ سوالات جرح مین اُسنے یہہ بیان کیا ہے کہ وہ چھپر مین اپنا گھوڑا باندہا کرتا تہا اور
اُسنے حلف اٹہایا ہے کہ وہان مویشی باندہے جانیکے نشانات پائے جاتے تہے۔ یہہ امر واقعہ کہ گواہ مذکور ایک
ساہوکار رہتا بطور غیر معتبر بنانیوالے امر واقعہ کے بیان کیا گیا ہے جس مین اسکی متعلق اُس اظہار رائے کا
حوالہ دیتا ہون جوکہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے کیا ہے۔

وہ حکام عالیمقام بروئے فیصلہ زیر نگرانی حال اور ایک جزو حجت پیش کردہ سے یہ بیان کرنے
پر آمادہ کئے گئے ہین جیساکہ عموماً کمیٹی ہذا نے قبل ازین کئی موقعون پر بیان کیا ہے کہ عام قانونی اور مناسب
قیاسات امر واقعہ مقدمات ہندوستان کے فیصل کرنے مین نظرانداز نکئے جانے چاہئین خواہ کیسی ہی قابل
اعتبار وہ شہادت کیون نہو جوکہ عدالتہائے ہذا مین پیش کیگئی ہو یعنی حسب ضابطہ موازنہ وہان بہی
شہادت کو عطا کیا جانا چاہئے جیساکہ دیگر عدالتہائے مین کیا جاتا ہے اور کہ شہادت کسی خاص
صورت مین اسوجہ سے غیر معتبر نہ سمجہی جانی چاہئے کہ عموماً دیسی شہادت ناقابل اعتبار ہوتی ہے اور نہ
جہوٹی شہادت وسیع طور پر منسوب کیجانی چاہئے الاجبکہ کوئی اہم وجوہات بتائید اُسکی موجود ہون
اگر ایسی نامنظوری قبول کیجائے تو اُس سے فی الواقعہ دیگر اشخاص کے حقوق قیاسات کے تابع
ہوجائینگے نہ کہ بالارادہ فیصلہ مقررکردہ ججان کے تابع۔ اور نہ کل تواریخ اسوجہ پر مسترد کیجانی چاہئے
کہ بعض گواہان کی شہادت ناقابل اعتبار ہے“ ملاحظہ ہو راما منی بنام کلاستائی (۱)۔

بطور امر واقعہ کے مجہے یہ معلوم نہین ہوتا کہ صاحب جج ضلع نے اُس شخص کو غیر معتبر سمجہا تہا
جوکچہہ کہ اُسنے اُسکی متعلق بیان کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ”میری رائے مین اُسکی شہادت ثابت
کرنیکے واسطے کافی نہین ہے کہ دہونڈی پدر پاتل بوا زمین مذکور کا مالک تہا بالخصوص جبکہ بہی
بحق مدعیان پیش نہین کیا گیا اور اشتہار اور دیگر کاغذات متعلق بہ نیلام زمین متعلقہ بحق
جیٹہا رام مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۷۰ع مین اس قطعہ زمین کا ذکر بطور ملکیت سرکار کے کیا گیا ہے“

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ع) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۔

سنہ ۱۹۱۱ء
ہنمنت راؤ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

میری رائے مین صاحب جج تحریری رہن کی موجودگی کو غیر معتبر سمجھنے مین درستی پر تہا۔ مگر میرا ہرگز اطمینان نہین ہوا کہ اسکو وجہ مذکور پر یہ قرار دینا چاہئے تہا کہ کوئی رہن موجود نہتا کیونکہ امر واقعہ رہن کی تائید بیان مندرجہ بیعنامہ سے ہوتی تہی مین اس قیاس کے کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکہتا کہ بیان مندرجہ بیعنامہ دربارہ رہن کے آئندہ ضروریات کے واسطے وضع کیا گیا تہا۔ کیونکہ اگر یہ منشا ہوتا تو سازش کنندگان نے مشکل سے زبانی رہن پر ہی اکتفا کیا ہوتا اسمین شبہ نہین کہ خود صاحب جج ضلع نے ایسے مسئلہ کا اظہار نہین کیا۔ اسلئے صورت یہہ معلوم ہوتی ہے کہ جہانتک کہ مدعیان ایک تحریری رہن کی نسبت حلف اٹہاتے ہین انکی تردید بیان مندرجہ بیعنامہ سے ہوتی ہے مگر جہانتک وہ بیان کرتے ہین کہ ایک رہن کیا گیا تہا انکی تائید اسی بیان سے ہوتی ہے جو مناسب طور سے غرض مذکور کے واسطے قابل پذیرائی شہادت ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۷ ایکٹ شہادت) یہ اصول کہ جو شئے ایک جگہہ جہوٹی ہوتی ہے وہ ہر جگہہ جہوٹی ہوتی ہے اس ملک مین ایک معیار استحقاق جہیا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بات خطرناک ہے کہ "ہمیشہ ایک حکایت مین خواہ وہ کیسی ہی صحیح ہو مبالغہ کیا جاتا ہے" اور مجہکو بروئے شہادت کے یہ قرار دینا چاہئے کہ ایک زبانی رہن کیا گیا تہا اگر ایک قرارداد اس امر کے متعلق ضروری ہو۔ مگر مین اس مبینہ رہن پر چندان زور نہین دیتا مگر دیگر شہادت افعال ملکیت کی موجود ہے جسکو نہایت سرسری طور پر صاحب جج ضلع نے خارج کیا ہے جسکی وجہ بلاشبہ طور پر یہ ہو کہ وہ اولاً سوال قبضہ کا فیصلہ کرنیسے قاصر رہے اور ان قانونی نتائج کے معلوم کرنیسے جو قبضہ مذکور سے پیدا ہون۔ باقی دستاویزی شہادت پیش کردہ مدعیان اُن دستاویزات سے بنتی ہے جنکا تعلق دیگر اراضی کے ساتہہ ہے اور جنمین اراضی متنازعہ کا حوالہ حدود اربعہ بیان کرنیمین دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اراضی مذکورہ دہوندی گنگبھی کی ملکیت ہے۔ انہین سے دو دستاویزات نمبر ۴۱ و نمبر ۴۳ ہین جنکے متعلق صاحب جج ضلع نے یہ بیان کیا ہے کہ "وہ میری رائے مین اغلباً اغراض نالش حال کے واسطے جعلی بنائی گئی ہین" اسوجہ سے اُنہوں نے نہ صرف اُن دستاویزات پر انحصار کرنیسے انکار کیا ہے بلکہ اُنہوں نے انکا استعمال گواہان نمبر ۳۱ و نمبر ۴۰ و نمبر ۳۹ کی شہادت کو کالعدم کرنیکے واسطے بہی اسوجہ پر کیا ہے کہ انکا تعلق دستاویزات مذکور کے ساتہہ ہی سوجہ سے اُنہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ انکی شہادت چندان وقعت نہین رکہتی مین اس امر کے ساتہہ اتفاق نہین کر سکتا۔ مگر خواہ یہ امر کیسا ہی صحیح ہو اُسکے رو سے وہ اُس شہادت سے مخلصی حاصل نہین کر سکتا جو گلاب چند گواہ نمبر ۳۲ نے دی ہے۔ گواہ مذکور ستر سال کی عمر کا ہے اور اس نے حلف لیا ہے کہ وہ پچاس سال سے زمین مذکور سے واقف ہے

مین اس نکتہ چینی سے یہہ مراد لیتا ہون کہ گلاب چند کی شہادت سے بمقابلہ اُن امور کے جنکا کہ حوالہ صاحب جج ضلع نے دیا ہے مالکیت ثابت نہین ہوتی اور اگر وہ درست اظہار حیثیت ہوتی تو اُسکی حقیت بہت کچہہ موجود ہوتا - مگر اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ اُسکی شہادت پر اعتبار نکیا جانا چاہئیے یا جہانتک وہ خاص واقعات کا ذکر کر رہا ہے اُسکا اعتبار نکیا جانا چاہئیے کیون کہ شخص مذکور پر اعتبار نکرنا چاہئیے؟ اسمین شبہ نہین کہ اُسکا ساہوکار ہونا بذاتہٖ کافی نہین ہو سکتا اور مجھکو یہ کہنا چاہئیے کہ مین راما کی شہادت کو تسلیم نہین کر سکتا جسکی عمر ۲۵ یا ۲۶ سال کی ہے جو گلاب چند کی شہادت سے زیادہ وقعت نہین رکھہ سکتی جسکا تعلق اُن امور کے ساتھہ ہے جو اُسوقت وقوعمین آئے تھے جبکہ راما ابھی بچہ ہی تھا - ممکن ہو سکتا ہے کہ گلاب چند کی شہادت سے کافی طور پر قبضہ ثابت نہوتا ہو مگر بہرحال اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نے ایک ایسے شخص سے قبضہ حاصل کیا تھا جسنے درست یا نادرست طور پر بعض افعال ظاہری مالکیت کے کئے تھے اور اسطرح پر اُس سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ مدعی کا قبضہ ایسا ہے جسکی قانون اجازت دیتا ہے -

مینے اس شہادت کا حوالہ زیادہ تر اسوجہ سے نہین دیا کہ وہ مدعیان کے دعوی کے واسطے ضروری ہے کہ اُس سے اس رائے کے استرداد مین امداد ملتی ہے جسکو مین قطع نظر اسکے بہی نادرست سمجھتا ہون ، کہ مدعیان کو ایسا قبضہ حاصل نتہا جیسا کہ دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت مین مذکور ہے - اس سے یہ امر بہی صریح ہو جاتا ہے کہ کوئی شہادت ایسی موجود نہین ہے جس سے کسیوقت ساٹھہ سال کے اندر گورنمنٹ کا قبضہ ظاہر ہوتا ہو - یہ سچ ہے کہ وہ زمین جس سے ہمارا تعلق ہے ارضی گوتہن ہے اور اس امر واقعہ پر کسیقدر زور دیا گیا ہے مگر میری رائےمین بلا کسی بہتر وجہ کے - مطابق ولسن صاحب کے گوتہن سے جو بظاہر لفظ گونتہن کا غلط العام ہے مراد "زمین" وہہ ہے خواہ وہ کہنڈرات مین ہو یا ابہی آباد ہو یا بصورت عدم موجودگی جوڈیشل فیصلہ کے بہی مجھکو اس قسم کی ارضی سے یہ نتیجہ اخذ نکرنا چاہئیے کہ وہ گورنمنٹ کی ملکیت ہے - بطور امر واقعہ کے میری اس رائے کی تائید فیصلہ مقدمہ گنگارام سے ہوتی ہے دفعہ ۷ مجموعہ مالگذاری ارضی کا حوالہ دیا گیا ہے - مگر اُس سے میری رائے مین کسیطرح پر مدعاعلیہ کے دعوی کی تائید نہین ہوتی - کیونکہ اُسکا تعلق صرف ایسی زمین کی ساتھہ ہے جو عوام کی ملکیت نہو اور اسصورت مین بہی تابع ایسے حقوق کے جو کہ اُسپر ثابت کئے جاوین اُس سے کسیطرح پر اُس قیاس مین خلل واقع نہین ہوتا جو قبضہ یا قانونی نتائج قبضہ سے پیدا ہوتا ہے -

اسلئے مین عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے یہ قرار دیتا ہون کہ مدعیان جائز طور پر اراضی متنازعہ اور چیہ کے قبضہ کے مستحق ہین - چونکہ عدالت ہین اختلاف رائے ہوا ہے اسلئے مقدمہ کا استصواب رائے نادی صاحب جسٹس سے کیا جاتا ہے -

ویشورتہہ صاحب جسٹس: مدعیان نے نالش حال واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ ایک قطعہ زمین واقعہ ضلع ستارکام کے مالکان ہین اور کہ اُنکو اسکا قبضہ دلایا جائے بدین بیان رجوع کی تہی کہ انہون نے اراضی مذکور سنہ ۱۸۸۸ء مین پاٹل بووا سے خرید کی تہی اور کہ وہ اور اُنکا باپ قبل اسکے زمین مذکور پر بروا ایک ہن کے قابض تہی جو پاٹل بووا کے باپ دہونڈی نے تحریر کیا تہا کوئی شہادت دربارہ دہونڈی کے استحقاق کے موجود نہین ہی اور مدعیان کا دعویٰ امور ذیل پر مبنی ہے :- (۱) وہ اپنی خرید مورخہ سنہ ۱۸۸۸ء سے قابض ہین اور (۲) قبل اُنکے اُنکا بائع اور اُسکا باپ اور بعد مین خود مدعیان اور اُنکا باپ بطور مرتہنان کے قابض تہے -

سوال اوّل جو پیدا ہوتا ہے یہہ ہے کہ :- آیا یہ قبضہ کسی مرحلہ مین ایسی نوعیت کا تہا جیسا کہ زیر دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت مدعا علیہ پر یہ ثابت کرنیکا بار عائد کرتا تہا کہ مدعیان زمین مذکور کے مالکان نہین ہین ؟ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہتا وہ نتایج جو مین شہادت سے اخذ کرتا ہون یہ ہین (۱) کہ قبضہ جسکا کہ استعمال کیا جانا قبل بیع کے بیان کیا گیا ہے محض ایسے فعل سے بنتا تہا جنکی کہ اجازت کسی باشندہ دیہہ کو کسی خالی زمین دیہہ کی نسبت ہوتی ہے جہانتک کہ اُس سے کسی کو نقصان نہ پہونچے اور جسکی اجازت ایک اثر شخص از قسم پاٹل کو ہوسکتی ہے (کیونکہ دہونڈی اور پاٹل بووا دونو یکے بعد دیگرے پاٹل دیہہ تہے) خواہ اُس سے عوام کو کسیقدر تکلیف ہی پہونچے اور (۲) کہ واقعی قبضہ جو بعد بیعنامہ سنہ ۱۸۸۸ء کے حاصل کیا گیا تہا محض ناجائز فعل تہا -

بغیر بیان کرنے اس امر کے کہ دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت سکرٹری آف سٹیٹ سے متعلق نہین ہے (جو مقدمہ ہذا مین مدعا علیہ ہے) تاہم یہ ضروری ہے کہ اُسکی اُس قبضہ کی نوعیت پر غور کیا جائے جو کہ اراضی واقعہ ہندوستان پر ہو - وہ ایک غیر حاضر مالک ہوتا ہے جسکی قائم مقامی جزواً عہدہ داران دیہہ اور جزواً عام باشندگان دیہہ ہوتے ہین - ایک خالی قطعہ زمین دیہہ (بالخصوص جسکی گرد سڑکین ہون جیسی کہ نقشہ سے زمین متنازعہ حال معلوم ہوتی ہے) لوگون کی سیرگاہ اور جائے ملاقات ہوتی ہے اور حالانکہ عوام الناس اکثر خالی زمین سے فائدہ اٹہاتے ہین تاہم میری رائے مین یہ کہا جاسکتا ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ہنمنت راؤ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

کہ اسکا قابض سکرٹری آف سٹیٹ ہے اور اگر کوئی شخص اُس زمین پر عمارت بنائے تو وہ سکرٹری آف سٹیٹ کو بیدخل کرنیکی حد تک پہونچتا ہے۔

مدعیان کے فعل کی نوعیت کو معلوم کرنے اور بیعنامہ اور عمارت بنانیکو ملحوظ رکھنے مین یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ شخص جس سے مدعیان کا منشا خرید کرنیکا تہا ایک ایسا شخص (یا ایسے شخص کے خاندان کا ایک رکن) تہا جسپر کہ ابتدائً مدعاعلیہ کے حقوق کو محفوظ رکہنیکا فرض عائد ہوا تہا۔ جبکہ پاتل لوونے اپنی شہادت مین بیان کیا ہے کہ وہ ایک قائم مقام پاتل تہا جسکو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعی طور پر بیعنامہ سنہ ۱۸۸۸ء کے تحریر کئے جانیکے وقت پاتل تہا۔ اور اگر وہ نہی تہا تاہم وہ ایسا شخص سمجہا جاتا تہا جو ایک ایسے خاندان کا رکن تہا جسکے کہ دستخط وہ کافی طور پر کر سکتا تہا۔ اور یہ امر واقعہ کہ پاتل کے اعلیٰ عہدہ دار یعنی معاملتدار نے اپنے فرض اور اختیار سے تجاوز کیا تہا تاکہ مدعیان کا حاصل کردہ قبضہ بحال کرے اِس سے بجائے مدعیان دعوی کی تائید ہونے کے میری دانست مین مزید اشتباہ کل معاملہ پر پڑتا ہے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ معاملتدار کی رضامندی حاصل کرکے مدعیان نے ایک رقم کثیر عمارت پر صرف کی ہو۔ پس میری رائے مین یہ امر واقعہ بہی مشتبہ ہوجاتا ہے۔

مدعیان کی دستاویزی شہادت مین صرف وہ دستاویزات شامل مین جو ابین اشخاص ثالث کے تحریر کیگئی ہین جنمین کہ زمین متنازعہ کا ذکر بطور حدود اربعہ کرکے پاتل گورجی کے نام پر درج کیگئی ہے۔ اگر ایسا بیان واقعہ متعلقہ ہو تو وہ بہت کم وقعت رکہہ سکتا ہے اور وہ کسیطرح شہادت مخالف شہادت مدعاعلیہ سے بہتر نہین ہے جو بدین مضمون ہے کہ دیگر دستاویزات مین اوسی زمین کا حوالہ بطور گورنمنٹ کی خالی زمین کے دیا گیا ہے۔ مگر اس امر کے متعلق یہ بات قابل لحاظ ہے۔ مطابق شہادت گواہان مدعیان کے اُنکے باپ حکم چند نے زمین کا قبضہ قریباً سنہ ۱۸۶۱ء مین حاصل کیا تہا مگر اُنکی دستاویزات سنہ ۱۸۶۹ء اور سنہ ۱۸۷۹ء کی مرقومہ ہین۔ اگر رہن اور قبضہ موجود تہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تو زمین کا حوالہ سنہ ۱۸۶۹ء یا سنہ ۱۸۷۹ء مین زیادہ طبعی طور پر بطور زمین ماروادی کے دیا گیا ہوتا نہ کہ بطور گورجی کے زمین کے۔

یہ قرار دیکر کہ مدعیان اپنے استحقاق کے ثابت کرنیکے بار سے سبکدوش نہیں ہوئے۔ مجھکو صاحب جج کے اس نتیجہ کے تسلیم کرنے مین کوئی تامل نہین ہے کہ انہوں نے استحقاق مذکور ثابت نہین کیا

سنہ ۱۹۰۱ء
ہنمنت راو
نام
سکریٹری آف
سٹیٹ وغیرہ

اگر خاندان پاٹل کو کوئی استحقاق ارض کی نسبت حاصل تہا تو مین یہ خیال کرتا ہون کہ بہتر شہادت مہیا ہو سکتی تہی اور اگر کوئی تحریری ربن موجود ہوتا تو میری یہ رائے ہے کہ مارواڑی جو ایک شخص کا روبار ہے اسکو محفوظ رکہنے کے واسطے احتیاط کرتا - اور زبانی شہادت اگرچہ پذیرائی کیجائے استحقاق قبضہ یا مالکیت کو ثابت نہین کرتی - مقدمہ گنگا رام بنام سکرٹری آف سٹیٹ (۱) میری رائے مین ایک اہم امر مین مقدمہ حال سے ممیز ہے اگرچہ بعض آرائے پیش کردہ بفیصلہ ہذا کلیتاً فیصلہ مذکور کے ساتہ مطابق نہین ہو سکتین کیونکہ اُس مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ پرانی دیوارین تنے زمین متنازعہ پر موجود تہین جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمین مذکور گذشتہ زمانہ مین کسی شخص کی ملکیت تہی نہ کہ خالی زمین جو عوام کے واسطے مفید ہو - مین اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون -

[بباعث اختلاف رائے مابین ججان کے اپیل کا استصواب رانڈے صاحب جسٹس سے واسطے فیصلہ آخری کے زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء کیا گیا تہا]۔

راؤ بہادر واسو دیو جی کیرتیکر (وکیل سرکار) منجانب ریسپانڈنٹ (مدعا علیہ)۔

راؤ بہادر گھنشام این نادکرنی منجانب اپیلانٹان (مدعیان)۔

رانڈے صاحب جسٹس:- وہ اختلاف رائے جسکی وجہ سے استصواب ہذا کیا گیا ہے اِس سوال سے تعلق رکہتا ہے کہ آیا مدعیان اپیلانٹان حال کا قبضہ ایسی نوعیت کا تہا جس سے مدعا علیہ ریسپانڈنٹ پر زیر دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت اس امر کے ثابت کرنیکا بار عاید ہوتا تہا کہ مدعیان مالکان ارضی نہتے - چیف جسٹس صاحب کی یہ رائے تہی کہ اس امر کے ثابت کرنیکا بار کہ مدعیان مالکان نہ تہے مدعا علیہ کے ذمہ تہا جنہون نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعیان قابض مالکان زمین نہتے - وشٹ صاحب جسٹس کی یہ رائے تہی کہ مدعیان کا قبضہ اُس قطعی نوعیت کا نہ تہا جیسا کہ دعوی کیا گیا ہے اور کہ وہ ایسے قسم کا قبضہ تہا جسکی کہ اجازت کسی باشندہ دیہہ کو خالی زمین دیہہ کی نسبت حاصل ہوتی ہے اور کہ واقعی قبضہ مدعیان بروئے بیعنامہ ایک ناجائز فعل تہا - پس اختلاف رائے در اصل در بارہ نوعیت اُس قبضہ کے ہے جسکا کہ استعمال مدعیان اپیلانٹان کرتے رہے ہین -

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۲۷۸۔

سنہ ۱۹۰۰ع
ہمنت مادو
بنام
سکرٹری آف
اسٹیٹ ہند

وکیل سرکار نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ زیر دفعہ ۱۱ قبضہ جب عرصہ دراز کا اور مسلسل ہو تو قیاس استحقاق کو پیدا کرتا ہے جہان اختلاف مابین مضمون سابقہ قبضہ اور حال کے واقعی قبضہ کے ہو تو سابقہ قبضہ کا امر واقعہ مدعی کو ایک ڈگری کا مستحق نہین بناتا الا نالشات زیر دفعہ ۹ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ع مین جو تاریخ بیدخلی سے چھ ماہ کے اندر رجوع کیگئی ہون - جہان قبل ارجاع نالش اسقدر عرصہ سے زیادہ منقضی ہوگیا ہو اور وہ اُس سے کمتر ہو جو کہ قانون میعاد کے رو سے ضروری ہے تو اُسکو بادی النظری استحقاق ثابت کرنا چاہئے - ملاحظہ ہو پریشر چودہری بنام برجو لال چودہری (۱) دیب چرن بیدو بنام اسیر حنیف منہی (۲) اسمعیل عارف بنام محمد غوث (۳) رامچندر نرائن بنام نرائن مہادیو (۴) اور دفعہ ۱۱ اُس قیاس سے متعلق ہے جو اُس ملکیت کی نسبت کیا جانا چاہئے جو ایسے قبضہ کے امر واقعہ پر مبنی ہے اور جو مدعی کو ایسے بادی النظری استحقاق سے ایک ڈگری کا دعوی کرنیکی اجازت دیتی ہے جہانتک فریق مخالف کی طرف سے کوئی اعلی استحقاق ثابت نکیا گیا ہو - بحوالہ ایسے مقدمات کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ قبضہ استحقاق کی شہادت ہے اور مدعی جو ایسا قبضہ اور مابعد کی بیدخلی ثابت کرے بار ثبوت مدعاعلیہ کے ذمہ ڈال دیتا ہے جبکہ بادی النظری استحقاق ثابت کیا جائے - ملاحظہ ہو بیمراج بہوانی رام بنام نرائن شیورام (۵) کرشنا راو ییشونت بنام واسودیو اپاجی (۶) - جہان کوئی ایسا استحقاق ثابت نکیا گیا ہو اور مدعی عدالت مین آکر ایک استقراریہ ڈگری کا دعوی کرے تو وہ ڈگری مذکور محض اسوجہ پر حاصل نہین کرسکتا کہ وہ قابض تہا اور مدعاعلیہ کو کوئی استحقاق حاصل نتہا محض ناجائز قبضہ بار ثبوت کو فریق مخالف پر ڈالنے کیواسطے ناکافی ہے - میری رائے مین یہ درست تعبیر دفعہ ۱۱ کی ہے - کوئی اور تعبیر جیسا کہ چیف جسٹس صاحب نے اپنے فیصلہ مین ظاہر کیا ہے دفعہ مذکور کو دراصل بیسود بنادیتی ہے -

نسبت قبضہ مدعی کوئی تنازعہ نہین کیا گیا - وہ سنہ ۱۸۸۸ع سے واقعی طور پر قابض رہا ہے معاملتدار جنے ابتدائی تحقیقات کی تہی اُسکو قابض قرار دیا ہے اور عہدہ داران کو حکم دیا تہا کہ اُسکے قبضہ مین خلل اندازی نکرین گورنمنٹ کلکٹر نے اُسکے برخلاف فیصلہ کیا تہا

(۱) سنہ ۱۸۹۹ع انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۲۵۶ (۲) سنہ ۱۸۹۲ع انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۹
(۳) سنہ ۱۸۹۳ع ״ ״ جلد ۲۰ صفحہ ۸۳ (۴) سنہ ۱۸۹۶ع ״ ״ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۲۱۶
(۵) سنہ ۱۸۸۲ع ״ ״ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ (۶) سنہ ۱۸۹۴ع ״ ״ ״ جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۷

سنہ ۱۹۰۰ء
ہنمنت راؤ
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

تاہم عمارت گو گرا دینے کے حکم کی تعمیل نہین کیگئی۔ مگر کلکٹر اور کمشنر دونو نے مدعی کو صرف یہ حکم دیا ہے کہ گورنمنٹ کو زمین مذکور کی قیمت اور کرایہ ادا کرے جس کام کے نکرنے پر وہ بیدخل کیا جاتا تہا پس جب قبضہ مدعیکو حاصل تہا تو دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا وہ ناجائز قبضہ تہا یا کہ وہ ایک قبضہ معہ بادی النظری استحقاق تہا۔ ویٹھور تہہ صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایک ناجائز قبضہ تہا مگر چیف جسٹس صاحب کی یہ رائے ہے کہ وہ ایک قبضہ مبنی بر بادی النظری استحقاق کے تہا جسکی رو سے زیر دفعہ ۱۱۰ بار ثبوت مدعا علیہ پر عائد ہو جاتا ہے شہادت پر محتاط طور سے غور کر کے مین اس امر پر چیف جسٹس صاحب کے ساتہہ اتفاق کرتا ہون۔ اولاً ایک بیعنامہ ایسا موجود ہے جسکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ وہ معاملتدار کے روبرو پیش کیا گیا تہا اور اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک سازشی معاملہ نہتا۔ معاملتدار نے شہادت لیکر حکم مشعر بحالی قبضہ مدعیان صادر کیا تہا۔ معاملتدار کا حکم ۲۶ نومبر ۱۸۸۸ء کو یعنی چار ماہ بعد بیعنامہ مذکور کے صادر کیا گیا تہا۔ ممکن ہے کہ اُنہون اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہو مگر اُسکی نیک نیتی کی نسبت عذر نہین کیا جا سکتا اسسٹنٹ کلکٹر کا حکم تین سال بعد دسمبر ۱۸۹۱ء مین صادر کیا گیا تہا اور اس اثنا مین مدعیان نے ایک مکان معاملتدار کے فیصلہ کی تقویت پر تعمیر کیا تہا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ بیعنامہ مین ایک رہن قبل کا ذکر کیا گیا ہے جو بیعنامہ سے دس یا بارہ سال قبل تحریر کیا گیا تہا۔ رہن مذکور معتبر نہین سمجہا گیا کیونکہ مدعیان اور بائع نے اختلاف آمیز بیانات وبار وار اس امر کے دیے ہین کہ رہن نامہ کسی کیا کہہ کیا گیا تہا جو مطابق اُنکے پہلے بیانات کے تحریری تہا۔ مگر بیعنامہ مین مذکور ہے کہ کوئی تحریر نکیگئی تہی سار ضمی کی تشریح نظر بکہل کے کیگئی ہے یہ بات بہی ملحوظ رکہے جانے کے قابل ہے۔ اسمین شبہ نہین کہ اس مکان کے چارون طرف جو مدعیان نے تعمیر کیا ہے چہوٹی چہوٹی سڑکین ہین۔ ممکن ہو سکتا ہے۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ بائعون نے اسوجہ سے سرکاری زمین مین مداخلت کی ہو کہ اُنکے مکانات اور زمین ہائے اُسکے متصل واقعہ تہین۔ مگر اس مداخلت کو بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ اور بہر حال یہ ثابت نہین کیا گیا کہ مدعیان کا کسی طرح پر اس ناجائز مداخلت مین تعلق تہا

سنہ ۱۹۰۰ء
ہمنت راو
بنام
سکرٹری آف سٹیٹ ہند

زبانی شہادت فریقین پر چیف جسٹس صاحب نے اپنے فیصلہ مین غور کیا ہے اور اس وجہ پر دوبارہ غور کرنا ضروری نہین ہے - گواہان مدعاعلیہ کو یا تو کوئی اصلی علم حاصل نہین یا وہ مدعیان کے ساتھہ دشمنی رکھتے ہین - کلکرنی بابو (گواہ ۶۳) نے اس دشمنی کو نہایت صریح الفاظ مین تسلیم کیا ہے - مدعیان کے گواہان اُنکے مقابلہ مین زیادہ تر بے تعلق ہین جنکو کثیر تر مواقع واقعات سے باعلم ہونیکے حاصل ہین - اسلئے وہ زیادہ تر قابل اعتبار ہین -

پس بہر حال مدعیان کو صرف قبضہ ہی حاصل نہتا بلکہ قبضہ کے ساتھہ اُنہون نے کافی ثبوت استحقاق کا پیش کیا ہے جس سے بار ثبوت فریق مخالف پر عائد ہوتا ہے - اس بار ثبوت سے بذریعہ اُس زبانی شہادت کے سبکدوشی حاصل نہین ہوئی جوکہ مدعاعلیہ کی طرف سے پیش کیگئی ہے - وہ دو دستاویزات جو اُسکی طرف سے پیش کیگئی ہین ناکمل ہین اور گواہان کو کوئی مثبت علم اس بات کا حاصل نہین کہ زمین سرکاری ملکیت ہے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات مقدمہ کامل طور پر تابع فیصلہ مقدمہ گنگا رام بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۱) کے ہین - جہان مدعی کو اس سال سے قبضہ حاصل تہا اور اُسنے پورانی دیوارونکی جگہہ چھپر بنایا تہا مدعیان حال عرصہ دس سال سے قابض ہین اور مدعیان کے بائع نے اُس سے پہلے اراضی مذکور دس یا بیس سال تک رہن کی ہوئی تہی جس عرصہ مین بیان کیا گیا ہے کہ اراضی پر چھپر ڈالے ہوئے تہے - زمین مذکور مسلمہ طور پر گوٹھن اور کہلی زمین ملحق بہ مکانات و زمین ہائے دیہہ کے ہے - اسلئے مدعیان کا قبضہ ناجائز نتہا اور وہ ایک بادی النظری استحقاق پر منحصر تہا جو زیر دفعہ ۱۱۰ محفوظ کیا جانا چاہیئے تاوقتیکہ مدعاعلیہ بہتر استحقاق ثابت کرے - صورت حال مین مدعاعلیہ ایسا کرنیسے قاصر رہا ہے اسلئے مین چیف جسٹس صاحب کے ساتھہ عدالت ماتحت کی ڈگری کے منسوخ کرنے مین اتفاق کرتا ہون -

ڈگری منسوخ کی گئی -

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۹۸ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر رانا ڈے صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۵ نومبر ۱۹۰۰ء

دینکیا بابو و یک کس و دیگر (مدعا علیہم اپیلانٹان) بنام جیوا جی کرشنا و یک کس و دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان ہو

تبنیت۔ تبنیت منجانب ایک ماں کے جو اپنی شادی شدہ پسر کی وارث ہو۔ لڑکے کی قابلیت ادائیگی رسوم کا ملتوی تبنیت ہونا صرف ایک ہی صداق استحقاق تبنیت پر۔ دہرم شاستر۔

ایک ماں جو بطور وارث اپنے متوفی پسر کے وارث ہو جو نہ تو کوئی بیوہ اور نہ اولاد چھوڑ گیا ہو تبنیت لینی کی مجاز نہیں باوجود اس امر واقعہ کے کہ اسکی متوفی پسر نے بذریعہ ازدواج یا زنا بازی یا بہ نہج دیگر قبل از وفات خود کے ادائیگی رسوم کی قابلیت حاصل کی تہی۔

صلی صداق کے استحقاق تبنیت پر جبکہ وہ بطور وارث اپنی پسر کے مالک ہو اپنی متوفی پسر کے زنا بازی یا ازدواج یا قابلیت ادائیگی رسوم پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس سوال پر منحصر ہے کہ آیا ایسی تبنیت سے نامبردہ کسی اور کے حقوق کو ماسوا اُسکی خود اپنے حق کے

جیوا جی کرشنا نے جو ایک گلکرنی وطن کا قابض تہا اراضیات وطن کو مدعا علیہم کے حق میں ۱۸۹۵ء میں رہن کر دیا تہا۔ وہ ۱۸۸۲ء میں بعمر ۳۰ سال لا ولد فوت ہو گیا تہا۔ اسکی زوجہ اس سے پہلے فوت ہو گئی تہی۔ اسکی ماں تلساوا بطور وارث کے جانشین ہوئی تہی ۱۸۹۵ء میں اُسنے مدعی کو متبنی کیا تہا اور تہوڑے عرصہ بعد فوت ہو گئی تہی ۱۸۹۶ء میں مدعی نے نالش حال واسطے منسوخ کرنے رہن کے اور دلاپانے اراضیات مرہونہ کے رجوع کی تہی۔ مدعا علیہم نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا کہ تلساوا کا استحقاق تبنیت زائل ہو گیا تہا کیونکہ اُسکے متوفی پسر کی شادی ہو چکی تہی اور اُسنے قابلیت ادائیگی رسوم حاصل کر لی تہی اور کہ اسلئے مدعی کی تبنیت ناجائز تہی لہذا اسکی نالش چل نہیں سکتی۔

تجویز ہوئی کہ مدعی کی تبنیت منجانب تلساوا کے جائز تہی کیونکہ وہ صرف خود اسکی حقوق پر موثر تہی اور دیگر۔

اپیل دوم بر خلاف فیصلہ ٹی والٹر صاحب ڈسٹرکٹ جج دہارواڑ مشعر بحالی ڈگری راؤ بہادر دی وی گوکہلے سب آرڈینیٹ جج درجہ اول دہارواڑ۔

نالش منجانب ایک پسر متبنی کے واسطے منسوخی انتقال اراضیات وطن کے۔

ایک شخص جیوا جی کرشنا قابض گلکرنی وطن نے اراضیات وطن کو ۱۸۷۹ء میں مدعا علیہ کے باپ کے پاس رہن کر دیا تہا جنکے رشتہ داران تہے ۱۸۸۲ء میں وہ تیس سال کی عمر میں لا ولد فوت ہو گیا تہا۔ اسکی زوجہ اس سے پہلے فوت ہو گئی تہی۔ اسکی وفات پر اسکی ماں تلساوا بطور وارث کے اسکی جانشین ہوئی تہی۔ اُسنے مدعی جیوا جی کو متبنی کیا تہا اور تہوڑی مدت بعد تبنیت کے وہ فوت ہو گئی تہی۔

* اپیل دوم ۲۴۷ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکبا بائی
بنام
جیواجی کرشن

سنہ ۹۹ء میں مدعی جیواجی نے نالش مال واسطے منسوخ کرانے اُس ہبہ کے جو متوفی جیواجی نے تحریر کیا تھا اور واسطے دلاپانے قبضہ جائداد ہبہ مرہونہ کے بر جوع کی تہی۔

مدعا علیہم نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی کی تبنیت ناجائز تہی۔ اور کہ تلساوا تبنیت لینے کے قابل نہ تہی کیونکہ اُسکا اپنا بیٹا قبل الوفات خود ادائگی رسومات کی قابلیت حاصل کر چکا تہا۔

سبارڈینیٹ جج نے مدعی کے دعوی کی ڈگری بدین قرار دادی تہی کہ اُسکی تبنیت جایز تہی۔

فیصلہ مذکور کو بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکہا تہا۔

مدعا علیہم نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

شام راؤ وٹھل (معیت بی ایم مہتا) منجانب اپیلانٹان (مدعا علیہم) مدعی کی تبنیت جائز نہ تہی تلساوا کے اپنے بیٹے کی شادی ہو چکی تہی اور وہ قبل از وفات خود تیس سال کی عمر حاصل کر چکا تہا۔ وہ ماں جو بطور وارث اپنے پسر کے جانشین ہو متبنی بنا سکتی ہے اگر اُسکا لڑکا بلا ازدواج فوت ہوا ہو لیکن اگر وہ شادی کر کے فوت ہو تو اُسکو کوئی اختیار تبنیت حاصل نہیں ہوتا ملاحظہ ہو بیا بنام اپانا (۱) راوا بنام مہادگودا (۲) سنگاپا بنام ویاسا پا (۳) نیز ملاحظہ ہو رام سندر سنگہ بنام سربالی داسی (۴) یہی قاعدہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ بہوبن موتی بنام رام کشور (۵) مین قرار دیا ہے۔ جب بیٹے کی شادی ہو جائے تو وہ پوری قابلیت ادائگی رسوم کی حاصل کر تا ہے اور اسکی ماں کا اختیار تبنیت زائل ہو جاتا ہے اسلئے تلساوا مدعی کو متبنی کرنیکی قابل نہ تہی اسلئے اُسکی تبنیت ناجائز ہے۔

منگیلہ (معیت کے ایچ کلکار) منجانب ریسپانڈنٹان (مدعیان) وہ ماں جو بلا واسطہ طور اپنے پسر کی جائداد وراثت مین حاصل کرے متبنی بنا سکتی ہے ملاحظہ ہو گوداپا بنام گرجاپا (۶) ویا یا بنام اپانا (۷) یہ ایک ضروری نتیجہ اُس اختیار کے تسلیم کرنیکا ہے جو کہ بیوگان کو بغیر پسران کے پیدا نہ ہونے متبنی کرنیکی واسطے عطا کیا گیا ہے ملاحظہ ہو ملاکی وینکبا بنام وینکیا ناما (۸)۔ مقدمات جنکی رو سے ماں کا اختیار تبنیت محدود کیا گیا ہے وہ ہین جنمین کہ جائداد ماں کے قبضہ مین بعد کسی اور وارث پسر کے بنام منتقل ہونیکے آئی ہو۔ ملاحظہ ہو بہوبن موتی بنام رام کشور (۹) پدما کماری بنام کورٹ آف وارڈس (۱۰)

(۱) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۷ (۲) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۴۱۶
(۳) سنہ ۱۸۷۹ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۲۸ (۴) سنہ ۱۸۷۴ء ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۱
(۵) سنہ ۱۸۶۶ء مورز انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹، ۳۱۱ (۶) سنہ ۱۸۹۴ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۳
(۷) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۷ (۸) سنہ ۱۸۷۶ء " " مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۷۰ وانڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۱ (۹) سنہ ۱۸۶۶ء مورز انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹ (۱۰) سنہ ۱۸۸۱ء " " کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۲ انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۲۲۹۔

مسٹر جسٹس رانیڈے
بالکی بائی
بنام
سعوبا ہم کرشنا

کیونکہ اپیل مین زور دیا گیا تہا۔ ہر دو عدالت ہا نے یہ قرار دیا تہا کہ بیوہ کی تبنیت جائز تہی کیونکہ بلحاظ
بطور وارث اپنی پسر کے جولا ولد فوت ہوا تہا اور جسکی زوجہ پہلے فوت ہو چکی تہی مالک ہو چکی تہی یا اسلیے ہ مسکو
متبنی کرنیکا حق حاصل تہا۔

صرف ایک ہی سوال جسپر ہمنے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا بڑے واقعات کے تبنیت مناسب طور پر جائز
قرار دیگئی ہے مسٹر شامراؤ صاحب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ ایک ماں جو بطور وارث اپنے پسر کے مالک
ہو ایک جائز تبنیت لے سکتی ہے اگر اسکا اصلی پسر بلا ازدواج فوت ہوا ہو لیکن اگر اسکی شادی ہو چکی ہو
تو ماں کا اختیار تبنیت زائل ہو جاتا ہے اور جائداد اسکی پسر کے ورثا کے بالکل نام منتقل ہو لی جاتی ہے
بالخصوص برہمن خاندان کی صورت مین جیسا کہ فریقین حال کا خاندان ہے مسٹر شامراؤ کا یہ عذر بنا بر
مقدمہ سیا یا بنام ایا یادا پر منحصر ہے جسکے صفحہ ۳۳۲ پہ یہ رائے درج ہے کہ بیوہ کا اختیار تبنیت اسوقت
تسلیم کیا جاتا ہے جبکہ وہ بحیثیت ماں اور وارث ایک غیر شادی شدہ پسر کے قابض جائداد ہو۔
مقدمہ سنگیا بنام ویا سا پا (۲) مین ایک ایسی ہی رائے فلٹن صاحب جسٹس نے ظاہر کی ہے جہان یہہ
بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت مین معیار یہ ہے کہ آیا بیٹا بلا ازدواج فوت ہوا تہا نہ یہ کہ آیا اسنے قابلیت
ادائیگی رسوم حاصل کی تہی معلوم ہوتا ہے کہ اس معیار بلا ازدواج وفات پسر کا ذکر مقدمہ رام سندر سنگہ
بنام سربانی داسی (۳) مین بہی کیا گیا ہے۔ ایک اہم مقدمہ متعلق بہ این امر یعنی سماۃ بہوبن موئی بنام رام کشور
(۴) مین بہی معیار حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہی بیان کی ہے۔ کتاب وسیٹ و بہلر صاحبان کے
صفحہ ۹۷۸ مین بہی یہ رائے ظاہر کیگئی ہے کہ زناربندی سے لڑکے کو قابلیت ادائیگی رسومات حاصل
ہوتی ہے۔ اگر لڑکا قبل اسوقت کے فوت ہو جائے تو بیوہ تبنیت لے سکتی ہے مگر بعد اس مرحلہ کے
معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کو قابلیت تبنیت حاصل نہین ہوتی۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس فقرہ وسیٹ
و بہلر صاحبان کے ہمیشہ ماں کی قابلیت بہت پہلے مرحلہ مین بیان کیگئی ہے بہ نسبت اسکے جسکو کہ
مسٹر شامراؤ نے مناسب اور درست مرحلہ سمجہا ہے۔ مسٹر شامراؤ نے ازدواج کا مرحلہ درست
بیان کی ہے نہ کہ زناربندی کا جسکا کہ ذکر مولفان ڈائجسٹ مذکور نے کیا ہے

(۱) سنہ ۹۹ء مطبوعہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۷
(۲) بمبئی مطبوعہ سنہ ۹۶ء صفحہ ۵۲۸
(۳) سنہ ۷۴ء ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۱
(۴) سنہ ۶۵ء مورز انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۱

سنہ ۱۹۰۰ء
وینکپا باپو
بنام
جیواجی کرشنا

نسبت قابلیت ادائیگی رسومات کے فلش صاحب بش نے انکو ایک کمتر درجہ بمقابلہ معیار ازدواج کے عطا کیا ہی ملاحظہ ہو اما وابنام مہادگو دادا(۱)۔

ہمنے اسطرح پر ان امور کو ترتیب دینے کی کوشش کی ہے جو اپیلانٹ کیطرف سے اٹھائے گئے ہین۔ مگر ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی مدعا ان کے استحقاق تبنیت پر جبکہ وہ بطور وارث اپنے پسر کے قابض ہو در اصل تو زنار بندی اور نہ ازدواج پر اور نہ اُس پسر کی قابلیت پر منحصر ہے جسکی کہ وہ وارث ہو۔ ازدواج یا قابلیت ادائیگی رسوم یا زنار بندی کا ذکر بحوالہ خاص واقعات ہر ایک مقدمہ کے کیا گیا ہے۔ جبکہ مولفان ڈائجسٹ مذکور نے حدود زنار بندی یا قابلیت ادائیگی رسوم کو مقرر کیا تھا تو انہوں نے بظاہر قانون مذہبی کو ملحوظ رکھا تھا۔ جب انہوں نے مقدمات فیصل شدہ پر بحث کی ہے تو انہوں نے مقدمہ بھوبن موئی بنام رام کشور (۲) کا حوالہ بطور قایم کنندہ اس قانون کے دیا ہے کہ بیوہ اختیار مذکور کا استعمال کر سکتی ہے جبکہ اُسکا پسر بلا ازدواج یا بغیر چھوڑنے اولاد یا بیوہ کے فوت ہو۔ درست اصول اولاً صریح الفاظ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ اجاولانکی وینکٹا کرشنا راؤ بنام وینکٹا راما لکشمی نرسیا (۳) مین بیان کیا ہے جہان یہ قانون قرار دیا گیا تھا کہ مان تبنیت لے سکتی ہے جبکہ ایسی تبنیت سے وہ کسی کے حقوق مین ماسوائے خود اپنے استحقاق بطور وارث پسر خود کے خلل اندازی نکرے۔ خواہ کیسے ہی نقص ہائے رسومات موجود ہون۔ یہ اصول اب تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ بیوہ جو بطور وارث اپنے پسر کے قابض ہو تبنیت لے سکتی ہے ملاحظہ ہو مقدمہ بھوبن موئی دیبیا بنام رام کشور (۴) راجندرو ناتھ بنام جوگندرو ناتھ (۵) سری رگھونادا بنام سری بروزو کشور (۶) راجہ ولانکی وینکٹا کرشنا راؤ بنام وینکٹا راما لکشمی نرسیا (۷) بیہ ماکماری دیبیا بنام کورٹ آف وارڈس (۸) تھیامل بنام وینکٹا راما (۹) رکھما بائی بنام رادھا بائی (۱۰) روپچند بنام رکھما بائی (۱۱)

(۱) ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۲ (۲) ۱۸۶۵ء مورز انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹

(۳) ۱۸۷۶ء لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۱ (۴) ۱۸۶۵ء " " جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹

(۵) ۱۸۶۹ء مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۶۷ (۶) ۱۸۷۶ء لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۷۲ جلد ۳ صفحہ ۱۹۳

(۷) ۱۸۷۶ء لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۱ (۸) ۱۸۹۹ء " " جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۹

(۹) ۱۸۸۸ء " " جلد ۱۵ صفحہ ۶۷ (۱۰) ۱۸۶۶ء بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ

۱۸۱ (اسپیشل اپیل)

(۱۱) ۱۸۷۱ء بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۱۴ (اسپیشل اپیل)

سنہ ۱۹۰۰ع
وینکپا باپو
بنام
جیواجی کرشنا

(۱) اماہ بنام ہبوبالی (۱) کالی پرسنو بنام گوکل چندر (۲) مہری ہرشید ہر بنام جنیو (۳) یہ بحث کہ سنکرامناسب قبضہ مین ہوتا ہے جبکہ بیوہ اُسکا قبضہ بطور وارث پسر کے حاصل کرے جو قبل ازدواج مگر بعد از زناربندی کے فوت ہو مساوی طور پر اُس بیوہ سے متعلق ہوتی ہے جو اسوجہ تبنیت سے کہ اُسکا شادی شدہ پسر لاولد اور بغیر چھوڑنے بیوہ کے فوت ہوا ہے۔

مولفان قانون ہندو تک ایک شخص کو لڑکے کے متبنیٰ کرنیکی اجازت دیتے ہین نہ صرف بصورتیکہ جبکہ اُسکی یہان کوئی اولاد نہو بلکہ بصورتیکہ بھی جبکہ اولاد نرینہ فوت ہوجائے۔ شوہر بھی دوگونہ اختیار اپنی بیوہ کو عطا کر سکتا ہے اور گو پریزیڈنسی ہذا مین شوہر کی ظاہر کردہ اجازت بیوہ کے واسطے ضروری نہین ہے تاہم وہ ماں جو ایک پسر کو متبنیٰ کرے اسوجہ سے کہ اُسکا اصلی پسر فوت ہوگیا ہے اور اپنے پیچھے کوئی اولاد یا بیوہ چھوڑ نہین گیا درحقیقت اُس اختیار کا استعمال کرتی ہے جو کہ اسکو مفہوم طور پر اُسکے شوہر نے عطا کیا ہو۔ پس جہان وہ بذریعہ تبنیت کے کسی اور کی جائداد مین ماسوائے خود اپنی جائداد کے خلل انداز نہو تو اُسکے اختیار کی نسبت مناسب طور سے اعتراض نہین کیا جاسکتا۔ یہی رائے رانڈے صاحب جسٹس نے مقدمہ گودپا بنام گرپا (۵) مین اختیار کی تھی اسوجہ سے کہ اس موخر الذکر مقدمہ مین لڑکے کی بیوہ اپنے شوہر کے بعد زندہ رہی تھی اصلی قرار دیا گیا تھا کہ یہ عام قاعدہ کہ کوئی مفوضہ استحقاق فعل تبنیت سے زائل نہین ہوسکتا متعلق ہوتا ہے۔ پیرسن صاحب جسٹس اور رانڈے صاحب جسٹس نے اس رائے کو پھر مقدمہ بیاپا بنام اپاناد (۶) مین قایم رکھا تھا فلٹن صاحب جسٹس نے مقدمہ اماوا بنام مہاد گودا (۷) مین یہی رائے اختیار کی تھی مقدمہ سنگاپا بنام واسایا (۸) مین عدالت (یعنے صاحب فلٹن صاحب جسٹس) سے یہ قرار دلانیکی استدعا کیگئی تھی کہ ماں کا اختیار ختم ہوجاتا ہے جبکہ لڑکا بلا ازدواج بعد حصول سن بلوغ اور قابلیت ادائیگی رسوم کے فوت ہوجائے مگر اُسمین ایسے مسئلہ کے قایم کرنیسے انکار کیا گیا ہے۔ مقدمہ رام سندر سنگ بنام سربانی داسی (۹) مین تبنیت دوم بعد پہلے متبنیٰ کے بارہ سال زندہ رہنے کے کیگئی تھی اور عذر یہہ کیا گیا تھا کہ تبنیت دوم اسوجہ سے ناجائز ہے کہ پہلی تبنیت جملہ اغراض مذہبی کو پورا کرچکی ہے۔

(۱) سنہ ۱۸۶۳ء مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ (۲) سنہ ۱۸۷۸ء انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ و صفحہ ۳۰۷
(۳) سنہ ۱۸۹۹ء انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۲۵۰ (۴) سنہ ۱۸۹۴ء ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۱
(۵) سنہ ۱۸۹۳ء ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۴ (۶) سنہ ۱۸۹۸ء ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۷
(۷) سنہ ۱۸۹۶ء ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۲۲ صفحہ ۴۱۶ (۸) سنہ ۱۸۹۶ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۲۸
(۹) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۱

سنہ ۱۹۰۰ء دیکھو اپیل بنام بھیواجی کرشنا

مگر یہ عذر احجیہ منظور کیا گیا تھا کہ تسلسل اغراض مذہبی کی تکمیل پہلی تبنیت سے نہ ہوئی تھی۔ دوسری تبنیت اُن رسومات کے ادا کرنے کے واسطے ضروری تھی جو کہ ہر سال کیجاتی ہیں۔ قابلیت ادائگی رسومات بعد زنار بندی یا ازدواج کے پہلے پسر سے حاصل کیا جانا خواہ وہ حقیقی ہو یا متبنی اس ضرورت تبنیت دوم کو رفع نہیں کر سکتا جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے [illegible] نہ صرف ایک [illegible] ہی شامل ہیں بلکہ رسوم و خدمات بھی جو کہ ان کو ہر سال میں اپنے باپ کی یادگار میں کیجاتی ہیں لیں قابلیت ادائگی رسوم کی جہت سے [illegible] ہے۔ روحانی اثر [illegible] اور [illegible] وہ خدمات ہیں جو کہ ایک پسر بھی اپنے باپ کے کل عمر [illegible] میں ادا [illegible] ضروری امر ہے کہ صورتیں تبنیت کے جبکہ ایسا پسر لاولد فوت ہو جائے زنار بندی یا ازدواج یہ قابلیت ادائگی رسوم کا ذکر بطور حد اختیار بیوہ کے کیا جاتا ہے بحوالہ قانون رسومات [illegible] جو عدالت سے استعمال کیا جاتا ہے اور کل سلسلہ فیصلجات کی غرض یہ ہے کہ یہ [illegible] اس سوال پر بھی کہی جائے کہ آیا بیوہ کے فعل تبنیت سے خود اُسکے حقوق میں کمی ہوئی تھی یا دیگر [illegible] حقوق میں کسی ایسے شخص وارث کے مفوضہ [illegible] اور کی تبنیت بحق مدعی [illegible] تھا۔

اسلئے ہم عدالت ماتحت کی ڈگری کو بحال رکھتے ہیں اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس [illegible] صاحب جسٹس [illegible] و صاحب جسٹس

۵ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

لکشمن (مدعی) اپیلانٹ بنام [illegible] وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ - تنازعہ حدود - ایسے تنازعہ کا تصفیہ کلکٹر سے کیا جانا - اختیار سماعت عدالت دیوانی - اختیار سماعت -

دفعہ ۱۲۱ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء بشمولیت دفعات ۱۱۹ و ۱۲۰ مجموعہ مذکور کے [illegible] صرف [illegible] تنازعہ حدود مابین مالکان اراضیات متصل ہو اور کلکٹر نے اسکا فیصلہ کر دیا ہو [illegible] اسکا فیصلہ زیر دفعہ ۱۲۱ مجموعہ مذکور ناطق ہوتا ہے اور عدالت دیوانی کا اختیار سماعت زائل ہو جاتا ہے۔

* اپیل دوم نمبر ۲۰۶ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء

لکشمن
بنام
اناجی

اپیل دوم بنارضی فیصلہ راؤبہادر مہادیو نشر بدھے سبارڈینٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل رتناگری مشعر منسیخ ڈگری راؤ صاحب کے ایچ گرگری سبارڈینٹ جج درجہ دوم وینگوریلا -

مدعی لکشمن نرائن کمت ایک قطعہ ارضی (پیمائش نمبر ۶۵۵) کا مالک تھا اور مدعاعلیہم اناجی بیشونت وغیرہ متصل قطعہ ارضی (پیمائش نمبر ۶۵۶) کے مالکان تھے -

پیمائش نمبر ۶۵۶ بجانب غرب خسرہ نمبر ۶۵۵ سے اور بجانب شرق ایک سرکاری سڑک سے واقعہ تھا جو ہر دو قطعات مذکور کے درمیان مین سے ہوکر گذرتی تھی -

بروقت بندوبست پیمائش کے کوئی تنازعہ افسران پیمائش کے روبرو دربارہ حدود قطعات مذکور کے نہ کیا گیا تھا -

قطعات متنازعہ شارع عام سے شرق کیجانب واقعہ تھے یعنی مدعاعلیہم کی ارضی کی طرف -

سنہ ۱۸۹۶ء مین مدعی نے قطعات ارضی متنازعہ کا قبضہ دلاپانیکی کوشش بطور ایک جزو ارضی خود کے بین بیان کی تھی کہ وہ سنہ ۱۸۸۹ء مین مدعاعلیہم سے قطعات مذکورہ سے بیدخل کیا گیا تھا -

مدعاعلیہ نمبر ۱ نے مبینہ بیدخلی سے انکار کرکے (منجملہ دیگر عذرات کے) یہ عذر کیا تہا کہ قطعات متنازعہ اسکی ارضی کی حدود کے اندر واقعہ ہین اور وہ زائد از عرصہ بارہ سال سے اسکے قبضہ مین ہین -

عدالت اولی نے مدعی کو دعوی کی ڈگری بدینقرار دادی تہی کہ بروقت پیمائش کے نشانات حدبندی درست طور پر نہین لگائے گئے اور کہ قطعات متنازعہ مدعی کی ملکیت مین -

ڈگری مذکور کو بر طبق اپیل کے سبارڈینٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل رتناگری نے منسوخ کیا تہا جسنے یہ قرار دیا تہا کہ تنازعہ در اصل ایک تنازعہ حدود ہے اسلئے عدالت کو کوئی اختیار سماعت نالش کی نسبت زیر دفعہ ۱۲۱ مجموعہ مالگذاری ارضی (بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) حاصل تہا -

اس فیصلہ کی نارضی سے مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین کیا -

وی جی بھنڈارکر بجانب اپیلانٹ (مدعی) -

راؤبہادر جی این ناڈکرنی بجانب سپانڈنٹ نمبر ۱ (مدعاعلیہ نمبر ۱) -

سنہ ۱۹۰۰ء
لکشمن
بنام
اناجی

رانڈے صاحب جج:- صورت حالین ابتدائی دعوی واسطے دلاپانے قبضہ و روصلات بعض قطعات ارضی کے تہا جنکی نسبت مدعی یہ دعوی کرتا تہا کہ وہ اسکے ٹہکان کے اندر آتے ہین اور مدعاعلیہ یہ بیان کرتا تہا کہ وہ اسکے ٹہکان مین شامل ہین۔ مدعاعلیہ نے عدالت اول مین یہ استدعا کی تہی کہ تنازعہ در اصل ایک تنازعہ دربارہ حدود تہا۔

ہر دو عدالتہاے ماتحت نے اس امر کو ثابت شدہ قرار دیا تہا کہ قطعات ارضی متنازعہ جیسی کہ وہ نقشہ پیمائش شجرہ مین درج ہین رسپانڈنٹ کی ارضی نمبر ۶۰ مین شامل ہین نہ کہ اپیلانٹ کے نمبر ۶۵ مین۔ مگر عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ نشانات حدبندی پیمائش بروقت پیمائش کے درست طور سے نہ لگائے گئے تہے اور اسنے بروے شہادت کے یہ فیصل کیا تہا کہ قطعات متنازعہ مدعی اپیلانٹ حال کی ملکیت ہین۔ بر طبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ تنازعہ در اصل ایک تنازعہ حدود ہے اسلئے افسر پیمائش کا فیصلہ زیر دفعہ ۱۲۱ مجموعہ مالگذاری) ناطق تہا چنانچہ اسنے دعوی کو خارج کیا تہا۔

ہمین کچہہ شبہ نہین ہوسکتا کہ عدالت اپیل ماتحت نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ مقدمہ حال دفعہ ۱۲۱ مجموعہ مالگذاری ارضی کی ذیل مین آتا تہا۔ دفعہ ۱۲۱ دفعات ۱۱۹ و ۱۲۰ کے ساتہہ ملاکر پڑہی جانی چاہیے۔ ایک تنازعہ دربارہ حدود کا مابین مالکان متصلہ نمبرہائے کے موجود ہونا ضروری ہے اور جب ایسا تنازعہ موجود ہو تو قانوناً کلکٹر کو اختیار دیا گیا ہے کہ تنازعہ مذکور کا آخری فیصلہ مسل پیمائش اور دیگر شہادت کی امداد سے کرے۔ مقدمہ مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی تنازعہ بطرح جبر افسران پیمائش کے روبرو اٹہایا گیا تہا جبکہ نقشہ پیمائش تیار ہوا تہا اور نہ کوئی ایسا تنازعہ اٹہایا گیا تہا جسکا کہ فیصل کرنا کلکٹر پر زیر دفعہ ۱۲۱ لازم تہا اسلئے عدالت اپیل ماتحت کی رائے دربارہ اطلاق دفعہ ۱۲۱ کے صریح طور پر غلط ہے۔ اُن مقدمات مین جنکا کہ حوالہ فیصلہ مین دیا گیا ہے یہ قیاس پہلے سے کیا گیا ہے کہ کلکٹر نے ایک فیصلہ کر دیا ہے جسکو فریقین نے یا تو ثابت یا بیان کیا ہے۔ چونکہ تنازعہ حال عرصہ بارہ سال سے ہو رہا ہے اسلئے ہماری رائے مین دعوی کا خارج کرنا مناسب نہو گا جیسا کہ رسپانڈنٹ نے ظاہر کیا ہے۔ یہ پیروی فیصلجات مقدمات کرشنا راؤ سیتا رام بنام لکشمن گانوجی (۱) دبالا بن جوتی بنام نانابن دہولیا (۲)، تریمبک نرائن پالیکار بنام جوزف ڈی سوزا (۳) کے ہماری یہ رائے ہے کہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کا

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۱۹۱ (۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۱۸۱
(۳) (سنہ ۱۸۹۵ء) " صفحہ ۱۵۲

کلشمن بنام انتاجی

فیصلہ منسوخ کرنا چاہیئے اور مقدمہ کو واپس کرینگے ہم عدالت مذکور کو یہ معلوم کرنیکی ہدایت کرتے ہین کہ آیا کوئی فیصلہ کلکٹر نے زیر دفعہ ۲۱۲ ایکٹ ہے اور یہ کہ مقدمہ اسکی مطابق منفصل کیا جائے۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ نلیا گیا ہو تو اُسے چاہیئے کہ مدعی اپیلانٹ کو حکم دے کہ وہ کلکٹر کے پاس درخواست کرکے ایک فیصلہ حاصل کرے اور بعد ازان عدالت اپیل ماتحت کو مقدمہ کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ خرچہ آخری نتیجہ فیصلہ پر منحصر ہے اور وہ عدالت اپیل ماتحت سے منفصل کیا جانا چاہیئے۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس رانا ڈے صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۱۹ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

میونسپلٹی الکلیسور (ابتدائی مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام رکہاؤ چند کیسو چند (ابتدائی مدعی) رسپانڈنٹ *

میونسپلٹی۔ ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (۶ سنہ ۱۸۷۳ء) دفعات ۱۷ و ۴۸ و ۴۶۔ کوچہ۔ سرکاری کوچہ۔ وہ کوچہ جسکی روشنی اور صفائی میونسپلٹی سے کیجاتی ہو۔

محض یہ امر واقعہ کہ ایک کوچہ کی روشنی اور صفائی میونسپلٹی سے کیجاتی ہے۔ بذاتہ اس بات کے واسطے کافی نہین ہے کہ ایک پرائیویٹ کوچہ کو سرکاری کوچہ بنائے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر کرشنا مکہہ لے مہتا ایکٹنگ سبارڈینٹ جج درجہ اول با اختیارات اپیل بروچ مشعر تنسیخ ڈگری خانصاحب جرامی مودی سبارڈینٹ جج درجہ دوم انکلیسور۔

مدعی رکہاؤ چند کیسو چند ایک مکان واقعہ کوچہ میوارا فلیا کا مالک انکلیسور مین تہا۔ مکان مذکور کے سامنے کیطرف گلی کے دوسری جانب ایک اوٹلا واقعہ تہا۔

اُس گلی مین قریباً ۵۰ مکان تہے۔ وہ صرف ایک طرف سے کہلی تہی۔ اسطرف ایک دروازہ لگا ہوا تہا جسکو گلی کے رہنے والے رات کے وقت بند کر دیتے تہے۔

مگر گلی مذکور کی روشنی اور صفائی میونسپلٹی سے کیجاتی تہی۔

۲۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو میونسپلٹی نے اوٹلا مذکور مدعی کے مکان کے سامنے سے ہٹا دیا تہا اسوجہ پر کہ وہ ایک مداخلت بشارع عام ہے۔

---

* اپیل دوم عدد ۱۳۹ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپلٹی احمد آباد
بنام
رکھا وچند
کپورچند

اس مدعی نے ایک نالش واسطے دلاپانے ہرجانہ کے اور حاصل کرنے ایک حکم امتناعی بخلاف میونسپلٹی کے رجوع کی تھی جسکی رو سے وہ مدعی کی مزاحمت اوٹلا مذکور کے دوبارہ تعمیر کرنیمین کرنیسے باز رکھی جائے۔ اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ گلی ایک پرائیویٹ ملکیت تھی اور وہ زمین جو اوٹلا کے نیچے تھی اسکی ملکیت تھی اور میونسپلٹی کو کوئی اختیار اوٹلا کے گرانیکا حاصل نہتھا۔

میونسپلٹی نے (منجملہ دیگر امور کے) یہ عذر کیا تھا کہ گلی ایک سرکاری گلی تھی اور وہ اوٹلا کے گرانیکے مجاز تھی کیونکہ وہ ایک مداخلت شارع عام تھا۔

عدالت اول نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ زمین جسپر اوٹلا بنا تھا مدعی کی ملکیت نتھی بلکہ ایک جزو شارع عام تھی اسلئے نالش خارج کیگئی تھی۔

بر طبق اپیل کے ڈگری مذکور کو اسسٹنٹ جج درجہ اول با اختیارات اپیل نے منسوخ کیا تھا جنہوں نے قرار دیا تھا کہ گلی ایک پرائیویٹ گلی ہے اور کہ میونسپلٹی کو کوئی اختیار اوٹلا کے گرانیکا حاصل نتھا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے میونسپلٹی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ایچ سی کویاجی منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ)
کے سی جھاویری منجانب رسپانڈنٹ (مدعی)۔

رانڈے صاحب جسٹس اہم بحث مقدمہ ہذا مین یہ ہے کہ آیا گلی زیربحث ایک شارع عام ہے یا کہ ذاتی ملکیت ہے اور کہ آیا وہ قطعہ زمین جسپر اوٹلا واقعہ تھا اور جسپر سے کہ وہ مدعا علیہ اپیلانٹ کے حکم سے گرایا گیا تھا مدعی کی ملکیت تھا یا کہ سرکاری زمین تھی۔

رسپانڈنٹ مدعی کا دعوی یہ تھا کہ موا اڑا فلیا گلی واقعہ الکلیہ درمین وہ ایک مکان کا مالک ہے اُس مکان کے پاس ایک قطعہ زمین واقعہ تھا جسپر اُسنے ایک اوٹلا بنایا تھا اور وہ اوٹلا میونسپلٹی احمد آباد کے حکم سے ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء مین گرایا گیا تھا میونسپلٹی نے یہ عذر کیا تھا کہ قطعہ زمین مذکور سرکاری زمین ہے کیونکہ ایک جزو شارع عام ہے جسپر اوٹلا بنانیکا مدعی کو کوئی حق حاصل نہتھا اسلئے وہ بطور ایک مداخلت شارع عام کے گرادیا گیا تھا۔ عدالت اول نے یہ قرار دیا تھا کہ زمین مذکور مدعی کی ملکیت نہین ہے بلکہ وہ ایک جزو شارع عام ہے چنانچہ اُسنے مدعی کے دعوی کو نامنظور کیا تھا۔ بر طبق اپیل کے قرارداد ہائے مذکور منسوخ کیگئی ہین اور قرار یہ دیا گیا تھا کہ زمین مذکور مدعی کی ملکیت ہے اور ایک جزو شارع عام نہین ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپلٹی [illegible]
بنام
رکہاپیسہ
کیسومینہ

بطبق اپیلیڈ ہم اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا گلی ایک سرکاری گلی تھی یا کہ پرائیوٹ ملکیت تھی کیونکہ اگر وہ سرکاری گلی تھی تو زمین متنازعہ کی ملکیت نہیں ہو سکتی میونسپلٹی کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ گلی ایک سرکاری گلی ہے کیونکہ گو وہ ایک پول تھی جو دوسری طرف سے کہلی نتھی تاہم اسکی صفائی کے واسطے میونسپلٹی کے خاکروبان ملازم ہیں جنہیں جملہ پچاس مکانات کے قریب ہیں اور کہ میونسپلٹی نے اسمیں روشنی کے واسطے لیمپ لگائے ہیں اور کہ منڈوا ڈالنے کے بنانے کے واسطے میونسپلٹی سے اجازت لیجاتی ہے - یہ بھی عذر کیا گیا تھا کہ عوام الناس کو اس گلی میں سے گذرنیکا حق حاصل ہے اور کہ ایک زینہ جو مدعی نے اس گلی میں بنایا تھا سنہ ۱۸۷۶ء میں میونسپلٹی کے حکم سے گرا دیا گیا تھا-

بخلاف ازیں ریسپانڈنٹ کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ خاکروبان کی تنخواہ مالکان مکانات دیتے ہیں اور کہ گلی میں لیمپ [illegible] لگا دینے سے وہ سرکاری ملکیت نہیں ہو جاتی - چونکہ وہ ایک پول ہے جسکا ایک طرف کہلا اور دوسرا بند ہے اسلئے وہ سرکاری ملکیت نہیں ہے بلکہ مالکان مکانات کی ملکیت ہے - یہ بھی [illegible] کہ سنہ ۱۸۸۲ء میں ایک شکایت میونسپلٹی کے پاس [illegible] کی نسبت کیگئی تھی اور [illegible] کہ میونسپلٹی نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا تھا-

بلحاظ [illegible] شہادت کے یہ امر صحیح ہے کہ عدالت ابتدائی کے پاس کافی وجہ اس رائے کے اختیار کرنے کی [illegible] ہمیشہ عموماً اختیار کی تھی کہ گلی زیر بحث پرائیویٹ ملکیت ہے نہ کہ سرکاری - واقعات مقدمہ ہذا مشابہ واقعات مقدمہ احمد آباد میونسپلٹی بنام منی لال دینا تھ (۱) و مقدمہ مانک لال موتی لال بنام میونسپلٹی شہر بمبئی (۲) کے ہیں اور نیز اس امر کے کہ کوئی تنخواہ دار چوکیدار باشندگان گلی نے دروازہ پر نہیں رکہا مگر دروازہ رات کو آخری داخل ہونیسے بند کیا جاتا ہے محض یہ امر واقعہ کہ گلی کی روشنی اور صفائی میونسپلٹی سے کیجاتی ہے بذاتہ ذاتی ملکیت کو سرکاری گلی بنانے کے واسطے کافی نہیں ہے - اُن مثالات کی تعداد جنمیں کہ منڈوا ڈالنے کی تعمیر کے واسطے اجازت لی گئی ہے بہت کم ہے کوئی کاغذات دربارہ اس امر کے موجود نہیں ہیں کہ وہ زینہ جسجگہ واقعہ تھا جسکے گرائے جانے کا حکم سنہ ۱۸۷۶ء میں دیا گیا تھا میونسپل ایکٹ میں صحیح تمیز مابین "گلی" اور "سرکاری گلی" کے کیگئی ہے دفعات ۴۵ و ۴۶ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۴ عام گلیوں سے متعلق ہیں مگر دفعات ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۱۷ سرکاری گلیوں سے متعلق ہیں

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۶

(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۴

سنہ ۱۹۰۱ء
لکشمن
بنام
انتاجی

صرف سرکاری گلیاں میونسپلٹی کی تفویض میں دیگئی ہیں مگر پرائیویٹ گلیوں پر میونسپلٹی بعض اختیارات استعمال میں لا سکتی ہے مگر زمین کی مالکیت اُن گلیوں میں خواہ مخواہ میونسپلٹی کو حاصل نہیں ہوتی۔
یہ امر واقعہ کہ میونسپلٹی نے سنہ ۱۸۸۷ء میں کسی دست اندازی متعلق بہ اوٹلا مذکور کرنے سے انکار کیا تھا اس امر کی تائید میں ہے جو کہ عدالت اپیل ماتحت نے اختیار کی ہے ہم نے نتیجہ بلا واسطہ شہادت بینہ رہن دوست برادری کو اخذ کیا ہے عدالت اوّل نے یہ قرار دیا تھا کہ رہن ثابت کیا گیا تھا مگر اراضی وہی ثابت نہیں کیگئی عدالت اپیل ماتحت نے شناخت زمین کو ثابت شدہ قرار دیا تھا اگر ہمارے واسطے بلحاظ رائے اختیار کردہ بالا کے اس امر کی نسبت قرارداد قلمبند کرنا ضروری ہو تو ہم یہ قرار دینا چاہیئے کہ دستاویزات مذکور قطعی طور پر بری از اشتباہ نہیں ہیں اور شناخت کافی طور پر نہیں کیگئی مگر ان امور کے متعلق کسی قرارداد کا قلمبند کرنا بتائید منفیصلہ عدالت اپیل ماتحت کے ضروری نہیں ہے۔ گلی ایک سرکاری گلی ثابت نہیں کیگئی اور مدعی رسپانڈنٹ اوٹلا پر سنہ ۱۸۸۷ء سے بطور اپنی ذاتی ملکیت کے قابض رہے ہے جسکا علم اپیلانٹ مدعی کو تھا پس بلحاظ واقعات کے بار ثبوت اپیلانٹ کی ذمہ تھا اور وہ اپنا فعل انہدام اوٹلا کے جواز کو ثابت کرنے سے قاصر رہے ہے اسلئے ہم کو اپیل ہذا مع خرچہ خارج کرنا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا

۱۰ و ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

اجلاس کامل

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و ہوم صاحب جسٹس

دیوراؤ وغیرہ (ابتداءً مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام نرائن داس ہرکھچند (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ*

مجموعہ مالگذاری اراضی (بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) دفعات ۴ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ - ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ معاملتدار - قائمقام مقررہ کردہ زیر مجموعہ مالگذاری اراضی استعمال اختیارات معاملتدار - ایک قائمقام مقرر کردہ زیر دفعہ ۱۵ ایکٹ مالگذاری اراضی (بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) ان اختیارات کا استعمال نہیں کر سکتا۔

* درخواست نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۰۱ء زیر اختیارات غیر معمولی

سنہ ۱۹۰۱ء
دیوراؤ وغیرہ
بنام
نرائن داس وغیرہ

جو بروئے ایکٹ ۱۳ التہائی معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۷۶ء) کے اس معاملتدار کو مفوض ہوں جسکے کہ عہدہ پر عارضی طور پر مقرر ہوا ہو۔

درخواست زیر اختیارات غیر معمولی ہائی کورٹ (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی) بنا راضی فیصلہ راؤ صاحب کرشناجی واسودیو تہو رائیکنگ معاملتدار شولاپور بنالش قبضہ۔

مدعی نے ایک نالش قبضہ عدالت معاملتدار شولاپور میں رجوع کی تھی دوران کارروائیات میں معاملتدار مذکور ایک اور ضلع میں تبدیل ہو گیا تھا اسکی جانشین کے پہونچنے تک کلکٹر نے ایک شخص کرشناجی واسودیو تہو کو جو ایک منشی اسکے دفتر میں تھا بطور قائم مقام معاملتدار کے مقرر کیا تھا اور اُسنے نالش کا فیصلہ بحق مدعی کر دیا تھا۔

مدعا علیہم نے ایک درخواست ہائی کورٹ میں زیر اختیارات غیر معمولی بدیں عذر کی تھی کہ قائم مقام معاملتدار کو کوئی اختیار نالش کی تجویز کا حاصل نہ تھا کیونکہ اس کو اختیارات معاملتدار زیر ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۷۶ء) مفوض نہ تھے۔ ایک قاعدہ نائی سائی عطا کیا گیا تھا جسکے روسے مدعی بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا تھا کیونکہ فیصلہ رائیکنگ معاملتدار منسوخ نہ کیا جانا چاہیئے۔

گنپت ایس راؤ کار منجانب سائلان (مدعا علیہم) بتائید قاعدہ مذکور۔

مہادیو بی جوبل منجانب فریق مخالف (مدعی) بغرض اظہار وجہ۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس۔ معاملتدار شولاپور کا عہدہ خالی ہونے پر ایک شخص بذریعہ حکم جاری کردہ کلکٹر زیر دفعہ ۵ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی سنہ ۱۸۷۹ء عارضی طور پر معاملتدار کے عہدہ پر مامور کیا گیا تھا وہ تھا سوال جو ہمارے فیصلہ کے واسطے موجود ہے یہ ہے کہ آیا یہ بحیثیت عہدہ دار دوران قبضہ عارضی عہدہ میں ان جوڈیشل اختیارات کے استعمال کرنے کا مجاز تھا جو کہ معاملتدار کو بروئے ایکٹ عدالتہائے معاملتداران سنہ ۱۸۷۶ء کے مفوض ہوتے ہیں۔

دفعہ ۳ ایکٹ مذکور میں یہ حکم ہے کہ لفظ "معاملتدار" میں کوئی عہدہ دار مال شامل ہوگا جو عام طور پر اختیارات معاملتدار کو استعمال کرتا ہو اور وہ شخص بھی جس کو خاص طور پر گورنر باجلاس کونسل نے اختیارات معاملتدار کے استعمال کرنے کا اختیار عطا کیا ہو۔ ہمارے روبرو یہ بحث کیگئی ہو کہ ایک عارضی عہدہ دار اس تعریف کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ وہ معمولی طور پر نہیں بلکہ غیر معمولی طور پر اختیارات معاملتدار کو استعمال کرتا ہے۔

۱۸۹۱ء
لکشمی
بنام
انتاجی

اس حجت کی تائید فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ منگاپا بنام دولاپا (۱) سے ہوتی ہے اگر فیصلہ مذکور موجود نہ ہوتا تو حجت مذکور کو ناقابل قیام قرار دیا ہوتا اولاً ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ "معمولی طور پر استعمال کرتا ہو" کو ایسی وقعت دیگئی ہے جو ان کو نہ دینی چاہیئے ہماری رائے میں وہ صرف بمقابلہ الفاظ "خاص طور پر اختیار دیا گیا ہو" کے استعمال کیئے گئے ہیں مگر قطع نظر اس کے حجت مذکور میں خاص الفاظ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی ۱۸۷۹ء نظرانداز کیئے گئے ہیں بروئے دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور کو عارضی عہدہ دار "ایک ماملتدار زیر ایکٹ ہذا متصور کیا جانا چاہیئے" دفعہ ۲ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ "تقرر جملہ عہدہ داران متذکرہ دفعہ ہذا بابت ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ کا حسب ضابطہ طور پر مشتہر کیا جانا چاہیئے اور وہ عہدہ دار جو عارضی طور پر کسی ایسی عہدہ داری کا مقرر کیا گیا ہو انہی اختیارات کو استعمال کرے گا اور انہی فرائض کی تعمیل کرے گا جو کہ اس عہدہ دار سے متعلق کیئے جائیں جسکی کہ طرف سے وہ اسطرح پر کام کرنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہو" یہ امر صریح ہے کہ ایک ماتحت عہدہ دار مقرر کردہ زیر دفعہ ۱۵ ایک عارضی عہدہ دار حسب منشائے دفعہ ہذا ہے۔ اور جب ہم دفعہ ۱۲ کی طرف عود کرتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ماملتدار کے "اختیارات اور فرائض ایسے ہونے چاہئیں جو کہ صریح طور پر اُن کو بروئے ایکٹ ہذا یا کسی اور قانون نافذ الوقت کے روسے عطا کئے گئے ہوں یا اُنپر عائد کئے گئے ہوں" اس لئے ہم اس نتیجہ سے گریز نہیں کر سکتے کہ ایک مقرر کردہ ماتحت عہدہ دار اُن اختیارات کو استعمال کر سکتا ہے جو کہ ماملتدار کو زیر ایکٹ مدالتہائے ماملتداران ۱۸۷۶ء مفوض ہوں۔

دوران بحث میں ہمارے روبرو مجموعہ آرائے لیگل ریممبرنسر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اہم ہیں مگر مستند نہیں اور نہ اُن کی وقعت اس امر واقعہ سے زیادہ ہوتی ہے کہ اُن آرائے کا تحریر کرنے والا ایکٹ مذکور کا مسودہ تیار کرنے والا تھا۔

مگر اس فیصلہ سے جسکا ہم نے حوالا دیا ہے ایک اصلی مشکل اس رائے کے مؤثر کرنے کی راہ میں پیدا ہوتی ہے جو کہ ہم نے اختیار کی ہے اسلیئے ہم اِس کا حل ہو ذیل کے سوال کا استصواب کرتے ہیں۔

آیا ایک عارضی طور پر مقرر کردہ عہدہ دار زیر دفعہ ۱۵ بمبئی مجموعہ مالگذاری اراضی ۱۸۷۹ء اُن اختیارات کو استعمال کر سکتا ہے جو بروئے ایکٹ مدالتہائے ماملتداران ۱۸۷۶ء کے اُن ماملتداران کو عطا کیئے گئے ہوں جنکی کہ بجائے وہ عارضی طور پر کام کر رہا ہو۔

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۵

۱۹۰۱ء
دیوبا سے
بنام
راماس

مقدمہ کا اسطرح پر استصواب کئے جانے پر اُس کی سماعت ایک اجلاس کامل نے کی تھی جس میں کینڈی صاحب مدرانا دے صاحب وکرو صاحب و ہڈ رتھ صاحب جسٹسان اجلاس فرما تھے۔

گنپت ایس ملگاؤ کار بجانب سائلان (مدعا علیہم) بتائید قاعدہ مذکور:- امر متنازعہ یہ ہے کہ آیا عارضی تقرر ایک معاملتدار کا اُسکو اختیارات معاملتدار زیر ایکٹ عدالتہائے معاملتداران عطا کرتا ہے، ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ ایک معاملتدار زیر ایکٹ مذکور نہیں ہوتا ملاحظہ ہو دفعہ ۳ سوال مذکور اُس تعبیر پر منحصر ہے جو کہ الفاظ "معمولی طور پر اختیارات معاملتدار کا استعمال کرتا ہو" مندرجہ دفعہ مذکور کی کیجانی چاہئے۔ ایک عارضی تقرر ایک خاص تقرر ہے اور اُس شخص کی نسبت جو اسطرح پر مقرر کیا گیا ہو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عام طور پر اختیارات معاملتدار کو استعمال کرتا ہے دفعہ ۱۲ مجموعہ مالگذاری اراضی میں عارضی طور پر خالی عہدہ کے پُر کرنیکے متعلق حکم ہے اور الفاظ "زیر ایکٹ ہذا" مندرجہ دفعہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملتدار انتظام مال کے لحاظ سے معاملتدار ہے جب ایک شخص بطور ایکٹنگ معاملتدار کے مقرر کیا گیا ہو تو وہ کمشنر سے مقرر کیا جانا چاہئے اور اُس کے تقرر کا اشتہار گورنمنٹ گزٹ میں دیا جانا چاہئے۔ ایک ماتحت عہدہ دار کلکٹر کے دفتر کا عارضی طور پر اغراض مال کے واسطے بطور معاملتدار کے کلکٹر کیطرف سے بلا منظوری کمشنر کے مقرر کیا جا سکتا ہے اور اُسکے تقرر کے مشتہر کئے جانیکی ضرورت نہیں ہے علاوہ برآں دفعہ ۲۰ مجموعہ مذکور میں بھی تقرر معاملتدار کا ذکر ہے۔ صورتحال میں ایکٹنگ معاملتدار ایک محال کاری نتھا بلکہ وہ کلکٹر کے دفتر کا ایک کلرک تھا۔ اسطرح پر دفعات ۱۵ و ۲۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایکٹنگ معاملتدار اور اُس معاملتدار میں کیا فرق ہے جو عارضی طور پر مقرر کیا گیا ہو۔ ایک عارضی تقرر از قسم حال کے ساتھ وہ اختیارات شامل نہیں ہیں جو بروئے ایکٹ معاملتداران کے عطا کئے گئے ہیں ملاحظہ ہونگا پا بنام دودا پا (۱) ملاحظہ ہو قواعد بالی صاحب صفحہ ۱۸۵ وہ تقرر جس کے متعلق آخری جزو دفعہ ۳ ایکٹ معاملتداران میں حکم ہے ایک تقرر از طرف گورنمنٹ ہے۔

مہادیو بی جوشی بجانب فریق مخالف (مدعی) بالعرض اظہار دیا پہلا ایکٹ ہائے متعلق ثالثات

(۱) (۱۸۷۸ء) انڈین لاءرپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۰۵۔

۱۹۰۴ء
دیوراندے
بنام
رامداس

قبضہ میں فرائض معاملتداران مقرر نہ کئے گئے تھے اس لئے کوئی افسر مال ایسی نالشات کی سماعت کرسکتا تھا۔ فرائض معاملتدار بروئے مجموعہ مالگذاری اراضی ۱۸۷۹ء کے مقرر کئے گئے تھے لفظ "عام طور پر" مندرجہ دفعہ ۳ تحت معاملتدار بمقابلہ لفظ "خاص طور پر" کے استعمال کیا گیا ہے محالکاری ایک ایسا شخص نہیں ہوتا جو عام طور پر اختیارات معاملتدار کا استعمال کرتا ہو۔ وہ ایک عہدہ دار مال ہوتا ہے اور اگر اُسکو ایک نالش قبضہ کا فیصلہ کرنا پڑے تو اُس کو خاص طور پر وہ اختیار سماعت مفوض ہونا چاہئے یعنی وہ اغراض نالش مذکور کیواسطے معاملتدار ہونا چاہئے۔ لفظ "معاملتدار" کا استعمال اوّلاً درست معنوں میں مجموعہ مالگذاری اراضی ۱۸۷۹ء میں کیا گیا تھا۔ پہلے الفاظ محالکاری و کماوسدار وغیرہ کا استعمال کیا جاتا تھا مگر مجموعہ ۱۸۷۹ء کے رو سے معنی صریح تر ہوگئے ہیں۔ دفعات ۱۲ و ۱۵ و ۲۰ ایکٹ مذکور سے جبکہ وہ ملاکر پڑھی جائیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عارضی تقرر معاملتدار کے ساتھ وہ اختیارات شامل ہوتے ہیں جو اُس عہدہ دار کو مفوض ہوں جو عام طور پر اختیارات معاملتدار کا استعمال زیر ایکٹ معاملتداران کرتا ہو۔

[کینیڈی صاحب جسٹس:۔ مگر صورتحال میں کلکٹر نے وہ فرائض نیابتاً سپرد کئے تھے جو ایکٹ مذکور کے رو سے عائد کئے گئے ہیں]۔

ایکٹنگ تقرر کلکٹر نے زیر دفعہ ۱۵ مجموعہ مالگذاری اراضی کیا تھا۔ دفعہ مذکور ایک اختیار دہندہ دفعہ ہے اور اس کے رو سے کلکٹر کو اختیار دیا گیا ہے کہ ضرورت کی صورت میں عمل کرے۔ ایک معاملتدار جو اسطرح پر مقرر کیا گیا ہو ایک معاملتدار زیر دفعہ ۱۲ مجموعہ مذکور ہے مجموعہ مذکور کی دفعہ ۲۰ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دفعات ۱۲ و ۱۵ ملاکر پڑھی جانی چاہئیں۔

فقرہ "عام طور پر اختیارات معاملتدار کا استعمال کرتا ہو" مندرجہ دفعہ ۳ تحت معاملتداران سے یہ مراد ہے کہ وہ اُن اختیارات کا استعمال کرتا ہو جو معاملتدار کو عموماً حاصل ہوتے ہیں۔ قیاس یہ ہے کہ وہ شخص جو بطور قائم مقام عہدہ سرکاری کے کام کرتا ہو اُن فرائض کی تعمیل کرتا ہے جو عہدہ مذکور سے متعلق ہوں صورتحال میں معاملتدار نے اپنا ذکر بطور ایکٹنگ معاملتدار کے کیا ہے اسلئے قیاس یہ کیا جانا چاہئے کہ وہ فرائض معاملتدار کی تعمیل کرتا ہے۔ حجت یہ کیگئی تھی کہ چونکہ تقرر درج گزٹ نہوا تھا اسلئے ایکٹنگ معاملتدار فرائض معاملتدار کو سرانجام دینے کا مجاز نتھا جب کلکٹر ایک عارضی تقرر زیر دفعہ ۱۵ مجموعہ مالگذاری اراضی کرے تو کوئی امر ایسا موجود نہیں ہوتا جس کے رو سے وہ ایسے تقرر کے گزٹ میں مشتہر کرنے سے ممتنع ہو۔

سنہ ۱۹۰۰ء
دیوراسے
بنام
راماداس

ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ اشتہار لفقرہ اس امر کے فیصل کرنیکی معیار نہیں ہے کہ آیا وہ شخص جو معاملتدار مقرر کیا گیا ہو عام طور پر فرائض معاملتدار کو سر انجام دیتا ہے۔

ملگاؤکار جوابا۔

تجویز عدالت (کینڈی صاحب ورانا دے صاحب کرو صاحب ٹبان) کینڈی صاحب جسٹس نے حسب ذیل صادر کی تھی:۔

کینڈی صاحب جسٹس:۔ سوال متنازعہ یہ ہے کہ آیا ایک قائم مقام مقرر کردہ زیر دفعہ ۱۵ مجموعہ مالگذاری اراضی بمبئی ۱۸۷۹ء اُن اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے جو بروئے عدالتہائے معاملتداران ۱۸۷۶ء کے اُس معاملتدار کو مفوض ہوں جس کے کہ عہدہ پر وہ عارضی طور سے مامور ہوا ہو؟۔

ہماری رائے میں اس سوال کا جواب اس امر پر منحصر نہیں ہے کہ کونسے اختیارات بروئے ایکٹ عدالتہائے معاملتداران ۱۸۷۶ء کے اُس معاملتدار کو مفوض ہیں جبکہ کہ عہدہ پر قائم مقام عارضی طور سے مامور ہوا ہے۔ اُسکا جواب محض اس مزید سوال پر منحصر ہے کہ آیا قائم مقام مذکور اُس فقرہ تعبیری کی ذیل میں آتا ہے جو دفعہ ۳ بمبئی ایکٹ ۱۸۷۶ء میں درج ہے۔ احکام دفعہ مذکورہ اسطرح پر ظاہر کیے جاسکتے ہیں:۔

لفظ "معاملتدار" میں اشخاص ذیل شامل ہونگے:۔

۱۔ کوئی عہدہ دار مال جو عام طور پر اُن اختیارات کا استعمال کرتا ہو جو ایک معاملتدار کو حاصل ہوتے ہیں اور

۲۔ کوئی اور شخص (الف) جس کو خاص طور پر جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر باجلاس کونسل نے اختیارات معاملتدار زیر ایکٹ ہذا کے استعمال کرنیکا اختیار دیا ہو یا

(ب) جو بروقت نفاذ ایکٹ ہذا کے حسب ضابطہ طور پر اختیارات معاملتدار زیر بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۴ء کے استعمال کرنیکا مجاز ہو۔

یہ امر یاد رکھا جانا چاہئے کہ ۱۸۷۶ء میں جبکہ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران صادر کیا گیا تھا اُسوقت مجموعہ مالگذاری اراضی موجود تھا ایکٹ ۱۸۷۶ء کا منشاء یہ تھا کہ ایک ہی مجموعہ اور ترمیم کنندہ ایکٹ کی ذیل میں اسقدر جزو پرانے قانون (ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۴ء اور ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۴ء) کا اور اسقدر حصہ جدید قانون کا لایا جائے جو کہ موجودہ عدالتہائے سرسری کے بہتر انتظام کے واسطے ضروری معلوم ہو (ملاحظہ ہو بائی جیجا بنام بائی جادو[1])

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۶۴۳ الصفحہ ۶۷۰۔

۱۹۲۰ء
دیو رام کنٹے
بنام
رامداس

اب ہم بمبئی ایکٹ ۱۸۶۵ء کی طرف عود کرکے یہ معلوم کرتے ہیں کہ فقرہ تعبیری (دفعہ ۲۰) مذکورہ الفاظ ہے: ”اختیارات معاملتدار زیر ایکٹ ہذا کا استعمال کسی ایسے عہدہ دار مال سے کیا جاسکتا ہے جسکو اختیارات مشابہ اختیارات معاملتدار کے حاصل ہوں جیسے کہ انکی تعریف باب ۲ ریگولیشن ۱۸۲۷ء میں کیگئی ہے یا کسی ور شخص سے جسکو خاص طور پر جناب نواب گورنر صاحب بہادر با جلاس کونسل نے اختیارات معاملتدار زیر ایکٹ ہذا کے استعمال کرنیکا اختیار دیا ہو“ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مقابلہ مابین ”کسی افسر مال“ اور ”دوسرے شخص“ کے ہے اور چونکہ صحیح اعتراضات بنسبت فقرہ ”جسکو اختیارات مشابہ اختیارات معاملتدار کے حاصل ہوں“ کے کئے گئے تھے اسلئے تعبیر کی عبارت ایکٹ ترمیم کنندہ ۱۸۶۶ء میں تبدیل کیگئی تھی جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ نیز مقابلہ مابین اُس عہدہ دار مال کے جو اختیارات معاملتدار کو استعمال کرتا ہو اور اُس دوسرے شخص کے ہے جسکو خاص طور پر اختیار دیا گیا ہو الخ۔ مگر واضعان بمبئی ایکٹ ۱۸۶۵ء نے صرف یہی نہیں کہا کہ ”کوئی افسر مال جو اختیارات معاملتدار کو استعمال کرتا ہوگا“ اگر اُنہوں نے ایسا بیان کیا ہوتا تو کوئی مشکل پیش نہ آتی مگر اُنہوں نے لفظ ”عام طور پر“ اسمیں زیادہ کیا ہے اور یا تو لفظ مذکور محض زائد ہوسکتا ہے جسکا منشا صرف یہ ظاہر کرنیکا ہو کہ عہدہ دار مال ایسا ہونا چاہئے جو عام اختیارات معاملتدار کا استعمال کرتا ہو یا یہ نتیجہ اخذ کیا جانا چاہئے کہ واضعان قانون کی کوئی خاص غرض لفظ مذکور کے ایزاد کرنے میں تھی جو یہ تھی کہ جوڈیشل فرائض زیر ایکٹ ۱۸۶۵ء کا استعمال کسی ناتجربہ کار ماتحت عہدہ دار مال سے نہ کیا جانا چاہئے جسکو ضرورت کی صورت میں عارضی طور پر عہدہ کا اہتمام عطا کیا جاسکتا ہے اور جو اسطرح پر اختیارات معاملتدار کا استعمال کرتا ہو گو وہ لفظ مذکور کے عام معنوں میں ایک معاملتدار ہو۔ یہی نیت کا مناسب ہونا صحیح طور پر ظاہر ہے اور بظاہر یہی رائے واضعان قانون کیطرف مقدمہ ننگاپا بنام ووداپا (۱) میں سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس و بیرسن صاحب جسٹس نے منسوب کی تھی۔

اس تعبیر دفعہ ۲ بمبئی ایکٹ ۱۸۶۵ء میں بدریعہ مابعد ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء (مجموعہ مالگذاری اراضی) کوئی خلل واقع نہیں ہوا جسکو باب ۲ کا تعلق اختیارات عہدہ داران مال کے ساتھ ہے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ زیر دفعہ ۱۵ کوئی ماتحت عہدہ دار جو عارضی طور پر عہدہ معاملتدار پر مامور ہو ”ایک معاملتدار زیر ایکٹ ہذا سمجھا جانا چاہئے“ الّا جبکہ معاملتدار اپنے عہدہ کا اہتمام حاصل کرلے یا جبتک کہ ایک جانشین حسب ضابطہ طور سے مقرر نہ کیا جاوے اور اپنے تقرر کا اہتمام حاصل نہ کرلے۔

(۱) (۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹس بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۸۵۔

ستمبر ۱۹۰۶
دیو رائے
بنام
راملس

مگر ایک تمیز صحیح طور پر ایکٹ مذکور میں مابین ایکٹنگ معاملتدار مقرر کردہ کمشنر کے (جسکا کہ تقرر حسب ضابطہ طور سے مشتہر کیا گیا ہو) اور ایسے ماتحت عہدہ دار کے کیگئی ہے جو عارضی طور پر عہدہ معاملتدار پر زیر دفعہ ۱۵ مامور ہو۔ موخر الذکر تقرر مشتہر نہیں کیا جاتا کیونکہ دفعہ ۲۰ میں دفعہ ۱۵ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ کمشنر کلکٹر کی نامزدگی کو قبول کر سکتا ہے اور زاں بعد تقرر قایم مقام حسب ضابطہ طور پر مشتہر کیا جاتا ہے اور اُس افسر کو جو بطرح پر تقرر کیا گیا ہو اختیار سماعت زیر ایکٹ معاملتداران حاصل ہوتا ہے۔ ایسا طریق اُس خلوِ عہدہ کی صورت میں صحیح ہوگا جو کچھ عرصہ تک جاری رہے۔ مگر اُس قایم مقام کی صورت میں جو عارضی طور پر ایک عہدہ پر حسب منشاء دفعہ ۱۵ مامور ہو ایسی تقرر کی کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی اور سادی طور پر کوئی ضرورت ایسی قایم مقام کے واسطے زیر ایکٹ معاملتداران اختیار سماعت رکھنے کی نہیں ہو سکتی پس بلحاظ وقت کے کوئی حجت نہیں کیجا سکتی۔ بخلاف ازیں جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے دقت پیش آیگی کہ قایم مقام مذکور کو جوڈیشل اختیارات زیر ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء بمبئی عطا کئے جائیں۔

پس بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ معاملہ امر فیصلہ طلب نہیں ہے اور کہ سوال مذکور پہلے سے عدالت ہذا نے جوڈیشل طور پر فیصل کر دیا ہے۔ اور کہ ہم اُس فیصلہ سے خلاف نہیں کر سکتے جسکی پابندی زیادہ تر قرات ایکٹ مذکور سے ہوتی ہے اور نیز صریح منشاء واضعان قانون سے۔ اسلئے ہم سوال مستصوبہ کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔

وہیٹورتھ صاحب جسٹس:۔ بمبئی ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء جسکا تعلق تمام اراضی کیساتھ ہے معاملتداران صرف بطور عہدہ داران مال کے متعلق ہے بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء میں ایک محدود استعمال معاملتدار کا بطور جوڈیشل افسر کے کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنے میں دفعہ ۳ محتاط طور پر جوڈیشل عہدہ کو ایسے عہدہ داران کی حد تک محدود کرتی ہے جو کہ اختیارات معاملتداران کو عام طور پر استعمال میں لانیکے قابل سمجھے جائیں اور اُس کے رو سے محض عارضی قایم مقامان مستثنے کئے گئے ہیں۔ تمیز مذکور طبعی معلوم ہوتی ہے یہ امر ضروری ہے کہ اہم فرائض معاملتدار زیر ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء کی تعمیل کسی نہ کسی طرح پر کیجائے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جوڈیشل فرائض زیر ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء اسطرح پر جاری رکھے جائیں بخلاف ازیں یہ امر زیادہ تر بہتر ہے کہ مقدمات زیر ایکٹ مذکور اسوقت تک ملتوی رکھے جائیں جبتک کہ حسب ضابطہ مقرر کردہ معاملتدار غیر حاضر ہو اور جبتک کہ وہ واپس نہ آئے یا اُسکا جانشین مقرر نکیا جائے۔

سنہ ۱۹ ء
دیوراسے
بنام
راماسس

یہ امر اس رائے میں خلل انداز نہیں ہوتا کہ مجموعہ مالگذاری اراضی بلسنت ایکٹ معاملہ داران کے مابعد کی تاریخ کا مصدرہ ہے۔ دراصل مجموعہ مذکور کو سنہ ۱۹ء میں اُس خاص حد کا علم ہوگا چونکہ بروئے دفعہ ۳ پہلے ایکٹ کے اغراض مذکور کے واسطے عاید کیگئی تھی۔ اور انہوں نے اس امر میں کوئی دست اندازی نکی تھی جبکہ انہوں نے خلو عہدہ کے واسطے زیر مجموعہ مذکور اُسکے اغراض کے واسطے احکام جاری کئے تھے دفعہ ۲۰ مجموعہ مذکور کے فقرہ دوم میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ عارضی قایم مقامان کو وہی اختیارات استعمال کرنے چاہئیں جوکہ وہ عہدہ داران استعمال کرتے ہوں جن کی بجائے وہ کام کرتے ہوں۔ مگر یہ سب کچھ اغراض مجموعہ کے واسطے ہے اور اُس استثنے میں کوئی خلل اندازی نہیں کیگئی جوکہ دفعہ ۳ ایکٹ معاملہ داران کے رو سے مقرر کیگئی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ دفعہ ۲۰ مجموعہ مذکور کا فقرہ دوم صرف ایسی نوعیت کا ظاہر ہوتا ہے جو بطور شرطیہ یا استثنے اصلی فقرہ کے ہے جو سوال اشتہار تقرر کے متعلق ہے۔

نیز مجموعہ مذکور کی دفعہ ۲ میں یہ حکم ہے کہ معاملہ دار کے "فرایض وغیرہ ایسے ہونے چاہئیں جو صحیح طور پر بروئے ایکٹ ہذا کے یا کسی اور قانون نافذ الوقت کے رو سے مقرر کئے گئے ہوں"۔ مگر در صورتیکہ اس کے رو سے معاملہ دار کے عام فرایض کی تعریف کیگئی ہے تاہم اُس سے میری رائے میں یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ وہ خاص حد جو دربارہ اُن جوڈیشل اختیارات کے مقرر کی گئی ہے جنکی کہ تعمیل زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء کیجانی چاہئے موقوف ہونی چاہئے۔

بہ پیروی فیصلہ مقدمہ ٹنگابا بنام دودا پا (۱) کے میں سوال مستصوبہ کا جواب نفی میں دیتا ہوں۔

[سوال مستصوبہ کا جواب نفی میں دیئے جانے پر قاعدہ معہ خرچہ ناطق قرار دیا گیا تھا۔

قاعدہ ناطق قرار دیا گیا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۵۸۵

۲۲ نومبر سنہ ۹۰

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس [illegible] صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

محمد حاجی زکریا - اپیلانٹ بنام احمد بہائی حبیب بہائی - فریق مخالف*

طریق عمل - ضابطہ - استصواب ہائیکورٹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۳۹، ۶۱۷، ۶۴۷ -

ہم نے یہ دعویٰ کر کے کہ وہ ایک امین یا مہتمم ایک مسجد کا ہے ایک درخواست صاحب جج ضلع کے پاس اس غرض سے گذرانی تھی کہ وہ اس امر کی اجازت دیں کہ اراضیات متعلقہ مسجد کا ایک پٹہ عطا کرے - ایک اشتہار جاری کئے جانے پر الف فریق مخالف نے صاحب جج ضلع کے روبرو حاضر ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس موضع کا مالک ہے جس میں اراضیات متنازعہ واقع ہیں اور اسنے یہ عذر کیا تھا کہ اراضیات مذکور مسجد کی ملکیت نہیں ہیں اور کہ سائل اسکا مہتمم نہیں ہے صاحب جج ضلع کو اس امر کی نسبت شبہ معلوم ہوا تھا کہ آیا اسکو درخواست سننے کا اختیار حاصل ہے جبتک کہ نالش باضابطہ طور پر دائر نہ کیجائے زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) اور انہوں نے معاملہ کا استصواب ہائیکورٹ سے زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ مذکور کیا -

ہائیکورٹ نے استصواب مذکور کا جواب دینے سے انکار کیا اسکی یہ رائے تھی کہ کوئی استصواب زیر دفعہ ۶۱۷ نہیں ہو سکتا تھا جبتک کہ پیش نہ کیا جاتا تھا دفعات ۶۱۷ و ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف ان صورتوں سے متعلق ہیں جبکہ شبہات دوران نالش یا اپیل یا اجرا یا دیگر کارروائی میں پیدا ہوں -

دفعہ ۶۱۷ کا منشا ان صورتوں سے متعلق ہونیکا نہیں ہے جو طبعی طور پر کسی کارروائی روبرو عدالت میں پیدا نہ ہوں -

استصواب منجانب آر ایس بیٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج تھانہ زیر دفعہ ۶۱۷ و ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء)

استصواب مذکور بالفاظ ذیل کیا گیا تھا -

ایک شخص مسمی محمد حاجی زکریا نے بحیثیت مہتمم صاحب جج ضلع تھانہ کے پاس ایک درخواست اس امر کی اجازت کی بابت دی ہے کہ بعض اراضیات کا دوامی پٹہ عطا کرے جنکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ وہ اسکے جد امجد نے ایک مسجد کیواسطے وقف کی تہیں سائل نے یہ بیان کیا ہے کہ اراضی مذکور سے اسوقت صرف ۵۰ سالانہ ہی کم فایدہ ہوتا ہے مگر مبلغ ۱۵۰ سالانہ منافع دینے کی آمادگی ظاہر کیگئی ہے اگر دوامی پٹہ عطا کیا جائے نیز یہ بھی بیان کیا ہے کہ مطابق شرع محمدی قاضی کی اجازت یا اسکی عدم موجودگی میں عدالت کی اجازت جائداد مسجد کے دوامی پٹہ کو جائز بنانیکو درکار ہے بمبئی ہائیکورٹ کی سابق نظیر ... فی طلب مجھ سے درخواست درج رجسٹر کی تھی اور بتعمیل اسکے حکم مصدرہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کے ایک اشتہار جاری کیا گیا تھا اور گاؤں میں بذریعہ ڈھول مشتہر کیا گیا تھا جسکے رو سے کوئی شخص جو جائداد مسجد مذکور پر پٹہ مذکور کی نسبت اعتراض کرنیکے واسطے طلب کیا گیا تھا اور اسی مضمون کا اشتہار مقامی اخبار اور دیگر اخبارات بمبئی میں شایع کیا گیا تھا -

ایک شخص احمد بہائی حبیب بہائی نے بذریعہ اپنے اٹارنی ہر کرشنا کے بذریعہ بیان تحریری عذرداری کی ہے کہ وہ موضع مالاد کا مالک ہے جسمیں اراضی متنازعہ واقع ہے اور کہ اراضی مذکور کا تعلق دیہہ میں بطور ملحق مسجد کے ظاہر نہیں کیگئی اور کہ سائل کو کوئی حق اسکا پٹہ عطا کرنیکا حاصل نہیں ہے اور کہ پٹہ مجوزہ پٹہ دینے سے جائداد مسجد کے حقوق کو نقصان پہونچیگا -

* استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد حاجی زکریا
بنام
احمد بھائی حبیب بھائی

سائل نے دو بیانات حلفی و دیگر ثابت کرنے اس امر کے داخل کئے تھے کہ پٹہ مذکور کو عطا کرنے سے مسجد کو فائدہ پہونچیگا۔
جبکہ مقدمہ ہذا میرے روبرو فیصلہ کے واسطے پیش ہوا تھا تو مجھے عدالت ضلع کی اختیار سماعت متعلق درخواست از قسم حال کی نسبت شبہ ہوا تھا مسٹر گلیکا صاحب سائل نے مقدمہ پر پیروی و بحث کی تھی اور یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ معاملہ کا استصواب حکام ہائیکورٹ سے کیا جائے اگر مجھکو عدالت ہذا کے اختیار سماعت کی نسبت کوئی شبہ ہو۔

میں حجت کیواسطے یہ فرض کرتا ہوں کہ اراضی متنازعہ ایک مسجد کیواسطے وقف کیگئی ہے اور کہ سائل اسکا جایز مہتمم ہے نیز میں ایک بحث کے واسطے یہ بھی فرض کرتا ہوں کہ مہتمم از قسم سائل مجاز ہے کہ ایسی اراضی کا کاشت کا پٹہ اغراض تجارتی کے واسطے مسجد کے فائدہ کے واسطے عطا کرے اور کہ تین سال سے زیادہ عرصہ کے پٹہ کے واسطے مسجد کا فائدہ ثابت کیا جانا چاہئیے اور قاضی کی منظوری لیجانی چاہئیے (ملاحظہ ہو ٹاگور لاء لکچرز متعلق ہبہ جات و اوقاف وغیرہ مابین اہل اسلام مصنفہ امیر علی صاحب صفحہ ۲۸۰)

موضع بالا دکا کوئی قاضی سرکار کیطرف سے مقرر نہیں کیا گیا حجت کیگئی ہے کہ ذریعہ قاضی اس امر کے متعلق عدالت ضلع سے استعمال کیجانے چاہئیں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ عدالت ضلع بطور قائمقام سرکار کے ایسی صورتوں میں منظوری دینے کی مجاز ہے۔ مگر مجھے اس امر میں بہت شبہ ہے کہ آیا اجازت کی درخواست اس طرح سرسری طور سے کیجا سکتی ہے

دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں منجملہ دیگر امور کے یہ حکم ہے کہ جب عدالت کی ہدایت کیلئے امانت پیدا کردہ باغراض مذہبی کیواسطے ضروری سمجھی جائے دربارہ وقف متنازعہ حال اُسی ذیل میں آتی ہے تو ایک نالش عدالت ضلع میں اُن اشخاص کیطرف سے کیجا سکتی ہے جو دفعہ مذکور میں خاص کر کے گنائے گئے ہیں تاکہ ایک ڈگری حاصل کیجائے جس سے کہ کل یا جزو جائیداد کا پٹہ عطا کرنے یا اُسکو بیع یا رہن کرنے کی اجازت دیجائے یہی ضابطہ سائل کو اختیار کرنا چاہئیے تھا۔

حجت کیگئی ہے کہ دراصل کوئی مخالفت اس قسم کی نہیں کیگئی اسلئے نالش مذکور کے کوئی مدعا علیہم نہونگے مگر ایک دوستانہ نالش جسمیں بعض اشخاص بطور مدعا علیہم کے حاضر ہوں عموماً کیجاتی ہے مگر صورتحال میں احمد بھائی بلاشبہ طور پر جوابدہی کرتا کیونکہ وہ درخواست ہذا میں معترض ہے۔

مینے اسوجہ سے استصواب ہذا کے کرنیکی جسارت کی ہے کہ میرے جانشین ماسبق نے مقدمہ کی سماعت کی تھی اور اُس حکم کی ناراضی سے کوئی اپیل نہو سکیگا جو میں عدم اختیار سماعت کی نسبت صادر کردوں اور نیز اسوجہ سے کہ مجھکو بعض مناسب شبہات اس امر کی نسبت ہیں۔

وہ امر جسکا استصواب میں حکام ہائیکورٹ سے کرتا ہوں یہ ہے کہ آیا صاحب جج ضلع کو اس قسم کی درخواست کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جبکہ کوئی نالش مناسب طور سے مرتب کر کے زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی داخل نہیں کیگئی۔

سنہ ۱۹۰۰ء
محمد حاجی ذکریا
بنام
احمد بھائی حبیب بھائی

چنتامن اے ریل رفیق عدالت منجانب سائل۔
گنپت راؤ ایس ملگاؤکار رفیق عدالت منجانب فریق مخالف۔

رانا ڈے صاحب جسٹس: صورتِ حال مین صاحب جج ضلع نے استصواب زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعۂ ضابطہ دیوانی اُس درخواست کے معاملہ مین کیا ہے جو ایک ایسے شخص نے کی تھی جو ایک مسجد کا مہتمم ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اُسنے صاحب جج ضلع سے اس امر کی اجازت چاہی تھی کہ بعض اراضیات مملوکۂ مسجد مذکور کو ایک عرصہ دراز کے پٹہ پر دے۔ درخواست مذکور اسوجہہ سے صاحب جج ضلع کے پاس کیگئی تھی کہ سائل کو یہہ مشورہ دیا گیا تہا کہ بصورت عدم موجودگی قاضی کے صاحب جج ضلع مناسب شخص اجازت دینے کے واسطے ہے۔

بہ تعمیل ایک اشتہار جاری کردہ کے ایک فریق مخالف عدالتِ ضلع مین حاضر ہوا تہا اور اُسنے مالک موقعہ ہونیکا دعوے کرکے یہہ عذر کیا تہا کہ اراضی مذکور مسجد کی ملکیت نہین ہے اور کہ سائل مہتمم نہین ہے صاحب جج ضلع نے یہہ استصواب اسوجہہ سے کیا تہا کہ اُسکو اس امر کی نسبت شبہ تہا کہ آیا دفعہ ۵۳۹ مین وہ مبنا ضابطہ درج نہین جسکی کہ پیروی کیجانی چاہیئے۔

ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ ایک استصواب زیر دفعہ ۶۱۷ یا دفعہ ۶۴۶ صرف بربنائے ایک درخواست از قسمِ حال کے کیا جا سکتا ہے جو صاحب جج ضلع کے پاس کیگئی ہو جسنے معاملہ مین کوئی مزید کارروائی نکی ہو۔ دفعات ۶۱۷ و ۶۴۶ صرف اسصورت مین متعلق ہوتی ہین جبکہ ایک نالش یا اپیل یا اجرا یا دیگر کارروائی کی سماعت مین شبہات پیدا ہون صاحب جج نے یہہ قیاس کیا ہے کہ سائل ایک متولی یا امین ہے اور کہ اراضی جائداد وقف ہے بجودو نو مسائل فریق مخالف کے برخلاف ہین دفعہ ۶۱۷ مین قیاسی مقدمات کے متعلق حکم نہین جو کہ واقعی طور پر ایک مناسب کارروائی روبروئے عدالت مین پیدا ہون دفعہ ۵۳۹ ضمن (د) مین اُن طور تدان کے متعلق حکم ہے جہانکہ منا ومعاملۂ اہتمام امانت مین ہدایات طلب کرین مگر جبتک کہ ایک مناسب طور پر رجوع کردہ کارروائی مین مقدمہ براہ راست عدالت کے روبرو پیش ہو تبتک ہم ایسے استصواب زیر دفعہ ۶۱۷ کی سماعت نہین کر سکتے۔ یہہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ کوئی سند دربارہ کسی ایسی درخواست کے موجود نہین ہے جیسی کہ صورتِ حال مین عدالتِ ضلع مین کیگئی تہی۔ ان وجوہات پر ہم استصواب کو بغیر کسی جواب دینے کے واپس کرتے ہین۔

مطابق اسکے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرانا دی صاحب جسٹس وکروصاحب جسٹس

کلیانداس پانڈورداس مدعی بنام لوٹو مدعا علیہ *

۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۹ تشریح اول - اقرار کرنا حساب وکتاب -

زیر دفعہ ۱۹ تشریح اول ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مدعی مجاز ہے کہ گواہ حساب کتاب کے یا کسی اور طرح ایک تعلق مابین دو کھاتوں کے ثابت کرے اور یہ ثابت کرے کہ حساب ما بعد ایک مقدار اس قرضہ کا تہا جو بروئے حساب اول کے واجب الادا تہا -

استصواب منجانب راؤ صاحب سداشیو باپوجی گدگل سارڈینیٹ جج اڈول ضلع خاندیش زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) -

مدعی نے نالش حال ۱۳ - اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو بربنائے ایک روز کھاتہ (حساب کتاب فیصلات) مورخہ ۱۳ - اگست سنہ ۱۸۹۴ء کے واسطے دلانے مبلغ عہ ۵ روپیہ کے مدعا علیہ سے رجوع کی تہی - اسنے یہہ عذر کیا تہا کہ نالش حال زائد المیعاد نہیں ہے - مدعا علیہ نے ایک اور روز کھاتہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو مبلغ عہ کیواسطے تحریر کر دیا تہا جو رقم کہ اسوقت واجب الادا تھی - مدعا علیہ حاضر نہوا تہا -

چونکہ نالش قابل سماعت سارڈینیٹ جج باختیارات مطالبہ خفیفہ تھی اسلئے کوئی اپیل زیر آئیٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) نہو سکتا تہا اور چونکہ اسکو اس امر کی نسبت شبہ تہا کہ آیا ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کے کہاتہ کا اثر یہہ تہا کہ مقدمہ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کی ذیل سے خارج سمجھا جاتا تہا اسنے سوال ذیل کا استصواب کیا -

"آیا کھاتہ مابعد بابت مبلغ عہ کا مدعی کے دعوے بربنائے ابتدائی قرضہ مبلغ عہ ۵ روپیہ ہیں جدید میعاد عطا کرنے کے واسطے کافی سمجھا جانا چاہیئے"

سارڈینیٹ جج کا منشاء اس سوال کا جواب اثبات مین دینے کا تہا -

استصواب مین اسنے آراے ذیل درج کی تہین :-

ہر دو کہاتوں کی نقول مدعی نے ایک ہی کاغذ (دستاویز نمبر ۴) پر داخل کی ہین - مگر اصلی کہاتہ آیا ایک ہی کاغذ پر اسطرح سے نہین لکھو گئے کہ ایک کے اوپر دوسرا کہاتہ ہو - وہ دو جدا گانہ بہیجات مین درج ہین جنمیں سے ہر ایک مدعی کے روز کہاتہ بابت اوسوقت کے جاری سال وسن مذکور کے معنون ہے - بہیجات مذکور عدالت مین بہ ثبوت ابتدائی کہاتہ کے پیش کیگئی تہین -

* استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۰۱ء

کلیانداس بنام روڑ

گو مدعی نے ادعا دعویٰ مین یہ بیان کیا ہے کہ مابعد کا کہاتہ مبلغ عہ/ کا واسطے اُس بقایا کے تحریر کیا گیا تہا جو اُس تاریخ پر بیشتر کے پہلے قرضہ مبلغ عہ روپیہ کے واجب الادا تہا۔ خود دستاویز مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ وہ بعوض پرانے قرضہ کے تحریر کیا گیا تہا۔ بخلاف ازین مدیون کے دستخط کے بعد الفاظ بدین مضمون درج ہین کہ اُسنے مبلغ عہ/ وصول کئے ہین۔

دائنان عموماً اپنے مدیونان سے ایسی دستاویزات تحریر کراتے ہین جنکا منشاء نقد قرضہ کے عوض تحریر کئے جانیکا ہو گر وہ دراصل پرانے بقایا کے عوض ہوتے ہین۔ صورت حال مین بقایا واجب الادا بابت قرضہ مبلغ عہ روپیہ مابعد کے کہاتہ کی تاریخ پر وہی تہا جو کہ اُسمین درج ہے اور کہاتہ مذکور جیسا کہ مدعی نے بیان کیا ہی پرانے بقایا کے واسطے تحریر کیا گیا تہا نہ کہ نقد کے واسطے۔

تشریح اول دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء میری رائے مین صورت حال سے متعلق نہین ہوتی کیونکہ دستاویز زیر بحث مین کوئی تذبذب موجود نہین ہے اُسکا منشا صریح طور پر جدید قرضہ کے واسطے تحریر کئے جانیکا ہے اور اُسمین پرانے قرضہ کا کوئی ذکر نہین ہے۔ میری رائے مین دائنان کو کسی مناسب غرض سے اس امر کی تحریک نہین ہوتی کہ حاجتمند مدیونان سے ایسی جہوٹی دستاویزات تحریر کرائین تاکہ دائنان اُسکو عند الحاجت مطلوبہ ایک دستاویز بعوض زر نقد تحریر کردہ کے استعمال کر سکین۔ اسلئے مین طریق عمل مذکور کو نامناسب سمجہتا ہون۔

بخلاف ازین اگر اصلی منشا فریقین کو موثر کیا جائے تو دستاویز زیر بحث بطور ایک اقبال پہلے بقایا کے ہی جائی جائے اور ایسا کرنے سے کسی فریق کو نقصان نہوگا۔

مگر بلحاظ طریق عمل مذکور کے نامناسب ہونے کے مجہے شبہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور کی تعبیر سوائے سخت تعبیر کے کسی اور طرح کیجانی جاہئے۔ دعوے کے ایک بالکل لفظی وجہ پر جیسی کہ وجہ میعاد ہے خارج کرنے مین کوئی بے انصافی نہین ہے۔ مگر جواز وجہ مذکور بے شبہ ہونا چاہئے شبہ کی صورت مین مین انصاف کرنا عام مضمون مین بہتر سمجہتا ہون اور صورت حال مین یہ قرار دینے سے ایسا کیا جا سکتا ہے کہ مدعی کا دعوے زائد المیعاد نہین ہے۔

واسودیوجی بہنڈارکر منجانب مدعی

راؤ رت دی دیسائی منجانب مدعا علیہ

رانا دے صاحب جسٹس: ہم سابق ڈویژنل جج کی اس رائے کے ساتہ اتفاق کرتے ہین کہ زیر دفعہ ۱۹ تشریح اول ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء مدعی مجاز ہے کہ بحوالہ حساب و کتاب کے یا اور طرح سے دو کہاتون کے باہمی تعلق ثابت کرے اور یہہ ظاہر کرے کہ مابعد کا کہاتہ ایک اقرار قرضہ واجب الادا بابت کہاتہ اول کے تہا۔

حکم ایسا ہی دیا گیا۔

پریوی کونسل

اجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ لینڈلی صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب و سر ہنری ڈی ولیرس صاحب

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۲ و ۲۳ جون و ۱۱ جولائی

پستونجی منچرجی ماڈی (ابتداءً مدعی) بنام دی کوین انشورینس کمپنی (ابتداءً مدعاعلیہا)

{برطبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی}

پریوی کونسل عملدرآمد مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۰۰ سرٹیفکیٹ اس امر کا کہ اپیل بحضور پریوی کونسل مین ایک سوال قانونی شامل ہے۔ عداوتی استغاثہ۔ سوال عداوت و مناسب و اغلب وجہ متفق قرارداد ہائے عدالت ہائے ماتحت۔

ایک نالش عداوتی استغاثہ مین جسمین مدعی نے مبلغ تین لاکہہ روپیہ کا دعویٰ بطور ہرجانہ کے کیا تہا عدالت اول نے نالش کو بدین قرارداد خارج کیا تہا کہ مدعی نے نہ تو موجودگی عداوت اور نہ عدم موجودگی مناسب و اغلب وجہ کو ثابت کیا ہے مدعی نے اپیل کیا تہا اور عدالت اپیل نے انہی وجوہات پر اپیل خارج کیا تہا اور اپیل بحضور پریوی کونسل مین حکام عالیمقام نے بہی یہہ قرار دیا کہ درباره عداوت اور عدم موجودگی وجہ مناسب و اغلب کے مدعی اُس بار ثبوت سے سبکدوش نہوا تہا جو کہ اُسپر عائد تھا۔

مقدمہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو برطبق اُس سرٹیفکیٹ کے پیش ہوا تہا جو بمبئی ہائیکورٹ نے بدین مضمون عطا کیا تہا کہ اپیل مین ایک اہم سوال قانون شامل ہے۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل کو یہ معلوم ہوا تہا کہ سرٹیفکیٹ مذکور غلط فہمی سے عطا کیا گیا ہوگا صرف ایک ہی سوال جو شامل تہا ایک سوال امر واقعہ تہا جسکے متعلق متفق قرارداد ہائے موجود تہین مطابق قانون انگلستان کے یہ فیصل کرنا صاحب جج پر لازم ہے نہ کہ جوری پر کہ ایک نالش عداوتی استغاثہ مین وجہ مناسب و اغلب کیا ہے جوری واقعات کو قرار دیتی ہے صاحب جج جوری کی قرارداد ہائے سے ایک مناسب نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ ان معنون مین سوال مذکور ایک سوال قانونی ہے مگر جہان مقدمہ کی تجویز بغیر امداد جوری کے کیگئی ہو۔ اسمقدمہ مین سوائے ایک سوال امر واقعہ کے اور کچھہ موجود نہین ہو سکتا کہ فیصلہ ایک ہی شخص نے کیا تہا۔

اپیل بنارضی ڈگری (۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء) صادرہ ہائیکورٹ متعبر بحالی ڈگری (۱۳ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء) صادرہ ابتدائی ہائیکورٹ متعلقہ بمبئی نالش۔

اپیلانٹ نے جو ایک پارسی سوداگر بمبئی کا تہا نالش حال ۵ ۲ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو بمقابلہ کوین انشورنس کمپنی بدین الزام رجوع کی تہی کہ اُنہون نے بوساطت اپنے سکریٹری کے جہوٹ اور عداوت سے اور بغیر مناسب و اغلب وجہ کے اُسپر فریب دہی کا

سنہ ۱۹۰۰ء
بستو جی میرجی ماڈی
بنام
دی کوین انشورنس کمپنی

استغاثہ کیا تہا جس الزام یہ کہ وہ بغرض تجویز عدالت سشن کے سپرد کیا گیا تہا اور ۳ ستمبر ۱۸۹۰ء کو رہا کیا گیا تہا۔
مدعا علیہ کمپنی نے اپنے جوابدعوے تحریری مین مدعی کے بیانات کی تردید کی تہی چنانچہ تنقیحات قایم کیگئی تہین۔ نالش کو ہائیکورٹ کے عدالت ابتدائی نے خارج کیا تہا اور عدالت اپیل نے مدعی کے اپیل کو خارج کیا تہا۔
جملہ واقعات متعلقہ شہادت اور نیز کارروائیات عدالتہای ہند حکام عالیمقام کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین۔
ادخال اپیل ہذا کی اجازت ۲ جولائی ۱۸۹۵ء کو بذریعہ عطا کرنے ایک سرٹیفکٹ زیر دفعہ ۶۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء کے عطا کیگئی تھی۔

اپیلانٹ اصالتاً حاضر ہوا تھا۔

مسٹر ای ڈیوک کونیر کونسل (موجودی مین) منجانب رسپانڈنٹان۔

حکام عالیمقام کا فیصلہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو لارڈ میکناٹن صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا۔

لارڈ میکناٹن صاحب: - اپیل ہذا بنارضی اُس حکم ہائیکورٹ بمبئی کے کیا گیا ہے جسکے روسے فیصلہ عدالت مذکور بصیغہ ابتدائی بحال رکہا گیا تہا۔

وہ نالش جسمین کہ فیصلہ مذکور صادر کیا گیا تہا اپیلانٹ مسٹر ماڈی نے بخلاف رسپانڈنٹان کوین انشورنس کمپنی کے واسطے دلاپانے ہرجانہ مبینہ عداوتی استغاثہ کے رجوع کی تہی۔

اہم واقعات متنازعہ نہین ہین۔ اپیلانٹ جو ایک پارسی تاجر بمبئی کا ہے اپولو سٹریٹ بمبئی مین ایک بڑی دوکان کا مالک ہے رسپانڈنٹ کمپنی کی جسکا اصلی مقام کاروبار لورپول مین ہے، ایک شاخ دفتر کی بمبئی مین ہے جسکا قایم مقام اُسوقت مسٹر سمنگٹن تہا۔

ماہ فروری ۱۸۸۹ء مین مسٹر ماڈی نے اپنی دوکان واقعہ اپولو سٹریٹ کا اسباب رسپانڈنٹان کے پاس بعوض مبلغ للعہ روپیہ کے بیمہ کرایا۔

۱۱ نومبر ۱۸۸۹ء کو مسٹر ماڈی کا مکان واقعہ اپولو سٹریٹ جل گیا تہا اور ایک عوض کل رقم پالسی کا انشورنس کمپنی کے برخلاف کیا گیا تہا۔

دعوے مذکور کی تفتیش کا کام مسٹر لڈبٹر وینگ کے سپرد کیا گیا تہا۔ تحقیقات اس بناء پر کیگئی تھی کہ مسٹر ماڈی کی صرف ایک دوکان بمبئی مین تہی اور کہ جملہ دستاویزات جن سے انکو اسباب اور انکی قیمت بر تاریخ آتشزدگی کی شہادت ملتی ہے اسباب واقعہ اپولو سٹریٹ اور اُس اسباب سے متعلق مین جو کہ پرنسز ڈاک کے گودام مین مسٹر ماڈی کا جمع ہے جس مین قیمتی اشیا از قسم انجن ہائے وغیرہ شامل ہین۔

سنہ ۱۹۰۰ء
پستونجی برجوجی ماڈی
بنام
دی گوہین انشورنس کمپنی

۹- دسمبر ۱۸۹۸ء کو میسرز لڈبٹر اینڈ کمپنی نے یہ رپورٹ کی کہ اُس اسباب کی مالیت جو آتشزدگی سے تلف ہوگیا ہے للعہ سے زیادہ ہے۔

۱۲- دسمبر ۱۸۹۸ء کو مسٹر سمنگٹن نے ایک چیک مبلغ للعہ روپیہ کا تیار کیا تہا اور مسٹر ماڈی کے نام ایک خط بدیں مضمون لکہا تہا کہ وہ حاضر ہوکر لیجائے۔ دوسرے دن صبح کو مسٹر ماڈی آیا تہا مسٹر سمنگٹن نے مسٹر ماڈی سے سوال کیا تہا جسکا جواب اُسنے یہہ دیا تہا کہ بروقت آتشزدگی کے اُسکے پاس کوئی اسباب سوا اُسکے نہ تہا جو کہ اپولو سٹریٹ کی دوکان اور پرنسز ڈاک مین تہا۔ ازان بعد مسٹر سمنگٹن نے ایک مختصر اقرار صالح بمنشاء مذکور تحریر کرکے وہ مسٹر ماڈی کو پڑہکر سنایا تہا اور مسٹر ماڈی نے اُسکو خود پڑہکے اُسپر دستخط کئے تھے ازان بعد مسٹر سمنگٹن نے چیک اُسکے حوالہ کردیا تہا۔

ماہ مئی ۱۸۹۹ء مین مسٹر سمنگٹن کو ایسی اطلاع پہونچی تھی جس سے اُسکو باور ہوا تہا کہ اقرار صالح مذکور نادرست ہے اُسنے تحقیقات کرکے اس امر کی اطلاع مسٹر ماڈی کو دی تھی اور اوسکی سالسٹران سے ایک غیر تشفی بخش جواب حاصل کیا تہا۔ ازان بعد اپنا اطمینان اس امر کی نسبت کرکے کہ اقرار صالح مذکور غلط ہے مسٹر سمنگٹن نے ایک حلفی بیان چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی کے روبرو دیا تہا۔ مسٹر ماڈی گرفتار کیا گیا تہا اور معاملہ کی مفصل تحقیقات پولیس کیگئی تھی۔ مسٹر ماڈی نے کوئی تشریحی بیان مجسٹریٹ کے روبرو ندیا تہا اُسنے صرف یہ بیان کیا تہا کہ وہ مجرم نہین ہے اور کہ وہ معاملہ کو کامل طور پر اپنے سالسٹران کے ہاتہہ مین رکہنا چاہتا ہے۔ مجسٹریٹ نے اسکو بجرم دغا تجویز کئے جانے کے لئے سپرد کیا۔ وہ عدالت سشن سے بعد از تجویز بری کیا گیا تہا۔

اسکے نو ماہ بعد مسٹر ماڈی نے نالش حال بخلاف انشورنس کمپنی کے بدین الزام رجوع کی کہ اُنہون نے بوساطت اپنے سکریٹری مسٹر سمنگٹن کے عداوت سے اور بلا کسی مناسب یا معقول وجہہ کے استغاثہ جرم دغا اُسکے برخلاف کیا تہا اُسنے تین لاکہہ روپیہ کا دعوے بطور ہرجانہ کے کیا تہا۔

پارسنس صاحب جسٹس نے مقدمہ کی تجویز بلا وساطت جوری کے کرکے نالش کو معہ خرچہ خارج کیا۔ اُسنے یہ خیال کیا تہا کہ مسٹر ماڈی نے عداوت کی موجودگی یا مناسب یا معقول وجہہ کی عدم موجودگی کو ثابت نہین کیا۔

مسٹر ماڈی نے اپیل کیا اور اُسکا اپیل معہ خرچہ خارج کیا گیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۶ء
لیستو مجی بہرجی ماڈی
بنام
دی کوین انشورنس کمپنی

عدالت اپیل کے فیصلہ کی نسبت کوئی نوٹ موجود نہین ہے مگر وکیل کے اختصار کے تحریر ظہری سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت نے مین وہی رائے اختیار کی تھی جو کہ صاحب جج عدالت اول نے اختیار کی تھی۔ برطبق اپیل ہذا روبروے بورڈ ہذا کے مسٹر ماڈی نے اپنا دعوے صالتاً پیش کیا ہے۔ اُنہوں نے عدالت کے روبرو کسی قدر طوالت کے ساتھہ بحث کی ہے اور اُنہنے پر زور الفاظ مین ججان کی طرفداری اور اپنے فریق مخالف کی بدعملی کا اظہار کیا ہے ہر ایک سطر شہادت کی جسکو اُنہنے ضروری سمجھا پڑہی گئی تھی۔ حکام عالیمقام نے نہایت غور سے اُسکی بحث کو سنا ہے مگر وہ عدالتہاے ماتحت سے اختلاف کرنیکی کوئی وجہہ نہین دیکھتے۔ انکا اطمینان ہو گیا ہے کہ مسٹر ماڈی کی سماعت مناسب طور پر اور بغیر طرفداری کے صاحب جج عدالت اول کے روبرو اور نیز عدالت اپیل مین کیگئی تھی اور وہ اس امر کو بالکل صحیح سمجھتے ہین کہ کوئی جج بروے شہادت کے اُسکے خلاف نتیجہ اخذ کر سکتا تہا۔

مسٹر ماڈی اُس جرم سے بری کیا گیا تہا جسکا کہ الزام اُسکے برخلاف لگایا گیا تہا۔ اسلیئے خیال یہہ کیا جانا چاہیئے کہ وہ بے جرم تہا۔ مگر صرف یہی امر واقعہ اُسکو اس تنقیح کے بحق خود فیصل کرانیکا مستحق نہین بناتا جو کہ نالش حال مین اٹہائی گئی ہے۔ کامیاب ہونیکے واسطے اُسکو یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ رسپانڈنٹان نے عداوت کے ساتھہ عمل کیا تہا۔ یعنے کسی بیہودہ دور از غرض سے اور کہ اُنکے استغاثہ کی کوئی مناسب اور غالب وجہہ موجود نہ تہی۔ عداوت کی نسبت کوئی شہادت موجود نہین ہے۔ عدالت اول مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ عداوت کو ثابت کرنے کے واسطے یہہ کافی ہے کہ مسٹر سمنگٹن کو خود علم تہا کہ وہ اقرار صلح جسپر دستخط کرنیکے لئے اُسنے کہا تہا نادرست تہا۔ جسکی تائید مین کوئی شہادت موجود نہین ہے گو اسمین شبہہ نہین کہ مسٹر سمنگٹن کو اس امر کے متعلق کسیقدر شبہہ تہا۔ ظاہر یہہ کیا گیا تہا کہ اُسنے مسٹر ماڈی کو بدین غرض دستخط کرنے کی تحریک کی تہی کہ انشورنس کمپنی کے قبضہ مین ایک ایسی دستاویز آجائے جسکا کہ استعمال وہ بعد مین مسٹر ماڈی سے اُس روپیہ کا کوئی جزو واپس لینے کی غرض سے کر سکے جو کہ وہ اُسکو ادا کر رہے ہین۔ اس سے زیادہ لغو اظہار کا خیال پیدا ہونا مشکل ہے مسٹر سمنگٹن نے چک ہرگز نہ دیا ہوتا۔ اگر اُسکو یہہ معلوم ہوتا کہ بیان مندرجہ اقرار صلح نادرست ہے۔ مسٹر ماڈی نے اس الزام کو عدالت ہذا مین بیان نہین کیا مگر اُسنے یہہ بیان کیا ہے کہ مسٹر سمنگٹن کو ایک ذاتی عداوت اُسکے ساتھہ تہی کیونکہ اُسنے ایک موقعہ پر مسٹر سمنگٹن کو وہ گہوڑا دینے سے انکار کیا تہا جو وہ لینا چاہتا تہا۔ اُس

سنہ ۱۹۰۱ع
ایتو بی بہرجی ماڈی
بنام
دی کوین انشورنس کمپنی

حکائیت کی تائید مین بہی کوئی شہادت موجود نہین ہے۔ یہہ سچ ہے کہ مسٹر ماڈی نے یہ بیان برطبق سوالات جرح کے دیا تہا۔ مگر جوابات مذکور رسپانڈنٹان کے برخلاف شہادت نہین ہین۔ مسٹر ماڈی نے اپنی زبانی بیان مین اسکے متعلق کچھہ بیان نہین کیا اور نہ مسٹر سمنگٹن سے جسکا بیان بوساطت کمیشن کے لیا گیا تہا اس امر کی نسبت کوئی سوال کیا گیا تہا۔

عدالت ہاے ماتحت نے یہہ قرار دیا تہا کہ مسٹر سمنگٹن نے نیک نیتی سے عمل کیا تہا۔ حکام عالیمقام کی بہی یہی رائے ہے۔ اُس شہادت کا بہت سا حصہ جسپر کہ استغاثہ نے عدالت پولیس مین انحصار کیا تہا بروقت تجویز کے توڑا گیا تہا۔ مگر یہہ امر نہایت صحیح ہے کہ مسٹر سمنگٹن نے پولیس اور اپنے سالسٹران کی امداد سے مناسب احتیاط اس شہادت کی چہان بین کرنے کے واسطے کی تہی جو کہ اُسکے روبرو بتائید استغاثہ کے لائی گئی تہی۔

مسٹر ماڈی نے اس امر سے انکار نہین کیا کہ وہ آدر صالح جسپر اُسنے دستخط کئے تہے جوڑتا تہا۔ اُس کا عذر یہہ ہے کہ وہ اُسوقت انگریزی زبان اچہی طرح سے نجانتا تہا تاکہ اُسکے معنون پر حاوی ہوتا۔ یہہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ مسٹر ماڈی نے اُسکو نہ سمجہا تہا صاحب جج تجویز کنندہ مقدمہ نے اغلب سمجہا تہا کہ مسٹر ماڈی نے دستاویز مذکور کو سمجہا تہا مگر کسی وجہہ سے اُسنے امر مذکور کو بہت کم وقعت دی تہی۔

حکام عالیمقام ہر دو عدالتہاے ماتحت کے ساتھہ اس خیال کے کرنے مین متفق ہین کہ کسی شہادت سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ استغاثہ بغیر کسی مناسب اور اغلب وجہہ کے رجوع کیا گیا تہا۔ نسبت عداوت اور عدم موجودگی وجہہ مناسب و اغلب کے بار ثبوت مسٹر ماڈی کے ذمہ تہا جسکو اُس سے سبکدوشی حاصل نہین کی

حکام عالیمقام ایک اور رائے ظاہر کرنا چاہتے ہین۔ مقدمہ اُنکے روبرو بروئے ایک سرٹیفکٹ بدین مضمون کے پیش ہوا ہے کہ اپیل مین ایک اہم سوال قانون شامل ہے حکام عالیمقام کی رائے مین صرف ایک ہی سوال جو شامل تہا سوال امر واقعہ ہے جسکے متعلق متفق قرار داد ہاے موجود ہین۔ یہہ بالکل درست ہے کہ مطابق قانون انگلستان کے اس امر کا فیصل کرنا صاحب جج کے ذمہ ہے نہ کہ جوری کے۔ کہ ایک نالش عداوتی استغاثہ مین مناسب اور اغلب وجہہ کیا ہے۔ جوری واقعات کو قرار دیتی ہے اور صاحب جج مناسب نتیجہ قرار داد ہاے جوری سے اخذ کرتا ہے۔ ان معنون مین سوال مذکور ایک سوال قانون ہے۔ مگر جہان مقدمہ کی تجویز بلا وساطت جوری کے کی جائے۔ وہان سوائے ایک سوال امر واقعہ کے اور کچھہ موجود نہین ہوتا۔

سنہ ۱۹۰۹ء
پشتو تخمی بنرجی باڈی
بنام
وکٹوریہ انشورنس کمپنی

جو ایک ہی شخص سے فیصل کیا جاتا ہوتا ہے۔ حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرٹیفکیٹ منشر اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا غلط فہمی سے عطا کیا گیا ہوگا۔

اسلئے حکام عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو مشورہ دیتے ہیں کہ اپیل خارج کیا جانا چاہیئے اپیلانٹ کو خرچہ اپیل ادا کرنا چاہیئے

اپیل خارج کیا گیا

سالسٹران رسپانڈنٹ کمپنی: میشرز ہین اینڈ لیٹے۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ماہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ ڈلینڈلی صاحب و سرآرتھر کیچ صاحب و سر ہینری ڈی ولیر صاحب

۳۰ جون و ۱ و ۲ جولائی ۱۹۰۹

ملک ارجن (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام نرہری دیک کس وغیرہ (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان

{برطبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی}

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۳۴ و ۲۴۸ و ۳۱۱ - اجراء ڈگری - مدیون ڈگری کی وفات بعد صدور ڈگری مگر قبل اجراء کے - نیلام بصیغہ اجراء کا بغیر دیئے جانے نوٹس بنام قایم مقامان قانونی کے عمل میں آنا - نوٹس کا نادرست شخص کے نام جاری کیا جانا - استحقاق خریدار نیلام مذکور - نیلام کا بیفنا بطلہ ہونا مگر کالعدم نہونا - نالش واسطے تنسیخ ایسے نیلام کے ایک سال کے اندر رجوع کیجانی چاہیئے - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۱۲ -

ایک صاحب کتاب انفکاک رہن بوسف ۱۸۸۸ء سے انکار کیا گیا تھا جبکہ جائیداد مرہونہ اُسوقت کے بعد ایک سرکاری نیلام بصیغہ اجراء ڈگری میں نیلام کیجا چکی تھی - مدعیان راہن کے ورثاء اور قایم مقامان تھے - خریدار نیلام مذکور مرتہن تھا نیلام مذکور بعد دیئے جانے نوٹس بنام ایک ایسے شخص کے عمل میں آیا تھا جو مدیون ڈگری کے ترکہ کا قایم مقام نہ تھا - عدالت اجراء نے غلطی سے فیصل کیا تھا کہ وہ بطور ایسے قایم مقام کے متصور کیا جانا چاہیئے

تجویز ہوئی کہ جوڈیشل نیلام کالعدم نہ تھا اور ناجائز متصور نہ کیا جا سکتا تھا باوجودیکہ یہ بیفنا لگی جو سبب تھی بہ تعلق اس امر کے کہ عدالت کا اختیار اجراء مکمل ہو گیا تھا، وہ بباعث غلطی مذکور کے زایل نہوا تھا اور اسکے روسے عدالت کو اختیار حاصل تھا کہ خواہ غلط طور پر خواہ درست طور پر فیصل کرے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

برطبق ایک بیضابطگی ازقسم حال کے فریق رنجیدہ کو یہہ چارہ جوئی حاصل تہی کہ مناسب وقت کے اندر طریقہ مقرر کردہ دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۸۸۲ء) کو اختیار کرتا یا حکم مذکور کی منسوخی کی نالش کرتا۔ طریق مذکور کی پیروی اس عرصہ کے اندر لیکئی تہی جو بمد ۱۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۸۷۷ء) کے مقرر کیا گیا تہا یعنے ایک سال کے اندر بحالی نیلام سے جو جائز تہا اور نالش ہذا کا جواب بناتا تہا۔

مقدمہ یسوتنایا بنام راؤ (۱) سے تمیز کیگئی سائش مقدمہ مین عدالت کو در اصل وہ اختیار حاصل نہ تہا جسکے کہ استعمال کرنیکا اُسکا منشا تہا۔ صورت حال مین عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا اور اُسنے اپنی ڈگری کے ذریعہ سے مدیون کی ذمہ داری قایم کی تہی اور وہ اوسکی جایداد کے برخلاف اوسکو موثر کر رہی تہی جبکہ بیضابطگی وقوع مین آئی تہی۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۱۹- دسمبر ۱۸۹۵ء) مصدرہ ہائیکورٹ بمبئی مشعر تنسیخ برطبق اپیل دوم ڈگری (۲۲- اگست ۱۸۹۳ء) مصدرہ سبارڈینیٹ جج شولاپور باستعمال اختیارات اپیل۔ عدالت موخر الذکر نے ڈگری ابتدائی (۲- فروری ۱۸۹۱ء) مصدرہ سبارڈینیٹ جج ضلع مذکور کو بحال رکہا تہا۔ مقدمہ کی رپورٹ برطبق فیصلہ ہائیکورٹ کے بطور مقدمہ ایرادا بنام سدرامپا پساری کے انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ مین صفحہ ۴۲۴ پر لیگئی ہے۔

نالش ہذا واسطے انفکاک کے تہی۔ مدعیان ایک شخص نگپا کی دختران تہین جسنے جایداد متنازعہ کو مدعاعلیہ کے باپ سدرامپا پساری کے پاس بعوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے ۲۸ مارچ ۱۸۶۸ء کو رہن کیا تہا۔ اسکے بعد ۲۰ جون ۱۸۷۸ء کو ایک شخص ہمنت مٹہل نے ایک ڈگری زرنقد (نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۷۸ء) بخلاف نگپا کے حاصل کی تہی مگر قبل اجراء ڈگری مذکور کے نگپا فوت ہوگیا تہا۔ اور بموجب اپنی وصیت مورخہ ۱۵- فروری ۱۸۷۵ء کے اپنی کل جایداد کا ہبہ مدعیان کے حق مین کرگیا تہا۔

بعد وفات نگپا کے ہمنت مٹہل نے ۲۲- نومبر ۱۸۸۵ء کو اجراء ڈگری کی درخواست بخلاف مدعاعلیہ نگپا متوفی کے بوساطت اُسکے وارث اور بہتیجے راما لنگا کے کی تہی۔ صدور ڈگری مذکور کو ایک سال کا عرصہ گذر جانے پر ایک نوٹس زیر دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) جاری کیا گیا تہا۔ مگر نوٹس مذکور ایک شخص راما لنگا برادرزادہ نگپا کے نام جاری کیا گیا تہا نہ کہ مدعیان کے نام۔ راما لنگا نے حاضر ہوکر عدالت کو یہ اطلاع دی تہی کہ وہ اپنے متوفی چچا نگپا سے علیحدہ ہے اور کہ وہ نگپا کا وارث نہین ہے اور کہ مدعیان نگپا کی ورثا ہین اور کہ وہ جایداد پر قابض نہین ہے۔ اُسکو عدالت نے یہ اطلاع دی تہی کہ درخواست اُسکی جایداد کے برخلاف نہین ہے بلکہ نگپا متوفی کی جایداد کے برخلاف ہے اور کہ اگر اُسکی جایداد قرق کیجائیگی تو اُسکو بعد قرقی کے چارہ جوئی حاصل ہوگی۔

(۱) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۸۶۔

سنہ ۱۹۰۰ع
ملک ارجن
بنام
نہری

قرقی جاری کیگئی تہی اور اسکے بعد ایک اشتہار نیلام جاری کیا گیا تہا جس مین مدعا علیہ کا ذکر بطور "وہ نگپا متوفی بعد صدور ڈگری ۔ وارث راما لنگا" کے کیا گیا تہا ۔ اور اُس استحقاق کا ذکر جو نیلام کیا جانا تہا بطور "استحقاق وہ نگپا متوفی جسکا وارث راما لنگا ہے" کے کیا گیا تہا ۔ نیلام بصیغہ اجراء مین جو ۹ - جون سنہ ۱۸۸۶ع کو عمل مین آیا تہا مرتہن سدرامپا نے جائیداد خرید کرلی تہی اور سرٹیفکیٹ نیلام اُسکو بعد منظوری نیلام کے عطا کیا گیا تہا ۔ اُسنے اپنے رہن کی اطلاع دی تہی اور نیلام اُسکے تابع عمل مین آیا تہا ۔ سرٹیفکیٹ نیلام مین استحقاق نیلام کردہ کا ذکر بطور "استحقاق وہ نگپا متوفی" کے کیا گیا تہا ۔ ۱۱ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ع کو سدرامپا کو باضابطہ قبضہ عطا کیا گیا تہا وہ بحیثیت مرتہن کے پہلے ہی سے قابض تہا ۔

سنہ ۱۸۹۰ع مین مدعیان نے نالش حال بطور ورثاء اپنے باپ نگپا اور نیز بطور موہوب لہم بروئے وصیت کے واسطے حساب کتاب رہن مورخہ ۲۸ - مارچ سنہ ۱۸۸۱ع کے اور واسطے انفکاک کے رجوع کی تہی ۔ مدعا علیہ نے اس استحقاق پر انحصار کیا تہا جوکہ اُسنے بروئے اپنی خرید کے نیلام مورخہ ۹ - جون سنہ ۱۸۸۶ع مین حاصل کیا تہا ۔ اُسنے یہہ عذر کیا تہا کہ بحیثیت خریدار کے وہ جائیداد کا مستحق ہے اور کہ مدعیان کو کامل علم نیلام کا حاصل تہا اور کہ سرٹیفکیٹ نیلام حسب ضابطہ طور پر رجسٹری کرایا گیا تہا ۔ اور کہ ایک نالش انفکاک مین مدعیان جواز نیلام مذکور کی نسبت اعتراض نہین کر سکتے ۔ اُسنے اپنے جوابدعوے تحریری مین یہ ظاہر کیا تہا کہ عرضیدعوے مین اس نیلام کے متعلق کچہہ بیان نکیا گیا تہا اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ نیلام جبتک کہ وہ منسوخ نکیا جاے استحقاق انفکاک کو روکتا تہا اور کہ "قرضہ رہن" خرید مذکور مین شامل ہوگیا تہا ۔

اہم سوال مابین فریقین کے یہہ تہا کہ آیا نیلام بعلت اجراء کالعدم تہا کیونکہ حسب ضابطہ نوٹس پہلے سے راہن کے قایم مقام قانونی کو ندیا گیا تہا ۔

سبارڈینیٹ جج نالش کو بدین قرار داد خارج کیا تہا کہ نیلام بیضابطگی مذکور کیوجہہ سے ناجائز نہو جاتا تہا اور فیصلۂ مذکور کو عدالت اپیل اول نے بحال رکہا تہا ۔

اسپر مدعیان نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین ایک امر قانونی کے متعلق کیا تہا اور ایک ڈویژن بنچ (فیرن صاحب چیف جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس) کے مابین اختلاف راے ہوا تہا (ملاحظہ انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۸ و صفحہ ۴۳۶) -

فیرن صاحب چیف جسٹس کی یہہ راے تہی کہ نوٹس بنام اصلی قایم مقامان متوفی مدیون ڈگری کے ضروری تہا اور کہ جبتک ایسا نوٹس جاری نکیا جاے اور مدیون ڈگری کے قایم مقامان کو ایک موقعہ ڈگری کے بذریعہ اجراء موثر کرانے کے برخلاف وجہہ ظاہر کرنیکا ندیا جاے تبتک وارنٹ اجراء ڈگری جاری کردہ اور

فریق بہ تعمیل وارنٹ مذکور اور نیلام بعلت اجرا نادرست اور بیضابطہ ہین اور کہ قایم مقام قانونی اُسکو منسوخ کرانیکا مستحق ہے اگر وہ بین المیعاد درخواست کرے اور اسکی نسبت کوئی لاعلاج استحقاق پیدا ہوگیا ہو۔"

چیف جسٹس صاحب نے صفحہ ۴۲۲ پر بیان کیا ہو کہ:۔ "مگر مزید سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کارروائیات قبل از نیلام بشمولیت خود نیلام مذکور ایسی صورتون مین کامل طور پر کالعدم اور غیر مؤثر ہین یا کہ گو وہ مدیون کے قایم مقام کی تحریک پر قابل ابطال ہون اُسوقت تک جائز ہین جبتک کہ وہ منسوخ نکرائی جائین میری رائے مین موخر الذکر صورت درست ہے۔ کارروائیات اور نیلام کی نسبت اگر اُس میعاد کے اندر اعتراض نکیا جاے جو کہ قانوناً غرض مذکور کے واسطے عطا کیگئی ہے تو اُنکے روسے استحقاق خریدار کے نام منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مینے ظاہر کیا ہے ڈگری مذکور ایک زندہ ڈگری ہے۔ باضابطہ کارروائیات ایک نیلام زیر ڈگری مذکور کے موثر کرنیکے واسطے کیگئی ہین۔ جایداد فریق و نیلام کردہ ایک ایسی جایداد ہے جو ذمہ دار فریق و نیلام زیر ڈگری مذکور ہے۔ قانوناً عدالت کو نیلام کرنے کا اختیار عطا کیا گیا ہے۔ سب کچھہ مکمل ہے سوائے اسکے کہ وہ شخص جسکو کارروائیات کا علم ہونا ضروری تھا فریق نہین بنایا گیا مین کوئی وجہہ یہہ قرار دینے کی معلوم نہین کر سکتا کہ وجہہ مذکور پر کارروائیات کالعدم ہین اور کہ کوئی شئے بروئے نیلام کے منتقل نہین ہوتی۔" اُسنے یہہ ایزاد کیا تھا (صفحہ ۴۳۳ ملاحظہ طلب ہے) "آیا یہہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا ایک خریدار کو علم ہو سکتا ہے کہ ایک نوٹس زیر دفعہ ۲۴۸ جاری کیا گیا ہے یا نہین۔ اور اگر وہ جاری کیا گیا ہے تو اُسکی تعمیل حسب ضابطہ طور پر کیگئی ہے اور نیز اگر وہ تحقیقات کرکے معلوم کرے کہ نوٹس کی تعمیل کیگئی ہے تو وہ کسطرح پر معلوم کر سکتا ہے کہ اُسکی تعمیل درست شخص پر کیگئی ہے کہ اُسکی تعمیل ایک صحیح وارث پر کیگئی ہو؟ بعد مین ایک ایسی وصیت پیدا ہو سکتی ہے جسکے روسے وصی مقرر کیا گیا ہو۔ تو اُسکے واسطے کوئی محفوظیت موجود نہین ہے۔ اُسوقت قایم مقام قانونی کی حیثیت پر غور کیا جانا چاہئے۔ عام طور پر اُسکو کوئی نقصان نہین پہونچا۔ متوفی کی جایداد متوفی کے قرضہ کی ذمہ دار بنائی گئی ہے۔ اگر قایم مقام قانونی اُسکی نسبت اعتراض کرے تو وہ نیلام کو منسوخ کرا سکتا ہے اسطرح پر اُسکو کامل محفوظیت حاصل ہوتی ہے۔ آیا اُسکو اجازت دیجانی چاہئے جبکہ اُس جایداد کو جو اُسکو منتقل ہوئی ہو جایداد نیلام کردہ کے زرثمن کا فایدہ پہونچا ہو تا کہ وہ عرصہ بارہ سال تک خاموش رہے اور یہہ معلوم کرے کہ آیا جایداد کی قیمت بڑھگئی ہے اور زان بعد خریدار کو بیدخل کرائے مین باور نہین کر سکتا کہ قانون کا یہہ منشا ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملک ارجن
بنام
نہری

چیف جسٹس صاحب کا منشا یہہ قرار دینے کا تہا کہ خریدار کا استحقاق بر طبق بحالی نیلام کے مکمل ہوگیا تہا مگر امر مذکورہ کو فیصل کرنا غیر ضروری سمجہا تہا کیونکہ اُنہوں نے یہہ قرار دیا تہا کہ استحقاق منسوخی نیلام اُسکے فیصلہ کی تاریخ (۱۸ - دسمبر ۱۸۹۵ء) پر زائد المیعاد تہا کیونکہ تاریخ نیلام (مورخہ ۱۸۸۰ء) کو بارہ سال سے زیادہ عرصہ منقضی ہو چکا تہا اور فاضل چیف جسٹس صاحب نے (صفحہ ۴۳۵ پر) یہہ رائے ظاہر کی تہی کہ "اب بہی کوئی نالش اسکی استرداد کے واسطے نہین ہے" نیز یہہ کہ "قرار یہہ دیا گیا ہے کہ مدعیان کو نیلام کا علم تہا۔ یہہ امر محقق ہے کہ وہ بالارادہ طور پر اُس سے بیخبر نہ رکہی گئی تہین"

پارسنس صاحب جسٹس نے (صفحہ ۴۳۴ پر) یہہ خیال ظاہر کیا تہا کہ "آیا ایک خرید بطبق نیلام بعلت اجرای ڈگری منفقد کوئی استحقاق خریدار کے نام منتقل کرتی ہے جبکہ درخواست اجرای ڈگری ایک ایسے شخص کے برخلاف کیگئی ہو جو متوفی مدیون کا قایم مقام قانونی نہو اور کوئی نوٹس زیر دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی قایم مقام قانونی کو نہ دیا گیا ہو"

اُنہوں نے یہہ قرار دیا تہا کہ ایسا نیلام "کالعدم ہے اور اُسکا کوئی جائز اور قابل پابندی اثر متوفی کی اُس جائداد پر نہین ہے جو قایم مقام قانونی کے قبضہ مین ہو" اور اُنہوں نے اپنے نتیجہ کی تائید مین فیصلہ مقدمہ لبسونتا بنام رانو (۱) کا اقتباس کیا تہا۔

بر طبق اس اختلاف رائے کے مقدمہ کا استصواب تین ججان کے بنچ (کینڈی صاحب جارڈین صاحب و رانا ڈے صاحب) سے کیا گیا تہا۔ انکے فیصلجات انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ مین صفحہ ۴۳۳ و صفحات مابعد پر درج رپورٹ ہین۔

اسلئے ڈگری ہائیکورٹ کے بینچ سے عدالتہای ماتحت کی ڈگری منسوخ کیجا کر نالش واسطے حساب کئے جانے اُس رقم کے واپس بہیجی گئی تہی۔ جو کہ بر بنائے رہن کے واجب الادا تہی مدعاعلیہ نے پریوی کونسل مین اپیل کیا۔

اسے فلپس منجانب اپیلانٹ (مدعاعلیہ) نے یہہ حجت کی کہ چیف جسٹس صاحب کی رائے درست تہی اور اُن تین ججان کے فیصلجات مین غلطی ہی جنسے کہ استصواب کیا گیا تہا۔ وہ مقدمہ جسکا کہ حوالہ بتائید دعوی انفکاک کے دیا گیا تہا (بہگونت گووند بنام کوندی (۲)) ایک بلا اختیار نیلام کا مقدمہ تہا نہ کہ ایسا مقدمہ جس مین جوڈیشل نیلام کے ناجائز ہونے کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ نیلام مقدمہ مذکور مین در اصل ایک

(۱) (۱۸۸۵ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۸۶۔
(۲) (۱۸۹۰ء) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۹۔

نیلام منجانب ہو گیا۔ راہن بحق یا بحیثیت مرتہن کے تہا اور استحقاق انفکاک دوران نابالغیت پسر راہن مین نیلام کیا گیا تہا۔ صورت حال مین نیلام ایک جوڈیشل نیلام تہا جو عدالت کے حکم سے عمل مین آیا تہا اور عدالت مذکور نے بلحاظ اعتراض کے کئی جانیکے یہہ فیصل کیا تہا کہ راہن کا بحیثیت وارث متوفی نکیا کے اُسکا قائم مقام تہا اسلئے وہ درست طور پر بطور ایسے شخص کے متصور کیا گیا تہا جسکو کہ نیلام کا نوٹس دیا جانا چاہئے تہا فیصلہ مذکور ایک ایسی عدالت نے کیا تہا جسکو جائداد اور اُس شخص پر کامل اختیار حاصل تہا جسکے کہ برخلاف نوٹس جاری کیا گیا تہا پس اگرچہ وہ غلط ہو تاہم غلطی مذکور ایسی متصور کیجانی چاہئیے جو اپیلانٹ کے حق مین خلل انداز نہ تہی جسپر ہرگز لازم نتہا کہ اُسکی درستی کی نسبت تحقیقات کرتا یا اُسکو قائم کرتا۔ اپیلانٹ اُسپر انحصار کرنیکا مستحق تہا۔ اگر فیصلہ مذکور غلط تہا تو اُس سے نیلام کالعدم اور غیر موثر نہین ہو جاتا۔ زیادہ سے زیادہ غلطی مذکور ایک مقررہ میعاد تک ایک نالش استرداد نیلام کی وجہہ ہو سکتی تہی۔ نالش حال مین ایسا نہین کیا جا سکتا۔ نالش غرض مذکور کے واسطے مرتب نکیگئی تہی اور باوجودیکہ جواب دعوے مین یہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ نیلام کی وجہہ سے مدعیان کے دعوے انفکاک مین ایک سدراہ قائم ہوئی ہے پھر بہی اُسی پر اصرار کیا گیا تہا۔ اور نہ خریدار اس دعوے مین ایک فریق تہا۔ انفکاک رہن عرضی دعوے کی غرض تہی جس مین نیلام کا ذکر نہین اور اپیلانٹ ایک نیک نیت خریدار بعوض بدل کے تہا اسکا ر روائیات نیلام بظاہر باضابطہ تہین اور اپیلانٹ کو کوئی علم اُنمین کسی بیضابطگی کے ہونیکا نتہا۔ مگر وہ اہم جواب جسپر کہ مدعاعلیہ نے انحصار کیا تہا یہہ تہا کہ نالش استرداد نیلام تاریخ سرٹیفکیٹ نیلام سے ایک سال گذر جانے کے بعد زیر مد ۱۲ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء زائد المیعاد تہی۔

رسپانڈنٹان حاضر نہوئے تہے۔ اسکے بعد ۲۱۔ جولائی کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ ہابہوس صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا:-

لارڈ ہابہوس صاحب:- رسپانڈنٹان اپیل ہذا عدالت ماتحت مین مدعیان تہے جنہون نے ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو نالش رجوع کی تہی مدعاعلیہ عدالت ماتحت عدالت ہذا مین اپیلانٹ ہے۔

مدعیان نے یہہ بیان کیا تہا کہ ۲۸۔ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء کو ایک شخص نگپا نے جسکے کہ وہ ورثا ہین اراضی متنازعہ مدعاعلیہ کے پاس واسطے محفوظ کرنے مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے رہن کی تہی اُنہون نے حساب وکتاب کئے جانے اور رہن کے انفکاک کی استدعا کی تہی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

صرف ایک ہی جواب جسپر کہ اسوقت غور کیا جانا ضرور ہے، یہہ تہا کہ اُس نالش مین جو بخلاف نگپا کے اسکے ایک دائن مسمی وٹہل نے رجوع کی تہی ایک ڈگری حاصل کیگئی تھی جسکے اجرا مین نگپا کا استحقاق واقعہ جایداد نیلام کیا گیا تہا اور وہ ۹ جون سنہ ۱۸۸۹ء کو مدعا علیہ نے خرید کر لیا تہا اور کہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کو قبضہ مدعا علیہ کو عطا کیا گیا تہا جو اُسوقت سے برابر اُسی کے پاس چلا آتا ہے۔ عرضیدعوے مین اس نیلام کا کوئی ذکر نکیا گیا تہا۔ جوابدعوے تحریری سے یہہ ظاہر ہوتا تھا کہ مدعیان ممکن طور پر یہہ عذر کر سکتے تھے کہ نیلام ناجایز تہا کیونکہ وہ بغیر مدعیان کے اشتمال بہ سرٹیفکیٹ بطور وارثان کے عمل مین لایا گیا تہا۔ مدعا علیہ نے یہ بیان کیا تہا کہ اُسنے اس امر کے واسطے انتظار کیا تہا کہ آیا مدعیان کوئی دعوے کرتے ہین اگر وہ کرتے تو وہ اوسکی جوابدہی کرتا اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ جواز نیلام کی نسبت نالش حال مین اعتراض نہین کیا جا سکتا جسکی ایک وجہہ یہہ ہے کہ وٹہل ڈگریدار کوئی فریق نالش نہین۔ بالآخر مدعا علیہ نے یہ صریح عذر پیش کیا تہا کہ دعوے انفکاک چل نہین سکتا جبتک کہ ایک نالش واسطے استرداد نیلام کے رجوع نکیجائے۔

مدعیان نے اپنی نالش مین مطابق اسکی ابتدائی ترتیب کے اصرار کیا تہا گیارہ تنقیحات عدالتِ اول نے قایم کی تہین تنقیح اول یہہ تہی کہ آیا زرِ رہن مابعد کی خرید مین مخلوط ہوگیا تہا۔ بلحاظ نمونہ کے وہ تنقیح مطابق واقعاتِ مقدمہ کے نہ تہی اور نہ وہ دراصل مطابق نالش کے تہی جیسی کہ وہ عدالت اول نے متصور کی تہی۔ کوئی تنقیح دربارہ امتحان کرنے درستی کارروائیاتِ اجراء کے قایم نکیگئی تہی۔

عدالت اول نے نالش کو اسوجہہ پر خارج کیا تہا جیساکہ فاضل جج نے ظاہر کیا ہے کہ رہن خرید مین مخلوط ہوگیا تہا۔ مدعیان نے اپیل کیا۔ اُنہون نے یہہ شکایت کی کہ مناسب تنقیحات بیان نہین کیگئین اور کہ وہ اُن امور کے متعلق شہادت پیش کرنیسے باز رکہے گئے تھے جبکا کہ تعلق باضابطگی کارروائیات اجراء کے ساتھہ تہا۔ مدعا علیہ نے بہی اُسی مضمون کے عذرات کئے تھے۔ مگر کوئی مزید تنقیحات بیان نکیگئی تہین اور نہ کوئی مزید شہادت دیگئی تہی۔

صاحب جج عدالت دوم عدالت اپیل اول شولاپور نے عدالتِ ماتحت کی ڈگری کو بحال رکہا تہا۔ چونکہ کوئی والیسی مقدمہ مین بباعث نقصہائے تنقیحات یا شہادت کے نکیگئی تھی اسلئے اُسکی قراردادہائے امور واقعہ اس مرحلہ مین ناطق ہین اور اُنسے اور دستاویزاتِ محولہ سے مقدمہ کی صورت حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔ وٹہل کی ڈگری بخلاف نگپا کے بحیثیت اصل مدیون کے اور بخلاف یانکپا کے بحیثیت ضامن کے تہی۔ دیا نکپا نگپا کا داماد تہا جسنے

سنہ ۱۹۰۰ء
گوپال راجن
بنام
نرہری

نگاولسکے از ابتدائی مدعیان نالش ہذا کا شوہر تہا تاریخ صدور ڈگری مذکورہ ۲۰ جون ۱۸۸۱ء تہی یہہ ایک اہم دستاویز ہے مگر اوسکی کوئی نقل شامل مسل نہین ہے اُسکا ذکر بطور سادہ ڈگری ادائگی زر نقد کے کیا گیا ہے مگر الفاظ درخواستِ اجرا سے جو ۲۲۔ نومبر ۱۸۸۱ء کو گئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری کا تعلق بھی بعض ایسی جایداد کے ساتہہ تہا جو رہن کیگئی تہی اور کہ بر طبق ایک پہلی درخواست کے جو ۱۸۸۱ء مین کیگئی تھی ایک خفیف رقم مبلغ ۔ہے کی بذریعہ نیلام جایداد مذکور کے وصول کیگئی تہی۔ درخواستِ مذکور جدولون کی صورت مین ہے جیسی کہ بروئے اُسوقت کے مجموعۂ ضابطہ کے ضروری تہی جسکے کہ الفاظ مطابق الفاظ دفعہ ۲۳۵ موجودہ مجموعۂ ۱۸۸۲ء کے تہے۔ اُس شخص کا نام جسکے کہ برخلاف اجرا کی درخواست کیگئی ہے ”بطور نمایندہ جایداد متوفی نگپا“ کے بیان کیا گیا ہے۔ فریقین کے نام اسطرحپر بیان کئے گئے ہین اول نگپا متوفی بوساطت اُسکے وارث راما لنگاپا کے اور دوم دیا نگپا۔ دادرسی مستدعیہ نیلام جایداد غیر منقولہ مملوکۂ متوفی مدعا علیہ بغرض وصولی مبلغ ۔ہے روپیہ کے ہے جو بقایا کہ بروئے ڈگری کے واجب الادا ہے۔

نوٹس ہا کی تعمیل راما لنگا پا اور دیا نگپا پر کیگئی تہی۔ شخص اول الذکر نگپا کا بہتیجا تہا۔ مگر اُسکا وارث نتہا کیونکہ خاندان منقسمہ تہا جیسا کہ عدالت نے اب قرار دیا ہے۔ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۸۱ء کو راما لنگاپا بغرض اظہار وجہ کے حاضر ہوا تہا۔ جو کچہہ کہ اُسوقت عمل مین آیا تہا وہ اُس تاریخ کے اندراج سے معلوم ہوتا ہے۔ راملنگاپا نے یہہ بیان کیا تہا کہ ”چونکہ نگپا میرے باپ سے اُسکی حین حیات مین ہی علیحدہ ہوگیا تھا۔ اسلئے مین نگپا کا وارث نہین ہون اُسکی ورثا اُسکی دختران ہین“ (اور پہر اُسنے مدعیان کا نام لیا تہا) ”میرے پاس کوئی جایداد متوفی کی نہین ہے اور نہ مجھے وہ جایداد ملی ہے اسلئے اس ڈگری کا اجرا میرے مقابلہ مین کیا جانا چاہئے“

عدالت کا فیصلہ حسب ذیل تہا: ”مدعیان کی درخواست اجرا بخلاف فریق مخالف کے نہین ہے وہ بخلاف جایداد متوفی کے ہے۔ اگر کوئی جایداد جو تمہاری ملکیت ہو اُس جایداد مین شامل ہے تو تمکو قانونی کارروائی بعد قرقی کئے جانے کے کرنی چاہئے۔“

اسکے بعد کارروائیات اجرا شروع کیگئی تہین جنکا انجام یہہ ہوا تہا کہ جایداد مرہونہ ۹ جنوری ۱۸۸۳ء کے واسطے

سنہ ۱۹۰۰ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

تابع اُس معاہدہ کے مشتہر ہو نیلام کیگئی تھی جو کہ اُسوقت مبلغ سما سے زائد بیان کیا گیا تھا اور وہ مدعا علیہ نے خرید کرلی تھی معلوم ہوگا کہ جائیداد مذکور کسی زیادہ رقم کی مالیت کی ماسوائے قرضہ رہن سکے خیال کیگئی تھی۔ سب سے زیادہ بولی جملہ قطعات کی مبلغ ۱۲۵ کی حد تک پہونچتی تھی۔

عدالت عدم نے مدعیان کے اپیل کو خارج کیا تہا فاضل جج نے اسوجہہ پر عمل کیا تہا کہ رامنگا یا قانونی قائممقام نگپا کا حسب منشاء مجموعہ مذکور تہا کیونکہ وہ متوفی کا ایک رشتہ دار تہا اور اُسکے قبضہ مین بعض جائیداد متوفی تھی۔ نیز اُسنے اس امر پر انحصار کیا تہا کہ دیا نگپا بطور ایک فریق کارروائیات اجرا کے بنایا گیا تہا اور اسکا علم مدعیان کا علم تہا اور کہ انکو یہہ اجازت نہین دیجا سکتی کہ کئی سال تک انتظار کرین اور بعد اسکے کہ جائداد کی مالیت بڑہ جائے تو نیلام کو ناجائز متصور کرین۔ اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ اگر انہون نے کارروائیات کے بیضابطہ ہونے کا عذر کرنا تہا تو انکو چاہیئے تہا کہ ایک سال عطا کردہ قانون میعاد کے اندر نالش رجوع کرتے۔

مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ جہان جوڈیشل رائے مین بہت کچھہ اختلاف معلوم ہوا۔ اپیل کی سماعت اوّلاً سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس و پارسنس صاحب جسٹس کے روبرو ہوئی تہی۔ چیف جسٹس صاحب نے اُن وجوہات کو ناکافی قرار دیا تہا جوکہ عدالتہائے ماتحت نے اپنی ڈگریات کی تائید مین ظاہر کی تہین۔ اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ نوٹس کی تعمیل نگپا کے ورثاء پر کیجانی چاہیئے تہی۔ اور کہ بصورت عدم موجودگی ایسے نوٹس کے نیلام بیضابطہ ہے اور وہ اُس درخواست کے ہونے سے منسوخ کیا جا سکتا تہا جو کہ میعاد کے اندر کیجاتی۔ بعد ازان اُسنے یہہ سوال کیا تہا کہ آیا نیلام خواہ وہ بیضابطہ ہی ہو کالعدم ہے اور اُسنے یہہ قرار دیا تہا کہ وہ کالعدم نہ تہا اور کہ وہ منسوخ کیا جانا ضروری ہے قبل اسکے کہ مدعیان جائیداد حاصل کر سکین۔ اور کہ انہون نے کبھی اسکے استرداد کی نالش نہ کی تہی۔ بخلاف ازین پارسنس صاحب جسٹس نے قرار دیا تہا کہ نیلام کالعدم تہا اور کہ مدعیان ایسے طریق پر کارروائی کرنیکے مستحق ہین کہ گویا وہ کبھی عمل مین نہین آیا۔

اس اختلاف رائے کی وجہہ سے مقدمہ کا استصواب تین دیگر ججان ہائیکورٹ سے کیا گیا تہا۔ راناڈے صاحب جسٹس کے ساتھہ اس امر مین اتفاق کیا تہا کہ عدالت کو اس نیلام کے کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہ تہا جو لازمی طور پر کالعدم تہا۔ کینیڈی صاحب جسٹس نے بغیر فیصل کرنے اس امر کے اپنے فیصلہ کی غرض کے واسطے یہہ قیاس کیا تہا کہ نیلام کے رو سے جائیداد تابع اعتراض بنام نرہری کے منتقل کیگئی تہی مگر اُسنے نالش حال کو ایک نالش استرداد نیلام متصور کیا تہا۔ اُسنے یہہ بہی قرار دیا تہا کہ نالش میعاد کے

اندر رجوع کیگئی تہی بظاہر اسوجہہ پر کہ استحقاق استرداد نیلام تک بلکہ استحقاق انفکاک تک ہے اور کہ نیلام کے مسترد کرانے کی ضرورت اسوجہہ سے پیدا ہوئی ہے کہ مدعا علیہ نے نالش انفکاک کی مخالفت کی ہے ۔ جارڈین صاحب جسٹس نے یہ قرار دینے کی مفصل وجوہات بیان کی ہین کہ عدالت کو نیلام کا حکم دینے کا اختیار حاصل تہا اور کہ نیلام کالعدم نہ تہا ۔ مگر اُنہے کینڈی صاحب جسٹس کے ساتہہ دربارہ ذریعت نالش حال اور اُسکے جائز ہونیکے اتفاق کیا ہے ۔ ڈگری ہائیکورٹ کے روبرو صرف یہ ہدایت کیگئی ہے کہ رقم واجب الادا منجانب مدعیان بغرض انفکاک محسوب کیجائے ۔ اُسکے روسے نیلام مسترد نہین کیا گیا اسلئے وہ اس اصل پر مبنی ہوئی چاہیئے کہ نیلام قطعاً کالعدم ہے گو در اصل سماعت اول کے وقت صرف ایک جج کی اور سماعت دوم کیوقت صرف ایک جج کی یہ رائے تہی ۔

یہ ایک اہم امر مقدمہ ہذا مین ہے اور یہ اُن جملہ اشخاص کے واسطے اہم ہے جو جایداد کو اس ظاہری کفالت پر حاصل کرین جو حود ڈیشل نیلام سے مہیا ہوتی ہے ۔ جو ہندوستان مین اُس دائن کیطرف سے نہین کیا جاتا جو ادائیگی کا خواہان ہو بلکہ خود عدالت سے کیا جاتا ہے ۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ وہ آراء جو ہائیکورٹ نے اختیار کی ہین اونکی تائید کسی بحث بعدالت ہذا مین نہین کیگئی ۔ حکام عالیمقام نے حتی الامکان ان ووجان کی آراء کو سمجہنے کی کوشش کی ہے جنکی یہ رائے تہی کہ نیلام کالعدم تہا اور نیز اُن سندات کا امتحان کیا ہے جنکا کہ حوالہ آرائے مذکور کی تائید مین دیا گیا ہے ۔ اور وہ افسوس کرتے ہین کہ اُنکے روبرو رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ۔

اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ اگر عدالت نے بغیر کسی اختیار کے کارروائیات کی تہین تو مدعیان پر وہ موثر نہونگی اور ووجان عدالت ماتحت نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ عدالت کو کوئی اختیار حاصل نہ تہا ۔ مگر ایک ڈگری صادر کیجا چکی تہی اور جزواً اوسکا اجرا بخلاف نگپا کے کیا گیا تہا اور اوسکی جایداد بقایا کے ادا کرنے کی ذمہ وار تھی اس ذمہ داری کا موثر کرنا عدالت کے اختیار مین تہا ۔ مدیون ڈگری قبل پورے اجرا ڈگری کے فوت ہو گیا تہا دائن مجاز تہا کہ اُسکے قائم مقام قانونی کے برخلاف اجراء کی درخواست کرے ۔ اُس درخواست کا حاصل کرنا عدالت کے اختیار سماعت کا ایک جزو ہے ۔ دراصل درخواست جو کیگئی تہی بخلاف "ترکہ نگپا" کے تہی اور دوسرے خانہ مین راملنگاپا کا نام بطور اُسکے وارث کے بیان کیا گیا ہے ۔ عدالت کو اختیار حاصل تہا کہ ایسی درخواست کو لیکر

خواہ اُسے ناقص قرار دیکر نامنظور کرتی یا مزید کارروائیات کا حکم دیتی۔ اگر رامنگابا واقعی طور پر جانشین استحقاق ہوتا تو کوئی شخص کارروائیات کے باضابطہ ہونے کی نسبت اعتراض نکر سکتا تھا۔ اگر اس امر کی نسبت تنازعہ تھا کہ وارث کون ہے یا کہ آیا جایداد وارث کے نام منتقل ہوئی ہے یا نہین تو ایسے امور کا بغرض اجرا فیصل کرنا عدالت کا فرض تھا اگر یہہ معلوم کرنا ممکن ثابت ہوتا کہ آیا کوئی قایم مقام متوفی کا موجود ہے تو یہہ کہنا عدالت کا فرض تھا کہ کیا کارروائی کیجانی چاہیئے یہہ جملہ امور عدالت سے فیصل کئے جانے کے قابل تہے۔ یہہ امر صریح ہے کہ اختیار سماعت اسوجہہ سے زائل ہوا تھا کہ موتزدہ درخواست قابل اعتراض ہے۔ پس وہ بعد مین کسطرح زائل ہوگیا تھا ؟۔

مجموعہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ عدالت کو ایک نوٹس اُس فریق کے نام جاری کرنا چاہیئے جسکے برخلاف اجرا کی درخواست کیگئی ہو۔ اُسنے رامنگابا کے برخلاف نوٹس جاری کیا تھا۔ اُسنے یہہ عذر کیا تھا کہ وہ درست شخص نتہا۔ مگر عدالت نے اُسکے انکار پر غور کر کے یہ فیصل کیا تھا کہ وہ درست شخص تھا اور اجراء کا حکم دیا تھا۔ ایسا کرنیمین عدالت اپنی اختیار تمیزی کا استعمال کر رہی تہی۔ اُسنے ایک افسوسناک غلطی کی تہی مگر عدالت کو غلط فیصلہ کرنیکا بہی ویسا ہی اختیار حاصل ہے جیسا کہ درست فیصلہ کرنیکا۔ اگر وہ غلط فیصلہ کرے تو شخص نقصان رسیدہ صرف وہ طریق اختیار کر سکتا ہے جو کہ قانوناً درست کرانیکے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور اگر وہ طریق اختیار نکیا جائے تو فیصلہ مذکور کی نسبت خواہ وہ غلط ہی ہو اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اصل شکایت صورتحال مین یہہ ہے کہ عدالت اجراء نے مجموعہ کی غلط تعبیر کی تہی اپنے اس فرض کی تعمیل مین کہ نگپا کی جایداد کو اُسکے قرضہ کے ایفاء کے واسطے مہیا کرے۔ اُسنے اُس شخص پر نوٹس کی تعمیل کی تہی جو قانوناً جایداد کا قایم مقام نتہا اور عذر کئے جانے پر اُسنے یہ فیصل کیا تھا کہ وہ قایم مقام ہے مگر ایسی غلطی کو زائل کنندہ اختیار سماعت عدالت متصور کرنا گویا قانون مین سخت تذبذب کا پیدا کرنا ہے حکام عالیمقام فاضل چیف جسٹس صاحب کی اس رائے کے ساتھہ اتفاق کرتے ہین کہ خریدار ممکن طور پر ایسے امور کو معلوم نہین کر سکتا۔ اور اگر یہہ قرار دیا جائے کہ اُسپر لازم ہے کہ عدالت کے طریق عمل کی درستی کے متعلق تحقیقات کرے تو کوئی خریدار نیلام عدالت محفوظ نہین ہو سکتا۔ وہ اشخاص جو نالش میں اجنبی ہین یہ باور کرنے کے مجاز ہین کہ عدالت نے وہی کام کیا ہے جو کہ اسکو بروئے ہدایات مجموعہ کے کرنا چاہیئے تہا۔

بطور سند کے بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مگر حکام عالیمقام کوئی ایسا فیصلہ معلوم نہین کر سکتے جس سے فیصلہ زیر بحث کی تائید ہوتی ہو۔ وہ سند جسپر کہ کینڈی صاحب جسٹس نے انحصار کیا ہے مقدمہ

۱۹۰۱ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

لبو نتا پا بنام رالو (۱) ہے۔ اس مقدمہ مین ایک شخص کے دائن نے جو فوت ہوگیا تہا اوسکی مان پر ایک نالش بحیثیت اُسکی وارثہ کے رجوع کی تہی حالانکہ اصلی وارثہ مدیون کی اُسکی بیوہ تہی ماہ اگست ۱۸۷۵ء مین دائن نے ایک ڈگری یکطرفہ حاصل کی تہی جسپر اجرا عمل مین آیا تہا اور مدیون کی جایداد مدعاعلیہ کے نام ماہ نومبر ۱۸۸۱ء مین منتقل کیگئی تہی۔ ۱۸۸۱ء مین ایک لڑکے نے جسکو کہ مدیون کی بیوہ نے متبنے کیا تہا بوساطت بیوہ مذکور بطور ولی کے ایک نالش واسطے دلاپانے اراضی کے رجوع کی تہی۔ عذر میعاد زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ میعاد پیش کیا گیا تہا اور قرار دیا گیا تہا کہ مذکور متعلق نہین ہوتی کیونکہ نیلام کالعدم تہا اور اسکی استرداد کی کوئی ضرورت نہتی اُس مقدمہ مین نہ تو مدیون اور نہ اُسکی جایداد تابع ڈگری عدالت کے بنائے گئے تہے۔ ذمہ داری کبہی ثابت نکیگئی تہی۔ اور حکمنامہ اجرا کسی امر پر مبنی نہ تہا۔ عدالت کو واقعی طور پر وہ اختیار سماعت حاصل نہتا جسکے کہ استعمال کرنیکا اُسکا منشا رہتا۔ یہہ ایک مختلف امر ہے جبکہ عدالت نے بروئے اپنی ڈگری کے مدیون کی ذمہ داری کو ثابت کیا ہو اور اوسکو بخلاف اُسکی جایداد کے موثر کررہی ہو دیگر فیصلجات کا بہی حوالہ دیا گیا ہے جنمین کہ مناسب نوٹسہای کی تعمیل بعد صدور ڈگری کے نہین کیگئی۔ مگر اونکا امتحان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ایسی مقدمات ہین جنمین کارروائیات یا تو زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور یا بذریعہ بلاواسطہ نالش کے کیگئی ہین اُس عرصہ ایک سال کے اندر جو کہ استرداد نیلام کے واسطے عطا کیا گیا ہے۔ ایسی صورتوں مین مبنیا بطلگی اور کالعدم ہونے کے مابین تمیز کرنے کی ضرورت پیدا نہین ہوتی اور عام بیانات ایسے نیلامہای کے ناجایز ہونے کی نسبت عین مطابق اُس مقصد اور اُس غرض کے ہین جس مین اور جسکے کہ واسطے وہ استعمال کیگئے ہین اور اسلئے صرف گمراہی پیدا ہوتی ہے اگر وہ قرینہ عبارت سے علیحدہ کئے جائین اور وہ ایسے مقدمہ سے متعلق کئے جائین جس مین کہ تمیز مابین مبنیا بطلگی اور کالعدم ہونیکے ایک اہم امر ہو۔

پس مدعیان کے واسطے انفکاک رہن سے پہلے نیلام کا منسوخ کرانا ضروری ہے۔ اسمین کچہہ شک نہین کہ قائم مقام قانونی پر نوٹس کی تعمیل نکیا جانا ایک اہم مبنیا بطلگی ہے جو بذاتہ مدعی کو استرداد نیلام کا مستحق بنانیکے واسطے کافی ہے۔ مگر ایسی کارروائی کا جواب دیا جا سکتا ہے اور انصاف نہین نہین ہوسکتا جبتک کہ جواب مذکور کا امتحان قانونی طریق کے مطابق نکیا جائے۔ ممکن ہوسکتا ہے کہ مدعیان ایک نالش استرداد نیلام اور نالش انفکاک کا اجتماع ایک ہی نالش مین کرسکین

(۱) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۸۰۶۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملک انجمن
نیلام
نہ ہی

اور مدعا علیہ کا عذر اشتمالِ بیجا بصورت تجویز کئے جانیکے نامنظور کیا جاتا۔ مگر اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ حکام عالیمقام اس امر کو بری از تنازعہ سمجھتے ہین کہ نالشِ حال ایک نالش استرداد نیلام نہین ہے۔

مدعیان نے بالا رادہ طور پر اسکو ایسی نالش بنانے سے انکار کیا ہے کیونکہ مدعا علیہم کیطرف سے میعاد کا عذر کیا جاتا۔ وہ صرف اُن معنون مین ایک نالشِ استرداد نیلام کہلا سکتی ہے جنمین کہ کوئی اور نالش اسی نام سے نامزد کیجا سکے اگر اسمین ایسی داد رسی کی استدعا کیگئی ہو جو جواز نیلام کے نامطابق ہو۔ کینیڈی صاحب جسٹس کی یہہ رائے ہے کہ صرف ایک ہی شئے جو موجود نہین وہ باضابطہ استدعائے استرداد نیلام ہے اور انہون نے بیان کیا ہے کہ اگر یہ عذر کیا جاتا کہ کوئی ایسی استدعا موجود نہین ہے، تو ترمیم کی اجازت دیجاتی۔ در اصل عذر مذکور ایسے وقت کیا گیا تھا جبکہ مدعیان خود اپنی مرضی سے ترمیم کر سکتے تھے۔ مگر انہون نے ایسا نکیا تھا۔ بروقت سماعت کے ترمیم کی اجازت دینا عدالت کے اختیار تمیزی مین تھا مگر ایسا کرنا ہرگز باضابطہ نتھا۔ ایسا کرنا گویا پہلی نالش کے ارجاع کی تاریخ سے ایک جدید نالش کے رجوع کرنے کی اجازت دینا تھا ڈگریدار کے حق مین یہ امر مضر تھا۔ وہ ایک مناسب اور ضروری فریق ہوتا (الا جبکہ ہندوستان مین کوئی مسلمہ طریق عمل اسکے خلاف موجود ہو جسکی کہ اطلاع مسٹر فلیس بورڈ کو نہین دے سکا) تنقیحات مختلف ہوتین۔ اس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ واسطہ دار فریقہا کا طریق عمل بروقت نیلام کے بطور امر مانع تقریر مخالف کے عائل ہو سکتا ہے جبکہ اُسکے استرداد کا دعوےٰ کرین۔ مدعا علیہ نے صریح طور پر یہ کہا تھا کہ اگر مدعیان نے استرداد نیلام کا دعوے کیا ہے تو اُسکے پاس اُسکا جواب موجود ہے اگر مدعیان نے اُسوقت ایسا دعوے کیا ہوتا تو اُسکو جواب مذکور کے پیش کرنے کی اجازت دیجاتی اور اُن تنقیحات کا فیصلہ کیا جاتا جو کہ اُسکی یا ڈگریدار کیطرف سے اٹھائی جاتین۔ جبکہ عدالت اول مین وہ ناکام رہے تھے تو مدعیان نے یہہ شکایت کی تھی کہ مناسب تنقیحات اُن امور کے فیصل کرنے کیلئے اسطرح مرتب نہین کیگئیں جنکا کہ نیلام کے ساتھہ تعلق ہے جو درست تھا گو یہہ خود اُنکی غلطی تھی مگر انہون نے نالش کی ترمیم کی درخواست نکی تھی۔ جبکہ وہ عدالتِ دوم مین ناکام رہے تھے تو انہون نے یہہ شکایت کی تھی۔ عدالت نے قیاسات دربارہ اُنکے علم متعلق نیلام کے بغیر تنقیحات یا شہادت کے قائم کی تھین جو درست تھا مگر اُنہون نے اپنی نالش کی ترمیم کی درخواست نکی تھی۔ اُنکا دعوے در اصل اس اصول پر مبنی رکھا گیا ہے کہ کالعدم ہونیکا سوال تنہا سوال ہے اور کہ وہ کسی اور وجہ پر کامیاب نہین ہو سکتے۔ انکو اب یہی وجہ تبدیل کرنے اور جدید دعوےٰ کرنے کی اجازت دینا اور وہ بھی بغیر مدعا علیہ دوم کو اس جواب کے پیش کرنیکا

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

موقع دینے کے جسکو کہ اُسنے محفوظ رکہا ہوا بیان کیا ہے اصولاً نادرست ہے، اور اس سے عملی طور پر بے انصافی وقوع مین آئیگی۔

مقدمۂ جگاو مہاجو دہرانی بنام دکہینہ موہن درج رپورٹ شدہ بہ لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۴۷(۱) مین مدعیان ایک ہندو متوفی کے ورثائے بازگشت تہے تابع حقوق اُسکی بیوگان کے۔ اُنہون نے نالشات پسماندہ بیوہ کی وفات سے تہوڑے عرصہ بعد جائداد کے دلاپانے کے لئے رجوع کی تہین۔ مگر تبنیت ہا سنہ ۱۸۵۳ء و سنہ ۱۸۵۶ء مین کیگئی تہین جنمین سے کوئی ایک بصورت جائز ہونیکے مدعیان کو محروم کرتی۔ قانون میعاد متعلق بہ مقدمۂ مذکور (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء) مین یہہ حکم تہا کہ ایک نالشِ استرداد تبنیت تاریخ تبنیت سے عرصۂ بارہ سال کے اندر کیجانی چاہیئے۔ مدعیان نے استرداد تبنیت ہائے کی نالش نہ کی تہی بلکہ جائداد کے دلاپانے کی نالش کی تہی اور اُنہون نے یہہ حجت کی تہی کہ اُنکا استحقاق جائز تہا الا جبکہ تبنیت ثابت کیجائے۔ جو اشخاص کہ تبنیت ہائے کا دعوی کرتے ہین اُنکو اونکا جواز ثابت کرنا چاہیئے جسکی کہ تردید مدعیان کیطرف سے کیجا سکتی ہے۔ مقدمہ مین یہ مشکل موجود تہی کہ فقرۂ "استرداد تبنیت" نادرست ہے، تبنیت مسترد نہین کیجا سکتی گو اُسکے جواز کی نسبت اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ اور دراصل عبارت سنہ ۱۸۷۷ء مین قبل اپیل کی سماعت کئے جانیکے تبدیل کیگئی تہی۔ مگر لورڈ ہذا نے یہہ قرار دیا تہا کہ فقرۂ مذکور کا استعمال کئی دفعہ جائز دستاویزات مین کیا گیا ہے اور وہ مقننان ہندوستان کو بطور مختصر طریق اظہار اُس طریق عمل کے معلوم ہے جسکے رو سے امر واقعہ یا جواز تبنیت کی نسبت اعتراض کیا جائے۔ وجہہ مذکور پر اُنہون نے یہ قرار دیا تہا کہ واضعان قانون کا منشا نالشات باغراض مذکور کے واسطے خاص حدود مقرر کرنیکا تہا۔ پس چونکہ نالش کا ذکر درست طور سے بطور ایک نالشِ استرداد تبنیت کے کیا گیا تہا اسلئے نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ میعادِ نالش تاریخ تبنیت سے گذرنی شروع ہوئی تھی اور کہ نالشات سنہ ۱۸۵۳ء و سنہ ۱۸۵۶ء زائد المیعاد نہین۔ یہ امر صریح ہے کہ فقرۂ "استرداد نیلام" مین کوئی ایسی مشکل پیش نہین آتی کیونکہ نیلام جو مسترد کئے جانیسے پہلے جائز ہو قانونی اور لفظی طور پر مسترد کیا جاسکتا ہے۔ اور جو شخص اسکے نامطابق دادرسی کا خواہان ہو اُسکے استرداد کی استدعا کرسکتا ہے اور کرنی چاہیئے۔ اب ہم آخری امر زیر بحث پر غور کرتے ہین جو یہہ ہے کہ کسقدر میعاد استرداد نیلام کے واسطے عطا کیگئی ہے؟

حکام عالیمقام نے نوعیتِ نالش پر مفصل بحث اسوجہہ سے کی ہے کہ اُن دو ججان نے جنہون نے کہ نیلام کو اصلی سمجہا ہے، مقدمہ کو امر مذکور پر مبنی رکہا ہے۔ لیکن اگر یہہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ نالش

(۱) (سنہ ۱۸۷۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۸

سنہ ۱۹۰۰ء
ملک ارجن
بنام
نرہری

واسطے استرداد نیلام کے ہے تاہم نتیجہ بحق مدعیان کے مضر ہوگا۔ مد ۱۲ (الف) ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء مین یہ حکم ہے کہ نالش استرداد نیلام باجرائے ڈگری اُسوقت سے ایک سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئیے جبکہ نیلام منظور کیا گیا ہو۔ مد مذکور درست طور پر مقدمۂ حال سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ کینڈی صاحب جسٹس نے (باتفاق جارڈین صاحب جسٹس) یہ بیان کیا ہے کہ یہ عذر نکیا گیا تہا کہ مدعیان پر ایک سال کے اندر نالش کرنا لازم تہا۔ اور اُسنے کئی مقدمات کا حوالہ بغرض اظہار اس امر کے دیا ہے کہ مد مذکور ایک نالش استقراریہ اس امر سے متعلق نہین ہے کہ نیلام بمقابلہ مدعی کے غیر موثر ہے۔ صورت حال مین جیسا کہ حکام عالیمقام نے قرار دیا ہے اور جیسا کہ خود صاحب جج مذکور نے قیاس کیا ہے۔ نیلام مدعیان کے مقابلہ مین موثر ہے گو وہ حسب ضابطہ طور پر مستوجب استرداد ہے۔

صرف ایک ہی مقدمہ جسکا کہ حوالہ صاحب جج نے دیا ہے مقدمہ بہگونت گووند بنام کوندی (انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۹) ہے اس مقدمہ مین کوئی جوڈیشل نیلام عمل مین نآیا تہا جایداد ایک ہندو نے رہن کی تہی اور بعد اُسکی وفات کے اُسکی بیوگان نے جو نیز اُسکے نابالغ وارث کی اولیاء تہین جایداد کو ایک امین مرتہن کے پاس فروخت کردیا تہا وارثِ مذکور نے انفکاک کی نالش کی تہی مگر نالش سن بلوغ حاصل کرنے سے تین سال بعد رجوع کیگئی تہی جو میعاد کہ بروئے مد ۴۴ ایکٹ میعاد کے استرداد نیلام منجانب ولی کے واسطے مقرر کیگئی ہے۔ عذر میعاد کے نامنظور کرنے مین عدالت نے ذیل کی رائے ظاہر کی تہی:۔

"نیلام سنہ ۱۸۶۳ء بحق مدعا علیہ نمبر ۲ کی نسبت اعتراض کرنے کی ضرورت اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے مدعیان کی نالشِ انفکاکِ رہن کی مخالفت کی ہے اسلئے ضرورتِ مذکور نالشِ مذکور مین ضمنی ہے"

اس عذر کے نامنظور کرنے کے واسطے صرف یہی وجہہ بیان کیگئی ہے۔

کینڈی صاحب جسٹس نے یہ بیان کیا ہے کہ آرائے مذکور درست طور پر واقعاتِ مقدمۂ حال سے متعلق ہوتی ہین۔ مگر حکام عالیمقام وجوہاتِ مذکور کو وسیع کرنا ناممکن سمجہتے ہین۔ اگر مراد یہہ ہے کہ استحقاقِ استردادِ نیلام اُسوقت تک زندہ رکہا گیا ہے جبتک کہ استحقاقِ انفکاک بروئے رہن کے قایم رہے تو اُسکا نتیجہ یہہ ہے کہ جواز نیلام کا امر ساٹہہ سال تک معرضِ التوا مین رہیگا۔ دو فاضل ججانِ مذکور نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ بارہ سال کی حد معین ہے۔ مگر یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کسطرح پر وہ حد پیدا ہوتی ہے۔ اُنہون نے نیلام کو جائز متصور کیا ہے۔ جبتک کہ مسترد نکیا جائے مگر بظاہر اُنہون نے اُسکو اسیقدر جواز عطا کیا ہے جسقدر کہ مرتہن کے قبضہ کو بمقابلہ اصلی مالک کے قبضہ کے مخالفانہ بنانیکے واسطے کافی ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ ایمن
بنام
نرہری

مگر اس سے زیادہ نہیں۔ لیکن اگر نیلام جائز ہے تو وہ صرف طریق مقرر کردہ قانون کے رو سے مسترد کئے جانے کے قابل ہے۔ اور حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ یا تو دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور یا مد ۱۲ (الف) ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۷ء کی ذیل میں آنا چاہئے یا دونوں کی ذیل میں۔ بہرحال نالش زائد المیعاد ہو گی۔

قانون میعاد کے رو سے نیک نیت خریداران جو ڈیشل نیلامہا اسطرح پر محفوظ کئے گئے ہین کہ نالشات استرداد نیلامہا کے واسطے خفیف میعادہا مقرر کیگئی ہین۔ اگر محفوظیت مذکور ان نالشات تک محدود رکھی جانی چاہئے جنمین کسی اور دادرسی کی استدعا ماسوائے اس استقرار کے نکیگئی ہو کہ نیلام مسترد کیا جانا چاہئے اور محفوظیت مذکور کسی اور مستلزم دادرسی کی حد تک سبے نکیجانی چاہئے تو وہ بہت خفیف محفوظیت ہے۔ مگر اصول قایم کردہ بمبئی ہائیکورٹ کا اثر یہی معلوم ہوتا ہے۔ مقدمہ تبنیت مرلہ از انڈین اپیلز جلد ۱۳ مین بورڈ ہذا نے یہہ رائے ظاہر کی تھی کہ کوئی ایسا اصول موجود نہین ہے جسپر کہ صاف استقرارات عدم جواز بعد بارہ سال کے تاریخ تبنیت سے گذرجانے کے ممنوع السماعت ہونے چاہئین۔ درصورتیکہ وہی تنقیح بصورت نالش قبضہ جائداد مین مخلوط کئے جانے کے بعد وفات بیوہ کے بارہ سال تک منفصل کرائی جاسکتی ہو حکام عالیمقام اب بھی وہی رائے ظاہر کرتے ہین۔ اس امر کا کیا جواز ہے اگر مد ۱۲ (الف) کی تعبیر مطابق اسکے صریح معنوں کے کرنیسے انکار کیا جائے جبکہ دعویدار اس دادرسی کا دعوے کرے جو استرداد نیلام کی صرف ایک ہی غرض ہے؟ حکام عالیمقام یہہ قرار دیتے ہین کہ الفاظ و منشاء ایکٹ میعاد اس امر کے مقتضی ہین کہ نالش ہذا جبکہ وہ بطور نالش استرداد نیلام کے متصور کیجائے مد مذکور کے امتناع مین آنی چاہئے۔

ہائیکورٹ کو چاہئے تھا کہ مدعی کے اپیل کو معہ خرچہ خارج کرتا جیسی کہ فاضل چیف جسٹس صاحب کی رائے تھی۔ حکام عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہہ مشورہ دیتے ہین کہ حکم مشعر منسوخی ڈگری ہائیکورٹ صادر کیا جاوے۔ ریسپانڈنٹان کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہئے۔

اپیل منظور کیا گیا۔

سالسٹران صاحب اپیلانٹ: مسٹرز ایڈورڈ ہرن اینڈ کمپنی۔

صیغۂ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و طیب جی صاحب جسٹس و رسل صاحب جسٹس

۲۱ - دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

بمعاملۂ منی لال ہرگوون نابالغ - ہرگووند مانچند سائل -

نابالغ - گارڈین مقرر کردۂ جائیداد نابالغ جو ایک رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود کا تہا اور جسکی جائداد مشترک جائیداد تہی - منظوری عطا کردہ دربارہ بیع جائیداد خاندان کے جسمین نابالغ کا حصہ ہو - ہائیکورٹ کا اختیار سماعت -

بروے اپنے عام اختیار سماعت کے اور بلاواسطہ ایکٹ گارڈین ووارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ء) کے ہائیکورٹ کو اختیار ہی کہ اُس نابالغ کی جائیداد کا ولی مقرر کرے جو ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کا رکن ہو اور جہان نابالغ کی جائیداد ایک غیر منقسمہ حصہ جائیداد خاندان ہو -

سائل حال نے جسنے ولی مقرر کئے جانیکی درخواست کی تہی یہہ درخواست بھی کی تہی کہ عدالت کیطرف سے اُس جائیداد خاندانی کے بیع کی اجازت دیجاے جس مین نابالغ حق رکہتا تہا -

بلحاظ خاص واقعات مقدمہ کے تجویز ہوئی کہ منظوری دیجانی چاہئیے -

درخواست واسطے مقرر کئے جانے ولی جائیداد ایک نابالغ کے جو ایک خاندان مشترکہ کا ایک رکن تہا اور واسطے حصول اجازت اس امر کے کہ نابالغ کے حقوق واقعہ بعض جائیداد غیر منقولہ فروخت کئے جائین -

سائل ہرگووند مانچند نے اپنے بیان حلفی مین یہہ بیان کیا تہا کہ وہ نابالغ کا باپ ہے جسکی عمر آٹہہ سال کی ہے جو اُسکے ساتہہ رہتا ہے اور اوسکا اکلوتا پسر ہے - ایک مکان واقعہ ممبادیوی بمبئی سائل کے باپ نے ۱۸۶۲ء مین بعوض مبلغ ـــ روپیہ کے خرید کیا تہا اور بہ طبق تقسیم جائیداد خاندانی موقوعہ ۱۸۸۳ء کے وہ سائل کے حصہ مین آیا تہا - تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اُسکا اپنے برادران کے ساتہہ جہگڑا ہو گیا تہا جس مین وہ کامیاب رہا تہا - مگر وہ اُسکا خرچہ ادا کرنے کے قابل نہین ہوئے اسلئے وہ اٹرنیان کو روپیہ ادا کرنے کے واسطے قرض لینے پر مجبور ہو گیا تہا - اس قرضہ کی ادائیگی کے واسطے روپیہ اٹہانے کے لئے اُسنے مکان مذکور کو بعوض مبلغ للعہ روپیہ کے فروخت کر دینے کا اقرار کیا تہا - مکان مذکور مرمت طلب تہا - مگر اسکے پاس کوئی وسائل اُس خرچہ کے مہیا کرنیکے نہ تہے جو کہ مرمت مین صرف ہو اور اگر مرمت نکیجائے تو جائیداد کو نقصان پہونچیگا اور اوسکی قیمت بہت کم ہو جائیگی - ایجاب حال کو اُسنے ایک نہایت مناسب حال ایجاب سمجہا ہے - مگر خریدار نے بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ سائل کا نابالغ پسر مکان مذکور مین حصہ رکہتا ہے - کیونکہ وہ مشترکہ جائیداد خاندا

سنہ ۱۹۰۱ء
بمقابلہ
منی لال ہرگووند

اس امر پر اصرار کیا ہے کہ سائل کو ایک عدالت کا حکم حاصل کرنا چاہیئے جسکے رو سے اوسکو نابالغ کے حق حقوق واقعہ مکان مذکور کی نسبت انتقالنامہ تحریر کر دینے کا اختیار عطا کیا جائے۔ اُسکے بیان حلفی کے فقرات ذیل اہم ہین:-

"۲- مین بیستدعا کرتا ہون کہ اقرارنامہ بیع مکانِ مذکور جو بعوض مبلغ للعہ روپیہ کے عوض فروخت کرنیکے لئے تحریر کیا ہے ایک فائدہ مند معاملہ ہے اور مین ہرگز اسقدر قیمت حاصل نہین کر سکتا۔ اگر اقرارنامہ مذکور فسخ ہو جائے اور یہ امر میرے اور میرے پسر مذکور کے حق مین مفید ہے کہ معاہدہ بیع کی تعمیل ہو جائے۔

۳- مین اس بات کا خواستگار ہون کہ نصف زرثمن مبلغ للعہ مذکور مین سے بعد منہائی خرچہ وغیرہ کے کاغذاتِ سرکاری کی خرید مین لگایا جائے اور وہ معزز عدالتِ ہذا کے محاسب کے پاس نابالغ مذکور کے فائدہ کیواسطے رہین۔

۴- واقعات مذکورۂ بالا کی موجودگی مین مین بیستدعا کرتا ہون کہ معزز عدالتِ ہذا مہربانی کرکے ایک حکم صادر کرے جسکے رو سے مین نابالغ مذکور کی جایداد کا ولی مقرر کیا جاؤن اور مجھکو اُسکے حقوق واقعہ جایداد مذکور کے منتقل کرنیکا اختیار بحیثیت ولی کے ایسی شرائط پر عطا کیا جائے جیسی کہ معزز عدالتِ ہذا واسطے محفوظیت میرے نابالغ پسر مذکور کے حقوق کے مناسب سمجھے"

آنریبل منجانب سائل ۔ سائل یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے نابالغ پسر کی جایداد کا ولی مقرر کیا جائے اور عدالت اُسکو اُس مکان کے بیع کے واسطے منظوری عطا کرے جس مین نابالغ حق رکھتا ہے سوال یہ ہے کہ آیا عدالت کو نابالغ کی جایداد کا ولی مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے جبکہ نابالغ مذکور ایک غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود کا ایک رکن ہو اور اُسکی جایداد ایک غیر منقسمہ حصہ جایدادِ خاندانی مین سے ہو۔ دو مقدمات رینسا ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء یعنے شام کوار بنام مہانند(۱) دویر دیکشا بنام نیل گنگا دا(۲) مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسی صورتون مین جایداد کا ولی مقرر نہین کیا جا سکتا۔ مین یہ بیستدعا کرتا ہون کہ فیصلجاتِ مذکور حال جیسی صورت سے متعلق نہین ہین۔ صورتِ حال مین مہتمم خاندان ولی بنائے جانے کی درخواست کرتا ہے فیصلجات مذکور اس امر واقعہ پر مبنی ہین کہ ولی نابالغ کے غیر منقسمہ حصہ کا قبضہ حاصل نہین کر سکتا اور کہ ایسی جایداد پر کسی ایسے شخص کو اختیار دینا جو خاندان مین اجنبی ہو ایک تنازعہ مابین اُسکے اور قانونی مہتمم خاندان کے پیدا کریگا۔ مگر وجہ مذکور صورت حال سے متعلق نہین ہوتی جبکہ خود مہتمم ولی بنائے جانیکی درخواست کرتا ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۱
(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) " " بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۹۴

سنہ ۱۹۰۱ء
بمعاملہ
منی لال ہرگوون

[جناب صاحب چیف جسٹس:- وہ کیون ولی ہونا چاہتا ہے؟ بحیثیت مہتمم خاندان کے وہ جائیداد خاندان کی نسبت کارروائی کرنے کا مستحق ہے۔]

ہان۔ مگر وہ شخص جو خرید کرنا چاہتا ہے اُسکا درست طور پر یہہ خیال ہے کہ اُسکو بہتر استحقاق حاصل ہوگا اگر نابالغ کے حصہ کا ولی مقرر کیا جاوے اور عدالت کی منظوری بیع کی نسبت دیجاوے۔ نابالغ بعد ازین بیع کی نسبت اعتراض نکر سکیگا جیسا کہ وہ اُسصورت مین کر سکتا اگر وہ بجانب مہتم کے صرف بحیثیت مہتمم بیچا جائے۔

[جناب صاحب چیف جسٹس:- یہہ ایک مشکل درخواست کے منظور کئے جانے کی راہ مین ہے۔ ہم نابالغ کے استحقاق اعتراض دربارہ بیع کو زائل کر دینگے اگر وہ بعد مین عتراض کرنا چاہے]

وہ ایک ایسا حق ہے جسپر صورتِ حال مین غور کرنا ضروری نہین ہے۔ ہم اسکے حقوق کو ہر طرح پر محفوظ کرنے کے خواہان ہین خاندان کے موجودہ اراکین کے لحاظ سے اُسکو اس جائیداد مین سے نصف کی نسبت حق حاصل ہے دوسرا نصف ہماری ملکیت ہے ہم یہہ چاہتے ہین کہ جائیداد کو فروخت کرکے نصف زرثمن نابالغ کے نام پر اور اُسکے فائدہ کے واسطے اکونٹنٹ جنرل کے پاس جمع کرائین۔ ہمکو اسوقت جائیداد کی قیمت للعہ روپیہ ملتی ہے اور نابالغ کو اسمین سے عہ روپیہ ملیگا۔

پس مین یہہ کہتا ہون کہ بروے ایکٹ گارڈین و وارڈس (سنہ ۱۸۹۰ء) کے بھی عدالت کو درخواستِ ہذا کے منظور کرنیکا اختیار حاصل ہے اور کہ وہ مقدمات جنکا بینے حوالہ دیا ہے میرے برخلاف سندات نہین ہین کیونکہ اُنمین مہتمم خاندان نے ولی بنائے جانے کی درخواست نہ کی تہی۔

مگر درخواست حال زیر ایکٹ مذکور نہین ہے اور مین یہہ کہتا ہون کہ بلا واسطہ ایکٹ مذکور کے عدالت ہذا کو اُس حکم کے صادر کرنیکا اختیار حاصل ہے جسکی ہم استدعا کرتے ہین۔ ملاحظہ ہو معاملہ جیرام لکشمن (۱) معاملہ جگمنانتہ (۲) میرے پاس یہہ فہرست اُنیس مقدمات کی ہے (جو میرے خیال مین مکمل نہین) جو عرصہ پندرہ سال کے متعلق مین جنمین عدالت ہذا نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اگر عدالت یہہ قرار دے کہ اُسکو کوئی اختیار ایسا حکم دینے کا نہین ہے تو وہ ان جملہ جائیدادہاے کے استحقاق تلف کریگی جن کی نسبت احکام مذکور کی تقویت پہ کارروائی کیگئی ہے۔

پس یہہ فرض کرکے کہ عدالتِ ہذا ایک ولی مقرر کر سکتی ہے دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا اُسکو نابالغ کی جائیداد کی

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۱۲۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۹۶۔

سنہ ١٩٠٠ء
بمعاملہ
منی لال برجیون

بیع کے متعلق منظوری دینی چاہئیے۔ اسمین شبہہ نہین کہ انگلستان مین عدالت بیع جایداد غیر منقولہ کی منظوری دیگی (ملاحظہ ہو کتاب سمسن صاحب دربارہ نابالغان طبع دوم باب ٣٠) بیع سے جایداد غیر منقولہ جایداد منقولہ مین تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک وجہہ ہے جو عدالتِ ملکِ ہذا پر موثر ہے۔ مگر ہندوستان مین کوئی تمیز مابین غیر منقولہ اور منقولہ جایداد کے نہین ہے۔ صورتِ حال مین بیع صرف اس حد تک پہونچتی ہے کہ نابالغ کی جایداد کا طریق استعمال تبدیل ہوگا اور عدالت کا اختیار دربارہ ایسا کرنے کے دفعہ ٢٩ - ایکٹ ٨ سنہ ١٨٩٠ء مین تسلیم کیا گیا ہے۔

صورتِ حال مین اگر عدالت ایسا کر سکتی ہے تو اسکو بیع کا حکم دینا چاہئیے۔ مکان مرمت طلب ہے۔ ہمارے پاس کوئی روپیہ اُسکی مرمت کے واسطے نہین ہے۔ وہ میونسپلٹی سے گرایا جائیگا۔ اگر اسکی مرمت نکیجائے اور ہر ایک شخص کو نقصان پہونچیگا۔ ہمکو اسوقت اُسکی قیمت للعہ روپیہ ملتی ہے۔ میرا موکل نصف زرِ ثمن کا مستحق ہے پس یہہ ایک گارنٹی اس بات کی ہے کہ قیمت مذکور بہتر ہے۔ مکان مذکور سنہ ١٨٦٢ء مین مبلغ دعہ روپیہ کو خریدا گیا تھا۔

[جنٹلمن صاحب چیف جسٹس: مہتمم اُسکو کیون بیچنا چاہتا ہے؟]

وہ نابالغ مبلغ العہ روپیہ کے مقروض ہے اور قرضہ مذکور کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ علاوہ اسکے اوسکے پاس کوئی روپیہ مکان کو قایم رکھنے کے واسطے نہین ہے۔ قرضہ مذکور بذاتہٖ اسقدر خفیف ہے کہ اُسکی وجہہ سے بیع ضروری نہین ہوتی۔ مگر یہہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بحیثیت مہتمم کے سائل مکان مذکور بلا استمداد عدالت کے فروخت کر سکتا ہے نتیجہ صرف یہہ ہوگا کہ اسطرحپر اُسکو قیمت بہت کم ملیگی اور ہر ایک کو نقصان پہونچیگا۔ نیز اگر وہ اسطرحپر فروخت کرے تو اُسکو کل زرِ ثمن حاصل ہوگا۔ اور وہ اُس سب کو تلف کر دینے کا مجاز ہوگا۔ نابالغ کو کوئی چارہ جوئی حاصل نہوگی۔ وہ روپیہ حاصل نکر سکیگا۔ اسلئے اسبات مین صریح طور پر نابالغ کا فائدہ ہے کہ ہمکو مبلغ للعہ روپیہ پر مکان فروخت کرنے کی اجازت دیجائے۔ اور مبلغ عہ روپیہ نابالغ کے واسطے محفوظ رہیگا۔ ان وجوہات پر عدالت کو بیع کی منظوری دینی چاہئیے۔

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس — (باتفاق رائے طیب جی صاحب و رسل صاحب جسٹسان): سوال صورتِ حال مین صرف یہہ ہے کہ آیا بروے عام اختیار سماعت کے اور قطع نظر ایکٹ گارڈین ووارڈس (٨ سنہ ١٨٩٠ء) کے عدالتِ ہذا ایک نابالغ کی جایداد کا ولی مقرر کر سکتی ہے جو ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کا ایک رکن ہو اور جسکی جایداد ایک حصۂ غیر منقسمہ جایداد خاندان مین ہے۔ ہو بلحوظی طویل سلسلہ فیصلجات عدالتِ ہذا کے جن کی طرف ہماری توجہ راغب کیگئی ہے میری یہہ رائے ہے کہ ہمکو اب یہہ اختیار سماعت ترک نکرنا چاہئیے۔

سنہ ۱۹۰۱ع
بمعاملہ
منی لال ہرگووندن

اور نہ اسطرحپر اس استحقاقِ جایداد کو معرضِ خطر مین ڈالنا چاہئے جسکی کہ نسبت فیصلجات مذکور پر انحصار کرکے کارروائی کیگئی ہو اسلیئے ہم یہہ قرار دیتے ہین کہ عدالتِ ہذا کو حال جیسی صورتون مین نابالغ کی جایداد کا ولی مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مگر اس نتیجہ کے اخذ کرنیمین ہم یہ ایزاد کرنا چاہتے ہین کہ اختیار مذکور کا استعمال نہائت احتیاط کے ساتھہ کیا جانا چاہیئے۔ ہم صورتِ حال مین ولی مقرر کرتے ہین کیونکہ وہ شخص جو ولی مقرر کیئے جانیکی درخواست کرتا ہے اُس خاندان کا مہتمم ہے جسکا رکن نابالغ ہے اور اسطرحپر ہم خاندان مین کوئی وجہہ ممکن فساد کی پیدا نہین کرتے مین مشکل سے کسی ایسی صورت کا خیال کرسکتا ہون جسمین ایسی درخواست کا منظور کرنا درست ہو الّا جبکہ سائل مہتمم ہو اور صرف اسیوجہہ پر ہم صورتِ حال مین ولی مقرر کرتے ہین۔

دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا ہمکو مجوزہ بیع جایداد کی منظوری دینی چاہئے۔ وہ غیر منقولہ جایداد ہے۔ عدالت چانسری انگلستان غیر منقولہ جایداد کی بیع کی منظوری ایسی صورتون مین نہین دیتی۔ مگر اسپر ایسے امور کا اثر پڑتا ہے جو اس ملک مین موجود نہین انگلستان مین عدالت کا انکار اصول تبدیلی پر منحصر ہے جسکے روسے نابالغ کے اختیار انتقال جایداد بذریعہ وصیّت مین خلل واقعہ ہوتا ہے اور نیز سلسلہ وراثت تبدیل ہوجاتا ہے۔ انہی وجوہات پر عدالت غیر منقولہ جایداد کے نیلام سے انکار کرتی ہے اور یہہ صحیح ہے کہ وجوہات مذکور ہندوستان سے متعلق نہین ہین۔ جہانتک کوئی فرق مابین انگلستان کی جایداد غیر منقولہ ومنقولہ کے نہین کیا جاتا۔ اسمین شبہہ نہین کہ جایداد غیر منقولہ زیادہ پایدار بہ نسبت جایداد منقولہ کے ہوتی ہے۔ اور اگر صرف یہی امر قابل غور ہو تو ہم اُس جایداد کی نوعیت کے تبدیل کرنے مین تامّل کرینگے جس مین کہ نابالغ حق رکھتا ہو۔ مگر بمبئی مین ایک رکن خاندان غیر منقسمہ کا اپنے حصۂ جایدادِ خاندانی کو منتقل کرسکتا ہے نتیجہ یہہ ہے کہ اگر ہم صورتِ حال مین منظوری ندین تو سائل جو باپ اور قانونی مہتمم خاندان ہے مجاز ہوگا کہ کم ازکم نصف جایداد خاندان کو منتقل کردے۔ پس ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ نابالغ کے واسطے یہہ کرسکتے ہین کہ اُسکا نصف محفوظ رہے۔ اُسمین باپ رضامند ہے اور بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ ہماری منظوری دیئے جانے کی صورت مین جایداد کی قیمت بہت زیادہ ملیگی بہ نسبت اسکے جو بلا منظوری حاصل ہو۔ میری یہہ رائے ہے کہ ہمکو بیع کی منظوری دینی چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مکانِ مذکور عرصہ تیس یا چالیس سال کا ہوا ہے کہ مبلغ ؏ رد کو خرید اگیا تہا۔ سائل نے یہہ بیان

کیا ہے کہ وہ اب مبلغ للعہ؎ اسکا حاصل کر سکتا ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ قیمت مکان مذکور کی ہے
مین سوال قیمت کو کسی کمیشن کے سپرد کرنا ضروری نہین سمجھتا۔
اسلئے ہم یہ قرار دیتے ہین کہ ہمکو اختیار حاصل ہے کہ سائل کو نابالغ کا ولی مقرر کرین اور ہم جائیداد کی بیع کی
نسبت منظوری دیتے ہین۔
اٹرنیان منجانب سائل پلیڈرز بہائی شنکر اینڈ کانگا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
بمعاملہ
منی لال ہرگووند

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل صاحب جسٹس رانا ڈے و صاحب جسٹس کرو

۲۶۔ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

مہادیو (ابتدا مدعا علیہ نمبر ۳) اپیلانٹ **بنام** پرشرام ہوا چند ویکس دیگر (ابتدا مدعیان) رسپانڈنٹان*

میعاد۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم مد ۱۴۴ علامتی قبضہ۔ علامتی قبضہ کا اثر مابین ڈگریداران یا انکے منتقل الیہم اور مدیون یا اسکے ورثا کے۔ نالش منجانب خریدار از طرف ڈگریدار کے واسطے دلاپانے قبضہ کے وارث مدیون سے۔

مابین ڈگریدار یا اسکے منتقل الیہ اور مدیون یا اسکے ورثا کے علامتی قبضہ ویسا ہی بہتر ہے جیسا کہ واقعی قبضہ ہے جس سے خریدار منجانب ڈگریدار یا اسکے منتقل الیہم کو استحقاق ارجاع نالش قبضہ بین المیعاد بارہ سال از تاریخ علامتی قبضہ کے حاصل ہوجاتا ہے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ آرنائیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا۔

نالش واسطے دلاپانے قبضہ اراضی کے۔ اراضی ابتدا مدعا علیہ کے باپ کی ملکیت تھی جسکے برخلاف سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک ڈگری ایک شخص ہوا چند نے حاصل کی تھی جسکے روسے ہوا چند اراضی مذکور کا مستحق ہوگیا تھا۔ ہوا چند فوت ہوگیا تھا اور ایک پسر پرشرام (مدعی حال) چھوڑ گیا تھا جو اسوقت نابالغ تھا اور جسکی طرف سے اسکی ولیہ گنگا بائی قائم مقام تھی۔ سنہ ۱۸۶۸ء مین گنگا بائی نے ڈگری بخلاف پدر مدعا علیہ ایک شخص دلسکھ اور ابارام کے پاس فروخت کردی تھی اور بعد مین اجرائے ڈگری کی درخواست کرکے ایک حکم حاصل کیا تھا جسکے روسے ناظر کو ہدایت کیگئی تھی کہ اوسکو یا اسکی طرف سے ابارام کو جائداد کا قبضہ دلایا جائے۔"

* اپیل دوم نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
مہا دیو
بنام
پرشوتم

مدعا علیہ کے چچا نے اس حکم کے اجرا کی مخالفت کی تھی اور کارروائیاں زیر دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کیگئی تھین اور ایک حکم ۱۸۸۶ء مین بدین ہدایت صادر کیا گیا تھا کہ گنگا بائی قابض کیجانی چاہیئے حکم مذکور کا اجرا کیا گیا تہا اور گنگا بائی کو باضابطہ قبضہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو عطا کیا گیا تہا۔

ڈگری مذکور بعد مین پہر منتقل کیگئی تھی اور مدعیان منتقل الیہم کے ورثا ہین۔ اُنھون نے اب مدعا علیہم سے قبضہ دلاپانے کی نالش کی ہے اور اُنہون نے اپنے استحقاق کو ڈگری پر مبنی رکھا ہے۔ اُنہون نے اپنے دعوے کی مالیت مبلغ [illegible] قرار دی ہے جس مین نہ صرف دعوے اراضی شامل ہے بلکہ مبلغ [illegible] روپیہ کی رقم بطور واصلات کے شامل کیگئی ہے۔

مدعا علیہم نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ انکا قبضہ کبھی زائل ہوا ہے اور اُنہون نے عذر کیا ہے کہ گنگا بائی کو کوئی حق قبضہ کا بروئے حکم مصدرہ ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء کے حاصل نتہا کیونکہ اُسنے ڈگری منتقل کردی تھی اور کہ کارروائیاں ۱۸۸۶ء کالعدم تھین اور نالشِ حال جو زائد از عرصہ بارہ سال بعد تاریخ صدور ڈگری بہ ۱۸۸۲ء کے رجوع کیگئی ہے زائد المیعاد ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعیان نے اپیل کیا تہا اور عذر کیا تہا کہ وہ قبضہ دلاپانے کے مستحق ہین اور اُنہون نے دعوے قبضہ کی مالیت مبلغ [illegible] قرار دی تھی عدالتِ اپیل نے عدالتِ ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے کل دعوے مدعیان کو منظور کیا تہا۔ (جبکی کہ مالیت عدالتِ ماتحت مین مبلغ [illegible] قرار دیگئی تھی) صاحب جج نے یہ قرار دیا تہا کہ نالشِ حال زائد المیعاد نہین ہے کیونکہ وہ تاریخ علامتی قبضہ حاصل کردہ گنگا بائی بہ ۱۸۸۶ء سے عرصہ بارہ سال کے اندر ہے۔ اپنے فیصلہ مین اُسنے بیان کیا تہا کہ:۔

"مین وہ رائے اختیار نہین کرسکتا جو عدالتِ ماتحت نے اختیار کی ہے۔ گو گنگا بائی نے اپنے حقوق بر بنائے ڈگری قبل اُسکے اجرا کے فروخت کردئے تھے تاہم دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اختیار اجرا اوسیکو مفوض رہا تہا منتقل الیہ ڈگری کا اجرا سوائے صریح اجازتِ عدالت حاصل کرنیکے نکراسکتا تہا۔ اور عدالت مجاز تھی کہ مطابق اپنے اختیار تمیزی کے اجازت دیتی یا نہ اسلیئے جو کچھہ کہ خریدار نے بروئے بیعنامہ کے حاصل کیا تہا ایک عادلانہ حق دوبارہ اس امر کے تہا کہ اپنے بائع کو اپنی طرف سے ڈگری کا اجرا کرانے پر مجبور کرے۔ وہ ایک بیع غیر مکمل استحقاق کی تھی اور بائع پر لازم تہا کہ استحقاق مذکور کو مکمل کرے اگرچہ ایسا کرسکتا تھا اور اگر یہہ رائے درست معلوم نہ ہوتا ہم یہہ امر اس امر واقعہ سے کہ گنگا بائی نے ڈگری فروخت کردی تھی اور پہر ابہا کا نام پہلے حکم عطائے قبضہ مین درج ہونے سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ منتقل الیہ

سنہ ۱۹۰۰ء
مہادیو
بنام
پرشرام

کیطرف سے عمل کررہی تھی ہمبری رائے میں یہہ امر بلاشبہہ ہے۔ معاملہ کا تصفیہ ہوگیا ہے شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی قبضہ مدعا علیہم ہی کے پاس رہا ہے گو مدعیان اس امر کو تسلیم نہیں کرتے مگر اونکو اس سے انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہہ ہی فرض کیا جائے کہ گنگا بائی نے سوائے علامتی قبضہ کے اور کچہہ حاصل نکیا تہا تاہم اونکا دعوے بہتر ہوگا۔ میعاد اُس تاریخ سے گذرنی شروع ہوگی جسپر کہ ایسا قبضہ حاصل کیا گیا تہا اور نالش حال اُس تاریخ سے بارہ سال کے اندر رجوع کیگئی تھی۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل دوم رجوع کیا۔

واسودیو آرجوگا یکا منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۲)۔ نالش حال زائد المیعاد ہے وہ ڈگری جسکی وجہہ سے مدعیان ارضی کا دعوے کرتے ہیں سنہ ۱۸۵۱ء مین صادر کیگئی تھی۔ اُسنے کبھی واقعی قبضہ کار روائیات اجرا سنہ ۱۸۶۰ء مین ترک نکیا تہا۔ گنگا بائی نے اُسوقت صرف علامتی قبضہ حاصل کیا تہا اور ایسا قبضہ مدعیان کو کچہہ فایدہ نہیں دیسکتا۔ ملاحظہ ہو ہرجیون بنام شیورام (۱)۔ مقدمہ مین کوئی شہادت باظہار اس امر کے موجود نہیں ہے کہ گنگا بائی نے بعد حاصل کرنے علامتی قبضہ کے مدعیان یا اُنکے منتقل الیہم کو اُس جائداد پر قابض کیا تہا جو اُسنے بعد اجرا اُس ڈگری کے حاصل کی تہی جو کہ اُسنے منتقل کردی تہی۔ پس چونکہ مدعیان کا کوئی تعلق جائداد متنازعہ کے ساتھہ ارجاع نالش سے بارہ سال کے اندر نہیں رہا اسلئے اُنکا دعوے زائد المیعاد ہے۔

ازان بعد ہم یہہ عذر کرتے ہین کہ صاحب جج ڈگری کے منسوخ کرنے اور کل دعوے کے منظور کرنے مین غلطی پر تہا۔ عدالت اوّل مین کل دعوے کی مالیت مبلغ ۲۲۲ روپیہ قرار دیگئی تھی یعنے دادرسی قبضہ کی مالیت مبلغ ۱۶۲ روپیہ اور بطور واصلات کے مبلغ ۶۰ روپیہ۔ مدعیان نے دعوی بطبق اپیل کا تعلق صرف قبضہ کو ساتہہ تہا نہ کہ واصلات کیسا تہہ اسلئے ڈگری عدالت اول دربارہ قبضہ کے منسوخ کیجانی چاہیئے تھی۔

ایچ سی کویاجی منجانب رسپانڈنٹان (مدعیان)۔ علامتی قبضہ واقعی قبضہ کے برابر ہا بین ڈگریدار اور مدیون کے ہے ماہ دسمبر سنہ ۱۸۶۰ء کے حکم مین صریح طور پر یہہ ہدایت کیگئی ہے کہ قبضہ گنگا بائی کو دیا جانا چاہیئے جو ڈگریدار ہے یا اوسکی طرف سے اُسکے منتقل الیہ کو۔ منتقل الیہ محض اجنبی شخص نہ تہا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۰۔

سنہ ۱۹۰۰ء
مہادیو
بنام
پرشرام

اسلئے فیصلۂ مقدمۂ ہرجیون بنام شیورام (۱) متعلق نہین ہوتا۔ فیصلۂ مقدمۂ شنکر بسلو بنام نرسنگراؤ (۲) متعلق نہین ہے۔ ہماری نالش اُسوقت سے بارہ سال کے اندر ہے جبکہ گنگا بائی قابض ہوگئی تھی۔ اسلئے نالش حال زائد المیعاد نہین ہے۔

صاحب جج نے برطبق اپیل کے محض غلط فہمی سے کل ڈگری منسوخ کی ہے۔ اپیل دوم مین بھی دعوے کی مالیت مبلغ ۔۔ قرار دیگئی ہے یہ تعین مالیت درست کیا جانا چاہیئے۔

رانادے صاحب جج:۔ اسمین کچھہ شبہ نہین ہوسکتا کہ مابین ڈگریدار یا اسکے منتقل الیہم کے ایک طرف اور مدیون یا اُسکے ورثار کے دوسری طرف۔ علامتی قبضہ ویسا ہی بہتر ہے جیساکہ واقعی قبضہ جس سے خریدار یا اُسکے منتقل الیہم کو استحقاق ارجاع نالش قبضہ تاریخ مذکور سے بارہ سال کے اندر۔ حاصل ہوجاتا ہے۔ ہمنے تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک جدید فیصلۂ عدالت ہذا (۳) مین اس سوال پر غور کیا تہا۔ مقدمۂ ہرجیون بنام شیورام (۴) متعلق نہین ہے کیونکہ اُسمین مدعا علیہ مدیون نہ تہا۔ ایک شخص ثالث تہا۔ فیصلۂ مقدمۂ شنکر بسلو بنام نرسنگراؤ (۵) ایک سند متعلق ہے۔ اسلئے دعوے نہایت مناسب طور پر زائد المیعاد ہونا قرار دیا گیا۔

نسبت دوسرے عذر کے دعوے بعدالت اول کی مالیت مبلغ ۔۔ قرار دیگئی تھی جس مین دعوے جائداد اور دعوے واصلات تابعد ۔۔ روپیہ کے شامل تہا۔ برطبق اپیل کے مدعی نے اپنے دعوے کی مالیت صرف مبلغ ۔۔ قرار دی تھی مگر عدالت اپیل ماتحت نے غلطی سے کل دعوے کو منظور کیا ہے۔ دعوے واصلات کا ترک کیا جانا بطور غلطی کے متصور نہین کیا جاسکتا اور تعین مالیت اب اپیل دوم مین درست کیگئی ہے جیساکہ رسپانڈنٹ کے وکیل نے ظاہر کیا ہے۔

ہم عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو اسطرحپر ترمیم کرتے ہین کہ دعوے واصلات کو نامنظور کیا جائے اور اسکو جائداد متنازعہ کی حد تک محدود کیا جائے۔ خرچہ علے التناسب عائد ہوگا۔ باقی خرچہ بذمۂ فریقین۔

ڈگری ترمیم کیگئی۔

(۱) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۰۔
(۲) (۱۸۹۸ء) " " جلد ۲۲ صفحہ ۶۶۷۔
(۳) ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ ۲۷۵۔
(۴) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۰۔
(۵) (۱۸۹۸ء) " " جلد ۲۲ صفحہ ۶۶۷۔

صیغہ اپیلیٹ دیوانی

باجلاس مسٹر نادر صاحب جسٹس و مسٹر کرو صاحب جسٹس*

جگ جیون داس (اصل مدعی) اپیلانٹ **بنام** بائی امبا و یک کس دیگر (اصل مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

۲۶ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

قبضہ مخالفانہ خاندان مشترکہ قبضہ مخالفانہ ایک حصہ دار کا بمقابلہ دوسرے حصہ دار کے بار ثبوت معیاد۔

اراضی متنازعہ بنالش حال ابتدا مشترکہ جائداد تین برادران کلیان اور دگلبہہ اور دلبہہ کی تہی سنہ ۱۸۸۴ء مین کلیان اور دلبہہ ایک اور گاؤن کو چلے گئے تھے اور دلبہہ اراضی پر بلاشرکت غیرے قابض رہا تہا وہ اپنی وفات موقوعہ سنہ ۱۸۹۴ء تک کاشت کرتا رہا تہا جبکہ اُسکی دختر مدعا علیہا نمبر ۱ قابض ہوئی تہی۔ مگر سنہ ۱۸۸۸ء مین کلیان اور دلبہہ نے اراضی مذکور ایک شخص ناگر کے پاس فروخت کردی تھی جسنے سنہ ۱۸۹۵ء مین وہ مدعی کے پاس وہ فروخت کردی تھی سنہ ۱۸۹۶ء مین مدعی نے نالش قبضۂ حال رجوع کی تہی عدالت اول نے ایک ڈگری اُسکے حق مین صادر کی تہی۔ مگر بر طبق اپیل کے صاحب جج نے ڈگری مذکور کو منسوخ کیا تہا یہ قرار دیکر کہ مدعا علیہا اور اُسکا باپ دلبہہ زائد از عرصہ بارہ سال تک مخالفانہ طور سے قابض تھے اسلئے نالش زائد المیعاد تہی۔

بر طبق اپیل دوم ہائیکورٹ سے تجویز ہوئی کہ قبضہ مخالفانہ ثابت کیا گیا تہا۔ قبضہ مخالفانہ کے ثابت کرنیکا بار ثبوت مدعا علیہا پر عائد کیا جانا چاہئے تہا۔ قبضہ کو مخالفانہ بنانیکے واسطے اسکا مسلسل اعلام اور مطابق حالات مقدمہ کے ہونا ثابت کیا جانا چاہیے مابین برادران کے بالخصوص جب کوئی تقسیم ثابت نکیگئی ہو۔ ایک کا مخالفانہ قبضہ زیادہ تر قابل اطمینان شہادت کے ساتھہ ثابت کیا جانا چاہئے بہ نسبت اُسکو بصورت حال مین دیکھی گئی تہی۔

اپیل دوم بنارضی فیصلہ خان بہادر بی۔ اے نادر صاحب اڈیشنل سبارڈینیٹ جج درجہ اول با ختیارات اپیل دائرہ سورت متعلق تنسیخ ڈگری راؤ صاحب ایم بی ہوداسبا سبارڈینیٹ جج درجہ دوم سورت۔

نالش واسطے قبضہ کے اراضی متنازعہ ابتداءً تین برادران کلیان دولبہہ و دلبہہ کی مشترکہ جائداد تہی سنہ ۱۸۸۴ء مین کلیان اور دلبہہ مملکت گائیکواڑ کے ایک گاؤن مین رہنے کے واسطے چلے گئے تھے۔ اور اُسوقت سے دلبہہ اراضیات متنازعہ پر تا وفات خود موقوعہ سنہ ۱۸۹۴ء بلاشرکت غیرے قابض رہا تہا جسکے بعد اُسکی دختر بائی امبا (مدعا علیہا نمبر ۱) نے قبضہ حاصل کرلیا تہا۔

ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء مین کلیان نے اراضی مذکور ایک شخص ناگر کے پاس بذریعہ رجسٹری شدہ بیعنامہ کے

---

* اپیل دوم نمبر ۴۲۳ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
جگجیون داس
بنام
بائی امبا

فروخت کردی تہی۔ بیعنامۂ مذکور کی تصدیق اُسکے برادر دلبہہ نے کی تھی سنہ ۱۸۹۵ء مین ناگر نے اراضی جگجیون پربہو داس (مدعی) کے پاس فروخت کردی تھی۔ بیعنامۂ مذکور کی تصدیق کلیان اور دلبہہ دونو نے کی تھی

سنہ ۱۸۹۷ء مین مدعی نے نالش حال واسطے دلا پانے قبضہ کے رجوع کی تہی۔

اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ کلیان اراضی کا تنہا مالک ہوگیا تہا جبکہ اُسنے قرضجات خاندان کے ادا کرنیکا ذمہ اٹہایا تہا اور کہ بائی امبا کا باپ اُسکی کاشت صرف بطور مزارعہ کے کرتا تھا۔

مدعاعلیہا نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ اُسکا باپ دلبہہ زاید از عرصۂ بارہ سال تک مخالفانہ طور سے قابض ہے مین اور کہ نالش زاید المیعاد ہے۔

عدالتِ اوّل نے مدعی کے دعوے کی ڈگری دی تھی اور قرار دیا تہا کہ کلیان کیطرف سے جدی قرضجات کی ادائگی کا ذمہ اٹہائے جانے پر اُسکے برادران دلبہہ اور دلبہہ نے اپنے حقوق واقعہ اراضی مذکور ترک کردیئے تھے اور کہ دلبہہ صرف ایک مزارعہ کلیان کا تہا اور کہ اُسکا قبضہ مخالفانہ نہ تہا۔

فیصلۂ مذکور بطبق اپیل کے اڈیشنل سبارڈینیٹ جج درجۂ اول باختیارات اپیل نے منسوخ کیا تہا۔ جسنے قرار دیا تہا کہ جائداد مشترکہ رہی تہی۔ اور دلبہہ ایک مزارعہ نہ تہا اور چونکہ اُسکا قبضہ کلیان اور دلبہہ دونو کے مقابلہ مین مخالفانہ تہا اسلئے نالش زائد المیعاد تھی۔

مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

منو بہائی نانا بہائی منجانب اپیلانٹ (مدعی)

جی ایچ دیسائی منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۱ (مدعاعلیہا نمبر ۱)

راناڈے صاحب جسٹس - متنازعہ بصورتِ حال کا تعلق وہ اراضیات واقعہ جہل کیسا سے ہے

مدعی کا دعوے یہہ تہا کہ یہہ دو قطعات بشمولیت دیگر قطعات کے جنکے متعلق اب کوئی تنازعہ نہین ہے تین برادران کلیان و دلبہہ و دلبہہ کی ملکیت تھے۔ ایک تقسیم مابین تین برادران مین کلیان نے اراضیات مذکور بطور اپنے حصہ کے حاصل کی تہین کیونکہ اُسنے قرضجاتِ خاندان کے ادا کرنے کا ذمہ اٹہایا تہا۔ کلیان نے اراضیاتِ مذکور ایک شخص ناگر کے پاس سنہ ۱۸۹۳ء مین فروخت کردی تہین اور ناگر نے انکو سمت ۱۹۵۱ (سنہ ۱۸۹۵ء) مین مدعی کے پاس فروخت کردیا تھا۔ اراضیاتِ مذکور کی کاشت دلبہہ بحیثیت مزارعہ کلیان اور ناگر کے سنہ ۱۸۹۳ء تک کرتا رہا تہا جبکہ دلبہہ فوت ہوگیا تہا اور اسکی دختر مدعاعلیہا بائی امبا قابض ہوئی تہی جبکہ مدعی نے قبضہ کا دعوے بطور خریدار اراضیاتِ متنازعہ کے کیا تہا تو بائی امبا نے قبضہ ترک کرنے سے انکار کیا تہا اسلئے نالش حال کیگئی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
جگجیونداس
بنام
بائی امبا

بائی امبا نے یہہ بیان کیا تہا کہ تقسیم کے وقت دلبھہ اسکے باپ نے کہ کلیان نے ترضجات خاندان کی ادائیگی کا ذمہ لیا تہا اور اراضیات دلبھہ کے حصہ میں آئی نہیں۔ وہ بطور مالک کے ایک عرصہ بیس سال تک قابض رہا تہا اور بعد اسکی وفات کے مدعا علیہا نے بحیثیت اسکی وارثہ اور دختر کے قبضہ حاصل کیا تہا نیز دلبھہ ایک وصیت اسکی حق مین کرگیا تہا۔ اسنے بیعنامہ اور پٹہ جات کے علم سے انکار کیا تہا اور اسنے بیان کیا تہا کہ کلیان نے جملہ استحقاق واقعہ اراضیات مذکور کو ترک کردیا تہا اور وہ کوئی استحقاق مدعی کو عطا نہ کرسکتا تہا۔

عدالت اول نے قرار دیا تہا کہ بیعنامجات تحریر کردہ کلیان و ناگر ثابت کئے گئے ہین اور کہ وہ برائے نام معاملات نہ تھے۔ نیز اسنے قرار دیا تہا کہ دلبھہ اراضیات پر بطور مزارعہ کلیان اور ناگر کے قابض تہا نہ کہ مخالفانہ استحقاق پر بطور مالک کے۔ چنانچہ مدعی کا دعوے زاید المیعاد نہ تہا۔ چنانچہ ایک ڈگری بحق مدعی صادر کیگئی تہی برطبق اپیل کے تنقیحات وہی تہین جو کہ عدالت اول مین تہین۔ عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا تہا کہ کوئی تقسیم مابین تین برادران کے عمل مین نہ آئی تھی اور کہ اراضیات صرف کلیان ہی کی ملکیت نہین اسنے یہہ بہی قرار دیا تہا کہ وہ پٹہ جات جنکا دلبھہ کیطرف سے بحق کلیان اور ناگر تحریر کیا جانا بیان کیا گیا ہے جعلی ہین اور اصلی معاملہ کو ظاہر نہین کرتے۔ نیز اسنے قرار دیا تہا کہ چونکہ جایداد مشترک تہی اسلئے کلیان کو صرف ⅓ حصہ حاصل تہا اور کہ مدعی بحیثیت خریدار منجانب کلیان کے دو قطعات اراضی متنازعہ کا دعوے نہین کرسکتا کیونکہ اسنے باقی تین قطعات کا قبضہ حاصل کرلیا ہے جو کلیان کے ثلث حصہ سے زیادہ مالیت کے ہین۔ چنانچہ اسنے قرار دیا تہا کہ مدعی کی نالش اسوجہہ پر ناکامیاب رہنی چاہئے اسنے یہہ بھی قرار دیا تہا کہ وہ اسوجہہ پر بھی ناکامیاب رہنی چاہئے کہ دلبھہ کا قبضہ مخالفانہ اور زائد از عرصۂ بارہ سال کا تہا۔ چنانچہ عدالت اول کی ڈگری منسوخ کیجا کر مدعی کا دعوے نامنظور کیا گیا تہا برطبق اپیل دوم وہ اہم امر جسکی نسبت بحث کیگئی ہے یہہ تہا کہ عدالت اپیل ماتحت اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر تھی کہ دلبھہ کا قبضہ زائد از عرصۂ بارہ سال سے مخالفانہ تہا جس سے مدعی کا دعوے زائد المیعاد ہوتا ہے۔ نیز یہہ بحث کیگئی تھی کہ چونکہ عدالت نے یہہ قرار دیا تہا کہ کوئی تقسیم عمل مین نہ آئی تہی اسلئے کلیان اور اسکا دوسرا برادر دلبھہ اراضیات متنازعہ کے مالکان بروئے استحقاق پسماندگی کے تھے اور مدعی انکے حقوق کا وارث ہے۔

بعد سماعت کرنے حجتہائے فریقین کے ہمارا اطمینان ہوگیا ہے کہ ان دو وجوہات کی جنپر کہ عدالت اپیل ماتحت نے مدعی کے دعوے کو نامنظور کیا ہے تائید نہین ہوسکتی

سنہ ۱۹۰۰ء
جگجیونداس
بنام
بائی اسبا

قرارداد کے امورِ واقعہ عدالتِ اپیل ماتحت کو تسلیم کر کے یہہ امر صحیح ہے کہ اگر کوئی تقسیم مابین برادران کے عمل مین نہ آئی تھی تو قطعاتِ مذکور مشترک جائیداد تھے اور دلبھہ کسی استحقاقِ کامل کا دعوے انکی نسبت نہین کرسکتا اِلّا زایداز بارہ سال قبضہ مخالفانہ کیوجہہ سے۔ دلبھہ کی وفات پر کلیان اور دلبھہ جو اُسکے برادران ہین بربدے استحقاقِ پسماندگی کے وارث ہونگے۔ جبکہ کلیان نے بیعنامہ بحق مدعی کے بابت ناگر کے تحریر کیا تھا اور دلبھہ اُسمین شامل ہوا تھا تو یہہ امر صریح ہے کہ جملہ حقوق کلیان و دلبھہ مدعی کے حق مین منتقل ہونگے اور عدالتِ ماتحت کی یہہ رائے کہ کلیان نے صرف ایک ثلث حاصل کیا تھا (جو قیمت مین اُن تین قطعات سے کمتر ہے جنکا کہ قبضہ مدعی نے حاصل کرلیا ہے) اسلئے مدعی کو کوئی حق دو قطعات متنازعہ کی نسبت نالش کرنیکا حاصل نہین واقعاتِ قرارداده کے مطابق متصور نہین کیجاسکتی۔ اِلّا اسوجہہ پر کہ قبضہ مخالفانہ طور پر جاری رکہا گیا تھا۔

پس سوال مسائل اس امر پر منحصر ہے کہ آیا دلبھہ کا قبضہ زایداز عرصہ بارہ سال کا مخالفانہ قبضہ متصور کیا جاسکتا ہے۔ اگر جائداد مشترک تھی تو قطعی قبضہ مخالفانہ کے ثابت کرنیکا بار مدعاعلیہا کے ذمہ ہونا چاہیئے جو دلبھہ کی وارثہ اور موہوب لہا ہونے کی دعویدار ہے۔ عدالتِ اپیل ماتحت نے یہ بار ثبوت مدعی کے ذمہ ڈالا تہا۔ بصورت جائدادِ مشترکہ خاندان کے جہان کوئی تقسیم ثابت نکیگئی ہو محض یہہ امر واقعہ کہ برادران مین سے دو کلیان اور دلبھہ دوسرے گاؤن مین رہنے کیواسطے چلے گئے تھے دلبھہ کے قبضہ کو جو اُسی گاؤن مین برابر رہتا رہا تہا خواہ مخواہ مخالفانہ نہین بناتا۔ مسیانڈنٹ کے وکیل نے یہہ عذر کیا تہا کہ کلیان کے بیعنامہ اور نیز ناگر کے بیعنامہ مین دلبھہ کے قبضہ کا ذکر کیا گیا ہے دستاویزاتِ مذکور (نمبر ۲۹ و نمبر ۳۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ دلبھہ کا قبضہ بیعنامہ ۱۸۸۶ء سے آٹھہ سال پہلے شروع ہوا تہا اور حجت یہہ کیگئی تہی کہ اُسکا مخالفانہ قبضہ زایداز عرصہ بارہ سال قبل انرجاع نالش کا اس طرح پر ثابت کیا گیا تہا۔ ان بیانات مندرجہ دستاویزات نمبر ۲۹ و نمبر ۳۱ سے قبضہ اُنکا بارہ سالہ ثابت ہوسکتا ہے مگر بذاتہ وہ مخالفانہ قبضہ بمقابلہ کلیان اور ناگر کے ثابت نہین کرسکتین کیونکہ ہر دو بیعنامجات مین اس امر واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ دلبھہ اراضیات پر بحیثیت مزارعہ کے قابض ہے گو پٹہ جات جعلی قرار دیئے گئے تھے تاہم بیانات مذکور سے یہہ ثابت نہین ہوسکتا کہ دلبھہ کا قبضہ مخالفانہ تہا۔ صرف ایک ہی اور شہادت قبضہ مخالفانہ کی وہ تھی جو اِس بیان سے مہیا ہوتی تہی

سنہ ۱۹۱۱ء
جگجیونداس
بنام
بائی امبا

کہ دلبھ نے کلیان کے وارثین مورار کو اپنی ڈگری کا اجرا بخلاف کلیان کے کرانے کے واسطے تحریک کی تھی۔ ہم اس شہادت کو اُسیقدر وقعت کے ساتھ تسلیم کرتی ہے جسقدر کی کہ وہ مستحق ہے تحریک مذکور ۱۸۸۹ء میں کیگئی تھی (دستاویز نمبر ۴)، شہادت مذکور کے رو سے دلبھ کا مخالفانہ قبضہ زائد از بارہ سالہ محفوظ نہیں ہوتا کیونکہ نالش حال ۱۹۰۹ء میں رجوع کیگئی تھی۔

صرف انہی وجوہات پر عدالت اپیل ماتحت نے دلبھ کا مخالفانہ قبضہ زائد از بارہ سال ثابت کرنے کے واسطے انحصار کیا ہے اُنکے رو سے کوئی ایسا امر ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ اُنکے رو سے ۱۸۸۹ء سے آٹھ سال کا مخالفانہ قبضہ ثابت ہوتا ہے اگر اُس وقت سے بھی شمار کیا جا جبکہ کلیان سمت ۱۹۴۱ کے اخیر میں گاؤں چھوڑ گیا تھا۔ تاہم یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا دلبھ کا قبضہ زائد از بارہ سالہ تھا۔ قبضہ کے مخالفانہ ہونے کے واسطے یہہ ثابت کیا جانا ضروری ہے کہ وہ مسلسل عام اور مطابق واقعات مقدمہ کے تھا۔ مابین برادران کے بالخصوص جبکہ کوئی تقسیم ثابت نکیگئی ہو ایک کا مخالفانہ قبضہ زیادہ تر قابل اطمینان شہادت کے ساتھ ثابت کیا جانا چاہئیے بہ نسبت اُسکے جو صورت حال میں دیکھی ہے۔ ملاحظہ ہو راؤ جی پرشاد سنگھ بنام رام کمار سنگھ (۱) لچھیسور سنگھ بنام منور حسین (۲)۔

ہم ایسے واقعات کی موجودگی میں مجاز ہیں کہ عدالت اپیل ماتحت کی قرارداد متعلق بہ امر مذکور کو منسوخ کریں۔ مگر ہمکو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ عدالت اپیل ماتحت میں کسیقدر تذبذب اُس طریق کی وجہہ سے پیدا ہوا تھا جسکے کہ مطابق تنقیح چہارم کے الفاظ مرتب کئے گئے تھے۔ الفاظ مذکور مطابق رائے اختیار کردہ عدالت اول کے مناسب تھے جسنے کہ تقسیم کو ثابت شدہ اور پٹہ جات کو اصلی قرار دیا تھا۔ جبکہ قرارداد ہائے مذکور عدالت اپیل ماتحت سے منسوخ کیگئی نہیں تو تنقیح چہارم جو پہلے ہی بے محل ہوگئی تھی قبضہ مخالفانہ کے ثابت کرنیکا بار مدعاعلیہ کے ذمہ ڈالا جانا چاہئیے تھا نہ کہ مدعی کے ذمہ۔ رسپانڈنٹ مدعاعلیہ کو اس امر واقعہ سے نقصان پہونچا ہوگا۔ چنانچہ ہم تنقیح ذیل کو عدالت ماتحت میں ارسال کرتے ہیں:۔

"آیا رسپانڈنٹ مدعاعلیہا نے ثابت کیا ہے کہ دلبھ بلا شرکت غیرے مخالفانہ قابض اراضیات کا زائد از عرصۂ بارہ سال تک تھا جس سے اُسکو کامل استحقاق حاصل ہوگیا تھا؟"

قرارداد دو ماہ کے اندر ارسال کیجانی چاہئیے۔

تنقیح ارسال کیگئی۔

---

(۱) (۱۸۸۲ء) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۵۹ بصفحہ ۲۶۴۔

(۲) (۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سانادی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۳۰ - نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

دنانکٹ سنگ (ابتداءً مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ بنام دتوگووند وغیرہ (ابتداءً مدعیان) رسپانڈنٹان[*]

دہرمشاستر - خاندان مشترکہ - جایداد محصلۂ خود - تقسیم - بار ثبوت - قرار دادہائے امور واقعہ قرار دادہ مبنی بر محض قیاسات - اپیل دوم - عملدرآمد -

ایک نالش تقسیم مرجوعہ سنہ ۱۸۹۰ء مین مدعیان نے ایک حصۂ آمدنی بعض موضعہ انعام کا دعوے کیا تہا جو مدعا علیہ نے سنہ ۱۸۲۳ء مین خرید کیا تہا - مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا (۱) کہ وہ اسکی جائیداد محصلۂ خود ہے اور (۲) دعوے زائد المیعاد ہے - عدالت اوّل نے دعوے کو نامنظور کیا مگر بر طبق اپیل کے صاحب جج نے قرار دیا کہ جائیداد کے محصلۂ خود ہونے اور بلا شرکت غیرے استعمال کا بار ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ تہا اور کہ بصورت عدم موجودگی ایسے ثبوت کے قیاس بحق مدعیان کے تہا - اسلئے اُسنے ڈگری کو منسوخ کرکے مدعیان کے دعوے کی ڈگری دی تھی - بر طبق اپیل ہذا - تجویز ہوئی (بمنسوخی ڈگری و واپسی مقدمہ بغرض تجویز جدید کے) کہ بار ثبوت مدعیان کے ذمہ تہا - یہ ثابت کرنا اُنپر لازم تہا کہ خرید جدی سرمایہ کے ساتھ کیگئی تہی اور نیز اُنپر یہ ثابت کرنا لازم تہا کہ وہ حصۂ آمدنی کو وصول کرتے رہے ہین بار ثبوت مذکور مدعا علیہ کے ذمہ نہ ڈالا جا سکتا تہا جسنے کہ جائیداد حاصل کی تہی اور جسکے کہ نام پر اور قبضہ مین وہ مسلمہ طور پر کئی سال سے تہی -

اپیل بنارضی فیصلہ آر مائیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا منسوخ تنقیح ڈگری راؤ صاحب آتمارام جی کے سبارڈینیٹ جج درجہ دوم ویتا -

نالش واسطے تقسیم کے - فریقین مختلف شاخہائے خاندان کے اراکین تہے جو ایک ہی جد مشترک سے چلا آتا تہا - سنہ ۱۸۹۰ء مین مدعی نے نالش حال بدین دعوے رجوع کی تھی کہ وہ موضعہ انعام کی آمدنی مین سے حصہ پانیکا مستحق ہے جو مدعا علیہ نمبر ۱ نے سنہ ۱۸۲۳ء مین خرید کیا تہا مدعا علیہ نمبر ۱ کا نام کاغذات سرکاری مین بطور مالک آمدنی موضعہ مذکور کے درج تہا -

یہ ثابت کیا گیا تہا کہ جائیداد خاندانی سنہ ۱۸۷۹ء مین تقسیم کیگئی تہی -

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا تہا کہ جائیداد اُسکی مکسوبہ ہے اور کہ دعوے زائد المیعاد ہے -

دوسرے مدعا علیہم نے دعوے کو تسلیم کیا تہا -

عدالت اول نے نالش کو خارج کیا تہا -

[*] اپیل دوم نمبر ۳۴۴ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۲۰ء
ونایک نرسنگ
بنام
دتو گووند

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ یہ ثابت کرنا مدعا علیہ کے ذمہ تہا (الف) کہ اُنہو جائداد خود اپنے سرمایہ سے حاصل کی تہی اور (ب) کہ وہ اُسکو بلا شرکت غیرے استعمال کرتا رہا ہے اور کہ بصورت عدم موجودگی ویسے ثبوت کے قیاس بحق مدعیان کے کیا گیا تہا اسلئے اُسنے ڈگری کو منسوخ کرکے مدعیان کے دعوے کو منظور کیا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

واجی لے کہیر بجانب اپیلانٹ۔

بالاجی لے بہاگوت بجانب ریسپانڈنٹان۔

رانا ڈے صاحب جج: ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے قطعی طور پر قیاسات پر انحصار کیا ہے اور اپنی قرارداد ہائے کو اُس شہادت پر مبنی نہین رکہا جو کہ فریقین کیطرف سے پیش کیگئی تہی۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے نادرست فریق کے ذمہ بار ثبوت ڈالا ہے۔

مدعیان نے ایک خاص موضع الغام یا اُسکی آمدنی مین سے چوتہہ حصہ کے دلا پانیکا دعوے کیا تہا جو مسلمہ طور پر مدعا علیہ نمبر ۱ کے باپ نے سنہ ۱۸۷۳ء مین بعدالت اجرا ایک ڈگری رہن بحق خود کے خرید کیا تہا۔ مدعیان اور مدعا علیہم نزدیکی رشتہ داران ہین جو ایک ہی جد امجد سے مختلف شاخہا خاندان کے اراکین ہین۔ مطابق بیان مدعیان کے تقسیم ارجاع نالش سے ۱۹ سال پہلے وقوع مین آئی تھی اور انہون نے موضع مذکور کے حصہ کا دعوے بطور جدی جائداد کے کیا ہے۔ مدعا علیہم نے ماسوا مدعا علیہ نمبر ۱ کے دعوے کو تسلیم کیا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ دعوے کیا تہا کہ اُسنے جائداد مذکور ۱۸۷۳ء مین خود اپنے سرمایہ کے ساتہہ خرید کی ہے اور وہ اُسپر اُسیوقت سے بلا شرکت غیرے قابض ہے۔ عدالت اول نے اس عذر کو منظور کیا تہا اُسنے قرار دیا تہا کہ تقسیم عرصہ چوبیس یا پچیس سال سے ہوچکی ہے اور کہ خرید بعد تقسیم کے کیگئی تہی۔ برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے اُسکو ثابت شدہ قرار دیا تہا کہ تقسیم ۱۸۸۱ء مین کیگئی تھی اور چونکہ خرید ۱۸۷۳ء مین کیگئی تہی اسلئے اُسنے قرار دیا تہا کہ جائداد جدی متصور کیجانی چاہئے کیونکہ مدعا علیہ نے یہہ ثابت نکیا تہا کہ وہ خود اُسکے سرمایہ سے حاصل کیگئی تھی۔ صرف یہی قیاس مقدمہ مین نکیا گیا تہا۔ دوسرا قیاس جو کیا گیا تہا یہہ تہا کہ چونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ کلکرنی تہا اسلئے اُسکو کل انتظام کاغذات کا حاصل تہا اور کاغذات مذکورہ مین کوئی شہادت مدعیان کی طرف سے حصہ زمین مذکور حاصل کئے جانیکی

سنہ ۱۹۰۱ء
دنایک سنگھ
بنام
دلوگووند

موجود نہتی۔ اور اسلیئے جبتک مدعاعلیہ مثبت طور سے یہہ ثابت نکرے کہ اسکو بلا شرکت غیرے استعمال جائیداد کا حاصل تہا تبتک مدعیان پر یہہ ثابت کرنا لازم نتہا کہ اُنہون نے اپنا حصہ منافعجات کا سنہ ۱۸۹۰ء سے سنہ ۱۸۹۶ء تک وصول کیا ہے۔ چنانچہ قیاس یہ کیا گیا تہا کہ مدعیان اپنے حصۂ منافعجات کو وصول کرتے ہتو کیونکہ مدعاعلیہ اُس بارثبوت سی سبکدوش نہوا تہا جو کہ اُسکے ذمّہ تہا اُس شہادت کا حوالہ جو مقدمہ مین داخل کیگئی تھی کسی امر مذکور کے فیصلہ مین ندیا گیا تھا۔

قرارداد ہائے امور واقعہ جو ایک طویل سلسلۂ قیاسات از قسم مذکور پر مبنی ہون ہرگز قابل اطمینان نہین ہین۔ صاحب جج ضلع کو صریح طور پر یہہ قرار دینا چاہیئے تہا کہ گاؤن کی خرید جائیداد جدّی مین سے کیگئی تھی نہ کہ مدعاعلیہ کے ذاتی سرمایہ سے یہہ نتیجہ ہمیشہ پیدا نہین ہوتا کہ چونکہ اراکین خاندان منقسم نہین ہوئے اسلیئے اُنہین سے کوئی رکن جائیداد مکسوبہ خود کا قابض نہین ہوسکتا۔ چونکہ فریقین نے تقسیم کو تسلیم کیا ہے اور تقسیم کا سنہ ۱۹۰۰ء مین کیا جانا ثابت کیا گیا ہے اسلیئے یہ امر صریح ہے کہ مدعیان پر مثبت طور سے یہ ثابت کرنا لازم تہا کہ وہ اپنے حصۂ آمدنی کو حاصل کرتے رہے ہین یہہ بارثبوت مدعاعلیہ پر نہین ڈالا جاسکتا جسنے کہ جائیداد حاصل کی تہی اور جسکے نام پر اور قبضہ مین وہ مسلمہ طور سے اکیس سال تک رہی ہے۔ ہم صاحب جج ضلع کی توجہ فیصلہ مقدمۂ رامچندر بنام نرائن (۱) کی طرف مبذول کراتے ہین۔

چونکہ ہم قرارداد ہائے کو تسلیم کرنے کے ناقابل ہین اسلیئے ہم ڈگری عدالت اپیل تحت کو منسوخ کرکے مقدمہ کو بغرض تجویز جدید بعد قایم کرنے مناسب تنقیحات بر امور مذکورۂ بالا کے اور بعد ڈالنے بارثبوت کے درست فریق کے ذمّہ۔ ارسال کرتے ہین۔ خرچہ نتیجۂ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

ڈگری منسوخ کیگئی اور مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ ممبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس رانادی صاحب جسٹس کرو صاحب جسٹس و ڈھوتھ صاحب جسٹس

بمعاملہ میگھا وغیرہ ٭

۳۰ - نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

ایکٹ اشٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) ضمیمہ اول تمات ۳۲ و ۴۰ - رہن - مواخذۂ مزید - اسٹامپ -

توفیق جایداد بعوض مبلغ مار لـ روپیہ کے بذریعہ رہننامہ مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کے باقبضہ رہن کیگئی تھی دستاویز

مذکور ایک اشٹامپ مالیتی عار روپیہ پر تحریر کیگئی تھی -

۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کو وہی جایداد اُسی مرتہن کے پاس بعوض مبلغ مار صـ روپیہ کے رہن کیگئی تھی جس مین

مبلغ مار لـ بنیاد دستاویز اول کے شامل تھے اور ایک اور رقم مبلغ ہـ روپیہ کی جو بحق مرتہن کے واجب الادا

تھی شامل کیگئی تھی - دوسری دستاویز مبلغ صعہ کے کاغذ اشٹامپ پر تحریر کیگئی تھی -

تجویز ہوئی کہ دوسری دستاویز کا منشا صرف بطور مزید مواخذہ کے عمل جزیہ کا تھا بلکہ وہ ایک جدید رہن تھا

جس مین پہلا رہن مخلوط ہوگیا تھا اسلئے اُسپر باقبضہ رہننامہ بعوض مبلغ مار صـ روپیہ کے مطابق اشٹامپ لگایا

جانا چاہیئے تھا -

استصواب زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ اشٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) منجانب ایف ایس پی لی صاحب کمشنر نار تھرن ڈویژن

استصواب مذکور بالفاظ ذیل تھا -

"میگھا ادا اور اُسکے دو برادران نے ایک قطعہ اراضی واقعہ موضع کا لیگوا تعلقہ درسام گام ساگر سنگہ ظالم سنگہ

کے پاس بعوض مبلغ مار لـ روپیہ کے رہن کیا تھا اور ایک رہننامہ ۲۳ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو مبلغ عار روپیہ کے

اشٹامپ پر تحریر کر دیا تھا - دستاویز مذکور حسب ضابطہ طور پر رجسٹری کرائی گئی تھی -

"انہی راہنان نے پھر اُسی اراضی کو اُسی مرتہن کے پاس بعوض مبلغ مار صـ روپیہ کے رہن کیا تھا -

زر رہن مین مبلغ مار لـ مذکورۂ بالا اور ایک اور قرضہ مبلغ ہـ روپیہ کا واجب الادا بحق مرتہن شامل

تھا - رہننامہ ۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کو تحریر کیا گیا تھا - اسپر مبلغ صعہ کا اسٹامپ لگایا گیا تھا -

"دستاویز مذکور رجسٹری کے واسطے پیش کئے جانے پر سب رجسٹرار نے اُسے ضبط کر کے زیر دفعہ ۳۳

ایکٹ اشٹامپ اس امر کا فیصلہ کرنے کے واسطے کلکٹر کے پاس بھیجا ہے کہ آیا اشٹامپ ادا کردہ کافی ہے -

کلکٹر نے سوال مذکور کا استصواب گورنمنٹ پلیڈر سے کیا تھا اُسنے یہ ظاہر کیا کہ رسوم ادا کردہ کافی ہے

کیونکہ دستاویز مذکور ایک دستاویز مواخذہ مزید ہے اسلئے مد ۴۰ ضمیمہ اول ایکٹ اشٹامپ کی ذیل مین آتی ہے

٭ استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۰۰ء
بمعاملہ
میگھا

کلکٹر نے دستاویز مذکور پر ایسی ہی تحریر ظہری کرکے اسکو بوساطت رجسٹرار ضلع کے سب رجسٹرار کے پاس بہیجدیا۔ رجسٹرار ضلع نے بجائے اسکو ارسال کرنیکے دوبارہ غور کرنے کے لئے کلکٹر کے پاس واپس بہیجا اور ظاہر کیا کہ ۲۳ اگست ۱۸۹۵ء کا رہننامہ تحویلی بذریعہ ۲ مئی ۱۸۹۵ء کا رہننامہ غیر موثر ہوگیا ہے اور کہ اُسکے الفاظ یہی ظاہر کرتے ہین اور کہ دستاویز مزید موخذہ نہیں ہے اور رقم محفوظ کردہ بذریعہ دستاویز مذکور ماصہ ہے اور کہ ایسی دستاویز ہمیشہ رہننامہ سمجھی جاتی ہے اور اسٹامپ اور فیس رجسٹری اُسی کے مطابق ادا کیا جانا چاہیئے اور کہ اگر وہ ایک دستاویز مزید موخذہ سمجھی جاوے تو مالگذاری سرکار مین نقصان پہونچتا ہے اور کہ اُسپر مبلغ ہے روپیہ کا رسوم واجب الاخذ ہے۔

۵۔ کلکٹر نے پہر وکیل سرکار کے ساتھ مشورہ کیا جسنے یہہ جواب دیا کہ جیسا کہ رجسٹرار ضلع کی رائے ہی رسوم واجب الاخذ مبلغ ہے روپیہ ہے۔

۶۔ اسلئے کلکٹر نے معاملہ کا استصواب مجہسے کیا ہے۔

۷۔ سوال فیصلہ طلب یہہ ہے کہ آیا مبلغ عمہ کا رسوم جو جدید رہننامہ پر ادا کیا گیا ہی کافی ہی یا نہین۔

۸۔ اراضی محفوظ کردہ بذریعہ رہننامہ مرتہن کے قبضہ مین بایفاء ایک قرضہ مبلغ ماصہ واجب الادا بذریعہ حساب کتاب کے رہی جو عملی طور پر ایک مزید موخذہ جائداد مرہونہ پر ہے۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور مد ۴۲ (الف) ضمیمہ اول ایکٹ اسٹامپ کی ذیل مین آتی ہے اور دستاویز دارا دا کی عمہ بطور اسٹامپ ہے۔

۹۔ چونکہ امر مذکور صریح نہین ہے اور چونکہ مقدمہ ہذا کا فیصلہ دیگر مشابہ مقدمات پر حاوی ہوگا اسلئے معاملہ مذکور کا استصواب ہائیکورٹ جوڈیشیچر بمبئی سے کیا جانا چاہیئے (دفعہ ۵۷۔ ایکٹ اسٹامپ ہذا)

رہننامہ مبلغ ماصہ کا حسب ذیل تہا:۔

(ترجمہ)

۱۔ ہمنے تمہارے پاس قطعہ اراضی نمبر املوکہ خود بعوض مبلغ ماصہ روپیہ چلن ممبئی کے رہن کیا ہے قطعہ اراضی مذکور موضع کلیانا تعلقہ ویرم گام ضلع احمدآباد مین واقع ہے۔ اور اسکی حدود اربعہ حسب ذیل ہین:۔

(یہان حدود اربعہ درج ہین)۔

۲۔ قطعہ اراضی واقع حدود مذکور مشمولیت اراضیات ہمارے ہی اور سنہ ۸ سے کے مطابق حدود ابتدائی کے کاغذات سرکاری مین ہمارے چچا گدہوتی جیبہائی ڈنگر کے نام پر درج ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
بمبئی
بیگم

اسکا قبضہ اوّلاً ہمارے باپ کو حاصل تہا جو اسکی کاشت کیا کرتا تہا اور بعد اسکی وفات کے وہ بروئے استحقاق وراثت کے ہمارے قبضہ اور استعمال مین ہے اور ہم اوسکی کاشت کرتے ہین اور جب سے کہ ہمنے اسکو تمہارے پاس ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۵ء بعوض مبلغ مالہ روپیہ کے رہن کر دیا ہے اسکا قبضہ تمکو عطا کیا گیا ہے اور اسوقت سے تم برابر اسپر قابض ہو اور اسکے منافع کو استعمال مین لاتے ہو۔ وہی قطعہ زمین آج پہر تمہارے پاس رہن کیا جاتا ہے اور اسکا قبضہ تمکو بذریعہ رہننامہ ہذا کے عطا کیا جاتا ہے اور ہمنے قطعہ اراضی مذکور تمہارے پاس بعوض مبلغ مالہ روپیہ مذکورہ بالا کے رہن کر دیا ہے۔ زر مذکور کی نسبت کوئی سود ادا نکیا جائیگا اور بطور سود کے کسی قسم کا محاصل وغیرہ کا دعوےٰ قطعہ اراضی مذکور مین سے نکیا جائیگا۔ میعاد رہن مذکور کی ایکسال قرار دیگئی ہے جسکے منقضی ہونے پر قطعۂ مذکور کا انفکاک کپاس کا بیج ڈالنے کے وقت بعد ادا کرنے زر مذکور کے کرایا جائیگا۔ اسلئے اسوقت تک تم مجاز ہو کہ اراضی مذکور کی کاشت کرو یا کسی ہی کراؤ یا اسکا شکمی رہن تحریر کردو یا اپنے حقوق مرتہنی کسی اور کے پاس فروخت کردو اور جسطرح چاہو اسکی نسبت کارروائی کرو۔ ہم یا ہمارے ورثا مین سے کوئی خلل انداز نہوگا جس سے تمکو یا تمہارے ورثا یا قایممقامان کو نقصان پہونچے اور اگر ہم مین سے کوئی خلل انداز ہو یا تمہارے برخلاف کوئی دعوےٰ قطعہ اراضی مذکور کی نسبت کرے تو اسکے جوابدہ ہم اور ہمارے ورثا ہونگے۔ اور ہمنے زر رہن مذکور مبلغ مالہ مطابق تفصیل ذیل کے وصول کرلیا ہے۔ مبلغ مالہ روپیہ بحساب تمہارے استحقاق رہن دربارہ قطعہ زمین مذکور کے واجب الادا ہین اور مبلغ ۵ روپیہ وہ مجرا لئے گئے ہین جو بروئے حساب کتاب کے تمہارے حق مین ہماری طرف سے واجب الادا ہین۔ اسطرحپر ہمنے کل مبلغ مالہ وصول کرلئے ہین اور ہمنے رہننامہ ہذا اسکے عوض برضا و رغبت خود اور بقایمی ہوش و حواس تحریر کر دیا ہے وہ جائز ہے اور سلامی واجب الادا بحق سرکار قطعہ مذکور کی تمہارے ذمہ ہے جبتک کہ اراضی کا قبضہ تمہارے پاس ہے۔ وہ تم ادا کروگے۔"

فریقین کی طرف سے کوئی حاضر نہ تہا۔

<u>رانادے صاحب جسٹس</u>:۔ مبلغ مالہ کا رہننامہ پڑہنے سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بطور صرف مزید مواخذہ کے عامل ہونے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ایک جدید رہننامہ ہے جو بعوض مبلغ مالہ کے تحریر کیا گیا ہے جس مین پہلا رہن مخلوط ہوگیا ہے اسلئے اسپر بطور باقبضہ رہننامہ بعوض مبلغ مالہ کے اسٹامپ لگایا جانا چاہیئے۔

حکم مطابق اسکے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر راناڈی صاحب جسٹس و کرکپ صاحب جسٹس و ھٹو صاحب جسٹس

۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

لکشمی بائی (مدعیہ) بنام گنیش رگھوناتھ (مدعا علیہ) *

ایکٹ اسٹامپ (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) دفعہ ضمیمہ اول ۔ اقرار ۔ اسٹامپ ۔ اقرارنامہ ۔

مدعی نے بربنائے ایک اقرار کے نالش کی تہی جو مدعا علیہ نے بالفاظ ذیل تحریر کیا تہا ۔

"آج ہمنے مبلغ دو سو اکتالیس روپیہ وصول کر لیئے ہین ۔ اسکا سود بروئے اقرارنامہ کے بشرح ۳/۴ نیصدی فیماہ کے مقرر کیا گیا ہے ۔ اسکا حساب کتاب یہہ ہے "

اقرار مذکور پر ایک آنہ کا اسٹامپ لگایا گیا تہا ۔

تجویز ہوئی کہ اقرار مذکور ایک اقرارنامہ تہا اور اس طرح سے اُسپر ۸ کا اسٹامپ ضروری تہا ۔

استصواب منجانب صاحب بی ایس جوشی سبارڈینیٹ جج درجہ دوم مہاڈ نے زیر دفعہ ۶۰ ایکٹ اسٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) کیا ہے ۔

مدعی نے بربنائے ایک اقرار دستخطی مدعا علیہ مؤرخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے نالش کی تہی ۔

اقرار مذکور پر ایک آنہ کا چسپانیدی اسٹامپ لگا ہوا تہا اور وہ بالفاظ ذیل تہا :۔

"حساب کتاب جو لکشمی بائی بیوہ رنگو رگھوناتھ ساکن مہاڈ کو گنیش رگھوناتھ تبنس ساکن مہاڈ نے تحریری دیا ہے حسب ذیل ہے :۔

"گنیش رگھوناتھ تبنس ساکن مہاڈ تعلقہ مہاڈ ۔

خرچ	جمع
۲۴۱ روپیہ ۵ یکم ماہ پوس وَدی مطابق ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء آج مبلغ دو سو اکتالیس روپیہ ہمنے وصول کئے ہین اُسکا سود بروئے اقرارنامہ کے بشرح ۳/۴ نیصدی فیماہ کے مقرر کیا گیا ہے ۔ یہ اُسکا حساب وکتاب ہے ۔	

اِس اقرار کے متعلق سبارڈینیٹ جج مہاڈ نے استصواب ذیل کیا تہا :۔

* استصواب دیوانی نمبر ۱۵ سنہ ۱۹۰۰ء ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
لکشمی بائی
بنام
گنیش رگھوناتھ

"مدعیہ نے نالش حال واسطے دلاپانے مبلغ ما قرار اللعہ اصل اور مبلغ لعہ ۱۲ پائی سود کے بربنائے اُس اقرار کے رجوع کی ہے جسپر کہ مدعا علیہ نے ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو دستخط کئے تھے۔

"اقرار مذکور مین اس امر واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ سود بشرح ۱۲ فیصدی فیماہ کے مقرر کیا گیا ہے مگر اُسمین کوئی صریح شرط ادائگی کی درج نہین۔ ایکٹ اسٹامپ صدرہ گذشتہ سال (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء) مین ضمیمہ اول کی مد ا مین شرط ذیل ایزاد کیگئی ہے:۔

"مگر شرط یہ ہے کہ ویسے اقرار مین قرضہ کے ادا کرنے کا کوئی وعدہ یا سود ادا کرنے کی یا کسی مال یا دوسری جائداد کے حوالہ کرنیکی کوئی شرط داخل نہو"

"یہ شرط ایک ایزادی ہے ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۷۹ء پر جسمین وہ موجود نتھی۔ مگر واضعان قانون نے اُس اقرار کو مطلق مد اول ضمیمہ اول سے مستثنےٰ کرتے وقت جس مین کہ کوئی اقرار ادائگی قرضہ یا شرط ادائگی سود یا حوالگی کسی مال یا جائداد کی درج ہو نہ تو یہ بیان کیا ہے کہ کن دستاویزات کی ذیل مین وہ رکھا جانا چاہئے اور نہ اُسکی رو سے اُس اسٹامپ کی مقدار مقرر کیگئی ہے جو کہ اُسپر حسب ضابطہ طور پر واجب الاخذ ہو۔ یہ کہنا ضروری نہین ہے کہ شرط متعلق بہ سود کا منشاء ایک استثناء دفعہ ۲۳ ہونے کا ہے اسلئے دفعہ مذکور اُسپر حاوی نہین علاوہ ازین تعریف لفظ "دستاویز" مندرجہ ضمن ۱۴ دفعہ ۲ ایکٹ مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اقرار اُسمین شامل نہین ہے۔

"وہ اقرار جسکی کہ بناء پر نالش کیگئی ہے ایک تمسک قرار نہین دیا جاسکتا کیونکہ علاوہ غیر مصدقہ ہونے کے اُسکے رو سے کوئی صریح قرض پیدا نہین کیا گیا اور نہ اُسمین کوئی صریح اقرار ادائگی درج ہے یہ سچ ہے کہ تعریف لفظ "تمسک" مندرجہ ایکٹ مذکور مکمل نہین ہے۔ مگر لفظ "تمسک" بلحاظ اُسکے نحوی اور عام معنون کے ایک صریح قرض کا خیال پیدا کرتا ہے۔ اسیطرح یہ اقرار بطور ایک پرامیسری نوٹ کے متصور نہین کیا جاسکتا کیونکہ ایک ضروری جزو یعنے اقرار ادائگی اُسمین درج نہین ہے پس بموجودگی مشکلات مذکور کے میری رائے مین صرف ایک ہی ممکن طریق رہائی کا یہ ہے کہ [illegible] مذکور کو اقرار ہی سمجھا جائے جو مد اول ضمیمہ اول کی ذیل مین [illegible] ہے باوجودیکہ اُسمین بشرح [illegible] سود مذکور ہے جملہ مالی [illegible] کی تعبیر سختی کے ساتھ کیجانی چاہئے۔ اور چونکہ اقرار زیر بحث مین کوئی صریح [illegible] ادائگی سود کی درج نہین لہذا قرار دیا جانا چاہئے کہ [illegible] شرط مندرجہ مد اول ضمیمہ اول ایکٹ مذکور [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ء
لکسمی بائی
بنام
گنیش رگھوناتھ

یہ حجت کیجاسکتی ہے کہ اگر اُسمین ایک صحیح اقرار ادائیگی مندرج نہین تاہم اُس سے کم از کم ایسا اقرار مفہوم ہوتا ہے لیکن اگر یہ عذر منظور کیا جائے تو محض قرار مداقل ضمیمہ اول کی ذیل مین نہ آئیگا۔ کیونکہ ہر ایک اقرار سے اقرار ادائیگی مفہوم ہونا چاہئے۔ بالخصوص جبکہ وہ عذر مندادہ کی شہادت مہیا کرنے کے واسطے حاصل کیا گیا ہو وجوہات بالا پر مین سوال ذیل کا استصواب معزز ہائیکورٹ سے کرتا ہون۔

۱۔ آیا اُس اقرار پر جسپر کہ انحصار کیا گیا ہے کافی اسٹامپ لگایا گیا ہے یا نہین۔ اور اگر نہین تو کسقدر رقم بطور اسٹامپ اُسپر واجب الاخذ ہے؟

۲۔ میری رائے سوال مذکور کی نسبت یہہ ہے کہ اقرار مذکور پر کافی اسٹامپ لگایا گیا ہے جس کی وجوہات وہی ہین جو بیان کیجاچکی ہین۔ مگر مجھے اپنی رائے کی درستی کا یقین نہین ہے اسلئے استصواب ہذا کی ضرورت پڑی ہے ''

استصواب مذکور پر رانادے صاحب و کرو صاحب ہٹورتھ صاحب جسٹسان کے روبرو بحث کیگئی تھی۔

راؤ بہادر وہی سجے کرنتکار وکیل سرکار منجانب سرکار۔

فریقین کیطرف سے کوئی حاضر نتھا۔

ازطرف عدالت:۔ ہمکو یہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ اقرار زیر بحث بطور ایک اقرارنامہ کے متصور کیا جانا چاہیئے شرط دربارہ سود کا تعلق آئیندہ زمانہ کے ساتھہ ہے اور وہ گذشتہ اقرار کے تابع نہین ہے۔ شرط مذکور کے جدید ایکٹ مین اضافہ کئے جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایزادی مذکور صریحاً اُن جملہ مشتبہات کے رفع کرنے کے واسطے کیگئی ہے جو کہ فیصلجات بربنائے مدسابقہ سے ظاہر ہوتے تھے۔ بطور ایک اقرارنامہ کے دستاویز مذکور پر آٹھہ آنہ کا اسٹامپ لگایا جانا چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آنادی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و ہنوتہ صاحب جسٹس

بمعاملہ ہمت پراوڈنٹ سوسائیٹی لیمیٹڈ *

ایکٹ اشامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) ضمیمہ اول مد ۴۴ (د) سرٹیفکٹ ممبری ۔ پالسی بیمہ زندگی ۔

سرٹیفیکیٹ ممبری ایک پراویڈنٹ سوسائیٹی کا بمنشاء ذیل تہا ۔

"تمنے اس شرط پر کہ تم قواعد و آئین ہائے سوسائیٹی ہذا کی جو وقتاً فوقتاً نافذ ہون تعمیل کروگے اپنی زندگی کا بیمہ

سوسائیٹی ہذا مین جماعت   مین بعمر   کرایا ہے"

"مسٹر   ساکن   کا نام بطور اُس شخص کے نام کے درج رجسٹر کیا گیا ہے جسکے حق

مین رقوم واجب الادا بروئے قواعد سوسائیٹی ہذا بعد تمہاری وفات کے ادا کیجائینگی"

تجویز ہوئی کہ سرٹیفکیٹ مذکور ایک پالسی بیمہ زندگی حسب منشاء مد ۴۴ (د) ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء تہا اور

اسطرح پر واجب الاخذ رسوم مطابق مالیت کے تہا ۔

استصواب زیر دفعہ ۵۷ ۔ ایکٹ اسٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) بجانب ایف ایس پی تلی صاحب کمشنر تاتہ ڈویژن

استصواب بالفاظ ذیل کیا گیا تہا ۔

"ایک کمپنی موسوم بہمت پراویڈنٹ سوسائیٹی لیمیٹیڈ مقام ندیاد ضلع کیرا مین ملطور اس غرض کے بنائی گئی ہے کہ اسکے ارکین

کی زندگی کا بیمہ کیا جائے اور اُسکے منافع جات تقسیم کئے جائین وغیرہ ۔

"یہ سوال کہ آیا سرٹیفکٹ ممبری کمپنی مذکور ایکٹ ہذا کے بموجب قابل زیر مد ۲ ضمیمہ اول ایکٹ اشامپ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء تہا

کلکٹر کے پاس بغرض فیصلہ (باعتبار زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ مذکور) ارسال کیا گیا تہا ۔ اُسکی یہ رائے تہی کہ چونکہ سرٹیفکیٹ مین وہ

حصہ خاص کیا گیا تہا جو کہ ایک رکن کمپنی کا ہو اسلئے وہ بادی النظری شہادت استحقاق رکن مذکور در بارہ اُس حصہ کے

جو کہ اُسمین خاص کیا گیا ہو زیر دفعہ ۴۵ ایکٹ ۱۸۸۲ء ہے اسلئے اسپر ایک آنہ کا اشامپ واجب الاخذ ہے ۔ مگر بباعث

شبہ ہونیکے اُسنے سوال مذکور کا استصواب مجہسے ۲۱ ۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو زیر دفعہ ۴۵ ایکٹ مذکور کیا تہا ۔ مینے ۲۴ ۔ اپریل کو

یہ جواب دیا تہا کہ سرٹیفکیٹ مذکور متوجب اُسی اسٹامپ ایک آنہ کا زیر مد ۲ ضمیمہ اول ایکٹ ۱۸۹۹ء ہے ۔

"۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء کو اُسنے سوال مذکور مجہسے دوبارہ غور کیجانیکے واسطے واپس بہیجا تہا اور حسب ذیل رائے ظاہر کی تہی ۔

"سرٹیفکٹ زیر بحث کے دوبارہ پڑہنے پر مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن خاص امور کا سرٹیفکیٹ

نہین ہے جن کا کہ ذکر مد ۲ ضمیمہ اول ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء مین کیا گیا ہے

تاریخ استصواب دیوانی نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۶ء
معاملہ ہمت پراویڈنٹ سوسائٹی

کیونکہ اسکے رو سے رکن کو کوئی استحقاق دربارہ کسی حصہ یا سرمایہ کمپنی یا منافع کمپنی کے عطا نہین کیا گیا
مینے یہہ امر نظر انداز کیا تہا جبکہ مینے پہلے استصواب کیا تہا۔ جیسا کہ فقرۂ دوم نمبر ۱۸۷۶ مورخہ ۲۱ مارچ گذشتہ
مین بیان کیا گیا ہی سرٹیفکیٹ ممبری کے رو سے اس امر کی ذمہ داری اٹھائی گئی ہے کہ وہ رقم ادا کیجائیگی
جو منجملہ قواعد کمپنی کے مہیا ہو سکتی ہو بعد وفات قابض سرٹیفکیٹ یا بیمہ شدہ شخص کے پالیسی دستاویز کو
وہ سرٹیفکیٹ کے نام سے موسوم کیگئی ہے ایک پالسی بیمۂ زندگی ہے اسلئے اسپر مطابق مالیت رسوم زیر
مد ۴۹ (ح) ضمیمۂ اول ایکٹ مذکورہ واجب الادا ہے (ملاحظہ ہو کارروائیات مدراس بورڈ صفحہ ۵ مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۸۸۵ء)
ان فیصلجات مین ایک سرٹیفکیٹ ممبری متعلق مدراس ہندو فیملی پراویڈنٹ سوسائٹی کی نسبت یہ قرار
دیا گیا تہا کہ وہ پالسی بیمۂ زندگی ہے۔

دیگر کلکٹر ہائے ڈویژن سے مشورہ لیا گیا تہا اور انکی بھی یہی رائے تھی یعنے یہہ کہ سرٹیفکیٹ مذکور ایک
پالسی بیمۂ زندگی ہے اور اسلئے رسوم مطابق مالیت کے ادا کرنیکا ذمہ وار زیر مد ۴۹۔ ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء ہی
سرٹیفکیٹ مذکور کے رو سے وہ شخص جسکا کہ نام کمپنی نے میں رجسٹر کیا ہو۔ اس رقم زرنقد کے وصول کرنیکا
مستحق ہوجاتا ہے جو برو ئے قواعد کمپنی کے مہیا ہو سکے۔ بعد اسکے کہ وہ فوت ہوجاوے اسلئے وہ ایک پالسی بیمہ
زندگی ہے (دفعہ ۲ (۱۹) (ب) ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء ملاحظہ طلب) اور ذمہ وار ادائیگی رسوم مطابق مالیت کے
زیر مد ۴۹۔ ایکٹ سنہ ۱۸۷۹ء یا مد ۴۷ (د) ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء ہے (جو موخرالذکر دفعہ صرف انسے سرٹیفکیٹ
صادر کردہ بعد نفاذ ایکٹ مذکور سے متعلق ہے)"

کمشنر نارتھ ڈویژن نے سوال ذیل کا استصواب ہائیکورٹ سے کیا۔
"کسقدر رسوم اسٹامپ سرٹیفکیٹ ممبری ہمت پراویڈنٹ سوسائٹی لمیٹیڈ پر واجب الادا ہے"
سرٹیفکیٹ مذکور بالفاظ ذیل ہے۔

ترجمہ سرٹیفکیٹ

سرٹیفکیٹ نمبر

ہمت پراویڈنٹ سوسائٹی لمیٹیڈ۔

سرٹیفکیٹ ممبری   مسٹر   پتہ

جنہونے اس شرط پر کہ تم قواعد و آئین سوسائٹی ہذا کی جو وقتاً فوقتاً نافذ ہون تعمیل کروگے اپنی زندگی کا بیمہ

سوسائٹی ہذا کی   جماعت مین بعہد   کرلیا ہے۔

مسٹر   ساکن   کا نام بطور شخص کے نام کی درج رجسٹر کیا گیا ہے جسکے کہ وہ رقم جو واجب الادا ہے بموجب قواعد کمپنی ہذا

نسٹ ۱۹۰۱ء
ببئی ۱۵ ۔
بحث پارلیمنٹ
سوسائیٹی

لہذا تمہاری وفات کے ادا کیا جاوے گی۔

بنیاد مورخہ .....

کارکن سے مقابلہ کیا گیا

طوائف کلکٹر.......

سکرٹری و منیجر.......

تنبیہ: سرٹیفکیٹ محفوظ رکھا جانا چاہیے تاکہ وہ سرٹیفکیٹ وفات کے ساتھ شامل ہو۔

استصواب مذکور راناڈے صاحب وکروصاحب و ٹھور بتہ صاحب ٹبسان کے روبرو پیش ہوا۔

راؤ بہادر دی جے کرتکار وکیل سرکار بخلاف استصواب مذکور۔

رائے عدالت: ہماری یہ رائے ہے کہ سرٹیفکیٹ زیر بحث مد ۱۰ کی ذیل میں نہیں آتا بلکہ مد ۴۷(ف)

ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء کی ذیل میں آتا ہے اور قابل اخذ رسوم مطابق مالیت کے ہے۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس کرو صاحب جسٹس

مرک وغیرہ مدعیان بنام دہنجی جیٹھا ولد ہیرجی مدعا علیہم*

۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۵۳۔ مدیونان مشترک۔ نالش بخلاف چند مشترک مدیونان کے۔ فیصلہ بخلاف ایک مشترک مدیون کے جواقبال دعوے کرے دیگر مدیونان کے برخلاف نالش کا مانع نہیں ہے۔

ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۴۳۔ شرکاء۔ عملدرآمد ضابطہ۔

ایک نالش بخلاف دو مبینہ شرکاء میں جو بطور ایک سرسری نالش کے پیش ہوئی تھی ایک از مدعا علیہم نے اقبال دعویٰ کیا تھا اسکے برخلاف تمام مندعویہ کی ڈگری صادر کیگئی تھی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنی شرکت بہ مدعا علیہ نمبر ۱ اور اپنی ذمہ داری بمقابلہ مدعیان سے انکار کیا تھا اور اسکی درخواست پر مقدمہ بخلاف اسکے بنبری نالشات کی فہرست میں شامل کیا جاکر ملتوی رکھا گیا تھا اسکے زان بعد ایک تتمہ جوابدعوے تحریری داخل کیا تھا جس میں اسنے یہ عذر کیا تھا کہ بنائید دعوے بیان کردہ بحرمنید دعوے مشترک تھا اور کہ وہ فیصلہ حاصل کردہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ میں مخلوط ہوگیا ہو اسلئے مزید کارروائیات نالش حال ممنوع الستماع ہیں ایک ابتدائی تنقیح اس امر کے متعلق قایم کیجا کر اسپر بحث کیگئی تھی۔

* نالش نمبر ۲۶۳ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۱۰ء
ڈک بنام
دہنجی جیٹھا

تجویز ہوئی کہ نالش چل سکتی ہے ایک نالش مین جو بخلاف چند مشترک مدیونان کے رجوع کیگئی ہو۔ وہ فیصلہ جو بخلاف ان مین سے ایک یا زیادہ کے حاصل کیا جائے جو اقبال دعوے کرے سنہ ہ پیروی نالش بخلاف دیگر مدیونان کا مانع نہین ہے۔

سماعت بہ ابتدائی تنقیح۔

نالش بخلاف مدعا علیہ دہنجی جیٹھا و لدہیر پریم جی کے واسطے دلاپانے مبلغ ۵ روپیہ بابت قیمت آہن فروخت کردہ و حوالہ کردہ بنام مدعا علیہم بطور شرکا کے۔

۲۸۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو مقدمہ بغرض سماعت بطور سرسری مقدمہ کے پیش ہوا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۱ (دہنجی جیٹھا) نے حاضر ہو کر دعوے کا اقبال کیا تہا اور ایک ڈگری کل رقم متدعویہ کی اسکے برخلاف صادر کیگئی تہی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے ایک جواب دعوے تحریری داخل کیا تہا جس مین اسنے اس امر سے انکار کیا تہا کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۱ (دہنجی جیٹھا) کا شریک ہے۔ اور اسنے ذمہ داری بمقابلہ مدعیان بہی انکار کیا تہا۔ بمقابلہ اسکے نالش بر طبق خود اسکی درخواست کے فہرست مقدمات عمبری مین منتقل کیجا کر ملتوی رکہی گئی تہی۔ اسکے بعد مین ایک تتمہ جواب دعوی تحریری حسب ذیل داخل کیا تہا:۔

"مدعا علیہ حال بغیر پہونچانے کسی نقصان کے اس جواب کو جو کہ اسنے اپنے پہلے جواب دعوی تحریری مین دیا ہے یہہ بیان کرتا ہے کہ وہ بنا ئید دعوے جو عرضیدعوے مین بخلاف مدعا علیہم کے بیان کیا گیا تہا ایک مشترک بنا ئید دعوی تہا اور وہ اُس فیصلہ مین مخلوط ہو نیکے قابل تہا جو کہ یکے از مدعا علیہم کے برخلاف حاصل کیا گیا ہے اور ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو مدعی نے بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے کل رقم متدعویہ بنالش حال کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اسلئے مدعا علیہ ہذا یہ استدعا کرتا ہے کہ فیصلہ مذکور مزید کارروائیات بربنائے دعوے مذکور کا مانع ہے۔ اور کہ نالش اسکے مقابلہ مین مع خرچہ خارج (کیجائے)"۔

بعد مین یہ حکم دیا گیا تہا کہ تنقیحات ذیل کا فیصلہ بطور ابتدائی تنقیحات کے کیا جانا چاہئے۔

(۱) آیا فیصلہ قلمبند کردہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ بنالش حال مورخہ ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مزید کارروائیات بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کا مانع نہین ہے۔

(۲) آیا نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے مع خرچہ خارج کیجانی چاہئے۔

تنقیحات مذکور اب بغرض تجویز پیش ہوئی ہین۔

انویریریٹی (ہمعیت سکاٹ ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل) منجانب مدعا علیہ۔ نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے جاری نہین رکہی جا سکتی فیصلہ بخلاف اسکے شریک مدعا علیہ نمبر ۱ کے قبل ازین صادر ہو چکا ہے۔ مشترک قرضہ فیصلہ مذکور مین مخلوط ہو چکا ہے اور نالش ختم ہو چکی ہے۔ ملاحظہ ہو

۱۹۰۱ء
ڈِک
بنام
دہنجی جیٹھا

کنگ بنام ہوورے (۱) کنڈل بنام ہیملٹن (۲) معاملۂ جس (۳) میک لیاڈ بنام پاور (۴) میمن سنگا ربنام راجندرو لال (۵) متہو لال بنام سکہی لال (۶) برینسڈ بنام ہیرلین (۷) گوروسامی بنام سمرتی (۸) رسو بہائی بنام سی لے ٹرنر (۹) سب سے آخری مقدمہ متعلق بہ این امر محمد عسکری بنام رادہے رام سنگہ (۱۰) کا ہے جس مین قرار دیا گیا تہا کہ اصول مقدمہ کنگ بنام ہوورے ہندوستان سے متعلق نہین ہے بہرحال مفصلات سے متعلق نہین فیصلۂ مذکور غلط ہے اور وہ عدالت ہذا پر قابل پابندی نہین -

لانگ یز (بجیت رکیس) منجانب مدعی :- اس امر کا فیصلہ کرنے کے واسطے کہ آیا فیصلۂ مقدمہ کنگ بنام ہوورے (۱) متعلق ہوتا ہے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا وہ ایک قاعدہ قانون ہے یا کہ صرف قاعدہ ضابطہ ہم یہہ کہتے ہین کہ وہ ایک قاعدہ ضابطہ ہے - اگر یہہ درست ہے تو ہمکو ضابطہ ہندوستان یعنے مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کی پیروی کرنی چاہیئے اور مجموعۂ مذکور کی دفعہ ۱۵۳-۱ اتبائی تنقیحات حال کے متعلق ناطق ہے - ممکن ہے کہ انگلستان کا ضابطہ مختلف ہو مگر ہندوستان مین ہم پر دفعہ مذکور قابل پابندی ہے - پس سوال یہہ ہے کہ آیا قاعدہ مذکور ایک قاعدہ ضابطہ ہے ؟ مقدمہ کنڈل بنام ہیملٹن (۲) مین لارڈ بینر منیس صاحب و لارڈ ہیگن صاحب نے اُسکا ذکر اسیطرح پر کیا ہے - ملاحظہ ہو صفحہ ۵۴۳) مقدمۂ میک لیاڈ بنام پاور (۴) اِس رائے کی تائید مین ہے کہ قاعدہ مذکور صرف ایک قاعدہ ضابطہ ہے اُس مقدمہ مین دو قواعد ضابطۂ انگلستان کا حوالہ دیا گیا ہے یعنی حکم نمبر ۱۳ قاعدہ نمبر ۴ و حکم نمبر ۱۴ قاعدہ نمبر ۴ کا جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ انکے ذریعے سے بعض مستثنیات اُس قاعدہ کی بنائی گئی ہین جو مقدمۂ کنگ بنام ہوورے مین درج ہے - قرار یہہ دیا گیا تہا کہ مقدمۂ میک لیاڈ بنام پاور ان مستثنیات کی ذیل مین نہ آتا تہا اور کہ خاص قواعد مذکور متعلق ہوتے تہے - اسلیئے عام قاعدہ کنگ بنام ہوورے متعلق ہوتا تہا - ہم یہ عذر کرتے ہین کہ اگر قاعدہ مقدمۂ کنگ بنام ہوورے ایک عام قاعدہ ہندوستان کیواسطے ہے تو دفعہ ۱۵۳ مجموعۂ ضابطہ دیوانی (مطابق قواعد انگلستان مذکورہ بالا کے) اسکی مستثنیات بناتی ہے اور کہ مقدمۂ ہذا دفعہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے اور ایک مستثنے ہے - نیز ملاحظہ ہو -

(۱) (۱۸۴۴ء) میسن و ولزبی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۰- (۲) (۱۸۹۷ء) مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۰-

(۳) (۱۸۵۸ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۷- (۴) (۱۸۹۵ء) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹-

(۵) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۳۵۲- (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ (دیکہو رپورٹر کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۵۸)

(۷) (۱۸۷۲ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۷ صفحہ ۵۴۴- (۸) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۷

(۹) (۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۴- (۱۰) (۱۸۹۸ء) " " الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۷-

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک
بنام
دہنجی جیٹھا

ویل بنام جمیس (۱) جملہ مقدمات ہندوستان جنکا کہ حوالہ دیا گیا ہے ایسے مقدمات ہیں جنمین دو جداگانہ نالشات موجود نہین۔ پس سوال حال کے متعلق سندات ہندوستان موجود نہین ہین مقدمہ ہیمیند ردکار بنام رجندر ولال (۲) اِس قیاس پر فیصل کیا گیا تہا کہ فیصلہ مقدمۂ کنگ بنام ہورے ایک قاعدہ قانون ہے نہ کہ قاعدہ ضابطہ۔ مگر مقدمۂ کنڈل بنام ہیملٹن (۳) اسوقت فیصل کیا گیا تہا جس مین کہ لارڈ پنزینس صاحب و لارڈ او ہنگن صاحب نے آراے ظاہر کی ہین۔

پس ہمارا پہلا امر یہہ ہے کہ فیصلہ مقدمۂ کنگ بنام ہورے ہندوستان مین بروے دفعہ ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خارج رکہا گیا ہے اور متعلق نہین ہوتا۔

ثانیاً ہم بیان کرتے ہین کہ بلحوظ دفعہ ۴۳ ایکٹ معاہدہ (۱۸۷۲ء) کے فیصلۂ مذکور متعلق نہین ہوتا بباعث فیصلہ مقدمۂ کنگ بنام ہورے مین یہہ ہے کہ شرکا کی ذمہ واری مشترک ہے۔ یہ قانون انگلستان کا ہے بروے قانون انگلستان کے اگر دو مشترک معاہدین مین سے ایک پر نالش کیجاوے تو وہ اسقاط کا عذر کر سکتا ہے اور نالش ساقط ہوجاتی ہے۔ مگر استحقاق ارجاع نالش باقی رہتا ہے اور ایک جدید نالش رجوع کیجا سکتی ہے لیکن اگر فیصلہ بخلاف یکے از دو مشترک معاہدین کے حاصل کیا جاوے تو بنائے دعوے زائل ہوجاتا ہے۔

مگر جہان ذمہ داری مشترک اور منفرد ہو تو جداگانہ نالشات بخلاف مدیونان کے رجوع کیجا سکتی ہین۔ اور فیصلہ بخلاف یکے از مدیونان مذکور استحقاق نالش بخلاف مدیون دوم مین خلل انداز نہین ہو سکتا دفعہ ۴۳۔ ایکٹ معاہدہ کے روسے شرکا کی ذمہ داری ہندوستان مین مشترک و منفرد ہے ملاحظہ موتی لال بنام گہیلا بہائی (۴) دلکہمباس کہیم جی بنام پرشوتم (۵) و محمد بنام رام راوے رام (۶)۔

بالآخر ہم یہہ استدعا کرتے ہین کہ اگر عدالت اُن دو امور کا فیصلہ جو ہمنے اٹہائے ہین ہمارے برخلاف کرے تو کارروائیات مقدمۂ حال بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ اور فیصلہ بخلاف اسکے منسوخ کئے جائین اور ہمکو اب دو نو مدعاعلیہم کے برخلاف کارروائی کرنے کی اجازت دیجائے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ منسٹر (۷)

الوریریشی نے اسکا جواب حسب ذیل دیا۔

فیصلہ و کارروائیات بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ اب منسوخ نہین کئے جا سکتے۔ ایک درخواست ایسا کرنیکے واسطے قبل اسوقت کے کیجانی چاہئے تہی جبکہ ابتدائی تنقیحات کی سماعت کا حکم درخواست کرکے

(۱) (۱۸۹۳ء) لا ٹائمس جلد ۶۸ صفحہ ۵۴۔ (۲) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۔
(۳) (۱۸۸۸ء) مقدمات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۴۔ (۴) (۱۸۹۲ء) " " بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۔
(۵) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۷۰۰۔ (۶) (۱۹۰۰ء) " " الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۷۔
(۷) (۱۸۸۵ء) مقدمات اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۶۸۰ لغایت صفحہ ۶۹۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک بنام
دینبھی جیٹھا

حاصل کیا گیا تھا حکم مذکور اب صادر نہین کیا جا سکتا - مدعا علیہ نمبر ۱ بصورت حال مین موجود نہین ہے اور اُسکو درخواست حال کی کوئی اطلاع نہین دیگئی مگر بہر حال درخواست ہذا بے سود ہوگی - ملاحظہ ہو ہمسٹڈ بنام سکا فیلڈ (۱) ایک استحقاق تازہ نہین کیا جا سکتا (۲) ایک فیصلہ کا منسوخ کرنا گویا اُس استحقاق کی تجدید کرنا ہے جو زائل ہو چکا ہے -

فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہوسے ایک قاعدہ ضابطہ نہین ہے - ملاحظہ ہو فیصلہ لارڈ بلیکبرن صاحب بمقدمہ کنڈل بنام ہیملٹن (۳) دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعا علیہ نمبر ۲ کو اُس امر کے اٹھانے سے باز نہین رکھتی جسپر کہ اُسنے اب انحصار کیا ہے جملہ مقدمات اسکے حق مین ہین سوائے مقدمہ محمد بنام رام (۴) کے جو غلط ہے - انگلستان مین مشترک معاہدین مین سے صرف ایک پر نالش کیجا سکتی ہے - مگر وہ یہ درخواست کر سکتا ہے کہ اُسکا شریک معاہد اُسکے ساتھ شامل کیا جائے - ملاحظہ ہو حکم نمبر ۱۶ قاعدہ نمبر ۱۱ و دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی - انگلستان کا قانون وہی ہے جو کہ ہندوستان کا ہے - ملاحظہ ہو لکشمی شنکر بنام وشنو رام (۵) رابنسن بنام گیسل (۶) -

کروصاحب جسٹس:- وہ ابتدائی تنقیحات جو نالش ہذا مین اٹھائی گئی ہین حسب ذیل ہین :-

(۱) آیا فیصلہ قلمبند کردہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ بنالش حال مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء مزید کارروائیات بخلاف مدعا علیہم نمبر ۲ کا مانع نہین ہے - ؟

(۲) آیا نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے مع خرچہ خارج کیجانی چاہیئے ؟ -

نالش ہذا بخلاف مرہٹی سوداگران کے واسطے دلا پانے قیمت بعض آہنی اسباب فروخت کردہ و حوالہ کردہ بحق مدعا علیہم کے رجوع کیگئی ہے جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ شراکت مین کاروبار کرتے تھے - ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو مدعا علیہم حاضر ہوئے تھے اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے اقبال دعوے دیا تھا مدعا علیہ نمبر ۲ نے التوا کی درخواست کی تھی جو بعض شرائط پر منظور کیگئی تھی اور فیصلہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے صادر کیا گیا تھا اب مدعا علیہ نمبر ۲ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ چونکہ بنا بر دعوے مشترک تہا اسلئے قرضہ فیصلہ مذکورہ مین بمطابق اصول شے مدعا بہا فیصلہ مین داخل ہوجانے کے مخلوط ہوگیا ہے اور کہ فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہور (۷)

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۵۴
(۲) (سنہ ۱۸۰۱ء) کوئینز بنچ ڈویزن جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۸-۱ و ڈل بنام کورنیک
(۳) (سنہ ۱۸۸۹ء) مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۰۴ -
(۴) (سنہ ۱۹۰۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۷ -
(۵) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۷۷ -
(۶) (سنہ ۱۸۹۶ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۸۰ و صفحہ ۶۸۷ -
(۷) (سنہ ۱۷۹۶ء) ٹیمین و دربی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک
بنام
دہنجی جیٹہا

مقدمۂ حال سے متعلق ہوتا ہے جو زیادہ تر صراحت کے ساتھ مقدمہ ہاؤس آف لارڈس (کنڈل بنام ہیملٹن (۱))
مین بیان کیا گیا ہے اور جسکی کہ پیروی کئی مابعد کے مقدمات مین کیگئی ہے فیصلہ مقدمہ کنڈل بنام ہیملٹن ایک اہم
ہدایتی مقدمہ متعلق باین امر ہے نہ صرف اسوجہہ سے کہ وہ اعلے عدالت کا فیصلہ ہے بلکہ اسوجہہ سے بھی کہ امر مذکور کے متعلق
طویل فیصلجات اُن ججان مین سے چہہ ججان نے صادر کیئے تھے جنہون نے کہ اپیل کی سماعت کی تھی اور کہ ایک
جج لارڈ پینیز نس صاحب نے کثرتِ رائے سے اختلاف کیا تہا۔

بحث یہ کیگئی ہے کہ حکام عالیمقام کے فیصلہ کی پیروی کئی مقدماتِ ہندوستان مین کیگئی ہے جنمین سے
سب سے اہم تر مقدمات یہ ہین ہمیندر وکمار بنام راجندرولال (۲) گوردسامی بنام سمرتی چنا (۳) لکھمیداس کیم جی
بنام پرشوتم (۴) اور کہ مقدمہ میکلیاڈ بنام پادر (۵) عین مطابق مقدمۂ حال کے ہے مقدمۂ کلکتہ مین مارکبی
صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی تہی بعد یہ قرار دینے کے کہ اصول مندرجہ مقدمہ کنگ بنام ہورے عدالتہائے ہندوستان
پر قابل پابندی ہے ۔ کہ " اگر مین عام سوال سہولیت پر غور کرنیکا مجاز ہون تو مجھکو قاعدہ مندرجۂ مقدمۂ
کنگ بنام ہورے کو ملکِ ہٰذا سے متعلق کرنیسے پہلے بہت تامل کرنا چاہیئے "

مسٹر لانڈیز منجانب مدعی نے اولاً یہ عذر کیا ہے کہ فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہورے ایک قاعدہ ضابطہ ہے
(اور اس مسئلہ کی تائید مین اُسنے فیصلہ لارڈ پینیز نس و لارڈ واٹسن بمقدمہ کنڈل بنام ہیملٹن محولۂ بالا پر انحصار
کیا ہے) اور اسصورت مین احکام دفعہ ۳ ۵ مجموعۂ ضابطہ دیوانی مقدمہ سے متعلق ہوتے ہین اور کہ قانون مندرجہ
مجموعۂ ضابطہ دیوانی ہندوستان مین ملحوظ رکھا جانا چاہیئے ثانیاً اُسنے یہ بحث کی ہے کہ فیصلہ مقدمہ کنگ بنام
ہورے اس اصول پر مبنی تہا کہ معاہدہ منجانب شراکت موجودہ انگلستان کے ایک مشترک معاہدہ تہا نہ کہ مشترک
اور منفرد اور کہ ہندوستان مین بعد صدور ایکٹ معاہدہ ۱۸۷۲ء کے دفعہ ۴۳ ایکٹ مذکور کا اثر یہہ ہے
کہ ایسا مشترک معاہدہ ایک مشترک اور منفرد معاہدہ مین تبدیل کیا جائے اور اُسنے فیصلہ سر جی صاحب
جسٹس بمقدمہ محمد عسکری بنام رادہے رام سنگہ (۶) پر انحصار کیا ہے حکام ہائیکورٹ نے مقدمۂ مذکور مین
یہ قرار دیا تہا کہ دفعہ ۴۳ - ایکٹ معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء کا اثر یہ تہا کہ ایک مشترک معاہد کے اس استحقاق
کو خارج کرے کہ اسپر بشمولیت دیگر شرکا کے نالش کیجائے قاعدہ مندرجہ مقدمۂ کنگ بنام

(۱) دسمبر ۱۸۸۷ء مقدمات اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۷ - (۲) دسمبر ۱۸۷۸ء انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۵۳ -
(۳) دسمبر ۱۸۸۲ء انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۰ - (۴) دسمبر ۱۸۸۲ء " " بمبئی جلد ۶ صفحہ ۷۰۰ -
(۵) دسمبر ۱۸۹۰ء چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹ - (۶) دسمبر ۱۸۹۹ء " " الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۷ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک
بنام
دینجی جیٹھا

ہورے وکنڈل بنام ہیملٹن اب اُن مقدمات سے متعلق نہیں ہی جو ہندوستان مین پیدا ہون۔ بہرحال مقدمات مین) جب سے ایکٹ مذکور نافذ ہوا ہے اور کہ وہ فیصلہ جو بخلاف بعض مشترک معاہدین کے حاصل کیا گیا ہو اور اُسکا ایفا نہوا ہو نالش دوم بربنائے معاہدہ مذکور بخلاف دیگر مشترک معاہدین کا مانع نہیں ہے۔ اُنکی مزید بیان ایک ضمنی رائے فیرن صاحب چیف جسٹس بمقدمہ موتی لال بنام گہیلا بہائی (۱) پر غور کیا ہے جسنے بحوالہ دفعہ ۴۳ ایکٹ معاہدہ کے یہ قرار دیا تہا کہ "جہانتک کہ ذمہ داری بروئے معاہدہ کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے رو سے جملہ مشترک معاہدات مشترک اور منفرد بنائے گئے ہین"

یہہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسی وجوہات ہین جنپر کہ فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہورے کیا گیا تہا۔ مقدمہ کینڈل بنام ہیملٹن مین فیصلہ مذکور کی وجہ ارل کیرنس صاحب لارڈ چانسلر نے (صفحہ ۵۱۵ پر) یہہ بیان کی ہے "اُن اشخاص کو جو ایک قرضہ کے ادا کرنیکے مشترک طور پر ذمہ دار ہون اس امر پر اصرار کرنے کی نسبت حق حاصل ہی کہ نالش مشترک طور پر کیجائے" ایسا ہی لارڈ ہیتھرلے صاحب نے (صفحہ ۵۲۲ پر) یہ رائے ظاہر کی تہی کہ "مشترک معاہدین مین سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ اُسپر نالش مشترک طور سے کیجائے اور معاملہ کا فیصلہ ایک ہی دفعہ کیا جائے بجائے اسکے کہ جزواً جزواً ہو" ایسا ہی مقدمہ معاملہ عابس (۲) مین لارڈ بوون صاحب نے اس سوال پر غور کرتے وقت کہ واقعی طور پر مقدمات کنگ بنام ہورے وکینڈل بنام ہیملٹن مین کیا فیصل کیا گیا تہا۔ قاعدہ مذکور کی وجوہات (صفحہ ۱۰۸ پر) حسب ذیل ظاہر کی تہین "یہ خواہ وہ درست طور پر خواہ غلط طور پر اس خیال پر مبنی ہے کہ ایک مشترک مدیون کو یہ مطالبہ کرنیکا حق حاصل ہے کہ اُس پر بشمولیت جملہ دیگر شرکا کے ایک ہی دفعہ نالش کیجائے اس استحقاق کو موثر کرنیکے واسطے وہ صرف اسقاط کا عذر کرنیکا مستحق ہے۔ مگر استحقاق مذکور اہم وقعت رکہتا ہے اور قانوناً تسلیم کیا گیا ہے"

پس جب بروئے صحیح طور پر ظاہر کردہ رائے کے ارجحان کے اصل مذکور کی بنا ریہ ہے اور صورت حال مین مدعی نے اُس رائے قانونی کی تعمیل کی ہے جسپر کہ قاعدہ مذکور مبنی ہے اور اُسنے نالش بخلاف دونو مشترک معاہدین کے کی ہی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مین بنا بر قاعدہ مذکور کو کہ صحیح کرنیکا مجاز ہون۔ مسٹر انوریریٹی بجانب مدعاعلیہم نے یہ بیان کیا ہی کہ مین ایسا کرنیکا مجاز ہون اور اُسنے اپنے عذر کو فیصلہ بیرن صاحب جسٹس بمقدمہ میک لیاڈ بنام پاور (۳) پر مبنی رکہا ہے۔ اُس مقدمہ مین ایک مشترک مدیون نے فیصلہ مین رضامندی ظاہر کی تہی اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہورے متعلق ہوتا ہے۔ جہانتک دونو

(۱) (سنہ ۱۹۰۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۹۰۔ (۲) (سنہ ۱۸۸۹ء) چانسری ڈویژن جلد ۴۱ صفحہ ۱۰۱۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۸ء) چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک
بنام
دہنجی جیٹھا

مشترک مدیونان ابتداءً مدعاعلیہ نالش بنائے گئے ہون اور وہ نوحاضر ہوئے ہون اور فیصلہ برضاء اُس نالش مین صرف ایک کے برخلاف حاصل کیا گیا ہو۔ اسمین کچہہ شبہ نہین ہوسکتا کہ فیصلہ مقدمۂ مذکور کے روسے اطلاق قاعدہ مذکور وسیع کیا گیا ہے۔ کارروائیات پہلے سے دوسرے مدعاعلیہ کے برخلاف بھی اُسی نالش مین کیجا چکی ہین۔ مقدمہ وال بنام جیمس (۱) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ جہان مشترک معاہدین پر نالش کیگئی ہو اور صرف ایک نے اجازت جوابدہی حاصل کی ہو۔ اور دوسرے نے اقبال دعوے کیا ہو تو مدعی شخص اول الذکر کے برخلاف نالش چلاسکتا ہے۔ قاعدہ نمبر ۵ حکم نمبر ۱۴ موثر کیا گیا تہا۔ باستثنے ان دو مقدمات کے جملہ مقدمات محولہ از انگلستان اور سندات ہندوستان مین دوسری نالش رجوع کیگئی تہی۔ بارٹر نے صاحب جٹس نے بظاہر اپنے فیصلہ کو اس امر واقعہ پر مبنی رکہا ہے کہ قواعد مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے روسے وہ ایک تمیز مابین اُسصورت کے جس مین کہ جداگانہ نالشات بخلاف دو مشترک معاہدین کے رجوع کیگئی ہون اور اُسصورت کے کرسکے جس مین کہ ایک ہی نالش اُنکے برخلاف رجوع کیگئی ہو۔ اور اُنے سوال مذکور کو ایک سوال ضابطہ متصور کیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ قاعدہ مذکور کے روسے دو مقدمات کا حکم نہین دیا گیا۔ کیونکہ اُسکا نام اُسنے عدم تعمیل قاعدہ رکہا ہے۔ مقدمات مذکور ایسے تھے جنمین شریک مدعاعلیہم مین سے صرف ایک نے جوابدہی کی اجازت حاصل کی تہی اور جہان مدعی نے بباعث قصور دیگر مدعاعلیہم کے فیصلہ حاصل کیا تہا پس اگر مین فیصلہ مقدمہ میک لیاڈ بنام پاور کی پیروی کرون تو مجھکو اُسکی پیروی کلیتاً یکسان طور پر کرنی چاہئے۔ اور مجھکو احکام دفعہ ۲۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق کرنے چاہئین۔ جو کہ ہم پر ہندوستان مین قابل پابندی ہین جس مین بطور ایک امر ضابطہ کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ جہان ایک سے زیادہ مدعاعلیہم ہون اور مدعاعلیہم مین سے کسی ایک کا تنازعہ مدعی کے ساتہہ بربنائے کسی سوال قانون یا امر واقعہ کے نہو۔ تو عدالت فوراً مدعاعلیہ مذکور کے برخلاف فیصلہ صادر کرسکتی ہے اور نالش صرف دیگر مدعاعلیہم کے مقابلہ مین چلائی جانی چاہئے۔ باٹر نے صاحب جٹس نے یہہ حوالہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ انگلستان کے قاعدہ ضابطہ مین ایسا امر ہو جسکے لئے کوئی حکم نہو۔ جسکے کہ واسطے بعد مین چارہ جوئی کرنا ضروری ہوگا۔ مگر ہندوستان مین یہہ اچھی بات ہے کہ واضعان قانون نے امر مذکور کے متعلق حکم صادر فرمایا ہے۔ مگر مین اپنے فیصلہ مقدمۂ ہذا کو اسوجہہ پر مبنی رکہنا پسند کرتا ہون کہ فیصلہ مقدمۂ کنگ بنام ہور کے

(۱) (۱۸۹۳ء) لا ٹائمس جلد ۶۰ صفحہ ۴۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ڈک
بنام
دہنجی جیٹھا

جبکہ اُسکی تعبیر سخت طور پر کیجانے واقعات مقدمہ ہذا پر حاوی نہین ہے۔ یہہ اصول کہ وہ فیصلہ جو ایک مشترک مدیون کے برخلاف حاصل کیا گیا ہو مزید نالش کے بخلاف دوسرے شریک کے جاری رکہے جانے کا مانع ہے میری راے مین اُس نالش کی پیروی کو ممنوع نہین بناتا جو پہلے سے بخلاف دوسرے دائینان کے مشترک طور پر رجوع کیگئی ہو محض اسوجہ پر کہ ایک مدیون نے دعوے کو قبول کیا ہے۔

نسبت اُس حجت کے جو احکام دفعہ ۴۳۔ ایکٹ معاہدہ پر مبنی رکہی گئی ہے مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کے رو سے ایک مشترک مدیون کا حق مشترک طور پر نالش کیے جانیکا اور اسقاط کا عذر زائل ہوجاتا ہے۔ جو استحقاق کہ انگلستان مین ایکہاے جو ڈیکیچر کے رو سے متروک کیا گیا تہا۔ مدعا علیہ اتبک مجاز ہے کہ عدالت مین اس شخص کے اشتمال کے واسطے درخواست کرے جو نالش مین شامل کیا جانا چاہیے تہا۔ اور باستعمال الفاظ ارل کیبرنس صاحب لارڈ جسٹس بمقدمہ کنڈل بنام ہیملٹن (۱) درخواست واسطے شمولیت بطور مدعا علیہ اُس شخص کے جو شامل نکیا گیا ہو اُنہی اصولہاے پر منظور یا نامنظور کیجانی چاہیے جنپر کہ عذر اسقاط کامیاب ہوتا یا ناکامیاب رہتا۔ دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے عدالت کو کامل اختیار تمیزی خواہ برطبق درخواست کے یا بتحریک خود درباره ایزادی یا اخراج فریقہا کے عطا کیا گیا ہے۔

اُس سوال پر غور کرنا ضروری نہین ہے جو مسٹر لانڈیز کی بحث کے جزو سوم مین بدین مضمون اُٹہایا گیا ہے کہ آیا عدالت جیسا کہ بلیکبرن صاحب جسٹس نے مقدمہ منسٹر بنام کاکس (۲) مین ظاہر کیا ہے اُن جملہ کارروائیات کے منسوخ کرنے کی مجاز ہوگی جو بعد مدعا علیہم کے حاضر ہونیکے کیگئی ہین تاکہ فیصلہ بخلاف ایک مدعا علیہ کے کالعدم ہوجائے۔ مگر بلحوظی واقعات مقدمہ ہذا کے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ اگر ضرورت پیدا ہوتی تو مجھکو کسی ایسی درخواست بغرض مذکور پر غور کرنے کی تحریک ہوتی۔

اِن وجوہات پر مین یہہ قرار دیتا ہون کہ وہ فیصلہ جو مدعا علیہ نمبر ۱ کے برخلاف ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو قلمبند کیا گیا ہے مزید کارروائیات بنالش حال بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کا مانع نہین ہے اور کہ نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے معہ خرچہ خارج نکیجانی چاہیئے تھی۔ اس ابتدائی تنقیح کا خرچہ مدعا علیہ نمبر ۲ برداشت کرے۔

اٹرنیان منجانب مدعیان:۔ میسرز لٹل اینڈ کمپنی۔

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم:۔ میسرز ویرجی اینڈ مادھوجی۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۷۹ء) مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۰۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۸۶ء) " " جلد ۱۰ صفحہ ۶۸۰۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و بی طیب جی صاحب جسٹس

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

رنچھوڑ داس مورارجی مدعی — بنام — میونسپل کمشنر شہر بمبئی۔ مدعا علیہ *

میونسپل ایکٹ شہر بمبئی (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۵۲۷۔ نوٹس ارجاع نالش کی صورت میں ضروری ہے — والپسی محصولات بلدہ۔ میعاد۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ اول مد ۲۲۔

مدعی نے بعض محصولات بلدہ کے واپس دلاپانے کی نالش کی جو کہ اُسنے گیہوں اور شکر کے منگوانے پر ادا کی تھی مگر جنکے کہ واپس دلاپانیکا مستحق وہ بموجب دفعہ ۱۹۵ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (۳ سنہ ۱۸۸۸ء) بر طبق انکے شہر سے باہر بھیجنے کے تھا اُسنے واپسی محصول کی درخواست ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء میں کی تھی مگر اُسکا دعوے ۲ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو نامنظور کیا گیا تہا۔ نالش ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو رجوع کیگئی تہی۔

دفعہ ۵۲۷ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (۳ سنہ ۱۸۸۸ء) مین یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایکماہ کا نوٹس دربارہ اُس نالش کے دیا جانا چاہیے جو بابت کسی ایسے فعل کے کیجانی مقصود ہو۔ جو کہ بتعمیل ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو یا بابت کسی غفلت یا ترک فعل بتعمیل ایکٹ مذکور کے اور مد دوم ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مین ایسی نالش کی میعاد ۹۰ یوم تاریخ ارتکاب فعل مذکور یا غفلت ترک فعل مذکور سے مقرر کیگئی ہے۔ اسلیے حسب ضابطہ نوٹس نالش کا دیا گیا تہا۔ مگر وہ نالش جو بتعمیل نوٹس مذکور کے رجوع کیگئی تھی ۲۱۔ اگست یعنے ۶ ماہ بعد از ارتکاب فعل مذکور یعنے انکار واپسی محصول تک رجوع نکیگئی تھی۔ مدعا علیہ نے مقدار متدعویہ کو تسلیم کیا تہا اور نیز مدعی کے استحقاق بازیافت کو۔ مگر اُسنے نالش کی جوابدہی سو جہہ پر کی تہی کہ اسکو بحیثیت میونسپل کمشنر کے اُس دعوے کے ایفا کا کوئی اختیار حاصل نتہا جو قانوناً موثر کیے جانے کے قابل ہو کیونکہ نالش زائد المیعاد ہے۔

تجویز ہوئی (۱) کہ دفعہ ۵۲۷ ایکٹ مذکور متعلق ہوسکتی تہی اور کہ مدعا علیہ کو کوئی نوٹس اس نالش کا دیا جانا ضروری نتہا، مدعا علیہ یہ دعوے نکر سکتا تہا کہ اُسکے طریق عمل کا کوئی تعلق ایکٹ مذکور پر عمل کرنیکے ساتھ ہے اگر اُسنے بالارادہ اور باوصف علم اُسکے خلاف احکام ایکٹ مذکور عمل کیا تہا۔ صورت حال مین وہ رقم جو بطور واپسی کے واجب الادا تہی معلوم کیگئی تہی اور مدعی کا استحقاق اُسکے دلاپانے کا تسلیم کیا گیا تہا اور انکار اُسکا ایک بالارادہ خلاف ورزی احکام ایکٹ مذکور تہی ایسی صورت مین یہ قرار نہ دیا جا سکتا تہا کہ زر مذکور نیک نیتی سے بتعمیل ایکٹ مذکور کے روکا گیا تہا پس اسصورت مین مدعی نوٹس زیر دفعہ ۵۲۷ کا مستحق نتہا۔

* استصواب عدالت مطالبہ خفیفہ نمبر ۱۵۱ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
رنچھوڑ داس
بنام
میونسپل کمشنر شہر بمبئی

(۲) اسلیئے نالش اس حالت نالشات مین سے ایک تھی جسکا کہ حوالہ مد ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مین دیا گیا ہی اور وہ زائد المیعاد تھی۔

جب ایکٹ مذکور مین یہہ حکم دیا گیا ہی کہ مدعاعلیہ کو کسی ایسی نالش کا نوٹس دیا جانا چاہئے جو کسی ایسے فعل کے واسطے کیجاتی مقصود ہو جو بتعمیل ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو اور بارہ غفلت یا ترک فعل بتعمیل ایکٹ مذکور کے تو حکم مذکور اُس صورت سے متعلق نہین ہوتا جبکہ نالش بربناے ایک معاہدہ کے رجوع کیگئی ہو کیونکہ وہ فعل جسکی وجہہ سے نالش پیدا ہوئی ہے ایک ناجائز فعل یا ترک فعل بمد معاہدہ ہے جو ایک فعل بتعمیل ایکٹ کو سے جدا گانہ ہے۔

مقدمہ بیان کردہ بغرض فیصلہ ہائیکورٹ زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) منجانب سی ڈبلیو چیٹی صاحب چیف جج۔

"۱۔ نالش ہذا مدعی نے واسطے دلاپانے مدعاعلیہ سی مبلغ ۹۸ روپیہ کے رجوع کی ہے جو رقم محصول بلدہ کی بابت اُسنے ادا کی تھی اور جسکے واپس دلاپانے کا مستحق ہونیکا دعوے مدعی زیر دفعہ ۱۹۵ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (۳ سنہ ۱۸۸۸ء) کرتا ہے اور جسکے کہ واپس دینے سے مدعاعلیہ نے انکار کیا ہے۔

"۲۔ واقعات مقدمہ ہذا کی نسبت کوئی تنازعہ نہین ہے صرف ایک ہی سوال ایک سوال قانونی ہے یعنے یہہ کہ کونسا عرصہ میعاد ایسی نالشات سے متعلق ہے۔

"۳۔ مدعی نے دو درخواستہاے واسطے واپسی محصولات ذیل کے کی تہین (۱) نمبر ۲۶۸ مورخہ ۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء دربارہ ۱۵۴ بوریہاے گندم کے اور (۲) نمبر ۴۶۳ مورخہ ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء دربارہ تیس ۳۰ بوریہاے شکر کے (دستاویزات الف و ب) رقوم واجب الادا دربارہ واپسی ہاے مذکور مبلغ ۹۸ روپیہ و مبلغ ۲ روپیہ ہین اور یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر مدعی کا دعوے بین المیعاد ہے تو وہ رقوم مذکور کے ادا کیئے جانے کا مستحق ہے۔

"۴۔ قواعد متعلق بواپسی مذکور داخل کیگئی ہین اور وہ صفحہ ۳۹ میونسپل بائی لاز پر درج ہین (دستاویز نمبر ۱)۔

"۵۔ مدعی کا دعوےٰ میونسپل کمشنر ان نے ۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو نامنظور کیا تھا مگر نامنظوری مذکور کی اطلاع مدعی کو ۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۰ء تک نہ دیگئی تھی۔ یہہ تسلیم کیا گیا ہی کہ عرصہ میعاد خواہ وہ کیقدر ہو موخر الذکر تاریخ سے گذرنا شروع ہوگا۔

"۶۔ مدعی نے ۲۱۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو مدعاعلیہ کو ارجاع نالش حال کی نیت کا نوٹس دیا تھا۔ نوٹس مذکور مدعاعلیہ کو ۲۳۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء تک نہ پہونچا تہا۔ نالش حال ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو رجوع کیگئی تھی۔

"۷۔ پس سوال واسطے فیصلہ حکام ہائیکورٹ کے یہہ ہے:۔

(۱) آیا نالش حال بروے احکام مد ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے زائد المیعاد ہے۔

(۲) آیا بروے دفعہ ۵۲۷ (۱) (ب) میونسپل ایکٹ شہر بمبئی (سنہ ۱۸۸۸ء) کے نوٹس کا قبل ارجاع نالش کے دیا جانا ضروری تھا۔

"۸۔ میری یہہ رائے ہے (گو مجھے اسمین کسیقدر شبہہ ہی) کہ ہر دو سوالات کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے نسبت سوال اول کے میری یہہ رائے ہے کہ مد ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد نالش حال سے ہرگز متعلق نہین ہو سکتی کیونکہ وہ بروے دفعہ ۶۔ ایکٹ مذکور کے بحق دفعہ ۵۲۷ میونسپل ایکٹ شہر بمبئی کے مستثنے اکیگئی ہے۔ وہ ایک مختص المقام قانون میعاد ہے جسکی وجہہ سے عام قانون بے اثر ہو جاتا ہے۔ نسبت سوال دوم کے میری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ تابع اُس اصول کے ہی جو کہ مقدمہ مانک لال بنام میونسپل کمشنر (۱) مین قایم کیا گیا ہے۔ کوئی تمیز مابین اُس فرض کے جو کہ میونسپل کمشنران پر زیر دفعہ ۳۰۱ درباره ادائیگی قیمت اراضی کے عاید کیا گیا ہے اور اُس فرض کے معلوم نہین ہوتی جو درباره واپسی رقم محصول بلدہ کے بروے دفعہ ۱۹۵ کے عاید کیا گیا ہے۔

"۹۔ مجھکو یہہ بیان کرنا چاہیئے کہ گو مقدار متنازعہ بصورت حال بہت کم ہے تاہم نو دیگر نالشات مختلف رقوم کی دایر ہین جنمین کہ یہی سوالات شامل ہین۔ نیز مجھکو یہہ بھی کہا گیا ہے کہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین ایک رقم کثیر ایسی ہے جسکی کہ واپسی فیصلہ مقدمہ ہذا پر منحصر ہے۔ مینے کارروائیات کو تا واپسی استصواب ہذا حسب الحکم دفعہ ۶۱۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ملتوی رکھا ہے"۔

دفعہ ۵۲۷ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی (سنہ ۱۸۸۸ء) جسکے روسے نوٹس ارجاع نالش دیا جانا ضروری ہے، بالفاظ ذیل ہے:

"۵۲۷۔ (۱) کوئی نالش بخلاف کارپوریشن یا بخلاف کمشنر یا ڈپٹی کمشنر یا بخلاف کسی عہدہ دار میونسپلٹی یا ملازم میونسپلٹی کے درباره کسی ایسے فعل کے نہ کیجاوے جو بہ تعمیل احکام ایکٹ ہذا کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو۔ یا درباره کسی غفلت یا ترک فعل بہ تعمیل ایکٹ ہذا کے،

(الف) اِلّا جبکہ ایک نوٹس تحریری بایک ماہ پہلے دیا گیا ہو جو بصورت کارپوریشن کے چیف دفتر میونسپلٹی مین چھوڑا گیا ہو اور بصورت کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کے یا عہدہ دار یا ملازم میونسپلٹی کے اُسکے حوالہ کیا گیا ہو یا اُسکے دفتر یا مقام رہائش مین چھوڑا گیا ہو جس مین مناسب تفصیل کے ساتھہ بنا ئید عوے ہو اور مدعی کا نام اور سکونت یا اسکے اٹرنی یا ایجنٹ کا نام مع سکونت واسطے اغراض نالش مذکور کے بیان کیا گیا ہو۔ یا

(ب) ماسوا اُس صورت کے جبکہ نالش مذکور بنا ئید عوے کے پیدا ہونے سے عرصہ چھہ ماہ کے اندر رجوع کیگئی ہو۔

(۲) بروقت تجویز کسی ایسی نالش کے۔

(ج) مدعی کو کسی بنا ئید عوے کے متعلق شہادت پیش کرنے کی اجازت نہ دیجائیگی ماسوائے اسکے جو کہ نوٹس مذکورہ بالا مین بیان کیا گیا ہو۔

(۱) سنہ ۱۸۹۴ء، انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رنچھوڑ داس
بنام
میونسپل کمشنر شہر بمبئی

(د) دعوے اگر وہ ہرجانہ کیواسطے ہو خارج کیا جائیگا اگر کافی رقم قبل ارجاع نالش کے میونسپل کمیٹی کیطرف سے پیش کیجا چکی ہو یا اگر بعد ارجاع نالش کے کافی رقم عدالت میں مع خرچہ داخل کیگئی ہو۔

(۳) جبکہ مدعا علیہ کسی ایسی نالش میں میونسپل افسر یا ملازم ہو تو ادائیگی رقم واجب الادا منجانب شخص مذکور یا جزو رقم مذکور خواہ وہ دربارہ خرچہ یا موافقہ جات یا معاوضہ یا ہرجانہ کے ہو یا کسی اور غرض کیواسطے سرمایہ میونسپلٹی میں سے موجودہ کمیٹی کی منظوری سے کیجائیگی۔

مد ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۸۷۷ء ۱۵) میں یہہ حکم ہے کہ نالش بابت ہرجہ ارتکاب یا ترک ایسے فعل کے جسکا عمل میں آنا بموجب کسی انکٹمنٹ نافذ الوقت مجریہ برٹش انڈیا کے بیان کیا گیا ہو عرصۂ میعاد ۹۰ یوم اُس تاریخ سے ہوگا جبکہ وہ فعل یا ترک عمل میں آیا ہو۔

اگر مد مذکور نالش حال سے متعلق ہو تو مدعی کا دعوے زائد المیعاد ہوگا کیونکہ نالش ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء تک رجوع نکیگئی تھی اور وہ فعل جسکی شکایت کیگئی ہے یعنے انکار والپسی محصول ۲۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو وقوع میں آیا تھا۔

سکاٹ (ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل) منجانب میونسپل کمشنر نے بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۸ء دفعات ۱۹۵ و ۲۷۰ و ۵۲۷۔ و ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۳ء و ایکٹ میعاد ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعات ۵ و ۲۹ و ضمیمہ دوم مد ۲ و مقدمۂ مانک لال بنام میونسپل کمشنر بمبئی (۱) و کتاب میکسویل صاحب دربارہ قوانین (طبع دوم) صفحہ ۵۷۵ و کوچ بنام سٹیل (۲)، و ولسن بنام میئر اینڈ ہیلیفکس (۳)، کا حوالہ دیا۔

رابرٹسن منجانب مدعی نے سندات ذیل کا حوالہ دیا:- جیندر سکھ بنام ابھاے چرن (۴)، پورنو چندر بنام بلغور (۵)، فوٹ بنام میئر اینڈ مارگیٹ (۶)، فلاور بنام لوکل بورڈ آف لالٹن (۷)، گارٹن بنام جی ڈبلیو ریلوے (۸)، کتاب ایڈیسن صاحب دربارہ معاہدہ صفحہ ۷۰۸۔ ایکٹ میعاد (۱۸۷۷ء ۱۵) ضمیمۂ دوم مد ۲۔ ایکٹ میعاد شارلنگ صاحب (طبع چہارم سنہ ۱۹۰۰ء) صفحات ۱۳۶ و ۱۳۷۔ میانڈی بنام میک کوبی (۹)، میونسپل کمیٹی مراد آباد بنام چتری سنگھ (۱۰)۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۰ بصفحہ ۲۷۔
(۲) (سنہ ۱۸۵۴ء) ایلس اینڈ بلیکبرن رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ بصفحہ ۴۱۱۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۸ء) لا رپورٹ اکسچکر جلد ۳ صفحہ ۱۱۴۔
(۴) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۔
(۵) (سنہ ۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۵۔
(۶) (سنہ ۱۸۸۳ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۹۔
(۷) (سنہ ۱۸۸۱ء) چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۳۴۶۔
(۸) (سنہ ۱۸۵۸ء) ایلس بلیکبرن و ایلس رپورٹ صفحہ ۸۳۷ تا ۸۵۰۔
(۹) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۲۴۔
(۱۰) (سنہ ۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ بصفحہ ۲۷۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رنچھوڑ داس
بنام
میونسپل کمشنر شہر بمبئی

جنکنس صاحب چیف جسٹس :- مقدمہ ہذا ہمارے فیصلہ کے واسطے زیر دفعہ ۶۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مسٹر چٹی چیف جج عدالت مطالبات خفیفہ نے بیان کیا ہے۔

نالش واسطے حصول واپسی محصولات بلدہ کے رجوع کیگئی ہے اور جوابدعوے میں میونسپل کمشنر نے میعاد کا عذر کیا ہے اور نیز یہہ کہ ناکافی نوٹس ارجاع نالش کا دیا گیا تہا۔

واقعات سے یہہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جوابدعوے صرف لفظی ہے مگر مین یہہ سمجہتا ہون کہ مدعاعلیہ ایک ایسی دعوے کا ایفاء کرنے مین تامل کرتا ہے جو قانوناً موثر کئے جانے کے قابل ہو۔ واپسی مذکور کا دعوے زیر دفعہ ۱۹۵ ایکٹ میونسپلٹی شہر بمبئی سنہ ۱۸۸۸ء کیا جا سکتا ہے جسمین حسب ذیل حکم دیا گیا ہے۔

"(۱) جب کوئی ایسی شے جسپر کہ محصول بلدہ ادا کیا گیا ہو شہر سے باہر بہیجی جانے تو کامل رقم محصول ادا کردہ کی تابع احکام مندرجہ ذیل کے واپس کیجانی چاہئے۔

"(۲) ایسی واپسی تابع ایسے قواعد کے کیجانی چاہئے جو کہ کمشنر منظوری موجود الوقت کمیٹی کے وقتاً فوقتاً اس امر کے متعلق وضع کرے۔

(۳) مگر شرط یہہ ہے ا۔

(الف) کہ کوئی واپسی دربارہ کسی ایسی شے کے نکیجائیگی جو ماسوائے لکڑی یا آرد کے عرصہ چہہ ماہ کے اندر باہر نہ بہیجی جائے یا بصورت لکڑی کے جو تاریخ آمد سے عرصہ بارہ ماہ کے اندر باہر نہ بہیجی جائے۔

(ب) واپسی کا دعوے اُس کل آرد کی نسبت کیا جائیگا جو کہ شہر سے باہر بہیجا جائے بلا ثبوت اسکے شہر مین لائے جانیکے مگر واپسی کی مقدار ہ فیصدی کے حساب سے اُس رقم پر ہوگی جو کہ اُسوقت اُن اجناس پر واجب الاخذ بطور محصول کے ہو جس سے کہ آرد مذکور بنایا گیا ہو۔

(ج) کوئی واپسی ادا نکیجائیگی الا جبکہ اُسکی درخواست اُسکے باہر بہیجنے کی تاریخ سے ایکماہ کے اندر کیجائے۔

(د) کوئی واپسی کمتر از پانچ روپیہ کی نسبت نکیجائیگی۔

(ہ) کوئی قاعدہ وضع کردہ کمشنر زیر دفعہ ہذا موثر نہوگا جبتک کہ وہ گورنمنٹ سے منظور نکیا جائے"۔

اسلئے واپسی صرف اُن قواعد کے تابع کیجاتی ہے جیسے کہ دفعہ مذکور مین بیان کئے گئے ہین جو اسحال مین قواعد موجود ہین جنکا کہ حوالہ مقدمہ مین دیا گیا ہے۔ اُنکا امتحان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ رقم واجب الادا بطور واپسی صرف بعد تعمیل چند شرائط مندرجہ ضمنہائے (الف) لغایتہ (ز) قاعدہ متعلق بہ واپسی اسباب ماسوائے اجناس کے واجب الادا ہے۔

آخری کارروائی یہہ ہے کہ محاسب ایک کیفیت واپسی مطابق فارم (ح) کے تیار کریگا۔ اور ایک رسید

سنہ ۱۹۰۱ء
رنچھوڑ داس
بنام
میونسپل کمشنر شہر بمبئی

(مطابق فارم ہ) کے پیش کئے جانے پر چیف اکونٹنٹ اسکا مقابلہ فارم (ح) کے ساتھ کرکے اُسے ادا کرتا ہے۔ صورتحال مین فارم (ح) ہرگز تیار نہین کیا گیا۔ پس ضروری مقابلہ نہین ہوا اسلئے اُس شرط کی تعمیل نہین کیگئی صرف جسپر کہ ادائگی کیجاتی ہے پس نہ تو سوال متصوبہ پیدا ہوتا ہے اور نہ استحقاق ارجاع نالش دربارہ واپسی کے ابھی مکمل ہوا ہے۔

مگر مدعاعلیہ کیطرف سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ تعبیر درست نہین ہے کیونکہ کوئی ایسا اعتراض مدعی کیطرف سے نہین کیا گیا اور نہ کیا جاسکتا تہا اور کہ ہمکو مقدمہ کی سماعت اسطرحپر کرنی چاہئے کہ گویا ابتدائی شرائط کی تعمیل کیگئی ہے مین مقدمہ کا فیصلہ اسی بنا رپر کرنا چاہتا ہون اور یہہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ قیاس مذکور یہ بالمقابل حیثیت ہائے فریقین کیا ہوگی۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کیا کیا جاتا۔ اگر قیاس مطابق امر واقعہ کے ہوتا مدعی نے اسباب کا معائنہ کرایا ہوتا۔ اُسنے اپنے دعوے کا تخمینہ لگا کر اسکو پیش کیا ہوتا۔ دعوے مذکور کا امتحان کیا جاتا اور تخمینہ کی درستی معلوم کیجاکر مقدار واجب الادا بحق مدعی کی تصدیق کیجاتی۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ اُس شخص کیطرف سے اقبال کیا جاتا جسکو کہ اسکا اختیار دیا گیا ہوتا کہ ایک خاص رقم بحق مدعی کے واجب الادا ہے اور کوئی عدم تحقیق دربارہ مقدار واجب الادا بحق مدعی کے اور مدعی کے استحقاق وصول کے موجود نہوتی۔

پس ہمکو یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا بروئے واقعات کے نوٹس ضروری ہوتا دفعہ جسکے روسے نوٹس کا حکم دیا گیا ہے دفعہ ۵۲۷ ہے جو بالفاظ ذیل ہے:-

{صاحب موصوف نے دفعہ مذکور کو پڑہا (گذشتہ صفحہ ۲۸۹) اور یہ بیان کیا کہ}

یہہ امر مسلمہ ہے کہ اس قسم کے احکام جملہ نالشات اُن جملہ اشخاص تک وسیع نہین ہین جو محفوظ کئے جانے مقصود ہین اسکی تمثیل فیصلہ جات انگلستان بربنائے ہم مضمون احکام قانون سے ملتی ہے جو ایک پیش بہا رہنما ہمارے واسطے ہین۔ ایک اصول استثنے لارڈ بلیکبرن صاحب نے بحالت جج کوئینز بنچ ہونے کے مقدمہ سالمز بنام جج (۱) مین بدین الفاظ بیان کیا ہے:۔ "مدت دراز سے یہہ فیصل کیا جاچکا ہے کہ ایسا حکم جیساکہ دفعہ ہذا مین درج ہے لوگونکو اُن ناجائز افعال کے نتائج سے محفوظ کرنیکے واسطے ہے جنکا کہ ارتکاب کسی ایکٹ پارلیمنٹ کے اختیار کے تابع کیا جانا مقصود ہو مگر جو باعث

(۱) (سنہ ۱۸۷۶ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۷۴ بصفحہ ۲۷۷۔

کسی غلطی کے الفاظ ایکٹ مذکور کے رو سے جایز ہوئے ہون اور ایکٹ کے احکام کی ذیل مین محفوظ ہو سکتے ہون - مین اس امر سے اتفاق کرتا ہون کہ اگر ایک شخص کو یہہ معلوم ہو کہ اسکو بروے اسٹیٹیوٹ کے ایک شئے کے کرنیکا اختیار نہین ہے اور تاہم وہ بالارادہ اُس شئے کو کرے تو وہ اپنے آپ کو یہہ عذر کرکے محفوظ نہین کرسکتا کہ شئے مذکور کا ارتکاب بہ تعمیل احکام ایکٹ مذکور کیا گیا تہا - نیز ٹوش صاحب جج نے (صفحہ ۲۸۰) پر یہہ بیان کیا ہے کہ "یہ امر صریح ہے کہ انکو نیک نیتی سے یہ باور تہا کہ وہ ایسا فعل کر رہی ہین جسکی قانوناً اجازت دیگئی ہے اور صرف اسیقدر اونکو محفوظیت قانون کا مستحق بنانیکے واسطے ضروری ہے" - ھینن صاحب جج کی رائے بھی اسی مضمون کی ہین -

مجھے نتیجہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جو ایک ایکٹ کی محفوظیت کا خواہان ہو یہ دعوے نہین کرسکتا کہ اُسکے طریق عمل کا کوئی تعلق تعمیل ایکٹ مذکور کے ساتہہ ہے اگر اُسنے بالارادہ اور بادصف اُسکے علم کے خلاف احکام ایکٹ مذکور کے عمل کیا ہو - پس صورت حال مین مقدار واجب الادا بطور واپسی معلوم ہوگئی تھی اور مدعی کا استحقاق وصولی زرمذکور تسلیم کیا گیا تہا - اسلئے انکار واپسی ایک بالارادہ خلاف ورزی احکام ایکٹ مذکور تھی - ایسی صورت مین یہ قرار دینا ناممکن ہوگا کہ روپیہ نیک نیتی سے تعمیل ایکٹ مذکور روک رکہا گیا تہا - اور ایسا طریق عمل درست طور پر اُس تشریح کی ذیل مین آتا ہے جو کہ لارڈ بلیکبرن صاحب نے ایک شخص کو نوٹس کا غیر مستحق بنانے کے واسطے کی ہے - مین یہہ نہین کہتا کہ واقعی طور پر میونسپل کمشنر کا طریق عمل ایسا ہی تہا - مگر اس اظہار رائے کو تسلیم کرتے وقت ہمکو یہی خیال اُسکی طرف منسوب کرنا پڑتا ہے کہ ہمکو نالش ہذا ایسی متصور کرنی چاہئے کہ گویا جملہ شرائط ماتقدم کی تعمیل کیجا چکی ہے -

ایک اور طریق اس مقدمہ پر غور کرنیکا ہے - یہہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ نوٹس اس صورت مین ضروری نہین ہے جہانکہ نالش بربنا ایک معاہدہ کے رجوع کیگئی ہو - کیونکہ وہ طریق عمل جسکی وجہہ سے نالش کیجائی ایک ناجائز فعل بروے معاہدہ ہوگا جو ایک فعل تعمیل احکام ایکٹ سے جداگانہ ہے اور کہ خاص معاہدہ کی خلاف ورزی کی وجہہ سے استحقاق ارجاع نالش پیدا ہوتا ہے - بخلاف ازین استثنے از حکم مذکور جملہ نالشات معاہدہ سے متعلق نہین ہے جو نالشات بربنا معاہدہ سے ممیز ہین یہہ ایک قیاسی تمیز نہین ہے قواعد ضابطہ وجوہات تواریخی کے باعث اسطرح وضع کئے گئے ہین کہ ٹارٹ سے ایک نالش بمعاہدہ بذریعہ اطلاق ایک فرضی بات کے پیدا ہو سکے جو کہ ایک معاہدہ کے مفہوم سے پیدا ہوئی ہو حالانکہ دراصل کوئی معاہدہ موجود نہو - اس امر کی وجہہ کہ کیون ایک نالش اس جماعت کی شرط نوٹس سے بری نہین ہے یہہ ہے کہ

سنہ ۱۹۰۱
رنچھوڑداس
بنام
میونسپل کمشنر شہر بمبی

نالش دربارہ کسی ایسے فعل کے نہین جو ایک خاص معاہدہ کی خلاف ورزی مین کیا گیا ہو - بلکہ دربارہ ایک ایسے فعل یا ترکِ فعل کے ہے جو بتعمیل ایکٹ کے کیا گیا ہے اسلئے نمونہ مضابطہ نوعیت اُن و اقعات کا رہنما نہین ہے جنمین سے کہ نالش پیدا ہو -

پس ان اصول ہاے کو معلوم کرکے مین اس امر پر غور کرتا ہون کہ آیا قیاس مذکور پر یہہ نہین کہا جا سکتا کہ نالشِ حال ایک نالش بربنا معاہدہ ہے - مطابق قیاسات مذکور کے مدعی کے دعوے واپسی کا امتحان اور تصفیہ کیا جاتا اور مقدار واجب الادا تسلیم کیجاتی - یہہ ایک ایسا اقبال دربارہ رقم زیر بحث کے بھی مدعی ہوتا جس سے کہ ایک نالش بربنا حساب و کتاب تصفیہ شدہ کے چل سکتی (مقابلہ کیجے ہمراہ رو بربنام ہالنڈ (۱)

اور مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی نالش اُس غرض کے واسطے جسپر کہ مین اب غور کر رہا ہون اس نالش سے ممیز نہو سکیگی جو بربنائے ایک خاص معاہدہ کے ہو چنانچہ نوٹس کا ضروری ہونا متعلق نہوگا (مقابلہ کیجے ہمراہ گارٹن بنام سی ڈبلیو ریلوے (۲))

مینے فیصلہ مقدمہ شنکر بنام مکتا (۳) کو نظر انداز نہین کیا - مگر مقدمہ مذکور مع اُن مقدمات کے جنپر کہ وہ مبنی ہے کچھ خاص نوعیت روز و کہاتہ اور اُس نتیجہ پر منحصر معلوم ہوتا ہے جو کہ اُس کہاتہ سے اخذ ہوتا تھا -

مطابق اُس رائے جو مینے اختیار کی ہے مد ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ہند سنہ ۱۸۷۷ع صحیح طور پر مانع نالش نہین ہے اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ ہر دو سوالات کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے - مَین خوشی ظاہر کرتا ہون کہ مین یہہ قرار دیسکا ہون کیونکہ اسکے روسے مدعا علیہ اس بار سے سبکدوش ہوگیا ہے کہ محض لفظی وجوہات پر ایسے دعوے کے ایفا سے انکار کرے جبکہ مدعی مسلمہ طور پر مستحق ہے

طیب جی صاحب جسٹس :- مین اتفاق کرتا ہون -

اٹرنیان بجانب مدعیان :- میسرز الوالا اینڈ پوری

اٹرنیان بجانب مدعا علیہ :- میسرز کرافورڈ براؤن اینڈ کمپنی -

---

(۱) (سنہ ۱۸۳۵ع) اڈلفس و ایلس ریپورٹ جلد ۲ صفحہ ۹۹ -

(۲) (سنہ ۱۸۵۸ع) ایلس بلیکبرن و ایلس رپورٹ صفحہ ۸۳۷ -

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳ -

۳ - دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

اجلاس کامل صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و رانادی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و ڈھوم صاحب جسٹس

سوم گوپال بہگلے (ابتداً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام ونایک بھیکم بہاٹ و کس دیگر (ابتداً مدعیان) ریسپانڈنٹان*

معاملت ار - ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ - قدرتی ندی - مالکان ساحل - پانی کی رو مین مزاحمت پیدا کرنا - حکم امتناعی - اختیار سماعت -

اجلاس کامل نے (باختلاف رائے رانادی صاحب جسٹس) تجویز کی کہ معاملتدار کو بروئے ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) اُس مقدمہ مین تحقیقات کرنیکا اختیار حاصل ہے جس مین یہہ بیان کیا گیا ہو کہ ایک اُوپر کے مالک ساحل نے ناجائز طور پر ایک قدرتی ندی مین پانی کی رو کو مسدود کر دیا ہے جس سے کہ نیچے کا مالک ساحل بھی پانی لیتا تہا - (۱) -

درخواست زیر اختیارات غیر معمولی ہائیکورٹ (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بناراضی فیصلہ راؤ صاحب آر - آر بالجی معاملتدار مالون بنالش قبضہ -

* درخواست نمبر ۹۷ سنہ ۱۹۰۰ء زیر اختیارات غیر معمولی -

(۱) دفعہ ۴ - ایکٹ معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء) حسب ذیل ہے :-

" ۴ - ہر ایک معاملتدار ایک عدالت مین اجلاس کریگا جو عدالت معاملتدار کے نام سے موسوم ہو گی اور جسکو اُن حدود ارضی کے اندر جو کہ وقتاً فوقتاً جناب نواب گورنر بہادر باجلاس کونسل سے مقرر کیجائین اختیار ہوگا کہ قبضہ اراضیات یا مکانات یا درختان یا زراعت ہائے یا حقوق ماہیگیری یا کسی اور منافعہ کا کسی ایسے شخص کو فوراً عطا کرے یا اُسکے حق مین استعمال آب از چاہ یا تالاب یا ندی یا نالہ کا بحال کرے جو کہ اُس سے ماسوائے طریق قانونی کے کسی اور طرح پر بے دخل یا محروم کیا گیا ہو یا جو قبضہ یا بحالی کا مستحق بباعث ختم ہونے کسی مزارعت کے یا کسی اور استحقاق مملوکہ کسی اور شخص کے ہوا ہو -

* * * * * * * *

مگر کوئی نالش عدالت معاملتدار مین مسموع نہو گی اِلّا جبکہ وہ تاریخ پیدا ہونے بنائے دعوی سے عرصہ چہ ماہ کے اندر رجوع کیجائے -

تمثیل چہارم

الف اور ب ایسی اراضیات کے قابض ہین جو متصل ایک پاٹ یا کاس یا مشابہ مصنوعی نالہ کے ہین جسکا کہ استعمال اُسوقت تک صرف ب کرتا رہا ہو - الف اُسمین سے پانی لیتا ہے - ب مجاز ہے کہ عدالت معاملتدار مین کسی وقت اُس تاریخ سے عرصہ چہ ماہ کے اندر جبکہ الف پانی لینا شروع کرے واسطے ایک حکم امتناعی کے نالش رجوع کرے جسکے رو سے الف ایسا کرنے سے باز رکھا جائے "

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال بیگلے
بنام
دنایک ہبکیم

مدعیان نے جو مالکان اراضی مواقعہ ساحل تہے ایک نالش قبضہ خلاف مدعاعلیہ کے رجوع کی تھی جو ایک اوپر کے حصہ ساحل کا مالک تہا۔ نالش مذکورہ مدعیان نے عدالت معاملتداران مین رجوع کی تھی اور ایک حکم امتناعی کی استدعا کی تھی جسکے روسے مدعاعلیہ پانی کی قدرتی رو مین مزاحمت پیدا کرنے سے باز رکہا جائے جسمین سے کہ مدعیان پینے اور پکانے اور آبپاشی کے واسطے پانی لیتے تھے۔

مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہہ عذر کیا تہا کہ مدعیان کو کوئی استحقاق ندی کے پانی کیواسطے حاصل نہیں ہے معاملتدار نے مدعیان کا دعوی منظور کیا تہا اور مدعاعلیہ نے ایک درخواست زیر اختیارات غیر معمولی ہائیکورٹ مذا مین عذر کی تھی کہ معاملتدار کو کوئی اختیار حکم امتناعی مستدعہ کے عطا کرنیکا حاصل نہ تہا۔ اور ایک قاعدہ نالی سائی جاری کیا گیا تہا۔ جسکے روسے مدعیان بغرض اظہار وجہہ اس امر کے طلب کئے گئے تھے کہ کیون معاملتدار کا حکم منسوخ نکیا جانا چاہئے۔

ایچ سی کویاجی منجانب سائل (مدعاعلیہ) بتائید قاعدہ مذکور۔

داجی ساے کہیر منجانب فریق مخالف (مدعیان) بغرض اظہار وجہہ۔

مقدمہ پر ابتداً ایک ڈویژن بنچ کے روبرو بحث کیگئی تھی جس مین چیف جسٹس صاحب و ٹہوتہو صاحب جسٹس اجلاس فرما تہے جب کہ تجویز ذیل صادر کیگئی تھی:۔

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس:۔ صورت حال مین معاملتداروں نے فریق مخالف کو ایک حکم امتناعی عطا کیا تہا جسکے روسے سائل حال اس امر سے باز رکہا گیا تہا کہ وہ اُس پانی کی رو مین مزاحمت پیدا نکرے جسکے کہ ایک قدرتی ندی مین سے لینے کے عادی مدعیان تھے۔

عذر یہ کیا گیا ہے کہ معاملتدار کو کوئی اختیار ایسے حکم امتناعی کے عطا کرنیکا حاصل نتہا۔

فریقین مالکان ساحل ہین اور انمین سے ہر ایک اس امر کا عادی رہا ہے کہ ایک قدرتی ندی مین سے بند لگا کر پانی حاصل کرین۔ وہ شکایت یہہ تھی کہ سائل نے تہوڑے عرصہ سے بند مذکور کو اسطرح پر تبدیل کر لیا تہا کہ جس سے فریق مخالف کے بند کیطرف نامناسب طور پر پانی کی کمی ہو گئی تھی۔

سوال زیر بحث پر مختلف ڈویژن ہاے عدالت ہذا نے مقدمات یاباجی بنام باباجی (۱) و نراین بنام کیشو (۲) مین غور کیا ہے اور اُسکا فیصلہ مختلف طریق پر ہر دو مقدمات مذکور مین کیا گیا ہے۔

(۱) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۰۔
(۲) (۱۸۹۸ء) " " جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
ونایک ہیکم

اسلئے ہم سوال ذیل کا استصواب اجلاس کامل سے کرتے ہین۔

آیا معاملتدار کو زیر ایکٹ سنہ ۱۸۷۶ء اُس صورت مین تحقیقات کرنیکا حق حاصل ہے جہان یہ بیان ہاگیا ہو کہ ایک اوپر کے مالک ساحل نے نامناسب طور پر ایک قدرتی ندی مین پانی کی رو کو مسدود ہاہو جس سے کہ نیچے کا مالک ساحل بھی پانی لیتا ہے ؟۔

مقدمہ کا استصواب کئے جانے پر اُسکے متعلق اجلاس کامل کے روبرو بحث کیگئی تھی جس مین کینڈی صاحب ورانا ڈے صاحب کرو صاحب وتھورنتھہ صاحب ٹسان اجلاس فرما تھے۔

کویاجی منجانب سائل (مدعاعلیہ)۔ سوال یہہ ہے کہ آیا لفظ "ندی" مندرجہ دفعہ ۴۔ ایکٹ عدالتہاے معاملتداران مین ایک قدرتی نالہ شامل ہے یا کہ وہ صرف ایک مصنوعی ندی کی حد تک محدود ہے۔ ہم استدعا کرتے ہین کہ اُسمین صرف مصنوعی ندی کا ذکر ہے۔ اس امر کے متعلق دو فیصلجات موجود ہین۔ باباجی بنام باجی (۱)، ونائین بنام کیشو (۲)، ہم دفعہ مذکور پر انحصار کرتے ہین۔ اُسمین خصوصیت کے ساتھہ کنوؤن اور نالابون اور نہرون کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سب مصنوعی کام ہین۔ اسلئے لفظ "ندی" مندرجہ دفعہ مذکور سے طبعی طور پر مصنوعی ندی مراد ہے۔ دفعہ مذکور مین چار تمثیلات بیان کیگئی ہین۔ اور تمثیل چہارم مین ایک مصنوعی ندی کا ذکر ہے نہ کہ قدرتی ندی کا۔ اس امر سے بھی ہمارے عذر کی تائید ہوتی ہے۔ تمثیلات سے ایکدفعہ کے معنون کی تشریح ہوتی ہے۔ اگر واضعان قانون کا یہہ منشاء ہوتا کہ ایک معاملتدار کو ایک قدرتی ندی پر اختیار سماعت حاصل ہونا چاہیئے تو انھون نے کوئی حکم اُسی مضمون کا صادر کیا ہوتا۔ اور فقرہ "مصنوعی ندی" تمثیل مذکور مین درج نکیا ہوتا۔ ایک معاملتدار مخلوط سوالات استحقاقات مالکان سواحل کا فیصلہ نہین کرسکتا ایسے سوالات مین تحقیقات شامل ہوسکتی ہے نہ صرف دربارہ مقدار آب کے بلکہ دربارہ اُسکی نوعیت کے مثلاً پانی کے پلید کرنیکے متعلق۔

سوال مذکور در اصل ایک سوال حق آسائش ہے اور معاملتدار کو کوئی اختیار ایسے سوال کے فیصل کرنیکا حاصل نہین۔ ایسا حکم امتناعی بغیر تحقیقات متعلق بہ مشکل سوالات کے عطا نہین کیا جاسکتا مثلاً استعمال کے مناسب ہونے اور اُس پانی کی مقدار کے متعلق جسکا کہ مستحق ہر ایک مالک ساحل ہو۔ ایکٹ عدالتہاے معاملتداران مین ایسے سوالات کے فیصل کرنیکے متعلق احکام نہین ہین

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۷ -

(۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶ -

سنہ ۱۹۰۰ع
رام گوپال
بنام
نایک سکیم

ڈی سائٹ ہیر منجانب فریق مخالف (مدعیان) باظہار وجوہ ۔ مقدمات محولہ سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ ندی کس نوعی ہونی چاہیے وہ ندیان جنکا کہ ذکر مقدمات مذکور مین کیا گیا ہے قدرتی تھین ۔ فیصلہ استصوابی مصدرۂ ڈویژنل بنچ مین مصنوعی ندی کا حوالہ نہین دیا گیا ۔ واضعانِ قانون کا منشاء ایکٹ عدالتہائے معاملتداران کے وضع کرنے کا پسپا ہو جاتا ہے اگر قدرتی ندیان معاملتداران کے اختیار سماعت سے مستثنےٰ کیجائین ۔ دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کی تمثیل چہارم کے لحاظ سے وہ ندیان جنکا کہ ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے مصنوعی ندیون کی حد تک محدود نہین ہوتین ۔ کسی دفعہ کی تمثیلات کا استعمال اُسکی تعبیر کر تیوقت نہین کیا جا سکتا ملاحظہ ہو کیلاس چندر گھوس بنام سوناتن (۱) وہ تعبیر جسکے کہ کئے جانے کی استدعا کیگئی ہے اطلاقِ ایکٹ مذکور کو محدود کرتی ہے ۔ مقدمہ بلونترائو بنام سیراٹ (۲) مین جسکا کہ فیصلہ زیر ایکٹ مذکور کیا گیا تھا ۔ تنازعہ مابین مالکانِ سواحل کا تعلق قدرتی ندی کے ساتھ تھا ۔ گو سوالات از قسم سوالِ متنازعہ حال کے فیصل کرنے مین مشکلات پیش آتی ہین تاہم صرف اسی امر واقعہ کی وجہ سے معاملتدار کا اختیار سماعت زائل نہین ہو سکتا اور نہ اسکی وجہ سے واضعانِ قانون کا منشاء پسپا ہو سکتا ہے ۔ سوالات دربارہ مناسب طور پانی استعمال اور مقدار اُس آب کے جو کہ مالکانِ سواحل حاصل کرتے ہون ایسے سوالات ہین جنکی نسبت معاملتدار تحقیقات کر سکتا ہے ۔ ایسے سوالات کا فیصلہ بذریعہ لینے شہادت کے کیا جا سکتا ہے جسکے کہ لینے کا معاملتدار بہمہ وجوہ مجاز ہے ۔

گوپاجی جواباً : معاملتدار کو صرف جسمانی قبضہ کے متعلق اختیار سماعت حاصل ہے ۔ تنازعہ مقدمہ بلونترائو بنام سیراٹ (۳) مین مابین مالکانِ سواحل کے ایک طرف اور عہدہ داران گورنمنٹ کے دوسری طرف تھا ۔

کینڈی صاحب جسٹس : ۔ سوالِ متنازعہ کا استصواب موجہ پر اجلاس کامل سے کیا گیا ہے کہ اسکا فیصلہ مختلف فریقہائے پر دو ڈویژن بنچ ہائے عدالتِ ہذا نے مقدمات باباجی بنام باباجی (۴) و نرائن بنام کیشو (۵) مین کیا ہے ۔ مقدمہ پر ہمارے روبرو اسطرح پر بحث کیگئی ہے ۔ گویا اختلاف مابین ہر دو مقدمات مذکور اُس تمیز پر منحصر ہے جو مابین ایک مصنوعی اور قدرتی ندی کے ہو اور الفاظ استصواب ایسی تمیز ظاہر ہوتی ہے ۔ مگر دو فیصلجات مذکور مین سے فیصلہ اوّل کا امتحان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تمیز اُن ججان کے دل مین موجود تھی جنہون نے کہ مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تھا

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ع) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۲ (۲) (سنہ ۱۸۹۹ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۱۶۰ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۹ع) " " بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۱ ۔ (۴) (سنہ ۱۸۹۸ع) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۴۷ ۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶ ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
دنایک بھیکم

الفاظ "مصنوعی" یا "قدرتی" ندی فیصلہ مذکور مین موجود نہین ہین۔ مگر اپنے آپکو الفاظ ایکٹ مذکور کی حدتک محدود کرکے اور ملحوظی اغراض ایکٹ کے کوئی ظاہری وجہ اس امر کی معلوم نہین ہے کہ کیون لفظ "ندی" مندرجہ دفعہ ۳ بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء کی تعبیر اُسکے وسیع ترین معنون مین نکیجائی چاہئے اور اُسمین ایک قدرتی ندی شامل ہونی چاہئے۔ صریح اور اہم غرض معاملتداران کو سرسری اختیارات تنازعہ متعلق بہ قبضہ مین عطا کرنے کی یہہ ہی کہ کاشتکاران ناجائز طور پر اپنے اراضیات کے قبضہ سے محروم نکئے جائین اور اُنکی مزاحمت استعمال قبضہ مذکور مین نکیجائے اور اسطرح پر انکو عام طور پر دیوانی نالشات کی زحمت نہ اُٹھانی پڑے اور اُنکے مخالف فریقہا اپنے ناجائز فعال سے فائدہ نہ اُٹھائین اور ایسے مدعا علیہم قابض ہو جائین کہ مدعیان کو اپنا استحقاق ثابت کرنا پڑے۔ بیوجہہ سے معاملتداران کو سرسری اختیارات دربارہ بحالی موجودہ قبضہ کے عطا کئے گئے تھے صرف ایک ہی سوال اُنکی طرف سے غور کئے جانیکے واسطے دربارہ "دھیوت" کے ہے (اس قسم کے مقدمات اس حصہ ملک مین "مقدمات دہیوت" کے نام سے موسوم ہین) اور انکا کوئی تعلق استحقاق یا کامن لا یا قانون سٹیٹیوٹ کے ساتھہ نہین ہے۔ ہر ایک مقدمہ مین سوال فیصلہ طلب ایک امر واقعہ ہے یعنی واقعی قبضہ ایک خاص عرصہ تک کا اور اُس قبضہ سے سوائے قانونی طریق کے کسی اور طرح پر محروم کیا جانا۔ مگر بمبئی ایکٹ ۵ ۱۸۶۴ء مین کوئی ذکر تنازعات متعلق بہ استعمال آب از چاہات یا ندیہائے وغیرہ کا نکیا گیا تھا۔ مگر ایک تنازعہ متعلق بہ آب کی وجہہ سے سال کے ایک حصہ مین اراضی کی کاشت سے باز رکھہ سکتا تھا اور کل موسم کی زراعت ضائع ہو سکتی تھی بیوجہہ سے الفاظ "استعمال آب از چاہات و تالابہائے و ندیہائے و نہرہائے" دفعہ ۳ بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء مین ایزاد کئے گئے تھے اور وہ اُسی بناء پر مبنی رکھا گیا تھا جسپر کہ قبضہ اراضیات وغیرہ مبنی ہے ہر ایک تنازعہ متعلق بہ آب مین معاملتدار کا اختیار سماعت اور زیادہ تر محدود تا بحد سوال امر واقعہ کے کیا گیا ہے یعنی تا بحد مدعی کے قبضہ استعمال متدعویہ اور مدعا علیہ کیطرف سے قبضہ مذکور مین خلل اندازی سوائے طریق قانونی کے کسی اور طرح پر کئے جانے کی حدتک۔

پس بلحوظی صریح نیت ایکٹ مذکور کے کوئی وجہہ اس امر کی موجود نہین ہے کہ کیون استعمال آب از ندی ایک مصنوعی ندی کی حدتک محدود سمجھا جانا چاہئے موجودہ انتظام یہہ ہو سکتا ہے کہ باری باری یا کسی اور طرح پر ایک پرانی مصنوعی ندی کا پانی لیا جائے (مثلاً ضلع ناسک مین) یا ایک معمولی پاٹ مین سے جیسا کہ بالعموم پریزیڈنسی ہذا مین کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گرپال
بنام
وناٹک ہیکم

پس سوال یہہ ہے کہ امر واقعہ جو چہوٹ دیا گیا ہے اس مین کہان اختلافات ہے؟ موجودہ استعمال الف اور ب دونو کے واسطے اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ موسم گرما مین ایک ندی کے آر پار بند لگائین۔ اور ب کا بند ایک خاص طول وعرض کا رستہ چہوڑ کے بنایا جائے تا کہ الف کے بند تک بہی پانی پہونچے۔ اسی قسم کا استعمال مقدمہ رکہما بنام تلاجی (۱) مین بحال رکہا گیا تہا۔ اگر استعمال مذکور ثابت کیا جائے تو ایکٹ مذکور کا منشاء صحیح طور پر یہہ ہے کہ معاملتدار کو چاہئے کہ اسے بحال کرے یا اسمین مزاحمت ہونے دے تمثیلات دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور ہمکو اس امر پر مجبور نہین کرتین کہ لفظ "ندی" کو ایک مصنوعی ندی تک محدود سمجہین تمثیل ۳ بدین الفاظ ہے کہ یہ الف اجازت دیتا ہے کہ ب اسکے کنوئین یا اسکی ندی وغیرہ مین سے پانی کا استعمال کرے"، تمثیل ۸ بدین الفاظ ہے "الف اور ب ارہینارات کے قابضان متعلق ایک پاٹ یا کالس اسی قسم کی مصنوعی ندی کے ہین جسکا کہ استعمال ابتک بلاشرکت غیر ب سے کیا جاتا تہا۔ الف اسمین سے پانی لیتا ہے الخ" یہہ کہنا گویا قواعد تعبیر کی نامناسب کہینچ تان کرنا ہے کہ چونکہ اس موخرالذکر تمثیل مین ایک مصنوعی ندی کا ذکر ہے۔ اسلئے معاملتدار کا اختیار سماعت اُن صورتون کی حد تک محدود ہے جنمین سوال اسکے روبرو درباره امر واقعہ متدعویہ استعمال آب از مصنوعی ندی کے ہو۔ ایکٹ مذکور مین یا کسی اور جگہہ کوئی اشارہ اس امر کیطرف موجود نہین ہے کہ واضعان قانون کا منشاء یہہ تہا کہ صرف ایک خاص قسم کا انتظام معاملتدار کیطرف سے کیا جانا چاہئے۔ الفاظ مذکور اسقدر وسیع ہین جسقدر کہ ممکن طور پر ہو سکتے ہین اور یہ کہنا گویا واضعان قانون کے منشاء کو پامال کرنا اور اُس برائی کو سخت تر بنانا ہے جسکے روکنے کا منشاء ایکٹ مذکور کا ہے۔ اگر الف معاملتدار کے روبرو یہہ ثابت کر سکے کہ وہ ابتک استعمال متدعویہ کرتا رہا ہے تاہم اتفاقیہ محرومی منجانب ب کے استعمال مذکور کی الف کو اپنے کہیت کی کاشت کرنیسے باز رکہیگی تاہم الف زیر بحث معاملتداران کا روائی نکر سکیگا کیونکہ استعمال ایک قدرتی ندی کے پانی کا تہا۔

اگر مسئلہ مذکور درست ہو تو اُس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ معاملتدار کا تعلق کسی قانون حق آسائش یا مالکان سوحل کے ساتھہ نہوگا۔ اسکا فیصلہ اس امر واقعہ کی حد تک محدود ہونا چاہئے کہ آیا مدعی استعمال متدعویہ کرتا تہا؟ اور کہ آیا اُسمین خلل اندازی کیگئی ہے؟ مقدمہ فاطمہ بی بی بنام بہنڈاری بہا (۲) ایک ایسا فیصلہ کیا گیا ہے جو سرسری نظر سے مسئلہ متذکرہ صدر کے برخلاف معلوم ہوتا ہے مگر یہہ امر صحیح ہے کہ وہ ایسا نہین ہے جبکہ اُس سند کا امتحان کیا جائے جسپر کہ وہ مبنی ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۶۰۵۔ (۲) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۵۹۲۔

سنہ ۱۹ء
سوم گوپال
بنام
ونایک بہیکم

رپورٹ مقدمۂ فاطمہ بیبی بنام بہنڈاری بہیا بر صفحہ ۵۹۲ تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء حسب ذیل ہے:-
یہ فریق مخالف نے نالش حال خلاف سائیلان حال کے عدالت معاملتدار مین واسطے رفع کرانے مبینہ حق آب ندی بجانب سائیلان کے رجوع کی ہے منفصلہ (فیرن صاحب جسٹس و ہسٹنگ صاحب جسٹس) یہہ ہے:-
"ہماری یہہ رائے ہے کہ ایکٹ معاملتداران کی تعبیر عدالت ہذا نے مقدمۂ جگا ولیہہ بنام دیا بہائی مونبہائی[1] مین درست طور پر کی ہے اور کہ اُسکے احکام مین وہ حق استفادہ شامل نہین ہے جسکے کہ بحق خود محفوظ کرانے کی استدعا مدعیان نے معاملتدار سے کی ہے یہ افسوس کی بات ہے کہ واضعان قانون نے کافی صراحت کے ساتہہ ایسے فقرات کا استعمال نہین کیا جنمین کہ استحقاق مذکور شامل ہوسکتا مگر ہم اُنکی عبارت کو ایسی توسیع نہین دیسکتے جس سے اُسمین وہ امور شامل ہوسکین جو اُسمین شامل نہین ہین- ان واقعات کی موجودگی مین ہماری یہہ رائے ہے کہ معاملتدار کو صورت حال مین کوئی اختیار حاصل نہین ہے۔"

حوالہ مسل بمقدمۂ مذکور سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ مدعیان نے عدالت معاملتدار مین کس امر کا دعوے کیا تہا مگر حوالہ سند متعلقہ بمقدمۂ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک مزاحمت باستعمال آب نہو سکتی تھی۔ کیونکہ مقدمۂ جگا ولیہہ بنام دیا بہائی (۱) مین مدعی نے معاملتدار کے پاس یہ شکایت کی تھی کہ اُسکو یہ استحقاق حاصل تہا کہ اپنے مکان کی چہت کا پانی مدعا علیہ کی زمین پر سے گذارے اور اُسمین مدعا علیہ نے اسطرح خلل اندازی کی ہے کہ اُسنے اپنی زمین پر ایک چہپر ڈال لیا ہے یہہ امر صریح ہے کہ مدعی کا دعوے اپنے مکان کی چہت کا پانی مدعا علیہ کی زمین پر سے گذرنے کا ایک دعوے دربارہ استعمال آب از چاہ یا نہر یا تالاب یا ندی نہ تہا- معاملۂ مذکور صریح ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ فعل جو مدعا علیہ نے خود اپنی جایداد پر کیا ہو جس سے مدعی کے استعمال آب از ندی مین خلل واقعہ ہوا ہو (خواہ وہ قدرتی ہو یا مصنوعی) معاملتدار کے اختیار مین نہین آتا- اسیطرح پر مقدمۂ بلونترا ؤ بنام سپراٹ (۲) مین مدعی پیمائش نمبر ۱۳ کا مالک تہا جس مین سے کہ ایک قدرتی ندی بہتی تھی۔ ہمسایہ مالک نمبر ۱ نے اپنی جایداد مین ایک بند تعمیر کیا تہا جسکی وجہہ سے مدعی کے نمبر ۱۳ کیطرف پانی جانا بالکل مسدود ہو گیا تہا۔ مدعی بغیر کسی سوال دربارہ اختیار سماعت کے عدالت معاملتدار مین کامیاب ہوا تہا اور بند مذکور گرایا گیا تہا- ایک معنون مین وہ "مربیوت" جسکا کہ دعوے مدعی کرتا تہا اور جو بحال کیا گیا تہا

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۴۰۔
(۲) " " " صفحہ ۳۴۰
(۳) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۷۶۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
وناٹک بہیکم

ایک آسائیش تہا استعمال کا مذکورا ایک ندی کے پانی کا استعمال تہا بغیر کسی مزاحمت منجانب ہمسایہ مالک یا کسی اور شخص کے اسطرح سے کہ وہ اپنی جائداد مین کوئی دخل کرے۔

فیصلہ مقدمۂ مذکور (منفصلۂ پارسنس صاحب و رانائے صاحب جسٹسان) مین یہہ ظاہر نہین کیا گیا کہ چونکہ دعوے کی نوعیت ایک حق آسایش کی تھی اسلئے وہ معاملتدار کے اختیار سماعت سے باہر تہا۔ بخلاف ازین حکام موصوف نے یہ بیان کیا تہا (ملاحظہ ہو صفحات ۷۶۵ و ۷۶۶) کہ:-

"یہ معاملتدار کو کوئی تعلق قانون مقدمہ کے ساتھ نہین ہے اُسپر صرف یہ لازم تہا کہ تین تنقیحات امور واقعہ کو فیصل کرے یعنی مسلمہ طور پر ایک ندی موجود ہے اور جسمین سے پانی بہتا ہے جسکے کہ استعمال کا مدعی نے دعوے کیا ہے۔ پس معاملتدار کو صرف امور ذیل کا فیصلہ کرنا ہے (۱) آیا مدعی واقعی طور پر قابض جائداد یا استعمال متدعویہ کا ہے (۲) آیا مدعا علیہم نے اُسکے استعمال مذکور مین مزاحمت یا خلل اندازی کی ہے یا وہ مزاحمت یا خلل اندازی کرنے کی کوشش کر رہے ہین (۳) آیا ایسی مزاحمت یا خلل اندازی اوّلاً ارجاع نالش سے چھ ماہ کے اندر شروع کیگئی تھی اور کہ ایک ڈگری مطابق اپنی قراردادہا متعلق بہ امور مذکور کے صادر کرے۔"

مین کامل طور پر اُن امور کے ساتھ اتفاق کرتا ہون جو کہ فیصلہ مذکور مین قرار دیئے گئے ہین۔ معاملتدار کو قانون متعلق بہ مقدمہ کے ساتھ کوئی علاقہ نہین ہے۔

مگر مقدمۂ باباجی راجی بنام باباجی دیوجی (۱) مین انہی ججان نے اُسکے خلاف رائے اختیار کی تھی اُس مقدمہ مین وہ انتظام جسکے کہ بحال کرانے کی استدعا مدعی نے کی تھی یہہ تہا کہ اُسنے اور مدعا علیہم نے جو اُس اراضی کے مالکان تھے جس مین سے کہ ایک قدرتی ندی بہتی تھی بند ہائے تعمیر کئے تھے تا کہ پانی جمع کرکے اپنی اراضیات کی آبپاشی کرین۔ کوئی معینہ رواج باری کا موجود نہ تہا۔ وہ انتظام جسکے کہ موجود ہونیکا ذکر کیا گیا تہا یہہ تہا کہ مدعا علیہم کا بند ہمیشہ اسطرح پر تعمیر کیا جاتا تہا کہ اُسمین ایک سوراخ یا راستہ ایک خاص پیمانہ کے مطابق رکہا جاتا تہا جس سے مدعیان کی اراضیات کے واسطے پانی مہیا ہو جاتا تھا۔ معاملتدار نے تین تنقیحاتِ امورِ واقعہ قایم کی تہین اور ڈگری صادر کی تھی گو اُسنے کوئی باضابطہ قراردادہا قلمبند نکی تھین اُسنے دراصل یہہ قرار دیا تہا کہ مدعیان استعمال متدعویہ پر قابض رہے ہین اور کہ مدعا علیہم نے اُسمین ایک بند کے بغیر سوراخ کے بنانے سے مزاحمت کی ہے اور کہ ایسی مزاحمت اولاً ارجاع نالش سے چھہ ماہ کے اندر شروع کیگئی تھی۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۷۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
ونایک سہیکم

اسلیئے اُسنے ایک حکم امتناعی مدعا علیہم کے نام بدینمضمون جاری کیا تہا کہ "مطابق بیتنام کے وہ اُنکو ایک سے ساخ ایک خاص مقدار کا اپنے بند مین رکہنا چاہیئے۔ عین یہی انتظام یا استعمال مقدمہ رام بنام تلا جی (۱) مین درست طور پر بحال کردہ قرار دیا گیا تھا۔

حکم مذکور سے ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تہا جسنے یہہ قرار دیا تہا (صفحات ۹۴۹ و ۹۵۰) کہ معاملتدار کو کوئی اختیار حاصل نہ تہا کیونکہ :-

"اگر الف ایک جزو ندی کا اور ب دوسرے جزو کا مالک ہے اور اگر ب اپنے جزو سے اُس سے زیادہ تر پانی حاصل کرے جسکا کہ وہ مستحق ہو تا کہ کمتر مقدار پانی کی الف تک پہنچے تو ہماری رائے مین کوئی نالش عدالت معاملتدار مین چل نہ سکیگی۔ کیونکہ الف ہرگز اس استعمال آب پر قابض نہ تہا جو کہ ب کی ندی مین بہتا تہا اور کوئی مزاحمت الف کے استعمال آب مین پیدا نہین کیگئی جو کہ اُسکی ندی مین موجود تہا۔ اگر ایسی نالش چل سکے تو حکم امتناعی نہ صرف وہی ہونا چاہیئے جسکا کہ حکم ضمیمہ (ج) ایکٹ مذکور مین دیا گیا ہے بلکہ ایک حکم مدعا علیہ کے نام بمضمون ہونا چاہیئے کہ وہ ایک فعل خود اپنی جائداد پر کرے یا اُسکے کرنیسے باز رہے جیسا کہ واقعی طور پر معاملتدار نے صورت حال مین صادر کیا ہے جسکے واسطے کوئی سند ایکٹ مذکور مین نہین ملسکتی۔ یہ امر صریح طور پر قرین مصلحت نہین ہے کہ وہ باریک سوالات جو مابین مالکان سواحل کے دربارہ اُس مقدار آب کے پیدا ہون جسکے استعمال کا مستحق ایک ندی مین ہر ایک اُنمین سے ہے عدالت معاملتدار سے فیصل کیے جائین۔ واقعی طور پر یہی سوال صورت حال مین زیر تنقیح ہے۔ وہ یہہ نہین ہے کہ آیا مدعیان کا استعمال آب از ندی خود مسدود کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ یہہ ہے کہ آیا مدعا علیہم نے اپنے حقوق بحیثیت مالکان اراضی واقعہ ساحل سے تجاوز کر کے دیگر مالکان یعنی مدعیان کو نقصان پہونچایا ہے۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ ایسی نالش ایکٹ معاملتداران کی ذیل مین نہین آتی"۔

ساتہہ نہایت اعزاز کے مین فیصلہ مذکور کے ساتہہ اتفاق کرنیکے ناقابل ہون۔ واقعات بیان کردہ بالا یعنی قبل رجوع نالش کے اُس استعمال آب پر قابض تہا جو ب کے جزو ندی مین آتا تہا اور ب نے الف کے استعمال آب مین مزاحمت پیدا کی تہی جو پائی کہ بصورت ب کی مزاحمت نہو نیکے الف کے جزو ندی مین آتا۔ وہ نمونہ حکم امتناعی جو ضمیمہ (ج) ایکٹ مذکور مین مقرر کیا گیا ہے کوئی وجہہ یہ قرار دینے کی پیدا نہین کرتا کہ معاملتدار کو ایسی صورت مین کوئی اختیار حاصل نہوگا کیونکہ نمونہ مذکور مین اُس مزاحمت یا فعل انداہی کا ذکر کرنیکے متعلق حکم نہین ہے جسکے کہ آئندہ پیدا کرنیسے مدعا علیہ باز رہنا چاہیئے تاہم دفعہ ۵ مین یہہ حکم ہے کہ ہر صیغہ مین نوعیت حکم امتناعی بیان کیجانی چاہیئے جو صادر کیا جانا ہو۔ حکم امتناعی جسکے کہ مقدمہ بلونتراؤ بنام سپرائٹ (حوالہ بالا) مین

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لاء رپورٹ بمبی جلد ۱۹ صفحہ ۷۷۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
فنایک بھیکم

جاری کیجائے یہ ہدایت معاملتدار کو کیگئی تھی اگر تنقیح کا فیصلہ مدعی کے حق مین کرے یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مدعاعلیہ (۱) وہ بند گرا دیا جاوے جو کہ اُنہون نے پیمایش نمبر ۱ مین مالک نمبر مذکور کے ساتھہ سازش کرکے اور اُسکی طرف سے تعمیر کیا ہے۔ اگر صرف اُسی نے بند مذکور تعمیر کیا ہوتا اور صرف وہی مدعاعلیہ ہوتا جیساکہ وہ نالش ما سبق مین تہا تو اوسکو بذریعہ حکم امتناعی کے کسی فعل کے خود اپنی جایداد پر کرنے یا نکرنے کی ہدایت کیجاتی یعنے یہہ کہ وہ خود اپنے جزو ندی پر ایسا بند نہ بنائے جس سے وہ استعمال زائل ہو جائے جوکہ ابتک پیمایش نمبر ۱۳ کا مالک اپنی ندی کے پانی سے متعلق کرتا رہا ہے۔

مین کامل طور پر اس رائے کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون کہ یہ امر صریح طور پر قرین مصلحت نہین ہے کہ وہ باریک سوالات جوکہ مابین مالکان سواحل کے دربارہ مقدار اُس پانی کے پیدا ہون جو ہر ایک مالک ندی مین سے حاصل کرنیکا مستحق ہو۔ عدالت معاملتدار سے منفصل کئے جائین۔ مگر جیساکہ فیصلہ مقدمہ بلونترا ؤ بنام پسارٹ مین ظاہر کیا گیا ہے "معاملتدار کا کوئی تعلق قانون متعلق بہ مقدمہ کے ساتھہ نہین ہے" وہ صرف اس امر واقعہ کا جج ہے کہ آیا مدعاعلیہ نے اپنے فعل سے مدعی کو اُس استعمالِ آب سے محروم کیا ہے یا اُسمین خلل اندازی کی ہو جوکہ وہ ابتک کر رہا ہے۔ یہہ سوال کہ آیا استعمال مذکور مطابق قانون متعلق بہ مالکان سواحل کے ہے ایک ایسا سوال ہے جو عدالت دیوانی منفصل کر سکتی ہے نہ کہ معاملتدار اور وہ فریق جو عدالت معاملتدار مین ناکامیاب رہے مجاز ہے کہ ایک نالش معمولی عدالت دیوانی مین رجوع کرکے سوال مذکور کو مطابق قانون متعلق بہ مالکان سواحل کے منفصل کرائے۔

اگر وہ مسایل جنکے کہ ظاہر کرنیکی مینے کوشش کی ہے درست ہین تو نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ مین کامل طور پر آخری فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ نرائین بنام کیشو (۱) سے اتفاق کرتا ہون جو بدین مضمون ہے، کہ معاملتدار کو مقدمہ مذکور مین حکم امتناعی صادر کرنیکا اختیار حاصل تہا جس مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ مدعی اُس پانی کا استعمال کرتا رہا ہے جو ندی مین سے بہتا تہا۔ اور مدعاعلیہ نے مدعی کے استعمالِ مذکور مین اسطرح خلل اندازی کی ہے کہ ایک گڑھا اپنی اراضی مین کہود کر پانی کی رو تبدیل کر لی ہے۔ اسلئے مدعاعلیہ کو بذریعہ حکم امتناعی کے درست طور پر یہہ ہدایت کیگئی تھی کہ وہ ایک فعل کے خود اپنی جایداد پر کرنیسے باز رہے یعنے یہہ کہ اپنی اراضی مین گڑھا نہ کہودے۔ نیز مین اس رائے سے اتفاق کرتا ہون کہ واضعانِ قانون کا ممکن طور پر یہ خیال تہا کہ تنازعات کے متعلق معمولی چارہ جوئی بالعموم کاشتکاران کے فائدہ کیلئے مہیا کیجائے تاکہ نقص امن وقوع مین نہ آئے اور وہ فریق جو معاملتدار کے فیصلہ سے رضامند نہو مجاز ہے کہ ایک معمولی نالش عدالت دیوانی مین

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶۔

سنہ ۱۹۰۶ء
سوم گوپال
بنام
ونایک بہیکم

رجوع کرکے چارہ جوئی کرسے۔ مگر ساتھہ جملہ عزاز کے مین اس مسئلہ سے اختلاف کرتا ہون کہ [illegible] ہوسکے مدعاعلیہ کی مزاحمت باستعمال مدعی کے ایک سوال امر واقعہ ہے جسکا کہ فیصلہ معاملتدار [illegible] مطابق دفعہ ۔ ایکٹ حق آسائش کے یا بحوالہ قانون متعلق بہ مالکان ساحل کے کیا جانا چاہیئے بخلاف ازیںمین یہ قرار دیتا ہون کہ معاملتدار کو قانون متعلق بمقدمہ کے ساتھہ کوئی تعلق نہین ہے، وجوہات بالا مین سوال مستصوبہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

رانا دے صاحب جسٹس:۔ وہ امر جسکا کہ ہمسے استصواب کیا گیا ہے یہہ ہے کہ آیا معاملتدار کو زیر ایکٹ بمبئی ۳ سنہ ۱۸۷۶ء اسصورت مین تحقیقات کرنیکا اختیار حاصل ہے جہان یہہ بیان کیا گیا ہو کہ ایک اوپر کے مالک ساحل نے نامناسب طور پر ایک قدرتی ندی کی رو مین مزاحمت پیدا کی ہے جس سے کہ نیچے کا مالک ساحل بھی پانی لیتا تھا۔ ڈویژن بنچ نے اسوجہہ سے استصواب حاصل کیا تھا اسکی یہہ رائے تھی کہ فیصلجات مقدمات باباجی بنام باباجی (۱) اور نرائن بنام کیشو (۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ امر مذکور کا فیصلہ مختلف طور پر کیا گیا ہے۔

مقدمات مذکورہ مین سے مقدمہ اول الذکر مین اصلی تنازعہ دربارہ واقعی مزاحمت یا بیدخلی کے نتہا جسکی نسبت مقدمہ مذکور مین کوئی تنازعہ نتہا بلکہ اس امر کی نسبت تہا کہ آیا ایک مالک کو خود اپنے بند مین ایسا سوراخ رکہنا چاہیئے جس مین سے کہ پانی ایک نیچے کے بند کے مالک کو بھی پہونچتا ہے جو اسی ندی مین سا ٹہہ ہاتہہ سے زیادہ فاصلہ پر بنایا ہوا تہا۔ یہ ایک ایسا تنازعہ قرار دیا گیا تہا جو دربارہ قبضہ کے ہو اور واقعی طور پر قابل سماعت معاملتدار کے ہو۔ دوسرے مقدمہ (نرائن بنام کیشو (۳)) مین تنازعہ دربارہ ایک مبینہ مزاحمت کے تہا جو واقعی طور پر پانی کی رو تبدیل کرکے اسطرحپر پیدا کیگئی تھی کہ ایک گڑہا کہودا گیا تہا جسکی وجہہ سے مدعی کی اراضیات کا پانی بھی مدعاعلیہ کی اراضی کیطرف بہ جاتا تہا۔ صاحب جج منفصل کنندہ مقدمہ موخر الذکر نے پہلے فیصلہ کا حوالہ صفحہ ۴۷ پر دیا تہا اور اسکو اسوجہہ پر ممیز کیا تہا کہ وہ ایک خاص مقدمہ ہے جس مین فریقین نے ایک خاص رواج دربارہ استعمال آب پر انحصار کیا ہے پس ہر دو مقدمات مذکور مین کوئی اختلاف موجود نتہا۔

امر مذکور پہر مقدمہ ملوبنترا ؤ بنام سیارٹ (۴) مین اُنہی ججان کے روبرو پیدا ہوا تہا جنہون نے کہ مقدمہ باباجی بنام باباجی (۵) کو منفصل کیا تہا اور انہون نے یہہ قرار دیا تہا کہ معاملتدار کو

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۷ (۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۵۰۶۔ (۴) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " " " جلد ۲۳ صفحہ ۷۶۱۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء
سوم گوپال
بنام
ونایک بہکیم

اختیار سماعت حاصل تہا جبکہ شکایت دربارہ مزاحمت بہ آمد آب کے تہی۔ پس وہان اس امر کے متعلق کوئی اختلاف موجود نہین ہے۔ ایکٹ معاملتداران مین کوئی تمیز مابین استعمال ندی قدرتی و ندی مصنوعی کے نہین کیگئی اُسکے روسے ایک تمیز مابین واقعی قبضہ کے جس مین خلل اندازی کیگئی ہے اور اُن حقوق کے کیگئی ہے جنکا کہ دعوے بطور حق آسائش کے بلا واقعی قبضہ کے کیا گیا تہا۔ موخر الذکر حجاعت حقوق ماسوائے استحقاق رہگذر بطرف ارضیات کے عدالتہائے معاملتداران کے اختیار کی ذیل مین نہین آتا۔ اگر استعمال آب مین مزاحمت یا خلل اندازی کیجائے تو معاملتدار کو بحالی قبضہ کا اختیار حاصل ہے اسلئے مقدمہ حال درست طور پر فیصل کیا گیا تہا۔

کروصاحب جٹس: میری یہہ رائے ہے کہ معاملتدار کو زیر بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۶ء اُس صورت مین تحقیقات کرنیکا حق حاصل ہے جہان یہہ بیان کیا گیا ہو کہ ایک اوپر کے مالک ساحل نے ناجائز طور پر ایک قدرتی ندی کے پانی کو مسدود کیا ہے جس سے کہ نیچے کا مالک ساحل بھی پانی لیتا ہے۔

ایکٹ مذکور کے روسے کوئی تمیز مابین ایک قدرتی اور مصنوعی ندی کے نہین کیگئی۔ اُن مقدمات مین جنکا کہ حوالہ بیج استصواب کنندہ نے دیا ہے سوال زیر تنقیح ایک ہی تہا اور وہ مختلف طریقہائے پر فیصل کیا گیا تہا۔ یہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا مزاحمت باستعمال آب بجانب مدعی بباعث بند کے تعمیر کئے جانیکے پیدا ہوئی تھی یا سوراخ کے بند کرنیسے یا ایک گڑہے کے کہودنے سے یا کسی اور طریق سے جسکے کہ ذریعہ پانی کی رو تبدیل کیگئی تھی۔ مقدمہ باباجی بنام باباجی (۱) مین مدعی نے یہہ بیان کیا تہا کہ ایک ایسا سوراخ موجود تہا جسکو مدعاعلیہم نے بند کر دیا ہے۔ مدعاعلیہم نے ایسے سوراخ کے موجود ہونے سے انکار کیا تہا اور معاملتدار نے فیصلہ بحق مدعی کے کیا تہا۔ ایسے بند کی وجہ سے مدعی کا استعمال دربارہ اُس پانی کے واقعی طور پر مسدود کیا گیا تہا جسپر کہ وہ قابض تہا۔ ایکٹ مذکور مین کوئی حساب مقدار آب کا نہین کیا گیا اور نہ اس امر کا کہ آیا فعل مذکور سے مزاحمت تا بحد ایک فیصدی کے یا کہ ۹۹ فیصدی کے پیدا ہوئی ہے بہرحال وہ ایک مزاحمت باستعمال آب ہے اور وہ معاملتدار کے حدود اختیارات کے اندر آتی ہے۔

مین سوال مذکور کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

وٹہور تھ صاحب جٹس: استصواب ہذا بروجہہ اختلاف فیصلجات مقدمات باباجی بنام باباجی (۱)

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۔

سنہ ۱۹۰۶ء
سوم گوپال
بنام
دنایک بہیکم

نرائن بنام کیشو (۱) کے کیا گیا ہے جو اس سوال کی نسبت ہے کہ آیا معاملتدار کو زیر ایکٹ ۔۔۔ ۱۸۷۶ء اس صورت مین اختیار سماعت حاصل ہی جہانکہ ایک مالک ساحل یہہ شکایت کرے کہ دوسرے مالک نے ایک قدرتی ندی کی رو کو ناجائز طور پر مسدود کیا ہے۔

صورت حال مین دو مقدمات محولۂ بالا کیطرح سوال تنہا طور پر ایک قدرتی ندی کے متعلق ہے۔ نہ تو فیصلجات مقدمات مذکور اور نہ اختیار سماعت حاصل ہی اور لفظ "مصنوعی" صرف اسوقت بحث مین پیدا ہوتا ہے جب یہہ سوال پیدا ہو کہ آیا لفظ "ندی" مندرجۂ دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور صرف ایک مصنوعی ندی تک محدود ہے یا کہ قدرتی ندی کی حد تک بھی وسیع ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ محدود تر تعبیر درست ہے۔ یہہ رائے اولاً قرینۂ عبارت پر منحصر ہے۔ الفاظ مستعملہ یہہ ہین "کوئی کنوان یا تالاب یا نہر یا ندی" چار الفاظ کا استعمال بطور ہونے ایک ہی قسم کے کیا گیا ہی - اور نہ یہہ معلوم کرنا آسان ہے، کہ کیون اگر قدرتی ندی کی شمولیت کا منشا ہوتا تو عامتر الفاظ استعمال نکئے جاتے۔

ثانیاً گو ایک ایکٹمنٹ کی تمثیلات مکمل نہ سمجھی جانی چاہئین اور تمثیلات مین سے کسی امر کے چھوڑے جانے پر چندان انحصار نکیا جانا چاہئے۔ تاہم یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ تمثیلات دفعہ ۴ مین چار مختلف اقسام منبع آب کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ چارون دراصل مصنوعی ہین۔ کم از کم مین اونکو اسی معنو مین لیتا ہون وہ یہہ ہین "کنوان" اور "پات" اور "کالس"۔ انمین سے تین صحیح طور پر مصنوعی ہین اور جہان لفظ "ندی" کا استعمال کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے مراد مصنوعی ندی ہی کیونکہ اُسکا ذکر بطور ملکیت الف کے کیا گیا ہے۔ بالعموم ایک ندی جو پرائیویٹ اشخاص کی ملکیت ہو مصنوعی ندی ہوتی ہے۔

ثالثاً مجھے یہہ امر غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا ہرگز یہہ منشا تہا کہ معاملتدار کو سرسری اختیار بصورت تنازعات دربارہ استعمال آب از دریا یا دیگر قدرتی ندی کے عطا کیا جائے اسمین شبہ نہین کہ سوالات فیصلہ طلب صرف امور واقعہ ہونگے (یعنے سوالات واقعی استعمال و واقعی مزاحمت) مگر ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ نہائیت مشکل سوالات ہون اور نہائیت نامناسب واسطے سرسری فیصلہ کے ہون۔ بالعموم مالکان مصنوعی ندی ایک قلیل جماعت اشخاص

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۶۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوم گوپال
بنام
ونایک سبیکم

ہوسکتی ہیں جو ہون خود یا جنکے جانشینان سابق نے ندی تعمیر کی ہو وہ ایک دوسرے کو بخوبی جان سکتے ہین اور حقوق اور رواجی استعمال ہر ایک کا تاریخ تعمیر ہی سے سبکو معلوم ہوتا ہے مگر بصورت مالکان ساحل کے جو ایک قدرتی ندی سے پانی لیتے ہون شرائط بالکل مختلف ہوسکتی ہین۔ مثلاً مقدمہ باباجی بنام باباجی (۱) مین چھہ بند ہائے ایک ندی مین لگائے گئے تھے۔ ایسی صورت مین ایک مالک اُس پانی کی مقدار کو جو اُسے حاصل ہوتا ہو معمول سے کمتر سمجھکر یہہ خیال کرسکتا ہے کہ دوسرے مالک نے اپنا بند اونچا کرلیا ہے مگر وہ مالک اس قصور کو اپنے اوپر کے مالک کیطرف منسوب کرسکتا ہے اور علیٰ ہذالقیاس۔ چنانچہ یہہ معلوم کرنا بھی مشکل ہوگا کہ مناسب فریقہائے نالش کون ہین۔ اور وہ حکم جو صادر کیا جاتا ہو ایک حکم بدین ہدایت بنام مدعاعلیہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی فعل اپنی جایداد پر کرے (یعنی ایک بند کو نیچا کرے یا ایک سوراخ کو فراخ کرے) جو شاید مدعی کے مقبوضہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹ موجودہ کے صادر ہونے کے وقت تک معاملتدار کو کوئی اختیار دربارہ تنازعات متعلقہ استعمال آب کے حاصل نہوتا تہا۔ اسپر واضعان قانون نے (جیسا کہ ایکٹ سے معلوم ہوتا ہے) قرین مصلحت سمجہا تہا کہ اُسکو بصورت تنازعہ مابین مالکان کے دربارہ چاہات اور دیگر مصنوعی منبع ہائے آب کے عطا کیا جائے یہہ امر گویا ایکٹ سے تجاوز کرنا ہے اگر اسکو اختیار سماعت بصورت تنازعہ متعلقہ آبپاشی از ندیہائے یا قدرتی ندیہائے کے عطا کیا جائے۔

ایک تیسرے مقدمہ بلونترائو بنام سپراٹ (۲) کا حوالہ دوران بحث مین دیا گیا ہے مگر اُسکی متعلق یہہ کہنا کافی ہے کہ کوئی اعتراض دربارہ اختیار سماعت کے از قسم متنازعہ حال مقدمہ مذکور مین نہ کیا گیا تہا اور سوال مذکور پر غور نہین کیا گیا۔

مین فیصلہ مقدمہ باباجی بنام باباجی کی پیروی کرکے استصواب کا جواب نفی مین دیتا ہون۔

استصواب کا جواب اثبات مین دیئے جانے پر قاعدہ معترضہ خارج کیا گیا تہا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۷۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۶۱۷۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و ہوورتھ صاحب جسٹس

جمشید جی ودیگر کس دیگر (ابتدائی فریق مخالف نمبر ۲ و نمبر ۳) اپیلانٹان

بنام باوا بھائی ودیگر کس دیگر (ابتدائی مدعا علیہ وفریق مخالف نمبر ۱) ریسپانڈنٹان*

۲۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

ضامن۔ ذمہ واری ضامن کے موثر کرنیکا طریق۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۴۵ و ۵۴۶۔

طریق موثر کرانے ادائگی منجانب اس ضامن کا جسنے کہ اپنے آپکو زیر دفعہ ۵۴۵ لغایت یا دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) ذمہ دار بنایا ہو بذریعہ ایک سرسری کارروائی اجرا کے ہے نکہ بذریعہ نالش جداگانہ کے۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ای ایچ موسکارڈی صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت مشعر بحالی فیصلہ اے ڈی صاحب ایم پی ہدارسبارڈینیٹ جج درجہ دوم سورت۔

ایک شخص مکن پرشوتم نے ایک ڈگری زرنقد بخلاف باوا بھائی ولبھ بھائی کے حاصل کی تھی۔ جبکہ مدعی نے ڈگری مذکور کے اجرا کی درخواست کی تھی تو باوا بھائی نے زر مذکور عدالت مین داخل کردیا تھا مگر یہہ درخواست کی تھی کہ مکن کو زر مذکور کے عدالت سے لینے کی اجازت نہ یجاتی چاہیئے جبتک کہ وہ ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) نہ دے کیونکہ اسکا منشا ایک اپیل بنا راضی ڈگری مذکور کرنیکا ہے۔ درخواست مذکور منظور کیگئی تھی اور نوروجی سورابجی مکن کا ضامن ہوا تھا اور اسنے ایسے حکم کا پابند ہونیکا اقرار کیا تھا جو کہ عدالت اپیل بالآخر صادر کرے۔ نوروجی ضامن ۱۸۹۳ء مین فوت ہوگیا تھا جمشید جی ودین بھائی اپیلانٹان اسکے ورثاء اور قایم مقامان قانونی تھے۔

ڈگری مذکور ۱۸۹۴ء مین بر طبق اپیل منسوخ کیگئی تھی اور ۲۶ نومبر ۱۸۹۸ء کو باوا بھائی نے درخواست حال بخلاف مکن اور جمشید جی ودین بھائی کے (جو نوروجی متوفی ضامن کے ورثا تھے) واسطے واپسی زر مذکور کے جو کہ مکن نے عدالت سے بعد دینے ضمانت حسب مذکورہ بالا کے لیا تھا۔ رجوع کی تھی۔

جمشید جی اور دین بائی نے منجملہ دیگر عذرات کے یہہ عذر کیا تھا کہ باوا بھائی بخلاف ورثاء و قایم مقامان قانونی متوفی ضامن کے بر طبق اجرا کارروائی نکر سکتا تھا بلکہ اسکی مناسب چارہ جوئی بذریعہ نالش کے تھی

* اپیل دوم نمبر ۳۹۹ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
جمشید جی
بنام
بادابہائی

کہ بار ڈولیٹ جج نے اِس عذر کو نامنظور کیا تہا اور اجراء کا حکم دیا تہا۔
فیصلۂ مذکور برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکہا تہا۔
اسپر جمشید جی ودین بائی نے ایک اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ریچ ہی کو یاجی بجانب اپیلانٹان: ضمانت نامہ دفعہ ۵۴۹ مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی ذیل مین نہین آتا کیونکہ جب وہ تحریر کیا گیا تہا اُسوقت کوئی اپیل موجود نہ تہا۔ دفعہ مذکور مین ایک ایسی صورت کے متعلق حکم ہے جہانکہ ایک اپیل واقعی طور پر دائر ہو ایک ضامن کے برخلاف ڈگری کے موثر کرنیکا طریق بذریعہ سرسری ضابطۂ اجراء کے نہین ہے بلکہ بذریعہ مبزری نالش کے ہے۔ اُن مقدمات مین جو دفعات ۵۴۹ و ۶۱۰ مرمّمہ بروئے ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء کی ذیل مین آتے ہون واضعان قانون نے صریح طور پر یہہ حکم دیا ہے کہ ضامن کے برخلاف کارروائیات اجراء مین کارروائی کیجانی چاہئے نتیجہ یہہ ہے کہ دیگر صورتون مین جنکے متعلق کوئی ایسا حکم نہین دیا گیا چارہ جوئی بذریعہ مبزری نالش کے ہے نہ کہ بروئے سرسری کارروائیات کے۔ فیصلۂ مقدمۂ دینکا پا بنام باسلنگاپا (۱) فیصلہ مقدمۂ سورجو داس بنام بالمکند (۲) و فیصلہ مقدمہ اروناچلم بنام اردناچلم (۳) کے خلاف نہین ہے بلحاظ اِن جدید تر فیصلجات کے مقدمۂ دینکاپا پر غور کیا جانا چاہئے۔

منو بہائی نانابہائی بجانب ریسپانڈنٹان: ضمانت نامہ دفعہ ۵۴۹ مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی ذیل مین آتا ہے کیونکہ اُسکے تحریر کئے جانیکی تاریخ پر اپیل واقعی طور پر داخل کیا گیا تہا۔ مزید برآن دستاویز مذکور ہمیشہ سے ایسی متصور کیگئی ہے جو دفعہ ۵۴۶ کی ذیل مین آتی اور اپیلانٹان برطبق اپیل دوم جدید دعوے کے کرنیکے مستحق نہین ہین۔ زیر دفعہ ۲۵۳ مجموعۂ مذکور ضامن مدعاعلیہ کے برخلاف اجراء مین کارروائی کیجاسکتی ہے اور دفعہ مذکور بہ تبدیل مراتب بتبدیل طلب کے ضامن ریسپانڈنٹ سے زیر دفعات ۵۸۲ و ۵۸۳ مجموعۂ مذکور متعلق ہے دفعات ۵۴۹ و ۶۰۲ کا تعلق ضامن خرچہ اپیلانٹ سے متعلق ہے۔ اسلئے نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ دفعہ ۲۵۳ ایسی صورت سے متعلق نہوگی اور اسیوجہہ سے دفعات ۵۴۹ و ۶۱۰ کی ترمیم کیگئی تھی۔ مگر اس ہی

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۱۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) " " کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۲۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۱ء) " " مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۳

سنہ ۱۸۹۹ء
جمشید جی
بنام
باوابہائی

یہہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ جب ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ دیگئی ہو تو چارہ جوئی بخلاف ضامنان(۱) بذریعہ ایک نالش کے ہونی چاہئے نہ کہ بذریعہ کارروائیات اجراء کے فیصلہ مقدمہ دینکا بائی(۱) اُس امر کے متعلق ناطق ہے۔

کینڈی صاحب جٹس:- واقعات مقدمہ ہذا مختصراً حسب ذیل بیان کئے جاسکتے ہیں:-

سنہ ۱۸۹۶ء میں باوابہائی نے ایک ڈگری زرنقد بخلاف پرشوتم کے حاصل کی تھی اُس ڈگری کے اجراء میں بعض زیورات و زرنقد قرق کئے گئے تھے پرشوتم کے پسر مکن نے مزاحمت کی تھی اور وہ زیورات کو قرقی سے واگذار کرانے میں کامیاب ہوا تھا نہ کہ زرنقد کو۔

ازان بعد مکن نے ایک نالش باوابہائی کے برخلاف اس امر کے قرار دینے کے واسطے رجوع کی تھی کہ زرنقد مذکور اُسکی ملکیت ہے۔ اُسنے ایک ڈگری استقراریہ حاصل کی تھی۔ مگر جب باوابہائی نے زرمذکور عدالت سے نکال لیا تھا تو مکن نے ایک درخواست عدالت میں دی تھی اُسکو مجری نالش کی ہدایت کیگئی تھی۔ چنانچہ مکن نے باوابہائی پر زرمذکور کے دلاپانے کی نالش کی تھی اُسنے ۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک ڈگری حاصل کی تھی۔ اور اُسکی طرف سے درخواست اجراء کئے جانے پر باوابہائی نے زرمذکور عدالت میں ادا کر دیا تھا مگر عدالت میں یہہ درخواست کی تھی مکن کو زرمذکور کے وصول کرنیکی اجازت نہ دیجانی چاہئے جبتک کہ وہ پہلے ضمانت نہ دے کیونکہ وہ بنارضامندی ڈگری کے اپیل کرنا چاہتا ہے۔ درخواست مذکور منظور کیگئی تھی۔ اور نوروجی نے ایک ضمانت نامہ ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو تحریر کر دیا تھا جسکے روسے خود اپنی طرف سے اور اپنے ورثا کی اور اوصیاء کیطرف سے اقرار کیا تھا کہ اُسپر عدالت اپیل کا حکم قابل پابندی ہوگا۔

عدالت اپیل نے اُس ڈگری کو منسوخ کیا تھا جو بحق مکن کے صادر کیگئی تھی اور ڈگری عدالت اپیل کو ہائیکورٹ نے ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بحال رکھا تھا۔

۲۶۔ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء کو باوابہائی نے درخواست حال بخلاف مکن اور بخلاف جمشید جی و دین بائی وغیرہ ورثاء نوروجی کے (جو جنوری سنہ ۱۸۹۳ء میں فوت ہوگیا تھا) واسطے بازیافت اُس روپیہ کے جو عدالت سے مکن نے ضمانت دیکر لیا تھا۔ رجوع کی تھی۔

۶۔ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء کو ہدایات اہتمام ترکہ جمشید جی اور دین بائی کو بطور وصی وصیتہ وصیت نوروجی کے عطا کیگئی تہیں۔ درخواست کی ترمیم اُسی کے مطابق ۱۴۔ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء کو کیگئی تھی۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جمشید جی
بنام
باوا بہائی

جمشید جی اور دین بائی نے بہت سے عذرات اٹہائے تھے۔ سبارڈینیٹ جج نے تنقیحات ذیل قایم کی تہین:-

۱- آیا درخواست زائد المیعاد ہے؟

۲- آیا مدعی باوا بہائی زرِ متنازعہ کی واپسی کا مستحق ہے؟

۳- آیا وہ سود کا دعوے کرنیکا مستحق ہے؟-

سبارڈینیٹ جج نے تنقیحات نمبر ۱ و نمبر ۳ کا فیصلہ نفی مین کیا تہا اور تنقیح نمبر ۲ کا اثبات مین۔ امر میعاد عدالت ہذا مین ترک کیا گیا ہے اور گو باوا بہائی نے ایک اپیل بالمقابل عدالت ضلع مین رجوع کیا تہا اور ہائیکورٹ مین بھی امر سوم کے متعلق عذرات بالمقابل داخل کئے تھے۔ تاہم اسکا ذکر ذی علم وکیل نے عدالتِ ہذا مین نہین کیا۔

امر دوم کے متعلق سبارڈینیٹ جج نے فیصلہ مقدمہ دینکا یا بنام باسلنگایا (۱) و تہرو ملائی بنام رامیا (۲) کی سند پر انحصار کیا تہا۔

برطبق اپیل جمشید جی و دین بائی کے صاحب جج ضلع نے سبارڈینیٹ جج کے حکم کو بحال رکہا تہا جمشید جی و دین بائی نے اب اپیل دوم عدالت ہذا مین رجوع کیا ہے اور امر اول جو مسٹر گویاجی منجانب اپیلانٹان نے اٹہایا ہے یہہ ہے کہ جب نوروجی نے ضمانت نامہ لکہدیا تہا اسوقت کوئی اپیل دایر نہ تہا۔ اسلئے کوئی ضمانت نامہ زیر دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی تحریر کیا گیا تہا اور اسلئے بہرحال باوا بہائی کی تنہا چارہ جوئی بذریعہ نالش بربنائے ضمانت نامہ مذکور کے ہے۔ یہہ امر کبہی قبل ازین عدالت ہائے ماتحت کے روبرو اٹہایا نگیا تہا۔ یہہ ممکن ہے کہ گو اپیل داخل نکیا گیا تہا جب باوا بہائی نے یہہ درخواست کی تہی کہ ممکن کیطرف سے عدالت مین سے روپیہ لینے کے پہلے ضمانت دیجانی چاہئے تاہم جب نوروجی نے ضمانت نامہ تحریر کیا تہا اسوقت درحقیقت اپیل داخل کیا جا چکا تہا۔ مقدمہ ہمیشہ ایسا متصور کیا گیا ہے کہ گویا وہ دفعہ ۵۴۶ کی ذیل مین آتا ہے۔ ایک مشابہ مقدمہ کوساجی بنام ونائک (۳) کا ہے۔ اسکی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضمانت نامہ قبل اسوقت کے تحریر کیا گیا تہا جبکہ اپیل درحقیقت داخل کیا گیا تہا مگر اسمین کبہی سوال دربارہ اطلاق دفعہ ۵۴۶ کے نہ اٹہایا گیا تہا۔

اب ہم مسٹر گویاجی کے عذر دوم کیطرف عود کرتے ہین۔ مقدمہ کوساجی بنام ونائک محولہ بالا

(۱) (سنہ ۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۱۔ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۱۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۹۔

سنہ ۱۹۰۶
جمشید جی
بنام
بادابھائی

مین صاحب جج ضلع نے پیروی ایک فیصلہ کلکتہ بمقدمہ سورجو داس بنام بالکند داس (۱) کے یہہ قرار دیا تھا کہ ذمہ واریہائے ضامن بصیغہ اجرا مین موثر نہین کرائی جا سکتین۔ بلکہ وہ بذریعہ نالش جداگانہ کے موثر کرائی جانی چاہئین۔ برطبق اپیل بہائیکورٹ پارسنس صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس و رانا ڈی صاحب جسٹس نے رائے مذکورہ سے اختلاف کیا تہا۔ پارسنس صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس نے یہ بیان کیا تہا کہ بڑے مگر ہائیکورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ طریق موثر کرانے ادائگی بجانب ضامن کا بذریعہ سرسری ضابطہ اجرا کے ہے نہ کہ بذریعہ نالش جداگانہ کے (ملاحظہ ہو دینکپا نایک بنام باسلنگایا (۲)۔

مسٹر کیاجی نے ہمسے یہہ استدعا کی ہے کہ فیصلہ مذکور پر پہر غور کیا جائے اور کہ بلحاظ مالعہ کے فیصلجات دیگرہ ہائیکورٹ ہا کے عدالت ہذا کو سوائے اسکے کچہہ چارہ نہین ہے کہ درخواست نامنظور کیجائے اور بادابہائی کو ایک علیحدہ نالش بخلاف قائم مقامان نوروجی (ضامن) کرنیکی ہدایت کیجائے۔

اسمین شبہ نہین کہ یہ درست ہے کہ متوسامی ایار صاحب جسٹس نے ماہ اپریل ۱۹۰۵ء مین (ملاحظہ ہو مقدمہ تہروملائی بنام راماسیار (۳) یہہ قرار دیا تہا کہ بصورت ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ کے دئے جانیکے عدالت اپیل کی ڈگری کارروائیات اجرا مین بخلاف ضامنان کے زیر احکام دفعات ۲۵۳ و ۵۸۳ کے موثر کیجا سکتی ہے تاہم ایک فیصلہ مابعد مورخہ ستمبر ۱۹۰۵ء (اروناچلم بنام اروناچلم (۴) مین انہون نے یہہ قرار دیا تہا جبکہ رسپانڈنٹ اپیل بحضور ہیہام عدالت اعلیٰ پریوی کونسل نے ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ دی تھی (جو شاید اسصورت کے ہی جبکہ عام اپیل کا رسپانڈنٹ زیر دفعہ ۵۴۶ ضمانت دے) کہ دفعہ ۲۵۳ ایسی متعلق نہین کیجا سکتی کہ وہ دفعہ ۶۱۰ مین ایزاد کیگئی ہے جیسا کہ اس ایزادی بدفعہ ۶۱۰ سے ظاہر ہوتا ہے جو بموجب ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۸ء کے کیگئی تھی اسلئے ڈگریدار کی صرف ایک ہی چارہ جوئی بخلاف ضامن کے تہی یعنی یہ کہ نالش کرے تہی علی طور پر بہی اسے ایک ڈویزن بنچ کلکتہ نے مقدمہ سورجو داس بنام بالکند داس مین فیصلہ کیا تہی جہان ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ دیگئی تھی مگر [illegible] جسٹس نے یہہ قرار کیا تہا کہ اسکو اس بات پر کہ انتظار کرتے مین مشکل پیش آئی اگر معاملہ مذکور [illegible] تا ہم [illegible] ایسا سلسلہ فیصلجات کلکتہ ہائیکورٹ کے اختلاف کرنا [illegible] سمجہا تہا بالخصوص [illegible] کہ اسوقت (ماہ اگست سنہ ۱۸۸۵ء مین) مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیم ہو رہی تھی اور معاملہ مذکور [illegible] کی

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۲ (۲) (سنہ ۱۹۰۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۴
(۳) (سنہ ۱۹۰۵ء) ” ” مدراس جلد ۲۸ صفحہ ۱ (۴) (سنہ ۱۹۰۵ء) ” ” مدراس جلد ۲۸ صفحہ ۲۰۳
(۵) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۲

سنہ ۱۹۰۰ء
جمشید جی
بنام
باوابہائی

توجہہ کورہ عنب کریگا جو ہمارے قانون کے وضع کرنیکے ذمہ دار ہین۔ گہوس صاحب جسٹس نے اپنا اطمینان پہلے فیصلجات کلکتہ ہائیکورٹ پر انحصار کرکے کرلیا تہا جو یہہ تہے (الف) تُوکہن سنگہ بنام ادونت سنگہ (۱) جو ایک مقدمہ دربارہ ضمانت زیر دفعہ ۵۴۵ کے تہا اور حکام عالیمقام نے صرف سند مقدمہ (ب) کالی چرن سنگہ بنام بالگوبند سنگہ (۲) پر انحصار کیا تہا جو ایک مقدمہ دربارہ ضمانت خرچہ زیر دفعہ ۵۴۹ کے تہا ہائیکورٹ نے قرار دیا تہا (ماہ فروری ۱۸۸۰ء مین قبل ایکٹ ترمیم کنندہ ۱۸۸۲ء کے نافذ ہونے کے) کہ یہ امر بالکل صحیح ہے کہ ہرگاہ واضعانِ قانون کا منشا ہو کہ ضمانت نامہ سرسری طور پر بلا ضرورت نمبری نالش کے موثر کیا جانا چاہئے (جیسا کہ اُسصورت مین کیا جانا چاہئے جسکے متعلق دفعہ ۳۳۶ مین حکم ہے)۔ تو اُنہون نے صحیح طور پر ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مگر اُس ضامن کیصورت مین جو عدالت اپیل مین ضامن ہو۔ کوئی ایسا حکم نہین دیا گیا (ج) رادہا پرشاد سنگہ بنام بہولجوری کور (۳) جس مین (ماہ جولائی ۱۸۸۵ء مین) یہہ فیصل کیا گیا تہا کہ بصورت ایک ضمانت خرچہ اپیل بحضور پریوی کونسل زیر دفعہ ۶۰۲ کے دفعہ ۳ ۲۵ دفعہ ۶۱۰ مین اضافہ نکیگئی تہی اور کہ صرف ایک ہی چارہ جوئی بذریعہ نمبری نالش بخلاف ضامن کے ہے۔

کثرت رائے اجلاس کامل الہ آباد نے رِبنس بہادر سنگہ بنام مغلہ بیگم (۴) مین اُسکے خلاف رائے بصورت ضمانت خرچہ مہیا کردہ اپیلانٹ بپیروی کونسل کے اختیار کی تہی۔

بلحوظی فیصلجاتِ مذکور اور اِس صحیح امر واقعہ کے کہ جب ایکٹ ۱۸۸۲ء نافذ ہوا تہا فیصلجات درج رپورٹ شدہ سے ایک اختلاف رائے مابین ہائیکورٹ ہائے کلکتہ و الہ آباد کے ظاہر ہوتا تہا دربارہ اُس چارہ جوئی کے جو ڈگریدار کیطرف سے بخلاف اُس شخص کے کیجانی چاہئے جو خرچہ کا ضامن ہوا ہو۔ یہ نتیجہ مناسب طور سے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایزادیہا جو بروئے ایکٹ ۱۸۸۲ء کے دفعات ۵۴۹ و ۶۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کیگئی ہین صرف اس اختلاف کو رفع کرنیکے واسطے کیگئی تہین۔ اور یہ حکم دینے کیواسطے جب ایک ضامن اپنے آپکو اپیلانٹ کیطرف سے خرچہ رسپانڈنٹ کا ذمہ دار بنائے تو خرچۂ مذکور بذریعہ اجرا بخلاف ضامن مذکور کے وصول کیا جانا چاہئے۔ مگر اس سے یہہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ واضعانِ قانون کا یہ منشا تہا کہ جہان ایک ضامن نے اپنے آپکو اپیلانٹ کیطرف سے حسب ضابطہ تعمیل ڈگری یا حکم عدالت اپیل (دفعہ

(۱) (۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۵
(۲) (۱۸۸۰ء) " " " جلد ۵ صفحہ ۴۹۷۔
(۳) (۱۸۸۵ء) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۴۔
(۴) (۱۸۸۰ء) " " الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۲۴۔

سنہ ۱۹۰۰ع
جمشید جی
بنام
باوا بہائی

۵۴۵ (ج) کا یا رسپانڈنٹ کیطرف سے واپسی جایداد اور حسب ضابطہ تعمیل ڈگری یا حکم عدالت اپیل (دفعہ ۵۴۶) کا ذمہ دار بنایا ہو تو اُن صورتون مین وصولی بذریعہ کارروائیات اجراء کے ہونی چاہیئے بلکہ بذریعہ علیحدہ نالش بخلاف ضامن کے۔ ہمنے کئی سال تک پریزیڈنسی بمبئی مین ویسٹ صاحب جسٹس کی وجوہات ظاہر کردہ سنہ ۱۸۸۰ع (۱) بمقدمہ وینکاپا نائک بنام باسلنگاپا پر عمل کیا ہے اور ہم اب یہہ قیاس کرنے کو تیار نہین ہین کہ وجوہات مذکور اب بیوقعت ہوگئی ہین کیونکہ واضعانِ قانون نے ۱۸۸۲ع مین بظاہر زیادہ تر احتیاط کے واسطے دفعات ۵۴۹ و ۶۱۰ مین ایزاد بہایں مضمون کی ہین کہ ضامن ازطرف اپیلانٹ دربارہ خرچہ رسپانڈنٹ کے برخلاف اسیطرح بصیغہ اجراء کارروائی کیجاسکتی ہے گویا کہ ضامن خود اپیلانٹ تہا۔

مسٹر منوبہائی وکیل باوا بہائی نے ہماری توجہہ ان الفاظ مندرجہ دفعہ ۲۵۳ کیطرف راغب کی ہے "اسی طریق پر جیسے کہ ایک ڈگری کا اجراء بخلاف مدعاعلیہ کے کیا جاسکتا ہے" جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحیح نیت واضعانِ قانون کی یہہ تھی کہ دفعہ ۲۵۳ کو اُسصورت تک محدود کیا جاے جس مین کہ مدعاعلیہ نے قبل صدور ڈگری بنالش ابتدائی کے ضمانت دی ہو اور (بروے اطلاق دفعات ۵۸۲ و ۵۸۳ کے) اُسصورت مین جبکہ اپیلہاے کا تعلق اُس مقدمہ کے سلہتہ ہو جس مین رسپانڈنٹ نے قبل صدور ڈگری عدالت اپیل کے ضمانت دی ہو۔ چونکہ زیر دفعات ۵۴۹ و ۶۰۲ ضمانت خرچہ اپیلانٹ نے دی ہے اسلئے دفعہ ۲۵۳ متعلق نہوگی اسلئے ایزاد بہاے بدفعات ۵۴۹ و ۶۱۰ خاص طور پر یہہ حکم دینے کیواسطے ضروری تہین کہ خرچہ ضامن سے اسی طریق کے مطابق وصول کیا جاسکتا ہے گویا کہ وہ اپیلانٹ تہا۔ حجت مذکور نادرست ہے۔ کئی تمثیلات مدعاعلیہم کیطرف سے قبل صدور ڈگری بنالش ابتدائی ضمانت دیئے جانے کی احکام دفعات ۴۷۷ لغایتہ ۴۸۰ (گرفتاری قبل فیصلہ) اور دفعات ۴۸۳ لغایتہ ۴۹۰ (قرقی قبل فیصلہ) مین پائی جاتی ہین پس سوال یہہ ہے کہ ہمکو اُس مدعی کیصورت کی نسبت کیا کہنا چاہیئے جسکو دورانِ نالش مین ضمانت خرچہ کے دینے کا حکم زیر دفعہ ۳۸۰ یا ۳۸۱ دیا گیا ہو؟ اگر نالش مع خرچہ خارج کیگئی ہو تو آیا واضعان قانون کا صحیح طور پر یہہ منشاء تہا کہ ایسی صورت مین چارہ جوئی بخلاف ضامن صرف بذریعہ جداگانہ نالش کے ہوسکتی ہے؟ یا کہ یہہ ایک ایسا امر ہے جسکے متعلق کوئی حکم نہین کیا گیا۔ یا کہ آیا "مدعاعلیہ" مندرجہ دفعہ ۲۵۳ سے صرف وہ فریق مراد ہے جسکے برخلاف ایک ڈگری صادر کیگئی ہو؟ اگر مسٹر منوبہائی کی حجت اختیار کیجائے تو ہمارے سامنے یہ

(۱) (سنہ ۱۸۸۰ع) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۴۱۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جمشید جی
بنام
بادا بھائی

بیضابطگی پیش آئیگی جب ایک ریسپانڈنٹ ضمانت زیر دفعہ ۵۴۶ دے تو دفعہ ۲۵۳ متعلق ہوگی اور جب ایک اپیلانٹ ضمانت زیر دفعہ ۵۴۵ دے تو دفعہ ۲۵۳ متعلق ہوگی۔ یہ امر کسیقدر تذبذب آمیز ہے۔ مثلاً اگر ایک ڈگری ایک عدالت مین بغرض اجراء ارسال کیجائے اور مدیون ڈگری سے قبل کارروائیات اجراء کے ملتوی کرنے کے ضمانت طلب کرے تو مدیون ڈگری کو درخواست التوا زیر دفعہ ۵۴۵ (ملاحظہ ہو دفعات ۲۳۹ و ۲۴۰ و نمونہ نمبر ۱۲ سرکلرجات بمبئی ہائیکورٹ صفحہ ۲۱۹) کے قابل بنانے کے واسطے دفعہ ۲۵۳ متعلق ہوگی کیونکہ ضمانت بعد صدور ڈگری کے لیگئی ہے دفعہ ۲۵۳ اسوجہہ سے متعلق ہوگی کہ ضمانت زیر دفعہ ۲۴۰ قبل درخواست زیر دفعہ ۵۴۵ کئے جانیکے لیگئی ہے اور وہ اُس ضمانت سے بالکل مختلف ہی جو زیر دفعہ ۵۴۵ دیگئی ہو۔ اسطرح جبر دفعہ ۳۳۶ اُن واقعات سے متعلق ہے جو بعد ڈگری عدالت اول کے پیدا ہوں اور وہ باب ہا متعلق بہ اپیل میں واقعہ نہیں ہے اسلئے ایک خاص حکم دفعہ ۳۳۶ مین بدینمضمون دیا گیا ہے کہ بصورت ضامن کے ایسی ضمانت مطابق طریق مقرر کردہ دفعہ ۲۵۳ کے وصول کیجا سکتی ہے۔ مگر دفعہ ۲۴۰ مین کوئی ایسا حکم موجود نہین ہے اور تاہم اس امر کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ کیون ضامن ایک صورت مین اُن ہی وضہ واریہا کے تابع ہونا چاہیئے جبکہ وہ دوسری صورت مین تابع ہے۔

دوراہے جو کہ ابتک بمبئی ہائیکورٹ نے دربارہ ضامنان زیر دفعات ۵۴۵ و ۵۴۶ کے اختیار کی ہے اسکی تائید فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ جانکی کوار بنام سری رانی (۱) سے ہوتی ہے یہہ ایک نادرست قیاس ہے کہ واضعان قانون کا صحیح منشا بذریعہ ترمیم بذریعہ ایکٹ ۱۸۸۸ء دفعات ۲۵۳ و ۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ تھا کہ ضامن کے برخلاف خرچ کے واسطے بصیغہ اجراء کارروائی کیجا سکتی ہے۔ مگر جب ضامن واسطے حسب ضابطہ تحصیل ڈگری کے ہو۔ تو چارہ جوئی اسکے برخلاف بذریعہ نالش کے کیجانی چاہئیے۔ اس امر کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ کیون ایسا اختلاف موجود ہونا چاہئیے۔

اسلئے ہم عدالت ہذا کے طریق عمل سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہہ نہین دیکھتے اور ہم حکم کو بحال کرتے ہین اور اپیل کو معہ عذرات بامقابل کے معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

---

(۱) رسالہ ۹ سلسلہ انڈین لا رپورٹس الہ آباد صفحہ ۲۲۵۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

۱۲ دسمبر ۱۹۰۲

شنکر بھائی وغیرہ (ابتداءً مدعیان) سائلان بنام سوبھائی دیکسن دیگر (ابتداءً مدعاعلیہم) فریق مخالف[*]

اختیار سماعت - نالش مطالبہ خفیفہ - سب آرڈینیٹ جج جس کو اختیارات مطالبہ خفیفہ مفوض ہوں - نالش مطالبہ خفیفہ کا ایک سب آرڈینیٹ جج سے بروئے اپنے معمولی اختیارات سماعت کے تجویز کیا جانا - اپیل -

جہانکہ ایک سب آرڈینیٹ جج نے جس کو کہ اختیار سماعت مطالبہ خفیفہ حاصل تھا ایک نالش مطالبہ خفیفہ کی تجویز زیر اپنے معمولی اختیار سماعت کے کی تھی -

تجویز ہوئی کہ نوعیت نالش اس طریق کیوجہ سے تبدیل نہیں ہوئی جس کے کہ مطابق سب آرڈینیٹ جج نے اپنے اختیار سماعت کا استعمال کیا تھا اور چونکہ اسکی ڈگری ناطق ہے اسلئے قابل اپیل بعدالت ضلع نہیں ہے -

درخواست زیر اختیارات غیر معمولی ہائیکورٹ -

مدعیان نے ایک نالش واسطے دلاپانے مبلغ ۵ روپیہ کے بطور اپنے حصہ سالانہ وظیفہ کے رجوع کی تھی جو کہ مدعاعلیہم نے خزانہ سرکار سے وصول کیا تھا سب آرڈینیٹ جج درجہ دوم امرہیٹ نے جسکو عدالت مطالبات خفیفہ کا اختیار بھی حاصل تھا نالش کی تجویز زیر اپنے معمولی اختیار سماعت کے کر کے مدعی کے دعوے کو منظور کیا تھا -

اسپر مدعاعلیہم نے عدالت ضلع میں اپیل کیا اور سب آرڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل نے ڈگری کو منسوخ کر کے نالش کو خارج کیا -

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا اور یہ عذر کیا کہ چونکہ نالش سب آرڈینیٹ جج کے اختیارات مطالبہ خفیفہ کی ذیل میں آتی تھی اسلئے اسکی ڈگری ناطق تھی اور کہ اسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہو سکتا تھا اور کہ سب آرڈینیٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل کو کوئی اختیار اسکی منسوخی کا حاصل نتھا -

ایل اے شاہ منجانب سائلان (مدعیان)

جی ایس راؤ منجانب فریق مخالف نمبر ا (مدعاعلیہ نمبر ا)

کینڈی صاحب جسٹس :- نالش کی نوعیت اس طریق کیوجہ سے تبدیل نہوگئی تھی جسکے کہ مطابق سب آرڈینیٹ جج نے اپنے اختیار سماعت کا استعمال کیا تھا نالش کی نوعیت ایسی تھی کہ کوئی اپیل

[*] درخواست نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۰۲ع زیر اختیارات غیر معمولی -

بناراضی فیصلہ سب آرڈینیٹ جج کے عدالت ضلع میں نہوسکتا تہا اسلئے ہمکو قاعدہ ہذا ناطق قرار دینا چاہئے
اور عدالت ضلع کی ڈگری بصیغہ اپیل منسوخ کرنی چاہئے۔ خرچہ کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جاتا۔
ڈگری بصیغہ اپیل منسوخ کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل مسٹر جسٹس ناناوٹی صاحب جسٹس اور مسٹر جسٹس کرمپ صاحب جسٹس

۷ر دسمبر ۱۹۲۳ء

مرلی دہر (ابتدا خریدار نیلام) اپیلانٹ بنام اتندرا وغیرہ (ابتدا مدعی و مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

اجراء ڈگری۔ نیلام بصیغہ اجراء مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ بابت ۱۹۰۸ء) دفعہ ۳۱۰ (الف) و ۴۷ ۲ (ج)۔

حکم مشعر نامنظوری استرداد نیلام۔ اپیل بناراضی حکم مذکور۔

ایک اپیل بناراضی اس حکم کے ہوسکتا ہے جو زیر دفعہ ۳۱۰ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء)
مشعر نامنظوری استرداد نیلام صادر کیا گیا ہو جبکہ تنازعہ کا تعلق اجراء یا ایفا یا اجراء زر ڈگری کے
ساتھ ہو اور اسطرح پر وہ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ مذکور کی ذیل میں آتا ہو۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ آنریبل صاحب ڈسٹرکٹ جج ستارا مشعر منسوخی فیصلہ راؤ صاحب
این وی سمنت سب آرڈینیٹ جج درجہ دوم رحیمت پور۔

سوال بہ اپیل ہذا یہ تھا کہ آیا ایک حکم مشعر انکار استرداد نیلام زیر دفعہ ۳۱۰ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی
(ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء) قابل اپیل ہے۔

۲۴ر نومبر ۱۸۹۳ء کو مدعی نولرام نے ایک ڈگری مبلغ ۱۸۱ روپیہ ۱۴ آنہ کی معہ سود تا تاریخ وصولی
بخلاف مدعا علیہم کے باپ بہوانراؤ اتندراؤ کے حاصل کی تھی۔

۷ر جنوری ۱۸۹۶ء کو مدعی نے ڈگری مذکور کے اجراء کی درخواست کی تھی اور مبلغ ۱۳۰ روپیہ ۲ آنہ
کا دعوے بطور زر اصل (مبلغ ۱۸۱ روپیہ ۱۴ آنہ) معہ سود تا تاریخ مذکور کے کیا تہا۔

ایک وارنٹ قرقی و نیلام جاری کیا گیا تھا۔ مگر مدعا علیہم نے حاضر ہوکر زر دعوے ادا کردیا تہا
اور وارنٹ ۲۷ر اگست ۱۸۹۶ء کو بطور ایفا شدہ وارنٹ کے واپس ہوا تہا۔

---

* اپیل دوم نمبر ۴۹ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
مرلی دہر
بنام
اننداکو وغیرہ

بعد میں یہ معلوم ہوا تھا کہ ناظر نے مقدار سود کے لگانے میں غلطی کی ہے اور کہ مدعا علیہم نے مبلغ ۱۱؍ زیادہ ادا کئے ہیں۔ مگر زر مذکور جو کہ ماہ اپریل میں مدعا علیہم سے وصول کیا گیا تھا مدعی کو ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ادا کر دیا گیا تھا۔ مگر اُس دن اُنہوں نے ایک درخواست عدالت میں مدیں بیان کی تھی کہ اپنی پہلی درخواست میں اُنہوں نے سود واجب الادا بحق خود کا تخمینہ کمتر لگایا تھا اور اُنہوں نے اُس جدید رقم کے واسطے جس کے کہ واجب الادا ہونیکا اُنہوں نے دعوےٰ کیا تھا مزید وارنٹ کی استدعا کی تھی۔

اسپر سب آرڈینیٹ جج نے بغیر مدعا علیہم کی سماعت کرنیکے ایک دوسرا وارنٹ جاری کیا تھا۔

اس وارنٹ میں کامل رقم واجب الادا بیان نہ کی گئی تھی اور سود کا حساب اجرا پر چھوڑا گیا تھا۔

وہ دو ادائیگی ہائے جو مدعا علیہم نے بایفائے وارنٹ مذکور کی تھیں میعاد کے اندر قرار دیگئی تھیں اور ایک نیلام بصیغہ اجرا کے ۱۵ اپریل ۱۹۰۰ء کو کئے جانیکی اجازت دیگئی تھی۔ مدعی نے نیلام مذکور میں بولی دینے کی اجازت کے واسطے درخواست کی تھی، مگر صرف اُس صورت میں بولی کی اجازت دیگئی تھی جبکہ عمارات کی قیمت مبلغ للعـــہ ؍؍ تک پہونچ جائے۔

نیلام مذکور میں مدعی کے برادر نے جائیداد مذکور معہ من مبلغ عـہ کے خرید کر لی تھی۔

مدعا علیہم کو بعد میں نیلام مذکور کا علم ہوا تھا اور انہوں نے فوراً عدالت میں زر واجب الادا بروئے وارنٹ معہ اُسکے سود و خرچہ وغیرہ کے داخل کر دیا تھا اور اُنہوں نے ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۱ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی استرداد نیلام کے واسطے کی تھی۔

سب آرڈینیٹ جج نے درخواست مذکور کو نامنظور کر کے نیلام کو بحال رکھا تھا۔

بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے سب آرڈینیٹ جج کے فیصلہ کو منسوخ کر کے نیلام وجوہات ذیل پر مسترد کیا تھا (۱) کہ مدعی کیجانب سے ایک ایسی غلطی کیگئی تھی جس کی وجہ سے جملہ مابعد کی بیضابطگیاں ہوئیں عمل میں آئی تھیں (۲) کہ ناظر کے دفتر میں سخت غفلت کیگئی تھی (۳) اور کہ کاروائیات سب آرڈینیٹ جج نے بغیر اطلاع مدعا علیہم کے کی تھیں (۴) کہ بیضابطہ وارنٹ نیلام جاری کیا گیا تھا (۵) کہ جائیداد بلا شبہ طور پر مبلغ للعــہ ؍؍ سے کم مالیت کی نہتی خود مدعی کے برادر کے پاس بعوض مبلغ ؍؍ روپیہ کے نیلام کیگئی ہے اور (۶) کہ مدعا علیہم ہمیشہ رقم واجب الادا کو ادا کر دینے کے خواہاں رہے ہیں۔

اسلئے اُنہوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ کل قرضہ لشمولیت زر اصل معہ سود و خرچہ تاریخ نیلام دوم تک محسوب کیا جانا چاہئے یعنے

سنہ ۱۹۰۰ء
سرلی دھر بنام اننداؤ

۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء تک - مدعی کو چاہیئے کہ رقم مذکور اُن رقوم میں سے وصول کرے جو مدیونان ڈگری نے عدالت میں داخل کی ہیں اور وہ رقم مجرا الیجانی چاہئے جوکہ سنہ [illegible] میں سے وصول کرلی ہے اور باقی مدیونان ڈگری کو واپس دیجانی چاہئے اور کل جملہ کارروائیات عدالت ماتحت بعد از ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء منسوخ کیجانی چاہئیں۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے خریدار نیلام نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں بدیں عذر رجوع کیا کہ کوئی اپیل دوم صاحب جج ضلع کے پاس بناراضی حکم صادرہ سبارڈینیٹ جج زیر دفعہ ۳۱۱ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے نہیں ہوسکتا تھا۔

بی ایم [illegible] (معیت بی اے بھاگوت) منجانب اپیلانٹ :- صاحب جج ضلع کو کوئی اختیار سماعت ایک اپیل بناراضی حکم سبارڈینیٹ جج کے متعلق مقدمہ حال ہی حاصل نہ تھا۔ حکم مذکور زیر دفعہ ۳۱۱ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) صادر کیا گیا تھا۔ ایسا حکم قابل اپیل نہیں ہے۔ الا جبکہ معاملہ متنازعہ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ مذکور کی ذیل میں آتا ہو اور اسکا تعلق اجرا یا بیباقی کرنے یا ایفائے زر ڈگری یا بیباقی زر ڈگری کے ساتھ ہو۔ ملاحظہ ہو پانڈورنگ بنام [illegible] (۱) وبشیر الدین بنام [illegible] سنگھ (۲) ہیرالال گھوش بنام چندر کانت گھوس (۳)۔ صورتحال میں کوئی سوال متعلق باجرا یا ایفا یا ادائے زر ڈگری کے موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی غلطی کیگئی تھی تو وہ صرف اُس رقم کا تخمینہ لگانے میں تھی جو بروئے ڈگری کے واجب الادا تھی جو کہ درخواست اور اشتہار نیلام میں درج کیگئی تھی ایسی غلطی دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ مذکور کی ذیل میں نہیں آتی۔

رابرٹسن صاحب (معیت ڈی اے کھیر) منجانب رسپانڈنٹان نمبر الغایتہ نمبر ۴ :- متنازعہ مابین فریقین کا تعلق ایفائے زر ڈگری کے ساتھ ہے۔ رقم واجب الادا بروئے ڈگری کا تخمینہ نادرست لگایا گیا تھا اور وہ ڈگریدار اور ناظر [illegible] نے غلط بیان کی تھی۔ اس سے نیلام ناجائز ہوجاتا تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکا تعلق دراصل اجرائے ڈگری یا ایفا یا بیباقی زر ڈگری کے ساتھ ہے اسلئے وہ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ مذکور کی ذیل میں آتا ہے۔ اگر یہ درست ہو تو حکم [illegible] انکار استرداد نیلام زیر دفعہ ۳۱۱ (الف) قابل اپیل ہے۔

---

(۱) سنہ ۱۸۹۹ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۱۵ (۲) سنہ ۱۸۹۷ء انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰

(۳) سنہ ۱۸۹۹ء انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۳۵۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مرلی دہر
بنام
اننت راؤ

رانا ڈے صاحب جسٹس :۔ وہ سوال قانونی جو مقدمہ ہذا میں اُٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا صاحب جج ضلع کو اُس حکم کی ناراضی سے اپیل کی سماعت کرنیکا اختیار حاصل تہا جو عدالت اول نے زیر دفعہ ۳۱۰ الف مشعر انکار استرداد نیلام صادر کیا تھا۔ مقدمہ پانڈورنگ بنام کرشنا بائی (۱) میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ اُن مقدمات میں جہاں حکم زیر دفعہ ۳۱۰ الف دفعہ ۲۴۴ (ج) کی ذیل میں آتا ہو ایک اپیل عدالت ضلع میں بناراضی حکم عدالت اول کے ہوسکتا ہے۔ جہانتک تنازعہ احکام دفعہ ۲۴۴ (ج) کی ذیل میں نہ آتا ہو وہاں کوئی اپیل نہو سکیگا ملاحظہ ہو پرسنو بنام کالیداس (۲) جہانتک تنازعہ کا تعلق اجرائے ڈگری یا ایفا یا بیباقی زرِ ڈگری کے ساتھ ہو وہاں دفعہ ۲۴۴ اُن صورتوں میں بھی متعلق ہوتی ہے جہانتک اس سوال کا تعلق جو اُٹھایا گیا ہو خریدار نیلام کے ساتھ ہو۔

ہائیکورٹ الہ آباد نے یہ قرار دیا ہے کہ علی العموم کوئی اپیل بناراضی احکام زیر دفعہ ۳۱۰ الف کے نہیں ہوسکتا الّا اُن صورتوں میں جہانتک دفعہ ۲۴۴ متعلق ہوتی ہو ملاحظہ ہو بشیر الدین بنام جہوری سنگہ (۳) ہائیکورٹ کلکتہ نے بھی یہ قرار دیا ہے کہ ایک اپیل بناراضی حکم مشعر انکار استرداد نیلام کے ہوسکیگا اگر بلحاظ واقعات کے دفعہ ۲۴۴ متعلق ہوتی ہو۔ ملاحظہ ہو ہیرا لال گہوس بنام چیندرا کنٹو گہوس (۴) اطلاق دفعہ مذکور اس سوال پر منحصر نہیں ہے کہ آیا اپیلانٹ ڈگریدار ہے یا کہ خریدار نیلام۔ مقدمہ مدراس۔ محمد بنام لوکے (۵) میں معلوم ہوتا ہے کہ یہی اصول تسلیم کیا گیا تہا۔

بہ پیروی سندات مذکورہ کے صرف ایک ہی سوال جسپر ہمنے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۲۴۴ (ج) واقعات مقدمہ حال سے متعلق ہوتی تھی۔ صاحب جج ضلع نے کامل طور پر اپنے فیصلہ میں واقعات مقدمہ بیان کئے ہیں اور اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ڈگریدار نے اپنی پہلی درخواست کی تھی تو اُسنے پوری رقم کا دعوے نکیا تھا مدیون ڈگری نے وارنٹ کا ایفا اُس سے زیادہ رقم ادا کرکے کردیا تہا جسکا کہ مطالبہ کیا گیا تہا۔ تاں بعد ڈگریدار نے اپنی غلطی معلوم کی تھی اور اُسکی درخواست واسطے دوسرے وارنٹ کے سب آرڈینیٹ جج نے بغیر مدیون ڈگری کو کوئی موقعہ یہ معلوم کرنیکا عطا کرنیکے منظور کی تھی کہ حساب کسطرح پر مرتب کیا گیا ہے۔ خود وارنٹ میں کامل رقم واجب الادا مذکور نہتھی اور ایزاد بیاج سود کا حساب برطبق اجرائے وارنٹ کے کیا جانا تھا مدیون ڈگری نے زر اصل کا تو یا بر میعاد مقررکردہ

---

(۱) (۱۸۹۹ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵ (۲) (۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳ و مقدمہ مذکور انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶ (۳) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰

(۴) (۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۳۹ (۵) (۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۴

سنہ ۱۹۰۱ء
مرلی دھر
بنام
انند راؤ

قانون کے اندر ادا کر دیا تہا - رقم مذکور ناکافی تھی اور اُسکی کمی کو بذریعہ دو مزید ادائیگی ہائے کے پورا کر دیا تھا - ادائیگی ہائے مذکور کی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ بین المیعاد نکلیگی تہیں اور نیلام کے عمل میں لانیکی اجازت دیگئی تھی - اس نیلام میں نابالغ مدیون کے مہتمم کے بھائی نے جائیداد بالعوض مبلغ دو روپیہ کے خرید کر لی تھی گو خود ڈگریدار نے اُسی جائیداد کے واسطے مبلغ ... کی بولی دینے کا اقرار کیا تھا پس واقعات مقدمہ ایسے ہیں جنکی وجہ سے عدالت اپیل تحت یہ قرار دینے کی مجاز ہو سکتی تھی کہ اُس ضابطہ میں بہت بیضابطگی ہائے کیگئی ہیں جسکی کہ پیروی سہار ڈسٹرکٹ جج نے کی ہے - دفعہ ۲۴۴ (ج) اُن مقدمات کے حاوی ہونیکے واسطے وضع کیگئی ہے جو از قسم مقدمہ حال کے ہیں اور صاحب جج ضلع کو کامل اختیار اپیل کی سماعت کرنیکا حاصل تھا - خریدار بظاہر ڈگریدار کا کہڑا کیا ہوا تہا جسنے اُسکو محض اس غرض سے آگے کیا تہا کہ خود ذمہ دار ہونے سے بچ جاے اور جائیداد کو بعوض مبلغ دو روپیہ کے نیلام کرایا تہا چنانچہ ہم اپیل کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں -

اپیل خارج کیا گیا -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و رانا ڈے صاحب جسٹس و [illegible] صاحب جسٹس

۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام حسین حاجی *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعات ۳۴۳ و ۴۹۴ - واپسی استغاثہ - بریت - رہائی - شہادت - رہا کردہ اشخاص کا بطور گواہان کے طلب کیا جانا - مجاز گواہ - عملدرآمد -

جس حال میں کہ پیروکار سرکاری عدالت کی رضامندی سے سات ملزمان میں سے دو کے برخلاف استغاثہ کو واپس لے لیا تہا جنکی کہ تجویز مشترک طور پر ایک جرم زیر دفعہ ۴ ایکٹ قمار بازی (بمبئی ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۷ء) کے کیجا رہی تھی اور وہ دو ملزمان ازاں بعد زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) رہا کئے گئے تہے اور اُن کے بیان ازاں بعد بطور گواہان استغاثہ کے لیا گیا تھا -

تجویز ہوئی (باختلاف رائے [illegible] صاحب جسٹس) کہ وہ اشخاص جو اسطرح رہا کئے گئے تہے مجاز گواہان تھے -

* اپیل فوجداری نمبر ۴۳۶ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
حسین حاجی

اپیل جانب ملزم از تجویز ثبوت جرم و حکم سزا مصدرہ جے ایس سلیبر صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی۔

اپیلانٹ حسین حاجی اور بارہ دیگر اشخاص کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے روبرو الزام زیر دفعہ ۴ بمبئی ایکٹ ۴ مشتہرہ ۱۸۸۷ء اس وجہ سے لگایا گیا تہا کہ انہوں نے ایک عام قمار خانہ بنا رکھا ہے۔

دوران تجویز میں پیروکار سرکاری نے عدالت کی رضامندی سے دو ملزمان (کریم و ابراہیم) کو برخلاف استغاثہ واپس لیا تہا اسپر مجسٹریٹ نے انکو زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) رہا کر دیا تھا۔

ما بعد ازاں بطور گواہان استغاثہ کے طلب کئے گئے تہے۔

اپیلانٹ پر تجویز ثبوت جرم کیجاکر مبلغ صہ روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے جسکی عدم ادائیگی کی صورت میں تین ماہ کی قید سخت برداشت کرنیکا حکم دیا گیا تھا۔

ذیل کا فقرہ مندرجہ فیصلہ مجسٹریٹ مذکور بحوالہ رہائی کریم و ابراہیم کے ہے:—

"نسبت حیثیت گواہان کریم و ابراہیم کے میں نے انکو زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری رہا کیا ہے۔ یہ امر زیادہ تر مطابق دفعہ ۴۹۴ کے ہوتا اگر میں انکو بری کیا ہوتا۔ مگر محض ایک غلطی ہے درمیانی حکم کی بلا واسطہ طور پر زیر دفعہ ۳۴۷ الف مجموعہ ضابطہ فوجداری کی ذیل میں آتی ہے اور اس سے ملزم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے اسکے حق میں بے انصافی نہیں ہوئی۔ ایک حکم رہائی ان ہر دو ملزمان کے برخلاف پیروکار سرکاری استدعا سے صادر کیا گیا تہا اور نیز مطابق دفعہ ۱۰ بمبئی ایکٹ ۴ مشتہرہ ۱۸۸۷ء کے ہے"

اپیلانٹ نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تہا کہ ملزمان کریم و ابراہیم کو جو زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری رہا کئے گئے تہے بطور گواہان استغاثہ کے طلب کرنا اور انکا بیان لینا بیضابطہ اور خلاف قانون تہا اور کہ اس بیضابطگی سے جملہ کارروائیات روبرو مجسٹریٹ ناجائز ہو جاتی ہیں۔

ہیچ سیلے بجانب اپیلانٹ۔

لینگ (ایڈووکیٹ جنرل) از طرف سرکار۔

کینڈی صاحب جسٹس۔ وہ اہم سوال جسپر کہ اپیل ہذا میں بحث کیگئی ہے۔ یہ ہے کہ آیا گواہان کریم و ابراہیم مجاز گواہان تہے۔ اشخاص کو بشمولیت چند دیگر اشخاص کے پولیس نے ایک کمرہ میں سے گرفتار کیا تہا جو قمار خانہ عام استعمال کیا گیا ہے

جبکہ وہ بحیثیت دیگر ملزمان کے ۲۲ جون گذشتہ کو مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوئے تھے تو قبل کسی شہادت کے پیش کئے جانے کے پیروکار سرکاری نے ایک درخواست زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے واپسی استغاثہ بخلاف دو اشخاص مذکور کے کی تھی اور مجسٹریٹ نے اسمیں رضامندی ظاہر کی تھی اسلئے وہ دونوں اشخاص رہا کئے گئے تھے اور رہائی مذکور قانونًا بریت کی حد تک پہونچی تھی۔ وہ اب ملزمان نتھے اور اُنپر پھر اُس جرم کا الزام نہ لگایا جاسکتا تھا جس کہ وہ اسطرح پر بری کئے گئے تھے۔ اُنکا بیان بطور گواہان کے لیا گیا تھا اور حجت یہ کیگئی ہے کہ وہ مجاز گواہان نتھے اور کہ اُنکی شہادت پر بمقابلہ ملزم نمبر ۲ کے غور نکیا جانا چاہئے جسپر کہ تجویز ثبوت جرم کیگئی تھی اور جسنے عدالت ہذا میں اپیل کیا ہے۔

وہ حجت جو اسطرح پر اُٹھائی گئی ہے اس حد تک پہونچتی ہے کہ کوئی شخص جسکا استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری واپس لیا گیا ہو ہرگز بطور گواہ کے طلب نہیں کیا جاسکتا جو از طرف سرکار کے خواہ از طرف ملزمان کے جبکہ وہ خود اسی مقدمہ میں ملزم رہا ہو میں اس عذر کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا۔ وہ مقدمات جنکا کہ اقتباس ذیعلم وکیل نے کیا ہے صورتحال سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے جسمیں کہ کوئی وعدہ معافی نہیں دیا گیا۔ دیگر مقدمات مقتبسہ ذیعلم وکیل مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دو اشخاص مذکور مجاز گواہان تھے۔ چنانچہ مقدمہ سرکار بنام نرائن سندر (۱) میں ایک شخص بھاسکر سندر یکی از اشخاص گرفتار کردہ تھا اور مجسٹریٹ کے روبرو بغرض تجویز لایا گیا تھا وہ رہا نہ کیا گیا تھا مگر تاہم اُسکا بیان بطور گواہ کے لیا گیا تھا اور عدالت (کوچ صاحب چیف جسٹس و نیوٹن صاحب جسٹس) نے قرار دیا تھا کہ گواہ بھاسکر سندر پر بروقت بیان لئے جانے کے ملزمان کے ساتھ الزام نہ لگایا گیا تھا اور نہ اُسکی تجویز ہو رہی تھی گو وہ گرفتار کیا گیا تھا اور کہ وہ قانونًا ایک مجاز گواہ تھا۔ ایسا ہی مقدمہ سرکار بنام ہنمنتا (۲) میں چند گواہان کی شہادت کا حوالہ دیا گیا تھا جنکی کہ شہادت کی پذیرائی کے متعلق اسوجہ پر اعتراض کیا گیا تھا کہ وہ بھی مجسٹریٹ کے روبرو بحیثیت ملزمان کے تھے۔ مگر قرار یہ دیا گیا تھا کہ چونکہ وہ رہا کئے گئے تھے اسلئے وہ بروقت طلب کئے جانے بطور گواہاں کے ملزمان نتھے اس لئے اُن کی شہادت قابل پذیرائی تھی۔ آخری مقدمہ مقتبسہ ذی علم وکیل مذکور یعنے مقدمہ سرکار بنام لیلا وہر (۳) میں

(۱) (۱۸۶۸ع) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱ (۲) (۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۶

(۳) (۱۸۹۰ع) مقدمہ فوجداری نمبر ۱۸

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
حسین حاجی

وجوہات مندرجہ مقدمہ ہذا در بارہ ناجایز طور پر مقابلہ کردہ ملزم کے مجاز گواہ نہ ہونے کے اُس ملزم کی صورت تک وسیع لیگئی تھین جسکو کہ برخلاف مجسٹریٹ نے ناجایز طور پر استغاثہ کے واپس لئے جانیکی اجازت دی تھی اُسکی مابعد کی شہادت بطور گواہ ناقابل پذیرائی قرار دیگئی تھی - وہ ایک مقدمہ قابل اجراء وارنٹ تھا جسمین جرم معافی زیر دفعہ ۳۴۵ [illegible] یا جاسکتا تھا یا جسمین استغاثہ کے واپس لئے جانے کی اجازت زیر دفعہ ۲۴۸ نہ دی جاسکتی تھی مقدمہ ہذا ناقابل اجراء سمن ہے کوئی جرم معافی نہ دیا گیا تھا - استغاثہ زیر دفعہ ۲۴۸ واپس لیا جاسکتا تھا اور چونکہ پیروکار سرکاری موجود تھا اسلئے کارروائی تابع خاص احکام باب ۳ دفعہ ۴۹۴ کے کیجاسکتی تھی - اب اُس رضامندی کی نسبت اعتراض نہین کیا جاسکتا جو کہ مجسٹریٹ نے دی تھی اور شہادت مذکور خواہ اُسکی وقت کچھ ہی ہو قابل پذیرائی تھی -

بحث یہ کیگئی تھی کہ ایک مقابلہ ہمراہ احکام دفعات ۲۳۴ لغایت ۲۳۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وضعان قانون کا یہ منشا نہین ہوسکتا کہ پولیس کو امر مین انتخاب کرنیکا اختیار دیا جانا چاہیئے کہ کونسا ملزم سرکاری گواہ بنایا جائے بغیر کسی ذمہ داری اس امر کے کہ آیا وہ سچ کہیگا یا جھوٹ - اس حجت کا جواب یہ ہے کہ خاص حکم مندرجہ دفعہ ۴۹۴ صرف بمطابق درخواست پیروکار سرکاری کے موثر کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ موجود ہو اور نیز عدالت کی رضامندی سے احکام دفعہ ۲۴۸ کا استعمال اُسوقت کیا جاتا ہے جبکہ مستغیث اس امر کی اجازت کی درخواست کرے کہ استغاثہ واپس دیا جائے اور عدالت اُس مین رضامندی ظاہر کرے - کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ احکام دفعہ ۴۹۴ یا دفعہ ۲۴۸ صرف اُنصورتمین متعلق کئے جاسکتے ہین جبکہ مقدمہ مین صرف ایک ہی ملزم ہو -

نیز ذی علم وکیل مذکور نے دفعہ ۳۴۳ کا حوالہ دیا تھا مگر اُسکا تعلق صریح طور پر ملزم کے بیان زیر دفعہ ۳۴۲ کے ساتھ ہے اور علاوہ ازین مسل مقدمہ ہذا سے صریح طور پر ظاہر ہے کہ ابراہیم احمد کریم کی شہادت کی تحریک پولیس کیطرف سے نہ کیگئی تھی - اشخاص مذکور نے بالارادہ طور پر اپنے علم کا اظہار کیا تھا اُسمین شبہ نہین کہ اُنکو یہ کہا گیا تھا کہ پیروکار سرکاری سے استدعا کیجائیگی کہ استغاثہ بخلاف اُنکو واپس لیلو اور اگر عدالت نے اُسمین رضامندی دی تھی تو اُنکا بیان بطور گواہ کے لیا جاسکتا تھا -

دیگر امور جنکی نسبت ملزمان اپیلانٹان کیطرف سے بحث کیگئی ہے چندان غور طلب نہین ہین ملزم

سنہ ۱۹۰۲ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
حسین حاجی

نمبر ا کے برخلاف مقدمہ کو ملتوی کرنے مین کوئی قانونی غلطی نہ تھی جو بیمار تھا اسیوجہ سے باقی ملزمان کی نسبت کارروائی شروع کیگئی تھی۔ کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اپیلانٹ یا اُسکے وکیل نے کوئی درخواست اُن اشخاص کا بیان بطور اپنے گواہان کے دلانے کیلئے کی ہو جو کہ ملزم نمبر ا کیطرف سے طلب کئے گئے تھے۔ ابھی کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اشخاص مذکور ضروری گواہان تھے اور کہ انصاف اس امر کا مقتضی ہے کہ اُنکی شہادت قلمبند کیجاتی۔ نسبت اس امر کے کہ اپیلانٹ کے وکیل کو مجسٹریٹ نے مقدمہ ہذا کے مرتب کرنے کی اجازت نہ دی تھی حالانکہ پیروکار سرکاری کو جواب دینے کی اجازت دیگئی تھی یہ امر صریح ہے کہ امور مذکور واقعات مقدمہ مین خلل انداز نہین ہوسکتے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ اپیلانٹ اُسوقت کمرہ مین موجود تھا جبکہ پولیس نے اسکو گھیر لیا تھا۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا کمرہ مذکور ایک قمارخانہ عام تھا۔ یہ امر نا ممکن ہے کہ دو گواہان مذکور کریم و ابراہیم کے بیانات اور نیز دو افسران پولیس کے بیانات اور اُس بیان کو جو ملزم نمبر ۲ کیطرف سے دیا گیا تھا بغیر اس نتیجہ کے اخذ کرنے کے پڑھا جاسکے کہ قماربازی ہو رہی تھی۔ اسلئے مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو بحال رکھتا ہون۔

چونکہ میرے فاضل ہمجلیس کی یہ رائے ہے کہ کریم و ابراہیم کو درحقیقت ناجایز طور پر معافی دیگئی ہے اور مین اس رائے کے ساتھ اتفاق نہین کرسکتا اسلئے مقدمہ کا استدعا ایک تیسرے جج سے زیر دفعہ ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا جانا چاہئے۔

وہٹورتھ صاحب جسٹس: - اہم سوال اپیل ہذا مین یہ ہے کہ آیا کریم و ابراہیم جو اوّلاً اپیلانٹ کے ساتھ شریک ملزمان تھے بعد اُنکے برخلاف کارروائیات واپس کئے جانے کے مجاز گواہان اسکے مقابلہ مین تھے۔ اس امر سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ کوئی ملزم جو مناسب درجہ قانونی طور پر رہا یا بری کیا گیا ہو ایک مجاز گواہ مقدمہ مین ہوجاتا ہے مگر بحوالہ اس امر کے اصول قانون متعلق بہ معافی ملزم کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور بروئے دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اجازت معافی اُن مقدمات تک محدود ہے جنمین کہ جرم قطعی طور پر قابل تجویز عدالت سشن ہو۔ صورت حال مین جرم اُس قسم کا نہین ہے بلکہ وہ زیر ایکٹ قماربازی قابل تجویز مجسٹریٹ ہے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جب ایک حکم قانون کی پیروی کیگئی ہے تو آیا مذکورہ حکم کی خلاف ورزی تو نہین کیگئی۔ میری رائے مین ایسا ہی کیا گیا ہے۔ صورت حال مین سرکار کیطرف سے یہ عذر نہین کیا گیا کہ کریم

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
حسین حاجی

اور ابراہیم محض درست جوڈیشل امور پر غور کرکے رہا کئے گئے تھے۔ یعنی بلحاظ قانون درستی شہادت متعلق بہ ملزمان مذکور پر غور کرنے کے بعد۔ بخلاف ازین آزادانہ طور پر یہ امر تسلیم کیا گیا ہی کہ استغاثہ اُس کے برخلاف اسوجہ سے واپس لیا گیا تہا کہ وہ مقدمہ مین دیگر ملزمان کے برخلاف بطور گواہان کے استعمال کئے جائین۔ عام جوڈیشل طریق پر اور اگر اُنکی شہادت کی ضرورت بخلاف دیگر ملزمان کے نہوتی تو اُنکی تجویز جاری رکہی جاتی اور جملہ ملزمان کے مقدمہ کا فوراً فیصلہ کیا جاتا (یہ امر واقعہ صورت حال مین خلل انداز نہین ہوسکتا کہ ایک ملزم کے بیمار ہوجانے کی وجہ سی مقدمہ بعدہٗ دو مقدمات مین منقسم کیا گیا تہا)۔ یعنی وہ اخیر کارروائیات تک شریک ملزمان ہوتے اور اُنکا بیان بمقابلہ دیگر اشخاص کے بطور گواہان نہ لیا جاسکتا۔

اُنکی حیثیت یہ ہوتی اگر کارروائیات اخیر تک صرف جوڈیشل امور کے لحاظ سی کیجاتین اور وہ اُس حیثیت سے مجسٹریٹ کیطرف سی جوڈیشل مقدمہ کے علاوہ دیگر امور پر غور کئے جانے سی محروم کئے جاتے اور اُنکو وعدۂ معافی دیا گیا تہا جسکی کہ وہ مستحق نہ تہے۔ مگر مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۳۴۳ عمل نہین کیا بلکہ زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کیا ہے۔ جسکی کہ تابع اُس نے کریم اور ابراہیم کے برخلاف استغاثہ کے واپس لئے جانے مین رضامندی دی تھی۔ مگر فعل مذکور کا منشا در اصل دو اشخاص مذکور کو معافی دینے یا اُنکو منجانب استغاثہ معافی دیئے جانے مین رضامندی ظاہر کرنے کا تہا یہ معلوم کرنا بیسود ہے کہ آیا اشخاص مذکور نے پہلے خود اپنی مرضی سے شہادت دینے کا منشا ظاہر کیا تہا۔ پولیس نے ایسا کرنیکا جبر کیا تہا یا کہ مشورہ دیا تہا۔ یہ درست طور پر معلوم کرنا ناممکن ہوگا کہ کس حد تک ہر ایک فریق نے پیش قدمی کی تہی۔ مگر یہ امر متحقق اور بلا تنازعہ ہے کہ ایک تفہیم موجود تہی جسکی وجہ سے انہون نے شہادت دینے کا اقرار کیا تہا اور دوسری طرف سی اُنکی برخلاف استغاثہ کے واپس لئے جانے کا اقرار کیا گیا تہا یعنی دراصل اُنکو معافی دیگئی تہی۔

احکام دفعات ۳۴۳ و ۴۹۴ کی تطبیق کرنا ضروری ہی اور وہ میری رائے مین صرف اُس طریق پر کیجاسکتی ہے جوکہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے یعنی "رضامندی عدالت" مندرجہ دفعہ ۴۹۴ سے یہ مراد لینے سے کہ وہ رضامندی تنہا طور پر جوڈیشل امور مقدمہ پر غور کئے جانے پر مبنی ہے بخلاف اُس شخص کے جسکے کہ استغاثہ کو واپس لینے کا خواہان پیروکار سرکاری ہو

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
حسین حاجی

نہ کہ اُن استعمالات پر کسی غور کیے کئے جانے پر جو کہ شخص مذکور سے مقدمہ مین کرائی جاتی ہین - اور اسمین شبہ نہین کہ قطع نظر کسی اختلاف از دفعہ ۴۲ کے مین تعبیر مذکور کو سب سے زیادہ درست اور طبعی تعبیر دفعہ مذکور کی سمجھتا ہون -

مقدمہ کا انحصار اُنہی دوگواہان کی شہادت پر ہے اور اگر وہ خارج کی جاوے تو باقی شہادت میری رای مین یہ ثابت کرنے کیواسطے کافی ہے کہ مکان مذکور کا استعمال بطور قمار خانہ عام کے کیا جاتا تہا اور نہ یہ بحث کیگئی ہے کہ شہادت مذکور کافی ہے - لہذا مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتا ہون -

باعث اختلاف آراے ماین کینڈی صاحب جسٹس و ٹھورنہ صاحب جسٹس کے مقدمہ کا استصواب ایک تیسرے جج رانادے صاحب جسٹس سے زیر دفعہ ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کیا گیا تہا جنہوں نے تجویز ذیل صادر کی تہی :-

رانادے صاحب جسٹس :- صرف ایکہی سوال قانونی جسپر کہ وہ اختلاف راے ہوا ہے اور جسکی وجہ سے استصواب ہذا زیر دفعہ ۴۲۹ کیا گیا ہے یہ ہے کہ آیا کریم و ابراہیم جو اپیلانٹ کے ساتھ شریک ملزمان تھے بعد اُس وقت کے مجاز گواہان تہے جبکہ پیروکار سرکاری نے پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی رضامندی سے استغاثہ بخلاف اُنکے واپس لیا تہا اور مجسٹریٹ نے اُنکو رہا کر دیا تہا - مجسٹریٹ کے فیصلہ سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا حکم ایک حکم رہائی ہونا چاہیے تہا بلکہ ایک حکم بریت ہونا چاہیے تہا - یہہ سلمہ غلطی دفعہ ۵۳۷ کی ذیل مین آتی ہے کیونکہ اُسکی وجہ سے کوئی بے انصافی وقوع مین نہ آئی تہی - اگر پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے کریم اور ابراہیم کو بری کیا ہوتا تو یہ امر صریح ہے کہ وہ اپیلانٹ حال کے مقابلہ مین مجاز گواہان ہوتے - احکام دفعہ ۳۳۷ مین صریح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ شخص جو جیلتاً یا صراحتاً کسی جرم سے علاقہ رکہتا ہو اور جس نے کل حالات متعلقہ جرم کے ظاہر کر دینے کی شرط پر جو اُسکے علم مین ہون وعدہ معافی حاصل کیا ہو ایک مجاز گواہ ہے ایک وعدہ معافی دادہ شریک جرم بلا شبہ طور پر کمتر اعتبار گواہ بمقابلہ اُس شریک ملزم کے ہے جسکے کہ برخلاف پیروکار سرکاری نے عدالت کی رضامندی سے استغاثہ واپس لیا ہو اور جسکو ازان بعد مجسٹریٹ نے بری کیا ہو - واپسی استغاثہ سے ایک صورت مین مطابق وعدہ معافی قبول کرنے کے دوسری صورت مین ملزم کی حیثیت بطور گواہ کے بحال ہو جاتی ہے صورت حال مین گو کریم و ابراہیم اپیلانٹ کے ساتھہ ہی گرفتار کئے گئے تھے

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
حسین حاجی

تاہم گواہان مذکور کی جرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے ہی سے وہ ہدایات پولیس کے مطابق عمل کر رہے تھے اور اسیوجہ سے انکے ساتھہ خاص رعایت کیساتھہ سلوک کیا گیا تہا اور بالآخر استغاثہ انکی برخلاف واپس لیا گیا تہا - وہ امور جنکی وجہ سے مجسٹریٹ کو رضامندی دینے کی تحریک ہوئی تہی جو ذیل امور تہے جیسے کہ وہ مین جنکا کہ حوالہ دفعہ ۳۴۳ مین دیا گیا ہے وہ اختلاف جو دستور تہہ صاحب جسٹس نے کیا ہے شہادت مقدمہ کے مطابق معلوم نہین ہوتا اور میرا اطمینان ہوگیا ہے کہ فیصلجات مقدمہ مندرجہ فیصلہ کینڈی صاحب جسٹس سرکار بنام نراین (۱) و سرکار بنام ہنمنتا (۲) کامل طور پر متعلق ہوتے ہین - ان مقدمات سے ایک مقدمہ مین ملزم صورت حال کیطرح رہ گیا تہا تاہم یہ قرار دیا گیا تہا کہ ملزمان مجاز گواہان تہے - بہرحال مین اس امر کے قرار دینے مین کینڈی صاحب جسٹس کے ساتھہ اتفاق کرنا چاہتا ہون کہ کریم و ابراہیم مجاز گواہان تہے اور کہ انکی شہادت شمولیت دیگر شہادت پولیس کے کامل طور پر تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ مجسٹریٹ کو جائز بنانے کیلئے کافی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس - راناڈے صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

راماسن (مدعاعلیہ) اپیلانٹ **بنام** منی بائی (مدعیہ) رسپانڈنٹ *

وصیت - تعبیر وصی - نالش منجانب موہوب لہا کے بخلاف وصی واسطے بقایائے لگان کے - میعاد -

ایک ہندو فوت ہوگیا تہا اور اپنے پیچہے ایک پسر اور ایک دختر اور ایک بیوہ اور ایک بہاوج بیوہ چہوڑ گیا تہا وہ ایک وصیت کر گیا تہا جسکی رو سے اس نے یہ ہدایت کی تہی کہ ہر دو بیوگان کو اس آمدنی سالانہ مین سے نصف حصہ حاصل کرنا چاہئے جو کہ چار خاص کردہ مکانات کی ہو اور کہ انمین سے ایک کی وفات پر پسماندہ کو کل آمدنی مذکور اپنی حین حیات تک حاصل کرنی چاہئے - پسر مذکور پر لازم تہا کہ مکانات مذکور کی مرمت کرے اور میونسپل ٹیکس انکا ادا کرتا رہے مگر اسکو انکی آمدنی مین کوئی حق حاصل نہ تہا - نیز اسپر لازم تہا کہ بیوگان مذکور کو انکی حین حیات تک نان و نفقہ و پوشاک دیتا رہے اور نیز موصی کی دختر کی شادی کے اخراجات ادا کرے ماسوائے جائداد مذکورہ بالا کے کل جائداد موصی کی منقولہ و غیر منقولہ پسر مذکور کو دیگئی تہی -

* اپیل دوم نمبر ۲۹۳ سنہ ۱۹۰۰ء -

(۱) دستخط ۱۸۶۸ء بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱ -

(۲) دستخط ۱۸۷۷ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۶۱۰ -

مدعیہ دیگر از بیوگان مذکور) نے چار مکانات مذکور کا کرایہ دلا پانیکی نالش کی تھی جو کہ موصی کی وفات کے وقت سے واجب الادا ہوا تھا عذر یہ کیا گیا تھا کہ بروے وصیت کے یہ چار مکانات مذکورہ بیوگان کو عطا کئے گئے تھے ۔

بجھی پڑھوی کہ بیٹا تنہا مالک کل جائداد کا تھا ۔ مگر وصیت کی رو سے اُسپر ایک وصی کے فرائض عاید کئے گئے تھے اور وہ ایسا ہی متصور کیا جانا چاہئے ۔ اس طرح پر ایک اعتمادی رشتہ مابین اسکے اور بیوگان کے ثابت کیا گیا تھا اور کہ وہ کل عرصہ متدعویہ کی بابت بقایا کرایہ کی مستحق تہین ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر کرپی مرٹھی سب آرڈینٹ جج درجہ اول دہولیا باختیارات اپیل مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب ایم وی کتھا واتے سب آرڈینٹ جج درجہ دوم جلگانو ۔

ایک شخص جہوٹو رام ماہ اپریل ۱۹۰۳ء مین فوت ہوا تہا اور ایک پسر رام من اور ایک دختر نرما دا اور اور بیوہ بائی منی اور ایک بیوہ برادر بائی نجتا وری چہوڑ گیا تہا ۔

وہ ایک وصیت کر گیا تہا جسمین منجملہ دیگر امور کے حسب ذیل حکم دیا گیا تہا :-

" میرا ایک ہی پسر مسمی رام من ہے اور نیز میری بڑے بھائی کی بیوہ جو میرے ساتھ رہتی ہے (نجتا ور بائی) بیوہ بالمکند سیٹ اور میری عورت مسماۃ منی اور دختر مسماۃ نرما دا بائی موجود ہین ۔ قریباً تین سال گذشتہ سے مین بیمار رہتا ہون میرے خیال مین اب زندگی کا کوئی بہروسہ نہین ہے اسلئے یہ وصیت نامہ لکہ کر مین حسب ذیل انتقال کرتا ہون ۔

(۱) نسبت جائداد ہائے منقولہ وغیر منقولہ کے جو میری ملکیت مین تعلقہ جات جلگانو دہوساوال ضلع خاندیش مین اور دیگر مقامات مین موجود ہین وہ میری اور میرے برادر حقیقی بالمکند سیولال کی مشترکہ محصلہ خود ہین ۔ بالمکند سیٹ کو فوت ہوئے قریباً چار سال کا عرصہ ہوا ہے ۔ اُسوقت سے آجتک مین تنہا مالک کامل کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا رہا ہون ۔ ابتدا ًکوئی جدی جائداد موجود نہ تہی اور نہ اب کوئی موجود ہے ۔

(۲) اس غرض کیواسطے کہ میری برادر کی بیوہ نجتا ور بائی اور میری زوجہ منی بعد میری وفات کے آزادانہ طور پر خیرات ہائے مطابق حیثیت ہمارے خاندان کے کرتی رہین اور اس غرض کیواسطے کہ انکو ایسا کرنے مین کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے مین انکو مفصلہ ذیل جائداد منقولہ وغیر منقولہ مملوکہ خود واقعہ موضع مدرک تعلقہ جلگانو ضلع خاندیش عطا کرتا ہون (یہان تفصیل چار مکانات کی درج ہے) ۔

نجتا ور بائی اور میری زوجہ منی کو چاہئیے کہ جائداد مذکور کو حاصل کرین اور اسکا کرایہ نصف نصف حاصل کرین اور حسب مذکورہ بالا دان دہرم کرتی رہین یا انکو اپنی مرضی کیمطابق استعمال مین لاتین ۔ نجتا ور بائی اور منی کو ہر ایک حق جائداد مذکور کے اہتمام کا حاصل ہے ۔ میری پسر رام من کو انکی کرایہ مین کسی قسم کا حق حاصل نہین ہے ۔ مگر نجتا ور بائی اور منی کو جائداد مذکور کی بیع کا کوئی حق حاصل نہین ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
رامہن
بنام
منی بائی

(۱) بنجادر بائی اور منی کو چاہیے کہ آمدنی جائداد مذکور کو نصف نصف حاصل کرین اگر انمین سے ایک پہلے فوت ہو جائے تو پسماندہ کو چاہیے کہ کل آمدنی کرایہ جائداد مذکور کا تا حیات خود حاصل کرتی رہے اور میرے پسر رامہن کو چاہیے کہ مکانات کی مرمت کرتا رہے اور انکی نسبت ٹیکس ہائے کمیٹی ادا کرتا رہے۔

(۱) میری دختر مسماۃ زنا دابائی کی شادی کیواسطے میرے پسر رامہن کو چاہیے کہ مبلغ سمہ صرف کرے۔

(۱) میرے مکان رہائش واقعہ بدوت مین سے ایک مناسب جزو بنجادر بائی کو اسکی رہائش کیواسطے جبتک وہ زندہ رہے دیا جانا چاہیے اور ایک مناسب جزو مکان واقعہ ملگاؤز کا میری زوجہ منی کو رہائش کیواسطے دیا جانا چاہیے جبتک کہ وہ زندہ رہے۔

(۱) علاوہ آمدنی کرایہ مکانات کے جوکہ بنجادر بائی اور میری زوجہ منی کو حسب مذکورہ بالا دان دہرم کرنی کیواسطے عطا کیجاتی ہے میرے پسر رامہن کو چاہیے کہ انمین سے ہر ایک کو انکی عین حیات تک نان ونفقہ اور پوشاک مطابق انکی حیثیت زندگی کے ادا کرتا رہے۔

(۱) بنجادر بائی اور میری زوجہ منی کو کامل استحقاق ملکیت اُن زیورات کی نسبت حاصل ہے جو انکے قبضہ مین ہیں اور نیز اُس نقد روپیہ کی نسبت جو انکے پاس ہے وہ اسکو مطابق اپنی مرضی کے صرف کرسکتی ہین۔ رامہن کو اسکی نسبت کوئی حق مالکانہ حاصل نہین ہے۔

(۱) نسبت جملہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ ماسوائے مذکورہ بالا کے اسکا مستحق میرا پسر رامہن ہے۔

بعد وفات موصی کے اسکے پسر رامہن نے کل جائداد کا قبضہ حاصل کرلیا تھا۔

سنہ ۱۹۰۳ء مین موصی کی بیوہ بائی منی نے نالش حاصل واسطے دلاپانے بقایا کرایہ چار مکانات مذکور بعد از تاریخ وفات موصی کے رجوع کی تہی۔

عدالت اوّل نے دعوے کو منظور کیا اور بر طبق اپیل کے ڈگری مذکور بحال رکھی گئی تہی۔

مدعا علیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

عذر یہ کیا گیا تہا کہ بروئے وصیت کے مکانات مذکور بیوگان کی ملکیت ہوگئے تھے۔

پی ایم مہتا (بمعیت ایم بی چوبل) منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ)۔

رابرٹسن (بمعیت ایم وی بہاٹ) منجانب رسپانڈنٹ (مدعی)

۱۹۰۰ء
رامچن
بنام
منی بائی

رانا ڈے صاحب جسٹس:- صرف ایک ہی امر جو ہمارے روبرو اٹھایا گیا ہے اُس چند وصیت کی تعبیر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے جسکا کہ تعلق اُس استحقاق کے ساتھ ہے جسکا کہ دعوی مسماۃ بہنا وری اور مسماۃ منی بروئے وصیت کے کرسکتی تہیں عذر یہ کیا گیا تہا کہ جائداد مکانات بیوگان مذکور کو عطا کئے گئے تہے نہ کہ صرف اُنکی آمدنی حاصل کرنیکا حق جیسا کہ ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے قرار دیا ہے۔

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل وصیت کو پڑہکر موصی کی نیت یہ ظاہر ہوتی ہے کہ مدعا علیہ کو کل جائداد کا مالک بنے دی دو مکانات متنازعہ کی نسبت بیوگان کو تا دوران حیات دونو یا اُنمین سے ایک کو صرف وصولی آمدنی کا حق حاصل تہا وہ اُنکو بیع نہ کرسکتی تہین۔ مدعا علیہ پر بطور بیسپر موصی کے یہ فرض عاید کیا گیا تہا کہ ٹیکس ہاے ادا کرے اور مکانات کی مرمت کرتا رہے - نیز اُسپر یہ فرض عاید کیا گیا تہا۔ کہ بائی امبا کی شادی کا خرچ ادا کرے اور بیوگان کو گذارہ دیتا رہے - یہ کامل اختیارات متعلق بہ عہدہ وصی ہین اور مدعا علیہ اسطرحپر ایک وصی متصور کیا جانا چاہئے بالخصوص جبکہ اُس نے کل جایداد کا قبضہ حاصل کرلیا تہا اور اُسکا اہتمام خود کرنا شروع کیا تہا - اسطرحپر ایک اعتمادی رشتہ مابین فریقین کے ثابت ہوتا تہا اور عدالت ہاے ماتحت نے درست طور پر یہ قرار دیا ہے کہ بقایا کرایہ عرصہ تین سال تک نہین بلکہ کل عرصہ متدعویہ کے واسطے واجب الادا ہے - ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس بائی صاحب جسٹس

ہینیخیر (مدعی) بنام ڈروز ویک کس و دیگر (مدعا علیہم)*

۲۹ ستمبر و یکم و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ اکتوبر و ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۸ء

نشان سوداگری۔ استحقاق اُس اسباب کے منگوانیوالے کا جسپر کہ بنانیوالے کا نشان سوداگری لگا ہوتا ہے۔ منجانب منگوانیوالے کے واسطے لینے اسباب کے بلا شرکت غیری۔ نشان سوداگری میں جھوٹا بیان ہونا۔ قرمیہ دیسی شہادت۔ فیصلہ عدالت ریاست غیر کا قابل پذیرائی ہونا۔ ایکٹ شہادت (ا سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۲ ضمن ۴ و دفعہ ۴۴۔ فریقین۔ اشتمال فریقہائے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۷۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۴۳۔ عملدرآمد۔

مدعی نے جو جیب گھڑیاں منگواکر فروخت کیا کرتا تھا ایک نالش مدعا علیہم پر بدینغرض کی تھی کہ وہ ایسی گھڑیاں کے منگوانے اور انکو بمبئی یا کسی اور حصہ ہندوستان میں فروخت کرنے سے باز رکھے جائیں جو صورت و شکل میں مشابہ اُن گھڑیوں کے ہیں جو کہ مدعی منگواکر فروخت کرتا ہے اور جنپر ایسا نشان سوداگری ہے جو مدعی کی گھڑیوں کے نشان سے اسقدر مشابہ ہے کہ اس سے خریداران دھوکہ کھاسکتے ہیں اور یہ باور کرسکتے ہیں کہ وہ گھڑیاں وہی ہیں جو کہ مدعی منگاکر فروخت کرتا ہے۔ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ نشان سوداگری جو ان گھڑیوں پر ہے جو مدعی منگواکر فروخت کرتا ہے مدعی کا نشان سوداگری نہیں ہے بلکہ گھڑیوں کے بنانے والے کا نشان سوداگری ہے جو سوئزرلینڈ میں رہتا ہے اور کہ مدعی صرف ایک منگوانے اور فروخت کرنیوالا اُن گھڑیوں کا بروئے ایک معاہدہ بدیں مضمون کے ہے کہ اور کسی کو وہ گھڑیاں نہ بھیجی جائیں۔

تجویز ہوئی کہ مدعی ایک حکم امتناعی کا مستحق نہ تھا ایک منگوانیوالا صرف اُس نشان سوداگری کو محفوظ کرسکتا ہے جو خود اُسکی شہرت کو ظاہر کرتا ہو اور نیز اس فائدہ کو جو اس سے حاصل ہوتا ہو مگر وہ کسی اور شخص کی نشان سوداگری کو محفوظ نہیں کرسکتا جو اسباب کے بنانے والا ہو۔ یہ ثابت کرنا مدعی کیواسطے ضروری تھا کہ اس تجارت کی وقعت جو وہ کرتا تھا اُس شہرت کے باعث ہے جو کہ اُس نشان سوداگری نے حاصل کی ہے اور جو اُس نشان سے متعلق ہے جو اسکی طرف سے اُس اسباب کے منگوانے جانیکی گارنٹی ظاہر کرتا ہے نہ کہ بطور گارنٹی اُس اسباب کے منجانب کسی اور شخص کے بنائے جانیکے۔ اسلئے اُس نشان سوداگری کی نقل کرنا اُس قطعی استحقاق کی خلاف ورزی کرنا ہے جو کہ اُسنے حاصل کیا ہے جسکی وجہ سے وہ محفوظیت کا مستحق ہوتا ہے مگر اُس کے ثابت کرنے سے مدعی قاصر رہا ہے۔

مدعا علیہم کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ کسی صورت میں مدعی دادرسی کا مستحق نہ تھا کیونکہ بروئے استعمال الفاظ "اسکویپ پیٹنٹ" کے اُس نشان سوداگری میں جسکے کہ واسطے اسنے محفوظیت کا دعوی کیا ہے وہ فریب ہی کا ملزم تھا کیونکہ دراصل وہ گھڑیاں

* نالش ۳۰۴ سنہ ۱۹۰۸ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء

پنیجہ
بنام
ڈروز وغیرہ

پیٹنٹ نہیں ہیں جنپر کہ یہ نشان سوداگری لگایا گیا ہے ایک مصدقہ نقل فیصلہ عدالت سوئیزرلینڈ کی جو کہ بلا ایک مختصر فرڈ مینیڈ شمٹ کے جو اس امر کی نسبت حاصل کیا تہا شہادت میں پیش کیگئی تہی ۔

تجویز ہوئی کہ تنقیح متعلق بہ استعمال لفظ "پیٹنٹ" کے صورتحال میں فیصل کیجا سکتی تہی اگر نشان سوداگری زیر بحث مدعی کا نشان نہ تہا۔ کیونکہ عدالت نالش ہذا میں اس امر کو فیصل نہ کرسکتی تہی کہ آیا میسرز شمٹ اینڈ کمپنی لفظ "پیٹنٹ" کے استعمال سے ممنوع تہے یا نہیں ان راسکوپف گہڑیوں پر جوکہ وہ بناتے تہے کوئی فیصلہ متعلق بابت امر اسصورت میں مؤثر نہوسکتا تہا جبتک مسیرز شمٹ اینڈ کمپنی نہوں ۔

نیز تجویز ہوئی کہ فیصلہ پیش کردہ قابل پذیرائی شہادت نہ تہا ۔

ایک درخواست مدعی کیطرف سے واسطے ایزاد کرنے بنانیوالوں کے بطور مدعی نالش کی کیگئی تہی ۔

تجویز ہوئی کہ درخواست نامنظور کیجانی چاہیئے مدعی کا دعوے بنانیوالوں کے دعوے سے بالکل مختلف تہا مدعی کا دعوے یہ تہا کہ مدعا علیہم نے اسکے نشان سوداگری بطور منگوانے والے گہڑیوں کا غصب کیا ہے جسکا کہ قطعی استحقاق ہندوستان میں ثابت کیا گیا تہا ۔ بنانیوالوں کے دعوے میں ایسے سوالات پیدا ہونگے جنکا کہ تعلق انکی مخصوصیت بہ ملک ساخت اسباب مذکور کے ساتہہ ہوگا اسلئے ان جملہ ممکن بازدہ تر جنبس کہ وہ فروخت کیواسطے پیش کیا ہے دفعات ۲۷ و ۳۱ و ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتیں ۔

مدعی نے ایک حکم امتناعی کی استدعا کی تہی جسکے کہ روسے مدعا علیہم بمبئی اور دیگر حصص ہندوستان میں ایک خاص قسم کی گہڑیوں کے منگوانے اور فروخت کرنے سے باز رکہے جائیں ۔

مدعی ایک گہڑیساز تہا جو بمبئی کا کاروبار کرتا تہا اور اسنے یہ بیان کیا تہا کہ وہ کئی سال سے بمبئی اور دیگر مقامات ہندوستان میں ایک خاص قسم کی گہڑیاں چہوٹے اور بڑے قد کی موسوم بہ "راسکوپف پیٹنٹ" واچز منگواکر فروخت کرتا ہے جو کہ مقام چاکس ڈی فانڈز واقعہ سوئیزرلینڈ میں ایک دوکان تیار کرتی ہے "بیوہ چارلس لیہون شمٹ" کے نام سے کاروبار کرتی ہے ان گہڑیوں میں ایک دایرہ کے اندر راسکوپف کا نام ہوتا ہے ایک پانچ پہلو دار ستارہ بنا ہوا ہوتا ہے جو دوکان مذکور کا رجسٹری شدہ نشان سوداگری سوئیزرلینڈ میں ہے ۔

عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ ان گہڑیوں پر جو مدعی منگواتا ہے الفاظ "راسکوپف پیٹنٹ" ایک دایرے کے اندر لکہے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک سفید ستارہ پانچ پہلو کا درمیان میں بنا ہوا ہوتا ہے اور یہی نشان کیس کے پشت پر بہی بنایا ہوتا ہے اور وہ گہڑیاں مدعی کی ہندوستان میں بہت مشہور ہیں اور انکی بہت مانگ ہے بالخصوص دیسی لوگ انکو بہت خریدتے ہیں اور مدعی نے بہت شہرت اور فایدہ ان گہڑیوں کی فروخت سے حاصل کیا ہے اور یہ کہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء میں مدعی کو یہ معلوم ہوا تہا کہ مدعا علیہم نے بمبئی میں بہت سی

سنہ ۱۹۰۰ء
ہینچر
بنام
ڈروز وغیرہ

گھڑیاں چھوٹے بڑے قد کی منگوائی ہیں جو عام شکل و شباہت میں مدعی کی مذکورہ بالا گھڑیوں کی عین مشابہ ہیں اور اُنپر ایک دائرہ کے اندر لفظ "ہارسکوپ" لکھا ہے اور عین درمیان میں ایک شکل بنائی ہوئی ہے جو مشابہ اُس ستارہ کے ہے جو کہ مدعی کی گھڑیوں پر ہوتا ہے۔

مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ صحیح الفاظ "راسکوپف" اور "ہارسکوپ" کا ایسے اشخاص کی زبانی جو انگریزی نہ بول سکیں اسقدر مشابہ ہے جس سے خریداران کو دھوکا ہوتا ہے اور اُسنے یہ الزام لگایا تھا کہ مدعاعلیہ نے ہارسکوپ گھڑیاں اس غرض سے منگوائی ہیں کہ لوگوں کو دھوکا ہو اور وہ یہ باور کریں کہ وہ مدعی کی "راسکوپف" گھڑیاں خریدتے ہیں اور کہ استعمال لفظ "ہارسکوپ" بالخصوص جبکہ اسکے ساتھ دائرہ اور شکل بنائی گئی ہے اور نیز قد و قامت اور شکل و شباہت کے لحاظ سے وہ بطور مدعی کی راسکوپف گھڑیوں کے فروخت کیجا سکتی ہیں۔

مدعی نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ گھڑیاں جو مدعاعلیہ منگواتا ہے ایک شخص سی میئر گربیر مقام چاکس ڈی فانڈز واقعہ سوئیزرلینڈ میں بناتا ہے اور کہ مدعی کے بنانیوالوں نے قانونی کارروائیات بخلاف شخص مذکور کے سوئیزرلینڈ میں کی تھیں۔ جنپر سی میئر گربیر نے ایک اقرارنامہ بدیں مضمون تحریر کر دیا ہے کہ وہ لفظ ہارسکوپ کو استعمال نہ کریگا۔ اور آیندہ کسی ایسے نشان سوداگری کا استعمال کریگا جو کہ مدعی کے نشان کے مشابہ ہو۔

یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ مدعاعلیہم کے نام اُن گھڑیوں کے بمبئی میں پہونچ جانے کے بعد مدعی نے مدعاعلیہ نمبر ا کے ساتھ جھگڑا کیا تھا اور اُس سے کہا تھا کہ اُنکو فروخت نکرے کیونکہ وہ اُسکے نشان سوداگری کا غصب ہے اور اُسکو یہ کہا تھا کہ وہ اُنکو سوئیزرلینڈ واپس کر دے مگر مدعاعلیہ نے یہ تسلیم کیا کہ وہ گھڑیاں مدعی کی گھڑیوں کی نقل معلوم ہوتی ہے اور اُنمیں اسکے نشان سوداگری کا غصب کیا گیا ہے جس سے خریداران کو دھوکہ ہو سکتا ہے اپنی ناقابلیت دربارہ اُنکی سوئیزرلینڈ کو واپس نہ بھیجنے کی ظاہر کی تھی کیونکہ گھڑیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

عرضیدعوی میں یہ استدعا کیگئی تھی کہ ایک دوامی حکم امتناعی بخلاف مدعاعلیہم کے صادر کیا جاوے اور نیز یہ کہ حساب و کتاب لیا جائے اور مدعاعلیہم کی گھڑیاں تلف کیجائیں۔

اُس شہادت سے جو کہ بروقت سماعت کے دیگئی تھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ نشان سوداگری جو اُن گھڑیوں پر تھا جو کہ مدعی منگواتا ہے اُسکا نشان سوداگری نہیں ہے بلکہ وہ مسٹرز شمٹ اینڈ کمپنی بنانیوالوں کا نشان ہے اور کہ مدعی اُن گھڑیوں کو اس معاہدہ پر منگواتا اور فروخت کرتا تھا کہ وہ مصنوعات نیز اُنکا نام کھا جاوے

سنہ ۱۸۹۱ء
ہینیمر
بنام
ویرور وغیرہ

مدعا علیہم نے اپنے جواب دعوی تحریری میں جملہ بیانات مندرجہ عرضیدعوی کی تردید کی تھی۔
بروقت سماعت مقدمے مدعا علیہم نے ذیل کی تنقیحات اٹھائی تھیں۔

(۱) آیا مدعی کو نشان سوداگری میں ایسا حق حاصل ہے جسکے کہ وہ ارجاع نالش حال کا مستحق ہوتا ہو۔

(۲) آیا مدعا علیہم نے ہارسکوپ گھڑیوں کے منگانیسے جنکا کہ ذکر عرضیدعوی میں کیا گیا ہے کسی نشان سوداگری سے کہ مدعی کا غصب کیا ہے۔

(۳) آیا مدعا علیہم نے مذکورہ بالا ہارسکوپ گھڑیوں کے منگوانیسے یہ کوشش کی ہے کہ انکو بطور اسکو بعض گھڑیوں کے فروخت کریں جنکو مدعی منگواتا ہے اور انکو اسطرح پر فروخت کیا ہے۔

(۴) آیا مدعی دادرسی متدعویہ یا اسکے کسی جزو کا مستحق ہے۔

(۵) آیا مدعی نے لفظ "پٹنٹ" کے استعمال سے جرم فریب دہی کا ارتکاب نہیں کیا اور آیا اسوجہ سے وہ حصول کامل دادرسی کا مستحق نہیں ہو جاتا۔

دوران سماعت میں ذیل کے الفاظ کے تنقیح ۵ میں اضافہ کئے جانیکی اجازت دیگئی تھی۔
اور آیا مدعا علیہم اس مرحلہ پر اعتراض مذکور کے کرنیکے مستحق ہیں جو کہ تحریری جوابدعوی میں نہیں کیا گیا۔ درصورتیکہ انہوں نے نوٹس نہیں دیا۔

مرہکیس (معیت سکاٹ) منجانب مدعا علیہم۔
مدعی کے دعوی کی نسبت اولاً یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اُن گھڑیوں پر جنکے کہ واسطے وہ محفوظیت کا دعوی کرتا تھا جھوٹا کیا گیا ہے کندہ ہے اور انکا نام "راسکوپف پٹنٹ" رکھا گیا ہے مگر شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان گھڑیوں کیواسطے کوئی پٹنٹ موجود نہیں ہے جہاں ایک غلطی بیانی اس قسم کی کیگئی ہو وہاں عدالت حکم امتناعی عطا نہیں کرتی ملاحظہ ہو سبیسٹین لاآف ٹریڈ مارک طبع چہارم صفحہ ۲۱۳ و صفحات مابعد مارگن بنام میکر انڈرم (۱) فلیول بنام ہیریسن (۲) فورڈ بنام فاسٹر (۳) لیڈر کلاتھ کمپنی بنام امریکن لیڈر کلاتھ کمپنی (۴) ازاں بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ مدعی کو اس نشان سوداگری میں ایسا حق حاصل نہیں ہے جسکی وجہ سے وہ ارجاع نالش حال کا مستحق ہو وہ اسکی ملکیت نہیں ہے وہ میسرز شمٹ اینڈ کمپنی کی ملکیت ہے مدعی صرف اُن گھڑیوں کی منگوانیوالا ہے ملاحظہ ہو رچرڈس بنام بوچر (۵) میسرز شمٹ اینڈ کمپنی نالش کرسکتی تھی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ نالش حالمیں فریق نہیں ہے یہ امر واقعہ کہ مدعی صرف ایک ہی منگوانیوالا ان گھڑیوں کا ہے بوجہ ایک معاہدہ کے ہے جو شمٹ اینڈ کمپنی کیساتھ کیا گیا ہے اسکو استحقاق ارجاع نالش عطا نہیں کرتا

(۱) (۱۸۷۹ء) لا جرنل چانسری جلد ۴۸ صفحہ ۲۲۸۔ (۲) (۱۸۵۸ء) ہیرز رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۲۷۔
(۳) (۱۸۷۲ء) لا رپورٹ چانسری جلد ۷ صفحہ ۶۱۱۔ (۴) (۱۸۷۵ء) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۵۲۴۔
(۵) (۱۸۹۱ء) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۲۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ہیبجر
بنام
ڈی وروغیرہ

اب کوئی ترمیم نہیں کیجا سکتی ملاحظہ ہو بھالو بنام کاشی ناتھ (۱) سید عبد الحق بنام غلام جیلانی (۲) الیکاف بنام بکر (۳) نیز بلحاظ واقعات کے کوئی غصب نشان سوداگری کا ثابت نہیں کیا گیا۔

سر ا بولسٹن (ڈسیٹ لینگ ایڈوکیٹ جنرل) منجانب مدعی۔

عذر دربارہ استعمال لفظ "پیٹنٹ" کے ایسا ہے جسکا ہم کو کوئی نوٹس نہیں دیا گیا وہ جواب دعوی تحریری میں اٹھایا جانا چاہیئے تھا اوسکا اب اوٹھایا جانا بعد از وقت ہے نیز یہ عذر کہ مدعی کا مناسب شخص ارجاع نالش ہذا کیواسطے نہیں ہے اولا اس مرحلہ میں اوٹھایا گیا ہے وہ بھی جواب دعوی تحریری میں اٹھایا جانا چاہیئے تھا۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۱۴۴ (مجموعہ ضابطہ دیوانی) عام سوال پر انہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا تھا: رالی بنام فلیمنگ (۴) بولی ورس کمپنی بنام نارش (۵) رچرڈس بنام بوچر (۶) رادی بنام نارمن (۷)۔

باٹی صاحب جسٹس۔ مقدمہ کی بحث گذشتہ جمعہ کے دن ۱۲ اکتوبر کو عدالت کے اٹھنے کے وقت تھوڑی دیر قبل ختم کیگئی تھی۔ اسوقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ میرے عہدہ مذکور کے خالی کرنیسے پہلے کوئی وقت شہادت پر غور کرنے اور فیصلہ کے لکھنے اور صادر کرنے کا موجود نہوگا (کیونکہ میری باری دفتر کی سر دن ۱۳ تاریخ کو ختم ہوئی تھی)۔ وکلاء فریقین نے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ وہ فیصلہ کو تسلیم کرینگے گو وہ بعد میں تحریر اور صادر کیا جاسے گویا کہ وہ اسیوقت لکھا گیا اور صادر کیا گیا ہے نیز یہ بھی سمجھا گیا تھا کہ فیصلہ منظور کیا جائیگا اگر وہ میرے جانشین عہدہ سے صادر کیا جاسے مقدمہ پر فریقین کیطرف سے نہایت قابلیت کیساتھ بحث کیگئی تھی اور وہ امور جو شامل تھے نہایت غور طلب تھے اسلئے اس طریق کے سوا کوئی چارہ نہ تھا جس پر کہ اتفاق کیا گیا تھا۔

صورتحال یہ ہے مدعی چارلس منیچیر نے ایک دوامی حکم امتناعی کی استدعا کی ہے جسکے رو سے مدعا علیہم کانسٹینٹ ڈرورز اور اموبڑز اور اُن کے ملازمان اور ایجنٹان اس امر سے باز رکھے جائیں کہ وہ بمبئی یا دیگر حصص ہندوستان میں کوئی ایسی گھڑیاں منگواکر فروخت کریں جو عین مشابہ اسکوپ گھڑیوں کے ہیں اور انکے اوپر کیطرف لفظ ہارسکوپ ایک دائرہ کے اندر لکھا ہوا ہے اور ایک ایسی شکل بنائی گئی ہے جس سے کہ خریداران کو دھوکا ہوتا ہے اور یہ باور کرتی ہیں کہ وہ مدعی کی گھڑیاں ہیں ایک استدعا دربارہ حساب و کتاب اور ان گھڑیوں کی بغرض تلفی حوالگی جو انکے متعلق ایراد کیگئی ہے جو کہ مدعا علیہم نے قسم مذکور کی منگوائی ہیں۔

(۱) (۱۸۹۵ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۷ (۲) (۱۸۹۵ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۶۷۷ (۳) (۱۸۹۹ء) چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۴۱ (۴) (۱۸۷۸ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۴ (۵) (۱۸۷۵ء) لاء ٹائمس جلد ۳۳ صفحہ ۲۲۲ سلسلہ جدید (۶) (۱۸۵۹ء) چانسری رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۵۲۲ (۷) (۱۸۶۲ء) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ہینچیر
بنام
دروز وغیرہ

عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی بطور گھڑیساز اور جوہری کے کئی سال سے وہ گھڑیاں منگواتا ہے جو کہ ایک دوکان موسوم ہہ سی ایل شمٹ سوئیزرلینڈ میں بناتی ہے اور جو "راسکوپف پیٹنٹ" گھڑیوں کے نام سے موسوم ہیں وہ نشان سوداگری جو کہ انپر ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سوئیزرلینڈ میں جسٹری کرایا گیا ہے اور اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ اُن گھڑیوں نے بہت مقامی شہرت حاصل کی ہے مدعاعلیہم نے عوام الناس یا خریداران کو دہوکہ دینے کی غرض سے وہ گھڑیاں منگوائی ہیں جو "ہارسکوپ" کے نام سے موسوم ہیں جنپر ایسا نشان سوداگری لگایا گیا ہے جو راسکوپ ٹریڈمارک کے مشابہ ہے جسکی وجہ سے نہ صرف انکی مخصول گاہ میں روکنے کیواسطے ہی کارروائی کیگئی تہی بلکہ مدعاعلیہم کے برخلاف فوجداری کارروائی زیر دفعہ ۴۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند دفعہ ایکٹ نشانات سوداگری وغیرہ کیگئی تہی۔ مدعی نے یہ بہی بیان کیا ہے کہ راسکوپف گھڑیوں کے بنانیوالوں نے سوئیزرلینڈ میں کارروائیات خلاف ہارسکوپ گھڑیوں کو بنانیوالوں کے اسی ملک میں کی تہیں جسکا نتیجہ آخرؔ یہ ہوا تہا کہ میسنر زگربیر ہارسکوپ گھڑیوں کے بنانیوالوں نے یہ ذمہ اٹہایا تہا کہ وہ نشان مذکور کو منسوخ کردینگے اور آئندہ کسی ایسے نشان کا استعمال نہ کرینگے جو مدعی کے نشان کے مشابہ ہو مدعی نے اپنے عرضیدعوے میں یہ بہی بیان کیا تہا کہ اوس کو یہ یقین تہا کہ مدعاعلیہم کو یہ معلوم تہا کہ ایک اور شخص موسوم فیروز نہا کی جو ہارسکوپ گھڑیاں منگواتا تہا مدعیان کیطرف سے اعتراض کئے جانے پر اور کارروائیات کی دہمکی دیئے جانے پر بمبئی میں گھڑیوں کے پہنچنے پر انکو سوئیزرلینڈ واپس کردیگا عرضیدعوے میں یہ بیان بہی درج ہے کہ مدعاعلیہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ ہارسکوپ گھڑیوں میں راسکوپف گھڑیوں کی نقل کیگئی ہے مگر اوس نے اسوجہ سے انکی واپسی سے انکار کیا تہا کہ وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں یہ بیانات منجملہ بیانات مندرجہ عرضیدعوے کے اغراض فیصلہ ہذا کے واسطے اہم معلوم ہوتے ہیں۔

مدعاعلیہم نے اپنے جوابدعوے تحریری میں جملہ علم شہرت و منافع متعلق بہ راسکوپف گھڑیوں کے انکار کیا ہے اور نیز اس امر سے انکار کیا ہے کہ فریبدہ مشابہت مابین ہارسکوپ گھڑیوں کے جو انہوں نے منگوائی ہیں اور مدعی کی راسکوپف گھڑیوں کے موجود ہے بلکہ اس قسم کی مشابہت جملہ سستی قیمت کی بوسٹن میڈ گھڑیوں میں پائی جاتی ہے اور اونہوں نے بیان کیا ہے کہ کوئی غصب راسکوپف ٹریڈمارک کا نہیں کیا

سنہ ۱۹۰۰ء

ہینیجبر بنام ڈرورز وغیرہ

اور کہ مجسٹریٹ نے کارروائیات فوجداری محولہ بالا میں یہی فیصل کر کے استغاثہ کو خارج کیا تھا نیز مدعا علیہم نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ اون کو کوئی علم دربارہ اس خط وکتابت کے حاصل ہے جو کہ دو کاہنائے سمتھ اور کریر کے مابین جو اسکولیف اور ہارسکوپ گھڑیوں کے بنانیوالے ہیں ہوئی تھی اور نہ انکو کوئی علم دربارہ اس اقرارنامہ کے حاصل ہے جو مسٹر زگریر نے تحریر کیا ہے اور اونہوں نے بیانات مندرجہ عرضی دعوے کو متعلق باین امر کے واقعات متعلق ہو نیسے انکار کیا تھا نیز مدعا علیہم نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ اونکو کوئی علم دربارہ فیروز بنیہا کی کے مال کے روک جانیکے حاصل ہے نیز اونہوں نے انکار کیا تھا کہ اونہوں نے کوئی امر بھی تسلیم کیا تھا کہ ہارسکوپ گھڑیاں راسکولیف گھڑیوں کی نقل ہیں یا کہ مدعی کی نشان سوداگری کا غصب کیا گیا ہے۔

مدعا علیہم کے وکیل مسٹر سکاٹ نے تنقیحات ذیل اٹھائی ہیں۔

۱۔ آیا مدعی کو نشان سوداگری میں ایسا حق حاصل ہے جس سے وہ ارجاع نالش حال کا مستحق ہوتا ہو

۲۔ آیا مدعا علیہم نے ہارسکوپ گھڑیوں کے منگوانیسے کسی نشان سوداگری مملوکہ مدعی کا غصب کیا ہے۔

۳۔ آیا مدعا علیہم نے مذکورہ بالا ہارسکوپ گھڑیوں کے منگوانیسے یہ کوشش کی ہے کہ انکو بطور عکس اسکولیف گھڑیوں کے فروخت کریں اور انکو اسطرح پر فروخت کیا ہے۔

۴۔ آیا مدعی دادرسی متدعویہ یا اسکے کسی جزو کا مستحق ہے۔؟

۵۔ آیا مدعی نے لفظ "پیٹینٹ" کے استعمال سے جرم فریب ہی کا ارتکاب نہیں کیا اور آیا وہ اسوجہ سے نالش حالمیں دادرسی حاصل کرنیسے ممتنع نہیں ہے۔

ذلعیم ایڈوکیٹ جنرل منجانب مدعی نے بروقت سماعت اوّل کو اس تنقیح کی نسبت اعتراض کیا تھا اسوجہ پر کہ وہ جوابدعوی تحریری میں نہیں اٹھائی گئی جو ۲۷ فروری کو داخل کیا گیا تھا اور کہ اگر امر مذکور اوٹھایا جاتا تو اس امر کے متعلق ضروری شہادت انگلستان سے حاصل کیجا سکتی تھی۔

مسٹر سکاٹ منجانب مدعا علیہم نے دفعہ ۱۴۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی بابت ۱۸۸۲ء کا حوالہ دیا جسمیں تنقیحات کے بیانات حلفی فریقین پر قائم کرنیکا حکم ہے یا بیانات وکلا فریقین پر اُسنے عذر کیا تھا کہ اسکی ضرورت نہیں ہے

لیکن اگر ضروری ہو تو التوا کی اجازت دیجا سکتی ہے اُس سے نے یہ بیان کیا تھا کہ " راسکوف
پیٹنٹ نہیں ہے بلکہ ایک طریق ہے۔
اڈوکیٹ جنرل نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ سوال جو شامل ہو قانون آسٹریلینڈ سے متعلق ہو اور کہ التوا
ضروری ہو اور کہ استعمال لفظ " پیٹنٹ " جائز ہے اور وہ تسلیم کیا گیا ہے جہانتک کہ وہ ایک جزو
رجسٹری شدہ نشان سوداگری کا سوئیزرلینڈ میں بناتا ہے۔
ازان بعد تنقیح مذکورہ کے اس بنا دی کے ساتھ قائم رکھی جانکی اجازت دیگئی تھی " اور آیا مدعاعلیہم اس مرحلہ
میں بغیر نالش کے دینے کے اس عذر کے لینے کے مستحق ہیں جو کہ جوابدعوی تحریری میں اٹھایا نہ گیا تھا "
ازان بعد ۲۹ ستمبر و کیم و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ اکتوبر کو مقدمہ کی سماعت کیگئی تھی مدعی اور اوسکے تین گواہاں اور
مدعاعلیہ علاوہ مدعاعلیہم کے دو دیگر گواہان کا بیان کیا گیا تھا اور ۲۴ دستاویزات مدعی کیطرف سے اور
۴۳ مدعاعلیہم کیطرف سے شہادت میں پیش کی گئی تہیں۔
تنقیحات ۱ و ۵ صریح طور پر ابتدائی امور ہیں جنکا تعلق مدعی کے استحقاق ارجاع نالش کیساتھ ہے
اسلئے انپر غور کرنا سہل تر ہوگا۔ بہ نسبت اسکے کہ عام شہادت اور دستاویزات پر غور کیا جائے
نسبت استعمال الفاظ " پیٹنٹ " کے راسکوف گہڑیوں پر یہ امر صریح ہے کہ تنقیح متعلق امر مذکور کا فیصلہ
مقدمہ ہذا میں نہیں کیا جا سکتا۔ اگر نشان سوداگری زیر بحث مدعی کا نشان سوداگری نہیں ہے کیونکہ
عدالت ہذا میں نالش حال میں بلحاظ اسکی موجودہ ترتیب کے اس امر کا فیصلہ نہیں کرسکتی کہ آیا میشنرز ولی شمٹ
اینڈ کمپنی لفظ " پیٹنٹ " کا استعمال اُن گہڑیوں پر کرنیسے ممنوع تہے یا نہیں جو کہ وہ بناتے تھے۔
اگر نشان سوداگری مذکور کامل طور پر میشنرز شمٹ اینڈ کمپنی کی ملکیت ہے تو مدعی کسی استحقاق محفوظیت نشان مذکور
از غصب دیگر اشخاص کا دعوے نہیں کرسکتا خواہ اسمیں کوئی بات دہوکہ دینے کی موجود ہو یا نہ اور کوئی فیصلہ
دربارہ استحقاق شمٹ اینڈ کمپنی دربارہ استعمال فقرہ " راسکوف پیٹنٹ " کے اس صورت میں کوئی اثر نہیں رکھہ سکتا
جسمیں کہ دوکان مذکور فریق ثالث بنائی گئی ہو۔
اسمیں شبہ نہیں کہ مسٹر سکاٹ نے مدعاعلیہم کیطرف سے ایک دستاویز پیش کی گئی تھی۔ جو ایک مقدمہ
نقل عدالت سوئیزرلینڈ کے فیصلہ بخلاف فرڈیننڈ شمٹ متعلق بہ امر مذکور کی تھی اور انہوں نے اولاً اوسکو
قابل پذیرائی زیر دفعہ ۳۲ (۴) ایکٹ شہادت ہند ۱۸۷۲ء بطور ایک رائے متعلق بہ ایسے امر کے ہونیکا
ثبوت دینے کی کوشش کی تھی جو عوام الناس کے حق میں مفید ہو۔ مگر فقرہ مذکور صریح طور پر اس دستاویز

سے متعلق نہیں ہے جو پرائیویٹ اشخاص کے حقوق بخلاف عوام الناس سے متعلق ہو جسمیں کہ کسی شخص کے حقوق بیان مذکور کا امر بابہ النزاع بناتے ہوں - اور نہ یہ کہنا ممکن ہے کہ بیان رائے مندرجہ فیصلہ مذکور حسب منشا آخری الفاظ فقرہ مذکور ایسا متصور ہو سکتا ہے جو قبل اسوقت کے کیا گیا ہو - جبکہ کوئی اختلاف دربارہ امر مذکور کے پیدا ہوا ہو مشابہ وجوہات پر دفعہ ۳۲ ایکٹ شہادت بھی غیر متعلق معلوم ہوتی ہے - اور چونکہ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مدعا علیہ مقدمہ محولہ کو مدعی حال کیسا تہہ کوئی مشترک استحقاق حاصل ہے اسلئے دستاویز زیر بحث کا قابل پذیرائی ہونا ثابت نہیں ہوتا -

مگر وہ دقت جو کہ بحوالہ امر مذکور کے پیدا ہوئی تھی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حال جیسی صورتوں میں سوال نہایت اہم ہے کہ آیا مدعی ذمہ وار یا مستحق اس نشان سوداگری کے اُن گھڑیوں پر محفوظ کرنیکے واسطے ہے جو کہ وہ منگواتا ہے یا فروخت کرتا ہے -

مدعی نے اپنے جوابات بروقت جرح میں یہ بیان کیا ہے کہ الفاظ "راسکوپف پیٹنٹ" مندرجہ نشان سوداگری سے یہ مراد ہے کہ بعض حصہ گھڑی کا پیٹنٹ کرایا گیا ہے اور کہ اوسکے پاس کوئی وسایل اسکے ثابت کرنیکے موجود نہیں ہیں مگر وہ مقام برنی واقعہ سوئزرلینڈ میں پیٹنٹ کرائی گئی ہے یہ امر صریح ہے کہ مدعی کو کامل علم اُن دستاویزات کا نہیں ہے اور بہرحال اسوقت اسکی نسبت امید نہیں کیجا سکتی کہ اسکو کامل علم اُن دستاویزات کا حاصل ہوگا جو کہ استعمال لفظ "پیٹنٹ" مندرجہ ٹریڈ مارک کو جایز بنانیکے واسطے ضروری ہیں اور اگر مدعا علیہم اور مدعی حال کے مابین یہ سوال ہوتا کہ آیا مدعی لفظ مذکور کے استعمال کرنیسے رجاع نالش کا مستحق نہیں تو یہ درست ہو سکتا ہے کہ جواب دعوے تحریری میں اس عذر کا کامل حوالہ دیا جانا جو کہ اب اٹھایا گیا ہے اور عدم موجودگی قابل پذیرائی شہادت متعلق بہ امر مذکور از طرف کسی فریق کے بلحاظ واقعات مقدمہ کے مدعی کو اُس بلا ثبوت امر واقعہ کی جوابدہی کرنیکے فرض سے سبکدوش کر دیتی ہے جسکو کہ اُسنے تسلیم نہیں کیا اور جسکی نسبت اسکو کافی علم تہا کہ اُس سے اسکی جوابدہی طلب کیجاے گی الا جبکہ مدعی کی طرف سے یہ ثابت کیا جاے کہ وہ نشان مذکور کے استعمال کا مستحق ہے مگر اُن مقدمات کے اثر پر غور کرنا غیر ضروری ہے جنکا حوالہ مسٹر رکس نے منجانب مدعا علیہم

سنہ ۱۹۱۰ء
مینیجر
بنام
درشو وغیرہ

واسطے اعتراض دربارہ درستی استعمال لفظ "پیٹنٹ" کے دیا ہے یا اس امر کے امکان کی نسبت بحث کرنا کہ لفظ "پیٹنٹ" کا استعمال صرف بطور ایک جزو مشہور اظہار نام کے کیا گیا ہوگا نہ کہ بطور اظہار اس امر کہ گھڑیاں مذکور بروئے ایک موجودہ پیٹنٹ کے محفوظ کیگئی ہے مقدمات مذکور یہ ہیں: سنگر مینوفیکچرنگ کمپنی بنام ولسن (۱) مارگن بنام ایم اینڈ ایم (۲) مارشل بنام راس (۳) سائکس بنام سائکس (۴) فلیول بنام ہیریسن (۵) فورڈ بنام فاسٹر (۶)۔

اہم امر بجانب مدعی کے بحق ایسے دعوے کے یہ ہے کہ اسکو ثابت کرنا چاہیے تھا کہ اس تجارت کی وقعت کا باعث جو کہ وہ کرتا ہے وہ شہرت ہے جو کہ اس نشان سوداگری نے حاصل کی ہے اور اس سے ملحق ہے بطور گارنٹی اس امر کے کہ وہ گھڑیاں مدعی سے منگوائی جاتی ہیں نہ کہ صرف بطور گارنٹی اس امر کے کہ وہ کسی اور شخص سے بنائی جاتی ہیں اسلئے اس نشان کی نقل کرنا ایک غصب اس استحقاق کا ہے جو کہ خود اسنے حاصل کیا ہے اور جسکی وجہ سے وہ اسکے متعلق محفوظیت کی استدعا کرنیکا مستحق ہوتا ہے شہادت متعلق بابت امر میں خود مدعی کی بیانات اور بعض اندراجات بہیجات مدعی اور شہادت گواہ منجانب مدعا علیہم حاجی محمد اور بلنی (دستاویز ۱) اسکی طرف سے گھڑیوں کے منگوائے جانے کی شامل ہیں۔

اولاً یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ عرضی دعوے میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی کئی سال سے یہ گھڑیاں منگواتا ہے اور اسمیں کوئی مزید وجہ استحقاق متعلق بہ نشان سوداگری کی بیان نہیں کیگئی۔

اپنے بیان میں مدعی نے یہ کہا تھا کہ:-

میں عرصہ دس سال سے بمبئی میں کاروبار کرتا ہوں جس عرصہ میں میں نے راسکوپف گھڑیاں بمبئی میں منگوا رہا ہوں گذشتہ آٹھ سال سے تنہا منگوانیوالا ان گھڑیوں کا ہوں۔ ہمیشہ ان گھڑیوں کو اور کیطرف فادر لیشت پر اور اندر کیطرف وہی نشان ہوتا ہے مدعا علیہ کی دفتر میں سات نمونے راسکوپ گھڑیوں کے ہیں مسٹر ڈروز مدعا علیہ علانیہ تسلیم کیا ہے کہ وہ راسکوپف کی نقل ہیں مگر اسنے یہ کہا ہے کہ تم نے راسکوپ کے لفظ کا اندراج سوئیزرلینڈ سے بند کرا دو۔

اور مسٹر سکاٹ کیطرف سے جرح کئے جانے پر مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ:-

"یہ گھڑیاں چاکس ڈی فانڈس واقعہ سوئیزرلینڈ میں بنتی ہیں۔ میں تنہا ایجنٹ کمپنی اور ولی برادرس کا ایجنٹ ہوں وہ مجھکو کوئی تنخواہ نہیں دیتے گھڑیاں کمیشن پر فروخت کیواسطے نہیں بہیجی جاتیں مجھکو گھڑیوں کی فروخت پر کوئی انعام نہیں ملتا

(۱) (سنہ ۱۸۷۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۴۳۴ صفحہ ۴۵۴۔ (۲) (سنہ ۱۸۶۲ء) لا جرنل چانسری جلد ۳۲ صفحہ ۲۲۰۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۹ء) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۸ صفحہ ۶۵۱۔ (۴) (سنہ ۱۸۲۴ء) برنوال و کرسوال رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۴۱۔
(۵) (سنہ ۱۸۵۳ء) ہیر رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۷۔ (۶) (سنہ ۱۸۷۲ء) لا رپورٹ چانسری جلد ۷ صفحہ ۶۱۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
اینیجر
بنام
دورتو وغیرہ

میں خود فائدہ نکالتا ہوں وہ مجھکو میرے اعتبار پر بھیجی جاتی ہیں مجھکو آخری حوالگی راسکوپف گہڑیوں کی گذشتہ اپریل
ازطرف دلی شمٹ اینڈ کمپنی کی پہونچی ہے ہر دو دوکانات کی شمولیت کو کئی سال گذر چکے ہیں گہڑیوں کی فروخت کیواسطے و
بکما کیگئی ہیں نہ کہ بنانے کیواسطے میرا کوئی تحریری اقرار دلی شمٹ اینڈ کمپنی کیساتہہ نہیں ہے میرا کاروبار انکے ساتہہ سنہ ۱۸۹۲ء سے شروع ہے
شرائط زبانی گفتگو سے قائم کیگئی تہیں کوئی تحریر شرائط مذکور کی موجود نہیں ہے ستارہ کی شکل ایک دائرہ کے اندر میری دوکان
کی ملکیت ہے یعنے دوکان دلی شمٹ اینڈ کمپنی کی

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ بیانات مذکور ۲۹ ستمبر کو دو بجے سے پہلے کئے گئے تہے جس تاریخ پر کہ تنقیحات قائم کیگئی تہیں
اسپر مدعی سے یہی کہا تہ طلب کیا گیا تہا اور اُسنے ۳ بجے شام کو وہ پیش کر دیا تہا یہی پیش کردہ
دستاویز (۱۱) کے صفحہ ۱۸۸ پر اندراج ذیل کیا گیا ہے۔

۳۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء	ریمیارٹ	سفر بروی پروسس فرام روز اینڈ	ولسٹ اینڈ کمپنی	للعما ۵ زائد
			اکیمو	عا ۔ فرا ۔

بطور قرضہ بخلاف دوکان سوئزرلینڈ کے اور مدعی نے سوال کئے جانے پر یہ بیان کیا تہا۔

"مینے دو اندراجات پر صفحہ ۱۸۸ ایسی رقم مجرائی ہے جو کہ اُن کارروائیات میں صرف ہوئی تہی جو ما بین میرا اور فرامرز اور ولسٹ
اینڈ کمپنی کے ہوئی تہیں ۔ میں اب بہی یہ کہتا ہوں کہ گہڑیاں میری ملکیت ہیں نہ کہ دوکان واقعہ سوئزرلینڈ کی میں اُن
گہڑیوں کا خریدار ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ میں تنہا خریدار ہوں یا میرا ممبئی میں تنہا خریدار ہونا ضروری ہے کیونکہ میں تنہا
ایجنٹ اُن گہڑیوں کا ہوں میرا اقرار دلی شمٹ اینڈ کمپنی کیساتہہ اس امر کی نسبت ہے کہ وہ کسی اور کے پاس گہڑیاں فروخت
نکریں مگر وہ تحریری نہیں ہے مینے یہ رقم فرامرز وغیرہ کیواسطے اسوجہ سے مجرائی ہے کیونکہ نشان سوداگری انکی ملکیت ہے مینے
رقم مذکور انکی منظوری سے مجرائی ہے"

دوبارہ بیان لئے جانے پر دستاویز (ح) مدعی کیطرف سے پیش کی گئی تہی گو اسکی نسبت مدعا علیہم نے یہ اعتراض
کیا تہا کہ وہ متعلقہ نہیں ہے، دستاویز (ح) ایک اصل سرٹیفکٹ رجسٹری متشابہ ٹریڈ مارک مطابق راسکوپ ہے
وہ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کی تحریر شدہ ہے اور اسمیں تصدیق کیگئی ہے کہ مسمی ایچ لیون اینڈ کمپنی ساکن لاکس
ڈی فاونڈ کلس نیوشیل نشان منسلکہ پیش کر کے اسکے جائز مالکان ہونے کا اقرار صالح کرتی ہیں
اُسکے بعد شمٹ اینڈ کمپنی کے دستخط اور ایک مطبوعہ نوٹ بدیں مضمون ہے، کہ جب اقرار صالح بذریعہ عرضی
شخص پیش کنندہ نشان مذکور کے کیا جاوے تو اوس کا پتہ بہی دستخط کے ساتہہ درج کیا جانا چاہیئے

سنہ ۱۹۰۱ء
ہنیجر
بنام
دروزوغیرہ

مزید براں مختار نامہ مالک نشان مذکور دستاویزات کے ساتھ شامل ہونا چاہیے مسٹر سکاٹ کو مزید سوالات متعلق بہ دستاویز (ج) کرنے کی اجازت دیگئی تھی اور اُسنے مدعی سے یہ قرار کرالیا تھا کہ یہ نشان سوداگری جسکی سنہ ۱۸۸۸ء میں رجسٹری کرائی گئی ہے اُسکے متعلق ایک نالش سویزرلینڈ میں کی گئی تھی جسمیں مسٹیرزدی شمٹ اینڈ کمپنی فریق تھے اور کہ اسوقت کے بعد اوسکے علم میں نشان مذکور تبدیل نہیں کیا گیا۔

مدعی کے اقبالات (۱) مندرجات دستاویز ۱۲ و سرٹیفکٹ دستاویز (ح) سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نشان سوداگری اسکوپف گھڑیوں پر دی شمٹ اینڈ کمپنی کا ٹریڈ مارک ہے جو وہ گھڑیاں ارسال کرتے ہیں اور کہ مدعی کا تعلق ان گھڑیوں کیساتھ صرف منگوانے اور فروخت کرنیوالے کا بروے اس معاہدہ کے ہے کہ وہ ہندوستان میں صرف اُسیکے نام ارسال کیجاوینگی مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اُن گھڑیوں کا مالک ہے جو اُسکے نام بھیجی جاتی ہیں مگر یہ بات ہر ایک خریدار اُن گھڑیوں کا کہہ سکتا ہے مگر نہ تو مدعی اور نہ اُس کے وکیل نے نشان سوداگری میں کوئی دعوے کرنیکی قابلیت ظاہر کی ہے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گواہان مدعی مسٹر ایچی کالی و مسٹر لنڈ مالک مشہور دوکان لنڈ اینڈ بلا کلے نے یہ امر تسلیم کیا ہے کہ راسکوپف گھڑیاں بمبئی میں کئی سال مدعی حال کیذریعہ سے منگوائے جانے کی پہلے آکر فروخت ہوتی رہی ہیں اور محمد علی گواہ مدعی نے اُن ایجنٹان کے نام بھی یکے بعد دیگرے بیان کئے ہیں جو کہ اُن گھڑیوں کو فروخت کرتے رہے ہیں اور اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ انکو اُسی نشان سوداگری کیساتھ فروخت کرتے رہے ہیں بالاخر حاجی محمد حاجی امید گواہ نمبر ۲ مدعا علیہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اصلی نشان کی راسکوپف گھڑیاں منگواتا رہا ہے جس سے مدعی نے انکار نہیں کیا۔

مسٹر رابرٹسن یہ عذر کرنیکے ناقابل رہا ہے کہ اوسکو موکل نے کوئی کارروائی واسطے روکنے اُن گھڑیوں کے نمائش اور فروخت منجانب دیگر اشخاص کے کی ہے جو کہ دی شمٹ اینڈ کمپنی کی ساخت ہیں الا بوساطت خود دی شمٹ اینڈ کمپنی کے یعنے دوکان مذکور کے برخلاف اس معاہدہ کو موثر کرلینے سے کہ ہندوستان میں وہ صرف اُسی کے نام روانہ کیجاوینگی۔

وہ مقدمہ جسپر کہ مسٹر ریکس منجانب مدعا علیہم نے انحصار کیا ہے مقدمہ رچرڈ بنام بوچر (۱) ہے جو کہ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تھا جسمیں سر ہورس (جواب لارڈ ہے) اور ڈیوی اور سینٹار کوئینز کونسل منجانب مدعی کے اور ہیٹن کوئینز کونسل بمعیت کمٹر منجانب مدعا علیہ کے حاضر ہوئے تھے

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) لا ٹائمس (سلسلہ جدید) جلد ۶۲ صفحہ ۸۶۷

سنہ ۱۹۱۰ء
میہنیر
بنام
دروز وغیرہ

مدعیان شمپین کے منگوانیوالے تھے اور اونہوں نے یہ نالش کی تھی کہ ایک اور دوکان اس امر سے باز رکھی جائے کہ وہ شمپین کو باستعمال لفظ "مونوپول" یا کسی اور لفظ کے بطور نقلی اظہار اس امر کے فروخت نکریں کہ وہ ایک ٹریڈ مارک مشتمبر الفاظ "مونوپول" یا "ڈرائی مونوپول" ہے جسکے کہ مالکان مسٹرز ہیڈسیک اینڈ کمپنی شمپین منگوانیوالے شہر ریمس کے ہیں ہیڈسیک اینڈ کمپنی نے ایک چٹھی مدعیان کی دوکان کے ایک رکن کے نام بدیں الفاظ ذیل ارسال کی تھی۔

"چونکہ دوکان مشہور ورسٹین اینڈ کمپنی جسکے تم شریک ہو ۳۰ جون کو فسخ ہونیوالی ہے اسلئے ہم تمکو تنہا ایجنسی اپنی شمپین کی فروخت کرنیکواسطے گریٹ برٹن اور آئرلینڈ میں دیتے ہیں اور نیز برٹش کالونیز بعد ۳۰ جون آئندہ کی ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنی شراب میں سے کوئی شراب کسی کو پاس جو یونائیٹیڈ کنگڈم یا برٹش کالونیز میں رہتا ہو فروخت کرینگے بلکہ صرف تمہاری دوکان کیہاتھ فروخت کرینگے جو مسمی ریچرڈس اینڈ کمپنی کے نام سے موسوم ہے بطور تنہا ایجنٹان ہیڈسیک اینڈ کمپنی کی ڈرائی مونوپول کے کوئی فرمائشیں جو ہم کو ان ممالک سے موصول ہونگی تمہاری دوکان کے نام ارسال کیجائے گی اور وہ فرمائشیں جو تم سے آئیگی تمہارے حساب میں درج ہو کر اسی شرح سے تعمیل کیجائے گی جیسے کہ دوکان مشہور ورسٹین اینڈ کمپنی کے نام بھیجی جاتی ہے"

بیان دعوی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی رجسٹری شدہ مالکان اس ٹریڈ مارک کے تھے جو لفظ "مونوپول" اور "ڈرائی مونوپول" پر مشتمل تھا۔ مقدمہ عدالت کے روبرو سوال قانونی پر بحث کیجانیکے واسطے پیش ہوا تھا جو یہ تھا کہ مدعیان قابل ارجاع نالش کے نہ تھے کیونکہ وہ نشان سوداگری کے مالکان نہ تھے بلکہ انکی حیثیت صرف خریداران شراب از ہیڈسیک اینڈ کمپنی بروے اقرارنامہ کی تھی کار روائیات بطور ہرجانہ کے کیگئی بمشیر مقدمات محولہ میں سے حرف ذیل کے مقدمات مہیا ہو سکتے ہیں از طرف مدعا علیہم ہیپ بنام مارتھلی (۱) ایڈمس بنام نارتھ برٹش ریلوے کمپنی (۲) و منجانب مدعی اہلی بنام ہنتا (۳) رلسے بنام نارمن (۴) اپولی نرس بنام نارش (۵) گڈفیلو بنام پرنس (۶)۔ عدالت نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔

"مدعیان نے کامل طور پر اپنے حقوق کو نادرست سمجھا ہے گو وہ ایسے اشخاص میں جنہوں نے استحقاق اپنی از طرف مسٹرز ہیڈسیک اینڈ کمپنی ثابت کیا ہے جو مشہور شمپین کے بنانیوالے ہیں اور وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے کسی شخص کو ایسی شمپین فروخت کرنی جگہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی کی ساخت نہو اور جسپر مشابہ نشان یا وہی نشان ہو جو کہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی کی شمپین پر پڑا ہے سے مدعیان نے اپنا دعوی اس طرح پر پیش کیا ہے اونہوں نے بیان کیا کہ ہم نے ہیڈسیک اینڈ کمپنی سے بروے ایک اقرارنامہ کے کامل استحقاق انکی شمپین اس ملک میں

(۱) (۱۸۵۹ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۴
(۲) (۱۸۹۳ء) لاٹائمس جلد ۹ صفحہ ۲۶۷۔
(۳) (۱۸۸۶ء) چانسری ڈویژن جلد ۳۱ صفحہ ۳۲۳
(۴) (۱۸۹۴ء) لا رپورٹ اکویٹی جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۸۔
(۵) (۱۸۷۷ء) لاٹائمس جلد ۳۳ صفحہ ۲۴۲
(۶) (۱۸۸۷ء) چانسری ڈویژن جلد ۳۵ صفحہ ۹۔

سنہ ۱۸۸۱ء
ہینیجر
بنام
درزو وغیرہ

اور کالونیز میں فروخت کرنیکا حاصل کیا ہے اسلئے ہمکو نقصان پہونچیگا اگر کوئی اور شخص تو تلو میر ایسی شمپین فروخت کرے جسپر ہیڈسیک اینڈ کمپنی کا نشان مع ڈگری لگا یا گیا ہو مدعیان نے یہ بیان نہیں کیا کہ نشان سوداگری مذکور سے یہ مراد ہے کہ وہ شراب جسپر وہ لگایا گیا ہے اُنکی شراب ہے جو ہیڈسیک اینڈ کمپنی نے اس ملک میں صرف مدعیان کیطرف سے فروخت کیجانیکو اُنکو ارسال کی ہے اور یہ مراد نشانات سوداگری کی شئی ہے جبکہ مدعی کے وکیل سے یہ سوال کیا تہا کہ کس امر میں اُنکی حیثیت کسی اور خریدار شراب ہیڈسیک اینڈ کی حیثیت سے مختلف ہے اسکا جواب یہ دیا گیا تہا کہ اُنکو کامل استحقاق بیع حاصل ہے مگر ہیڈسیک اینڈ کمپنی نے صرف یہ معاہدہ کیا تہا کہ وہ اپنی شراب اُنکے سوائے ہندوستان کے اور کسی کے پاس فروخت نکرینگے اگر کسی سلسلہ سے کوئی شخص انگلستان کا ہیڈسیک اینڈ کمپنی کی شراب حاصل کرے۔ خواہ اُسنے اُسکو فرانس یا جرمنی یا انگلستان میں خرید کی ہو خواہ مدعیان سے یا کسی اور شخص سے تو وہ اُسکے فروخت کرنیسے باز نہیں رکہا جا سکتا اُسکو کامل استحقاق ایسا کرنیکے واسطے حاصل ہے وہ ایک تجارتی شئے ہے جسکی خرید فروخت کا اُسکو کامل حق حاصل ہے۔ مدعی کے وکیل نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ ہر ایک خریدار شراب ہیڈسیک اینڈ کمپنی ایسے حکم امتناعی کی نالش نہیں کر سکتا جیسا کہ مستدعیہ مال ہے مگر بیان یہ کیا گیا تہا کہ مدعیان کو بروئے اُنکے معاہدہ کے جو ہیڈسیک اینڈ کمپنی کیساتھ کیا گیا ہے کامل استحقاق حاصل ہے اس سے صرف یہ مراد ہے کہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی نے مدعیان کیساتھ یہ معاہدہ کیا ہے کہ وہ اپنی شراب اس ملک میں سوائے اُنکے اور کسی کے پاس فروخت نکرینگے اس سے کسطرح پر مدعیان کو بہ نسبت اور کسی شخص کے زیادہ تر استحقاق فروخت حاصل ہو سکتا ہے؟ ہر ایک دیگر خریدار ہیڈسیک اینڈ کمپنی کو ویسا ہی استحقاق فروخت حاصل ہے جیسا کہ مدعیان کو حاصل ہے اسلئے زیادہ سے زیادہ جو معاہدہ مذکور کے رو سے مدعیان کو حاصل ہو سکتا ہے ایک استحقاق ارجاع نالش بخلاف ہیڈسیک اینڈ کمپنی ہے اگر دوکان مذکور اپنی شراب اُس ملک میں کسی اور کے پاس بغرض فروخت ارسال کرے تو کسطرح پر اُسکے رو سے مدعی کو یہ استحقاق حاصل ہو سکتا ہے کہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی کے نشان سوداگری کے غصب کو روکے یا کسی شخص کو اس فریب کے کرنیسے باز رکھے کہ بطور شراب ہیڈسیک اینڈ کمپنی کے اس شراب کو فروخت کرے جبکہ اس دوکان کی نہو؟ میری رائے میں اقرارنامہ کے رو سے کوئی ایسا استحقاق مدعی کو عطا نہیں کیا گیا۔ کوئی انتقال یا اقرار انتقال نشان سوداگری یا مونوپول کا ذکر اور نہ مونوپول کا ذکر کیا گیا تہا درحقیقت اقرارنامہ میں ان نشانات سوداگری کا ذکر نہیں ہے الا ضمنی طور جبکہ ہیڈسیک اینڈ کمپنی کی ڈرائی مونوپول کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ میری یہ رائے ہے کہ اقرارنامہ مذکور کے رو سے مدعیان کو کوئی استحقاق ہیڈسیک کمپنی کے نشانات سوداگری میں عطا نہیں کیا گیا جو کسی طرح پر اس استحقاق سے مختلف ہو جو کہ کسی خریدار شمپین ہیڈسیک اینڈ کمپنی کو حاصل ہے خریدار شمپین ہیڈسیک اینڈ کمپنی ایک نالش واسطے غصب نشانات سوداگری ہیڈسیک اینڈ کمپنی کے یا ایسی شراب کو بطور اُنکی شراب کے فروخت کرنیسے فریب کرنیکے متعلق رجوع نہیں کر سکتا ہے پھر مدعیان کی کسطرح سے بہتر حیثیت ہو سکتی ہے۔؟ اُنکا دعویٰ کامل طور پر غلط طور سے سمجھا گیا ہے۔ میری رائے میں اُنکو کوئی حق اس قسم کی نالش کرنیکا حاصل نہیں ہے۔ اُنکو کوئی حق نشانہائے سوداگری میں حاصل نہیں ہے اُنکو کوئی حق اُنکو فرسیانہ استعمال کو بند کرنیکا حاصل نہیں اسلئے مجھکو اس امر قانونی کا فیصلہ اُنکے مخالف کرنا چاہیئے مگر میں اُنکو اجازت دیتا ہوں

سنہ ۱۹۰۰ء

بینیجر بنام درور وغیرہ

کہ وہ اپنی نالش کو اسطرح ترمیم کریں کہ موجودہ مالکان نشانات سوداگری مذکورہ کو بطور مدعیان کے شامل کریں"۔

ان سندات میں سے جنکا کہ حوالہ مدعاعلیہم کیطرف سے نالش مذکور میں دیا گیا تھا مقدمہ سیب بنام ہاڈلی(۱) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک لائیسنس بلا شرکت غیری کے رو سے بھی جبتک کہ اُسکی ساتھ عطیہ نکیا جائے لائیسنسدار کو کوئی استحقاق ارجاع نالش خود اپنے نام سے حاصل نہیں ہوتا فرائی صاحب لارڈ جسٹس نے یہ بیان کیا ہے کہ " وہ ایک لائیسنس کسی خاص امر کے کرنیکا ہے اور اس امر کا معاہدہ کہ کسی اور شخص کو امر مذکور کے کرنیکی اجازت ندیجائیگی مگر اُسکے رو سے کسی اور لائیسنس کیطرح کوئی استحقاق یا مالکیت امر مذکور میں حاصل نہیں ہوتی" مقدمہ ایڈمس بنام نارتھ برٹش ریلوی کمپنی (۲) کا حوالہ بھی مدعاعلیہم کیطرف سے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں دیا گیا تھا اور وہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسمیں پیٹنٹ کرانیوالوں اور مالکان بعض ایجاد نے ایک شخص برلاک کو اپنا عام ایجنٹ مقرر کرکے اُسکو اختیار دیا تھا کہ ایجاد مذکور کو انگلستان میں جاکر فروخت کرے اور اسکے استعمال کیواسطے لائیسنس بھی عطا کرے اور برلاک نے مدعیان کو تنہا ایجنسی اور پیٹنٹ مذکور کی نسبت کارروائی کرنیکا کامل اختیار گریٹ برٹن میں عطا کیا تھا اور انکو ایک مختار نامہ عام ایک خاص تعداد منافع فیصدی پر عطا کیا تھا مدعیان نے یہ قرار کیا تھا کہ وہ اس کام کو نہایت تندہی کیساتھ کرینگے لارڈ سلبورن نے مدعاعلیہم کی سماعت کرنیکے بغیر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ برلاک کو کوئی اختیار پیٹنٹ کے منتقل کرنیکا حاصل نہ تھا اور یہ ایزاد کیا گیا تھا کہ " بل میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک عام ایجنٹ ایجاد کے فروخت کرنیکے واسطے تھا اور لائسنس ہائے عطا کرنیکے واسطے اور میری یہ رائے ہے کہ الفاظ مذکور کے رو سے صرف عام اختیار اس ملک میں پیٹنٹ کو رواج دینے کا تھا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکے رو سے پیٹنٹ کے منتقل کرنیکا اختیار دیا گیا ہے اس غرض میں جسکے رو سے برلاک ایک ایجنٹ بنایا گیا ہو کسی استحقاق واقعہ پیٹنٹ کا ذکر نہیں کیا گیا۔۔۔۔۔ یہ ایک نالش پیٹنٹی ہے اور وہ ایک ایسے شخص نے رجوع کی ہے جسکا استحقاق صرف اُنکے مالکان کے خلاف ہے" مقدمہ مذکور سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اختیار فروخت وعطائے لائیسنس بغرض استعمال ایجاد ایک انتقال خود پیٹنٹ کی حد تک نہیں پہنچا تاکہ ایک استحقاق ہرجانہ یا غصب یا حکم امتناعی بخلاف آئندہ غصب کے تعدی [illegible] حاصل ہو۔

مقدمہ ایلی بنام ہنتا (۳) محولہ منجانب مدعی مقدمہ رچرڈس بنام بوچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں ایک انتقال رجسٹری شدہ نشان سوداگری کا کیا گیا ہو منتقل الیہ ایک نالش بدینغرض رجوع کرسکتا ہے کہ استعمال نشان مذکور بغیر رجسٹری شدہ انتقال کو روکا جاوے مگر مقدمہ مذکور مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں اسوجہ سے غیر متعلق قرار دیا گیا تھا کہ محض اقرار واسطے مہیا کرنے کے بلا شرکت غیری۔ ایک انتقال نشان سوداگری نہیں ہے

(۱) (۱۸۶۸ء) چانسری ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۱۴۶ (۲) (۱۸۷۳ء) لا ٹائمس جلد ۲۹ صفحہ ۳۲۹ (۳) (۱۸۹۲ء) چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۲۲

سنہ ۱۹۰۰ع
منیجر
بنام
دروزہ وغیرہ

مقدمہ راڈے بنام زمن (۱) جسکا حوالہ بھی مدعی نے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں دیا تھا بادی النظر بہ نسبت دیگر مقدمات محولہ بمقدمہ رچرڈس بنام بوچر کے زیادہ تر قریب مقدمہ حال کی معلوم ہوتا ہے کیونکہ مقدمہ راڈے بنام زمن میں مدعیان نے کامل استحقاق واسطے منگوانے کینٹ کے بذریعہ عطیہ بجانب و سل گورنمنٹ اہنالٹ کے دعوے کیا تھا۔ مگر تمیز کنندہ واقعات مقدمہ مذکور نہ صرف یہ تھی کہ مدعیان کو قطعی حق بعض کا نہائے سے مال منگوانیکا حاصل تھا اور اسطرح پر اُن کو قطعی حق خاص مقام لیوپولڈ شال سے جملہ کینٹ کے منگوانیکا حاصل تھا بلکہ یہ بھی کہ انہوں نے تمیز کنندہ نام "لیوپولڈ شال" کا استعمال اس کینٹ کیواسطے کیا تھا جو کہ اُن سے مہیا کیجاتی تھی۔ اسطرح پر جیسا کہ حجت سے ظاہر ہوتا ہے تنقیحات یہ تہیں اولاً آیا لفظ "لیوپولڈ شال" واسطے اس کینٹ کی جو کہ وہ مہیا کرتے ایک نشان سوداگری تھا؟ اور ثانیاً آیا مدعیان کو تنہا اور کامل حق اپنے کینٹ کی اس ملک میں فروخت کرنیکا حاصل ہے؟ اسلیئے رلکنس صاحب وائس چانسلر نے یہ بیان کیا تھا "معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان نے ایک بادی النظری دعوے اس امر کی نسبت ثابت کیا ہے۔ کہ لفظ "لیوپولڈ شال" سے بازار ہائے انگلستان میں وہ بلا امیزش شئے ظاہر ہوتی تھی جو کہ مسٹر راڈے منگواتا تھا" اور نیز یہ کہ "مجھکو مقدمہ ایسا متصور کرنا چاہیئے جسمیں مدعیان نے بادی النظر میں ایک ایسا استحقاق ثابت کیا ہے جسکو میں نہائت مشکل تسلیم کرتا ہوں یعنی استحقاق دربارہ استعمال بلا شرکت غیری ایک لفظ کے بطور نشان سوداگری کے" گو اُسنے یہ ایراد کیا تھا کہ اُسنے ہرگز یہ فیصل نہیں کیا کہ وہ کافی طور پر اُس شخص کے مقابلہ میں ثابت ہوا ہے جو راڈے کی کسی دعوی کو نظر انداز کر کے لیوپولڈ شال کینٹ کو فروخت کرے یا فروخت کے واسطے پیش کرے جو کہ اسکے قبضہ میں جایز طور پر آئی ہو۔ اور جسکے پاس بہتر وجہ یہ باور کرنیکی موجود ہو کہ یہ وہی شئے تھی جسکا کہ اُسنے ذکر کیا ہے اس فیصلہ میں اس امر واقعہ کا حوالہ دیا گیا تھا کہ مدعا علیہم نے یہ ثابت کرنیکی کوشش نکی تھی کہ با ہر حال انہوں نے یہ ثابت نکیا تھا کہ انکے پاس کوئی عذر مدعیان کے نشان سوداگری کی نقل کرنیکا موجود تھا۔ مقدمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض بلا شرکت غیری استحقاق فروخت ایک محدود رقبہ کے اندر کوئی استحقاق ایک شخص کو اُس شئے کے اس رقبہ کے اندر منگوانے اور فروخت کرنیکے باز رکھنیکا عطا نہیں کرتا۔ مگر جہاں منگوانیوالے نے نشان سوداگری کو بطور گارنٹی اس امر کے استعمال کیا ہو کہ اُسنے وہ شئے ایک خاص جگہ سے منگوائی ہے تو وہ اس شخص کے برخلاف جو نشان مذکور کا استعمال کرے اور جو یہ ثابت کرنیکے ناقابل ہو کہ اُس نے وہ شئے اُسی جگہ سے منگوائی ہے محفوظیت کا مستحق ہے

(۱) (سنہ ۱۸۶۲ع) لاء ریپورٹس ایکویٹی جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۸

سنہ ۱۹۰۱ء

ہینجر بنام درونو وغیرہ

اسلیئے مقدمہ بعض امور میں عین مشابہ مقدمہ اپولی نیرس کمپنی بنام نارش (۱) کے ہے جسپر کہ مدعی نے صورت حالمیں انحصار کیا ہے نیز اسپر مدعیان نے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں انحصار کیا تہا اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ موجودہ لارڈ ڈیویصاحب از طرف مدعیان کے مقدمہ اپولی نیرس کمپنی بنام نارش میں اور نیز مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں وکیل تہا۔

وکیل مدعی نے صورتحالمیں مقدمہ اپولی نیرس کمپنی بنام نارش پر انحصار کیا ہے کیونکہ اسمقدمہ میں مدعیان کو ایک کامل استحقاق بیع کا گرمیٹ برٹن میں اور کالونیز میں منگوائے ہوئے قدرتی چشموں کے پانی کی نسبت حاصل تہا جبتک کہ انکا معاہدہ مالکان آب مذکور کیساتہہ جاری رہا مدعا علیہم نے ایک مصنوعی چشمے کا پانی بنایا تہا۔ جو کیمیاوی طور پر عین مطابق قدرتی پانی کے تہا اور وہ اسکو لنڈن اپولی نیرس واٹر کے نام سے فروخت کرتے تہے جسمیں بجز خاصیتہائے قدرتی پانی کی موجود نہیں رپورٹ مقدمہ کا ہیڈ نوٹ جسمیں مدعیان کے اقرارنامے کا ذکر بطور عطیہ کے کیا گیا ہی صحیح طور پر مغالطہ دیتا ہے اور انہوں نے مدعی ہمال کیطرح محض معاہدہ بلا شرکت غیری فروخت کرنیکا حاصل کیا تہا اگر اپولی نیرس کمپنی کے پاس سوائے معاہدہ مذکور کے اور کوئی بات انحصار کرنیکے واسطے موجود نہوتی تو اسمیں کچھ شبہ نہ تہا کہ مقدمہ عین مطابق مقدمہ حال کے ہوتا اور اسکا فیصلہ مطابق فیصلہ مقدمہ رچرڈس بنام بوچر کے ہوتا۔ مگر امر قابل ذکر یہی کہ یہ سوال اسمقدمہ میں ہرگز نہ اٹہایا گیا تہا کہ آیا مدعیان کا استحقاق بطور محض منتقل الیہ بیع کی ساتہہ معاہدہ بلا شرکت غیری اس شئے کے حاصل کرنیکے ایک ایسا استحقاق تہا جو انکو مدعا علیہم کو باز رکھنے کے قابل بنانیکے واسطے کافی تہا اگر امر مذکور اٹہایا جاتا تو یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ وہ نظرانداز کیا جاتا۔ اور نہ یہ امر ہی اغلب ہے کہ اگر مقدمہ مذکور کوئی سند متعلق باین امر ہوتا یا وہ کوئی مس اسکے ساتہہ رکھتا تو گو اسکا حوالہ دوران بحث میں دیا گیا تہا وہ بلا کسی تشریح کے کئے جانیکے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں چہوڑا جاتا۔ مگر یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وکیل مدعا علیہ نارش نے سوال مذکور نہ اٹہایا تہا اسنے یہ بحث کی تہی کہ خواہ مدعیان نے اپولی نیرس کا ٹہیکہ لیا ہو یا نہ انکو کوئی حق دربارہ اس امر کے حاصل تہا کہ برلنے لفظ نشان سوداگری کو استعمال کیکر اور کہ جملہ صورتوں میں جہاں ایک حکم امتناعی عطا کیا گیا ہو مدعیان سب سے پہلے ... اس نام کے ہوئے ہیں اور اس نام نے بازار میں جدید نام سے شہرت حاصل کی ہوئی ہے اور کہ یہ ایک

(۱) (۱۸۸۵ء) لاٹائمس جلد ۳۳ صفحہ ۱۴۲

سنہ ۱۹۰۱ع
ہنجبر
بنام
ورسٹر وغیرہ

سوداگری مذکور ایک جائز نشان سوداگری سوا اور اسی مالکیت نشان سوداگری کی وجہ سے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ منگوانیوالے تھے نہ اس وجہ سے کہ انکو قطعی استحقاق بروئے معاہدہ کے اسکو بیع کرنیکا حاصل تھا بلکہ اسوجہ سے کہ انکو کامل حق اس لفظ کے استعمال کرنے کا حاصل تھا جس سے کہ انکی شہرت بطور منگوانے والونکے وابستہ تھی ایک حکم امتناعی صادر کیا گیا تھا جیسا کہ دوران بحث میں بیان کیا گیا تھا منگوانیوالوں کو نہ کہ انکی خریداران کی کسی اور شخص کو سوائے خود مدعیان کے لفظ "اپولی نیرس" میں مالکیت حاصل تھی۔ یہ امر صریح ہے کہ اگر مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں نشانہائے سوداگری سے یہ مراد ہوتی کہ شراب مدعیان منگواتے تھے تو کو مدعا علیہم کیواسطے اسی شراب کا منگوانا کامل طور پر جائز ہوتا اگر وہ اسکو منگوا کر فروخت کر سکتے تاہم انکو کوئی حق مدعیکے اس نشان سوداگری کے استعمال کرنیکا حاصل نتھا جس سے انکا منگوانا ظاہر ہوتا تھا۔

مقدمہ مگڈ فیلو بنام پرنس (۱) کا حوالہ بھی مدعیان کیطرف سے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں نظائر پیش کرنیکی غرض سے دیا گیا تھا کہ مدعی جو ایک شراب منگوانیوالا تھا اس لیبل (چٹ) کیساتھ شراب کو فروخت کرتا تھا "لی کورٹ ایٹ سی" اور وہ مدعا علیہم کو اسی نام کی چٹ لگا کر شراب کے فروخت کرنیسے باز رکھنے میں کامیاب نہ تھا محض اسوجہ سے کہ ٹریڈ مارک مذکور اس ملک میں درج رجسٹر نکرایا گیا تھا اور نام تجارت کافی عرصہ کے استعمال سے ثابت نکیا گیا تھا۔ مگر مقدمہ کے امتحان کرنیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ میں مدعی ہائی ایک انتظام یا نگیس یورٹ ایٹ فلس کے ساتھ واسطے مہیا کرنے ایک خاص قسم کی شمپین مع اُس استحقاق کے کیا تھا کہ وہ اس ملک میں اسکو لفظ "لی کورٹ ایٹ سی" کا چٹ لگا کر فروخت کریگا چنانچہ وہ ٹریڈ مارک مذکور کا مالک تھا اور وہ محض اسوجہ سے کارروائیات رجوع کرنیکے ناقابل قرار دیا گیا تھا کہ انکی رجسٹری انگلستان میں بہ دفعہ ۷۷ ایکٹ نشانات سوداگری ۱۸۸۳ع نکرائی تھی۔ پس مقدمہ مذکور عین مطابق مقدمہ رچرڈس بنام بوچر یا مقدمہ حال کے نہیں ہے جسمیں کہ نشان سوداگری منگوانے والی کی ملکیت نہیں ہے بلکہ بیچنے والی کی ملکیت ہے۔

مدعیکی طرف سے صورتحالمیں مقدمہ رالی بنام فلیمنگ (۲) پر بالخصوص بحوالہ خاص ہیڈ نوٹ مقدمہ مذکور کے انحصار کیا گیا ہے جسکے اخیر میں یہ الفاظ درج ہیں "تجویز ہوئی کہ قطعی استعمال ٹریڈ مارک کا حق الّا تاجران کو حاصل ہو سکتا ہے جو کہ صرف منگوانے والے ہوں"۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۸۴ع) چانسری ڈویژن جلد ۲۸ صفحہ ۹۔

(۲) (سنہ ۱۸۷۹ع) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۷۔

سنہ ۱۹۱۰ع
ہینیمر
بنام
درونز وغیرہ

ایسا ہیڈ نوٹ بہت کم وقعت رکھتا ہے اگر وہ بلا حوالہ واقعات مقدمہ اور دلائل پیش کردہ اور سند آت محولہ کے پڑھا جائے خواہ انکی پیروی کیگئی ہو یا وہ نظر انداز کیگئی ہوں واقعات مقدمہ مذکور مطابق واقعات مقدمات ریڈ بنام نارمن اور ایولی نیرس کمپنی بنام نارٹن کے تھے نہ کہ مطابق واقعات مقدمہ رچرڈس بنام بوچر کے یعنے "نالش ایک ایسے حکم امتناعی کیواسطے رجوع کیگئی تھی جسکے رو سے مدعا علیہم مدعی کی نشان سوداگری کے استعمال کرنیسے باز رکھے جائیں" نہ کہ مدعا علیہم کو ایک فریق ثالث یعنی بھیجنے والے کی نشان سوداگری کے استعمال سے باز رکھنے کیلئے امور زیر تنقیح میں یہ سوالات شامل تھے کہ آیا مدعیان قطعی استعمال نمبر ۰۰ کے مستحق تھے اور کہ آیا نمبر مذکور کا ان کے بارکوں میں یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ اسباب جسپر وہ لگایا گیا ہے مدعیان منگوایا گیا ہے مدعا علیہم نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ نمبر مذکور اسطرح مشہور رہا یا تسلیم کیا جاتا تھا اور انہوں نے بیان کیا تھا کہ نمبر ۰۰ کو خریداران بطور اس نشان کے متصور کرتے تھے جس سے نوعیت اسباب ظاہر ہوتی ہو نہ کہ بطور نشان اس شخص یا اس دوکان کے جو کہ اسباب کو منگواتی ہو اور کہ مدعیان اسباب کو تیار کرنیوالے نہ تھے بلکہ صرف منگوانیوالے تھے اور انکو کوئی حق بلا شرکت غیری اسباب کے منگوانیکا حاصل نہ تھا امر فیصلہ طلب عملی طور پر یہ نہ تھا کہ آیا ایسا ہو کہ جیسے کہ مقدمہ رچرڈس بنام بوچر میں قائم کیگئی تھی درست ہے بلکہ یہ تھا کہ آیا مقدمہ حال ایسا مقدمہ ہے جس سے کہ اصول قائم کردہ مقدمہ مذکور یا اصول مندرجہ مقدمات ریڈ بنام نارمن و ایولی نیرس بنام نارٹن متعلق ہوتی ہیں بالفاظ دیگر تنقیح یہ تھی کہ آیا مدعیان ۰۰ کا استعمال بعد اپنے ٹریڈ مارک کرتے تھے جو کہ ایک نشان اور گارنٹی اس امر کی ہے خود انکو منگوائے ہوئے اسباب کے ہو اور کہ آیا اس سے انکی شہرت بطور منگوانیوالوں کے ظاہر ہوتی تھی یا کہ صرف اسکی بنانیوالوں کی شہرت ظاہر ہوتی تھی صورت اول الذکر میں وہ اپنی شہرت کو محفوظ کر سکتے تھے اور مقدمات ریڈ بنام نارمن و ایولی نیرس بنام نارٹن کیطرح اسکے فائدہ کو محفوظ کر سکتے تھے۔ لیکن اگر وہ بنانیوالے اور بھیجنے والوں کا نشان ہو تو مدعیان صریح طور پر دو اصول کے مقدمہ رچرڈس بنام بوچر کی کوئی استحقاق ارجاع نالش نہ رکھتے تھے اور گارنٹی صاحب چیف جسٹس نے یہ بیان کیا تھا کہ (صفحہ ۲۵۴) کہ یہ امر ملحوظ رکھا جانا چاہیئے اور یہ میری رائے میں ایک اہم واقعہ مقدمہ ہے کہ نمبر ۰۰ ایک ایسا نشان تھا جسکا استعمال قطعی طور پر مدعیان کرتے تھے اور وہ صرف اس اسباب پر لگایا جاتا تھا جو کہ انکی کارخانہ سے نکلتا تھا وہ بنانیوالے کا نمبر نہ تھا وہ ایک ایسا نشان تھا جسکا استعمال اور منشا مدعا علیہ کو معلوم تھا اور وہ عدالت کو معلوم نہیں ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
رینجر
بنام
درونز وغیرہ

اس کا علم صرف مدعی کو تہا اور نظاہر اسی وجہ پر مدعیان نے صرف اس رواج کی محفوظ کرانیکی استدعا کی تہی جو اس نشان کے روسے محفوظ کیا جاتا تہا جس سے کہ خود انکی حیثیت اور شہرت بطور انگر منگوانیوالوں کے ظاہر ہوتی تہی اور نالش قابل قیام قرار دیگئی تہی (عدالت نے صفحہ ۲۲۶ پر یہ بیان کیا تہا کہ ان نشانہائے کا استعمال مشابہ کپڑوں پر منجانب مدعا علیہم کے لگایا جاتا کو پبلک کو یہ باور کرنیکواسطے فریب دینا ہے کہ وہ اسباب جو وہ خرید کر رہے ہیں وہی اسباب ہے جو کہ انہوں نے چند سال پہلے خرید کیا تہا اور جو مدعیان منگوا کر فروخت کرتے تہے" اسلئے مقدمہ مذکور میں عین عکس اس نتیجہ کا ثابت کیا گیا ہے جو کہ وکیل مدعی صورتحال ہیں اس سے اخذ کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک منگوانیوالا صرف اس نشان سوداگری کو محفوظ کر سکتا ہے جس سے خود اسکی شہرت اور مفادات ظاہر ہوں جو کہ اسکی فروخت سے اسکو پہنچتے ہوں - نہ کہ کسی دوسرے شخص کے نشان سوداگری کو جو اسکے بنانیوالا یا ایجاد کرنیوالا ہو -

اس مقدمہ رالی بنام فلیمنگ کا حوالا مقدمہ ٹیلر بنام ورا سامی (۱) اور مقدمہ بارلو بنام گوبندرام (۲) میں دیا گیا تہا مقدمہ ٹیلر بنام ورا سامی میں مدعی ایک خاص قسم کی قمیصیں منگواتا تہا اور انکو ممیز کرنیکواسطے انپر ایک نشان سوداگری لگاتا تہا اسمقدمہ کا ہیڈ نوٹ صحیح طور پر یہ بیان کر نہیں مغالطہ دیتا ہے کہ "کوئی تاجر اسباب منگوانیوالا جائز طور پر اس نشان سوداگری کو اختیار نہیں کر سکتا جسکی کہ وجہ سے اسکے اسباب کا بازار میں وہی نام پڑجائے جو کہ اسکے مخالف تاجر کے اسباب کا نام ہو" اگر اس سے یہ مراد ہے کہ ایک منگوانیوالا اسباب کو اسی نشان سوداگری کیساتہ فروخت نہیں کرسکتا جو کہ اسکے بنانیوالے کا نشان ہو جسکے کہ ساتہ اسکا مخالف تاجر اپنے اسباب کو فروخت کرتا ہو تو اسصورت میں کوئی دو تاجران ایک ہی کارخانہ کے اسباب کو جس پر بنانیوالے کا نشان سوداگری ہو فروخت نہ کرسکینگے اور اسطرح پر بنانیوالے کو صرف ایک ہی تاجر کے پاس ہر ایک ملک میں مال فروخت کرنا پڑے گا جو کہ ایک نہایت نامناسب صورت ہے اور جسکا اظہار ہرگز اس مقدمہ کے فیصلہ سے نہیں ہوتا جسمیں کہ نشان سوداگری غصب کردہ کے متعلق عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ مدعی کا نشان سوداگری ہے نہ کہ بنانے والے کا -

اصلی سوال یہ ہے کہ آیا وہ نشان سوداگری جسکا کہ استعمال منگوانیوالے نے کیا ہے اور جسکی محفوظیت کا دعوی کرتا ہے ایک ایسا نشان ہے جسکا کہ استعمال وہ کر رہا ہے اور عوام الناس اسکو استعمال کنندہ کا منگوایا ہوا متصور کر رہے ہیں یہ امر نہایت صراحت کے ساتہ مقدمہ بارلو بنام گوبند رام (۳) میں ظاہر کیا گیا ہے وہ نشان جو

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۰۸ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۶۴

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۶۴ -

۱۹۰۱
مینیجر
بنام
درسوز وغیرہ

کہ مدعیان نالش مذکور میں محفوظ کرانا چاہتے تھے ایک نمبر ۹۰۰۰ کا تھا اور سوال یہ تھا کہ آیا نمبر مذکور سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ مال مدعیان منگواتے تھے اور بوجہ سے عوام الناس اس مال کو پسند کرتے تھے مدعیان نے یہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے نمبر مذکور کا استعمال یہ ظاہر کرنیکے واسطے کیا تھا کہ وہ کپڑہ جسپر نمبر مذکور لگا ہے ایک خاص حیثیت کا ہے اور وہ مدعیان سے منگوایا جاتا ہے۔ مگر عدالت نے صفحہ ۴، ۳ پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "یہ امر شہادت کے مطابق ہے وہ شہرت جو نمبر مذکور نے حاصل کی تھی صرف حیثیت کپڑہ کی شہرت تھی اس سے خواہ مخواہ یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ نمبر مذکور سے لوگوں کے دلمیں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اسباب دراصل مدعیان نے منگوایا ہوا ہے۔" مدعیان دراصل دیگر نمبر بھی کا بھی استعمال کرتے تھے جنکی بہت کم شہرت ہوئی ہے گو کپڑا وہی تھا اور منگوانیوالے وہی تھے اور عدالت نے (صفحہ ۵، ۳ پر) یہ بیان کیا ہے کہ "بلکہ اسلئے یہ قیاس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہرت جو نمبر ۹۰۰۰ نے حاصل کی تھی بلا واسطہ کسی تعلق مابین نمبر مذکور و مدعیان کے خریداران کے دلمیں ہوگی۔" نیز شہادت کا حوالہ دیکر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے ہرگز یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ "عام شہرت ۹۰۰۰ کی جو بازار میں ہے خریدار کو یہ اطلاع دیتی ہے کہ کپڑا مدعیان کا منگوایا ہوا ہے" مگر بعض کپڑوں پر دوکان کا نام لکھا گیا تھا اور دوسروں پر ایسے ٹکٹ لگائے گئے تھے جنسے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ انکی منگوانے والی کون ہیں جو ایسی واقعات تھے جنسے خریداران کو صحیح طور پر یہ ظاہر ہوتا تھا کہ منگوانیوالا اسکا کون ہے بلا کسی لحاظ اس نمبر کے جو کہ کپڑے پر لگایا گیا ہو اسلئے عدالت نے (صفحہ ۶، ۳ پر) یہ قرار دیا تھا کہ یہ نتیجہ اخذ کرنا گویا شہادت بخلاف مدعاعلیہم کو نامناسب طور پر توسیع دینا ہے کہ مدعاعلیہم کو اس خواہش کی وجہ سے تحریک ہوئی تھی کہ وہ اپنا اسباب بطور مدعی کی منگوائی ہوئی اسباب کے فروخت کریں۔

اسقدر سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ منگوانیوالے صرف ایسی نشان کو محفوظ کرسکتے ہیں جس سے انکا منگوانا ظاہر ہوتا ہو اگر انکی طرف سے اسباب کا منگوایا جانا نشانات مذکور سے ظاہر نہوتا ہو بلکہ اور طرح پر مثلاً بذریعہ اس نام اور عبارات کے جسکے کہ استعمال سے وہ بطور منگوانیوالوں کے تجارت کرتے ہوں تو وہ ان نشانات کے استعمال کو روکنے کی نالش نہیں کرسکتے اور صرف اپنے نشان اور نام سوداگری کو جو کسی مخالف کے استعمال کیا ہو محفوظ کرا سکتے ہیں۔ نالش متعلقہ صورت حالمیں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کوئی ایسے نشان یا سوداگری کی نقل مدعاعلیہم نے کی ہے جنسے اسباب کا منجانب مسٹر مینیجر منگوایا جانا ظاہر ہوتا تھا یا یہ کہ مدعاعلیہم نے اس نام یا عبارت کی نقل کی ہے جسکو کہ استعمال کرکے مدعی اپنا کاروبار کرتا ہے وہ نشان سوداگری جس نے مال کی

سنہ ۱۹۰۱ء
ہنیجر
بنام
دروز ڈیلز

منگوانے والے کی نیکنامی ظاہر نہوتی ہو بلکہ اس کے بنانیوالے کی شخص موخر الذکر کی حفاظت کے اختیار کے تابع ہونا چاہیئے نہ کہ شخص اوّل الذکر کے۔

ایک عجیب مقدمہ متعلق بہ اشتباہ حقوق ایجاد کنندہ و طلب کنندہ اسباب دربارہ اس نشان سوداگری کے جو اس اسباب پر لگایا جاتا تھا جو کہ ایک ہندوستانی منگوانیوالی کی تحریک سے اس ملک میں بھیجا جاتا تھا معاملہ ریویورز ٹریڈ مارک (۱) ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسقدر حصہ نشان سوداگری کا ایسی صورت میں منگوانیوالے کی ملکیت ہے مقدمہ مذکور سوال زیر تنقیح حال سے اسقدر متعلق نہیں ہے جسکی وجہ سے اوسپر مفصّل بحث کا صورت حال میں کیا جانا ضروری ہو اور یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ اسکے نتیجہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایجاد کرنیوالا اسقدر جزو نشان سوداگری کا ایک مالک ہے جو کہ موجود الوقت میں اسباب منگوانیوالے کی نام منتقل کیا گیا ہو گویا کہ قبل از اقرار نامہ مذکور کے وہ بنانیوالے کی ملکیت تھا اسلیے اس جزو نشان سوداگری کی رجسٹری جو انگلستان میں کیگئی تھی کوئی جایز وجہ شکایت منگوانیوالے کو مہیا نہ کرتی تھی جہانتک ایسا مزید حصّہ نشان مذکور کا جس سے منگوانیوالے کا نام ظاہر ہوتا تھا اور جو اسکی مقامی شہرت کو بیان اور محفوظ کرتا ہو بنانیوالے کیطرف سے رجسٹری کیواسطے پیش نکیا تھا پس معلوم یہ ہوتا ہے کہ منگوانیوالا صرف اسقدر جزو نشان سوداگری کا دعوی کر سکتا ہے جس سے خود اسکی شہرت بحیثیت منگوانیوالے کے ظاہر ہوتی ہو اور اوسکو قانونی معنوں میں کسی استعمال نشان سوداگری سے نقصان نہ پہنچا ہو جو خود اسکی ملکیّت نہیں بلکہ بنانیوالے کی ملکیت ہے۔

مقدمہ لورنگی بنام ہورڈ (۲) ایسے سوال سے متعلق ہے جو مابین ملکیت غیر کے بنانیوالے اور ایک ہندوستان کے منگوانیوالے کے تھا مدعیان نے مقدمہ مذکور میں یہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے نشان سوداگری زیر بحث کا استعمال ان برانڈیہاے پر کیا ہے جو کہ وہ ایک دوکان کو نام روانہ کرتے تھے جو اب موجود نہیں رہی اور کہ بعد میں مدعا علیہم نے اس جنٹ کو اس برانڈیہا کے واسطے منتخب کیا تھا جو کہ وہ مدعیان سے منگواتے تھے جنہوں نے اقرار کیا تھا کہ وہ اور کوئی برانڈی [illegible] ساتھ ما سوائے اسکے فروخت نکرینگے جو کہ مدعیان سے منگوائی گئی ہو اور انہوں نے اسطرح بر معاہدہ کو توڑا تھا کہ اوسی نشان کیساتھ اون برانڈیہاے کو فروخت کیا تھا جو دوسری دوکان سے منگوائی گئی تھیں اور اسطرح پر انہوں نے مدعیان کے نشان سوداگری کا غصب کیا تھا مدعا علیہم نے مدعیان کی مالکیّت نشان مذکور سے جیسے وہ ہندوستان میں ایجاد کیا گیا تھا انکار کیا تھا اور بیان کیا گیا تھا کہ مدعا علیہم نے پہلے سے ایسا نشان کیا تھا جو عین ویسا ہی نہ تھا بلکہ اوسکے مشابہ تھا جو کہ انگلستان کی بازار میں مدعیان استعمال کرتے تھے

سنہ ۱۹۱۰ء
منیجر
بنام
درونہ وغیرہ

مگر جو مدعیان نے ترک کر دیا تھا مگر وہ مدعا علیہم نے اختیار کر لیا تھا اسباب روانہ کیا تھا۔ یہ استحقاق اسکے بلا شرکت غیری استعمال کا مدعیان نے بغیر کسی معاہدہ بدیں مضمون کے تسلیم کیا تھا کہ وہ نشان مذکور لگا کر کوئی اور برانڈی سوائے مدعیان کی برانڈی کی فروخت نہ کرینگے" ملحوظ ہی اس امر کے کہ وہ نام جو چٹ میں بطور بھیجنے والوں کی نام کے درج ہے ایک فرضی نام تھا حالانکہ منگوانیوالی کا نام درست عنوان دوکان تھا"۔ عدالت نے صفحہ ۵۹ اپر یہ بیان کیا تھا کہ "ہم کو یہ ایک مناسب نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ نشان مذکور ایک خاص نشان سوداگری منگوانیوالی کا تھا نہ کہ روانہ کرنیوالے کا" اور عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعیان نے یا تو اپنا ابتدائی نشان ترک کر دیا تھا یا اپنے آپکو مدعا علیہم کی دوکان کے استعمال نشان مذکور کئے جانیسے انکار کرنیسے ممتنع بنا لیا تھا اور در اصل مدعا علیہم کی مالکیت کو تسلیم کیا تھا مدعا علیہم کی دوکان نے یہ نہ سمجھا تھا کہ انکی مالکیت نشان سوداگری مذکور میں اس معاہدہ کے تسلیم کرنے پر مشروط تھی کہ صرف مدعیان کی اسباب پر وہ نشان لگایا جانا چاہیئے"۔ اور مدعیان نے مدعا علیہم کیساتھ خط وکتابت کر کے چٹ اور نشان کا ذکر بطور "تمہاری چٹ" اور "تمہاری مالکیت" کے کیا تھا۔

مقدمہ مذکور کا فیصلہ اس امر واقعہ کی وجہ سے زیادہ تر اہم طور پر متعلق ہے کہ میسرز ولی شمٹ لنے کسی مفوضیر مدعیان کے حق میں اپنا استحقاق دربارہ اُس نشان سوداگری کے ترک نہیں کیا جو کہ دوکان واقعہ سوئزرلینڈ نے درج رجسٹر کرایا ہے مگر چونکہ مدعی اور حاجی محمد کی شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے نشان مذکور اپنے حق میں محفوظ رکھا ہے۔ اور کوئی اور شخص نشان مذکور لگا کر انگلستان میں یا کہیں اور انکی راسکوپ گھڑیاں فروخت نہیں کرتا کوئی استعمال یا استعمال نشان کو یا اسکی کسی جزو کا بحق مدعی بطور منگوانیوالے کی تہیہ کیا جاتا مقدمہ برس بنام جوناس (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب چٹ سے صرف ظاہر ہوتا ہو کہ اسباب زیور بنانیوالے کی ساخت ہے تو وہ بصورت عدم موجودگی معاہدہ کی منگوانیوالے کی ملکیت نہیں ہوتا خواہ وہ اسی نے ظاہر کیا ہو بلکہ وہ بنانیوالے کی ملکیت ہے جیسا کہ صاحب ماسٹر آف رولز نے (صفحہ ۵۸۶) پر یہ بیان کیا ہے کہ "کہ میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سن سکتا ہوں [illegible] بنانیوالا نہیں ہوں بلکہ اسکا منتخب کرنیوالا ہوں اور میری شہرت بلحاظ چالاکی اور انتخاب کے اسقدر زیادہ ہے کہ وہ اسباب جس پر ایسا نشان لگایا جائے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ میرا منتخب اور پسند کیا ہوا ہے بازار میں زیادہ قیمت پر فروخت ہوگا۔ اگر برش (مدعی) انکے بکس پر یہ نشان لگاتا ہو "منتخب کردہ برش" تو وہ دوسروں کو اسکی نقل سے باز رکھ سکتا تھا اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ وہ سگار جو منتخب کئے گئے ہیں اُسنے پسند کئے ہیں۔

(۱) دسٹ ۱۸۷۶ء چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۵۸۴ -

۱۹۰۱ء

سینجر
بنام
درونو وغیرہ

اگر اسنے اسطرح پر بہت شہرت حاصل ہے تو میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ اس کو صرف اس شئی کی محفوظ کرنیکا حق حاصل ہو گا جس سے عوام کو یہ ظاہر ہو کہ اسباب (سگار یعنی) اوسنے لپند اور منتخب کیا ہے یہ اسکا دعوی نہیں ہے بلکہ یہ کہ کوئی ایسا نشان نہیں ہے جس سے ہر شئی کی متعلق کچھہ ظاہر ہوتا ہو" قرار یہ دیا گیا تھا کہ اسکو کوئی دعوے حاصل نہیں ہے مقدمہ مذکور عین مطابق مقدمہ حال کے تھا سوائے اسکے کہ مدعی مقدمہ مذکور نے کوئی معاہدہ قطعی طور پر اسجگہ مہیا کرنیکے واسطے نکیا تھا جو تفصیل کہ بلحاظ فیصلہ مقدمہ رچرڈس بنام بوچر کے بالمقابل غیر ضروری ہے جبکہ نشان سوداگری بنانیوالے کی ملکیت ہو اور صرف اسکی نیکنامی ظاہر کرتا ہو مقدمہ ارمنس بنام فینلے (۱) کا حوالہ بہی مفید طور پر اسبارہ میں بلحاظ اس امر کے دیا جا سکتا ہے کہ جہاں بنانیوالے یا ایجنٹ ہوزنگی اور منگوانیوالے نے ایک ایسے مرکب نشان کا استعمال کیا ہو جس سے ہر ایک کا حق ظاہر ہوتا ہو تو ان میں سے کوئی ایک بھی بمقابلہ دیگر اشخاص کے اس نشان کا قطعی طور پر مستحق ہونیکا دعوی نہیں کر سکتا جبکہ کاروبار ختم ہو جائے اور معاملہ جولس بحوالہ کتاب قانون نشانات سوداگری مولفہ سبیٹین صاحب (طبع ۱۸۹۹ء) صفحہ ۸۵ اسی ظاہر ہوتا ہے ۔ معاہدہ کہ بعد ختم ہونے کاروبار کے ہر ایک فریق نشان مذکور کو درج رجسٹر کرانے اور استعمال کرنیکا مستحق ہوگا موثر نہ کیا جا سکتا تھا کیونکہ اسکا انجام عوام کو فریب دینے میں ہو گا اس سے یہ اہم نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص قطعی استحقاق استعمال کا دعوی نہیں کر سکتا اور نہ کسی شخص کو اس نشان سوداگری کے استعمال سے باز رکھہ سکتا ہے جس سے خود اسکی شہرت نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص کی شہرت ظاہر ہوتی ہو اصول مذکور کی بنا بالظاہر یہی ہے جو کہ لارڈ ہرسکل صاحب نے مقدمہ راوی بنام بنہم (۲) میں ظاہر کی ہے جو مقدمہ کرافٹ بنام ڈے (۳) میں لارڈ لینگ ڈیل صاحب نے اور مقدمہ لیڈ کلاتھہ کمپنی بنام امریکن لیڈ کلاتھہ کمپنی (۴) میں لارڈ لنگڈرن صاحب نے ظاہر کی ہے جہاں کہ اصول لارڈ ویسٹبری صاحب مقدمہ ہال بنام بروز (۵) و لیڈ کلاتھہ کمپنی (۶) جو بہ مضمون ہے کہ "عدالتہائی کا اختیار سماعت اس محفوظیت کی نسبت جو نشانات کو عطا کیگئی ہے ملکیت پر منحصر ہے" زیر بحث تھا اور اہم قاعدہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ "ایک شخص کو کوئی حق اپنے اسباب کو بطور اسباب مخالف تاجر کے فروخت کرنیکا حاصل نہیں ہے اسلئے اسکو ان نامہائے یا نشانات یا حروف یا دیگر نشانات کے استعمال کی اجازت نہیں دیجا سکتی جس سے کہ وہ خریداران کو یہ باور دلانیکے واسطے فریب دے سکے کہ وہ اسباب جو وہ فروخت کر رہا ہے ایک اور شخص کا بنایا ہوا ہے" اس تمیز کی نسبت وڈ صاحب لیس نے اپنے

(۱) (۱۸۷۸ء) چانسری ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۴۸۷ (۲) (۱۸۹۶ء) مقدمات اپیل صفحہ ۱۹۹ بصفحہ ۲۰۹ (۳) (۱۸۴۳ء) بیول رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۸۴ (۴) (۱۸۶۵ء) مقدمات ہوس آف لارڈس جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۳ (۵) (۱۸۶۳ء) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۲۰۴ (۶) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۱۹۹ بصفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱

۱۹۰۰ء
ہنیجر
بنام
دہرمدو وغیرہ

مقدمہ سیک ہیڈ ریو بنام لیسٹ (۱) میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ "محض ایک سوال نامزدگی کا ہے اور اُسنے استحقاق نشان سوداگری کا ذکر بطور "ایک ایسے استحقاق مدعی کے کیا ہے جو دیگر اشخاص کیطرف سے ایسی شئے کے استعمال کرنیسے فریب کئے جانیکے متعلق عدالت سے استمداد کر ہے جسکا کہ استعمال اُس نے بطور ظاہر کنندہ خود اپنے اسباب کے کیا ہو اور جو اشخاص کہ اسباب تیار کنندہ خود کو لوگوں کو سامنے بطور اسباب تیار کردہ مدعی کے پیش کرتے ہوں" پس معلوم ہوتا ہے کہ جدید تر فیصلجات کا میلان اس امر کی تعمیر کیطرف ہے کہ استحقاق استعمال بلا شرکت غیری کی محفوظیت مالکیت نشان سوداگری سے پیدا نہیں ہوتا مقصد یہ کہ وہ عوام الناس کو نقصان اور فریب سے محفوظ کرنیکی غرض سے پیدا ہوتا ہے مگر بلحاظ کسی پہلو کی خواہ بنانے والے کا استحقاق محفوظیت نشان سوداگری اسکی مالکیت پر مبنی رکھا جائے کہ یا وہ چارہ جوئی کا مستحق صرف اسوجہ سے سمجھا جائے کہ عوام الناس کو فریب دیا جاتا ہے اور اسکو اسطرح پر خاص نقصان پہنچتا ہے یہ امر صریح ہے کہ صرف وہی استعمال بلا شرکت غیری کا مستحق ہے اور کہ صرف وہی نہ کہ کوئی اور شخص اوس خاص استعمال کی محفوظیت کا دعوی کر سکتا ہے اگر کوئی دعوی دربارہ استعمال منجانب کسی اور شخص کے منظور نہیں کیا جا سکتا اسکی وجہ سے نہیں بلکہ عوام الناس کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے چنانچہ انڈر ہل صاحب نے اپنی کتاب ٹارٹ میں لیدر کلاتھ کمپنی کے مقدمہ اور رچرڈس بنام بوجر کا حوالہ دیکر یہ بیان کیا ہے کہ گو ایک تاجر کو نشان سوداگری میں ایسی ملکیت حاصل ہو سکتی ہے جو جملہ دیگر اشخاص کو اسکے استعمال سے باز رکھنے کیواسطے کافی ہو تاہم اگر اسکے اسباب کی زیادہ قیمت کی وجہ اسکی ذاتی ہنرمندی یا قابلیت اختیار کنندہ نشان سوداگری مذکور ہو تو اس کو اسکے منتقل کرنیکی اجازت نہ دیجائے گی کیونکہ یہ ایک فریب عوام الناس پر ہوگا گو وہ نشان سوداگری جسکی وقعت ایسے ذاتی ہنر کے پر منحصر نہ ہو قابل انتقال ہے ملاحظہ ہو رچرڈس بنام ہیڈ فورڈ (۲) "شمولیت نیکنامی اس اسباب سے جس پر کہ وہ لگایا جائے مگر سوائے اس نیکنامی کے نہیں (ملاحظہ ہو ۴۲۹ ص ۲۷۹ وکٹوریہ باب ۵۵ دفعہ ۷۰)" (نیز ملاحظہ ہو کتاب نشانات سوداگری سبیسٹین صاحب طبع شدہ ۱۸۹۹ء صفحات (۹۹-۹۱) الیا ہی ... مقدمہ ابولی نیرس کمپنی ٹریڈ مارک (۳) میں یہ فیصل کیا تھا کہ ایک غیر ملک کا اسباب منگوانیوالا اس نشان سوداگری کو بطور اپنے نشان کے درج رجسٹر نہیں کرا سکتا جو اس غیر ملک کے اسباب بنانیوالے کا ہو خواہ اسباب مذکور مصنوعی ہو یا قدرتی اور خواہ منگوانیوالے نے اپنے ملک میں بلا شرکت غیری فروخت کا معاہدہ کیا ہو یا نہ اور خواہ منگوانیوالے نے رجسٹری مذکور میں

(۱) (۱۸۸۱ء) لا جرنل چانسری جلد ۵۰ صفحہ ۱۹۱ ۔ (۲) (۱۸۶۴ء) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۲۶۵ ۔

(۳) (۱۸۹۰ء) چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ ۔

۱۹۰۱ء

ہنجر
بنام
درونو وغیرہ

رضامندی ظاہر کی ہو یا نہ اسکی وجوہات صریح طور پر دو ہیں اولاً یہ کہ اگر ایک منگوانیوالا (مثلاً صورت حال میں مسٹر ہنجر ابنانے والے کے (جو صورت حال میں مسٹر شرمیٹ) نشان سوداگری کا دعوے کر سکے تو نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ منگوانیوالا (مسٹر ہنجر) نہ تو صرف کسی اور شخص کو اوس شی کی فروخت سے باز رکھ سکیگا جو کہ اسنے جائز طور پر کسی اور جگہ سے خرید کی ہو بلکہ وہ استحقاق نشان مذکور حاصل کرکے کسی ایسے اسباب پر لگانیکا مجاز ہوگا جو خود اسنے تیار کیا ہو یا کسی اور شخص نے اور اسطرح پر عوام الناس اس نشان پر بطور گارنٹی اوس کے بنانیوالے کے انحصار کرکے دہوکہ کہا جائینگے صریح طور پر انہی وجوہات کے باعث منگوانیوالا قطعی استعمال نشان سوداگری کا دعوے خود اپنی طرف سے نہیں کر سکتا اسلئے وہ اسکے غصب کو روک نہیں سکتا ثانیاً یہ امر صریح ہے کہ اگر بنانیوالا ایک منگوانیوالے کے حق میں کامل استحقاق استعمال نشان سوداگری خود منتقل کردے حالانکہ وہ اسکے نام کل اسباب بھی منتقل نکرے جو بنایا جاچکا ہو یا بنایا جاتا ہو یا آئندہ بنایا جانا ہو تو دیگر خریداران ساخت کنندہ پر فریب کیا جاسکیگا کیونکہ وہ اس شی کے فروخت کرنیسے باز رکھے جا سکینگے جو کہ انہوں نے بنانیوالے سے بطور اسکی تیار کردہ اسباب کے خرید کی ہو اور دیگر ایسے اشخاص جنکو بنانیوالا روک نہ سکیگا اسکے منتقل الیہ سے روکے جائینگے مگر فرائی صاحب لارڈ جسٹس نے معاملہ ایپولی نیرس کمپنی میں یہ رائے احتیاط (صفحہ ۲۲) پر ظاہر کی ہے

ہمارا تعلق اسوقت کسی ایسے مقدمہ کیساتھ نہیں ہے جسمیں منگوانیوالا ساخت کنندہ کے نشان سوداگری کا استعمال ایک ایسی ایزادی کیساتھ کرسکے جس سے یہ ظاہر ہو کہ اسباب اسنے منگوایا ہے مگر بنانیوالے کا نشان درست طور پر منگوانیوالا یا کوئی ایسا شخص استعمال نہیں کرسکتا جو کہ ساخت کنندہ مذکور سے خرید کرے تا آنکہ جبکہ کل مال بنانیوالے کا اسی تاجر کے نام جاتا ہو اگر ایسا نہو تو دیگر اسباب اسکا دیگر تاجران کے پاس جاسکتا ہے جو اسپر بنانیوالے کا نشان لگا سکتے ہیں اگر ساخت کنندہ کی رضامندی رجسٹری کو جائز بنائے تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ ایک ساخت کنندہ پیرس جو ایسے نشان سوداگری کا استعمال کرتا ہو جو انگلستان میں مشہور ہو مؤلف کو یہ اجازت دیگا مجاز ہوگا کہ اسے بطور اپنے نشان سوداگری کے درج رجسٹر کرائے اور اسطرح پر دیگر تاجران انگلستان جنہوں نے پیرس کی دوکان سے وہی مال خرید کیا ہو اس کو انگلستان میں فروخت کرنیسے محروم رہینگے

صورت حال میں عین یہی صورت موجود ہے اگر بجائے رجسٹری کے لفظ مندرجہ ہندوستان یعنے "بلا شرکت غیری استعمال نشان سوداگری" تبدیل کیا جائے مزید براں یہ رائے ظاہر

سنہ ۱۹۰۱ع ہیجر بنام درزور وغیرہ

کیجا سکتی ہے کہ مقدمہ محولہ بالا میں فرانی صاحب لارڈ جسٹس نے خصوصیت کیا تھا (صفحہ ۲۲۸ پر) مقدمہ ایولی نیرس کمپنی بنام نارش کا حوالہ بطور ایسے مقدمہ کے دیا تھا جسمیں ایسا اشتباہ موجود تھا جسپر کہ بحث کرنا غیر ضروری تھا اور نیز (صفحہ ۲۳۲ پر) ایسے دیگر مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جنمیں کہ نشانات مذکور کی موجودگی کا استعمال ایسی پانی کی تجارت کے روکنے کیواسطے کیا گیا تھا " مزید آران بر صفحہ ۲۲۴ و ۲۳۱) سے نیطاہر ہوتا ہے کہ اگر منگوانیوالے بعد میں کامل مالکان کل ساخت کے بھی ہوگئے ہوں تاہم رجسٹری اور قطعی استعمال استحقاق امتناع کا دعوی جایز طور پر منگوانیوالے سے بطور ایک ایسے امر کے نکیا جا سکتا تھا جسکا کہ مستحق وہ اسوقت ہو جبکہ اسے کمتر حق حاصل تھا ۔

مگر صورتحالمیں مدعی نے کل ساخت کے کامل حق کا دعوے نہیں کیا اور نہ اسنے کبھی یہ بیان کیا ہے کہ اسنے ایسا نشان سوداگری حاصل کیا ہے جس سے اسکی شہرت بطور اسباب کے بنانیوالے کے ظاہر ہوتی ہو وہ ایک خاص قسم کی گھڑیوں کا منگوانیوالا ہے اور ممکن ہے کہ کئی دیگر ایسے ہی منگوانیوالے ہوں وہ گھڑیاں جنکو وہ واقعی طور پر خرید کرتا ہے اسکی ملکیت ہے مگر وہ نشان سوداگری اور شہرت اسکی ملکیت نہیں ہے جو کہ گھڑیوں سے متعلق ہے اسکی شہرت بطور منگوانیوالے کے کسی ایسی شئے سے ظاہر اور محفوظ نہیں ہوتی جو ان نشانہائے میں موجود ہو جنکا کہ غصب کیا جانا بیان کیا گیا ہے ساخت کنندہ سے برطبق درخواست منگوانیوالے کے ایک ایسا چپٹ لگایا جانا جس سے صرف منگوانیوالے کی شہرت ظاہر ہوتی ہو بلاشبہ طور پر بہ نسبت انتقال نشان سوداگری کے خود منجانب ساخت کنندہ کے بالکل مختلف امر ہے موخر الذکر انتقال بباعث فریب بحق عوام ہونیکے ناجایز ہو سکتا ہے اور اول الذکر اسوجہ سے درست ہو سکتا ہے کہ اسمیں صرف درست اظہار واقعات انتخاب اور ترسیل درج ہیں ۔

مگر صورتحالمیں مدعی کا کوئی نشان بطور منگوانیوالے کے نہیں ہے اور وہ ساخت کنندہ کے نشان کا دعوی کرتا ہے اسکو میسرز ملی شمٹ کی قبضہ میں فرمواری محفوظیت نشان مذکور اور اختیار محفوظیت مذکور کو چھوڑا ہے اور اسکو صرف ذاتی معاہدہ کے رو سے بخلاف میسرز شمٹ اینڈ کمپنی کے حق حاصل ہے اگر وہ فایدہ اسکو حاصل نہو جو کہ معاہدہ مذکور کے نتیجہ وتنیجہ کی امید تھی اس سوال کا جواب معاہدہ پر منحصر ہے کہ وہ کونسے مفادات کا مستحق ہے نہ کہ مفادات شہرت میں جبکہ دعوی خود نہیں کر سکتا اور جنکو وہ بمقابلہ اشخاص ثالث کے خود محفوظ نہیں کر سکتا ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ہینجر
بنام
درو زو وغیرہ

اُسنے خود اپنی شہرت بطور منگوانیوالی اسباب پر بطور ایک ایسے امر کے انحصار نہیں کیا جس سے کہ عوام الناس کو توجہ رغبت ہوئی ہو کیونکہ نشان سوداگری سے یہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ اسکا غصب کیا گیا ہے اگر وہ اس وسیلہ پر انحصار کرنا چاہے تو وہ بلاشبہ بطور پر ایک مزید نشان سوداگری سے اسکو بیان کر کے اسکو نقل سے محفوظ کر سکتا ہے مگر وہ یہ بیان نہیں کر سکتا کہ دیگر اشخاص کے نشان سوداگری کی نقل سے خواہ وہ کیسی ہی ناجائز ہو اسکو استحقاق ارجاع نالش حاصل ہوتا ممکن ہو سکتا ہے کہ پبلک پر اسکے ذریعہ فریب کیا گیا ہو مگر جیسے کہ لارڈ چانسلر صاحب نے مقدمہ ویبسٹر بنام ویبسٹر[1] میں رائے ظاہر کی ہے عوام پر فریب کا کیا جانا کوئی وجہ مدعی کیواسطے عدالت سے استمداد کرنیکی نہیں ہے نیز ملاحظہ ہو رائل ٹریولیبری صاحب مقدمہ لیڈ کلاتھ کمپنی بنام امریکن لیڈ کلاتھ کمپنی (۲) بعد صدر رجسٹ تمغہ جات نمائش سنہ ۱۸۶۵ء (۲۶ و ۲۷ وکٹوریہ باب ۱۱۹) کی ملاحظہ ہو دفعہ ۲۔ ایک غلط بیانی منجانب ایک تاجر کے بدیں مضمون کہ اُسنے ایک تمغہ حاصل کیا ہے[3] کسی شخص کو استحقاق ارجاع نالش عطا نہیں کرتی جو یہ ثابت نہ کر سکے کہ خود اسکے نشان سوداگری کو اس سے نقصان پہنچا اور نہ کسی اور شخص پر فریب کا کیا جانا استحقاق ارجاع نالش اس شخص کو عطا کرتا ہے جسکا کہ سوائے ایک عام دلچسپی کے شخص مذکور کے ساتھ اور کوئی علاقہ نہ ہو ممکن ہو سکتا ہے کہ مدعا علیہم نے اسباب پر بحث کے بطور ایسے اسباب کے فروخت کرنے کی کوشش کی ہو جو کہ دوکان ولی شمٹ کا بنایا ہوا ہو مگر یہ بیان نہیں کیا گیا کہ انہوں نے اسکے بطور ایسے اسباب کے فروخت کرنیکی کوشش کی ہے جو مدعی نے منگوایا ہو مدعی کو استحقاق حاصل ہے کہ اپنے منگوائے ہوئے اسباب کو بطور اپنے اسباب کے فروخت کرے اور وہ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے ایسے استحقاق کو بذریعہ ایک مزید نشان سوداگری کے محفوظ کر سکتا ہے جسکے رو سے اسکا منگوانا ظاہر ہوتا ہو مگر قطعی استحقاق دربارہ استعمال ولی شمٹ کے نشان سوداگری کے اسکی ملکیت نہیں ہے اُسنے تسلیم کیا ہے کہ یہ اسکا حق نہیں ہے اور کہ وہ دوکان سوئزرلینڈ کی محفوظیت اور اختیار کے اندر ہے اگر دوکان مذکور اُسکے محفوظ کرانیکے ناقابل ہو اور ایسا کرنا نہیں چاہتی یا اس حد تک جہاں تک کہ مدعی چاہتا ہے تو مدعی کو اسکے برخلاف چارہ جوئی حاصل ہو سکتی ہے مسل مقدمہ حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی شمٹ اینڈ کمپنی بلحاظ واقعات کے نشان تجارت مذکور میں اپنا کامل حق بیان کرتی ہیں حق یہ کہتے ہیں اور مدعی استحقاق مذکور کو محفوظ نہیں کرا سکتا اور نہ وہ اس سے اپنے آپ کو مستفید کر سکتا ہے بلا بار ایسی حدود کے جو کہ اسکو مالک کو مزید تحریک مخاصمہ مذکور کرنے سے باز رکھ سکتے ہیں کہ ایسی قابل محسوس دقت ہے کی موجودگی پر صورت حال میں بحث نہیں کیجا سکتی وہ

(۱) (سنہ ۱۷۹۱ء) سوانسٹن رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۹۰ نوٹ۔

(۲) (سنہ ۱۸۶۳ء) لا جرنل چانسری جلد ۳۳ صفحہ ۴

(۳) بائی بیرل (سنہ ۱۸۶۳ء) ہارسٹن و نارمن رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۰۴۔

واقعات غیر متعلق ہیں اور اسمیں شبہ نہیں کہ مدعی کے وکیل نے وجہ مذکور پر بعض شہادت کا حوالہ دیا ہے مثلاً
پیشتر اگر مسٹر ... کیطرف سے نشان سوداگری کا بشمولیت لفظ "ہارسکوب" کے درج رجسٹری کر لیا جاتا اور
نالش متعلق بہ لفظ "پیٹنٹ" کا جسپر کہ بحوالہ استحقاق پیشتر زولی شہت متعلق بہ نشان سوداگری کڑاکی کیفیت
ہو سکے ... ... ضروری ہوگا مزید براں مدعی کا دعوی حال درباره اس امر کے کہ کل گھڑیاں جنپر اسکو نقش
نشان ہو اور ہندوستان کے بازاروں میں فروخت ہوں فروخت سے باز رکھی جائیں اغلباً اس استحقاق سے تجاوز ہے
جو کہ خود مالکان نشان مذکور کے اس اسباب کی نسبت رکھتے ہیں جو کہ دیگر ممالک کے تاجران سے موصول ہوں
امور سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے اپنی حیثیت کو غلط طور پر سمجھا ہے اور کہ وہ خود اپنے نام سے کامیابی کیساتھ
نالش حال چلا نہیں سکتا اسلئے پہلی دو تنقیحات کا فیصلہ نفی میں کیا جانا چاہیئے ۔

نسبت تنقیح سوم کے یہ امر صریح ہے کہ مدعا علیہم نے یہ کوشش نہیں کی کہ مدعی کی منگوائی ہوئی گھڑیوں کی
طرح گھڑیاں فروخت کریں کیونکہ مدعی نے اس امر کا اظہار اس نشان سوداگری میں نہیں کیا جسکی کہ نقل کا
کیا جانا بیان کیا جانا بیان کیا گیا ہے اور نہ مدعا علیہم کیطرف سے مدعی کے نام او عنوان کا استعمال کیا جانا بیان کیا گیا ہے
تنقیحات چہارم و پنجم پر اس مرحلہ میں بحث کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ وہ نالش حالیہ درست طور سے فیصل نہیں ہو سکتی
مگر ان بعض عذرات پر غور کرنا باقی ہے جو کہ درباره اس ضابطہ کے اٹھائے گئے ہیں جو اختیار کیا جانا چاہیئے وہ
مختصراً یہ ہیں کہ زیر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس شخص کا نام جو شریک کیا جانا چاہیئے تھا کسیوقت ایزاد
کیا جا سکتا ہے اور کہ زیر دفعہ ۲۶ جبکہ نالش کسی نادرست شخص کے نام سے رجوع کیگئی ہو اور جب یہ امر مشتبہ ہو
کہ آیا وہ درست مدعی کے نام سے رجوع کیگئی ہے تو عدالت مجاز ہے کہ کسی مرحلہ میں جبکہ اسکا اطمینان ہو
کہ نالش ... رجوع کیگئی ہے اور غلطی نیک نیتی پر مبنی ہے اور کہ اصل امر نزاعی کے تصفیہ کیواسطے
ایسا کرنا ضروری ہے تو کسی دوسرے شخص کے بطور مدعی ایزاد یا تبدیل کئے جانیکا حکم دے جیسا کہ عدالت مناسب
سمجھے ... کہ زیر دفعہ ۴۳ ... عذرات متعلق بہ عدم موجودگی اُن فریقین کے جو نالش میں کوئی حق رکھتے ہوں
... ... حتی الامکان سب سے پہلے موقعہ پر اُٹھائے جانے چاہیئیں اور علیحدہ صورت میں
قبل سماعت ... ... اور اگر مدعی ایسا عذر اسطرح پر نہ اٹھایا گیا ہو تو وہ مدعا علیہ کیطرف سے ترک کردہ

۱۹۰۱ء
ہینجر
بنام
... وغیرہ

سنہ ۱۹۰۱ء
بمبئی
بنام
ورعزہ وغیرہ

متصور کیا جانا چاہئیے - اور بالاطر یہ کہ زیر دفعہ ۳۱ جب مدعا علیہ نے حکم زیر باب کی لعمیل کی ہو تو اسکا جواب دعوی خارج کیا جا سکتا ہے اور اسکی ویسی ہی حیثیت سمجھی جا سکتی ہے گویا کہ وہ جواب دہی واسطے حاضر نہیں ہوا -

انہیں سے پہلا عذر زیر دفعہ ۳۱ ناقابل پذیرائی معلوم ہوتا ہے اور اُسپر چنداں زور دیا گیا تھا مدعی کو کوئی بنائے دعوی یا وجہ شکایت حاصل تھا اور یہ نقص کسی اشتمال فریقہائے سے رفع نہیں ہو سکتا جہانتک کہ اسکی نالش کا تعلق تھا جو کچھ کہ ضروری تھا وہ اشتمال نہ تھا بلکہ تبدیل فریقہائے کا امر تھا اور تبدیلی کے ساتھ دفعہ ۳۱ متعلق نہیں ہے - اسمیں شبہ نہیں کہ دفعہ ۲۷ زیادہ تر متعلق ہے کیونکہ اسکے رو سے تبدیلی کا اختیار کسی مرحلہ میں عطا کیا گیا ہے جبکہ تبدیل کردہ شخص رضامند ہو - مسٹر رکیس مخانب مدعا علیہم نے ان عذرات کے متعلق سندات ذیل کا حوالہ دیا ہے بہانو سکھارام بنام کاشی ناتھ (۱) سید عبد الحق بنام غلام جیلانی (۲) والکٹ بنام لائنس (۳) دربارہ اسی وجہ سے اکی خرچہ کے دالے جانیکے اور مقدمہ اسی کاف بنام بکر (۴) کا -

بخلاف ازیں مسٹر رابرٹسن نے مقدمہ رچرڈس بنام بو چر پر انحصار کیا ہے جہانکہ تبدیلی کی اجازت دیگئی تھی راے بنام نارمن (۵) راوجی بنام سہادیو (۶) سیو دینی دیبی بنام کمار گنو داد (۷)

مقدمہ بہانو بنام کاشی ناتھ میں اشتمال زیر دفعہ ۳۱ کی متعلق ذکر ہے اسلئے وہ درست طور پر متعلق نہیں ہے مقدمہ سید عبد الحق بنام غلام جیلانی زیادہ تر متعلق ہے کیونکہ مدعا علیہ کی درخواست بطور مدعی شامل کئے جانیکی زیر دفعہ ۲۷ و ۳۱ و ۳۲ کیگئی تھی مگر اسکی درخواست کے منظور نکئے جانیکی وجہ یہ تھی کہ اُسنے اپنے جملہ حقوق منتقل کر دیئے تھے مقدمہ والکٹ بنام لائنس زیر حکم انگلستان بہ ۱۸ فیصل کیا گیا تھا جسکے الفاظ میں اشتمال کا حوالہ دیا گیا ہے مگر وجہ فیصلہ یہ تھی کہ مدعی نے بطور خیانت کے اُس معاملہ کی نسبت اعتراض کیا تھا جو کہ اسکی استدعا سے کیا گیا تھا سوال مقدمہ مذکور میں یہ تھا کہ آیا کوئی ایسی خیانت کیگئی ہے جسکی کہ نسبت نالش کرنے کا مدعی کو حق حاصل ہو اور کہ سوال مذکور کے فیصل کئے جانیکے واسطے مدعی کو لیپر کا اشتمال ضر

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۵۳۶ —
(۲) (") " " " ۶۷۷
(۳) (سنہ ۱۸۸۵ء) چانسری ڈویژن جلد ۲۹ صفحہ ۵۸۴ -
(۴) (سنہ ۱۸۸۹ء) " " " ۱۴ " ۳۴۱ (۵) (سنہ ۱۸۷۲ء) لا رپورٹ ایکوئٹی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴ و ۳۵
(۶) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۷۲ (۷) (سنہ ۱۸۸۷ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۰

ایک مشروط حق رکھنا تھا ضروری تھا مگر بوون صاحب ایڈ جسٹس نے مقدمہ اسی کان بنام بلّر میں حکم مشعر اجازت ترمیم سے اختلاف کیا تھا اور استعمال زیر حکم ۱۶ قاعدہ ۲ کیا گیا تھا (جو رپورٹ مذکور کے صفحہ ۳۴۲ کے فٹ نوٹ میں نقش کیا گیا ہے جسکے کہ الفاظ مثابہ دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہیں) ترمیم کی اجازت اس وجہ سے دیگئی تھی کہ ابتدائی مدعیہ نے یہ ثابت کیا تھا کہ اسنے اپنا استحقاق مدعا علیہ سے حاصل کیا ہے جسکے کہ برخلاف اسنے اس شرط کے موثر کرانے کی استدعا کی تھی جو کہ اسنے ازاد کردہ مدعی سے بائع کیساتھہ کی تھی) مگر یہ امر قابل لحاظ ہے کہ عدالت نے ترمیم اور اشتمال کی اجازت دی تھی کیونکہ اصلی معاملہ متنازعہ جسکے کہ فیصل کرنیکے واسطے ایک مدعی کا ایزاد کرنا ضروری تھا شرط مذکور کے درست معنے اور اسکی تعبیر سے متعلق تھا اور یہ کہ آیا اس سے یکسان فایدہ ابتدائی اور ایزاد کردہ مدعیان کے مقبوضہ مکانات کو پہنچیگا (ملاحظہ ہو صفحہ ۳۴۴ جہان واقعات بیان کیے گئے ہیں) وہ فعل جو کہ مدعا علیہ نے کیا تھا دونوں کے حقمیں مضر تھا اور سوال صرف یہ تھا کہ کون درست مدعی تھا زیر دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہی امر ضروری ہے یعنی یہ کہ حکم دربارہ ایزادی یا تبدیلی کے اصلی امر متنازعہ کے فیصل کرنیکے واسطے ضروری ہونا چاہیئے صورت حالمیں کچھہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ نالش نیک نیتی سے مدعی حال نے رجوع کی ہے اور سوال صرف یہ باقی رہتا ہے کہ آیا اصلی معاملہ متنازعہ مابین مدعی حال اور مدعا علیہم کے ایک ایسا معاملہ ہے جسکے روسے میسرز شمٹ اینڈ کمپنی کا مدعی حال کی بجائے قایم کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور یہ امر نہایت مشتبہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ نالش کی موجودہ صورت میں بیان یہ ہے کہ مدعا علیہم نے منگوانیوالے کے نشان سوداگری کی نقل کی ہے جسکے کہ ملک ہذا میں استعمال کرنیکا قطعی حق ثابت کردہ بیان کیا گیا ہے۔ بیان مذکور بصورت ثابت کیے جانیکے نقل نشان مذکور کو بنا زیر کریگا خواہ بنانیوالے کا کوئی حقوق نشان سوداگری سے وابستہ ہوں اور نیز بلا کسی لحاظ اُن حدود کے جنسے کہ بنانیوالے کا استحقاق دربارہ اسکے نشان سوداگری کے محدود کیا گیا ہو۔ نشان مذکور کی محفوظیت کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور اگر منگوانیوالا کا نشان ہو اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اُس نے اسباب مذکور منتخب کرکے منگوایا ہے،

۱۹۰۱ء
جیمز
بنام
درگا دیبرہ

سنہ ۱۹۰۱ء
رینجر
بنام
دردزرد وغیرہ

لیکن اگر نشان مذکور بنانیوالے کا ہے تو دیگر سوالات ضرور تحقیق و تفصیل کئے جانیکے واسطے پیدا ہونگے جنکا تعلق بنانیوالیکے استحقاق استعمال و محفوظیت نشان مذکور بمع ساخت کے ہوگا اسلئے ممکن طور پر جبکہ مال مذکور بازاروں میں جہاں کہ وہ فروخت کے واسطے بہیجا جائے اسطرح پر اصلی معاملہ متنازعہ بنالش حال ان حقوق مختلف حقوق کے متعلق تہا جنکی وجہ سے بنانیوالے کیطرف سے نالش کا رجوع کیا جانا یا اسکا نام بجائے مدعی کے نام کے قائم کیا جانا ضروری ہوتا - اس امر کا اظہار خود مدعی نے بلا سوچے سمجھے اس شہادت کے قابل پذیرائی ہونیکی نسبت اعتراض کرتے وقت کیا ہے جوکہ اسکے برخلاف پیش کی گئی تھی یعنی بنانیوالیکے استحقاق متعلق بہ استعمال لفظ "میپٹ" کا اور اس نتیجہ کا جوکہ مسٹر گرمبر کے ساتھ تنازعہ کرنیکا ہوا تہا جنکو کہ لفظ "ہارسکوپ" کا استعمال کیا تہا -

اسلئے مقدمہ حال ایک ایسا مقدمہ معلوم نہیں ہوتا جسمیں کہ حقوق مندعویہ و متنازعہ ایسے ہوں جوکہ مابین مدعاعلیہ اور مدعی کے متنازعہ ہوں جسکے کہ تبدیل کئے جانیکی استدعا کیگئی ہے ہر دو مدعیان کو مختلف مسئلات کا جواب دینا ہوگا وہ عذرات جنکو کہ مدعی حال نے غیر متعلقہ ظاہر کیا ہے بصورت تبدیل کردہ مدعی کے نہایت ضروری ہونگے اسلئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ مقدمہ راوجی بنام مہادیو (۱) بحوالہ مستجانب مدعی صورت حال سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اسمقدمہ میں ابتدائی مدعی نے بروئے ایک بیعنامہ خریدار کے ان حقوق کی بابت کرنیکی استدعا کی تھی جنکو کہ اس تبدیل کردہ مدعی کے حقوق بیان کیا تہا مگر صورت حالیہ میں مدعی نے اپنے حقوق بحیثیت منگوانیوالیکے تفصیل کرانیکی استدعا کی ہے نہ کہ میسرز وولی اینڈ کمپنی کے حقوق کی جوکہ بخلاف میسرز گریمبر اور دیگر کارخانہ داران کے انکو حاصل ہو سکتے ہیں مدعی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اسکے حقوق تنہا طور پر میسرز رشمٹ اینڈ ولی سے اخذ کئے گئے ہیں اور انکے حقوق کے مشابہ ہیں بلکہ بخلاف ازین اسنے مدعاعلیہم کو اون کو ششوں کی مزاحمت کی ہے جوکہ اونہوں نے حقوق مدعی کو حقوق کارخانہ دار کے مشابہ ثابت کرنیکو اٹہائی تہیں مقدمہ سبودینی دیبی بنام کمار گنودا (۲) بھی جسکا کہ حوالہ مدعی نے دیا ہے وجوہات مذکورہ بالا پر غیر متعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسمقدمہ میں مدعی عین انہی حقوق کا دعوی کرتا تہا جنکا کہ دعوی انکی ملازم رہنیوالے کرتے تھے جوکہ انکی بجائے تبدیل کئے گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مادی بنام نارمن کسی طرح بہی امر متنازعہ حال سے متعلق نہیں ہے - یہ سچ ہے کہ مالک نشان سوداگری مندعویہ کا ایجنٹ یکا از مدعیان تہا

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۷
(۲) (سنہ ۱۸۷۹ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۰ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ہینچر
بنام
دروزہ وغیرہ

مگر خود مالک بھی ایک مالک نشان مذکور تھا اور کوئی سوال تبدیلی موجود نہ تھا مقدمہ جیڈس بنام بوچر بھی بشانہ وجوہات بالا غیر متعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسمیں نہ صرف امر مذکور اٹھایا ہی نہ گیا تھا (دیکھو صفحہ گذشتہ) جبکہ کارروائیات بطریق امتناع کے تھیں بلکہ بیان دعوی میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مدعیان مالکان نشان سوداگری کے ایجنٹ ہیں اور وہ خود اپنے نشان کی کے غصب کی شکایت نہیں کرتے اسطرح اونہوں نے اپنے حقوق کو اپنے مالکان کیطرف منسوب کیا تھا جنکے کہ محفوظ کرانیکا دعوی اونہوں نے بطور انکے تنہا ایجنٹان کے کیا تھا اگر مدعی نے شروع میں نشان مذکور کو بطور اپنے نشان کے ظاہر نکیا ہوتا اور ازاں بعد اس شہادت کے قابل پذیرائی ہونیکی نسبت اعتراض کیا ہوتا جو کہ مالک نشان کی برخلاف اہم شہادت تھی تو اسمیں شبہ نہیں کہ صورت دگرگوں ہوتی۔

مگر قطع نظر اس سوال کے بھی کہ آیا زیر دفعہ ۲۷ عدالت کو مدعی کی بجائے میسرز اسمتھ اینڈ کمپنی کو قائم کرنیکا اختیار تھا چونکہ مقدمہ کی پیروی آخر تک مدعیان نے ایسے پہلو پر کی ہے جسکی کہ وجہ سے بنانیوالے کے حقوق اور ذمہ داریہائی کی متعلق شہادت پذیرا نہیں کیگئی اسلئے وہ ایک ایسا مقدمہ معلوم نہیں ہوتا جسمیں کہ تبدیلی کا حکم باستعمال درست اختیار تمیزی کے دیا جانا چاہیے کیونکہ اس مرحلہ میں ایسے حکم کے صادر کئے جانیسے کوئی اہم فائدہ نہ ہوئیگا۔ مدعاعلیہم مجاز ہیں کہ ایسی تحقیقات کی استدعا کریں یا دیگر ایسی دستاویزات کے پیش کئے جانیکا مطالبہ کریں جنکی کہ وجہ سے میسرز اسمتھ اینڈ کمپنی کا فریق ہونا ضروری ہو اور تبدیلی کا حکم دیئے جانیسے کل معاملہ کی تجویز از سر نو کیجانی ضروری ہو جائیگی۔ اسمیں شبہ نہیں کہ میسرز ولی اسمتھ اینڈ کمپنی مجاز ہیں کہ اس فیصلے کے بعد دوسرے دن کارروائیات رجوع کریں اگر انکو ایسا مشورہ دیا جاوے اور اسوقت ان انکو جملہ اعتراضات کی جوابدہی کرنیکا موقعہ ملیگا جو کہ بخلاف انکے مدعویہ حقوق کے کئے جاویں مسٹر رابرٹسن صاحب نے مقدمہ کے اخیر پر یہ بیان کیا تھا کہ مدعی کے پاس ایسا مختارنامہ ہے جسکے کہ رو سے اسکو میسرز ولی اینڈ اسمتھ کیطرف سے نشان سوداگری کے متعلق کارروائیات کرنیکا اختیار دیا گیا ہے اور وہ عدالت کے معائنہ کیواسطے پیش کیا گیا تھا مگر مختارنامہ مذکور کے کافی ہونے کو فریق مخالف نے تسلیم نہ کیا تھا وہ سوالات جو کہ اسکے کافی ہونیکا فیصلہ کرنیمیں پیدا ہونگے ایسے سوالات ہیں جنپر مدعی بوجہ اپنے دعوے کے بحث نہ کر سکے گا۔ اور اگر مدعی کے قبضہ میں یہ مختارنامہ پہلے

سنہ ۱۹۰۱ء
ہیچر
بنام
اسوز وغیرہ

سے ہوتا تو یہ ممکن نہ تہا کہ اُسنے اسکو پہلے ہی پیش کرکے اُن جملہ اعتراضات کی تردید نکی ہوتی جوکہ مدعاعلیہم کیطرف سے کئے گئے تھے اور اس شہادت کے قابل پذیرائی ہونیکے متعلق عذرات کی تردید نکی ہوتی۔ جوکہ اسکے مالکان کے برخلاف پیش کیگئی تھی۔

مسٹر رابرٹسن نے یہ استدعا کی ہے کہ زیر دفعہ ۴۳ مدعاعلیہم کا عذر مدعی کی نالش کی نسبت ترک کردہ متصور کیا جانا چاہیئے مگر دفعہ ۴۳ میں ایسے عذرات کا حوالہ دیا گیا ہے جنکا تعلق عدم موجودگی یا اِجمال بیجا فریقہائے کیساتھہ ہو نہ کہ عذرات مبنی بر عدم موجودگی بنائے دعویٰ یا استحقاق ارجاع نالش مدعی کا جسکا کہ ظاہر نہونا شہادت کے لئے جانیکے بعد تک ممکن ہوسکتا ہے مدعی ذاتی نالش حال کو عرضیدعوے میں نشان مذکور خود اپنا نشان بیان کیا تہا اور شروع میں یہ ظاہر نہوتا تھا کہ وہ ایسا نشان تہا جس سے اسکے مال کا منگوانا ظاہر ہوتا تہا اور کہ وہ اسکی ملکیت تہا اسلیئے عذر مذکور مدعاعلیہم سے ترک کیا گیا تہا افسوس یہ ہے کہ مدعی نے کسی اور شخص کے نشان سوداگری کا دعوی بطور اپنے نشان کے کیا ہے اور اسی بنا پر دادرسی کی استدعا کی ہے اور یہ نقص اسکے استحقاق میں تہا نہ صرف یہ کہ اُسنے اصلی مالک کو شامل نکیا تہا۔

آخری عذر مدعی کیطرف سے یہ کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہم کا جواب زیر دفعہ ۱۳۶ خارج کیا جانا چاہیئے کیونکہ انہوں نے حکم زیر باب مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل نہیں کی۔ مگر عدالت کو یہ معلوم ہوا تہا کہ مدعاعلیہ نے مقدمہ میں مسٹر اموٹرز کا بیان لیا تہا جو ایک اجنبی تہا اور ممکن ہوسکتا ہے کہ اُسنے کامل طور پر اس سوال کا منشا نہ سمجہا ہو جوکہ اُس سے کیا گیا تہا وہ سوال جوکہ اٹہایا گیا تہا یعنے یہ کہ کب پہلا حکم واسطے مزید بیان حلفی کے دیا گیا تہا اس خط وکتابت سے متعلق ہے جوکہ مابین اسکے دوکان اور رینیر زگریبر کے ہوئی تھی اور اوسکی توجہ جرح میں کسی طرح پر امر مذکور یا کسی اور خط وکتابت کیطرف راغب نکیگئی تہی اور بہر حال دوسرا مدعاعلیہ مسٹر دررو مسٹر اموٹرز کی عدم تعمیل میں فریق نہ تہا مگر عدالت کو یہ امر زیادہ تر غالب معلوم ہوتا تہا کہ سمجہہ میں قصور ہوا ہے نہ کہ تعمیل میں مدعاعلیہ نے سوال کو پوری طرح پر سمجہکر معائنہ لوازمات امتحان کے رستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی تہی۔

۱۹۰۱ء
پینجر
بنام
ڈونلڈ وغیرہ

صرف ایک ہی سوال غور طلب جواب باقی رہتا ہے سوال خرچہ ہے۔ مدعا علیہم کے وکیل نے یہ دعوے کیا ہے کہ نالش معہ خرچہ خارج کیجانی چاہیئے اور یہ عام واقعات کی موجودگی میں مدعی کی غلطی کا نتیجہ ہے مگر یہ امر صریح ہے کہ وہ غلطی جو مدعی نے کی تھی نیک نیتی پر مبنی تھی کہ منگوانیوالے کا استحقاق ارجاع نالش در بارہ بنانیوالے کے نشان سوداگری کے ایک ایسا حق ہے جسپر کبھی عدالہائے ہندوستان میں قبل اسکے غور نہیں کیا گیا۔ نالشات منجانب ہندوستان کے اسباب منگوانیوالوں کو بالعموم از قسم نالش بدیجی انی لاش بنام نانک جی[1] میں مدعی نے اپنے عرضیدعوی یا بیان میں کوئی اظہار کسی اخفاء حق یا اظہار باطل کا نہکیا تھا اُسکا طریق عمل ہمیشہ صاف اور نیک نیتی کا ہے یہ ایک نیک نیت غلطی ہے جسکا تعلق ایک مشکل سوال قانونی کیساتھ ہے اور اسکی وجہ سے اسکی نالش ایک نادرست طور پر مرتب کردہ ہو گئی تھی۔ اور کہ وہ ناقابل قیام قرار دیگئی ہے مدعا علیہم نے بخلاف ازیں حجہ مذکور کو ایک ابتدائی عذر قرار دینے کی بجائے نشان سوداگری کا حوالہ اپنے جوابدعوے تحریری میں بطور مدعی کے نشان کے دیا ہے اور انہوں نے ہر ایک بیان امر واقعہ مندرجہ عرضیدعوے سے انکار کیا ہے بلکہ انہوں نے اس امر سے بھی انکار کیا ہے کہ انکو ان واقعات کا بھی علم تھا جنکا کہ علم ہونا خود انکی خط و کتابت سے ظاہر ہوتا ہے ملاحظہ ہو دستاویزات نمبر الف ۹ لغایت الف ۱۱ بالخصوص دستاویز الف نمبر ۱۳ اور ایسا اسلئے کہ وہ صاف طور سے مدعی کی نالش کی نسبت لفظی اعتراضات کر کے خرچہ کی ذمہ داری سے محفوظ رہتے۔ انہوں نے غیر ضروری طور پر مقدمہ کو طول دیا ہے اور بیجا اعتراضات در بارہ باریک فرقہائے مابین نشانہائے مدعی و مدعا علیہم کے اٹھائے ہیں بغیر کسی خواہش قبل از وقت برائے قائم کرنے در بارہ اس نالش کے جو کہ مناسب طور پر در بارہ مشابہت نشان سوداگری کی رجوع کیجائے۔ مدعا علیہم کیطرف سے طول دیئے جانیکو ملحوظ رکھکر یہ رائے ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذر کرنا صرف عدالت کا وقت ضائع کرنا ہے کہ ایسے سوال کا فیصلہ جبکہ نا طور پر نشانہائے کا باریک امتحان کرنے سے کیا جا سکتا ہے نہ کہ کل نتیجہ کو ملحوظ رکھکر اور زیادہ تر خصوصیت کیساتھ یہی صورت موجود ہوتی ہے جبکہ نشانہائے

(۱) (۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد، صفحہ ۵۸۰—

۱۸۷۱
ہینجر
بنام
درونز وغیرہ

سوداگری اسقدر چھوٹے ہوں جسقدر کہ گھڑی کے ڈائل پر نمبر۱۲ اور اسکی سوئیوں میں فرق ہوتا ہے
اس امر پر لارڈ کرینورتھ صاحب نے مقدمہ لیدر کلاتھ کمپنی بنام امریکن لیدر کلاتھ کمپنی (۱) میں غور کیا گیا تھا
جہانکہ بحوالہ قدر قامت نشان سوداگری کے اُنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ :- "میں یہ ذکر اسوجہ سے کرتا ہوں
کہ اگر بجائے کثیر جگہ روکنے کے نشان چھ پنس یا ایک شلنگ کے برابر کی مہر پر کندہ کیا جاتا جو کہ بغیر
خوردبین کے نہ پڑھا جا سکتا تو صورت دگرگوں ہوتی وہ شخص جو کہ اس لیدر کلاتھ کو خریدکر تا جسپر
ایسی مہر لگی ہوتی مناسب طور پر یہ کہہ سکتا تھا۔ میں نے شئے خریدکردہ کی مہر کے الفاظ پڑھنے کی کوشش
نہ کی تھی میں نے اسکو مدعی کی مہر سمجھا تھا اور وہ ایسی ہی معلوم ہوتی تھی اسلئے میں نے یہ متصور کیا تھا کہ
وہ مدعی کے کارخانہ کی ساختہ ہے"۔ یہ بالکل بے سود اور تکلیف دہ امر ہے کہ ایک نالش کا جوابدعویٰ ایسے
جو دربارہ مشابہت نشان سوداگری کے ہو ایک ایسی مہر پر مبنی رکھا جائے جو ایک دونّی کے قد کے
برابر ہو خریدار صرف ہلکے رنگ کے سرخ دائرہ کو دیکھکر اور اوسکے اندر کوئی سیاہ نشان معلوم کر کے
یہ سمجھیگا کہ وہ اصلی نام گھڑی کا ہے مدعا علیہم نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ ایسے نشانہائے دونو گھڑیوں
میں مشابہ ہیں مگر انہوں نے بایںہمہ قریباً بیس قسم کی ایسی گھڑیاں پیش کی ہیں جنکے کہ نشانات مدعی
مدعی کی گھڑیوں کے مشابہ ہیں۔ مدعا علیہ نے اپنے طریق عمل اور بیانات کے دینے میں ناکافی اور غیر مطمئن
حالت ظاہر کی ہے وہ جرح کیوقت طوطا و کرتا جواب دیتا اور خود اپنے وکیل کے سوالات کا جواب بڑی
برجستگی سے دیتا تھا یہ ناممکن تھا کہ وہ زیادہ تر مشابہت مابین ہر سکو آبعد اسکو آلٹیک کے نا قابل تھی بہ نسبت
اُس مشابہت کے جو کہ مابین راسکوپ اور نکومٹ و بولوبٹ گھڑیوں کے تھی ۔ اُن اقبالات کے

(۱) (سنہ ۱۸۶۵ء) مقدمات ہوس آف لارڈز جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۳ لغایت صفحہ ۵۳۶۔

۱۹۱۰ء
پنجو
بنام
درو زد وغیرہ

علم سے واقف ہونیکا انکار جیسے کہ اُسکے دعویٰ کو نقصان پونچتا تھا اور نیز اُن واقعات کے علم کا جو بلاشبہ طور پر اُن کے علم میں تھے زیادہ تر مراتب کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ بجائے مقدمہ کی جوابدہی پیچیدہ اور نادرست عذرات کے ساتھ کرنے کے اُسنے اپنے جوابدعوے تحریری میں یا بہرحال نالش ایک ابتدائی مرحلہ میں اپنی یہ نیت ظاہر کی تھی کہ وہ مدعی کے استحقاق دربارہ اس نشان سوداگری کی نسبت اعتراض کرینگے۔ جبکہ ذکر فریقین کے عذرات میں بطور مدعی کے نشان سوداگری کا کیا گیا ہے تو مقدمہ کی سماعت یا تو بلا موجودگی فریقین کے یا کم از کم بلا خرچہ اُن طول کارروائیات کیجاتی اور بقدر وقت اور خرچ ضائع ہونے کو روکا جاتا۔

اِن واقعات کی موجودگی میں مدعی کی نالش کو خارج کرنے میں کوئی حکم دربارہ خرچہ کے نہیں دیا جاتا۔

نالش خارج کیگئی۔

اٹرنیان منجانب مدعی:- میسرز کینل نروانجی اینڈ موتی لال +

اٹرنیان منجانب مدعا علیہم:- میسرز سمیتھ بینڈ اینڈ نوبل +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس راناڈی صاحب جسٹس و کر صاحب جسٹس

۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء

بائی جباو وغیرہ (ابتداً مدعا علیہم و اپیلانٹ) **بنام** نرسی لال ویکس دیگر ابتداً مدعیان) رسپانڈنٹ

وطن - وطن واقعہ گجرات - بندوبست اضلاع حق الخدمت سوراثت وطن سوراثت بوساطت عورات کے بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء دفعہ ۵ مرممہ بروے دفعات ۲ و ۲ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء - انتقال وطن -

ایک وطن واقعہ گجرات جائداد وطن ہونیسے جیسی کہ اسکی تعریف دفعہ ۴ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں کیگئی ہے محض اسوجہ سے موقوف نہیں ہو جاتا کہ بندوبست ضلع خارج خدمات کیا گیا ہے ایسی بندوبست سے نوعیت جائداد محض اسوجہ پر تبدیل نہیں ہوجاتی کہ خدمات کا البتہ تغیر کیا جہانتک کہ اختیار انتقال کا تعلق ہے اگر بعد بروے بندوبست کو عطا کیا گیا ہو تو وہ اس تبدیلی سے زائل نہیں ہو سکتا جو کہ دفعہ ۵ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں بروے دفعہ ۲ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کے کیگئی ہے۔

دفعہ ۲ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء جسکے سے دفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء ترمیم کیگئی ہے خاندان وطن کو ذکور اراکین کو اُن اشخاص پر فوقیت عطا کرتی ہے جو بوساطت عورتوں کے دعویدار ہوں -

پنجو اپیل دوم ۱۹۰۷ء نمبر ۱۹۲ مورخہ ۲۳ سنہ ۱۹۱۰ء

سنہ ۱۸۹۱ء
بائی بابا وغیرہ
بنام
نرسی لال وغیرہ

تجویز ہوئی کہ دفعہ مذکورہ وطنہائے واقعہ گجرات سے متعلق ہے گو وہ خدمات جو ابتدائً ایسے وطن سے متعلق تھیں بطلب نکیجاتی ہوں ۔

ایک شخص نعمت رائے گجرات کا وطندار تھا وہ سنہ ۱۸۴۴ء میں ایک بیوہ اور ایک دختر اور ایک منقسمہ برادر چھوڑ کر فوت ہو تھا ۔ اسکی جائداد میں بعض اراضیات بیتیا اور وظیفہ زر نقد ملحق بہ وطن مذکور شامل تھی سنہ ۱۸۶۸ء میں گورنمنٹ نے ایک ضمنی بندوبست وطندار کیساتھہ کیا تھا جسکے روسے جائداد وطن نعمت رائے کو وارثان کو نام جاری رکھی گئی تھی اور جائداد اسکی خدمات متعلقہ بہ وطن سے سبکدوش کیگئی تھی سنہ ۱۸۸۵ء میں نعمت رائے کی بیوہ فوت ہوگئی تھی اور اسکی دختر اس سے پہلے فوت ہو چکی تھی اسپر مدعیان نے جو نعمت رائے کی دختر کے پسران تھے اپنے استحقاق کی بطور ورثائے جائداد وطن بمقابلہ مدعا علیہم کے قائم کرانیکے واسطے نالش کی تھی جو نعمت رائے کے منقسمہ برادر کے نبیرگان تھے ۔

تجویز ہوئی کہ زیر دفعہ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء مدعیان جو بوساطت ایک عورت کے دعویدار تھے نعمت رائے کی جائداد وطن کے ورثاء ہونیکے مستحق مدعا علیہم کی نسبت فوقیت کیساتھہ نہ تھے جو کہ متوفی وطندار کے خاندان کے اراکین تھے ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر کرشنا ملک اے مہتا سبارڈینیٹ جج درجہ اول بروچ مشعر منسوخی ڈگری خان صاحب جی اے ماڈی سبارڈینیٹ جج درجہ دوم انکلیسور ۔

ایک شخص نعمت رائے جو ضلع بروچ کا موروثی وطندار تھا سنہ ۱۸۴۴ء میں فوت ہو تھا جسکے قبضہ میں بعض اراضیات تھیں اور ایک وظیفہ زر نقد مبلغ للعہ کا اسکو خزانہ سرکار سے ملتا تھا یہ جائداد حق الخدمت وطن تھی ۔ وہ اپنے پیچھے ایک بیوہ بائی شوگنگا اور ایک دختر رایان کوراور دو منقسمہ برادران مہتاب رائے و انند رام چھوڑ گیا تھا ۔

ذیل کے شجرہ سے رشتہ فریقین نالش حال ظاہر ہوتا ہے ۔
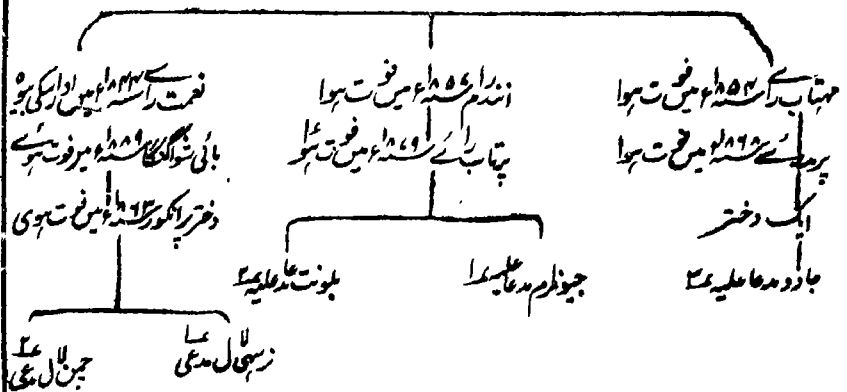
جھابی بائی

- مہتاب رائے سنہ ۱۸۵۲ء میں فوت ہوا
  - پرمل رائے سنہ ۱۸۶۹ء میں فوت ہوا
    - ایک دختر
      - جادو مدعا علیہ ۳
- انند رام سنہ ۱۸۵۵ء میں فوت ہوا
  - بیتاب رائے سنہ ۱۸۷۰ء میں فوت ہوا
    - جیون رام مدعا علیہ ۱
    - بلونت مدعا علیہ ۲
- نعمت رائے سنہ ۱۸۴۴ء میں اور اسکی بیوہ بائی شوگنگا سنہ ۱۸۸۵ء میں فوت ہوئے
  - دختر رایان کور سنہ ۱۸۶۳ء میں فوت ہوئی
    - نرسی لال مدعی ۱
    - چمن لال مدعی ۲

۱۸۹۸ء
بائی جادو وغیرہ
بنام
زسہی لال وغیرہ

سنہ ۱۸۵۶ء میں شوا گنگا بیوہ نعمت رائے نے ایک نالش برخلاف اپنے بہتیجے پرمانند ولد مہتاب رائے کے بعدالت رجوع کی تھی کہ بعد وفات اسکے شوہر کے مہتاب رائے اور اسکے پسر نے اوسکو اراضیات لپیتا سے بید خل کرکے وظیفہ زر نقد کا انتقال اپنے حق میں کرا لیا ہے۔

اس نالش کا خانگی طور پر راضینامہ کیا گیا تہا اور قرار یہ پایا تہا کہ اراضیات اور وظیفہ زر نقد پر پرمانند قابض رہے اور بہی نعمت رائے کے قرضجات کو ادا کرنیکا ذمہ دار ہے اور اسکی بیوہ بائی شوا گنگا کو سالانہ وظیفہ مبلغ روپیہ کے حساب سے اسکی حین حیات تک ادا کرتا رہے۔

مطابق اس راضینامہ کے ایک ڈگری بمضی سنہ ۱۸۵۶ء میں صادر کیگئی تہی۔

سنہ ۱۸۶۳ء میں شوا گنگا کی دختر رائے انکو دو پسران زسہی لال اور چمن لال مدعیان حال چہوڑ کر فوت ہوئی تہی سنہ ۱۸۶۶ء میں خدمات متعلق بہ وطن موقوف کیگئی تہیں اور ایک سند گورنمنٹ کیطرف سے بالفاظ ذیل جاری کیگئی تہی کہ

"موجودہ وطن بلا ملاحظہ عذر کے یا کسی اعتراض بجانب سرکار دوبارہ بتعلق وطن ڈگری پانیکو جاری رہنا چاہیئے خواہ اسکا قابض جائز وقتاً فوقتاً کوئی ہو مگر اسکے لیے دیگر فریقان کے حق حقوق میں خلل واقعہ ہونا چاہیئے"

سنہ ۱۸۸۹ء میں بائی شوا گنگا فوت ہو گئی تہی۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں مدعیان زسہی لال و چمن لال (نواسگان نعمت رائے) نے نالش حال بطور ورثا بازگشت نعمت رائے کے واسطے دلاپانے قبضہ اسکی جائداد کے رجوع کی تہی جسمیں اراضیات لپیتا اور وظیفہ زر نقد از طرف سرکار شامل تہے۔

مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ جیون رام اور بلونت نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ بروئے بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء دفعہ ۱ کے وہ بحیثیت نبیرگان برادر نعمت رائے (اننداد رام) کے فوقیت کے ساتھہ بمقابلہ مدعیان کے ورثا نعمت رائے ہیں جو کہ نعمت رائے کی دختر کے پسران ہیں اور بوساطت ایک عورت کے دعویدار ہیں اونہوں نے یہہ بہی عذر کیا تہا کہ نالش تمادی المیعاد ہے اور نیز بباعث ڈگری بمضی نالش سنہ ۱۸۵۶ء کے صادر کئے جانیکے امر فیصل شدہ ہے

مدعا علیہا نمبر ۳ بائی جادو نے بہی جو نعمت رائے کے ایک برادر کی پوتی تہی یہی اعتراض کیا تہا۔

مدعا علیہم نمبر ۴ لغایت ۸ نے جو مرتہنان قابض جائداد تابع مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے تہے مدعیان کے استحقاق سے انکار کیا تہا۔

۱۹۰۱ء
بالی جادو
بنام
نرسی لالا

سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ بموجب سند عطا کردہ گورنمنٹ کے جائداد مذکور ذاتی اور قابل انتقال جائداد ہو گئی تہی اور نہ احکام بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء وطنہا واقعہ گجرات سے متعلق نہیں ہیں جنکی کہ متعلق ذمہ خدمات کے متعلق بندوبست کیا جا چکا ہو مگر اسنے یہ قرار دیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہو اور کہ دفعہ نالش سنہ ۱۸۵۶ء بطور امر فیصل شدہ کی عامل ہوتا تہا اسلئے اسنے نالش کو خارج کیا تہا۔

برطبق اپیل کے ڈسٹرکٹ ایڈیشنل سبارڈینیٹ جج درجہ اول با اختیار اپیل نے عدالت اول کیساتہ ہر امر میں اتفاق کیا تہا کہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء بمبئی وطنہائے واقعہ گجرات سے متعلق نہیں مگر اسنے یہ قرار دیا تہا کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے اور کہ ڈگری مبنی برراضی نامہ بنالش سنہ ۱۸۵۶ء بطور امر فیصل شدہ کے عامل نہوتی تہی آخر اس نے عدالت اول کے فیصلہ کو منسوخ کر کے ایک ڈگری بدیں قرار صادر کی تہی کہ مدعیان کل جائداد نعمت رائے کو وراثتاً حاصل کرنیکے مستحق ہیں۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے اپیل نمبر (۳۴۲ سنہ ۱۹۰۰ء) ہائی کورٹ میں رجوع کیا۔

نیز مدعا علیہ نمبر ۳ نے ایک جداگانہ اپیل (نمبر ۱۹۲ سنہ ۱۹۰۰ء) داخل کیا۔

سی۔ ایچ ستیلواد (معیت ایچ سی کویاجی) منجانب اپیلانٹان (مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ و نمبر ۳) ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ جائداد متنازعہ جائداد وطن ہو جیسے کہ اسکی تعریف دفعہ ۴ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں کیگئی ہے اسمیں شبہ نہیں کہ گورنمنٹ نے خدمات متعلق بہ وطن کا لینا موقوف کر دیا ہے مگر اس امر واقعہ سے جائداد کی نوعیت تبدیل نہیں ہو جاتی اگر قبل بندوبست کے وہ جائداد وطن تہی تو اسکے بعد بھی وہ ویسی ہی رہی ہے ملاحظہ ہو رمراؤ بنام لیشومتراؤ (۱) وسوتریا وا بنام اندراؤ (۲) قاعدہ بنا وطنہائے واقعہ گجرات سے بہی ویسا ہی متعلق ہے جیسا کہ وطنہائے واقعہ دکہن یا کسی اور جز و بمبئی پریزیڈنسی کیساتہ ہو وہ بندوبست خدمات جو وطنداران گجرات کے ساتہ کیا گیا تہا بلا شبہ طور پر انکی وطنہائے کو قابل انتقال بناتا ہے مگر جائداد کی نوعیت میں اس سے خلل واقع نہیں ہوا اسلئے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدعیان بحیثیت ایسے اشخاص کے جو بابت ایک عورت کے دعویدار ہیں بروئے دفعہ ۲ بمبئی ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کے ذکور اراکین خاندان وطندار کو بعد وراثت ہو سکتے ہیں اسلئے مدعیان کی نالش خارج کیجانی چاہیئے۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لاء رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲

(۲) (سنہ ۱۸۷۶ء) بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۴

سنہ ۱۹ء

بابل جادو

بنام

نرسہالال

چچی کی بابت کہہ سکا جانب رسپانڈنٹان (مدعیان) ۔ بروئے بندوبست سنہ ۱۸۶۳ء مابین گورنمنٹ و وطندار
کے جائداد متنازعہ جائداد وطن نہیں رہی تھی اب کوئی موروثی عہدہ یا خدمات ملحق بہ عہدہ مذکور موجود نہیں ہیں
اور جائداد عام اور قابل انتقال جائداد ہو گئی ہے ملاحظہ ہو راؤ بہادر بنام تنتیراؤ (۱) مطابق سند جاری کردہ
گورنمنٹ کے وطندار کو صریح اختیار انتقال حاصل ہے یہ اختیار کسی مابعد کے انکمنٹ از قسم بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء
سے زائل نہیں ہو سکتا اسلئے نہ تو دفعہ ۵ ضمن ۲ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء اور نہ دفعہ ۲ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء صورت حال
سے متعلق ہوتی ہے بفرض محال کہ ایکٹہائے مذکور متعلق ہوتے ہیں مدعیان کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا
کہ وہ بوساطت ایک عورت کے دعویدار ہیں کیونکہ وہ خود اپنے استحقاق سے بحیثیت وارثان کے دعویدار ہیں نہ کہ بطور وارثان
اپنی ماں کے۔

راناڈے صاحب جسٹس ۔ اپیلانٹ کے وکیل مسٹر ستیلواڈ نے چند عذرات اٹھائے ہیں: عذر اول میعاد
کے متعلق ہے عذر دوم امر تعیین سند کے اور عذر سوم دربارہ اطلاق ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کی جائداد وطن متنازعہ حال سے
اس امر پر اتفاق کیا گیا تھا کہ انمیں سے عذر سوم کا پہلے فیصلہ کیا جانا چاہئے چنانچہ مسٹر گوکلداس وکیل رسپانڈنٹ نے
اپنی بحث زیادہ تر اسی امر کے متعلق کی ہے اور بحث متعلق بہ دیگر امور کو مابعد کے مرحلہ کیواسطے محفوظ رکھا ہے۔
مسٹر ستیلواڈ نے یہ عذر کیا تھا کہ جائداد متنازعہ جائداد وطن تھی جیسی کہ اسکی تعریف دفعہ ۴ ایکٹ ۳
سنہ ۱۸۷۴ء میں کیگئی ہے کیونکہ اسکا قبضہ بلحاظ ایک موروثی عہدہ کے رکھا گیا ہے گو وہ خدمات جو اولاً عہدہ مذکور
سے ملحق تھیں اب انکا مطالبہ نہیں کیا جاتا اور کہ دفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء مرممہ بذریعہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء ایسے
وطنہائے سے متعلق ہے اور کہ دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کے رو سے ذکور اراکین خاندان وطن کو ان اشخاص
پر ترجیح دیگئی ہے جو بوساطت عورتوں کے دعویدار ہوں اسلئے اپیلانٹان رسپانڈنٹان پر ایسی فوقیت کے
مستحق ہیں۔

مسٹر گوکلداس نے بخلاف ازیں یہ حجت کی ہے کہ چونکہ بندوبست کیا جا چکا ہے اور داخل خارج خدمات
عمل میں آچکا ہے اسلئے جائداد بطور ایسی جائداد وطن کے متصور نہیں کیجا سکتی جسکا قبضہ بوجہ موروثی
عہدہ کے رکھا گیا ہو اسلئے دفعہ ۵ ضمن ۲ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء و دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء اس جائداد سے
متعلق نہیں ہیں۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۹۸ ۔ اجلاس کامل۔

سنہ ۱۹۰۰ء
بائی جادو
بنام
نرسی لال

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہی رائے دربارہ نوعیت جائداد متنازعہ کے اختیار کی ہے عدالت اپیل ماتحت نے اس امر پر مفصل بحث نہیں کی مگر اوس نے عام طور پر عدالت اول کے نتیجہ سے اتفاق کیا ہے عدالت موخر الذکر نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ سند کو بعد سے داخل خارج کیا گیا تہا اسلئے جائداد کی نوعیت تبدیل ہو گئی تھی اسلئے دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء متعلق نہ تہی اسکے روسے ایک تمیز مابین سند و بستہائے ریگولیشن سیٹلمنٹ" جسکے روسے اختیار انتقال قابضان کو عطا نہ کیا گیا تہا اور سند و بستہائے جو کہ کیگئی تھی جہاں کہ ایسا اختیار صریح طور پر قابضان کو عطا کیا گیا تہا اور جائداد قابل انتقال اور قابل وراثت مطابق کسی اور پرائیویٹ جائداد کے بنائی گئی تہی اسلئے فیصلہ مقدمہ ابا جی بنام کیشو(۱) و بہاو بنام رامچندر راؤ (۲) مقدمہ حال پر جاری نہوتا تہا بیان یہ کیا گیا تہا کہ کسی اور تعبیر کے کئے جانے میں گورنمنٹ کی بدنیتی ثابت ہوگی اسلئے باوجود تعریف جائداد وطن مندرجہ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء کی لفظ "وطن" کی کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء میں اسکا استعمال ان معنوں میں کیا گیا ہے کہ اسمیں وطنہائے گجرات شامل نہیں جنکا بندوبست کیا جا کر خدمات ترک کیگئی ہیں عدالت اول کی یہ رائے تہی کہ دفعہ مذکور کیواسطے ترمیم کی ضرورت ہے اور اسی تعبیر رسٹر گوکلداس نے ہمارے روبرو زور دیا ہے۔

حجتہائے پیش کردہ فریقین پر محتاط طور سے غور کئے جانے پر یہی ہمارا اطمینان ہو گیا ہے کہ وہ رائے جو عدالت ماتحت نے اس امر کے متعلق دربارہ نوعیت جائداد کے اختیار کی ہے درست نہیں ہے اور کہ وطنہائے گجرات کی نوعیت جائداد وطن ہونیسے موقوف نہیں ہوئی جیسے کہ اسکی تعریف دفعہ ۴ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں کیگئی ہے محض اسوجہ سے کہ ایک بندوبست خدمات کیا جا چکا ہے اور کہ لفظ وطن مستعملہ دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء ایک محدود معنوں میں باعث بندوبست مذکور کے سمجہا جانا چاہیئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گو عدالت اول نے اس معاملہ کی نسبت وہ رائے اختیار کی تہی تاہم اُسنے اس قیاس پر ایسا کیا تہا کہ دفعہ مذکور ترمیم کی مقتضی ہے بالفاظ دیگر یہ کہ واضعان قانون نے اس امر میں غلطی کی ہے کہ لفظ "وطن" کی تعریف دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء میں اسطرح نہیں کی کہ اسمیں وطنہائے گجرات شامل نہیں ہیں ایسا قیاس بصورت موجودگی اس امر واقعہ کے نہیں کیا جا سکتا کہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء صریح طور پر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء کی کو پورا کرنے کیواسطے وضع کیا گیا تہا۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۳

(۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ " " ۲۰ " ۴۲۴۔

سنہ ۱۹۰۶ء
بالی جادو
بنام
نرسیہ بالا

بعد تحقیقات کرنیکے واضعان قانون کا اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ خیال کل پریزیڈنسی میں عام طور پر مروج ہے کہ عورتوں کو جائداد وطن کا وارث ہونیکی اجازت نہ دیجانی چاہیئے اور کہ گو اشخاص واسطہ دار کا منشا تھا کہ عورتیں کامل طور پر محروم کیجانی چاہئیں۔ تاکہ انکی یہ خواہش ہو کہ مقابلہ ذکور کے ترتیب وراثت میں پیچھے رکھی جانی چاہئیں دفعہ ۲ اس خیال کو مد نظر رکھنے کے واسطے وضع کیگئی تھی اور یہ امر بالکل صریح ہے کہ جبتک کہ بباعث بندوبست کے جائداد وطن کی نوعیت وطن زائل نہو تبتک جدید دفعہ ۲ متعلق ہوگی۔

تعریف "عہدہ موروثی" میں صریح طور پر وہ عہدہ ہائے شامل ہیں جنمیں کہ خدمات کا مطالبہ اب نہیں کیا جاتا دفعہ ۴ ضمن ۲ میں بھی وطن بطور جائداد وطن کے متصور کیا گیا ہے گو بندوبست خدمات زیر دفعہ ۱۵ کیا گیا ہو یا دفعہ مذکور کے نافذ ہونے سے پہلے کیا گیا ہو ایک تمیز ما بین اختیار انتقال بلا منظوری گورنمنٹ محولہ بدفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء اور اس جدید قاعدہ وراثت کیجانی چاہیئے۔ جبکہ دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء میں مندرج ہے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گوکلداس نے ان ہر دو احکام کے اثر کو مخلوط کر دیا ہے جہانتک کہ اختیار انتقال کا تعلق ہے اسمیں کچھہ شک نہیں ہو سکتا کہ ضمن ۲ دفعہ ۵ وطنہائے گجرات سے متعلق ذریعہ جائے بندوبست کے رو سے استحقاق انتقال بلا منظوری تسلیم کیا گیا ہے مگر ایسے بندوبست سے نوعیت جائداد میں جنہیں اسوجہ پر خلل واقع نہیں ہوا کہ خدمات کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ انکی نوعیت ویسی ہی جائداد وطن کی بتعلق عہدہ موروثی کے رہی ہے گو حد در بارہ انتقال بلا منظوری کے ایسے وطنہائے بابت بندوبست شدہ سے متعلق ہیں ہم خاص تبدیلی بقاعدہ وراثت ایک مختلف امر ہے اور وہ جملہ وطنہائے سے متعلق ہے خواہ وہ بندوبست شدہ ہوں یا نہ اور خواہ وہ گجرات میں ہوں یا دکھن میں اگر واضعان قانون کا منشاء بندوبست شدہ وطنہائے کو مستثنیٰ کرنیکا ہوتا تو اسکے صریح طور پر بیان کر دینے سے اور کوئی بات آسان تر نہ تھی ایسے رہیں وطنہائے گجرات مستثنیٰ نہیں کئے گئے بیان وجوہات اغراض میں صریح طور پر حوالہ دیا گیا ہے کہ خیال بخلاف وراثت اناث کے اس پریزیڈنسی میں عام طور پر رائج ہے یہ امر کچھہ وقعت نہیں رکھتا کہ قسم دفعہ ۵ ایکٹ کا تعلق پرانے بندوبستہائے قبل از ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء کے ساتھہ ہے بروئے ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۵ء کی منسوخ کیگئی

سنہ ۱۹۰۰ء
بائی جادو
بنام
نرسی لال

ظاہر اس وجہ سے ہے کہ ضمن ۲ دفعہ ۵ پرانی دفعہ ۵ کی بجائے بروئے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کے قائم کیگئی تھی۔
ہم مسٹر گوکلداس کیساتھ اس عذر میں اتفاق کرتے ہیں کہ اختیار انتقال جہانکہ وہ بروئے بندوبست کے عطا کیگیا ہو اس تبدیلی سے زائل نہیں ہوسکتا جو کہ دفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں دفعہ ۱ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء کی روسے کیگئی ہے مگر ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ جائداد کی نوعیت جائداد وطن متعلق بہ عہدہ موروثی کی قائم نہیں رہی ہم مجاز نہیں ہیں کہ ایسے محدود کنندہ الفاظ ایزاد کریں جو تعریف مندرجہ دفعہ ۴ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء میں موجود نہیں ہیں جائداد کی نوعیت وطن بحال رہتی ہے گو خدمات کا مطالبہ نکیا جاتا ہو وہ بغیر منظوری کے منتقل کیجاسکتی ہے اگر بندوبست کے روسے وہ اختیار عطا کیا گیا ہے اگر جائداد کی نوعیت وطن برابر ہے اور اسلئے دفعہ ۲ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء متعلق ہوتی ہے

حجت مبنی بر مفروضہ بدنیتی بلا وقعت معلوم ہوتی ہے۔ اختیار واضعان قانون دربارہ تبدیلی بعض قواعد وراثت کی نسبت اعتراض نہیں کیا جاسکتا اور صورت حال میں تبدیلی ایک عام خواہش کو پورا کرنیکے لئے کیگئی تھی جو صرف اہل ہنود ہی تک محدود نہ تھی اگر وطن بروئے انتقالات کے دیگر اقوام کے نام منتقل ہو تو اسپر بھی اہل ہنود کیطرح دفعہ ۲ قابل پابندی ہوگی قرار دیا جاچکا ہے کہ جدید دفعہ مذکور بطور مرافعہ کے اہل اسلام سے متعلق ہے ملاحظہ ہو رحیم خان بنام فتو بی بی (۳)

مسٹر گوکلداس نے یہ حجت کرنیکی بھی کوشش کی ہے کہ رسپانڈنٹان کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بوساطت ایکعورت کے حسب منشاء دفعہ ۲ دعویدار ہیں کیونکہ وہ بطور ورثا اپنے نانا کے وارث ہوئے ہیں ہماری رائے میں یہ ایک تمیز بلا فرق ہے اسلئے ہم کو یہ عذر بھی نامنظور کرنا چاہیئے ہم کو اس امر کا فیصلہ بخلاف رسپانڈنٹان اور بحق اپیلانٹان کے کرنا چاہیئے۔

اپیل منظور کیا گیا

(۱) دسنہ ۱۸۹۵ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۳۷۱

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس گینڈیضاحب جسٹس و طبق سب اصول انصاف طرف طیب جی صاحب جسٹس و دھوٹر ھہ صاحب

منچارام ابتدا (ڈگریدار) سائل بنام فقیر چند ابتدا (فریق مخالف) ۷ جنوری ۱۹۱۰ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۳۱ "قبضہ" قبضہ تعمیری قبضہ مزاحمت بقبضہ بصیغہ اجرائے ڈگری

تفسیر

لفظ "قبضہ" مستعملہ دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) واقعی جسمانی قبضہ کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ اسمیں تعمیری قبضہ بھی شامل ہے۔ مثلاً قبضہ مزارعہ کینڈی صاحب و طیب جی صاحب جسٹس نے باختلاف رائے دہوتو یعنی صاحب جسٹس ایسا ہی قرار دیا۔ جبکہ دو مکان بصیغہ اجرائے دلا پانیکی استدعا کیگئی ہو کرایہ داران کے قبضہ میں ہو اور مالک مکان انسداد اجرا کنندہ ڈگری کی مزاحمت کرے تو ایسے مالک کے دعوی کی تحقیقات زیر دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجا سکتی ہے۔

درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)۔

منچارام جی چند نے ایکڈ ڈگری واسطے قبضہ بعض دوکان کی بخلاف کرایہ داران قابض کے حاصل کی تھی۔ ڈگری کا اجرا کرانے پر اسکی مزاحمت اسکے برادر فقیر چند نے کی تھی جسپر اوسنے ایکدرخواست عدالت میں زیر دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) واسطے رفع کرانے مزاحمت مذکور کے کی تھی

فقیر چند نے یہ بیان کیا تھا کہ دوکان مذکور جائداد مشترکہ خاندان کی تھی جسمیں اوسکو اپنے برادر منچارام کیسا تھہ مساوی حق حاصل ہے اور وہ مزارعان جنکے کہ برخلاف منچارام نے ڈگری مذکور حاصل کی تھی دونو برادران کی مشترک کرایہ داران ہیں اسلئے اونے یہ عذر کیا تھا کہ منچارام بصیغہ اجرا تنہا طور پر قبضہ حاصل کرنیکا مستحق نہیں ہے۔

سبارڈنیٹ جج نے یہ قرار دیا تھا کہ دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہوتی ہے اور اوسنے یہ ہدایت کی تھی کہ فقیر چند کے دعوی پر بمنزلہ ثبت کیا جا کر وہ بطور ایک نالش مابین منچارام بطور مدعی اور فقیر چند بطور مدعا علیہ کے زیر دفعہ ۳۳۱ درج رجسٹری کیجانی چاہیئے۔

اس حکم کی ناراضی سے منچارام نے ایکدرخواست ہائی کورٹ میں زیر اختیارات غیر معمولی بدیں عذر کی کہ

بہ درخواست زیر اختیارات غیر معمولی نمبر ۱۷ ۱۹۰۹ء

سنہ ۱۹۰۱ع

منچا رام بنام فقیر چند

دفعہ ۳۳۲ متعلق نہیں ہوتی اور کہ وہ حکم جو زیر دفعہ مذکور صادر کیا گیا ہے غلط ہے اور کہ دفعہ مذکور صرف اس صورت سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ مزاحمت ایک ایسے شخص نے کی ہو جو واقعی طور پر قابض ہو اور کہ فقیر چند مسلمہ طور پر واقعی قابض نہیں ہے

ایک قاعدہ نامی ہماری عطا کیا گیا تہا جسکے روسے فقیر چند بغرض اظہار وجہ اس امر کی طلب کیا گیا تہا کہ کیوں سبارڈینیٹ جج کا حکم مذکور منسوخ نہ کیا جانا چاہیئے۔

قاعدہ مذکور بغرض سماعت اولا ایک ڈویژن بنچ (طیب جی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس) کے روبرو پیش تہا

جی ایس راؤ منجانب سائل تائید قاعدہ مذکور:۔ دفعہ ۳۳۱ صورت متعلق نہیں ہوتی جہانکہ وہ شخص جو ڈگری کے اجرا میں مزاحمت کرے بذاتہ واقعی طور پر قابض جائداد عطا کردہ بروے ڈگری نہو دفعات ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۲-۳۳۱ اس تعبیر کی تائید میں ہیں۔ فقیر چند نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ دوکان متنازعہ پر قابض کیا جائے مگر وہ اب قابض نہیں ہے دفعہ ۳۳۱ میں ایسی صورت کے متعلق حکم ہے جہان وہ شخص جو یہ بیان کرتا ہو کہ وہ قابض جائداد ہے مزاحمت کرے نہ کہ ایسا شخص جو قبضہ کا دعوی کرتا ہو حکم مذکور غلط ہے کیونکہ دفعہ مذکور متعلق نہیں ہوتی ملاحظہ ہو رکہل چرن منڈل بنام الیس انڈ کمپنی (۱)

ایچ سی کویاجی منجانب فریق مخالف بغرض اظہار وجہ:۔ منچا رام اور فقیر چند غیر منقسمہ برادران ہنود ہیں وہ کرایہ داران دوکان متنازعہ جو نالش میں مدعاعلیہم تہے دونون کے کرایہ داران ہیں انکا مالک مکان فقیر چند اور منچا رام دونوں ہیں منچا رام نے ایک نالش کرکے ڈگری حاصل کی ہے جسمیں اسنے فقیر چند کو فریق نہیں بنایا مگر وہ اسطرح پر فقیر چند کو اسکے حقوق بطور مالک سے محروم نہیں کرسکتا فقیر چند کو تعبیری قبضہ بوساطت اسکے کرایہ داران کے حاصل ہے

لفظ "قبضہ" مندرجہ دفعہ ۳۳۱ سے مراد محض واقعی جسمانی قبضہ نہیں ہے اسمیں تعبیری قبضہ بھی شامل ہے دفعہ مذکور زیادہ تر قابل فہم بہ نسبت ہم مضمون دفعات مجموعہ جات قبل کے ہے مقابلہ کیجیے ہمراہ دفعہ ۳۳۱-ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع و دفعہ ۲۲۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع کی ملاحظہ ہو مولا خان بنام گورے خان (۲) و بابو جی راؤ بنام فتح سنگھ (۳) و گوونداً بنام کیاما (۴) و چناسامی بنام کرشنا (۵)

---

(۱) (سنہ ۱۸۸۳ع) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۰ (۲) (سنہ ۱۸۹۰ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۹۲۴

(۳) (سنہ ۱۸۹۶ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۹۶۰ (۴) (سنہ ۱۸۸۰ع) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۹۹

(۵) (سنہ ۱۸۸۰ع) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۰۴

۱۹۰۱ء
منچارام بنام فقیر چند

طیب جی صاحب جسٹس:- صرف ایک ہی سوال جسپر کہ مقدمہ ہذا میں ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے یہ تہا کہ آیا لفظ "قبضہ" مندرجہ دفعات ۳۲۸ و ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف واقعی جسمانی قبضہ تک محدود سمجھا جانا چاہئیے جو کہ تعبیری یا علامتی قبضہ سے ممیز ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا نہایت صاف ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سائل نے ایک ڈگری قبضہ دوکان بخلاف لیلا بہائی دیا بہائی اور گنگو بہائی دیا بہائی کے حاصل کی تہی اجرائے ڈگری مذکور میں سائل کی مزاحمت حصول قبضہ میں فریق مخالف فقیر چند جے چند نے کی تہی اسپر سائل نے عدالت میں شکایت کی تہی اور زیر دفعہ ۳۲۸ مزاحمت مذکور کے رفع کئے جانیکی درخواست کی تہی معاملہ کی نسبت تحقیقات کرنیکے بعد عدالت نے تنقیحات ذیل قائم کی تہیں یعنی یہ کہ آیا فریق مخالف جائداد متنازعہ پر قابض ہے؟ اگر ایسا ہے تو آیا وہ نیک نیتی سے اور خود اپنی طرف سے مزاحمت کرتا ہے؟ اور اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ فریق مخالف نیک نیتی سے خود اپنے واسطے قبضہ کا دعوی کرتا تہا اور اُسنے یہ حکم دیا تہا کہ سائل کا دعوی بطور ایک نالش زیر دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درج رجسٹر کیا جائے۔

اس موخر الذکر حکم کی ناراضی سے سائل نے ایک درخواست زیر اختیارات غیر معمولی عدالت ہذا میں کی ہے اوسنے عذر کیا ہے کہ سبار ڈینیٹ جج کا حکم غلط تہا کیونکہ فریق مخالف واقعی اور جسمانی طور پر دوکان پر قابض نتہا بلکہ وہ صرف تعبیری قبضہ کا دعوی بوساطت مدیونان ڈگری کے کرتا تہا۔ چونکہ کوئی صریح درج رپورٹ شدہ فیصلہ اس امر کے متعلق موجود نہیں ہے۔ اور چونکہ ہم کو معاملہ مذکور اہم معلوم ہوتا ہے اسلئے ہم اپنے فیصلہ پر غور کرنیکیلئے مہلت لیتے ہیں اب کامل غور کے احکام دفعات ۳۲۸ و ۳۳۲ پر کئے جانیکے بعد میں کوئی کافی وجہ سبار ڈینیٹ جج کے حکم میں دست اندازی کرنیکی نہیں دیکہتا۔ میں دفعات مذکور میں کوئی ایسا امر نہیں دیکہتا جسکے روسے لفظ "قبضہ" واقعی جسمانی قبضہ کی حد تک محدود کیا گیا ہو جائداد غیر منقولہ کا قبضہ اسوجہ سے کمتر اصلی اور واقعی نہیں ہوتا کہ اس کا استعمال بوساطت کرایہ داران کے یا ملازمان یا ارا کین خاندان کے کیا جاتا ہے اسمیں شبہ نہیں کہ واقعی جسمانی قبضہ بہت کم صورتوں میں موجود ہو سکتا ہے اور وہ بہی نہایت محدود حد تک خواہ اراضی کا رقبہ کیسا ہی خفیف کیوں نہو آیا یہ حجت کیجا سکتی ہے کہ ایک شخص ایک مکان اور باغ پر اسوجہ سے قابض نہیں ہے کہ وہ ایک چہوٹے سے کمرہ میں رہتا ہے اور باقی اس کے ملازمان اور دیگر ارا کین خاندان کے قبضہ میں ہے؟

سنہ ۱۹۰۱ء

مسماۃ رام بنام فقیر چند

آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک بنگلہ واقعہ ماہیم یا بمبئی کا مالک اس بنگلہ پر محض اسوجہ سے قابض نہیں ہے کہ وہ بمبئی میں رہتا ہے اور اسنے جائداد مذکور اپنے مالی کے اہتمام میں رکھی ہے؟ نیز آیا وہ شخص قابض مکان نہیں ہے اگر واقعی قابض مکان مذکور اسکا کرایہ دار ہو جو اسکے استحقاق کو تسلیم کرتا ہو اور اسکو کرایہ ادا کرتا ہو؟ میری یہ رائے ہے کہ ہم بہت بے انصافی کرینگے اگر ہم یہ قرار دیں کہ ملازمان یا کرایہ داران یا اراکین خاندان مالک اس ڈگری کے اجرا میں بیدخل کئے جا سکتے ہیں جسمیں مالک مذکور فریق نہو اور مالک مذکور زیر دفعہ ۳۳۲ اپنے دعوی کی نسبت زیر حکم دفعہ مذکور تحقیقات کرانیکا مستحق نہوگا اس عذر کی تائید میں ہمارے روبرو کسی مقدمہ کا حوالہ نہیں دیا گیا اور برخلاف ازین میری یہ رائے ہے کہ مقدمات مولا خان بنام گوریمان (۱) و بابو جی راؤ بنام فتح سنگھ (۲) اسکے خلاف تعبیر کی تائید میں ہیں اگر سائل کا عذر درست ہو تو عدالت پر لازم ہوگا کہ عذردار کے دعوی کو اسوقت نامنظور کرے جبکہ یہ قرار دیا جائے کہ وہ واقعی اور جسمانی طور پر قابض نہیں ہے مگر ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۳۳۲ میں صریح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور کہ تحقیقات زیر دفعہ مذکور محض واقعی اور جسمانی قبضہ کے سوال کی حد تک محدود نہ کیجانی چاہیئے بلکہ وہ بہت وسیع ہے یہ امر سائل کے عذر کے خلاف ہے کیونکہ بصورت دیگر ہم کو یہ قرار دینا پڑیگا کہ ایک فریق ناجائز طور پر ایک دعوی کو بطور نالش کی اس چھوٹے بہانہ سے درج رجسٹر کرا سکتا ہے کہ وہ واقعی طور پر قابض ہے اور وہ مجاز ہوگا کہ اسکی تائید جائز طور پر بعدہ برو سے قبضہ کے نہیں بلکہ بروئے استحقاق کے کرائے یہ بے ترتیبی جزواً یا کلاً یہ قرار دینے سے زائل ہو جاتی ہے کہ لفظ "قبضہ" مندرجہ دفعات مذکور کے وسیع اور عام معنی ہیں لہذا کہ اسمیں تعبیری اور علامتی قبضہ بھی ویسا ہی شامل ہے جیسا کہ واقعی جسمانی قبضہ ہے مزید براں ایک ڈگری قبضہ ضروری طور پر اس شخص کے برخلاف صادر نہیں کیجاتی جو جائداد پر واقعی طور سے قابض ہو وہ لبا اوقات ایسے شخص کے برخلاف صادر کیجاتی ہے جو صرف بوساطت اپنے مزارعان کے قابض ہو اس ڈگری کا کسطرح پر اجرا ہو سکتا ہے جبتک کہ لفظ "قبضہ" میں جسمانی قبضہ اور علامتی قبضہ دونو شامل نہ سمجھے جائیں؟

ان وجوہات پر میں سابارڈینیٹ جج کے حکم میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتا اور میں درخواست ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔ مگر چونکہ میرے فاضل ہم منصب ونسٹورتھ صاحب جسٹس نے اسکے خلاف رائے اختیار کی ہے اسلئے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ سوال مذکور کا استصواب زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک تیسرے جج سے کیا جائے۔

(۱) سنہ ۱۹۰۰ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۶۲۰

(۲) سنہ ۱۸۹۶ء " " ۲۲ " ۹۴

۱۹۰۱ء
منچارام
بنام
فقیر محمد

وہیوڑتہہ صاحب جسٹس :- سوال صورتحالمیں صرف یہ ہو کہ آیا لفظ "قبضہ" مندرجہ دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ صرف واقعی جسمانی قبضہ کی حدتک محدود ہی یا کہ نہ اوس قبضہ کی حدتک بھی وسیع ہے جو کہ ایک مالک کو بوساطت اوسکی کرایہ داران کو حاصل ہو میری رائے میں محدودتر تعبیر درست ہے -

اولاً حکم قانون زیربحث ایک ایسا حکم ہی جسکا تعلق صرف اجراء ڈگریات کے ساتہہ ہی اور عملاً اجرا کنندہ ڈگری کا تعلق صرف فریقین نالش اور ان دیگر اشخاص کیساتہہ ہی جو اراضی متنازعہ پر واقعی جسمانی طور سے قابض ہوں -

ثانیاً خود دفعہ مذکور میں یہ قیاس کیا گیا ہی کہ ایک حال جیسی صورت میں مزارعہ کا نہ کہ مالک کا دعوی دربارہ قابض ہونیکے تسلیم کیا جانا چاہیئے کیونکہ اسمیں ان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہی "جو نیک نیتی یہ دعوی کرتا ہو کہ وہ جائداد پر خود اپنی طرف سے قابض ہی یا منجانب کسی ایسے شخص علاوہ الخ" اور اسمیں کوئی ایسا فقرہ موجود نہیں ہی "جو نیک نیتی سے خود یا بوساطت کسی اور شخص کے قابض ہونیکا دعوی کرتا ہو"

ثالثاً یہ قرار دینا کہ وہ شخص جو واقعی قابض اراضی نہو اپنے آپ کو احکام دفعہ ۳۳۲ سے مستفید کر سکتا ہے میری رائے میں بے انصافی کا باعث ہوگا کیونکہ اوسکی رو سے دعویدار ایک مدعاعلیہ کی حیثیت مدعا حاصل کریگا حالانکہ مطابق عام اصول کے قانون کی رو سے مدعی کی حیثیت سے شامل ہونا چاہیئے تہا اور اسپر اپنے استحقاق کا ثابت کرنا لازم ہونا چاہیئے تہا وہ شخص جو نیک نیتی سے مالک اراضی ہونیکا دعوے بعض اراضی کی نسبت کرتا ہو اوسکو عموماً اوسکے قبضہ کیواسطے نالش کرنی پڑتی ہے مگر مطابق اس تعبیر کے جیسکہ دفعہ ۳۳۲ کی کیجانیکی استدعا صورتحالمیں کیگئی ہی ایسا شخص بصورت ڈگری کو اس شخص کے برخلاف حاصل کیجانیکے جو اپنے آپ کو اوسکا مزارعہ بیان کرتا ہو صرف اپنے استحقاق کا بیان کرنے تک محدود ہوگا اور اوسکو اسکا ثابت کرنا ضروری نہوگا بار ثبوت اس امر کا ڈگریدار پر ہوگا کہ اسکا استحقاق دعویدار کی نسبت بہتر ہے -

مقدمات مولا خان بنام گوری خان (۱) و بابوجی راؤ بنام فتح سنگہ (۲) کا حوالہ بتائید عذر دعویدار کے دیا گیا ہے مگر مقدمات مذکور سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب ایک دعوے بطور نالش کے زیر دفعہ ۳۳۱

(۱) دسنہ ۱۹۰۶ء؛ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳۰ صفحہ ۲۲۰
(۲) دسنہ ۱۹۰۶ء " " " ۳۰ صفحہ ۶۶۹

سنہ ۱۹۰۱ء
منجارام
بنام
غفور چند

درج رجسٹری کیا گیا ہو تو کل سوال استحقاق زیر تجویز ہو جاتا ہے اسمیں شبہ نہیں کہ بعد ترمیم سنہ ۱۸۷۹ء دربارہ ہم مضمون دفعہ پہلا مجموعہ کی یہی قانون مقرر کیا گیا ہے۔ مگر سوال صورت حالمیں دربارہ منشا تجویز کے نہیں ہے بلکہ سوال یہ ہے کہ آیا مقدمہ بطور ایک نالش کی زیر دفعہ ۳۳۱ درج رجسٹری کیا جانا چاہیئے درحصل سوال یہ ہے کہ آیا دعویدار تنقیح مابین خود دو دگریدار میں ایک مدعی ہونا چاہیئے یا کہ مدعا علیہ اگر مدعی کا دعوی درست طور پر بطور ایک نالش زیر دفعہ ۳۳۱ کے درج رجسٹر کیا جائے تو اسصورت میں دعویدار مدعا علیہ ہوگا دوقت استعمال الفاظ مقدمہ مہابیر پرشاد بنام رپادا (۱) میں ظاہر کی گئی ہے) اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو اسکو اپنے دعوی کو ثابت کرنے کیواسطے ایک نالش رجوع کرنی چاہیئے۔

میں یہ خیال کرتا ہوں کہ قبضہ جسکا دعوی فریق مخالف نے کیا ہے ایسا قبضہ نہیں ہے جیسا کہ دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں مذکور ہے اور قاعدہ ہذا کو معہ خرچہ ناطق قرار دیتا ہوں۔

ثانی بعد مقدمہ کا استصواب زیر دفعہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کینیڈی صاحب جسٹس سے کیا گیا تھا جنکی کہ روبرو بحث کی گئی تھی۔

گنیت سداشیو راؤ منجانب سائل۔

ایچ سی کویاجی منجانب فریق مخالف۔

کینڈی صاحب جسٹس: — میں درخواست ہذا کو زیر دفعات ۵، ۵۷۲، ۶۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سماعت کیا ہے میں رائے ظاہر کر سکتا ہوں کہ میری روبرو بحث میں کوئی امر حوالہ تشریح ایزاد شدہ بدفعہ ۶۴۴ بروئے ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۹۲ء کو نہ اٹھایا گیا تھا تشریح مذکور یہ ہے کہ دفعہ ۶۴۴ درخواستہائے اجرائے ڈگریات سے متعلق نہیں ہے جو نالشات میں بمنزلہ کارروائیاں کی ہیں۔ تنازعہ حال دربارہ ایک امر قانونی کے پیدا ہوا ہے جو دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو متعلق ہے جو دفعہ کہ باب ۱۹ میں درج ہے جسکا عنوان "بابت اجرائے ڈگریات کے" ہے۔ دفعہ ۵۷۵ اسصورت سے متعلق ہے جہاں اختلاف رائے درباب ایک امر قانونی کے مابین دو جحان بنچ کے ہو جو اپیل کی سماعت کرتے ہوں دفعہ ۶۲۲ (جسکے رو سے درخواست حال عدالت ہذا میں کی گئی ہے) اسصورت سے متعلق ہے جسمیں کہ کوئی اپیل عدالت ہذا میں نہ ہو سکتا ہو دفعہ ۶۴۴ مقتضی اس امر کی ہے کہ سوائے مقدمات اور اپیلہائے کے ہر عدالت دیوانی کی اور تمام کارروائیوں میں اتباع اس ضابطہ کا جو اس مجموعہ میں مقرر ہوا ہے وہاں تک ہوگا جہانتک کہ ممکن ہو بلحوظی تشریح ایزاد شدہ بدفعہ ۶۴۴

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد حصہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۶

سنہ ۱۹۲۰ء
سنجارام
بنام
فقیر چند

محولہ بالا کسے بابر قابل اعتراض ہو کہ آیا دفعہ ۷۵ متعلق ہوتی ہو زیر دفعہ ۴۳ فرمان شاہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مناسب ضابطہ یہ ہو کہ سینیئر جج کی رائے کامیاب ہو۔

امر متنازعہ حسب ذیل طریق پر پیدا ہوا تھا سائل حال سنجارام نے بحیثیت مدعی کے ایک ڈگری قبضہ ایک دوکان کے متعلق بخلاف اسکے کرایہ داران کو حاصل کی تھی جو نالش مذکور میں مدعا علیہم تھے۔

ڈگری مذکور کے اجراء میں سنجارام کی مزاحمت اسکے برادر فقیر چند المعروف مانک چند نے کی تھی سنجارام نے زیر دفعہ ۳۲۸ عدالت میں شکایت کی تھی۔

سب آرڈینیٹ جج نے فقیر چند کو طلب کیا تھا ۱۰ جون سنہ ۱۹۱۹ء کو سب آرڈینیٹ جج نے یہ تنقیح قائم کی تھی کہ آیا فریق مخالف فقیر چند جائداد متنازعہ پر قابض ہے اور اگر ہے تو آیا وہ نیک نیتی سے خود اپنی طرف سے قابض ہے؟

اسی دن سب آرڈینیٹ جج نے فریق مخالف کے وکیل کی استدعا سے ذیل کی مزید تنقیح قائم کی تھی۔ آیا بلا تحقیقات متعلق بہ تنقیح اول کے سائل کی درخواست بطور ایک نالش کے درج رجسٹر کی جانی چاہیئے؟

۳۰ جون سنہ ۱۹۱۹ء کو سب آرڈینیٹ جج نے فریق مخالف فقیر چند کا بیان لیا تھا جس نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ دکان جس کی نسبت سنجارام نے ڈگری حاصل کی ہے مشترکہ جائداد اسکی اور اسکے برادر سنجارام کی ہے اور کہ وہ کرایہ نامہ جس کی بنا پر سنجارام نے ڈگری قبضہ بخلاف کرایہ داران کے حاصل کی ہے سمت ۱۹۲۳ (سنہ ۱۸۶۷ء) میں تحریر کیا گیا تھا جبکہ وہ (فقیر چند) نابالغ تھا اور کہ وہ معہ اسکے برادر سنجارام اور اسکی ماں کے کرایہ جائداد کو مشترکہ طور پر حاصل کرتے تھے اسنے یہ بھی اظہار کیا تھا کہ:- میں خود اپنی طرف سے قبضہ کا دعویٰ کرتا ہوں۔ نہ کہ مدیون ڈگری کی طرف سے۔ اسپر سب آرڈینیٹ جج نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا:-

"فریق مخالف کا بیان لینے پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نیک نیتی سے خود اپنی طرف سے قبضہ کا دعوےٰ کرتا ہے اسلئے میں امر اول کا فیصلہ اثبات میں کرتا ہوں نسبت امر دوم کے میں قرار دیتا ہوں کہ جب تک عدالت کا اطمینان اس امر کی نسبت نہ ہو جائے کہ فریق مخالف کی درخواست نیک نیتی سے کیگئی ہے وہ بطور ایک نالش کے درج رجسٹر نہیں کیجا سکتی۔

اسلئے میں حکم دیتا ہوں کہ ڈگریدار کا دعوے بطور ایک نالش کے زیر دفعہ ۱۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی درج رجسٹر کیا جائے۔"

سنہ ۱۹۲۱ء
منچارام
بنام
فقیر چند

اس حکم کی ناراضی سے مدعی منچارام نے درخواست حال زیر دفعہ ۶۲۲ اسوجہ پیش کی ہے کہ فریق مخالف فقیر چند نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ دوکان متنازعہ واقعی قبضہ مدیونان میں ہے نہ کہ خود اسکے قبضہ میں الہٰذا دفعہ ۳۳۱ متعلق نہیں ہوتی۔ اسی امر پر فاضل ججان سماعت کنندہ درخواست ہذا کی مابین اختلاف رائے ہوا ہے۔

طیب جی صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ دفعات ۳۲۸ لغایت ۳۳۴ میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکی رو سے لفظ "قبضہ" واقعی جسمانی قبضہ کی حد تک محدود کیا گیا ہو اسلئے اسکی یہ رائے تھی کہ سب آرڈینیٹ جج کے حکم میں دست اندازی کیجائے۔ وہٹورتھ صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا تھا کہ لفظ "قبضہ" مندرجہ دفعہ ۳۳۱ واقعی جسمانی قبضہ کی حد تک محدود ہے اور وہ اسی قبضہ مالک کی حد تک وسیع نہیں ہے جو بوساطت مزارعان کے استعمال کیا جاتا ہو۔

سوال مذکور کے تصفیہ کرنے میں دربارہ اسکے اطلاق مقدمہ حال کے واقعات مقدمہ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے یہ امر صریح ہے کہ فریق مخالف فقیر چند نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ مدعی ڈگریدار کیساتھ مشترک استحقاق اس کرایہ دوکان میں رکھتا ہے جو کہ مدعا علیہم سے تحریر کیا ہوا ہے گو وہ بباعث نابالغ ہونے کے اس کرایہ نامہ کا فریق نہیں بنایا گیا تھا جبکہ مالک اراضی نے کرایہ داران کے برخلاف ایک ڈگری بیدخلی حاصل کی ہے آیا وہ ایسی ڈگری بیدخلی میں بر طبق اجرا کے مزاحمت کرنیکا دعوی کر سکتا ہے تاکہ اسکے مشترک استحقاق کی نسبت تحقیقات کیجائے اور بصورت اسکی کامیابی کے سب آرڈینیٹ جج اسکو مشترک قبضہ اپنی برادر کیساتھ دلائے؟ زیادہ سے زیادہ بصورت کامیابی کے وہ یہی دعوے کر سکتا ہے کیونکہ اسکا بیان کلیتاً یہ ہے کہ وہ اور اوسکا برادر (مدعیان کی) مشترک طور پر کرایہ وصول کرتے رہے ہیں یا کہ سب آرڈینیٹ جج کو دعوے کے بطور نالش درج رجسٹر کرنے سے انکار کرنا چاہیئے تھا تاکہ فریق مخالف اپنا دعوی بحیثیت مالک مشترک ایک جداگانہ نالش کے ذریعہ خود میں ثابت کرے جو یا تو واسطے تقسیم کے رجوع کیجائے یا کسی اور دادرسی کیواسطے جسکے رو سے اوسکے مشترک حقوق واقعہ دوکان مذکورہ محفوظ ہو جائیں۔

دفعات ۳۲۸ لغایت ۳۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی عنوان (مزاحمت باجرائے ڈگری) مندرجہ باب ۱۹ کی ذیل میں آتی ہیں دفعہ ۳۲۸ میں یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص عہدہ دار عدالت کا مانع یا مزاحم ہو تو ڈگریدار کو اختیار ہے کہ استغاثہ کرے۔ دفعہ مذکورہ میں کوئی اظہار دربارہ نوعیت مزاحمت کو درج نہیں مگر یہ امر صریح ہے کہ کوئی ایسا فعل مخالفت افسر عدالت از طرف کسی ایسے شخص کے موجود ہونا ضروری ہے جو اسوقت حاضر ہو

سنہ ۱۹۱۰ء
منجارام
بنام
فقیر چند

دفعات ۳۲۹ لغایت ۳۳۰ ان صورتوں سے متعلق ہیں جنمیں عدالت کا اطمینان ہو جائے کہ ایسی مزاحمت یا مخالفت منجانب مدیون کے یا کسی اور شخص کے بتحریک مدیون مذکور کیگئی تھی یہ عذر نہیں کیا گیا کہ وہی صورت موجودہ مقدمہ میں تھی مدعی نے اپنے بیان حلفی میں یہ بیان کیا تھا کہ فریق مخالف نے کامیابی کیساتھ نالشیں دخل دینے کی کوشش کی تھی اور فریق مخالف نے اپنے بیان روبروئے سبارڈینیٹ جج میں یہ بیان کیا تھا کہ مدعا علیہم نالش نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ (فریق مخالف) فریق نالش بنایا جانا چاہیئے مگر اس سبارڈینیٹ جج نے جسنے کہ نالش کی تجویز کی تھی ایسا کئے جانیکی اجازت دینے سے انکار کیا تھا کیونکہ فریق مخالف اس کرایہ نامہ میں شامل نہ تھا جسپر کہ مدعی کرایہ دار مدعا علیہم کو بیدخل کرانیکا دعوی کرتا تھا فریق مخالف بظاہر خواہ ہو وہ سطحی جھگڑا کرنیوالا نہ ہو کرایہ داران دوکان کی تحریک سے اسلئے دفعات ۳۲۹ و ۳۳۰ متعلق نہیں ہوتیں سوال یہ ہے کہ آیا دفعہ ۳۳۱ متعلق ہوتی ہے؟ آیا فریق مخالف دوکان کا قابض ہونیکا دعوی خود اپنی طرف سے کرتا ہے یا کسی اور شخص کی طرف سے جو ماسوائے مدیون کے ہے؟ اولاً اسکا جواب نفی میں دیا جانا چاہیئے جس شئے کا کہ وہ دعوی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ مزارعان دوکان پر از طرف خود اسکا اور اس برائے نام مالک کے قابض تھے جسکے کہ حق میں کرایہ نامہ تحریر کیا گیا تھا الفاظ دفعہ مذکور مزاحمت کنیوالے کو یہ کہنے کی اجازت دیتے ہیں کہ "میں خود اپنی طرف سے یا کسی ایسے شخص کیطرف سے جو ماسوائے مدیون کے ہے جائداد پر قابض ہوں"۔ مگر بظاہر انکی روسے اسکو یہ کہنے کی اجازت نہیں دیگئی کہ "مدیون ڈگری جائداد پر میری طرف سے یا مشترک طور پر خود میری اور ڈگریدار کیطرف سے قابض ہے اسلئے میرا دعوی بطور ایک نالش مابین ڈگریدار کے اور میرے درج رجسٹری کیا جانا چاہیئے"۔ دفعات ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۲ مجھے مکمل معلوم نہیں ہوتیں چنانچہ اگر مقدمہ دفعات ۳۲۹ و ۳۳۰ کی ذیل میں نہ آئے تو مخالفت کنندہ کے دعوی کی تحقیقات زیر دفعہ ۳۳۲ کیجانی چاہیئے خواہ اس کے استحقاق متدعویہ بہ جائداد متنازعہ کی نوعیت کچھ ہی ہو پس کس حد تک مقدمات منفصل کردہ سے اس تعبیر کی تائید ہوتی ہے؟

سنہ ۱۸۷۷ء

مقدمہ مولا خان بنام گورسی خان (۱) میں برڈ ووڈ صاحب جسٹس نے اس تبدیلی کو ظاہر کیا تھا جو مجموعہ کی دفعہ ۳۳۱ میں بروئے ترمیم کنندہ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۹ء کے کیگئی ہے جسکے کہ احکام موجودہ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں دوبارہ وضع کئے گئے ہیں واضعان قانون کی نیت دفعہ مذکور کے اسطرح تبدیل کرنیمیں یہ تھی

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۶۲۷

سنہ ۱۹۰۱ء
منجارام
بنام
فقیر چند

کہ عدالتہائے کے اختیارات دربارہ تحقیقات دعاوی زیر دفعہ ۲۴۴ کے وسیع تر کئے جائیں کوئی سوال
استحقاق جو مابین فریقین متنازعہ کے بحوالہ اُن کے استحقاق قبضہ کے پیدا ہوں اب قطعی طور پر بر طبق ایسی
تحقیقات کے اسطرح پر فیصل کئے جا سکتے ہیں جسطرح کہ ایک نالش بہ دخلی میں فیصل کئے جائیں حکم صادرہ
زیر دفعہ ۲۴۴ خواہ وہ واسطے اجراء یا التواء اجراء کے ہو اب ایک ایسی ڈگری کی وقعت رکھتا ہے جسکے رو سے
استحقاق کا فیصلہ ہو جاتا ہو اور نیز استحقاق قبضہ کا اور منشاء یہ نہیں ہے کہ مدعی ایک جدید نالش پر مجبور
کیا جانا چاہیئے یا اوسکو استحقاق ارجاع نالش جدید حاصل ہونا چاہیئے اگر ڈگری اسکے برخلاف صادر کیگئی
ہو" جارڈین صاحب جسٹس نے بھی یہی رائے اختیار کی تھی اور یہ قرار دیا تھا کہ قانون خواہ اسوقت کچھ ہی ہو
جبکہ مجموعہ ۱۸۷۷ء نافذ تھا مجموعہ ۱۸۸۲ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیقات اب صرف قبضہ کی حد تک محدود نہ ہونی چاہیئے
مذکورہ بارہ فیصلہ مابعد کی مقدمہ ۱۸۹۶ء بابو جی راؤ بنام فتح سنگھ (۱) میں پسند کیا گیا تھا جسمیں مدعی نے
ایک ڈگری قبضہ بعض اراضی کی نسبت بخلاف اپنے مزارعہ بیا جی کے حاصل کی تھی اپنی ڈگری کا اجراء کراتے
وقت اسکی مزاحمت مدعاعلیہم نے کی تھی جنہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اراضی کے مستحق بطور نزدیکی
ترین وارثان آخری مالک کے ہیں جو ایک شخص مسمی جوتیا جی تھا یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے جوتیا جی کی
وفات کے بعد سے قابض ہونیکا دعویٰ کیا تھا خواہ اصالتاً یا بوساطت اپنے مزارعان کے۔ مدعی نے مدعاعلیہم
کی مزاحمت کے برخلاف شکایت کی تھی اور اسکی درخواست بطور ایک نالش زیر دفعہ ۳۳۱ کے درج رجسٹر کیگئی
تھی بر طبق تحقیقات کے سب آرڈینیٹ جج نے نالش کو بدیں قرار داد خارج کیا تھا کہ مدعی کا استحقاق ثابت نہیں
ہوا مگر بر طبق اپیل کے عدالت ضلع اسسٹنٹ جج نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی اراضی پر بمقابلہ مدعاعلیہم کے قابض
تھا اور کہ وہ مدعی کی نسبت بہتر استحقاق کے ثابت کرنے سے قاصر رہے تھے اس رائے کو بر طبق اپیل دوم کے
ہائیکورٹ نے بحال رکھا تھا۔

چونکہ میں اس فیصلہ میں شامل تھا اسلئے میں یہ رائے ظاہر کر سکتا ہوں کہ میری رائے میں فیصلہ کی فقرہ اول
کی نسبت یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر درستی کیساتھ بیان کیا جائے اسمیں یہ رائے ظاہر کیگئی ہے
کہ مدعی کا قبضہ بوساطت اسکے مزارعہ بیا جی کے" واسطے اغراض دفعہ ۳۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسیقدر جائز
تھا جیسا کہ ایک واقعی قبضہ ہو۔ ملاحظہ ہو بھیرب چندر کا بنام شام سنجی (۲)" جو کچھ کہ مقدمہ کلکتہ محولہ

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۹۶۷
(۲) (۱۸۷۱ء) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۷۰

۱۸۹۱ء
سنہارام
بنام
فقیرچند

بالا میں مفصل کیا گیا تھا یہ تھا کہ قبضہ بوساطت وصولی و استعمال کرایہ کے قانوناً بطور واقعی قبضہ کو جائز ہی اور یہ قرار دینے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے کہ احکام دفعہ ۲۳۰ صرف اُن صورتوں سے متعلق ہیں جنمیں کہ ڈگری دعویدار دادرسی زیر دفعہ مذکور واقعی طور پر قابض ہو۔ دفعہ ۲۳۵ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء میں اس صورت کا حوالہ دیا گیا ہے جسمیں ایک شخص ماسوائے مدعاعلیہ کے جو بصیغہ اجراء بیدخل کیا گیا ہو ڈگریدار کی استحقاق بیدخلی کی نسبت تنازعہ کرتا ہو اس وجہ پر کہ جائداد نیک نیتی سے اسکو قبضہ میں جو ذاتی طرف سے یا کسی اور شخص کیطرف سے ماسوائے مدعاعلیہ کے تھی اور اگرچہ وہ ڈگری میں شامل کیا گیا ہو وہ نالش میں ایک فریق نہ تھا اگر ایسی صورتمیں عدالت کو عدالت کو یہ معلوم ہو کہ وہ درخواست کے کرنیکی اغلب وجہ موجود تھی تو اُسپر عذر ثبت کیا جاکر وہ بطور ایک نالش مابین سائل بہ حیثیت مدعی اور ڈگریدار بحیثیت مدعاعلیہ کے درج رجسٹر کیجانی ضروری ہے بالکل اوسی طرح جسطرح کہ ایک نالش مرجوعہ سائل بخلاف ڈگریدار ہو احکام دفعہ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء اب مجموعہ حال کی دفعہ ۲۳۱ میں درج ہیں کہ دفعہ ۲۳۱ میں اور میانی مجموعہ سنہ ۱۸۷۷ء کا ضابطہ مشابہ تھا ماسوائے اسکے کہ نالش بین سائل بہ حیثیت مدعی و ڈگریدار بہ حیثیت مدعاعلیہ ایسی متصور کیجاتی تھی گویا کہ ایک نالش زیر ایکٹ دادرسی خاص سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۹ رجوع کیگئی ہو۔ مگر اب زیر دفعہ ۲۳۲ مجموعہ حال بجائے دعویٰ سائل کی تحقیقات بطور ایک نالش کئے جانیکے عدالت کو اگر یہ معلوم ہو کہ وہ وجہ جسکا کہ ذکر دفعہ مذکور کے فقرہ اول میں کیا گیا ہے موجود ہے (یعنے سائل خود اپنی طرف سے یا کسی اور شخص کیطرف سے ماسوائے مدعاعلیہ کے قابض ہے) تو اسکو ایک حکم بہ مضمون صادر کرنا جانا چاہیے کہ سائل قبضہ جائداد حاصل کرے اور اگر وہ حسب مذکورہ بالا قرار نہ دے تو اُسکو چاہیئے کہ درخواست کو خارج کرے اس دفعہ کے دو اہم احکام یہ ہیں اولاً یہ کہ درخواستہائے زیر دفعہ مذکور کی سماعت کرنے میں عدالت پر لازم ہو کہ انہی آپکو اُن وجوہات تنازعہ کی حد تک محدود کرے جو اوپر خاص کیگئی ہیں یعنی نیک نیت قبضہ از طرف خود وغیرہ کی حد تک (یہ حکم اولاً مجموعہ سنہ ۱۸۸۲ء میں ایزاد کیا گیا تھا جبکہ نالش بطور ایک نالش مرجوعہ زیر دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے متصور کیجاتی تھی) ثانیاً یہ کہ وہ شخص جسکے کہ برخلاف ایک حکم زیر دفعہ ہذا صادر کیا گیا ہو۔

۱۹۰۱ء
منچارام
بنام
فقیرچند

ایک نالش مع واسطے ثابت کرنے اس حق کی رجوع کر سکتا ہے جسکا کہ دعوی درباره موجوده قبضه جائداد کے
کرتا ہو ایک مثال حکم دفعہ ۵۰۰ میں درج ہے جسکا کہ تعلق اُن صورتوں سے کیا ہے جنمیں کہ خریدار کسی جائداد غیر منقولہ
کا جو بابت ڈگری کے نیلام میں بکی ہو کسی ایسے شخص سے مزاحمت یا بیدخل کر دیا گیا ہو جو علاوہ مدیون ڈگری کے ہو اور جو
نیک نیتی سے موجودہ قبضہ جائداد کا دعوی کرتا ہو بابت [illegible] ایسا حکم صادر کرنا چاہیئے جبکہ وہ مناسب سمجھے
اور وہ شخص جسکے برخلاف ایسا حکم صادر کیا گیا ہو ایک نالش واسطے قائم کرانے اس استحقاق کے رجوع کر سکتا ہے
جسکا کہ وہ دعوی موجودہ قبضہ جائداد کی نسبت کرتا ہو۔

آرا مذکور سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ گو فیصلہ مقدمہ بہیرب سرکار بنام شام سنجی (۱) بلحاظ احکام دفعہ ۲۳۰
ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء [illegible] ہو جسکے کہ مطابق عدالت [illegible] تحقیقات ایسے طریق پر کیجانی لازم تھی گویا کہ
[illegible] قبضہ جائداد کے سوال [illegible] برخلاف ڈگریدار کے رجوع کی ہو تاہم وہی فیصلہ بلحاظ دفعہ ۳۳۱
[illegible] موجودہ حال [illegible] معلوم نہیں ہوتا ہے کہ [illegible] تحقیقات اسیطرح پر کیجانی لازم نہیں ہے جیسے کہ
ایک نالش [illegible] کی صورت میں ہے اور [illegible] استحقاق [illegible] صرف استحقاق موجودہ قبضہ کی حد تک
محدود کیا گیا ہے۔

مگر جب ہم احکام دفعہ ۳۳۱ مجموعہ حال کیطرف رجوع کرتے ہیں تو صورت دگرگون معلوم ہوتی ہے ہمکو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ دعوی کی تحقیقات اسطرح پر کیجانی چاہیئے گویا کہ مثل نالش ڈگریدار نے خلاف دعویدار کے رجوع کی ہو
اور ایکٹ [illegible] ۱۸۷۷ء [illegible] ایکٹ [illegible] ۱۸۷۹ء کے احکام درباره اس دفعہ کے بھی منسوخ کئے گئے تھے اور قانون
نے اپنی پہلی صورت زیر دفعہ ۲۲۹ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء کیطرف عود کیا تھا لیکن اگر باستعمال الفاظ برڈوڈ
صاحب جسٹس مقتبسہ بالا کے (کوئی سوال استحقاق مابین عذردار فریقین کے بجوالہ انکا استحقاق قبضہ
کے پیدا ہو نالش زیر دفعہ ۳۳۱ میں فیصل کیا جانا ضروری ہے تو صورتحال میں فقیرچند مناسب طور سے یہ دعوی
کر سکتا ہے کہ اگر [illegible] بروئے کرایہ نامہ بیدخل کئے جائیں تو مدعی کو تنہا طور پر قبضہ دیا جانا چاہیئے بلکہ اسکو
بالاشتراک اسکے (فقیرچند کے) قبضہ عطا کیا جانا چاہیئے یہی رائے مقدمہ بابوجی راؤ بنام فتح سنگھ
(محولہ بالا) میں اختیار کی گئی تھی [illegible] تنقیح جو چیف جسٹس نے اور میں نے عدالت ماتحت میں ارسال کی تھی

---

(۱) (۱۸۷۱ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۰

۱۹۰۱ء
سنجارام
بنام
نقیر چند

یہ نہتی کہ آیا دعویداران (مدعاعلیہم) کو موجودہ قبضہ جائداد کا حاصل ہے؟ بلکہ یہ تہی کہ آیا مدعاعلیہم جو تیاجی کی جائداد کے وارث ہونیکے مستحق ہیں؟ اسمیں شبہ نہیں جیسا کہ جسٹس رتہہ صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ ہر دو فیصلجات عدالت ہذا محولہ بالا کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انمیں بلا واسطہ طور پر اس سے زیادہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ایک ثالث بمد زیر دفعہ ۵۲۳ درج رجسٹر کیا گیا ہو تو کل سوال استحقاق زیر تجویز ہو جاتا ہے حالانکہ سوال صورت حالمیں بارہ متنازعہ تجویز کے نہیں ہے بلکہ یہ ہو کہ آیا معقدمہ حال کا ثالث نامہ زیر دفعہ ۵۲۳ درج رجسٹر کیا جانا چاہیئے لیکن اگر موجودگی احکام دفعہ ۵۳۲ کی دعویدار کو ہر دو مقدمات بمبئی مذکورہ بالا میں کوئی استحقاق دخل ہی حاصل نہتہا تو امر مذکور کو ہر گز ان فاضل ججان نے نظر انداز نہ کیا ہوتا جنہوں نے کہ مقدمات مذکور فیصل کئے تہے یہ امر صریح طور پر مقدمہ موخرالذکر میں ہم کو معلوم ہوتا گو جیسا اوپر ظاہر کیا گیا ہے مسئلہ مندرجہ فقرہ اول فیصلہ مقدمہ مذکور میں درست طور پر بیان نہیں کیا گیا۔

ایک اور امر جسکا کہ حوالہ جسٹس رتہہ صاحب نے دیا ہے بار ثبوت سے متعلق ہو زیر دفعہ ۵۳۲ ڈگریدار مدعی ہے جسپر کہ قدرتی طور سے بار ثبوت عاید ہے اس امر پر ۱۸۸۳ء میں مقدمہ رکمل چرن بنام واٹسن اینڈ کمپنی (۱) میں بحوالہ ہم مضمون دفعہ ۲۲۹ ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء کی بحث کیگئی تہی گار تہہ صاحب چیف جسٹس نے صفحات ۵۸ و ۵۹ پر یہ بیان کیا تہا کہ:

"آیا دعویدار کو در اصل وہ قبضہ حاصل تہا یا وہ قبضہ مذکور کا حق رکہتا تہا جسکا کہ دعویٰ وہ زیر دفعہ ۲۲۹ کرتا تہا ایک سوال فیصلہ طلب ثالث ہذا میں ہوا اور جیسا کہ میں سمجہتا ہوں مدعیان نے اس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کی تہی جو کہ قانوناً انپر عاید تہا جب انہوں نے یہ ثابت کیا تہا کہ مدیون جسکے کہ حقوق انہوں نے حاصل کئے تہے مقابلہ دعویدار کے اسوقت قابض تہا جبکہ شخص موخرالذکر نے اپنا دعویٰ پیش کیا تہا۔ مگر یہ درست نہیں ہو تو دفعہ ۲۲۹ نہایت بے انصافی کو وقوع میں لائیگی وہ شخص جو جائداد پر قابض ہو اسکو قبضہ کو جاری رکہنے کا حق حاصل ہے تا وقتیکہ کوئی اور شخص یہ ثابت کرے کہ اسکو اسکی نسبت بہتر استحقاق حاصل ہے لیکن اگر وہ شخص جو صرف زیر دفعہ ۲۲۹ قبضہ کا دعویٰ کرتا ہو حالانکہ وہ در اصل قابض نہو قانوناً ہمی قابض کیسے برخلاف قبضہ کا حق قرار دیا گیا ہو تا وقتیکہ شخص موخرالذکر اپنا استحقاق ثابت کرے تو میری نسبت میں اسکے نتائج بہت سخت ہونگے ایک دعویدار زیر دفعہ مذکور گو اوس کو کوئی قبضہ حاصل نہو واقعی قابض کی نسبت بہتر حیثیت رکہیگا۔

دفعہ مذکورہ عموماً ڈگریدار کے برخلاف بلحاظ امر مذکور کسی بے انصافی کا باعث ہوگی لیکن بے انصافی نکہ بہت زیادہ ہوگی اگر اپیلانٹ کا عذر درست تسلیم کیا جائے"۔

(۱) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
سٹارم
نیلم
فقیر ھنیا

فیصلہ مذکور سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ فرض یہ کیا گیا تھا کہ ایک دعویدار زیر دفعہ ۲۲۹ کی واسطے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسکو واقعی جسمانی قبضہ بروقت دعوی کرنیکے حاصل ہو اور جبکہ وہ ناشمیں مدعا علیہ بنایا جاے جیسا کہ مقدمہ بہیرب سرکار بنام شام منجی (۱) میں قرار پایا گیا تہا کہ وہ زیر دفعہ ۲۲۰ دعوی کرے اور نالش میں مدعی بنے۔

اصولہائے مذکور کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے دعویدار (فریق مخالف حال) نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کرایہ داران بیدخل کئے جائیں تو وہ اپنے برادر (مدعی) کیساتہہ مشترک قبضہ کا مستحق ہے مدعی نے بادی النظر میں اس بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کی ہے جو کہ قانوناً اسپر عاید ہے جبکہ اسنے یہ ثابت کیا ہے کہ کرایہ نامہ صرف اسکے حق میں تحریر کیا گیا تہا اور اسنے بربنائے کرایہ نامہ مذکور کے ایک ڈگری بیدخلی حاصل کی ہے اسطرحپر اس امر کے ثابت کرنیکا بار عیدار پر عاید ہوا ہے جو کہ وہ بیان کرتا ہے یعنے یہ کہ وہ کرایہ نامہ میں حق رکہتا تہا اور باشتراک مدعی کے کرایہ حاصل کرتا تہا اور اسطرح پر مزارعان کو بیدخل کئے جانے پر وہ مدعی کیساتہہ مشترک قبضہ حاصل کرنیکا مستحق ہے یہ خوف کہ مدعی ڈگریدار کی حیثیت نامناسب ہو جائے گی بے بنیاد معلوم ہوتا ہے ایک اور مقدمہ (سنہ ۱۸۸۰ء) گوندا ناٹک بنام کہما وا (۲) میں اراضیات متنازعہ مدعا علیہ نمبر ا کی مزارعان کے قبضہ میں تہیں جنپر ڈگری قابل پابندی تہی اجراے ڈگری مذکور میں افسر عدالت کی مزاحمت کیسا برادر مدعا علیہ نمبر ا نے کی تہی جو بہ حیثیت ایک رکن اس خاندان کے دعوی کرتا تہا جسکا کہ کرایہ دار مدعا علیہ تہا کیسا واکو واقعی جسمانی قبضہ حاصل نہ تہا مگر مدعی نے ایک ڈگری بیدخلی بخلاف کیسا وا کے شریک اور نیز اسکی مزارعان کے حاصل کی تہی کیسا وا نے مدعا علیہ نمبر ا کیساتہہ مشترک حق رکہنے کی وجہ سے بر طبق اجرا کی دخل دہی کا دعوی زیر دفعہ ۳۳۱ (مرمہ بروئے ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۷۹ء) کیا تہا قرار یہ دیا گیا تہا کہ وہ ایسا کرسکتا تہا "خواہ ایسا دعوی جائز ہو یا نہ اور کیا یا اوسکو مزاحمت کرنی چاہئے تہی یا نہیں ایک ایسا دعوی موجود معلوم ہوتا ہے جسکے رو سے منصف پر لازم ہے کہ درخواست مدعی پر نمبر ثبت کرکے اوسکو بطور ایک نالش مابین مدعی اور کیسا وا کے درج رجسٹر زیر دفعہ ۳۳۱ کرے" مقدمہ مذکور میں یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ کیسا وا کا دعوی ٹہیک طور سے زیر دفعہ ۳۳۱ کیا گیا تہا۔ کیونکہ اسکے حقوق واقعی اراضیات متنازعہ مدعا علیہ نمبر ا کی حقوق کیساتہہ مشترک تہے

(۱) (سنہ ۱۸۷۱ء) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۔
(۲) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۸۔

سنہ ۱۹۰۱ء
سنجارام
بنام
فقیرچند

دربارہ ٹارٹ جلد ہفتم صفحہ ۳۴۷) اگر قبضہ ایک مزارعہ کا متنازعہ ہے جہانکہ جبتہ مزارعہ ایک فریق ثالث تہا کہ مدیون اور جہان یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ بحیثیت مزارعہ مالک اراضی کے قابض ہے جو نیز فریق نالش نہیں ہے تو مزاحمت بمقابلہ افسر عدالت طبعی اور اغلب طور پر اس مزارعہ کیجانبگی جو وہان موجود ہو اور اسی کے نام سمن زیر دفعہ ۳۲۸ روانہ کیا جاوے۔ اور وہی زیر دفعہ ۳۳۱ دعویدار ہوگا جو اپنی مالک کیطرف سے قابض ہونیکا دعوی کریگا جو علاوہ مدیون کے کوئی اور ہے جبکہ ایسا دعوی بطور نالش کے درج رجسٹر کیا جائے تو وہ شخص جو مالک اراضی بیان کیا گیا ہے طبعی طور پر بطور فریق کے شامل کیا جاویگا اور اسطرح پر اس صورت میں متنازعہ کی کامل تحقیقات ہوگی مگر جہان مزارعہ مدیون ڈگری ہو اور اسطرح پر دعوے زیر دفعہ ۳۳۱ کرنے سے ممتنع ہو اور ایک فریق ثالث جو مزارعہ قابض کا مالک اپنے آپکو بیان کر کے واقعی طور پر افسر عدالت کی مزاحمت کرے تو سلسلہ فیصلجات بحق اس رائے کو ہے کہ شخص ثالث مذکور زیر دفعہ ۳۳۱ دخل دینے کا مستحق ہے۔

ثالثان کی اس تعبیر کی رو سے میری یہ رائے نہیں ہے کہ عدالت ہذا اپنے اختیارات غیر معمولی کے استعمال کی مجاز ہوگی تاکہ سبارڈینیٹ جج کے حکم میں دست اندازی کرے یا یہہ قرار دے کہ سبارڈینیٹ جج ایسے اختیار سماعت کا استعمال کر رہا تہا جو قانوناً اسے مفوض نہ تہا جبکہ اس نے فقیر چند کے دعوی کو بطور ایک ایسی نالش کے درج رجسٹر کیا تہا جسمیں ڈگریدار مدعی اور فقیر چند مدعا علیہ بنایا جانا تہا زیادہ سے زیادہ وہ ایک غلطی ضابطہ تہی بہر حال متنازعہ مذکور مابین مدعی اور فقیر چند کے تہا۔ صرف ایک ہی اثر سبارڈینیٹ جج کے حکم کا یہ ہے کہ ایک جدید نالش معہ جدید رسوم ارجاع کے ضروری نہیں ہے اور کہ مدعی کی حیثیت بطور مدعی کے قائم رہیگی مگر جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اس کو اس حکم سے سوال بار ثبوت کے متعلق نقصان نہ پہونچے گا۔ اسلئے قاعدہ معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔ اگر میری شہادت دربارہ اس مقدمہ کے جو ایک تیسرے جج سے قابل استصواب ہو درست ہیں اور میری آراے بلحاظ واقعات اسطرح پر صرف ضمنی آرا ہوگئی ہیں تاہم نتیجہ یہی ہوگا۔

قاعدہ خارج کیا گیا

اپیل دیوانی صیغہ

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

۲۹ جون ۱۹۰۱ء

گوونداباجی جکہاڑی سائل بنام موہنی راج وناٹک جکہاڑی فریق مخالف *

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۹۵ - تقسیم بحصہ رسدی بر دو ڈگری یافتگان - ڈگریات ایک ہی مدیون کے برخلاف ہونی چاہئیں - ڈگری بخلاف مدیون ڈگری - ڈگری مابعد بخلاف اسکے قائم مقام قانونی اور وارث ترکہ کے -

موہنی راج نے ایکڈگری زرنقد بخلاف ایک شخص بہاؤ باباجی کے حاصل کی تہی جو تہوڑے عرصہ بعد فوت ہو گیا تہا اور بعد اسکے اسکا بہتیجا کانشی ناتہہ بطور اسکے قائم مقام قانونی کے شامل مسل کیا گیا تہا اور متوفی مدیون ڈگری بہاؤ باباجی کی جائداد قرق کیجا کر نیلام کیگئی تہی اسی اثنا میں سائل گوونداباجی نے ایکڈگری بخلاف بہاؤ باباجی متوفی کے بوساطت اسکے کانشی ناتہہ کے اور بر خلاف جائداد بہاؤ باباجی متوفی کے حاصل کی تہی اور اسنے ایکدرخواست زیر دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۸۸۲ء میں زرثمن نیلام میں رسدی لینیکو پیش کی تہی جسکہ دوسری ڈگری کا اجرا میں حاصل ہوا تہا -

تجویز ہوئی کہ درخواست مذکور نامنظور کیجانی چاہئیے بموجب دفعہ ۲۹۵ ڈگریات زرنقد جنکو متعلق تقسیم بحصہ رسدی کا حق عطا کیا گیا ہے ایک ہی مدیون کے برخلاف ہونی چاہئیں جو ڈگریات ہیں ایکڈگری بخلاف بہاؤ باباجی کا اور دوسری بخلاف اسکو بہتیجے کانشی ناتہہ کو تہی یہ امر واقعہ کہ ڈگری موخر الذکر بطور ایکڈگری بخلاف متوفی بہاؤ باباجی بوساطت اسکو بہتیجے کانشی ناتہہ کے ظاہر کیگئی تہی کچہہ فرق پیدا نہیں کرتا کیونکہ ایکڈگری بخلاف خود بہاؤ باباجی کے تہی اور دوسری بمقابلہ اسکو قائم مقام قانونی کے تہی -

یہ امر واقعہ کہ دوسری ڈگری بخلاف ترکہ متوفی کے بہی تہی بہاؤ باباجی کو ایک مدیون ڈگری بردو ڈگری مذکور ایک ایسی نالش میں نہیں بنا سکتا جو کہ اسکی وفات کے بعد رجوع کی گئی تہی -

یہ طریق عمل جو آجکل عدالتوں میں مروج ہے کہ ایک متوفی کے بوساطت اسکو وارث کے فریق نالش بنایا جاتا ہے غلط ہے اسے جاری نہ کیا جانا چاہئیے -

درخواست زیر اختیارات غیر معمولی (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) نسبت حکم راؤ صاحب جی ایل چنداورکر سب جج سنار ضلع ناسک مقدمہ درخواست نمبر ۲۶۸ سنہ ۱۹۰۰ء باجرائے ڈگری زرنقد بنالش نمبر ۸۰ سنہ ۱۸۹۹ء -

۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو ایک شخص موہنی راج نے ایکڈگری زرنقد بخلاف بہاؤ باباجی کے عدالت سب جج درجہ دوم سنار سے حاصل کی تہی بہاؤ باباجی ڈگری مذکور کے صادر ہونیکے تہوڑی مدت بعد فوت ہو گیا تہا اور اسکو لڑکے بطور قائم مقام قانونی کانشی ناتہہ کا نام شامل مسل کیا گیا تہا اسکے بعد موہنی راج نے اپنی ڈگری کی اجرا کی درخواست کی تہی جب کہ متوفی مدیون کی

* درخواست نمبر ۸۲ سنہ ۱۹۰۱ء زیر اختیارات غیر معمولی

۱۸۹۶ء
گوندا باجی جکھاڈکا
بنام
موہنی راج وغیرہ

جائداد بصیغہ اجرا قرق اور نیلام کی گئی تھی۔

اس اثنا میں یعنی ماہ جون ۱۸۹۵ء کو سائل گوندا باجی جکھاڈی نے ایک ڈگری بر نقد اسی عدالت سے بخلاف بہاؤ باباجی متوفی بوساطت اوسکے لیسر اور وارث کالنشی ناتھ کے جو نابالغ اور تابع ولایت ناظر عدالت تھا حاصل کی تھی اور بر خلاف جائداد متوفی کے اُس وقت کے بعد ایک درخواست زیر دفعہ ۔ ۔ ۔ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء واسطے تقسیم بحصہ رسدی اُس زر ثمن نیلام کے کی تھی جو کہ جائداد کو نیلام بعلت اجرا ڈگری موہنی راج سے حاصل ہوا تھا۔
صاحب جج نے درخواست کو اس وجہ پر نامنظور کیا تھا کہ سائل کی ڈگری بخلاف اسی مدیون کے نہیں ہے جسکے برخلاف موہنی راج نے ڈگری حاصل کی تھی۔

اسپر سائل نے ایک درخواست ہائیکورٹ میں بہ اختیارات غیر معمولی دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ایک قاعدہ نالشی سائی حاصل کیا ہے جسکے رو سے موہنی راج ذٹلک جکھاڈی کی غرض اطلاع و جواب اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ کیوں صاحب جج کا حکم منسوخ نہ کیا جانا چاہیئے۔

مہادیو بلونت جو بل منجانب سائل بتائید قاعدہ مذکورہ۔ عدالت ماتحت اس امر کے قرار دینے میں غلطی پر تھی کہ ڈگریات بخلاف مختلف مدعا علیہم کے ہیں وہ دونوں بخلاف بہاؤ باباجی جنگلم کے صادر ہوئی ہیں یہ سچ ہے کہ بابت نابالغی اُسکا قائمقام سکا لیسر کالنشی ناتھ تھا۔ مگر نالش بہاؤ باباجی کے برخلاف کیگئی تھی اور ڈگری بھی بخلاف اُسکے اور اسکی جائداد کے صادر ہوئی تھی۔ ہم بلا واسطہ طور پر بہاؤ باباجی کی جائداد کے برخلاف اجرا کی درخواست کر سکتے ہیں اگر یہ درست ہے تو ہم تقسیم بحصہ رسدی کا دعوی کر سکتے ہیں فیصلجات مقدمات دیکی نندن بنام ہارٹ[1] و چترا پت سنگھ بنام صدو کل پرشاد[2] سے ظاہر ہوتا ہے کہ جائداد جو نیلام کیجاتی ہو ملحوظ رکھی جاتی چاہیئے ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ مقدمہ ہارٹ بنام تارا پرسنا[3] ہمارے حق میں ہے۔ فیصلہ مقدمہ بنا جی بلسی رام بنام وادیا ونیکٹی[4] سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امر غیر ضروری ہے کہ یکساں ڈگریات بخلاف وہی مدعا علیہم کے ہے۔

فریق مخالف کیطرف سے کوئی حاضر نہ تھا

(۱) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۴
(۲) (سنہ ۱۸۹۴ء) " " " ۲۰ " ۱۶۷
(۳) (سنہ ۱۸۸۵ء) " " " ۱۱ " صفحہ ۷۱۸
(۴) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۳۹۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گوند باجی جکھادی
بنام
موہنی راج وغیرہ

جنکنس صاحب چیف جسٹس:- میری رائے میں کوئی دعوی تقسیم تحصہ رسدی کا زیر دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ثابت نہیں کیا گیا سوائے اسکے کسی اور معیار کا قیاس کرنا بیسود ہے جو خود دفعہ مذکور کے رو سے مہیا کیا گیا ہے اور معیار مذکور صحیح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جہانتک کہ مقدمہ حال کا تعلق ہے یہ کہنا کافی ہے کہ ڈگریات زر نقد ایک ہی مدیون کے برخلاف ہونی چاہئیں مقدمہ ہذا میں ایک ڈگری بخلاف بھاؤ باباجی کے ہے اور دوسری بخلاف اوسکے پسر کاشی ناتھ کے -

یہ سچ ہے کہ دوسری ڈگری میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ " وہ بخلاف بھاؤ باباجی متوفی بوساطت اسکے پسر کاشی ناتھ کے ہے" مگر اس نادرست طریق اٹھانے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہو سکتا - باعث اس غلط طریق عمل کا پریزیڈنسی ہذا کی عدالتہائے مفصلات میں مروج ہے جسکے رو سے ایک متوفی شخص بوساطت اسکے وارث کے فریق مقدمہ ظاہر کیا جاتا ہے اظہار مذکور کیا گیا ہے تھوڑے عرصہ سے ایک سرکلر عدالتہائے کے نام جاری کیا گیا ہے جسمیں اس امر کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور ترمیم کی استدعا کیگئی ہے چنانچہ میری رائے میں طریق عمل مذکور اب متروک ہو گیا ہے یہ امر اسقدر صریح ہے کہ ایک شخص کسی امر کو ظاہر کرنے میں تامل کرتا ہے مگر یہ درست ہے کہ ایک متوفی شخص فریق نالش نہیں بنایا جا سکتا نیز صورتحال میں اس امر سے کوئی فرق نہیں آتا کہ ڈگری بخلاف ترکہ متوفی کی بھی ظاہر کیگئی ہے اصل میں بھاؤ باباجی اس نالش کا مدیون ڈگری نہیں ہو سکتا جو کہ اسکی وفات کے بعد شروع کیگئی تھی - تعبیر لفظ "مدیون ڈگری" مندرجہ دفعہ ۲ و دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس امر کو صریح اور بلاشبہ بنا دیتی ہے اس لئے قاعدہ ہذا خارج کیا جانا چاہئیے -

چندا ورکر صاحب جسٹس:- میری بھی رائے ہے کہ دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی واقعات مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے واقعات یہ ہیں:- نالش نمبر ۹۵ بابت سنہ ۱۸۹۹ء میں ایک شخص موہنی راج وناٹک نے ایک ڈگری زر نقد بخلاف بھاؤ باباجی کے عدالت سب آرڈینیٹ جج ستارا میں حاصل کی تھی چونکہ مدیون ڈگری بھاؤ باباجی قبل صدور ڈگری کے فوت ہو گیا تھا اسلئے ڈگریدار موہنی راج نے ایک درخواست اجرا بعد بھاؤ کے پسر و وارث کاشی ناتھ کو بطور اسکے قائم مقام قانونی کے شامل مثل کرنے کے گذرانی تھی اسپر متوفی مدیون کی جائداد قرق کیگئی تھی سائل جوان نے ایک درخواست عدالت میں واسطے تقسیم بحصہ رسدی کے زیر دفعہ ۲۹۵ کی تھی کیونکہ اس نے بھی

سنہ ۱۹۰۱ء
گوونداباجی جکہاد
بنام
موہنی راج وناکبچکہ

ایک ڈگری بخلاف بہاؤ باباجی جنگم متوفی کے بوساطت اسکے پسر کاشی ناتہہ کے اور برخلاف تکیہ متوفی کے حاصل کی تہی۔

دفعہ ۲۹۵ کے روسے یہ ضروری ہے کہ وہ ڈگریات جنکی کہ نسبت تقسیم بحصہ رسدی کیجانی چاہیئے۔ ڈگریات بخلاف ایک ہی مدیون کے ہونی چاہئین ․․․ جیسے کہ اسکی تعریف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کیگئی ہے کوئی ایسا شخص مراد ہے جسکے برخلاف ایک ڈگری یا حکم صادر ہوا ہو۔ وہ ڈگری جو سائل حال نے حاصل کی ہے بخلاف بہاؤ باباجی متوفی بوساطت اسکے پسر و وارث کاشی ناتہہ کے ہے۔ آیا وہ ایک ڈگری بخلاف بہاؤ باباجی کہلا سکتی ہے؟ وہ ایک ڈگری بخلاف بہاؤ کے قایم مقام قانونی کے ہے۔ مگر وہ ڈگری جو فریق مخالف موہنی راج نے حاصل کی تہی بخلاف خود بہاؤ باباجی کے تہی۔ اسی ملحوظی اسما فریقین کے یہ نہین کہا جاسکتا کہ ہر دو ڈگریات بخلاف ایک ہی مدیون کے ہین۔ یہ سچ ہے کہ وہ جایداد جو دونو ڈگریات کی صورت مین ذمہ وار ہے متوفی بہاؤ کی جایداد ہے مگر دفعہ ۲۹۵ کے روسے ذمہ داری بر دے ڈگریات کی نوعیت یکے از ضروری شرایط طلاق دفعہ مذکور نہین بنائی گئی۔

پہر اگر ہم سوال مذکور پر دیگر دفعات مجموعہ مذکور کے لحاظ سے غور کرین جو قایم مقامان قانونی سے متعلق ہین تاہم وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے جو کہ تعریف لفظ ”مدیون ڈگری“ مین ظاہر کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈگری بخلاف الف اور ڈگری بخلاف ب بعد از وفات الف بحیثیت قایم مقام قانونی الف کے ڈگریات بخلاف ایک ہی مدیون کے نہین ہین۔ دفعہ ۲۳۴ مین جو اجرائے ڈگری کے متعلق حکم ہے جہانتک اجرا کی درخواست بعد وفات مدیون ڈگری کے کیگئی ہو اس صورت مین مطابق الفاظ دفعہ مذکور کے متوفی ہی ”مدیون ڈگری“ ہوتا ہے۔ لیکن جہان بخلاف اسکے ایک شخص پر شروع ہی سے بحیثیت قایم مقام ایک متوفی کے نالش کیجائے تو وہ شخص جسپر نالش کیگئی ہو مدعا علیہ ہے اور مطابق دفعہ ۵۰ مجموعہ مذکور کے عرضی دعوے سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ اسکو دعوے کے امر مابہ النزاع مین حق حاصل ہے اور کہ وہ مدعی کے مطالبہ کی جوابدہی کرنے کے واسطے طلب کیئے جانیکا ذمہ وار بطور متوفی کے قایم مقام قانونی کے ہے۔ ایسی صورت مین اگر وہ شخص جسپر نالش کیجائے قایم مقام قانونی ہو تو ڈگری اُسی کے مقابلہ مین بحیثیت ایسے قایم مقام کے صادر کیجانی چاہئے جہانتک متوفی کی ذمہ داری ثابت کیگئی ہو خواہ قایم مقام مذکور کے قبضہ مین متوفی کا ترکہ یا جایداد ہو یا نہ۔ یہہ سوال کہ

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شامجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

چک کا روپیہ حسب ضابطہ طور پر ادا کیا گیا ہے اور زر مذکور انکے حساب مین جمع کیا گیا ہے اور انہون نے یہہ بیان کیا تہا کہ انہون نے روئی کے بورے شریدہین کو نہ دئے ہوتے اگر بنک نے یہ کام نکیا ہوتا انہون نے یہ عذر کیا تہا کہ بنک کہنے سے ممتنع تہا کہ چک کا روپیہ ادا نہین کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ پاس بک کا مدعیان کو واپس دینا اور مبلغ لعہ صہ کا اسمین درج کرکے اوسپر دستخط کرنا گویا بنک کیطرف سے یہ بیان کیا جاناتہا کہ انہون نے چک کا روپیہ وصول کرلیا ہے اور انہون نے مدعی کے حساب مین زر مذکور جمع کردیا ہے۔ مگر بربنائے شہادت کے تجویز ہوئی کہ مدعیان کیطرف سے شریدہین کو روئی کے بورے اس اعتبار پر حوالہ نکئے گئے تھے کہ بنک نے ایسا بیان کیا ہے۔

نیز تجویز ہوئی کہ مدعیان دلاپانے کے مستحق نہ تہے اور کہ بنک بربنائے اندراج پاس بک کے عدم ادائگی زر چک کا عذر کرنیسے ممتنع نہ تہا چک کو مدعیان نے وصولی زر کے واسطے ۴ - اپریل کو داخل کیا تہا - بنک کو دوران عام کاروبار مین چند روز تک اختیار رہا کہ عدم وصولی زر کی اطلاع دے اور ۴ - تاریخ کا اندراج جو پاس بک مین کیا گیا تہا زر وصول کردہ کا اقبال نہ تہا - بنک کا ہرگز یہ منشا نہ تہا کہ مدعیان اندراج پاس بک مورخہ ۴ - اپریل پر بطور ایسے اندراج کے عمل کرین جو کہ وصولی زر کو ظاہر کرتا ہو نیز چک پر آئندہ کی تاریخ لکہی گئی تہی اور مدعیان کو بروقت اسکے داخل کرنیکے صحیح طور پر یہ شبہ تہا کہ آیا اسکا روپیہ ادا ہوگا یا نہین۔ مگر مدعا علیہ بنک کو اسکی نسبت شبہ کرنیکا کوئی علم نہ تہا چنانچہ فریقین نے یکسان شرائط پر عمل نکیا تہا اسلئے مدعا علیہ بنک پر اندراج پاس بک بطور رسید کے قابل پابندی نہ تہا (ملاحظہ ہو مارٹن بنام مارگن (۱))۔

نالش واسطے دلاپانے مبلغ لعہ صہ کے وہ سوال جو کہ مقدمہ ہذا مین اٹہایا گیا تہا یہ تہا کہ آیا مدعا علیہ بنک پر وہ اندراج قابل پابندی تہا جو کہ ایک افسران بنک نے ایک گاہک کی پاس بک مین بشمول وصولی زر اس چک کے کیا تہا جو کہ گاہک مذکور نے بنک کے پاس ایک اور بنک سے روپیہ وصول کرنے کے واسطے داخل کیا تہا۔

عرضیدعویٰ مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مین مدعیان نے جو سوداگران روئی تہے اور شامجی لدہا اینڈ کمپنی کے نام سے کاروبار کرتے تہے ہوپ مل کمپنی کے پاس چہ سو بورے روئی کے ایک خاص قیمت پر فروخت کرنیکا معاہدہ کیا تہا مگر کمپنی مذکور معاہدہ کی تعمیل سے قاصر رہی تہی۔ چنانچہ انکے مابین یہ قرار پایا تہا کہ مدعیان کو چاہئے کہ روئی کسی اور خریدار کے پاس کمتر قیمت پر نسبت اس قیمت کے فروخت کردین جو کہ مدعیان کے ساتہ بربنائے معاہدہ کے قرار پائی تہی اور کمپنی کو چاہئے کہ مدعیان کے حق مین فرق مابین قیمت ہائے مذکور ادا کرے۔

---

(۱) (۱۸۱۹ء) ۱ بروڈریپ و بینگہم رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۸۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شا مجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

چنانچہ ۴۔ اپریل کو ہوپ مذ کمپنی نے مدعیان کے نام ایک چک مبلغ للعہ۔ کا روانہ کیا تھا جو کہ انکے ایجنٹ نے کمرشل بنک آف انڈیا کے نام تحریر کیا ہوا تھا۔ چک مذکور بطور ادائیگی فرق مذکور کے دیا گیا تھا۔

۴۔ اپریل کو قریب ۱۲ بجے کے مدعیان نے چک مذکور بغرض وصولی مدعا علیہ بنک کے پاس جسکی کہ ساتھ انکا حساب کتاب تھا اور جسکے پاس وہ ہمیشہ چکہائے بھیجا کرتے تھے۔ بھیجدیا تھا۔

قریباً ۴½ بجے اُسی دن مدعیان نے مدعا علیہ بنک سے اپنی پاس بک وصول کی تھی جس مین چک مذکور کا روپیہ یعنے للعہ۔ انکے حساب مین جمع کیا گیا تھا اور اندراج مذکور پر حسب ضابطہ طور سے یکے از افسران مدعا علیہ بنک نے نام کے ابتدائی حروف لکھے تھے۔

پاس بک مذکور کے وصول ہونیکے بعد مدعیان نے روئی جدید خریدار کے حوالہ کردی تھی جسکے کہ پاس وہ حسب مذکورہ بالا فروخت کیگئی تھی۔ مدعیان نے یہ بیان کیا تھا کہ انہون نے یہ باور کرکے کہ چک کا روپیہ وصول ہو گیا ہے اور کہ زر مذکور مدعا علیہ بنک سے وصول کیا گیا ہے انہون نے روئی خریدار مذکور کے حوالہ کی تھی۔

دوسرے دن (۵۔ اپریل کو) مدعا علیہ بنک نے چک مذکور مدعیان کے پاس اس یادداشت کے ساتھہ واپس بھیجا تھا کہ چک مذکور کا روپیہ وصول نہین ہوا۔

ذیل کے فقرات عرضیدعوے مین مدعیان کا دعوے درج ہے:-

۴۔ مدعیان یہ کہتے ہین کہ مدعا علیہ بنک نے اندراج مذکور کے کرنے اور پاس بک کے مدعیان کے حوالہ کرنیسے مدعیان کو یہ یقین دلایا تھا کہ چک مذکور کا روپیہ حسب ضابطہ طور پر وصول ہوگیا ہے اور اُسکی رقم انکے حساب مین جمع کیگئی ہے اور وہ یہ استدعا کرتے ہین کہ وہ یہ باور کرنیکے مجاز تھے کہ زر مذکور اسطرح پر وصول کیا گیا ہے۔ اسپر مدعیان نے اُسی شام کو اور بعد وصولی پاس بک کے روئی خریدار کے حوالہ کردی ہے۔ مدعیان یہ بیان کرتے ہین کہ انہون نے کوئی روئی حوالہ نکی ہوتی اگر انکو یہ باور نہوتا کہ چک مذکور کا روپیہ حسب ضابطہ طور پر وصول کیگیا ہے اور اگر مدعا علیہم نے اپنے اندراج سے پاس بک مذکور سے یہ ظاہر نکیا ہوتا کہ اُسکا روپیہ وصول ہو گیا ہے اور وہ انکے حساب مین جمع کیگیا ہے۔

۵۔ ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو مدعا علیہم نے چک مذکور مدعیان کے پاس اس یادداشت مورخہ ۴۔ اپریل کے ساتھہ واپس بھیجا تھا کہ چک مذکور کا روپیہ وصول نہین ہوا۔

۶۔ مدعیان یہ کہتے ہین کہ چک مذکور کا روپیہ اسکے نویسندہ سے وصول کرنا ناممکن ہے مدعیان یہ استدعا کرتے ہین کہ

بروئے واقعات مذکورہ بالا کے مدعا علیہم پر لازم ہے کہ انکو چیک مذکور کا روپیہ ادا کرین ۱۳۔ جون سنہ ۱۹۰۹ء کو مدعیان نے مدعا علیہم پر ایک چیک رقم مذکور (مبلغ [illegible]) کا لکھا تہا جسکے ادا کرنے سے مدعا علیہم نے انکار کیا تہا۔ اسپر مدعیان نے ایک نالش واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] کے مدعا علیہ بنک کے برخلاف رجوع کی تہی

اپنے جوابدعوے تحریری مین مدعا علیہم نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ مدعیان کا انکے ساتھ حساب [illegible] وکتاب ہے اور کہ وہ انکے پاس چیکہائے بغرض وصولی بہیجتے رہتے ہین مگر انہون نے اس امر کو تسلیم نکیا تہا کہ چیکہائے مذکور کی رقوم صرف بعد وصولی کے مدعیان کی پاس بک مین جمع کیجاتی [illegible] نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعیان کو ہمیشہ سے معلوم ہے کہ وہ چیکہائے جو بنک کے پاس [illegible] کلیرنگ ہوس مین بہیجی جاتے ہین کہ اور وہان بہیجی جانیسے ایک دن بعد تک یہ کہنا ناممکن [illegible] کہ آیا انکا روپیہ ادا کیا گیا ہے یا نہین۔

مدعا علیہ بنک نے یہ بہی تسلیم کیا تہا کہ مذکورہ بالا چیک بنام مرکنٹل بنک انکے پاس [illegible] کے واسطے بہیجا گیا تہا اور کہ چیک مذکور کی رقم مدعیان کے حساب مین انکی پاس بک مین [illegible] جو کہ اسیدن بعد دوپہر کے مدعیان کے پاس واپس بہیجی گئی تہی جبکہ مدعیان نے اسکے لینے کے [illegible] ایک نوکر کو بہیجا تہا۔ انکو اچہی طرح سے معلوم تہا کہ اسوقت مدعا علیہ بنک کے واسطے چیک [illegible] کلیرنگ ہوس مین سے واپس لینا ناممکن تہا اور کہ اندراج جمع مبلغ [illegible] یہ [illegible] رقم مذکور مدعا علیہ بنک نے مدعیان کے حساب مین وصول کرلیا ہے۔

ذیل کے فقرات جوابدعوے تحریری سے انکے جواب کا اہم منشا ظاہر ہوتا ہے:-

۴۔ مدعا علیہ بنک اس امر سے انکار کرتا ہے کہ اندراج مذکور کے کرنے اور پاس بک کے حوالہ کرنے سے مدعیان نے یہ باور کیا تہا کہ چیک مذکور کا روپیہ حسب ضابطہ طور پر وصول کیا گیا ہے اور کہ اسکی رقم انکے حساب مین جمع کیگئی ہے۔ مدعا علیہ بنک نے ان دیگر بیانات مین سے کسی کو تسلیم نہین کیا جو کہ عرضیدعوے کے فقرہ [illegible] مین کیگئی ہین۔

۵۔ مدعا علیہ یہ کہتا ہے کہ جب مدعیان نے اپنی پاس بک بہیجی تہی انکو اچہی طرح معلوم تہا کہ چیک مذکور کا روپیہ ادا کئے جانے سے غالباً انکار کیا جائیگا۔

۶۔ مدعا علیہ بنک یہ کہتا ہے کہ ۱۳۔ جون سنہ ۱۹۰۹ء کو مدعیان کا کوئی سرمایہ بنک کے پاس موجود نہ تہا جس سے کہ وہ مبلغ [illegible] کے چیک تحریر کردہ تاریخ مذکور کا روپیہ ادا کرسکتے اسلئے بنک مذکور اسکی ادا کرنے سے انکار کرنیکا مجاز تہا۔

سنہ ۱۹۱۰ء
موجی شاہ جی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

سنہ ۱۹۰۱ء
منجی شامجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

چنانچہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۵ء کو مدعیان نے ایک چک خود اپنے حق میں بنام مدعا علیہ بنک کے مبلغ للعہ صما۔ ۔ کا تحریر کیا تھا اور یہ اطلاع دی تہی کہ اگر اسکا روپیہ ادا نکیا جاوے تو وہ بنک کے برخلاف قانونی کارروائیات کرینگے۔ مدعا علیہ بنک نے اس چک کا روپیہ ادا کرنیسی انکار کیا تہا اور مدعیان نے نالش حال رجوع کی۔

بروقت سماعت کے تنقیحات ذیل قایم کیگئی تہین:۔

(۱) آیا مدعا علیہم پر لازم تہا کہ اس چک کا روپیہ ادا کرتے جو کہ انکے نام مدعیان نے ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۵ء کو تحریر کیا تہا ؟

(۲) آیا بیانات مندرجہ فقرہ سوم عرضیدعوی ماسوائے انکے جنکو کہ مدعا علیہم نے اپنے جوابدعوی تحریری میں تسلیم کیا ہی درست ہیں ؟

(۳) آیا مدعیان کی پاس بک مدعا علیہم سے بعد اندراج اور دستخط بابت اُس چک کے واپس کیا جانا یہ ظاہر کرتا تہا کہ مدعا علیہم نے چک مذکور کا روپیہ وصول کرلیا ہے یا یہ کہ وہ مدعیان کو اسکی رقم مجرا دینے کو تیار ہین ؟

(۴) آیا مدعیان نے اسی بیان کے اعتبار پر حسب مذکورہ بالا عمل کیا تہا ؟

(۵) آیا مدعا علیہم پر لازم نہین ہے کہ اپنا بیان مذکور مدعیان کے ساتہ پورا کرین ؟

(۶) عام تنقیح۔

لینگ (ایڈوکیٹ جنرل) در یکس منجانب مدعیان۔

بنک اُس روپیہ کا ذمہ دار ہے جسکا کہ دعوے مدعیان نے کیا ہے۔ مبلغ للعہ صما۔ ۔ کا چک حسب ضابطہ طور پر وصولی کے واسطے بنک کے حوالہ کیا گیا تہا اور اسکے فرضی رقم مذکور مدعیان کے حساب مین پاس بک مین جمع کیا تہا اور پاس بک انکے نام واپس بھیجدی تہی انہون نے بنک کے اس بیان پر عمل کیا تہا۔ اور یہ فرض کرکے کہ رقم مذکور بنک نے انکے واسطے وصول کرلیا ہی انہون نے اسباب خریدہ مین کے حوالہ کردیا تہا۔ بنک نے مدعیان کو یہ اعتبار دلایا تہا کہ اُسنے انکی طرف سے روپیہ وصول کرلیا ہے۔ وہ اب اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ اُسنے ایسا نہین کیا ملاحظہ ہو قانون بنکہائے مولفہ گرانٹ صاحب طبع پنجم صفحہ ۱۹۶ انکلوپیڈیا آف انگلش لا جلد ۱ صفحہ ۴۸۰۔ اندراج مذکور کی نسبت یہ ثابت نہین کیا گیا کہ وہ غلطی سے کیا گیا ہے۔ وہ دوران عام کاروبار مین کیا گیا تہا۔ ملاحظہ ہو شا بنام پکٹن (۱) سکاٹیرنگ بنام گرینوڈ (۲) ہیچم بنام بولنڈ (۳) کمرشل بنک آف سکاٹلینڈ بنام رہنٹ (۴) میکول بنام لبٹر اس اینڈ کمپنی (۵) اپلٹن بنام بارلٹس (۶) مدعا علیہم اسکے خلاف بیان کرنیسی ممتنع ہین۔

(۱) (۱۸۲۵ء) بی بریٹوال کریسوال رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۷۱۵۔ (۲) (۱۸۲۵ء) بریٹوال ورکریسوال رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۸۱۔
(۳) (۱۸۳۲ء) کرومپٹن ومیسن رپورٹ جلد اول صفحہ ۱۳۰۔ (۴) (۱۸۶۱ء) میکوین سکاچ اپیل کیسز جلد ۳ صفحہ ۶۴۳۔
(۵) (۱۸۳۸ء) کیب ایلس رپورٹ صفحہ ۱۰۶۔ (۶) (۱۸۶۶ء) ہلسٹ واہلسٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۲۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مرجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

ملاحظہ ہو کار بنام لنڈن اینڈ نارتھ ولیسٹرن ریلوے کمپنی (۱) اسیٹن بنام لافون (۲) ہست چندر سعے بنام گوپال چندر لاہا (۳) کیسیرز دربارہ امر مانع تقریر مخالف صفحہ ۲۰۳ سمن بنام انگلہم (۴) ویوچ بنک بنام بریسورد (۵) مارٹن بنام مارگن (۶)۔

سکاٹ و رابرٹسن منجانب مدعاعلیہم۔

نالش ہذا صفر دهنه امر مانع تقریر مخالف پر مبنی رکھی گئی ہے صورت حال مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے۔ امر مانع تقریر مخالف بذاتہ بنائے دعویٰ کو پیدا نہین کرتا ملاحظہ ہو سیٹن بنام لافون (۷) وکار بنام لنڈن اینڈ نورتھ ویسٹرن ریلوی کمپنی (۸) کتاب بجلو صاحب دربارہ امر مانع تقریر مخالف صفحات ۵۵۰ و ۵۶۳۔ اسلئے مدعیان کو کوئی بنائے دعوے بردجہ امر مانع تقریر مخالف کے حاصل نہین ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا انکو دعوئے ہرجانہ حاصل ہے؟ انپر ہرجانہ کا ثابت کرنا لازم ہے، اور انہون نے ایسا نہین کیا۔ ملاحظہ ہو ہیوم بنام بولنڈ (۹) بنک کسی غفلت کا مجرم تہا۔ شہادت سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جب چک دیا گیا تہا تو یہ امر مشتبہ سمجہا گیا تہا کہ آیا اسکا روپیہ وصول ہوگا۔ مدعیان پر لازم تہا کہ بنک کو امر مذکور کی اطلاع دیتے۔ بائیڈ بنام امیرسن (۱۰) ڈمنس بنام گبنس (۱۱) ملاحظہ طلب

رسّل صاحب جسٹس:۔ سوال صورت حال مین مختصراً یہ ہے کہ آیا مدعاعلیہم نیشنل بنک مدعیان کے ذمہ وار اس اس چک کی نسبت ہین جو واسطے مبلغ لعہ ؎ کمرشل بنک بمبئی کے نام ایک شخص رنگلداس بہوکہندا اس نے تحریر کیا تہا (جو انکار کیا گیا اور بحق قابض کے واجب الادا تہا) اور رنگلداس بہوکہنداس نے ۲۳۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو مدعیان کے حوالہ کیا تہا مگر جسپر ۲۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کی تاریخ لکہی گئی تہی کیونکہ مدعاعلیہم بنک نے مدعیان کو ابہی پاس بک مین ۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو ایک ایسا اندراج کر کے واپس کر دی تہی جسپر کہ ایک یورپین افسر بنک نے دستخط کئے تہے جو دربارہ مبلغ لعہ ؎ کے تہا حالانکہ چک کا روپیہ ادا کرنیسے انکار کیا گیا تہا۔ اور امر مذکور کی اطلاع مدعیان کو ۵۔ اپریل کو دیگئی تہی۔

(۱) (سنہ ۱۸۷۰ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۷۔
(۲) (سنہ ۱۸[illegible]ء) کوینز بنچ ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔
(۴) (سنہ ۱۸۳۲ء) برینوال و کرسال رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۵۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۲ء) لا ٹائمس رپورٹ جلد ۶۶ صفحہ ۶۶۹۔
(۶) (سنہ ۱۸۱۹ء) براڈرپ و بنگہام رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۲۹۔
(۷) (سنہ ۱۸۸۶ء) کوینز بنچ ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۔
(۸) (سنہ ۱۸۷۰ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۷۔
(۹) (سنہ ۱۸۳۲ء) کرومپٹن و میسن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۸۔
(۱۰) (سنہ ۱۸۳۴ء) اڈولفس و ایلس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۸۴، جلد ۲ صفحہ ۲۰۲۔
(۱۱) (سنہ ۱۸۵۴ء) جورسٹ جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۸۔

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی لشامجی
بنام
بنشنل بنک آف انڈیا

سوال متنازعہ ایک عجیب سوال ہے اور وہ اہم ہے کیونکہ فیصلہ مقدمہ ہذا بہرحال تبدیلی عملدرآمد کا باعث ہوگا جسکے کہ روسے کسی ایک بنکہاے بمبئی گذشتہ چند سال سے اس امر کے عادی ہین کہ اپنے گاہکون کے چکہاے کا روپیہ زرنقد مین جمع کرلیویں اور اپنے بنکہاے کے یوروپین افسران دستخط کردیتے ہین (اسکے بعد صاحب موصوف نے عرضیدعوےکو اور جوابدعوے تحریری کو پڑہا) -

بزدے عرضیدعوے کے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ بنا ید عوے کیا ہے آیا وہ ایک ترک فرض منجانب مدعاعلیہ بنک یا فسخ معاہدہ ہے یا کہ نالش ہذا واسطے دلاپانے اس روپیہ کے رجوع کیگئی ہے جو کہ وصول کیاجاچکا ہے جیسے کہ مسٹر رکیس نے اپنے جواب مین عذر کیا ہے ۔ مسٹر رابرٹسن منجانب مدعاعلیہ بنک نے (یہ مشکل معلوم کرکے) تنقیح نمبرا نہائت عام الفاظ مین حسب ذیل اٹہائی ہے :-

(۱) آیا مدعاعلیہم پر لازم تہا کہ اس چک کا روپیہ ادا کرتے جو کہ انکے نام مدعیان نے ۱۳ اکتوبر کو تحریر کیا تہا ؟

(۲) آیا بیانات مندرجہ فقرہ سوم عرضیدعوے ماسوائے انکے جنکو کہ مدعاعلیہم نے اپنے جوابدعوے تحریری مین تسلیم کیا ہے درست ہین ؟

(۳) آیا مدعیان کی پاس بک کا مدعاعلیہم سے بعد اندراج اور دستخط براہ ابتدائی چک کے واپس کیاجانا یہ ظاہر کرتا تہا کہ مدعاعلیہم نے چک مذکور کا روپیہ وصول کرلیا ہے یا یہ کہ وہ مدعیان کو اسکی رقم مجرا دیتے کو تیار ہین ؟

(۴) آیا مدعیان نے اسی بیان کے اعتبار پر حسب مذکورہ بالا عمل کیا تہا -

(۵) آیا مدعاعلیہم پر لازم نہین ہے کہ اپنا بیان مذکور مدعیان کے ساتہہ پورا کرین -

(۶) عام تنقیح -

میری راے عرضیدعوے کے متعلق یہہ ہے کہ ہمین یہ بیان کرنیکا منشا ہے کہ مدعاعلیہم بنک نے جو مدعیان کے ساہوکاران تہے مدعیان کے حساب مین مبلغ [illegible] وصول کیا ہے یا مدعیان پر یہ ظاہر کیا ہے کہ انہون نے رقم مذکور وصول کرلی ہے اور وہ اس امر واقعہ سے اب انکار کرنیسے ممتنع ہین اور انپر لازم تہا کہ بعد ظہار مذکور کے مسٹر نانوابنیٹہ برمنرجی کے چک مورخہ ۱۳ - جون سنہ ۱۹۰۱ء کا روپیہ ادا کرتے - مسٹر رابرٹسن نے تنقیحات نمبر ۳ و نمبر ۴ کی نسبت یہ عذر کیا تہا کہ وہ بزدے عذرات کے پیدا نہین ہوتین مگر مین یہ نہین کہہ سکتا کہ وہ پیدا نہین ہوتین اور بہرحال وہ ایسی تنقیحات تہین جنپر کہ مدعیان کی تجویز کی گئی تہی -

قبل اسکے کہ ان قانونی سوالات کے متعلق کاروائی کیجائے جو شامل ہین واقعات مقدمہ کا معلوم کرنا ضروری ہے .

سنہ ۱۹۰۱ء

مرجی شامجی

بنام

نیشنل بنک آف انڈیا

جو گو کسیقدر مفصل ہین مگر محفوظ نہین اور بغرض صراحت مجہکو چاہئیے کہ انکو جدا گانہ فقرات مین اُنپر غور ثبت کرکے علی الترتیب بیان کرون مین اس امر کو تسلیم کرتا ہون کہ دوکان رنگلداس سیوکہنداس ہوپ ملز کے ایجنٹان ہین۔

۱- ۱۰- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو مدعیان کی دوکان نے ہوپ ملز کمپنی کے پاس ۲۰۰۰ بورے بڑوچ کی روئی کے بشرح مبلغ ما ... فی کنڈی فروخت کئے تھے اور ۱۵- مارچ سے ۲۵- مارچ تک انکی حوالگی کا وعدہ کیا تہا اور چہہ حوالگی نامہ کے اندراجات حسب ضابطہ طور پر مدعیان کے مقدمہ نے ہوپ ملز کمپنی کے حق مین کئے تہے - ۱۹- مارچ کو روئی کی پیمائش کیگئی تھی اور ہوپ ملز نے بورون پر اپنی مہر لگائی تہی۔ یہ امر صحیح طور پر ظاہر نہین ہوتا کہ آیا معاہدہ ہوپ ملز کیطرف سے تہا یا کہ اُنکے ایجنٹان رنگلداس سیوکہنداس کیطرف سے - رنگلداس نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اُسکا اپنا معاہدہ تہا - یہ امر دراصل ضروری نہین ہے کیونکہ ہوپ ملز اور رنگلداس دونو (جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہے) مشکلات مین پڑے ہوئے تہے اور اب بہی ایسے ہی ہین - اغلباً اگر وہ فایدہ مند ہوتا تو معاہدہ ایجنٹ ملز کیطرف سے ہوتا۔

۲- مدعیان نے ہوپ ملز سے روپیہ کا مطالبہ کیا تہا اور ۲۰- مارچ کو ایک چٹھی دستاویز (ت) انکے نام تحریر کی تہی جسکا کوئی جواب ...

۳- شریدہن گوپی ناتہہ کی شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ رنگلداس کی امداد اولاً روئی کی پیمائش کرنے مین کرتا تہا کیونکہ رنگلداس نے شریدہن کی دوکان کو اُسکے فروخت کرنیکے واسطے کہا تہا اور شریدہن نے یہ بیان کیا ہے کہ تمام حوالگی اُسکے قبضہ مین ۱۹- مارچ یعنے تاریخ پیمائش سے تہی - مگر اُسکے بعد یعنے ۲۱- یا ۲۲- مارچ کو شریدہن نے ۲۰۰۰ بورے ہوپ ملز سے بشرح مبلغ ما ... کے خرید کئے تہے - مگر کوئی تحریری معاہدہ نکیا گیا تہا یہانتک کہ روئی تیار خرید کیگئی تھی۔

۴- ۲۲- مارچ کو مرجی شامجی نے بیان کیا ہے کہ اُسنے رنگلداس سے مکان واقعہ ماربنی روڈ مین ملاقات کی تہی اور اُسکا بیان وہان کی گفتگو کے متعلق بلفظ حسب ذیل ہے۔

ہمنے ایک اقرارنامہ کرلیا تہا - اُسنے یہ کہا تہا کہ مبلغ ... فوراً روانہ کردیگا اور باقی روپیہ کے عوض ہمکو چاہیے کہ روئی کی حوالگی شریدہن اینڈ کمپنی کے نام بشرح مبلغ ما ... کے کرین اور باقی روپیہ بشرح مذکورالصدر وصول کرین - مینے کہا تہا کہ مین ایسا کرسکتا ہون - مگر شرط یہ ہے کہ ... ادا کردیا جائے - اُسنے ایک چک مبلغ ... روپیہ کا ۲۳- مارچ کو ارسال کیا تہا چک زیر بحث ۳- اپریل کا مرقومہ تہا - مینے ایک آدمی اُسکے پاس یہ کہنے کے واسطے بھیجا تہا کہ مین ایسا چک جسپر آئندہ کی تاریخ لکہی گئی ہے منظور نہین کرسکتا مجہکو نقد روپیہ دیا جانا چاہئیے - رنگلداس اُسوقت کے بعد نہین ملسکا - دفتر سے معلوم کرنے پر ہمکو یہ کہا گیا تہا کہ وہ باندرا کو گیا ہوا ہے - مینے اپنے اٹرنی کو کہا تہا کہ ایک چٹھی ہوپ ملز کے نام تحریر کرے۔

سنہ ۱۹۱۰ء
موجی شاہ جی
بنام
نیشنل بینک آف انڈیا

اسلئے مبلغ للعہ صما ۔ کا چک اس غرض کے واسطے دیا گیا تہا کہ وہ ۶۰۰ بوروں کی قیمت بشرح ما ۸ کے اور بشرح ما للعہ کا فرق بطور تخمینہ تہا۔

۵۔ ۲۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو ذیل کی یادداشت ہوپ اینڈ کمپنی نے مدعیان کے نام ارسال کی تھی:۔

ہم آپکو مبلغ للعہ صما ۔ کا چک بنام مرکنٹائل بینک ارسال کرتے ہین جیسا کہ تمہارے مسٹر موروجی کے ساتھہ ہمارے مسٹر رنگلداس نے کل مقرر کیا تہا مہربانی کرکے اسکو منظور فرمادین

۲۸ مارچ کو ایک چٹھی میسرز نانوا دربار فرجی اٹرنیان مدعیان رنگلداس جیٹھا بھائی کے نام جواب مین تحریر کی تہی اس چٹھی کے الفاظ نہایت اہم ہین اور مین اسکو تفصیل کیساتھہ پڑہتا ہون مین ان الفاظ کیطرف خاص توجہ دلانا چاہتا ہون جو کہ چٹھی کے اخیر مین ہین یعنی الفاظ "اگر اسکا روپیہ وصول ہوگیا" بمبئی ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

بنام میسرز ہوپ اینڈ لمیٹیڈ

مہربان من: ہمکو میسرز موجی شاہ جی اینڈ کمپنی نے ہدایت کی ہے کہ تمہاری چٹھی مورخہ ۲۳۔ ماہ حال کا جواب اور مبلغ للعہ صما ۔ کے چک کی رسید تحریر کیجائے جو چٹھی مذکور کے ساتھہ شامل تہا۔

ہمارے موکلان کو معلوم ہوا ہے کہ چک مذکور پر بخشیان کی دوکان کے دستخط ہین اور کراس ہے ۳۔ اپریل آئندہ کی تاریخ لکھی گئی ہے اور کردہ تاریخ مذکور تک واجب الادا نہین ہے۔ ہمارے موکلان ۳۔ اپریل کا چک لینے کو قبول نہ کرینگے وہ ایسا چک چاہتے ہین جو آج ہی واجب الادا ہو اسلئے مہربانی کرکے ہمارے پاس کوئی اور چک بہیجدیجئے یا موجودہ چک کی تاریخ تبدیل کردیجئے اور اسپر ایجنٹ کے دستخط کردیجئے یا ہمکو نقد روپیہ بہیجدیجئے۔

مہربانی کرکے جلدی ادا کرنیکا انتظام کیجئے۔ اگر بورون کی قیمت ادا نکیجائیگی اور وہ ۲۴ گہنٹہ کے اندر نہ لئے جائینگے تو چیل بھیکے اسباب تمہاری حساب مین نیلام کیا جائیگا خواہ بذریعہ نیلام عام کے یا پرائیویٹ معاہدہ کے ذریعہ۔ اسباب مذکور کی مانگ ابھی تک بشرح مبلغ مار ۵ فی کنڈی کے موجود ہے مہربانی کرکے ہمکو اطلاع دیجئے کہ آیا ہمارا موکل اسباب کو قیمت پیش کردہ پر فروخت کردے۔ اگر اسکا جواب نہ دیا جائیگا تو ہم یہ نتیجہ اخذ کرینگے کہ تم اس ایجاب کو قبول نہین کرتے اور ہمارے موکلان بلا کسی مزید اطلاع کے اسباب نیلام کردینگے۔ چک کا روپیہ تخمیناً فرق قیمت اسباب کے برابر ہے جو کہ ہمارے موکلان تمکو مجرا دینگے۔ اگر اسکا روپیہ وصول ہوگیا اور اگر تمہارا مجوزہ خریدار قیمت دیکر حوالگی حاصل کرلے۔

۶۔ شہادت سے صحیح طور پر یہ ظاہر نہین ہوتا کہ کسطرح مدعی بلا واسطہ طور پر شریدہین سے ملاقی ہوا تہا کیونکہ مدعی موجی نے ملاقات کی تاریخ ۲۸۔ مارچ بیان کی ہے مگر شریدہین نے وہ ۲۹۔ مارچ بیان کی ہے مگر مین قرار دیتا ہون کہ ۲۸۔ تاریخ کی شام کو گفتگو مابین موجی اور شریدہین کے ہوئی تھی۔ دربارہ مضمون گفتگو کے طبعی طور پر موجی اور شریدہین کے مابین اختلاف ہے۔ شریدہین نے اسکی تفصیل اپنے بیانات میں مفصل کی ہے

سنہ ۱۹۰۱ع
مرجی شاہ جی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

رنگلداس نے ایک چک جسپر تحریر تہی مبلغ صمہ کا کمرشل بنک بمبئی کے نام ۲۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۰ع کو تحریر کیا تہا -
اُسنے وہ اپنے مہتہ کے حوالہ کیا تہا - مہتا مذکور سیکرٹری شاہجی لدہا اینڈ کمپنی کے ہان گیا تہا - مینے مدعی (مرجی)
کو وہان دیکہا تہا - اسپر مہتا نے مدعی کو کہا تہا کہ روئی ہمکو مبلغ [illegible] فی کنڈی کے حساب سے دیدیجئے اور
چک اُسکے حوالہ کر دیا تہا اور اسکو کہا تہا کہ مبلغ صمہ سیکرٹری حساب مین جمع کرنے مبلغ صمہ سیکرٹری پہلے
پچہلے حساب مین جمع کیا جاتا تہا جبکہ ہم شاہجی لدہا سے حوالگی حاصل کرنی تہی - اسوقت ہمکو اسکی قیمت بشرح مبلغ
[illegible] فی کنڈی کے مبلغ صمہ ادا کرنی تہی - مرجی نے اسبات کو منظور کرلیا تہا انتظام یہ کیا گیا
تہا کہ ہمکو مبلغ [illegible] فی کنڈی ادا کرنے تہے اور شاہجی لدہا پہ لازم تہا کہ ۶۰ بورے اسی قیمت پر ادا کرے بشرطیکہ
مبلغ صمہ کے چک کا روپیہ وصول ہوجاوے - کسیقدر گفتگو در بارہ میری قیمت اور شاہجی لدہا کی قیمت کے ہوگئی تہی
مہتا نے [illegible] در بارہ اس انتظام کے کی تہی جو کہ مابین شاہجی لدہا اور اُسکے آقا کے دربارہ اُس تفاوت قیمت
کے ہو نا تہا - کیونکہ رنگلداس [illegible] تفاوت ادا کیجانی تہی - چک حوالہ کیا گیا تہا شاہجی نے یہ کہا تہا کہ وہ چک کا روپیہ لیکر حوالہ
کرسکتا ہے - یہ سب باتین ۲۹ - مارچ کو ہوئی تہین -
زان بعد اُسنے سوالات جرح مین یہ بیان کیا ہے :-
۲۹ - مارچ کو مینے اولاً مدعی مرجی کے ساتہہ کولابا مین گفتگو کی تہی - اسوقت رنگلداس کا مہتا اور رنچوڑداس بہی موجود
تہے - مین رنگلداس کے مہتا کا نام نہین جانتا - یہ باتین شاہجی لدہا کے جوتہا مین ہوئی تہین - رنگلداس کے مہتا نے
ایک ساتہہ [illegible] کی حوالگی کا ذکر کیا تہا اور اسکو ایک چک مبلغ صمہ کا دیا تہا اور یہ کہا تہا کہ روئی ہمکو
بشرح [illegible] فی کنڈی کے حوالہ کردی - قریباً [illegible] ہمارے حق مین ہوپا مرکیطرف سے دیجاتا
تہا جبکہ [illegible] رنگلداس نے ندیا تہا کیونکہ اسکو یہ خوف تہا کہ ہم مبلغ صمہ پرانے حساب مین وضع
کرلینگے [illegible] ۲۹ - تاریخ کو مجہکو معلوم ہوا تہا کہ ہوپ مرنے روئی اُس سے قیمت پر فروخت کی تہی
[illegible] ۲۹ تاریخ کو مجہکو معلوم ہوا تہا کہ مدعی نے ایک چک حاصل کیا ہے جسپر آئندہ کی
تاریخ لکہی گئی ہے - مجہکو معلوم نہ تہا کہ مجہکو اُسوقت تک روئی حوالہ کیجائیگی جبتک کہ اُس چک کا روپیہ وصول نہوگا -
۷ - بعد ازان مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسنے اولاً شریدہن کو ۲۸ - مارچ کی شام کو دیکہا تہا جبکہ روئی کے
متعلق انتظام کیا گیا تہا -
مینے شریدہن گوپال ناتہہ کو خود دیکہا تہا - اسوقت یہ انتظام کیا گیا تہا کہ شریدہن اینڈ کمپنی کو چاہئے کہ روئی
بشرح [illegible] کے خرید کرین اور رنگلداس مبلغ صمہ ادا کرے - انتظام یہ کیا گیا تہا کہ ۶۰ بوروں کی قیمت بشرح
[illegible] شریدہن اینڈ کمپنی کو وصول کیجائے بشرطیکہ ہمکو ملے - رنگلداس سے وصول ہو صرف یہی انتظام کیا گیا تہا

سنہ ۱۹۰۱ء
سوجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

اور کہ روپئی شریدہن کے حوالہ بعد وصولی مبلغ [illegible] کے یکجائی ہتی یہی کل انتظام تہا۔ اگر نقد کو ر وصول ہوتا تو کوئی حوالگی بحق شریدہن کے یکجائی ہتی مبلغ [illegible] معاملہ مذکور کے متعلق مجرا دیا جاتا تہا۔ رنگلداس اور شریدہن کا ملازم مبلغ [illegible] کا چک دینے کے واسطے آیا تہا جو کہ ہوپ ملز کمپنی نے بحق شریدہن کے تحریر کیا تہا وہ جزوی ادائگی مبلغ [illegible] کی کنڈی کے حساب مین تہی جسپر روپئی کا حوالہ کرنا اُس وقت تک لازم نہتا جبتک کہ مبلغ [illegible] کے چک کا روپیہ وصول ہوتا۔

اپنے بیان عام مین مدعی نے یہ بیان کیا ہی کہ شریدہن کو معلوم نہتا کہ چک پر آئیندہ کی تاریخ لکہی گئی ہے۔

۸۔ ۲۹۔ مارچ کو مبلغ [illegible] کے چک کا اندراج مدعیان کی پاس بک مین کیا گیا تہا اور اُسکا روپیہ وصول ہوگیا تہا

۹۔ مبلغ [illegible] کا چک جو مدعیان کو ۲۳۔ مارچ کو دیا گیا تہا مگر جسپر ۳۔ اپریل کی تاریخ لکہی گئی تہی مدعا علیہ بنک کے پاس اُسیدن نہیں بہیجا گیا تہا۔ بلکہ وہ ۴۔ اپریل کو بہیجا گیا تہا مطابق شہادت موجی دگوپالدس کے جو (مدعی نمبر ۲) اور مدعیان کے مہتا لکہی چند کے مہتا مذکور اسکو بنک کے پاس ۱۲ بجے کے بعد لیگیا تہا اور پاس بک بہی اُسکے ساتہہ ہی بہیجی گئی تہی۔ اسکے ساتہہ ہی ایک اور چک مبلغ ایک لاکہہ [illegible] کا بہیجا گیا تہا جسکا روپیہ وصول ہوگیا تہا جو یوکوہاما سپیسی بنک کے نام تہا لکہی چند دو سلپہا کے کونٹرفائل واپس لایا تہا جنپر دستخط کئے گئے ہتے۔ سلپ حسب معمول بنک کے پاس چہوڑا گیا تہا۔

۱۰۔ بعد اسکے اسطرح بہیجو جانے کے مدعی نمبر ۲ کو لا بامین قریباً ۳ ½ بجے گیا تہا جبکہ شریدہن کے ملازم نے رہکر اس سے حوالگی روپئی کا تقاضا کیا تہا۔ اور مدعی مذکور نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسنے اسکو یہ کہا تہا کہ تہوڑی دیر انتظار کرو اور اُس بعد وہ کاٹن ایکسچینج روم مین گیا تہا جہان اُسنے اپنے شریک کو یہ خبر بذریعہ ٹیلیفون کے دی تہی کہ وہ معلوم کرے کہ آیا پاس بک واپس آئی ہے یا نہین اور اسمین مبلغ [illegible] جمع کیا گیا ہی یا نہین۔ مدعی نمبر ۱ نے یہ بیان کیا ہی کہ اسکو یہ خبر ملی تہی کہ تہوڑی دیر انتظار کرو ہمارا آدمی بنک مین پاس بک لینے کے واسطے گیا ہوا ہے جونہی کہ وہ واپس آئیگا تمکو جواب دیا جائیگا۔ مدعی نمبر ۲ ٹیلیفون کے دوسری طرف سے جواب دے رہا تہا۔ لکہمی چند مہتا پاس بک لینے کے واسطے بنک مین بہیجا گیا تہا اور اُسنے بیان کیا ہی کہ وہ بنک مین ۳ ½ یا ۳ ¾ بجے شام کو گیا تہا اور اسکو پاس بک حوالہ کیگئی تہی جسمین مبلغ ایک لاکہہ [illegible] کی رقم جمع کیگئی تہی اور اسپر دستخط کئے گئے ہتے مگر اُسنے بیان کیا ہی کہ اُسنے دیکہا تہا کہ صرف ایک چک کا روپیہ جمع کیا گیا ہے اور اسپر اُسنے پاس بک ایک ہندو ملازم بنک کے حوالہ کی تہی جو اُسکو لیکر اندر چلا گیا تہا اور کچہہ عرصہ بعد پاس بک واپس لایا تہا جسپر معلوم ہوا کہ اسمین مبلغ [illegible] کی رقم بہی جمع کیگئی ہے اور وہ پاس بک لیکر واپس آیا تہا اور اُسے مدعی نمبر ۲ کے حوالہ کیا تہا۔

سنہ ۱۹۴۸ء
مرجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

۱۱۔ مبلغ للعہ صمار کی رقم نقطوں میں جمع کیگئی ہے ۔ مبلغ پچاس ہزار روپیہ کے چیک مسٹر جے نول جانسن کے نام کے ابتدائی حروف بحیثیت اسسٹنٹ مدعا علیہم بنک کے لکھے گئے ہیں اور پھر مبلغ للعہ صمار بطور رقم کے لکھا گیا ہے ۔

۱۲۔ مدعی نمبر ۲ نے بیان کیا ہے کہ اُسوقت چار بجکر ۱۰ منٹ ہوئے تھے جبکہ لکھی چند پاس بک لیکر واپس آیا تھا مگر مجھے یقین ہے کہ اُسوقت ۴½ بجے تھے۔ مدعی نمبر ۲ نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسنے اُسیوقت کولابا کو ٹیلیفون میں یہ خبر دی تھی کہ مہتا بنک سے پاس بک لے آیا ہے اور اُسمیں اُن چیکوں کا روپیہ جمع کیا گیا ہے جو بھیجے گئے تھے۔ مدعی نمبر ۱ نے بیان کیا ہے کہ جب اُسنے یہہ خبر سنی تھی اُسنے اپنے نوکر کو حکم دیا تھا کہ شیئرز کو ... بوری روئی کے حوالہ کئے جائیں اور یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۰۰ بوریاں اُسیدن حوالہ کیے گئے تھے اور ... شیئرز کو مدعیان نے حوالہ کر دیا تھا۔

۱۳۔ دوسرے دن یعنی ۵۔ اپریل کو مدعی نمبر ۱ نے بیان کیا ہے کہ اُسنے اور سو بوری شیئرز کے حوالہ کئے تھے جسکے بعد اسکو سلپ پ مدعا علیہ بنک کیطرف سے پہونچا تھا جس میں اُسنے چیک کا روپیہ وصول نہ ہونے کی اطلاع دیگئی تھی جو اُسکے پاس ۱½ بجے کے قریب پہنچی تھی۔ بعد اطلاع عدم وصولی زر مذکور کے ۴۰۰ بوری حوالہ کئے گئے تھے۔

۱۴۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان نے رنگلداس سے مبلغ للعہ صمار کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ۵۔ اپریل کو اُن کے اٹرنی نے ذیل کی چٹھی ہوپ ملز کے نام روانہ کی تھی۔

مہربان من:۔ بسلسلہ ہماری چٹھی مورخہ ۲۰۔ مارچ گذشتہ کے جو ہمارے موکلان میسرز شاہجی اینڈ کمپنی کیطرف سے تحریر کیگئی تھی ہمکو ہدایت کیگئی ہے کہ تمکو اطلاع دیں کہ وہ چیک جسکا اسمیں ذکر کیا گیا ہے پیش کیا گیا تھا مگر اسکا روپیہ وصول نہیں کیا گیا۔ ہمارے موکلان نے تمہارے خریداران کو ایکسو بوری حوالہ کر دیئے ہیں اور وہ باقی پانچسو بوری بھی حوالہ کرینگے۔ مگر ہم آپکو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ نقدا مبلغ للعہ صمار رقم چیک مذکور ادا کر دیں وہ تمکو حساب و کتاب حسب ضابطہ طور پر ارسال کرینگے مگر وہ اس امر پر اصرار کرتے ہیں کہ چیک کا روپیہ فوراً ادا کیا جائے۔

آپکے نیازمندان

نانو اینڈ بھرجی سالسٹران

اُسیدن اٹرنیان مدعی اور مدعا علیہ بنک کے مابین خط و کتابت شروع ہوگئی تھی۔ انکی پہلی چٹھی حسب ذیل الفاظ میں تھی:۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بوجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

اور گو اسکی نسبت اعتراض کیا گیا تہا مگر وہ مجہے متعلق معلوم ہوتی ہے چنانچہ مینے اُسکو مقدمہ میکنزی بنام ڈنلوپ (۱) اور دفعہ ۱۳ - ایکٹ شہادت کی سند پر پذیرا کیا ہے - اُس شہادت سے کئی بنکہای بمبئی کا طریق عمل چند سال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گاہکونکی پاس بک مین وہ چکہای بنام دیگر بنکہای درج کر دیتے ہین جو کہ انکی طرف سے بنک مین داخل کئے جائین اور اسپر ایک یوروپین افسر بنک کا دستخط کر دیتا ہے خواہ انکا روپیہ وصول ہوا ہو یا نہ - بصورت چک کا روپیہ وصول ہونے کے اسکا روپیہ اُس گاہک کے حساب سے وضع کیا جاتا ہے مگر بنک آف بمبئی نے یہ طریق عمل اختیار نہین کیا اور جسقدر جلد دیگر بنکہائے اُسکو ترک کر دین اسیقدر اچہا ہے - وہ بہت آسانی سے تبدیل کیا جا سکتا ہے کیونکہ جو کچہہ کہ ایک بنک کے واسطے ایسی صورت مین کرنا لازم ہے یہہ ہے کہ کونٹر فائل سلپ پر دستخط کئے جائین گویا کہ وہ چک کی رسید ہے - اور چک کا اندراج اُسکی رقم کے متعلق پاس بک مین کیا جائے مگر پاس بک پر اُسوقت تک دستخط نہ کئے جائین جبتک چک کا روپیہ حسب ضابطہ طور پر وصول نہو - ہر ایک بنک کے گاہکونکو اس طریق عمل کی اطلاع دیجانی چاہئے - اور میری رائے مین کسی بنک کو کوئی پاس بک اپنے گاہکون کے نام شائع نہ کرنی چاہئے جبتک کہ انگریزی زبان مین بنک کے قواعد طبع ہوئے ہون اگر گاہک انگریزی خوان ہون یا بصورت دیگر دیسی زبان مین - صورت حال مین مین کوئی وجہہ یہہ باور کرنے کی نہین دیکہتا کہ مدعی کی توجہہ کبہی مدعا علیہ بنک کے قواعد کیطرف راغب کیگئی تہی اور اگر ایسا کیا گیا ہوتا تو اُسنے انکو سمجہہ لیا ہوتا - مین مسٹر منہری کا مسٹن کے اس بیان کے ساتہہ اتفاق نہین کرتا کہ گاہک کو پاس بک پر ہرگز انحصار نکرنا چاہئے - وہ مقدمہ جسکا کہ ذکر مینے دوران بحث مین کیا ہے مجہکو متعلق معلوم ہوتا ہے - فرض کرو کہ ایک شخص اپنے ایک دوست کے پاس یا کسی ایسے اجنبی کے پاس ایک گہوڑا بیچے جسکی کہ مالی حالت کے متعلق اوسکو شبہہ ہو اور اسکو قیمت مین ایک چک بنام بنک الف کے دیا جائے جسکو وہ فورًا بنک ب مین وصولی کے واسطے داخل کر دے - اور وہ اپنی پاس بک کو یہ معلوم کرنے کے واسطے منگوا لے کہ آیا اُسکا روپیہ اُسکے حساب مین جمع کیا گیا ہے اور اُسکو معلوم ہو کہ روپیہ اُسکے حساب مین جمع کیا گیا ہے اور اندراج پر ایک یوروپین افسر بنک کے دستخط ہین - اس بیان پر انحصار کر کے وہ گہوڑا خریدار کے حوالہ کر دے ان واقعات کی موجودگی مین میری یہ رائے ہے کہ بنک صحیح طور پر ذمہ وار ہوگا - ایسے واقعات کی

---

(۱) (سنہ ۱۸۵۶ء) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۳ صفحہ ۲۲

سنہ ۱۹۰۱ع
موہن شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

موجودگی مین بنک کس شئے کی وصولی کا ذمہ وار ہے؟ - بلا شبہ طور پر نقد روپیہ کا - جب وہ یہ کہین کہ وہ اسقدر نقد روپیہ کے مقروض بحق گاہک کے ہین تو اس سے کیا مراد ہے سوائے اسکے کہ انہون نے روپیہ وصول کرلیا ہے؟ اگر انہون نے روپیہ وصول کرلیا ہے تو وہ اُسکا اندراج کسطرح پر سوائے اُس طریق کے کرسکتے ہین جیسا کہ انہون نے صورت حال مین کیا ہے؟ -

۱۷- مگر مقدمہ حال ایسی سادہ نوعیت کا نہین ہے اور مین اُسکے قانونی پہلو پر غور کرتا ہون -

۱۸- اول مسٹر سکاٹ اپنے اس عذر مین درستی پر تھا کہ امر مانع تقریر مخالف بنائے دعوے کو پیدا نہین کرتا سیالک صاحب نے قانون معاہدہ کے دطبع ششم صفحات ۵۰۵ و ۵۰۶ مین امر مانع تقریر مخالف کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ "یہ قاعدہ مذکور ایک قاعدہ اہم قانون ان معنون مین نہین ہے کہ اسکے رو سے کوئی استحقاق یا دعوے پیدا نہین ہوتا - وہ ایک قاعدہ شہادت ہے مگر اہم حقوق فریقین پر سخت اثر رکھتا ہے اور بوون صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ لو بنام برجیری (۱) مین (صفحہ ۱۰۵ پر) یہہ بیان کیا ہے "مگر ہمکو اُسی طریق پر عمل کرنے مین احتیاط سے کام لینا چاہیئے جسکے کہ مطابق ہم چارہ جوئی کو سمجھین جہانکہ امر مانع تقریر مخالف موجود ہو - امر مانع تقریر مخالف صرف ایک قاعدہ شہادت ہے تم کوئی نالش امر مانع تقریر مخالف پر مبنی نہین رکھہ سکتے - امر مانع تقریر مخالف کارروائی دادرسی کا ایک مرحلہ ہے اس مسئلہ پر کہ مدعا علیہ کسی ایسی شئے کی درستی سے انکار کرنیسے ممتنع ہے - چونکہ اُسنے پہلے بیان کی ہے "؛ اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ مجھکو اپنے دل سے یہہ سوال کرنا چاہیئے کہ آیا واقعات مقدمہ ہذا ایسے ہین کہ مدعا علیہ بنک کو اس امر سے انکار کرنے کی اجازت نہ دیجانی چاہیئے کہ انہون نے مبلغ ۔۔۔ مدعیان کیطرف سے وصول کرلیا ہے - ؟ -

۱۹- امر اول جسپر کہ مجھکو غور کرنا چاہیئے یہہ ہے کہ رشتہ مابین مدعیان اور مدعا علیہ بنک کے کیا تھا جبکہ مبلغ ۔۔۔ کا چک ۱۴ اپریل کی صبح کو انکے پاس بھیجا گیا تھا - میری یہ رائے ہے کہ مدعیان نے مدعا علیہ بنک کو اپنا ایجنٹ بغرض وصولی کے بنایا تھا کیونکہ وہ ایک بنک بعد وصول کرنے ایک چک کے شخص وصول کنندہ چک کا ایجنٹ بغرض وصولی ہوجاتا ہے خواہ اُسنے وہ بحیثیت بنک کے خود اپنے بنک مین پیش کیا ہو - ملاحظہ ہو بیلے بنام باڈنہم (۲) پس اسصورت مین سوال یہ ہے کہ مبلغ ۔۔۔ کے مدعیان کی پاس بک مین جمع کئے جانیکا کیا اثر ہے؟ اسمین شبہ نہین کہ اسکا اثر یہہ ہے کہ بنک نے تسلیم کیا ہے کہ وہ مدعیان کا مقروض رقم مذکور کی نسبت ہے اور انہون نے اپنے آپ کو قابضان زرچک بنایا ہے کیونکہ جب ایک گاہک اپنے ساہوکار کے

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ع) چانسری ریورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۵۔
(۲) (سنہ ۱۸۶۲ع) جنرل کامن پلیز جلد ۳۲ صفحہ ۲۵۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شا جی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

حوالہ ایک چک بے تعرض کرے کہ وہ اسکے حساب مین جمع کیا جائے اور وہ اسطرح پر درج کیا جائے تو ساہوکار فوراً
زر چک مذکور کا قابض ہوجاتا ہے گو گاہک مذکور کا حساب بیباق نکیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو کیکلفرنہ چیڈل (۱)
نیشنل بنک بنام سلکی (۲) رائل بنک آف سکاٹلینڈ بنام ٹاٹنہم (۳) سکاٹلینڈ کا قانون بھی یہی ہے ملاحظہ ہو
میکلین بنام کلیڈ سڈیل بنکنگ کمپنی (۴)۔ "یہ عام طور پر خیال کیا گیا ہے کہ اگر منتقل الیہ چک کو پیش
کرے اور اسکی تصدیق کرالے یا ساہوکار اسکے حساب مین اسکو جمع کرنیکا اقرار کرلے یا کوئی اور گفتگو
انکے مابین ایسی ہو جو کہ واقعی ادائیگی زر چک مذکور کی حد تک پہونچی ہو تو بنک کا مقروض ہونا بمقابلہ اسکے
مکمل اور ناممکن التنسیخ ہوجائیگا۔ (مورس آن بنکس صفحہ ۲۲۱ محولہ و پسند کردہ مقدمہ نیشنل بنک بنام برکہرڈٹ (۵)
ملاحظہ ہو ردلنگ کیسز جلد ۳ صفحہ ۶۶۲۔

۲۰- یہ امر کہ پاس بک سے کیا مراد ہے، اسقدر مشہور ہے کہ اسکی تشریح اسموقعہ پر کرنا ضروری نہین ہے مگر اسکی
تشریح درست طور پر کتاب گیانٹ صاحب در بارہ بنکہائے (طبع پنجم) مین صفحہ ۱۹۴ پر کیگئی ہے اسی کتاب کے
صفحہ ۱۹۶ پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ "وہ اندراج جو پاس بک مین کیا گیا ہو بنکر پر قابل پابندی ہوتا ہے
اگر اس اندراج پر اعتماد کرکے گاہک نے اپنی حیثیت کو تبدیل کرلیا ہو مثلاً کسی سے کچھ قرض لیا ہو وغیرہ
کیونکہ رقوم کا اندراج بحق دائن کے کئے جانے پر وہ اسکو یہ باور دلاتے ہین کہ انہون نے زر مذکور اسکے حساب
مین وصول کرلیا ہے۔ مگر جہان کوئی ایسی تبدیلی وقوع مین نہ آئی ہو تو بنکر یہ ثابت کرنیکا مجاز ہے کہ اندراجات
مذکور غلطی سے کئے گئے تہے کیونکہ پاس بک اسکے مقابلہ مین صرف بادی النظری شہادت ہے"۔ ملاحظہ ہو
وہ مقدمات جنکا کہ حوالہ دیا گیا ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ اسغرض کیواسطے اندراجات پاس بک دہی وقعت
رکہتے ہین جو کہ ایک رسید کی ہو جسکے کہ متعلق لارڈ ٹنٹرڈن نے مقدمہ گریوز بنام کے (۶) مین یہ بیان کیا ہے۔
"رسید صرف ایک اقبال ہے اور عام قاعدہ یہ ہے کہ اقبال گو وہ ایک شہادت بخلاف اس شخص کے ہو جسنے کہ وہ کیا ہے
یا ان اشخاص کے جو اسکی وساطت سے دعویدار ہون ناطق شہادت نہین ہے۔ الا در بارہ اس شخص کے جسکو
کہ اسکی وجہ سے اپنی حیثیت تبدیل کرنیکی تحریک ہوئی ہو۔ ملاحظہ ہو سٹریٹن بنام رسٹل (دڑم رپورٹ جلد ۲
صفحہ ۲۶۶) یا ٹ بنام مارکوس آف ہرٹ فورڈ (ایسٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۴۷) و ہرلن بنام راجرس (سرینوال کرسوال رپورٹ

(۱) (۱۸۸۲ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۹۔
(۲) (۱۸۹۱ء) کوئنز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۳۵۔
(۳) (۱۸۶۸ء) کوئنز بنچ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷۱۵۔
(۴) (۱۸۸۳ء) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۹۵۔
(۵) (۱۸۷۹ء) رپورٹ یونائیٹڈ سٹیٹ جلد ۱۰۰ صفحہ ۶۸۸۔
(۶) (۱۸۳۲ء) رپورٹ بیرالی و اڈالفس صاحبان جلد ۳ صفحہ ۳۱۳۔

۱۹۰۱ء
مورجی شامجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

اسی مضمون کا مقدمہ گیڈن بنام نیو فونڈلینڈ سیونگس بنک (۱) ہے جسپر کہ مسٹر سکاٹ نے انحصار کیا ہے۔ مقدمہ مذکور بروئے واقعات کے ممیز کئے جانیکے قابل ہے کیونکہ اسمقدمہ مین مدعا علیہ سیونگ بنک تھا۔ جس کا فرض صرف یہہ تھا کہ روپیہ حوالگی مین وصول کرے"۔ (صفحہ ۲۰۶ ملاحظہ طلب)

(۲۱) اسصورت مین دوسرا سوال جو غور کئے جانیکے واسطے پیدا ہوتا ہے یہہ ہے کہ آیا واقعات جو کہ اوپر بیان کئے گئے ہین مقدمہ کو دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت کی ذیل مین لاتے ہین کیونکہ مقدمہ سرت چندر بنام گوپال چندر (۲) کے فیصل ہونے کے بعد میری رائے مین یہہ امر قطعی طور پر فیصل شدہ متصور کیا جانا چاہئے کہ دفعہ مذکور قانون انگلستان سے مختلف نہین ہے، مسٹر ریکس نے یہ بحث کی تھی کہ بیانات نمبر ۳ و نمبر ۴ مندرجہ مشہور مقدمہ کار بنام ایل اینڈ این ڈبلیو ریلوے کمپنی (۳) متعلق ہوتے ہین (مسلمہ طور پر اس مقدمہ کے بیانات نمبر ۱ و نمبر ۲ متعلق نہین ہوتے) تیسرا مسئلہ یہہ ہے کہ "اگر ایک شخص خواہ اسکا اصلی منشاء کچھہ ہی ہو اپنا طریق عمل ایسا رکھے کہ ایک فہیم شخص اسکے طریق عمل سے یہ مراد لے سکے کہ وہ ایک خاص اظہار امر واقعہ ہے اور کہ وہ درست بیان ہے، اور کہ منشاء یہہ تھا کہ شخص موخرالذکر اسپر ایک خاص طریق کے مطابق عمل کرے۔ اور کہ وہ اعتماد مذکور پر عمل کرکے اپنا نقصان کرلے شخص اوّل الذکر اس امر سے انکار کرنیسے ممتنع ہے کہ واقعات ویسے ہی تھے جیسے کہ بیان کئے گئے تھے"۔ مین اس مسئلہ کی نسبت اوّلاً کارروائی کرتا ہون۔ میری یہ رائے ہے کہ الفاظ "دوران عام کاروبار مین" بعد الفاظ "فہیم شخص" کے مسئلہ مذکور مین اضافہ کئے جانے چاہئین۔ ملاحظہ ہو رائے لارڈ الیشر صاحب ماسٹر آف رولز بمقدمہ سیٹن بنام لافون (۴)۔

(۲۲) "ایک امر مانع تقریر مخالف صریح اور غیر مذبذب ہونا چاہئے"۔ رائے کے صاحب لارڈ جسٹس مقدمہ لو بنام بووییری محولہ صفحہ ۱۱۳ نیز وہ "آزادانہ اور بالارادہ اور غیر مصنوعی" ہونا چاہئے ملاحظہ ہو کتاب بجلو صاحب دربارہ امر مانع تقریر مخالف صفحہ ۵۶۳۔ صورت حال مین شہادت سے یہہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ بنک کا ہرگز یہ منشاء نتہا کہ مدعیان اس اعتبار پر عمل کرین کہ چک کا روپیہ واقعی طور پر وصول ہوگیا ہے ثانیاً ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ مطابق عام کاروبار کے طریق کے مدعا علیہ بنک دوسرے دن تک مجاز تہا کہ چک کا روپیہ وصول نہونے کی اطلاع دیتا اگر اُسکا روپیہ وصول نہوا تہا اور مطابق اُس طریق عمل کے جو کم از کم تین بنکہائے بمبئی سے استعمال کیا جاتا ہے ایک چال جیسے اقبال سے ہرگز یہ منشاء نتہا کہ روپیہ صریح اور بلا تذبذب وصول ہوگیا ہے۔ اور مزید برآن

(۱) (سنہ ۱۹۰۶ء) مقدمات اپیل صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۶۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۸ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۳ صفحہ ۳۰۷۔
(۴) (سنہ ۱۸۸۸ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۶۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مرجی شامجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

یہہ امر میری رائے مین نہایت اہم ہی کہ چک پر آئیندہ کی تاریخ لکہی گئی تہی جوکہ ۲۳ - مارچ سے مدعیان کے پاس تہا مدعیان کے پاس بہت بڑی وجہہ ہوپ ملز اور رنگلداس کے دیوالیہ ہونیکا شبہ کرنیکی موجود تہی - عرضیدعوے کا فقرہ نمبر ۵ جسپر بناء پر مبنی ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جسوقت کہ مدعیان نے اپنی پاس بک بہیجی تہی ان کو اچہی طرح معلوم تہا کہ اغلب ہے کہ چک مذکور کا روپیہ وصول نہوگا " اسلئے مجہکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اصول بیان کردہ بمقدمہ مارٹن بنام مارگن (۱) منجانب چیرڈسن صاحب جسٹس متعلق ہوتا ہے جس مین اُنہی یہہ بیان کیا ہے کہ " صرف اسیقدر کافی ہے کہ فریقین نے مساوی شرائط پر عمل نہین کیا مدعاعلیہ کو یہہ معلوم تہا کہ برسٹر انیڈ کمپنی اغلباً دیوالہ کی حالت مین ہے اور اُسنے اس امر کا اخفاء مدعیان سے کیا تہا جو اُس سے لاعلم تہے - اس سے مقدمہ اس قاعدہ قانون کی ذیل مین آجاتا ہے کہ وہ فریق جو بلاعلم اُن واقعات کے روپیہ ادا کرے جنسے کہ وصول کرنے والا باخبر دار ہو اُسکے ساتہہ مساوی شرائط پر عمل نہین کرتا اسلئے وہ اُسکے واپس پانیکا مستحق ہے " یہ فقرات مندرجہ چہٹہیات دستاویزات ح و ط " اگر اسکا روپیہ وصول ہوجائے " اور " اذکو تحریک کیگئی تہی " قوی طور پر یہہ ظاہر کرتے ہین کہ مدعیان کے پاس ہر ایک حصہ دہندہ چک کی مالی حالت کی نسبت اشتباہ کرنے کی وجوہ تہی - مدعیان بحیثیت مالکان کے اُس نقصان کے پورا کرنے کے ذمہ دار تہے جو کہ بنک کو بحیثیت ایجنٹ کے باعث قصور مالک کے پہونچتا اسلئے امر مانع تقریر مخالف اسقدر صریح اور صاف نتہا جس سے کہ مدعیان اُسپر انحصار کرنیکے مجاز ہوتے اسلئے میری یہ رائے ہے کہ بر دیکہنے خاص واقعات مقدمہ ہذا کے اگر مدعی مالک کا منشاء مدعاعلیہ بنک کو اپنا ایجنٹ ذمہ دار بیان مندرجہ پاس بک بنانیکا تہا تو اُسپر یہہ معلوم کرنا ضروری تہا کہ آیا وہ امر مانع تقریر مخالف جسپر کہ انحصار کرنیکا اُسکا منشاء تہا صریح اور صاف ہے -

۲۳ - دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا مدعیان نے مدعاعلیہ بنک کے بیان کے اعتبار پر اپنی حیثیت تبدیل کرلی تہی مسٹر سکاٹ نے یہ حجت کی ہے کہ شریدہن کے ساتہہ جو معاہدہ کیا گیا تہا وہ ایک تجدید ابتدائی معاہدہ کی تہی مسٹر ریکیس نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایسا نتہا بلکہ ایک ہی مسلسل معاہدہ مبنی بر ادائگی زر چک مبلغ لعہ ... کے تہا اور نیز بعوض چک مبلغ لعہ ... روپیہ ادائگی ۶۰۰ بوریہا روئی کے

(۱) (سنہ ۱۸۱۹ء) برو ڈرب و بنگہام رپورٹ جلد اول صفحہ ۲۸۹ -

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شامجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

اور اپنی حجت کی تائید مین مسٹر ریکس نے درست طور پر دستاویزات نمبر ۶ دس و ع و ف او ص پر باظہار اس امر کے اعتماد کیا ہے کہ مدعیان نے کسطرح چرن رتوم کے متعلق کارروائی کی تھی جو ۶۰۰ بورے روئی کے عوض وصول کیگئی تہین کسی ایسے کے تسلیم کرنے کی راہ مین مشکلات موجود ہین۔ تجدید کے مسئلہ کی راہ مین یہہ مسلمہ امر واقعہ موجود ہے کہ کوئی حوالگی ۴۔ اپریل کی شام سے پہلے نہیں مانگیگئی تھی مین خریدین کے اس بیان پر باور نہین کرتا کہ وہ بیمہ اور قرضہ کا انتظام بنک کے ساتھہ ہو جانیکا انتظار کرتا تھا قبل اسکے کہ اُسنے حوالگی لی تھی۔ مین مدعی (موجی) کے اس بیان پر باور نہین کرتا کہ خریدارمن اسکو بیے دریے حوالگی کا مطالبہ کرتا تھا۔ کوئی چیٹی بمنشاء مذکور پیش نہین کیگئی اور بصورت نرخ بازار مین بے درپے کمی ہونیکے خریدار حوالگی کا تقاضا نہین کرتا۔ بخلاف ازین اگر معاہدہ مبلغ لعہ صار روپے کے چک کی ادائیگی پر مشروط تھا تو یہ تعجب کی بات ہے کہ بعد اطلاع عدم وصولی کے ۵۔ اپریل کو ۱½ بجے کے خریدین کو حوالگی دیگئی تھی اگر شرط مذکور موجود تھی تو انپر ایسا کرنا لازم نہ تھا مدعی بمبرا کی رائے درباره معاہدہ کے عجیب ہے اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ ”خریدین پر حوالگی کا لینا لازم تھا مگر مجھپر لازم نہ تھا کہ حوالگی دیتا۔ جبتک کہ مبلغ لعہ صار روپے وصول نہو نے“ مدعی موجی نے حلف اٹھایا ہے کہ خریدین کو یہہ معلوم نہ تھا کہ مبلغ لعہ صار روپے کے چک پر آئندہ کی تاریخ لکہی گئی ہے مین اسبات کو معتبر نہین سمجھتا۔ خریدین نے حلف اٹھایا ہے کہ اسکو اسکا علم تھا اور جملہ واقعات اسی رائے کی تائید مین ہین۔ نیز مینے اس امر کو ثابت شدہ قرار دیا ہے کہ پاس بک مدعیان کے پاس مدعا علیہ بنک نے ۴۔ اپریل کو ۴½ بجے تک واپس نہ بھیجی تھی مگر مدعی نے اپنی شہادت مین درست طور پر یہ بیان کیا ہے کہ ”خریدین نے ۴ بجے شام کے ۶۰۰ بوروں کا مطالبہ کیا تھا۔ اُسنے ۴ بجے شام کے یہہ سوال کیا تھا کہ آیا مجھپر انکا حق اُسکے حوالہ کرنا لازم ہے مینے جواب دیا تھا کہ ہان مجھپر لازم ہے“ اس شہادت کی موجودگی مین مین کسطرح پر یہ قرار دیسکتا ہون کہ حوالگی منجانب مدعیان بحق خریدین بباعث مدعا علیہ بنک کے بیان کے کیگئی تھی جوکہ مدعیان کے پاس ۴½ بجے تک نہ پہونچا تھا“ میری رائے مین درست بات یہہ ہے کہ (مدعیان) چک حاصل کرنیکے بعد یہہ چاہتے تھے کہ ۴۔ اپریل تک حوالگی نہ دین رخریدین بباعث نرخ بازار کے کم ہوتے جانیکی حوالگی لینا نہ چاہتا تھا۔ ان دونوں کو معلوم ہوتا تھا کہ مبلغ لعہ صار روپے کے چک پر آئندہ کی تاریخ لکہی گئی ہے

ان

سنہ ۱۹۱۱ء
موجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

اسی وجہ سے رنگلدا اس ڈیا ہوپ ملز کی مالی حالت متنزلزل ہو رہی تھی مگر امید تھی کہ انکو ۳۔ اپریل تک روپیہ آجائے اور کسی واقعات کی موجودگی مین اُس تاریخ سے پہلے چک کا روپیہ وصول ہو سکتا تھا۔

۱۴۔ بلحوظی جملہ واقعات مقدمہ کے اور نیز حیثیت فریقین اور شہادت پیش کردہ کے میرا اطمینان اس امر کی نسبت نہین ہوا کہ ۶۰۰ بورے روئی کے شریدہن کو حوالہ کرنے مین مدعیان نے نیک نیتی سے اُس بیان پر انحصار کیا تھا جو کہ مدعا علیہ بنک سے انکی پاس بک مین درج کیا تھا۔ میری اس رائے کی تائید اس امر واقعہ سے ہوتی ہے کہ مدعیان روی شریدہن کو حوالہ کرتے رہے تھے حالانکہ انکو ۵۔ اپریل کے ۱½ بجے یہہ معلوم ہوگیا تھا کہ چک کا روپیہ وصول نہین ہوا۔ پس مدعیان کسطرح مدعا علیہ بنک کو یہہ کہنے کے مستحق ہو سکتے ہین۔ کہ تم مبلغ للعہ ؎ کے ادا کرنیکے ذمہ وار ہو کیونکہ تمنے ہمارے پاس یہ بیان کیا ہے کہ ہمارا روپیہ تمہارے قبضہ مین آگیا ہے اور اُسی اعتبار پہ ہمنے ۶۰۰ بورے حوالہ کر دیئے ہین۔ حالانکہ شہادت سے یہہ ظاہر ہوا ہے کہ قبل ۴۰۰ بورے منجملہ ۶۰۰ کے حوالہ کئے جانے کے انکو معلوم ہو گیا تھا کہ مدعا علیہ بنک کا وہ بیان غلط ہے۔ کیون ۵۔ تاریخ کو بعد ۱½ بجے کے اگر معاہدہ مبلغ للعہ ؎ کی ادائگی پر مشروط تھا تو انہون نے مزید حوالگی ہائے بجق شریدہن بند کر دی تہین اور بنک کو امر مذکور کی اطلاع دیکر ہرجانہ کا دعوے نکیا تھا۔ اُسکی وجہہ یہہ تھی کہ وہ ہرجانہ ثابت نکر سکتے تھے اور بنسبت ۴۰۰ بوروں کے انہون نے یہ بہتر سمجھا تھا کہ دعوے کو ایک مشتبہ سوال امر مانع تقریر مخالف پر مبنی رکھین۔ یہ امر کہ مدعیان یہی چاہتے تھے کہ مدعا علیہ بنک ذمہ دار ہو جائے انکے ارٹی کی چٹھی مورخہ ۵۔ اپریل (دستاویز ج) اور انکے طریق عمل بمقابلہ مدعا علیہ بنک سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

۲۵۔ اسکے بعد یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا مقدمہ مسئلہ چہارم مندرجہ مقدمہ کار بنام لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی کی ذیل مین آتا ہے جو یہہ ہے کہ "اگر اُس معاملہ مین جو متنازعہ ہے ایک نے دوسرے کو یہہ باور دلایا ہو کہ بعض ایسے واقعات موجود ہین جنسے فلان نتیجہ پیدا ہوگا اور اسکی وجہہ سے دوسرے فریق نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے اُسکو نقصان پہونچا ہو تو دوسرے کی سماعت بمقابلہ شخص اول کے باظہار اس امر کے نہین ہو سکیگی کہ وہ حالت واقعات جسکا کہ ذکر کیا گیا تھا وقوع مین نہین آئی" ساتھہ ہی اس کے فیصلہ لارڈ ایشر صاحب

سنہ ۱۹۰۱ء
مربی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

ماسٹر آف رولز مقدمہ سیٹن بنام لافون ملحوظ رکھا جانا چاہیئے جہانکہ صفحہ ۲۷ پر اُنہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ یہ بیان یہ کیا گیا ہے کہ کوئی غفلت نکیگئی تھی کیونکہ کوئی فرض موجود نتہا۔ مین یہ بیان کرتا ہون کہ اگر ایک شخص دوران کاروبار مین بالارادہ ایک ایسا بیان کرے جسکی وجہ سے اغلب ہو کہ دوران کاروبار مین دوسرا شخص اسپر عمل کریگا تو ایک فرض بحق اُس شخص کے پیدا ہوجاتا ہے جسکے واسطے اُسنے بیان مذکور کیا ہو۔ صریح طور پر ایک فرض دربارہ بیان کرنے ایک ایسے امر کے پیدا نہین ہوتا جو کہ اُسکی دانست مین غلط ہو۔ اور علاوہ ازین میری یہ رائے ہے کہ اس امر کی نسبت مناسب احتیاط کرنے کا فرض پیدا ہوتا ہے کہ بیان مذکور درست ہے۔ الفاظ ”دوران عام کاروبار مین“ جو یہان استعمال کئے گئے ہین میری رائے مین مسئلہ سوم مقدمہ کار بنام لنڈن اینڈ نورتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی مین شامل کئے جانے چاہئین تھے اور مینے اونکو وہان شامل کیا تھا۔ آیا مدعا علیہ بنک کا طریق عمل مسئلہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے؟ اوّلاً میری یہ رائے نہیں ہے کہ مدعا علیہ بنک نے ایسا بیان کیا تھا جسمین یہ امر اغلب تھا کہ مدعیان دوران عام کاروبار مین اور بلحاظ واقعات مقدمہ کے عمل کرینگے۔ مدعیان کاروباری اشخاص ہین اور زائد از عرصہ بیس سال سے اُنکا حساب کتاب بنک مذکور اور ایک اور بنک کے ساتھ ہے جس مین بھی یہی طریقہ گاہکون کے چکہا سے کی وصولی کا رائج ہے۔ مجھے اس امر پر باور کرنے مین بہت مشکل پیش آئی ہے کہ مدعیان کو ہرگز کلیرنگ ہوس کے طریق عمل کا علم نتہا۔ بہرحال مدعیان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بنک کو مناسب وقت حاصل ہے جس مین کہ وہ چک کی عدم وصولی کی اطلاع دیسکتا ہے۔

۲۷۔ بخلاف ازین میری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہ بنک نے صورت حال مین یہہ بیان کر نہین کہ چک کا روپیہ وصول کیا گیا ہے ایسے امر کو ظاہر کیا ہے جو انکے علم مین غلط تہا اور وہ بہی ترک فرض اور غفلت کے مجرم حسب منشا رائے لارڈ ایشر صاحب محولۂ بالا تھے مگر مینے اوپر ظاہر کیا ہے کہ مدعیان نے میرا اطمینان نہین کیا کہ اُنہون نے نیک نیتی سے بیان مذکور پر عمل کیا تہا اُنہون نے ملاشبہ طور پر ۴۰۰۰ بورونکی حوالگی مین بیان مذکور پر عمل نہ کیا تہا۔

۲۸۔ قطع نظر خاص واقعات مقدمہ ہذا کے جنکی کہ نسبت مینے اوپر کارروائی کی ہے مقدمہ مڈلینڈ بنک بنام سیمر (۲) جسپر کہ مسٹر ریکس نے جواب مین انحصار کیا ہے کامل طور پر مدعیان کے دعوے کی تائید مین ہوتا

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۶۰۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) لا ٹائمس جلد ۳، صفحہ ۶۶۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شامجی
بنام
خیشل تکنی داس

اُس مقدمہ مین الف نے جو ایک بل آف ایکسچینج کا منتقل الیہ تہا اسکا انتقال ظہری بحق مدعاعلیہم کے جو اُسکے ایجنٹان لنڈن مین تہے بغرض وصول کے کیا تہا۔ مدعاعلیہم نے اُسکا انتقال ظہری بحق مدعیان کے کیا تہا اور اُسکو غرض مذکور کے واسطے اُنکے پاس بھیجدیا تہا اور اُنہون نے اپنے ایجنٹان کے حوالہ کردیا تہا۔ مدعیان نے غلط فہمی سے مدعاعلیہم کو یہ اطلاع دی تہی کہ بل کا روپیہ ادا کیا گیا ہے اور اُن کے پاس ایک چک قسم مذکور کا بھیجدیا تہا اسپر مدعاعلیہم نے وہی اطلاع الف کو دی تہی اور اُسکے حساب مین بل مذکور کا روپیہ جمع کرلیا تہا۔ میتہو صاحب جسٹس نے فیصلہ مقدمہ سکاٹیرنگ بنام گرین وڈ (۱) کی سند پر یہہ فیصل کیا تہا کہ چونکہ مدعیان نے ناجایز طور پر مدعاعلیہم کو یہ اطلاع دی تہی کہ بل کا روپیہ ادا کیا گیا ہے اسلئے وہ بل کا روپیہ اُسوقت وصول نہ کرسکتے تہے جبکہ مدعاعلیہم کا کوئی تعلق غلطی امر واقعہ کے ساتہہ نتہا اور کہ مدعیان اُس اطلاع کی وجہہ سے جو کہ اُنہون نے مدعاعلیہم کو دی تہی اور جسپر کہ مدعاعلیہم نے عمل کیا تہا اُسکے خلاف بیان کرنیسے ممتنع ہین۔ عدالت اپیل نے میتہو صاحب جسٹس کے فیصلہ کو بحال رکہا تہا مجہکو یہ ایزاد کرنا چاہیئے کہ صورت حال مین یہ ظاہر نکیا گیا تہا اور نہ یہ ایک جزو مدعیان کے دعوے کا تہا کہ افسر دستخط کنندہ مسٹر جے این جانسن نے غلطی سے اندراج مذکور پر دستخط کئے تہے یعنے بعد معلوم کرنے اس امر کے کہ چک کا روپیہ وصول نہین ہوا۔

۲۹- میرے روبرو بہت سی بحث اس سوال کے متعلق کیگئی تہی کہ مدعیان نے ۶۰۰ بورے شرید ہن کے حوالہ کرنیمین بلحاظ نرخ بازار کے نہ صرف حوالگی مذکور سے کوئی نقصان نہ اُٹہایا تہا بلکہ اُنکو فایدہ پہونچا تہا۔ مگر میری یہ رائے ہے کہ وہ جواب جو مسٹر رکیس نے اُسکے متعلق دیا ہے درست تہا جبکہ اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ کہ اس قسم کے مقدمہ مین عدالت کو سوال نقصان پر غور نکرنا چاہیئے کیونکہ بہرحال وہ غیر ایفا کردہ بائع جسکے کہ پاس اسباب ہو اُس غیر ایفا کردہ بائع سے بہتر حیثیت رکہتا ہے جسنے کہ اسباب حوالہ کردیا ہے مزید برآن جیسا کہ مینے ظاہر کیا ہے دعوے واسطے اُس روپیہ کے ہے جو وصول کیا گیا ہے نہ کہ واسطے ہرجانہ کے۔

۳۰- اگر یہ ضروری ہو (گو میری رائے مین ضروری نہین ہے) تو مین قرار دیتا ہون کہ بیان مندرجہ فقرہ ۶ عرضیہ دعوے جو یہہ ہے کہ "مدعیان یہ کہتے ہین کہ چک مذکور کا روپیہ اُسکے نویسندگان سے وصول کرنا ناممکن ہے" حسب میری اطمینان کے ثابت نہین کیا گیا۔ کوئی کوشش مدعیان نے نزد مذکور کے رنگلداس یا ہوپ ملز سے وصول کرنے کے واسطے نہین کی اور ۴- اپریل کی تاریخ سے اُنکا دانت ہر وقت مدعاعلیہ بنک پر رہا ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۲۵ء) برنیوال و کرسوال رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۰۹-

سنہ ۱۹۰۱ء
موجی شاہجی
بنام
نیشنل بنک آف انڈیا

۳۱- میرے لیے صرف ایک ہی اور امر کا ذکر کرنا ضروری ہے اور وہ یہہ ہے کہ مسٹر رابرٹسن نے مدعی موجی پر جرح کرتے وقت اس وجہہ سے سوال کیا تہا کہ آیا اُسنے چک کو کمرشل بنک کے روبرو ۲۳- اپریل کو قبل مدعا علیہ بنک کے پاس پیش کرنے کے پیش کیا تہا یہ امر جوابدعوے تحریری یا تنقیحات مین ظاہر نکیا گیا تہا اور اسمین صریح فریب برمدعیان شامل ہے مینے یہ فیصل کیا تہا کہ ایک تتمہ جوابدعوے داخل کیا جانا چاہئے جس مین یہ امر اٹہایا جائے اور ایسا ہی کیا گیا تہا -

۳۲- پس بہرحال مینے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعیان کا دعولے ناکامیاب رہتا ہے چنانچہ مین تنقیحات کا فیصلہ حسب ذیل کرتا ہون - (۱) مدعا علیہ بنک پر لازم نتہا کہ اُس چک کا روپیہ ادا کرتا جو کہ مدعیان نے ۱۳- جون سنہ ۱۹۰۰ء کو اُنپر لکہا تہا - (۲) مین بیانات مندرجہ فقرہ سوم عرضیدعوے کو درست قرار دیتا ہون (۳) مین یہ قرار دیتا کہ مدعا علیہم کیطرف سے مدعیان کی پاس پاسبک کا واپس کیا جانا اور چک کا روپیہ اسمین جمع کرکے اُسپر دستخط کیا جانا گویا اظہار اس امر کا تہا کہ مدعا علیہ بنک نے چک مذکور کا روپیہ وصول کر لیا ہے اور وہ مدعیان کو زر مذکور مجرا دینے کو تیار ہین (۴) میرا اطمینان نہین ہوا کہ مدعیان نے اسی اظہار پر عمل کیا تہا جیسا کہ مینے اوپر ظاہر کیا ہے - یہ کہنا ضروری نہین ہے کہ آیا اُنہون نے اپنے آپ نقصان پہونچایا تہا (۵) مین قرار دیتا ہون کہ مدعا علیہم بنک پر بلحاظ واقعات مقدمہ ہذا کے لازم نہین ہے کہ اظہار مذکور کو مدعیان کے مقابلہ مین پورا کرین (۶) مین یہ قرار دیتا ہون کہ مدعیان دادرسی متدعویہ یا اُسکے کسی جزو کے مستحق نہین ہین چنانچہ مین نالش ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون -

نالش خارج کیگئی -

اٹرنیان ازطرف مدعیان :- میسرز نانو اینڈ ہرمزجی -
اٹرنیان ازطرف مدعا علیہم :- میسرز لٹل اینڈ کمپنی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر لارنس جنکنس صاحب چیف جسٹس و راناڈی صاحب جسٹس

گلاب چند گمناجی (فریق مخالف) اپیلانٹ بنام موتی چترا جی (سائیل) رسپانڈنٹ*

۱۱ ستمبر ۱۹۰۰ء

ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی (۲۷ ۱۸۸۹ء) دفعات ۶ و ۷ و ۹ - سرسری کارروائیات - سوالات متعلق متنازع تبنیت کا ایسی کارروائیات مین فیصل نہ کیا جانا ضمانت - ولی کا استحقاق دربارہ سرٹیفکیٹ کے از طرف نابالغ ولی شخص زیر ولائیت نابالغ - عملدرآمد - ضابطہ -

وہ سوالات جو زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی (۲۷ ۱۸۸۹ء) پیدا ہوں ایک سرسری کارروائی کے رو سے فیصل کئے جانے چاہئین یعنی بذریعہ ایک مختصر تحقیقات کے جنکی رو سے فوراً فیصلہ ہو جاوے اور طویل تحقیقات نکرنی پڑے جیسی کہ ایک معمولی نالش کے تحت مستقل فیصلہ کے کہنین کرنی پڑتی ہے نوعیت تحقیقات ہر ایک مقدمہ کے واقعات کے لحاظ سے ہونی چاہئے ایک درخواست بجانب گارڈین ایک نابالغ کے متعلق دفعہ ۷ ضمن (د) ایکٹ ۱۸۸۹ء مین غور نہین کیا گیا ہے جسکی رو سے صرف اس سائل کو درخواست کرنیکی اجازت دیگئی ہے جو خود اپنے واسطے استحقاق کا دعوےٰ کرتا ہو -

جہانکہ بمطابق ایک درخواست واسطے سارٹیفکیٹ زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی (۷ ۱۸۸۹ء) دفعہ ۶ کے سوالات تبنیت متعلق بہ استحقاق حصول سرٹیفکیٹ کے اٹھائے گئے تھے جنکا کہ فیصلہ سرسری طور پر نکیا جاسکتا تھا -

تجویز ہوئی کہ صاحب جج کو چاہیئے تھا کہ بادی النظری استحقاق سائیل کا فیصلہ بغیر انتظار فیصلہ تنقیح متعلقہ بہ تبنیت کئے جانیکے زیر ضمن ۳ یا ضمن ۴ دفعہ ۷ - ایکٹ مذکور کے کرتا -

اپیل بنا راضی فیصلہ ای ایچ موسکارڈی صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت -

سائیل موتی چترا جی نے ایک درخواست زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی (۷ ۱۸۸۹ء) دفعہ ۶ کے بدین غرض کی تھی کہ اسکو ایک سرٹیفکیٹ واسطے وصولی قرضجات واجب الادا حق بائی دہی بیوہ گمنا کرماجی متوفی کے عطا کیا جاوے جو سائیل کا چچا تھا -

اسنے یہ بیان کیا تھا کہ چند یوم قبل وفات بائی دہی کے اسنے سائیل کے نابالغ پسر ویرچند کو متبنی کیا تھا اور کہ بمطابق وفات بیوہ مذکور کے ویرچند اسکی کل جائیداد کا وارث ہونیکا مستحق ہو گیا تھا اسلئے اسنے بطور پدر اور ولی نابالغ کے ایک سرٹیفکیٹ وصولی قرضہ واجب الادا حق ترکہ مذکور کی درخواست کی تھی -

فریق مخالف گلاب چند نے ویرچند کی تبنیت کے امر واقعہ اور جوازہ دونوں کی نسبت اعتراض کیا تھا - اسنے یہ عذر کیا تھا کہ وہ خود بائی دہی کا متبنے ہے اور اس حیثیت سے اسنے سرٹیفکیٹ کا مستحق ہونیکا دعوےٰ کیا تھا -

* اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۹۰۱ع
گلاب چند گمناجی
بنام
موتی چتراجی

صاحب جج ضلع نے مبینہ تبنیت ہا کے متعلق تنقیحات قایم کی تہین اور نیز در بارہ استحقاق سائل متعلق بحصول سرٹیفکیٹ کے اور فریقین نے بہت سے گواہان اپنے اپنے دعاوی کے ثابت کرنیکے واسطے پیش کیے تہے۔

صاحب جج ضلع نے بعد کئی التوا ہا کے بالآخر مقدمہ کا فیصلہ ۱۲- فروری سنہ ۱۹۰۱ع کو کیا تہا۔ اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ سائل نزدیک تر وارث اور رشتہ دار متوفی بائی دہی کے شوہر کا ہے اور کہ اُسکا پسر ویر چند جائز طور پر بائی دہی نے ۲- جنوری سنہ ۱۸۹۹ع کو متبنے کیا تہا اور کہ فریق مخالف گلاب چند کی تبنیت ثابت نہیں ہوگئی تہی اور کہ سائل موتی چتراج بحیثیت ولی نابالغ ویر چند کے سرٹیفکیٹ مستدعیہ کا مستحق تہا۔

اسلئے اُسنے ایک حکم بدین ہدایت جاری کیا تہا کہ سرٹیفکیٹ موتی چتراج سائل کے نام بحیثیت ولی نابالغ ویر چند کے جاری کیا جانا چاہیئے۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے فریق مخالف گلاب چند نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

جی ایس راؤ منجانب اپیلانٹ۔

منوبہائی نانابہائی منجانب رسپانڈنٹ۔

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس:- میری رائے مین اُس طریق سے جسکے کہ مطابق صاحب جج ضلع نے مقدمہ ہذا کی پیروی کیے جانے کا حکم دیا ہے صحیح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی کی غرض اور منشا کو درست طور پر معلوم نہین کیا۔ ایکٹ مذکور دلمیں سہل [illegible] قرضہ جات بطریق جانشینی کے ہی اور اُس سے اُن فریقہا کو محفوظیت عطا کیگئی ہے جو کہ متوفی [illegible] قایم [illegible] کو قرضجات ادا کرین۔ اسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ جانشینون [illegible] قرضون کا وصول کرنا آسان ہو۔ اور ان لوگون کی حمایت کیجائے جو متوفی آدمیون کے قایم [illegible] ادا کرین اور دفعہ [illegible] مین یہ حکم دیا گیا ہے:-

(۱) اگر ڈسٹرکٹ کورٹ کو تشفی ہو کہ درخواست لینے کے لئے وجہ موجود ہے تو وہ اُسکی سماعت کے لئے ایک دن مقرر کریگی اور درخواست کی اور سماعت کیلئے جو دن کہ مقرر ہو اُسکی اطلاع۔

(الف) کسی ایسے شخص کے نام جاری کریگی جسکو عدالت مذکور اپنی رائے مین درخواست کی بابت اطلاع خاص کا دیا جانا ضروری سمجہے اور

(ب) کچہری گھر کے کسی نمایان مقام پر چسپان کرائیگی اور ایسے اور طریقہ پر اگر کوئی ایسا طریقہ ہو مشتہر کرائیگی جو عدالت موصوف ایسے قواعد کی پابندی کے ساتھ جو عدالت ہائیکورٹ کیطرف سے اسبارہ مین وضع کیے جائین مناسب سمجہے۔

اور اُس مقرر کیے ہوئے دن کو یا اسکے بعد جسقدر جلد ممکن ہو سرٹیفکیٹ کے متعلق حق کے بطور سرسری انفصال کرنے پر اقدام کریگی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گلاب چند گنا جی
بنام
موتی چترا جی

(۲) جب عدالت کا فیصلہ یہہ ہو کہ درخواست کرنے والے کو وہ حق پہونچتا ہے تو عدالت موصوف اُسے سرٹیفکیٹ دیئے جانیکے لئے حکم صادر کریگی۔

(۳) اگر بغیر تصفیہ تکرارات قانونی یا واقعاتی کے جو عدالت کے نزدیک اسقدر پیچیدہ اور مشکل ہون کہ بطریقہ سرسری اُنکا انفصال نہیں ہو سکتا ہے عدالت مذکور سرٹیفکیٹ کی نسبت فیصلہ صادر نہ کر سکے تو اسپر بھی عدالت درخواست کرنیوالے کو سرٹیفکیٹ عطا کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ ایسا ایک شخص معلوم ہو جو بثبوت ظاہری کے رو سے اُس سرٹیفکیٹ کی نسبت بہترین حق رکھتا ہے۔

(۴) جب ایک سے زیادہ لوگ سرٹیفکیٹ کے لئے درخواست کرین اور عدالت کو یہ معلوم ہو کہ شخص متوفی کی جایداد مین درخواست کرنیوالون مین سے ایک سے زیادہ لوگ حق رکھتے ہین تو عدالت کو اختیار ہوگا کہ اس امر کے تصفیہ کرتے وقت کہ سرٹیفکیٹ کسکو دینا چاہیئے بلحاظ اسباب کے یہ دیکھے کہ درخواست کرنے والون مین سے زیادہ حق کسکا ہے اور دوسرے امور مین کون سب سے قابل تر ہے۔

اسلئے یہ امر صریح ہے کہ منشا یہ تہا کہ وہ سوالات جو زیر ایکٹ ہذا پیدا ہون بذریعہ سرسری کارروائی کے فیصل کئے جانے چاہئین سرسری کارروائی کی درست تعریف کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ اغراض حال کے واسطے یہ کہنا کافی ہے کہ جب واضعان قانون کا منشا یہ ہو کہ عدالت سرسری طور پر استحقاق متعلق بہ سرٹیفکیٹ کا فیصلہ کرے تو اُسکے خیال مین مختصر تحقیقات کا کیا جانا لازم ہے جسکی وجہ سے فیصلہ فوراً ہو جاوے اور ایسی طویل تحقیقات نکرنی پڑے جیسی کہ ایک معمولی نالش کے فیصل کرنے مین کرنی پڑتی ہے اس تحقیقات کی نوعیت ہر ایک مقدمہ کے واقعات پر منحصر ہے مگر صورت حال مین یہ امر کامل طور پر صریح ہے کہ جب صاحب جج کو وہ طریقہ معلوم ہوا تہا جو کہ کارروائیات مذکور نے اختیار کیا تہا تو اُسکو چاہئے تہا کہ باستعمال اپنے جوڈیشل اختیار تمیزی کے فریقین کو اس امر کی اجازت دینے سے انکار کرتا کہ اس تنازعہ کو طول دین۔ درخواست ۸ جون ۱۸۹۹ء کو گئی تھی اور ۱۲ فروری ۱۹۰۱ء تک یعنے دو سال تک اُسکا فیصلہ واقعی طور پر صادر نکیا گیا تہا۔ اس اثنا مین کم از کم چودہ التوا عطا کئے گئے تھے۔ اور صاحب جج نے سائل کو تیرہ گواہان کے طلب کرنے کی اجازت دی تہی۔ فریق مخالف نے غالباً ہر چودہ گواہان کے نام سمنہا جاری کئے جانیکی درخواست کی تہی۔ خوش قسمتی سے صرف چار کی تعمیل ہوئی تہی اور اُنمین سے صرف ایک کا بیان لیا گیا تہا۔ ان واقعات کی موجودگی مین بالخصوص جبکہ سوال متنازعہ کی نوعیت ملحوظ رکھی جاے صاحب جج کو چاہئے تہا کہ زیر دفعہ (۳) عمل کرتا۔ نتیجہ یہہ ہے کہ یہہ سب تضیع اوقات و اخراجات بلا کسی مفید غرض کے ہوا ہے کیونکہ دفعہ ۲۵ مین یہ حکم ہے کہ: "کوئی فیصلہ تحت ایکٹ ہذا کسی تکرار حقیت کی نسبت جو مابین فریقین ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
ملاپ چند گنا جی
بنام
موتی چند راجی

ایسا نہین سمجھا جائیگا کہ اُسی تکرار کی کسی نالش یا اور کارروائی مین اُنہی فریقون کے درمیان تجویز ہونے کا مانع ہے اور اس ایکٹ کی کسی بات کے ایسے معنے نہین لیے جائینگے جس سے ایسے شخص کی ذمہ داری کو اثر پہونچے جو کسی قرضہ یا کفالت کا کل یا کوئی جزو یا کسی کفالت کا سود یا منافع بحساب حصہ رسدی کسی ایسے شخص کے لئے ذمہ داری کیساتھہ لے جو قانوناً اُسکا مستحق ہو۔ اسلیے یہہ کل سوال دوبارہ بحث کئے جانے کے قابل ہوگا۔

زان بعد صاحب جج ضلع نے یہ اجازت دیہے کہ درخواست واسطے سرٹیفکیٹ وصولی قرضجات ترکہ بائی دہی کے کیجائے اور اُسنے اپنا حکم مطابق الفاظ مذکورہ کے صادر کیا ہے گو یہ امر صریح ہے کہ قرضجات اُسکے شوہر کی جائیداد کی ملکیت ہین۔ ثانیاً اُسنے ایک سرٹیفکیٹ سائل کو بحیثیت ولی نابالغ کے بلا طلب کرنے کسی ضمانت کے عطا کیا ہے جو صریح طور پر نامناسب ہے۔ مین ایکٹ مذکور مین کوئی سند واسطے کرنے کسی ایسے تقرر کے نہین دیکھتا جیسا کہ صاحب جج نے کیا ہے۔

نتیجہ یہہ ہے کہ ہمکو اُسکا حکم منسوخ کرکے یہ ہدایت کرنی چاہیے کہ سرٹیفکیٹ حال اگر جاری کیا گیا ہو منسوخ کیا جائے۔ ہم درخواست کو (کیونکہ کوئی اعتراض نہین کیا گیا) بطور ایک درخواست متعلق بہ ترکہ گنگا کے متصور کرینگے اور زیر دفعہ (۳) عمل کرکے ہم ایک سرٹیفکیٹ سائل کو بطور ایسے شخص کے عطا کرینگے جسکو کہ بادی النظر مین بہترین حق بصورت عدم موجودگی تبنیت کے حاصل ہے۔ اس ہمارے فعل کا جواز یہہ ہے کہ سوال تبنیت صحیح طور پر زیادہ تر پیچیدہ ہے اور بصیغہ سرسری اُسکا انفصال نہین ہو سکتا۔ سرٹیفکیٹ صرف اُسصورت مین عطا کیا جائیگا اگر سائل ضمانت زیر دفعہ ۹ دے جسکی مقدار کا فیصلہ صاحب جج ضلع سے کیا جانا چاہیئے۔ ہر ایک فریق خود اپنا خرچہ عدالت ماتحت کو ادا کرے مگر رسپانڈنٹ کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کو اُسکا خرچہ اپیل ہذا ادا کرے۔ ہم خرچہ درخواست نمبر ۱۶ مین دست اندازی نہین کرتے۔

رانا ڈے صاحب جسٹس:- معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے صورت حال مین کامل طور پر کارروائی کرنے کا ارادہ کیا ... زیر ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۲۷ء کے سمجھنے مین غلطی کی ہے۔ ایکٹ مذکور کی تمہید سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا منشا یہہ ہے کہ اون قرضونکا وصول کرنا آسان ہو جو بحق ترکہ متوفی کے واجب الادا ہون اور ان لوگونکی حمایت کیجائے جو متوفی آدمیون کے قایم مقامان کو قرضہ ادا کرین۔ وہ شخص جو کہ ایک متوفی مالک کے قرضہ کا قایم مقام ہونیکا دعویٰ کرے اُسکو بذریعہ دفعہ ۳ کے درخواست کرنیکا اختیار دیا گیا ہے اور دفعہ ۴ ضمن ۳ مین یہہ حکم ہے کہ اگر بغیر تصفیہ کئے تکرارات قانونی یا واقعاتی کے جو عدالت کے نزدیک اسقدر پیچیدہ اور مشکل ہون

سنہ ۱۹۰۱ء
گلاب چند گنا جی
بنام
موتی چترا جی

کہ بصیغہ سرسری اُنکا انفصال نہیں ہوسکتا ہے۔ عدالتِ مذکور سرٹیفکیٹ کی نسبت فیصلہ نہ کرسکے تو اُسپر بھی عدالت درخواست کرنے والے کو سرٹیفکیٹ عطا کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ ایک ایسا شخص معلوم ہو جو ثبوت ظاہری کے رو سے اس سرٹیفکیٹ کی نسبت بہترین حق رکھتا ہے اور ضمن ۲ مین یہ حکم ہے کہ جہان ایک سے زیادہ سائلان ہون تو اسکو یہ فیصل کرنا چاہئے کہ کسکو بہترین حق حاصل ہے اور کون سب سے قابل تر ہے۔ اور دفعہ ۹ مین یہ حکم ہے کہ جب تحقیقات زیر دفعہ ۶ ضمن ۲ یا ضمن ۳ کیجائے تو ضمانت اُس شخص سے لیجانی چاہئے جسکو کہ سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے اِن احکام کو نظرانداز کیا ہے اور زیر دفعات ۱ و ۷ و ۹ کو۔ اُسنے سائل موتی چترا جی کو یہہ اجازت دی تھی کہ درخواست واسطے سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ مذکور کے کرے خود اپنے واسطے نہین بلکہ بطور ولی اپنے نابالغ پسر دیرچند کے جو بائی دیبی کو تبنیت مین دیا گیا تھا جو گمنا کرا جی اور ان قرضجات کے مالک کی بیوہ تھی جنکی کہ وصولی کے واسطے درخواست کیگئی ہے۔ ایسی درخواست بجانب مینہ ولی نابالغ متبنے متوفیہ کی بابت دفعہ ۶ ضمن (د) مین ذکر نہین ہے جسکے رو سے صرف اُس سائل کو درخواست کی اجازت دیگئی ہے جو خود اپنے واسطے استحقاق کا دعوے کرتا ہو۔

دربارہ نوعیت تحقیقات کے صاحب جج نے یہ بیان کیا ہے کہ سائل کیطرف سے تیرہ گواہان کا بیان لیا گیا تھا اور فریق مخالف کیطرف سے پانچ گواہان کا جنکی کہ درخواست دیگر مزید گواہان کی طلبی کیواسطے صاحب جج نے نامنظور کی تھی۔ سوالات متنازعہ کا تعلق دو تبنیت ہائے متنازعہ کے ثبوت کے ساتھ تھا فریقین بائی دیبی کا متبنے ہونے کا دعوے کرتے تھے۔ تنازعہ تبنیت مین ضمنی تنقیحات دربارہ تعمیل رسومات و اختیار تبنیت عطا کردہ بحق بائی دیبی شامل ہین۔ اسطرح یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تحقیقاتِ مذکور مین پیچیدہ اور مشکل سوالات قانون و امر واقعہ شامل ہین جنکا سرسری انفصال نہین ہوسکتا اور صاحب جج کو چاہئے تھا کہ ظاہری استحقاقِ سائل کا فیصلہ زیر ضمن ۳ یا ۴ مابین سائل اور فریق مخالف کے کرتا۔ صاحب جج ضلع نے مقدمہ کو ایسا تصور کیا تھا گویا کہ وہ ایک معمولی نالش تھی۔ اور اُسنے فیصلہ بحق نابالغ سائل کے کیا تھا اور ایک حکم بحق موتی چترا جی پدر نابالغ کے بحیثیت ولی نابالغ بغیر لینے ضمانت حسب منشا دفعہ ۹ کے صادر کیا تھا۔ اس غلطی کیوجہہ سے تحقیقات مین قریباً دو سال کا وقت صرف ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان جملہ امور مین صاحب جج نے درست وسعتِ تحقیقات کو غلط طور پر سمجھا ہے اسلئے اسکا موجودہ حکم قائم نہین رکھا جاسکتا۔

گلاب چند گنا جی
بنام
موتی چند راجی
۱۹۰۱ء

سوال دربارہ بالمقابل دعاوی اُن فریقہائے کے جو بائی وہی کیطرف سے متبنے کئے جانیکا اقرار کرتے ہین ایک تحقیقات بذریعہ ایکٹ ہذا مین منفصل نہین کیا جاسکتا اور وہ ایک آئندہ تنازعہ منجانب اشخاص حقدار مین فیصل کئے جانیکے واسطے محفوظ رکھا جانا چاہیئے قسمت سے صورت حال مین موتی چند راجی سائل مسلمہ طور پر متوفی کا طبعی وارث ہے۔ کرپا کے دو پسران تھے یعنے چترا اور گمنا اور موتی چترا کا پسر ہے اسطرح وہ گمنا اور بائی وہی کا بھتیجا ہے۔ بلا واسطہ بتبنیہ تبنیت ہونے کے وہ وارث ہوگا۔ فریق مخالف نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ موتی بھتیجا ہے اور وہ خود ایک اجنبی رشتہ دار تہا۔ درخواست سرٹیفکیٹ موتی نے کی تہی اور بلحاظ واقعات کے صاحب جج ضلع کو چاہیئے تہا کہ اُسکو بطور سائل کے خود اپنے استحقاق سے متصور کرتا اور اُسکو بطور نزدیکت طبعی وارث کے سرٹیفکیٹ عطا کرتا۔ ہم اب عدالت ضلع کے حکم کو ترمیم کرکے حکم مذکور کو صادر کرتے ہین اور سرٹیفکیٹ موتی چند راج کو عطا کرتے ہین اور بلحاظ واقعات کے مقدمہ کو عدالت ضلع مین اُس ضمانت کے مقرر کرنے کے واسطے واپس بھیجتے ہین جو کہ موتی چند راج سے اُن قرضجات وغیرہ کا حساب کتاب دینے کے واسطے لیجانی چاہیئے جو کہ وہ وصول کرے۔ خرچہ عدالت ماتحت ہر ایک فریق کے ذمہ ہوگا۔ اور عدالت ہذا کا خرچہ اپیلانٹ کو رسپانڈنٹ سے وصول کرنا چاہیئے۔

ڈگری ترمیم کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

بااجلاس کینڈی صاحب جسٹس و بہٹو صاحب جسٹس

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

رام بہاٹ (ابتدائً مدعی) بنام تنکر لبونت (ابتدائً مدعاعلیہ)*

اختیار سماعت۔ مدعاعلیہم جو ممالک غیر کے باشندگان ہون۔ بنائے دعوے کا حدود اختیار سماعت کے اندر پیدا ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۷ تشریح سوم۔ فرمان شاہی ضمن ۱۲۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۱۸۔

بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے عدالتہائے سرکاری کو اختیار دیاگیا ہے کہ تجاویز بخلاف مملکت غیر کے باشندگان کے صادر کرین بشرطیکہ بنائے دعوے عدالت صادر کنندہ تجویز کے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا ہو۔

---

* استدعا نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
رام بہاٹ
بنام
شنکر بسونت

استصواب منجانب راؤ بہادر گنگادہر دی لماکسبارڈینیٹ جج درجۂ اول بلگام زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع)۔

سوال مستفسرہ یہہ تہا کہ آیا عدالتِ بلگام کو نالشِ ہذا کی سماعت کا اختیار حاصل تہا در صورتیکہ بنائے دعوے بلگام مین پیدا ہوا تہا مگر مدعاعلیہم ایک ریاستِ غیر کے باشندگان اور رعایا تہے یعنی ریاست سانگلی کی نالش واسطے دلاپانے مبلغ صمارو جب الادا بربنائے پرامیسری نوٹ تحریر کردہ بدر مدعاعلیہم بمقام بلگام کے رجوع کیگئی تہی جسکی کہ نسبت چند ادائیگیہائے بلگام مین کیجا چکی تہین۔

صاحب جج استصواب کنندہ کی رائے یہہ تہی کہ اُسکو کوئی اختیار حاصل نتہا مگر اُنہنے امر مذکور کا استصواب ہائیکورٹ سے کیا تہا۔

این پی تپنکار منجانب مدعی۔

زیر دفعہ ۱۷ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی عدالتِ بلگام کو اختیار نالش کی سماعت کا حاصل تہا کیونکہ بنائے دعوے وہین پیدا ہوا تہا ہمپر مجموعۂ ضابطۂ دیوانی قابل پابندی ہے اور اگر بروئے اسکے احکام کے عدالت نالش کی سماعت کرسکے تو اسکو کرنی چاہئے خواہ وہ ایسا کرنے مین قواعدِ انٹرنیشنل لا کی خلاف ورزی کرے۔

مدعاعلیہم نے عدالت کے روبرو حاضر ہونے سے اختیار سماعت کے سپرد اپنے آپکو کردیا تہا وہ یہ عذر کرنیکو مجاز نہین ہین کہ ایک ڈگری انکے برخلاف صادر نہین کیجاسکتی کیونکہ وہ ریاستِ غیر کے تابع ہین۔ مقابلہ کیجیے ہمراہ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ (۹ سنہ ۱۸۸۷ع) دفعہ ۱۸۔ گردہر بنام کاسی گر (۱)، رامراؤ جی بنام پیالہداس (۲)، سہاراؤ بنام لکشمی بائی (۳)۔

این اے شویش ورکر منجانب مدعاعلیہم:-

اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ سنگلی ریاستِ غیر ہے اور کہ اسکو ایک علاوہ اسطہ اختیار سماعت دیوانی حاصل ہے سوال یہ ہے کہ آیا عدالتِ برطانیہ کو ایک ایسی نالش کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جو ذاتی طور پر بخلاف ایک رعیت یا ریاستِ غیر کے کیگئی ہو؟۔ اس سوال کا جواب دو امور پر غور کئے جانیسے ملتا ہے جو یہہ ہین کہ آیا عدالت جوڈیشل طور پر نالش کی سماعت کرنیکے قابل ہے اور اسکا فیصلہ کس حد تک موثر ہوگا۔ اسکی قابلیت کا فیصلہ بروئے دفعہ ۱۷ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے کیا جانا چاہیئے اور فیصلۂ مذکور کی تاثیر کا فیصلہ بحوالہ احکام قواعدِ پرائیویٹ انٹرنیشنل لا کے کیا جانا چاہئے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ع) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۶۲۔ (۲) (سنہ ۱۸۹۵ع) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۳۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۵ع) انڈین لاریورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۶۰۷۔

۱۹۱۰ء
رام بہاٹ
بنام
شنکر بسونت

ایک مؤثر فیصلہ ایک ڈگری ہوتا ہے جسکے روسے اُس شخص کو جو اُسکے روسے حقوق حاصل کرے ایک
نہ کہ برائے نام حق حاصل ہوتا ہے یعنی ایسا حق جس مین اگر عدالت صادر کنندۂ فیصلہ امداد کرے
تو وہ اُسے موثر کر سکتا ہے (ملاحظہ ہو کتاب ڈائیسی صاحب متعلق بہ اختلاف قوانین صفحات
۳۷ و ۳۹) ریاست سنگالی مسلّمہ طور پر ایک ریاست غیر ہے وہ ڈگری جو ایک عدالت برطانیہ
صادر کریگی کالعدم متصور ہوگی جسکے روسے کوئی فرض پیدا ہوگا اور جو کسی اعزاز کی مستحق ہوگی
پس جب یہ ضروری بات موجود نہیں ہے تو عدالت برطانیہ کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔
دفعہ ۲ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کی تعبیر بمطابق قواعد انٹرنیشنل لا کے کیجانی چاہئے اور اسپر
لحاظ سے عمل کیا جانا چاہئے کہ مدعی کو چاہئے کہ ایسی عدالت مین نالش کرے جسکے کہ تابع مدعا
بروقت ارجاع نالش کے ہو۔ ملاحظہ گوردیال سنگھ بنام راجہ فرید کوٹ (۱) کرسٹن بنام ڈیلانی
کیسوجی بنام کہیم جی (۲) انٹرنیشنل لا مولفہ سر رابرٹ فلیمور صاحب جلد ۴ صفحہ ۱۹۱۔ محض عدالت کے رو
حاضر ہونا اور اختیار سماعت سے انکار کرنا اختیار سماعت کے سپرد کر دینے کے برابر نہیں ہے ملاحظہ
پیری اینڈ کمپنی بنام آپا سامی (۴)

کینڈی صاحب جسٹس :- وہ واقعات جنسے کہ استصواب ہذا پیدا ہوا ہے حسب ذیل ہین :-
شنکر نے جو موضع مرہل ریاست سانگلی کا رہنے والا تھا مدعی سے ایک رقم زر بطور قرض لی
جو بلگام کا رہنے والا تھا اور ایک دستاویز (الف) تحریر کر دی تھی جو پر امیسری نوٹ کے نام سے موسوم
در اصل وہ صرف ایک رسید ہے اسمین شبہ نہیں کہ ایک مفہوم معاہدۂ ادائگی قرضہ اسمین موجود
اور سبارڈینیٹ جج نے بطور امر واقعہ کے یہہ قرار دیا ہے کہ دستاویز مذکور تحریر کیگئی تہی اور
جزو قرضہ بلگام مین ادا کیا گیا ہے اور کہ بنائے دعوے اُسکے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا تھا
بلحوظی تشریح ۳ دفعہ ۱۷ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے متصور یہہ کیا جانا چاہئے کہ نالش حال میں
مدعی نے بخلاف پسران شنکر کے واسطے دلاپانے بقایائے قرضہ کے رجوع کی ہے بنائے دعوے
سبارڈینیٹ جج بلگام کے حدود مقامی اختیارات سماعت کے اندر پیدا ہوا تھا

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " جلد ۲۶ صفحہ ۹۳۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۶ء) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۷۔
(۴) (سنہ ۱۸۸۶ء) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۰۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رام بہارت
بنام
شنکر بسونت

مدعا علیہم بوساطت عہدہ دار سانگلی کے طلب کئے گئے تھے اور ایک از مدعا علیہم نے وکالتاً حاضر ہو کر یہ عذر کیا ہے کہ سب آرڈینیٹ جج کو نالش کی سماعت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ اسی سوال کا استصواب ہم سے زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیا گیا ہے۔

اگر ہم سلسلۂ فیصلجات بمبئی ہائیکورٹ کی پیروی کریں تو ہمیں شبہ نہیں کہ سوال مذکور کا جواب بحق اختیار سماعت سب آرڈینیٹ جج کے دیا جانا چاہیئے۔ مقدمہ کیسوجی بنام کہیم جی (۱) میں امر فیصل کردہ کا تعلق ضمن ۱۲ فرمان شاہی کے ساتھ تھا جسکے رو سے ہائیکورٹ کو باستعمال ابتدائی اختیار سماعت کے نالشات کی سماعت کا اختیار عطا کیا گیا ہے (جو نالشات اراضی وغیرہ ہوں):-

(الف) اگر بنائے دعوےٰ ایسے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا ہو۔ یا

(ب) اگر مدعا علیہ بروقت شروع کئے جانے نالش کے حدود مذکور کے اندر رہتا ہو یا (۲) کاروبار کرتا ہو (۳) ذاتی طور پر فائدہ کے واسطے کام کرتا ہو۔

ضمن (الف) پر غور کیا جانا ضروری نہیں تھا کیونکہ یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ بنائے دعوےٰ کلیتاً حدود اختیار سے باہر پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ مدعا علیہ نہ تو حدود اختیارات کے اندر رہتا تھا اور نہ وہاں کاروبار کرتا تھا۔ سکاٹ صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا تھا کہ اسپر لازم ہے کہ لفظ "مدعا علیہ" مندرجہ فقرۂ مذکور کو دو معنی عطا کرے یعنی محدود معنوں میں بلحاظ اختیار سماعت بر آن اشخاص کے جو کاروبار کرتے ہوں اور عام معنوں میں بشمول اجنبی اشخاص اور برٹش رعایا کے متعلق بہ اُن اشخاص کے جو فائدہ کے واسطے کاروبار کرتے ہوں۔ یہ امر صریح طور پر فیصلہ مذکور میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر بنائے دعوےٰ حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا ہو تو عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہوگا خواہ مدعا علیہ ریاست غیر کا باشندہ ہو۔ یہی رائے بیلی صاحب جسٹس نے ۱۸۶۲ء میں مقدمہ ہرگوپال بنام گبل (۲) میں اختیار کی تھی جس میں رقم متدعویہ ایسے بقایا کی رقم تھی جو ان رقوم قرضہ میں سے واجب الادا تھا جو کہ مدعیان نے بمبئی میں متوفی حاجی محمد خان ساکن اجمیر کو قرض دی تھیں۔ بیلی صاحب جسٹس نے یہ بیان کیا تھا کہ "ایک نالش درست طور پر اسکے برخلاف اسکی حین حیات میں عدالت ہذا میں کیجا سکتی تھی اور اسکے قضائے الٰہی سے فوت ہو جانے کی وجہ سے مدعیان اس استحقاق سے محروم نہیں ہو جاتے جو کہ معاہدہ تحریر کردہ بہ بمبئی کی وجہ سے اُنہوں نے بدینغرض حاصل کیا تھا کہ

(۱) (۱۸۸۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۰۔
(۲) (۱۸۶۲ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رام بہاٹ
بنام
شنکر بسونت

اپنے دعاوی کو اسکے اور اسکی جائیداد کے برخلاف خواہ وہ کہین واقعہ ہو ہائیکورٹ بمبئی سے منفصل کرائیں"۔

فیصلہ سکاٹ صاحب جسٹس مورخہ بالا معہ الفاظ "کاروبار کرتا ہو" کے جو سنہ ۱۸۹۸ء صادر کیا گیا ہے درامل سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و سارنگٹ صاحب جسٹس نے سنہ ۱۸۹۳ء مین مقدمہ گردھر بنام کاسی گر(۱) مین بجواز دفعہ ۱۸ ایکٹ ۱۸۳۵ء کے منسوخ کیا ہے جس مین یہ حکم تھا کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت حاصل ہوگا (الف) جبکہ بنائے دعوے عدالت مذکور کے حدود اختیارات مقامی کے اندر پیدا ہوا عدالت کی اجازت سے یا (ب) جبکہ مجملہ مدعاعلیہم بوقت ارجاع نالش کے (۱) واقعی اور بالارادہ طور پر حدود مذکورہ کے اندر رہتے ہون یا (۲) کاروبار کرتے ہون یا (۳) ذاتی فائدہ کے واسطے کام کرتے ہون۔ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے قرار دیا تھا کہ محدود تعبیر لفظ "مدعاعلیہ" کی بلحاظ ضمن (ب) فقرہ (۳) کے درست نہین ہے، اور یہ مناسب نتیجہ ہے کہ واضعان قانون نے عدالتہائے کو یہ ہدایت کی تھی کہ ان مدعاعلیہم پر اختیار سماعت کا استعمال کرین جو کہ حدود اختیارات کے اندر کاروبار کرتے ہون گو وہ اجنبی اشخاص ہون نیز کل قرینہ عبارت فیصلہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ سر چارلس سارجنٹ صاحب نے اس امر کو صحیح متصور کیا تھا کہ اگر بنائے دعوے عدالت کے حدود اختیارات مقامی کے اندر پیدا ہو تو عدالت کے اختیار سماعت کی نالش کی نسبت کوئی شبہ نہین ہوسکتا۔

یہی رائے فیرن صاحب چیف جسٹس و طیب جی صاحب جسٹس نے سنہ ۱۸۹۵ء مین مقدمہ رامرا وجی بنام پرالہدا(۲) مین اختیار کی تھی جس مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک جزو بنائے دعوے کا ہائیکورٹ کے حدود اختیارات مقامی کے اندر پیدا ہوا تھا سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس نے (صفحہ ۱۴۲ پر) یہ بیان کیا تھا کہ:-

"مگر فیصلہ مقدمہ گوردیال سنگھ بنام راجہ فریدکوٹ (۳) کی سند پر یہ بحث کیگئی ہے کہ یہ فرض کرکے کہ ایک جزو بنائے دعوے بمبئی مین پیدا ہوا تھا عدالت کو مدعاعلیہ پر کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہوتا جو ریاست بڑودا کی رعیت اور وہین کا ساکن ہے کیونکہ قبل رجوع نالش کے اسنے بمبئی مین کاروبار کرنا چھوڑ دیا تھا اور وہ ہائیکورٹ بمبئی کے اختیارات کے اندر نہ تھا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس سوال کا جواب خود حکام عالیمقام کے فیصلہ کے اس فقرہ مین درج ہے کہ ایک ذاتی نالش مین وہ ڈگری جو عدم موجودگی مین عدالت ریاست غیر نے صادر کی ہو جبکہ حدود اختیارات کے اندر مدعاعلیہ نے اپنے آپکو سپرد نہکیا ہو بین الاقوام بالکل کالعدم ہے"

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۶۲۔ (۲) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۳۳۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۴ء) ۔ ۔ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲ ۔ و انڈین اپیلز جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رام نہاٹ
بنام
شنکر بسونت

اسپر کوئی فرض کسی قسم کا اسکی متابعت کے واسطے عاید نہیں ہے اور وہ ہر ایک قوم کی عدالت ہاے کا لعدم متصور کیجانی
چاہیئے الا وجبکہ اُسکا اختیار کسی ایک مختص المقام کے سپرد دیا گیا ہو اُس عدالت کے ملک میں جسکو کہ وہ صادر کیا گیا
واسطے مقدمہ کیسوجی بنام کیم جی (۱) کے جہانکہ بے ترتیبی سمجھنے کے لئے یکے از عذرہاے اختیار سماعت عطا کردہ بحق ہائیکورٹ
زیر ضمن ۱۲ فرمانشاہی اسطرح پر پڑھا گیا تہا کہ گویا الفاظ یہ جو رعیت برطانیہ ہو " اُسمین ایزاد کیئے گئے ہین۔ بعد قیام
ہائیکورٹ کے یہ سمجھا گیا ہے کہ چند عذرہاے اختیار سماعت جو ضمن مذکور مین مقرر کیئے گئے ہین اُن نالش سے متعلق ہین۔
جسمین کہ ایک ریاست غیر کا رہنے والا مدعا علیہ ہو۔ اُن نالشات کی تعداد بہت زیادہ ہے جنکا کہ فیصلہ تعبیر مذکور کے مطابق
کیا گیا ہے فیصلۂ عدالت اپیل بمقدمہ گردہر بنام کاسی گردہاری کے روسے دراصل فیصلہ کیسوجی بنام کیم جی (۲) منسوخ
کیا گیا ہے اور یہ فیصل کیا گیا ہے کہ اُن اجنبی اشخاص کی صورت جو حدود اختیارات سے باہر رہتے ہون مگر اُسکے اندر عمل کرتے
ہین مفہوم طور پر بمطابق ضمن ۱۲ فرمانشاہی سے مستثنےٰ نہین کیگئی۔ وہ وجوہات جنپر کہ فیصلہ مذکور مبنی کیا گیا ہے۔
بلا واسطہ طور پر صورتحال سے متعلق ہوتی ہین۔ پس ہم مدراصل فیصلۂ مذکور کو منسوخ کرینگے اگر ہم اپیلانٹ کے دلیل
کے عذر کو تسلیم کرین۔ مگر ہمکو اُسکی درستی کی نسبت شبہ نہین ہے اور ہم خوشی سے اُسکی پیروی کرتے ہین اسلئے مخفیانہ
سماعت کا عذر ناکامیاب رہتا ہے "

اسطرح پر یہ امر صریح ہے کہ فیرن صاحب چیف جسٹس نے بلحاظ فیصلۂ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ
فریدکوٹ کے یہ قرار دیا ہے کہ عذرہاے اختیار سماعت مذکورہ بالا (الف و ب) مندرجہ ضمن ۱۲ فرمانشاہی
اُن نالشات سے متعلق ہین جن مین کہ ایک باشندۂ ریاست غیر مدعا علیہ ہو۔ اگر یہ درست ہو تو یہ امر صریح ہے کہ
یہی اصول مشابہ عذرہاے اختیار سماعت مندرجۂ دفعہ ۷ المجموعۂ ضابطۂ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء سے متعلق ہونگے۔
باستعمال الفاظ سر چارلس فیرن صاحب کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ کم از کم بعد نفاذ مجموعۂ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۵۹ء
کے عذرہاے اختیار سماعت خاص کردہ دفعہ یا دفعات متعلق بہ اختیار سماعت عدالتہاے اُن نالشات
سے متعلق ہین جنمین کہ ایک اجنبی شخص مدعا علیہ ہو تعداد نالشات مرجوعہ وفیصل کردہ بسند کردہ مابالتعبیر
قانون بہت زیادہ ہے۔ بلحوظی نوعیت اُن نالشات کے جو کہ بمبئی ہائیکورٹ کے صیغۂ ابتدائی مین منفصل
کیگئی ہین اور نیز عدالت مطالبہ خفیفہ پریزیڈنسی بمبئی مین یہ کہنا مبالغہ آمیز نہین ہے کہ اگر وہ مسئلہ جو
از طرف مدعا علیہم کے صورتحال مین پیش کیا گیا ہے درست ہو تو عدالتہاے مذکور کے کاروبار کا بہت سا

(۱) سنہ ۱۸۸۸ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۰۔
(۲) سنہ ۱۸۹۳ء " " جلد ۱۷ صفحہ ۶۶۲۔
(۳) سنہ ۱۸۸۸ء " " جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رام بہاٹ
بنام
شنکر بسونت

زائل ہوجائیگا ہر ایک شخص کو جو تنازعات شہر بمبئی سے واقف ہو یہہ معلوم ہوگا کہ کسقدر کثیر التعداد نالشات مین مدعا علیہم کچھہ یا کاٹھیاوار کے رہنے والے ہوتے ہین اور اختیار سماعت اسپر محض اسوجہہ سے حاصل کیا جاتا ہے کہ بنائے دعوے بمبئی مین پیدا ہوا ہوتا ہے۔

جیسا کہ لارڈ ایشر صاحب ماسٹر آف رولز نے مقدمہ کمپنی ہاے ڈی ہو کم کیک بنام برٹش سوتہہ افریقہ کمپنی (۱) اور جیمس صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ یکطرفہ بلین (۲) مین بیان کیا ہے کہ اقتباس سر چارلس سارجنٹ صاحب نے انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ کے صفحہ ۶۶۶ پر کیا ہے اگر ایک مناسب نتیجہ بدین مضمون موجود ہو کہ عدالتہاے کو ہدایت کیگئی ہے کہ اختیار سماعت کا استعمال اشخاص اجنب پر کرین یا اگر وہ نتیجہ صحیح طور پر مفہوم ہوتا ہو تو عدالتہاے کو اطاعت کرنی چاہئے مزید برآن در باستعمال الفاظ سر چارلس سارجنٹ صاحب بر صفحہ ۶۷۰ اس امر پر غور کرنے مین کہ واضعان قانون کی نیت کیا تھی بہت سی عدالتہاے مفصلات ملک ہذا کے خاص واقعات کو ملحوظ رکھنا ضرور ہے، در بارہ ان غیر ساکن برٹش رعایا کے جو برٹش انڈیا کے رہنے والون سے معاملات کرتے ہون اور جنہین بنا ہاے دعوے عدالتہاے مذکور کے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوتے ہون۔ اپنے فیصلۂ استصواب بمقدمہ حال مین سبارڈینیٹ جج نے یہ راے ظاہر کی ہے کہ بہت سے تنازعہ بعدالت ہذا کا تعلق ایسے دیہات کے رہنے والون کے ساتھہ ہے جو بلگام کے متصل واقعہ ہین اور جو دیسی ریاست سانگلی و کروندواد کی ملکیت ہین اور بالخصوص با تنذکرہ تجارتی شہر شاہپور واقعہ ریاست سانگلی کے ساتھہ۔ اگر اس بنا ئید عوے کا فیصلہ جو کہ معاملات واقعہ حدود عدالتہاے دیوانی بلگام کے اندر کیوجہہ سے پیدا ہوا ہو عدالت بلگام نکر سکے تو اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ تجارتی معاملات مذکور کو نقصان پہونچیگا۔

یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ایسی صورت مین یہہ کہنا درست ہوگا کہ واضعان قانون ہند کیطرف سے اختیار سماعت کا بیان کیا جانا معاہدہ بین الاقوام کے خلاف ہے یا مسلمہ قواعد انٹرنیشنل لا کے۔ آیا ریاست سانگلی حسب منشاء قواعد مذکور ایک قوم ہے؟ بحوالہ رسالہ ایچیسن صاحب طبع سوم جلد ۶ صفحہ ۱۸۰ و صفحات مابعد کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سردار سانگلی یکے از جنوبی جاگیرداران مرہٹہ ہے۔ وہ درجۂ اول کا سردار تابع برٹش گورمنٹ کے ہے وہ ہری بہاٹ کی اولاد سے ہے جو خاندان

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۲ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۵۔

(۲) (سنہ ۱۸۸۰ء) چانسری ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رام بہاٹ
بنام
شنکر بسونت

پٹوردہن کا بانی تہا جو گہو پد پسِ اپہل کراپنجی کا خاندانی پروست ہوا تہا اور جسکے تین پسران پیشوا کے اول کے زمانہ مین فوجی خدمات پر مامور ہوئے تھے اور فوجی خدمات کی شرط پر انکو عطیہ جاتِ اراضی دیئے گئے تھے۔ پیشوا کے زوال کے وقت چنتامن راؤ سانگلی کا سردار تہا اُسکے ساتھہ ایک انتظام کیا گیا تہا (ملاحظہ ہو کتاب ایچیسن صاحب صفحہ ۲۲۹) جسکے رو سے وہ برٹش گورنمنٹ کا تابع قرار دیا گیا تہا جس سے کہ جملہ تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تہا۔ سنہ ۱۸۲۰ء سے سنہ ۱۸۴۸ء تک بباعث بدنظمی سردار مذکور کے کاروبارِ ریاست کا انتظام مشترک طور پر ایک سردار اور ایک برٹش افسر سے کیا جاتا تہا جو گورنمنٹ نے مقرر کیا تہا۔ سنہ ۱۸۴۸ء مین سردار مذکور کو کامل انتظام اس شرط پر دیا گیا تہا کہ (۱) وہ جملہ اہم امور مین پولٹیکل ایجنٹ جنوبی ملکِ مرہٹہ کی پیروی کریگا (۲) کہ وہ انتظام ریاست اعلےٰ طریق پر مطابق اطمینان گورنر باجلاس کونسل کے کریگا (۳) کہ وہ کاروباریان ریاست کا تقرر اور معزولی صرف گورنمنٹ کی منظوری سے کریگا اور اُسنے ایک تحریری اقرار نامہ پولٹیکل ایجنٹ کو ان شرائط کے تابع رہنے کے واسطے تحریر کر دیا تہا۔

یہ مناسب ہے کہ ایسے سردار کی مملکت سے قواعد پرائیویٹ انٹرنیشنل لا متعلق کئے جائین جیسے کہ بطور تمثیل کے انگلستان اور فرانس یا جرمنی سے متعلق ہون؟ یہہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ ایک پہلو کے لحاظ سے مقدمہ حال برعکس مقدمہ گوردیال سنگہ بنام راجہ فریدکوٹ (۱) کے ہے فرض کرو کہ مدعا علیہم حال بلگام مین رہتے ہین مگر وہ معاہدہ جس سے بنائے دعوے پیدا ہوا ہے مملکت سانگلی مین کیا گیا ہے اور عدالت سانگلی نے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہم کے صادر کی ہے۔ اسصورت مین یہہ سوال پیدا ہوگا کہ اگر مدعی نے ایک نالش بخلاف مدعا علیہم کے بلگام مین بربنائے فیصلہ ریاست غیر کے رجوع کی ہو تو آیا عدالتِ برطانیہ فیصلہ ریاستِ غیر کو کالعدم متصور کریگی ایسا ہی اگر سبارڈینیٹ جج کو صورت حال مین مدعا علیہم کے برخلاف فیصلہ صادر کرنا چاہیئے اور مدعی کو ایک نالش بربنائے فیصلہ مذکور کے عدالت سانگلی مین رجوع کرنی چاہیئے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ عدالتِ سانگلی مین یہہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا ایسا فیصلہ مذکور کالعدم متصور نہ کیا جانا چاہیئے۔ وہ سوال جسپر ہمنے غور کرنا ہے یہہ نہین ہے کہ آیا سبارڈینیٹ جج بلگام ایک خاص فیصلہ عدالتِ ریاست غیر کو

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲ و انڈین اپیلز جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راسبہاٹ
بنام
شنکر بسونت

تسلیم کرسکتی ہے یا کہ عدالت ریاست غیر کو سبارڈینیٹ جج بلگام کا فیصلہ تسلیم کرنا چاہئے اگر مدعا علیہم حال کے برخلاف صادر کیا جاوے۔ ایسا ہے اُسکے برعکس مقدمۂ فریدکوٹ مین سوال یہ تہا کہ آیا عدالت فریدکوٹ کو اُس فیصلہ کے صادر کرنے کا اختیار تہا جو کہ اُسنے صادر کیا تہا۔ یہ کہ آیا فیصلۂ مذکور مملکت فریدکوٹ کے اندر جائز تہا اُن دونو سوالات کا جواب بظاہر اثبات مین دیا گیا تہا۔ راجہ فریدکوٹ مے جسکی کہ ذات مین ایکز کٹو اور جس لیٹو اختیارات گورنمنٹ موجود ہین۔ خاص طور پر صاحب جج کو مقدمۂ زیر بحث کی سماعت کا اختیار عطا کیا تہا اور یہ بھی ایزاد کیا جاسکتا ہے کہ اُسنے خود اپنے اختیار سے مجموعۂ ضابطۂ دیوانی ہند کے استعمال کرنیکا اختیار دیا تہا جہانتک کہ وہ اُسکی مملکت سے متعلق تہا۔ مگر وہ سوال جسکا کہ فیصلہ حکام تا لیقام پریوی کونسل نے مقدمۂ مذکور مین کیا تہا یہ تہا کہ آیا فیصلہ جو کہ ملک عدالت صادر کنندۂ فیصلہ مین جائز تہا دیگر اقوام کی عدالتہا مین کالعدم متصور نہین کیا جاسکتا۔ سوال مذکور کا جواب نفی مین دیا گیا تہا۔ وہ سوال صورت حال مین پیدا نہین ہوتا۔

وہ سوال جو ہمارے غور کے لئے پیدا ہوا ہے یہ ہے کہ آیا مناسب نتیجہ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کا یہہ ہے کہ ہماری عدالتہا کو اختیار دیا گیا ہے کہ فیصلہ بخلاف اشخاص اجنب سکنائی ریاست غیر کے صادر کرین بشرطیکہ منا بعد جو عدالت صادر کنندہ فیصلہ کے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا ہو۔ سر چارلس فیرن صاحب نے اس سوال کا جواب اثبات مین دیا ہے ہم اُسکی رائے سے اختلاف نہین کر سکتے۔ اس سوال کا جواب نفی مین دینا گویا برٹش انڈیا کے دیوانی تنازعات مین سدِ راہ پیدا کرنا ہے جسکا کہ چارہ صرف بذریعہ وضع قانون کے ہو سکتا ہے جو صرف پارلیمنٹ کے اختیار مین ہے۔ وہ مشکلات جو کہ بمبئی اور بلگام کے متعلق اوپر ظاہر کیگئی ہین۔ صرف اُنہی مقامات مین موجود نہین ہین۔ اگر یہ فرض کیا جاوے کہ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے رو سے عدالتہا کو اُن صورتون مین فیصلہ صادر کرنے کا اختیار نہین دیا گیا جہانکہ بنا ئے دعوے عدالت صادر کنندۂ فیصلہ کے حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا ہو۔ بلکہ مدعا علیہ ایک رعیت اور باشندہ اُن ریاستہا مین سے ایک کا ہو جو اس ملک مین کم و بیش تابع برٹش گورنمنٹ کے موجود ہین تو موجودہ قانون کسی ایک یا دو خاص تمثیلات مین اہم تر نتائج پیدا نہین کر سکتا۔ مطابق اس تفسیر کے ہماری یہ رائے ہے کہ اسقدر قوی سلسلہ فیصلجات عدالت ہذا سے اختلاف کرنا نہایت نامناسب ہوگا اسلئے ہم سوال مستصوبہ کا جواب اثبات مین دیتے ہین۔

حکم مطابق اسکے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس رانادی صاحب جسٹس وکر و صاحب جسٹس

۱۹۰۱ء فروری ۲۰

کرشنا (مدعی) اپیلانٹ **بنام** پرماشری وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

دہرم شاستر۔ تبنیت۔ دو یامشیا یا ناتبنیت۔ اختیار ایک ہندو بیوہ کا ایک اکلوتے پسر کو تبنیت مین دینے کے لئے۔

ایک ہندو بیوہ اپنے اکلوتے پسر کو جائز طور پر تبنیت مین دے سکتی ہے۔

اختیار ایک اکلوتے پسر کے تبنیت مین دینے اور لینے کا طریق دو یامشیا یا ناکے مطابق صرف براہ راں کی حد تک محدود نہین ہے بلکہ انکی بیوگان کیطرف سے بھی استعمال مین لایا جاسکتا ہے۔

لکشمایا بنام راما (۱) کی تشریح کیگئی اور تمیز کیا گیا۔

اپیل دوم بمارضی فیصلہ ایچ ایل ہاروے صاحب ڈسٹرکٹ جج کنارا مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب بی ڈی جوگلیکار سبارڈینیٹ جج درجہ دوم کمٹا۔

دیوایا اور بومایا دو منقسمہ برادران اہل ہنود قوم شودر کے تھے۔

بومایا ایک بیوہ شیوا ما اور ایک اکلوتا پسر کرشنا (مدعی حال) چھوڑ کر فوت ہوگیا تھا۔

دیوایا لاولد فوت ہوا تھا اور ایک بیوہ پرماشری (مدعا علیہا) چھوڑ گیا تھا۔

سنہ ۱۸۹۵ء مین پرماشری نے ایک جزو جائداد متروکہ دیوایا مدعا علیہ نمبر ۲ کے پاس بعوض مبلغ ۷۵ کے فروخت کردیا تھا مدعی ایک نالش بغرض منسوخی بیع مذکور رجوع کرنیکو تیار تھا جبکہ اعلی اراکین وہ سنے دخل دیکر ایک انتظام ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مین کردیا تھا جسکی رو سے مدعی پر لازم تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو مبلغ ۷۵ ادا کرے اور شخص موخر الذکر پر لازم تھا کہ اُس جائداد کو واپس کردے جو اُسکے پاس فروخت کیگئی تھی اُسوقت کے بعد جملہ جائداد خاندانی سہام تو جنہ

---

* اپیل دوم نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۹۰۰ء

(۱) (۱۸۸۵ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشنا
بنام
پرماشری

مساوی حصص مین مدعی اور مدعاعلیہا نمبر ا کے پاس رہنا تہا اور برطبق وفات مدعاعلیہا نمبر ا کے اُسکا نصف حصہ مدعی کے نام منتقل ہونا تہا جوکہ اسطرح پر کل جایداد کا مالک ہوجاتا۔ مدعی دیوا پابو بایا دونو کا پسر سمجہا گیا تہا اور اُسپر دونون کے رسومات شرادہ کی ادائگی لازم تہی چنانچہ مدعی کی ماں نے اسکو مدعاعلیہا نمبر ا پرماشری کی تبنیت مین دیدیا تہا۔

اس قرارنامہ کے بعد سے مدعی نے مبلغ ما۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ کو ادا کر دیا تہا مگر شخص مؤخرالذکر اُوس اراضی کا قبضہ حوالہ نکیا تہا جوکہ اُسنے پرماشری سے خرید کی تہی۔ اسپر مدعی نے ایک نالش واسطے مؤثر کرانے اقرارنامہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کے یا واسطے واپسی مبلغ ما۔ از مدعاعلیہ نمبر ۲ کے رجوع کی تہی۔

عدالت اوّل نے اس سوال پہ غور کیا تہا کہ آیا مدعی کی تبنیت جائز تہی بلکہ اُسنے قرار دیا تہا کہ اقرارنامہ مؤثر کیا جانا چاہئے۔ اور اُسنے ایک ڈگری بحق مدعی کے صادر کی تہی۔

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے مقدمہ کو واسطے قرارداد بر جواز تبنیت مدعی کے واپس بہیجا تہا عدالت ماتحت نے بحق تبنیت کے فیصلہ دیا تہا۔

مگر صاحب جج ضلع نے برطبق اپیل کے قرارداد مذکور کو منسوخ کرکے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کی تبنیت اسوجہہ سے ناجایز ہے کہ وہ اکلوتے پسر کی تبنیت ہے۔ مقدمہ لکشما با بنام راما وا (۱) کی سند پر اُسکی یہہ رائے تہی کہ یہ قیاس نکیا جا سکتا تہا کہ مدعی کی ماں کو جو ایک بیوہ ہے کوئی مفہوم اختیار اپنے اکلوتے پسر کو تبنیت مین دینے کے متعلق حاصل تہا۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

شامراؤ وٹھل منجانب اپیلانٹ (مدعی):۔ فیصلہ مقدمہ لکشما با بنام راما وا (۲) مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے۔ جدید تر فیصلہ حکام پریوی کونسل بمقدمہ گوبنگا سوامی بنام راما لکشما ما (۳) کے روسے قانون مسلمہ بمبئی پریذیڈنسی حال تبدیل کیا گیا ہے اور اُسکے روسے اکلوتے پسر کی تبنیت کا جواز تسلیم کیا گیا ہے ملاحظہ ہو دیاس چمن لال بنام ویاس رامچندر (۴) فیصلہ پریوی کونسل کے روسے کوئی تمیز مابین اختیارات ایک باپ اور بیوہ شدہ ماں کے دربارہ تبنیت مین دینے اکلوتے پسر کے نہین کیگئی

(۱) (سنہ ۱۸۷۵ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۷۵ء) " " جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۸ و انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۶۔

(۴) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۳۶۷۔

۱۹۰۱ء
گورشنا
بنام
بیاشری

صاحب جج ضلع نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی تہی کہ بیوہ کے واسطے ایک صریح اختیار از طرف شوہر خود دربارہ عطائے پسر بہ تبنیت کے ضروری تہا - پریزیڈنسی ہذا مین بیوہ کا اختیار ایک پسر کو تبنیت مین دینے یا لینے کا ہمیشہ مفہوم ہوتا ہے الا جبکہ اُسکو اپنے شوہر نے صریح طور پر ایسا کرنے سے منع کیا ہو ملاحظہ ہو لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی (۱) -

جی این ناڈکرنی بجانب رسپانڈنٹ نمبر ا و نمبر ۲ (مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۲) - فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ گوررلنگا سوامی بنام راما لکشماما (۲) کے رو سے کوئی تبدیلی پرانے قانون مین نہین کیگئی جہانتک کہ ایک بیوہ کے اختیار عطائے پسر خود بہ تبنیت کا تعلق ہے - اُسکو کوئی بلا واسطہ اختیار تبنیت مین دیکر کا حاصل نہین ہے اُسکا اختیار نیابتی ہوتا ہے وہ بطور نائب اپنے شوہر کے عمل کرتی ہے - فیصلہ پریوی کونسل صرف اُس صورت سے متعلق ہے - جہانتک تبنیت ایک اکلوتے پسر کی اُسکے باپ نے عطا کی ہو جبکہ برادران فوت ہوچکے ہہن تو کوئی تبنیت مطابق دویامشیایانا طریق کے بہی عمل مین نہین آسکتی آنکی بیوگان ایسی تبنیت کے کرنے کی مجاز نہین ہین -

جی ایس ملگاؤکر بجانب رسپانڈنٹان نمبر ۳ و نمبر ۵ (مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۵) -

رانا ڈے صاحب جسٹس - فریقین نالش حال قوم کے شودر ہین - دیوایا اور ربوما دو حقیقی برادران تہے - اپیلانٹ مدعی ربوما کا اکلوتا پسر ہے - دیوایا لاولد فوت ہوا تہا اور رسپانڈنٹ مدعا علیہا نمبر ا نے مدعی کو ۱۰ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کو بطور ایک دویامشیایانا پسر کے متبنے کیا تہا - بروقت اسکی تبنیت کے کئے جانیکے ایک اقرارنامہ تحریر کیا گیا تہا - فریقین اقرارنامہ مذکور مدعی اور اُسکی اصلی ماں شیوا تما ایک طرف اور مدعا علیہا نمبر ا و مدعا علیہ نمبر ۲ جسکے کہ پاس مدعا علیہا نمبر ا نے ایک جزو جایداد خاندانی بعوض مبلغ ما۔ روپیہ کے ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء مین بیع کیا تہا دوسری طرف - تہے - مدعی نے ایک نالش واسطے منسوخی بیع مذکور کے رجوع کرنی چاہی تہی مگر اعلے الکین دہ دینے دخل دیکر ایک انتظام کر دیا تہا جو اقرارنامہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء مین درج ہے - اس اقرارنامہ کے رو سے مدعی نے مبلغ ما۔ بحق مدعا علیہ نمبر ۲ از طرف مدعا علیہا نمبر ا ادا کردینے کا ذمہ لیا تہا - اور ربوما یا اور دیوایا کی جائداد کے متعلق یہہ حکم دیا گیا تہا کہ وہ مساوی حصص مین مدعی اور مدعا علیہا نمبر ا کے قبضہ مین رہے - مگر مدعا علیہا نمبر ا کا استحقاق صرف عین حیاتی تہا اور اُسکی

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۷۸۹ -

(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۸ و انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۳ -

سنہ ۱۹۰۱ء
سرسوتی
بنام
پدماشری

مقدمہ لکشمی بائی بنام سرسوتی بائی (۱) میں یہ فیصل کیا گیا تھا کہ بصورت عدم موجودگی صریح امتناع منجانب شوہر کے ہمیشہ ایک مفہوم اختیار بیوہ کو اپنے پسر کے تبنیت میں دینے کا حاصل ہوتا ہے ۔

مسٹر شامراؤ نے یہہ بھی عذر کیا تھا کہ بروئے ان فیصلجات عدالت ہذا و پریوی کونسل کے اُنکے موکل کی تبنیت منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ کامل طور پر جائز ہے بالخصوص اسوجہہ سے کہ اُسمین ایک برادر زادہ بطور دویامشیایانا پ کے تبنیت میں لیا گیا تھا ۔ بالآخر یہ بحث کیگئی تھی کہ چونکہ مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ اقرارنامہ میں شامل تھے اسلئے وہ خود اپنے فعل کے جواز کی نسبت اعتراض کرنیسے ممتنع تھے ۔

مسٹر گھنشام منجانب مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے یہہ عذر کیا تھا کہ فیصلۂ پریوی کونسل بمقدمہ گوردھنگا سامی بنام رامانکاتماں (۲) کے روسے قانون تبدیل نہیں کیا گیا جہانتک کہ بیوہ کے اختیار کا تعلق ہے ۔ اُسنے یہہ عذر کیا کہ بیوہ کو کوئی جائز اختیار ... کے کرنیکا حاصل تھا ۔ اُسکا اختیار نیابتی تھا اور فیصلہ مقدمہ کاشی بائی بنام راما (۳) میں بروئے فیصلۂ پریوی کونسل اور اُن فیصلجات عدالت ہا کے خلاف واقعہ نہیں ہے جنمین کہ فیصلۂ پریوی کونسل کی پیروی کیگئی تھی فیصلجات مذکور کے روسے صرف باپکا اختیار دربارہ تبنیت میں دینے اکلوتے پسر کے تسلیم کیا گیا تھا ۔ مگر اُس سے یہہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ بیوہ بلا صریح اختیار از طرف شوہر خود کے اکلوتے پسر کو تبنیت میں دے سکتی ہے نسبت دویامشیایانا پسر کے مسٹر گھنشام نے یہہ عذر کیا تھا کہ یہہ صورت تبنیت صرف مابین پدران کے ہر دو طرف ہی جائز ہے ۔ کوئی دویامشیایانا تبنیت بعد ہر دو پدران کے فوت ہوجانے کے عمل میں نہیں آسکتی جبکہ صرف بیوگان ہی پیچھے رہگئی ہوں ۔ نسبت سوال امر مانع تقریر مخالف کے یہ عذر کیا گیا تھا کہ صاحب جج ضلع نے اس امر کے متعلق کوئی قرارداد قلمبند نہ کی تھی ۔

پس مینے ہر دو فریقین کے عذرات کو ظاہر کر دیا ہے ۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اُسوقت بھی جبکہ عدالتہا بحق جواز تبنیت اکلوتے پسر کے فیصلہ نکرتی تھیں ایک استثنی ہمیشہ دربارہ جواز دویامشیایانا تبنیت اکلوتے پسر کے کیجاتی تھی ۔ صرف ایک ہی اعتراض جو نہایت وجوہات کے بخلاف تبنیت

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۷۸۹ ۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۸ ۔ انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۳
(۳) (سنہ ۱۸۷۴ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۴ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
سورستنا
بنام
سیہ ماشری

اکلوتے پسر کے کیا گیا ہے اُس صورت مین زائل ہوجاتا ہے جہانتک اکلوتا پسر دینے اور لینے والے دونون سے علاقہ رکہتا ہو۔ وہ ایسی صورت مین اُس قابل اعتراض صورت کو اختیار نہین کرتی صرف جسکے کہ لحاظ سے بیوہ کا اختیار عطائے تنہا پسر بہ تبنیت مقدمہ لکشما بنام راماوا مین بطور ایسے اختیار کے متصور کیا گیا تہا جسکے کہ واسطے اجازت مفہوم نہین ہو سکتی جبکہ وہ صریح طور پر نہ دیگئی ہو۔ فیصلہ مقدمہ لکشما بنام راماوا اُن مقدمات کی حد تک محدود کیا جانا چاہیئے جہانتک کہ شوہر کا عطیہ قابل اعتراض قرار دیا گیا ہو اسلئے بیوہ کا اختیار مفہوم نہین ہو سکتا۔ جدید تر فیصلجات کے رو سے یہ امر اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ اکلوتے پسر کا ہبہ قابل اعتراض نہین ہے اسلئے مفہوم اشتعال نہین ہوتا اور کوئی حد بیوہ کے اختیار عطائے تنہا پسر بہ تبنیت پر عاید نہین کیجا سکتی۔

مگر یہ عذر کیا گیا تہا کہ دویامشیایانا طریق کی تبنیت صرف مابین پدرہائے فریقین کے کیجا سکتی ہی نہ کہ صورت حال کی طرح مابین بیوگان کے۔ اس رائے کی تائید مین کسی سند کا حوالہ نہ دیا گیا تہا۔ مقدمہ دیبی دیال بنام ہرہور سنگہ (۱) محولہ بمقدمہ لکشما بنام راماوا (۲) ایک مقدمہ متعلق بہ دویامشیایانا تبنیت تہا۔ وہ ایک ایسی تبنیت سے متعلق تہا جو عام طریق کے مطابق ایک بیوہ نے کی تہی۔ وہ رسومات جو دویامشیایانا طریق تبنیت کے متعلق مقرر کیگئی ہین وہی ہین جیسی کہ ایک کامل تبنیت پسر یا شہادت لکا کی صورت مین ادا کیجاتی ہین۔ صرف ایزادی یہ کیگئی ہے کہ شرط یہ کیجاتی ہے کہ لڑکا دونو یعنے دینے اور لینے والے کا ہوگا۔ اگر ایک اکلوتا پسر تبنیت گیرندہ کے برادر سے ہبہ کیا جائے تو دستشہا کے امتناع ہبۂ تنہا پسر کی خلاف ورزی نہین ہوتی۔ اسمین شبہ نہین کہ ناینڈ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ایک اکلوتے پسر کا ہبہ دو برادران کی صورت تک محدود ہے۔ مگر دت تک ممانسا اور روت تک چندریکا مین یکسان طور پر یہہ قرار دیا گیا ہے کہ دویامشیایانا طریق تبنیت برادران کی صورت تک محدود نہین ہے بلکہ اُسکا اطلاق عام ہے۔ متاکشرا مین بہی ایسا ہی قرار دیا گیا ہے۔ اسمین شبہ نہین کہ قیاس یہ ہے کہ شوہر زیادہ تر ممنون ہوگا اگر بہتیجا صورت حال کیطرح متبنے کیا جائے۔ ریّن صاحب نے (دفعہ ۱۳۲ مین) یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ ایک اکلوتے پسر کے دویامشیایانا طریق پر متبنے کرنے مین کوئی اعتراض نہین ہے اور اُنے ایسے مقدمات کا حوالہ دیا ہے

(۱) (سنہ ۱۸۲۳ء) رپورٹ صدر دیوانی بنگال جلد ۳ صفحہ ۲۳۰۔

(۲) (سنہ ۱۸۷۵ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴۔

سن ۱۹۰۱ء کرشنا بنام پرماشری

جہانکہ ایسی تبنیت عمل میں آئی ہے - اس پریزیڈنسی کے اضلاع جنوبی مین ایسی تبنیت ہائے شاذ نہیں ہین ملاحظہ ہو بسا وا بنام لنگاگو وا ۱۱)پس بہرحال ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت حال ہین جواز تبنیت کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا (۱) اسوجہ سے کہ فیصلہ مقدمہ لکشما یا دو یاشیا یا نا طریق تبنیت سے متعلق نہیں ہے (۲) اسوجہ سے کہ اُن جدید تر فیصلجات سے جنکے کہ رو سے ہبہ تنہا پسر منجانب پدر جایز بنا یا گیا ہے طبعی طور پر ایسا ہی قیاس جواز اُسصورت مین پیدا ہوتا ہے - جہانکہ ہبہ بیوہ نے کیا ہو (۳) اسوجہ سے کہ اختیار دو یاشیا یانا تبنیت صرف برادران کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ اُنکی بیوگان بھی اکلوتے پسر کو تبنیت مین دے اور لے سکتی ہین -

اسلئے ہم فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کر کے مقدمہ عدالت مذکور مین باقی تنقیحات کا فیصلہ کئے جانیکے واسطے واپس بھیجتے ہین - خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا -

ڈگری منسوخ کیگئی - مقدمہ واپس بھیجا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

بحضور لارس جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و ہیوٹن صاحب جسٹس

سن ۱۹۰۱ء ۱۴ جنوری

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام نرائین *

شہادت - اقبال ملزم کا اقبال جبکہ وہ حراست پولیس مین ہو - مجسٹریٹ کا فرض جبکہ ایسا اقبال کیا جائے - سشن جج کا فرض - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۱۶۴ (۳) ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۴ -

جبکہ ایک ملزم پولیس کی حراست مین ہو اور اُسنے ایک اقبال کیا ہو تو یہ ضروری ہے کہ مجسٹریٹ قبل قلمبند کرنے اقبال مذکور کے زیر دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) یہ معلوم کرے کہ کسقدر عرصہ ملزم حراست مین رہا ہے - اگر کوئی تحریر ہر واقعہ مذکور کے متعلق موجود نہو تو سشن جج پر لازم ہے کہ قبل اقبال مذکور کو زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) واقعہ متعلقہ سمجھنے کے مجسٹریٹ کو طلب کر کے اپنا اطمینان امر مذکور کے متعلق کرے -

* اپیل ہائے فوجداری نمبر ۵۳۶ و نمبر ۵۲ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
نرائن

اپیلیں جو اُنہی تجاویز ثبوت جرم و احکام سزا مصدرۂ ایچ ایل ہاروے صاحب سشن جج کنارا۔
دونوں ملزمان پر جرم قتل عمد کا الزام زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعۂ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ بابت سنہ ۱۸۶۰ء) لگایا گیا تھا۔
ملزم نمبر ۱ کو پولیس نے ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو گرفتار کیا تھا۔ ۲۲ جون کو اُسنے ایک اقبال مجسٹریٹ درجۂ اول کے روبرو کیا تھا جسکو کہ اُسنے بعد میں دوران ابتدائی تحقیقات کے روبروئے مجسٹریٹ سپرد کنندہ میں واپس لیا تھا۔

سشن جج نے اس اقبال پر اور نیز شہادت تمام کار پر انحصار کر کے ہر دو ملزمان پر جرم قتل عمد کی تجویز کی تھی اور اونکو حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا تھا۔

ان تجاویز جرم اور احکام سزا کی نارضی سے ملزمان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

بریلین ہمعیت لمگامراؤ وٹھل بجانب ملزم نمبر ۱۔ ملزم نمبر ۱ کا اقبال معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر بجبر حاصل کیا گیا ہے اور پولیس نے داب ناجائز سے کرایا ہے۔ ملزم حراست پولیس میں دس یا بارہ روز تک تھا اور گو کوئی بلاواسطہ شہادت اس امر کے متعلق موجود نہیں ہے تاہم یہ باور کرنا ناممکن ہے کہ ملزم نے بالارادہ اقبال کیا تھا۔ مقدمہ کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال بالارادہ نکیا گیا تھا کسی امر سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اُس مجسٹریٹ نے جسنے اقبال مذکور قلمبند کیا تھا اپنا اطمینان اس امر کی نسبت کر لیا تھا کہ اقبال مذکور بالارادہ کیا گیا ہے قبل اسکے کہ وہ باضابطہ طور پر قلمبند کیا گیا تھا۔ اور نہ مجسٹریٹ کا بیان اس امر کے متعلق عدالت سشن میں لیا گیا تھا اسلئے اقبال مذکور ناقابل پذیرائی ہے۔ باقی کلیتاً ناقابل اعتبار ہے اور تجویز ثبوت جرم کی بحالی کے واسطے کافی نہیں۔

رابرٹسن ہمعیت این جی چنداورکر بجانب ملزم نمبر ۲:- ملزم نمبر ۱ کا اقبال صرف اُسی مجرم پر ہوتا ہے اسلئے ملزم نمبر ۲ کے برخلاف غور نہیں کیا جا سکتا۔

راؤ بہادر وی جے کرتیکار وکیل سرکار بجانب سرکار۔ اُس اقبال سے جو صورت حالیہ میں قلمبند کیا گیا ہے احکام دفعہ ۱۶۴ مجموعۂ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کی تعمیل ہوتی ہے۔ اُسکے صحیح ضروری یادداشت مجسٹریٹ نے قلمبند کی ہے اور جبتک کہ صحیح شہادت سے اُسکے خلاف ثابت نکیا جائے قیاس یہ کیا جانا چاہیے کہ وہ حسب ضابطہ طور پر مطابق طریق قانون کے قلمبند کیا گیا تھا قرار دیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ کی طرف سے اس امر واقعہ کا قلمبند نکیا جانا کہ ملزم حراست پولیس میں تھا اقبال کو ناجائز نہیں بناتا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
نرائن

ملاحظہ ہو سرکار بنام بارکو (۱) ملکہ معظمہ بنام انگا (۲) زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء) یہ ثابت کرنا ملزم کے ذمہ ہے کہ اقبال مذکور تحریک یا تخویف یا اقرار وغیرہ کا نتیجہ ہے۔ بہت سی شہادت مقدمہ مین بتائید اقبال مذکور کے موجود ہے اسلئے وہ ملزم نمبر ۲ کے مقابلہ مین بھی قابل پذیرائی ہے۔

کینڈی صاحب جسٹس:۔ ہم سشن جج کے ساتھ اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ شہادت بخلاف دو ملزمان کے صرف تماکہا کا بیان اور ملزم نمبر ۱ کا اقبال ہے اور یہ امر معلوم کیا جانیکے قابل ہے کہ آیا بیانات مذکور درست اور بالارادہ تسلیم کئے جا سکتے ہین۔

اولاً دربارہ اقبال کے شروع ہی سے تماکہا کے شوہر کے رشتہ داران پر یہ شبہ کیا گیا تہا کہ انہون نے بتیرنا کو ہلاک کیا ہی جو تماکہا کا عاشق تہا مجرمانہ آشنائی مشہور تھی اور یہ امر واقعہ کہ لاش بظاہر ارادتاً تماکہا کی ماں کے گہر کے برآمدہ مین رکھی گئی تھی اس غرض کو ظاہر کرتا تہا جسکو مخفی رکھنے کے خواہان قاتل نہ تھے۔ پولیس ۱۱ جون کو چند گھنٹہ بعد قتل عمد کے موقعہ پر پہنچ گئی تہی۔ تماکہا کے شوہر کے رشتہ داران بشمولیت ملزمان حال کے مکانات کی تلاشی بدین غرض لیگئی تھی کہ کوئی مشتبہ شئے معلوم ہو مگر اسمین ناکامیابی ہوئی تہی اسمین شبہ نہین کہ وہ مشکل جو پولیس کو پیش آئی تھی یہ معلوم کرنے مین تھی کہ ملزمان کے رشتہ داران مین سے کون کون قتل مین شامل تھے۔ مطابق کاغذات پولیس کے پولیس نے ملزم نمبر ۱ کو ۱۲ جون کی تاریخ پر دس بجے صبح کے مقام بارگی مین گرفتار کیا تہا جو ہائیگتی (مقام وقوعہ) سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور کمتا سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ حکایت جو کہ ہیڈ کانسٹبل دہلراؤ نے دربارہ اس امر کے بیان کی تھی کہ کس اتفاق کی وجہہ سے اُسنے ملزم کو سڑک پر گرفتار کیا تہا جبکہ وہ ہائیگتی سے بارگی کو جا رہا تھا۔ اور کس طرح پر ملزم نے ان واقعات کا کامل اظہار کیا تہا جنکا کہ قتل سے تعلق ہے۔ بظاہر لغو معلوم ہوتی ہے اور وہ شہادت مندرجۂ مقدمہ سے کامل طور پر غلط معلوم ہوتی ہے یہہ امر صریح ہے کہ ملزم نمبر ۱ شروع ہی سے یعنے ۱۱ جون سے عملی طور پر زیر حراست تہا اور وہ بالارادہ طور پر ہائیگتی سے جبکہ باشندگان دیہہ کا میلان طبیعت ملزمان کیطرف تہا بارگی کیطرف بھیجا گیا تہا جہان

(۱) رسالہ ۱۸۹۵ء بمبئی ہائیکورٹ نیصلجات فوجداری نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ء
(۲) سنہ ۱۸۹۵ء انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۵۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد مظفر تیغ
بنام
نرائین

یہ خیال کیا گیا تہا کہ ملزم آسانی سے اقبال کریگا۔ کاغذات پولیس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم نمبرا
بارگی مین ۱۱ جولائی کو ۱۰ بجے صبح کے گرفتار کیا گیا تہا۔ یعنے اُسکے واقعی طور پر گرفتار کئے جانے سے
دس یوم بعد۔ یہ سمجہنا مشکل ہے کہ کیون وہ بارگی مین ۲۱ ۔ تاریخ کو گرفتار کیا گیا تہا۔ ممکن ہے کہ
اُسکی غرض یہہ تہی کہ چیف کانسٹیبل اُسکو دیکہہ سکے (چیف کانسٹیبل نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ ہائیرگی
سے گوکرن کو ۱۲ تاریخ کے دن گیا تہا اور اُسی شام کو ہائیرگی واپس چلا گیا تہا اُسنے ملزم نمبرا کو اُس
شب کو بارگی مین دیکہا تہا اور دوسرے دن اُسنے ملزم نمبر ۱۲ اور مہادو کو گرفتار کیا تہا) مگر اس امر کی
کوئی تشریح نہین کیگئی کہ کیون ملزم نمبرا کا بیان مجسٹریٹ نے کمتا مین ۲۳ ۔ تاریخ تک نہ لیا تہا۔ اگر
وہ بارگی سے ۲۲ ۔ تاریخ کی صبح کو بہیجا گیا تہا تو وہ کمتا مین اسی دن ۱۰ بجے صبح کو پہونچا ہوگا اور
یہی وقت پہونچنے کا ہے قبل اُسکے کہ مجسٹریٹ فوجداری کاغذات دیتا ہے۔

یہ امر نہائیت افسوسناک ہی کہ مسل مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ کس
طرح مجسٹریٹ کمتا نے احکام دفعہ ۱۶۴ (۳) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تعمیل کی تہی جسکے روسے مجسٹریٹ
ایک اقبال کے قلمبند کرنے سے ممتنع ہے الا جبکہ شخص اقبال کنندہ سے سوالات کرکے اسکے پاس یہہ
باور کرنیکی وجہہ موجود ہو کہ وہ بالارادہ طور پر کیا گیا ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ ایک معمولی باضابطہ
سرٹیفکیٹ موجود ہے جو مسل کے اخیر پر درج کیا گیا ہے۔ مگر حال جیسی صورت مین جہانکہ اقبال کنندہ
ملزم دس یوم تک پولیس کی حراست مین رہا ہو صحیح طور پر وہ سوال اصل جو کہ مجسٹریٹ کو اپنا اطمینان
اس امر کی نسبت کرنے کے واسطے کرنا چاہیئے کہ آیا اقبال بالارادہ ہے یہہ ہے کہ کس قدر عرصہ تک
ملزم حراست پولیس مین رہا ہے؟ ممکن ہے کہ صورت حال مین مجسٹریٹ نے قبل قلمبند کرنے اقبال
کے ملزم سے ایسا ہی سوال کیا ہو گو اُسنے ایسے سوالات و جوابات تحریر نہین کئے۔ مگر یہ خیال کرکے
کہ سوالات کی کوئی تحریر موجود نہین ہے سشن جج کا فرض تہا کہ قبل اقبال مذکور کے زیر دفعہ ۲۴۔ ایکٹ
شہادت واقعہ متعلقہ قرار دینے کے مجسٹریٹ کو طلب کرکے اپنا اطمینان امر مذکور کی نسبت کرتا۔
ہم کامل طور پر ان ہدایات گورنمنٹ (گورنمنٹ ریزولیوشن جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ نمبر ۱۳۴۳ مورخہ
۲۷۔ فروری سنہ ۱۸۹۸ء جسکی کہ ایک نقل سشن جج کے روبرو داخل کیگئی تہی) کے ساتہہ اتفاق کرتے
ہین کہ اس قسم کے مقدمہ مین عدالت کا فرض ہے کہ نہائیت احتیاط کے ساتہہ

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
نرائن

اُن واقعات کی نسبت تحقیقات کرے جنکی کہ موجودگی مین اقبال کیا گیا تہا اور بالخصوص اُس عرصہ کے متعلق جبتک کہ ملزم حراست مین رہا ہے"

صورت حال مین مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے کارروائی سپردگی مین باضابطہ طور پر ملزم نمبر ا کا بیان نہین لیا اور نہ اُسکو امر واقعہ اقبال کی تشریح کرنے کے واسطے کہا ہے مگر کارروائیات سے صریح طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم نے اپنے اقبال کو واپس لیا تہا اور (حسب معمول) پولیس کی بدسلوکی کی شکایت کی تہی۔ بہت سے جج ان اور مجسٹریٹان اور نیز ملزمان یہہ خیال کرتے ہین کہ ایک اقبال زیر دفعہ ۲۴۔ ایکٹ شہادت واقعہ غیر متعلقہ نہین ہوسکتا الا جبکہ یہ بیان کیا جا سکے کہ ایسی ایذارسانی کیگئی تھی جسکے کہ بدن پر نشانات موجود ہین۔ یہ غلطی ہے۔ ایک اقبال واقعہ غیر متعلقہ ہے اگر اُسکا کیا جانا بباعث تحریک یا تخویف یا اقرار وغیرہ کے ہو۔ اب سوال یہہ ہے کہ واقعات مقدمہ حال کیا ہین اور اُن واقعات سے کونسا طبعی نتیجہ اخذ کیا جانا چاہئے۔؟ سب سے اہم واقعہ (جو کہ ہدایات گورنمنٹ محولہ بالا مین ظاہر کیا گیا ہے۔ جس سے کہ ہم اتفاق کرتے ہین) ملزم نمبر ا درست طور پر ۱۱۔ جون سے حراست مین تہا۔ اُسنے اپنا اقبال مجسٹریٹ کے روبرو ۲۳۔ جون کو کیا تہا آیا یہ قیاس کرنا مناسب ہے کہ اُس کل عرصہ مین کوئی جبر پولیس نے ملزم پر نکیا تہا جسکی وجہہ سے اُسکو اقبال کرنے پر مجبور کیا [illegible] سشن جج نے یہہ بیان کیا ہے کہ "مین یقین کرتا ہون کہ ملزم نمبر ا نے اپنے آپ کو حراست مین سمجھکر اور یہ جانکر کہ کل گاؤن کو اُسکے جرم کا حال معلوم ہے مجبور ہو کر معاملہ کا افشا کیا [illegible]" لیکن اگر کل گاؤن کو اُسکے جرم کا حال معلوم تہا تو یہ علم شروع ہی سے یا کم از کم ۱۲۔ جون سے ہونا چاہئے۔ جبکہ تماکہا کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُسنے اپنا بیان پولیس کے روبرو دیا تہا اور ملزم نمبر ا کا نام ظاہر کیا تہا۔ مگر ملزم نمبر ا نے اپنا اقبال مجسٹریٹ کے روبرو اُسدن سے دس یوم بعد تک کیا تہا جبکہ تماکہا کیطرف سے اسکا الزام مین شامل کیا جانا بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ سشن جج نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ باور کرنا ناممکن ہے کہ پولیس ملزم سے اقبال کرانے کی کوشش [illegible] اور وہ اس نتیجہ کی تردید کرنے کے ناقابل تہی کہ وہ نامناسب طور پر کرایا گیا ہے اسلئے وہ امر واقعہ غیر متعلقہ ہے۔ اور اسپر غور نکیا جانا چاہئے۔

۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
نرائن

اب تماکہا کی شہادت پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ صرف ایک ہی ایسی عورت اُس گاؤن مین تھی جو کر قتل کے متعلق کوئی علم ہو سکتا تہا اور اسمین شبہ نہین کہ ۱۲۔ تاریخ کو پولیس نے اُس سے سوال کئے تھے گو وہ غلط طور پر امر واقعۂ مذکور سے انکار کرتے ہین۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ ۱۳۔ تاریخ اُسنے وہ بیان دیا تہا جس مین ہر دو ملزمان اور مہادو جرم مین شریک کئے گئے ہین اور ۱۴۔ تاریخ اُسنے وہ جگہ بتائی تہی جہان اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ متوفی کے ساتھہ بیٹھی ہوئی تہی جبکہ اسپر حملہ کیا تہا۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ اُسوقت مجسٹریٹ کے پاس ارسال نکیگئی تھی تاکہ اُسکا بیان مجسٹریٹ سے زیر دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند کیا جاتا۔ چیف کانسٹیبل نے عدالت سشن مین یہ بیان کیا تہا کہ مینے اوّلاً تماکہا کو مجسٹریٹ درجۂ اول کمتا کے پاس بہیجا تہا جسنے کہ اُسکا بیان قلمبند کیا تہا۔ مینے یہہ کام اس غرض سے کیا تہا کہ مبادا وہ ورغلا لیجائے۔" مگر مسل مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۔ جولائی تک مجسٹریٹ کے پاس نہ بہیجی گئی تہی۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ جب ملزم نمبر ۱ نے اپنا اقبالی پولیس کے روبرو ۲۱۔ جون کو دیا تہا تو چیف کانسٹیبل نے ملزم نمبر ۲ اور مہادو کو ۲۲۔ جون بظاہر ہری گئی مین گرفتار کیا تہا جہانکہ وہ اُس تاریخ پر تحقیقات کر رہا تہا اور جہان وہ بالفعل موجود تھے۔ کیونکہ کاغذاتِ پولیس اور مجسٹریٹ کی فوجداری رپورٹ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم نمبر ۲ اور مہادو ۲۲۔ تاریخ کو ۶ بجے صبح کے کمتا مین گرفتار کئے گئے تھے۔ یہ تعجب انگیز بات ہے کہ وہ کمتا مین نہ پہونچ سکتے تھے جبتک کہ وہ وہان حراست پولیس مین نہ لیجائے جاتے۔

دوسرا امر جو ملحوظ رکھنے کے قابل ہے یہہ ہے کہ ۲۳۔ جون کو وہ دونو ملزمان مجسٹریٹ درجۂ کمتا کے روبرو پیش کئے گئے تہے اور چیف کانسٹیبل نے دس یوم کی مہلت واسطے تکمیل تحقیقات پولیس کے مانگی تھی۔ مجسٹریٹ نے پانچ یوم کی مہلت دی تہی اور ان دونو ملزمان کو حراست پولیس مین واپس بہیجا تہا۔ ملزم نمبر ۱ نے مجسٹریٹ کے روبرو ایک اقبال ۲۳۔ جون کو کیا تہا اور وہ مجسٹریٹ حوالات مین رکھا گیا تہا اور حراست پولیس مین واپس نہ بہیجا گیا تہا۔ مگر یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ مزید جائز تحقیقات پولیس ملزم نمبر ۲ اور مہادو کے واسطے ضروری تہی۔ کوئی مال پیش کئے قابل موجود نہ تہا۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ چیف کانسٹیبل نے بظاہر کوئی کوشش تماکہا کو مجسٹریٹ روبرو پیش کرنے کی ۲۳۔ جون کو نکی تہی۔ پانچ یوم کی مہلت لیکر اُسنے ۲۹۔ جون کو یعنے کے بعد ایک یوم سفر مین لگا ہوگا، مقدمہ مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیا تہا۔ رپورٹ فوجداری

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
نرائن

یہہ اندراج کیا گیا ہے کہ ملزم نمبر ۲ اور گواہ مجسٹریٹ کے روبرو ۹ - تاریخ کو ۴ بجے شام کے پہونچے تھے۔ مگر وجوہات درنگ قلمبند کردہ مجسٹریٹ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملزمان مجسٹریٹ کے روبرو ۲ جولائے کو لائے گئے تھے اور کہ مقدمہ ۹ - تاریخ پر ملتوی رکھا گیا تھا کیونکہ مجسٹریٹ نے ہونادر مین کسی ضروری کام کے واسطے حسب الحکم مجسٹریٹ ضلع کے جانا تھا - مگر ۲ - جولائے کو چیف کانسٹیبل نے تما کہا کو ایک کانسٹیبل کے زیر حراست ہونادر کو روانہ کر دیا تھا اور بظاہر یہ کام بعد اُسوقت کے کیا گیا تھا جبکہ مجسٹریٹ نے مقدمہ کو کمتا مین ملتوی رکھا تھا اور وہ خود ہونادر مین چلا گیا تھا) ساتہہ ہی ایک یادداشت مدین بیان ارسال کیگئی تہی کہ اُسکو مخفی طور پر اطلاع ملی ہے کہ گواہان استغاثہ کو ورغلانے کی کوشش کیجا رہی ہے اور اُسنے یہ استدعا کی تھی کہ تما کہا کا بیان زیر دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری لیا جاوے جو ایک اہم گواہ ہے چنانچہ یہ کام ہونادر مین کیا گیا تہا اور بیان مذکور بطور دستاویز نمبر ۹ کے عدالت سشن مین قلمبند کیا گیا ہے اُسکا مزید بیان جو ۲۳ - جولائی کو مجسٹریٹ کے روبرو دیا گیا تہا بیان نمبر ۱ ہے اور اُسکا بیان روبروے سشن جج بیان نمبر ۲ ہے - سوال یہہ ہے کہ آیا اُسکے بیانات مذکورہ اسغرض کے واسطے کافی ہین کہ اُنپر بر دو ملزمان کی تجاویز جرم مبنی رکہی جائین -

ہم افسوس کرتے ہین کہ بعد محتاط طور پر غور کرنے کے ہم سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ اخذ نہین کر سکتے کہ صرف تما کہا کی شہادت پر تجویز ثبوت جرم کا مبنی رکہنا غیر محفوظ ہے - ہمکو اُسکا یہ بیان نظر انداز کرنا چاہئے کہ اُسنے متوفی کی لاش کو ۱۱ - جون کی صبح کو اُسوقت پڑا ہوا دیکہا تہا جبکہ وہ اپنی ماں کے گہر سے نکلی تھی - ممکن ہے کہ یہ بالکل درست ہو مگر اُسکا کوئی تعلق مبینہ واقعات قتل کے ساتہہ نہین ہے اور نہ ہمارے واسطے اُن خفیف اختلافات پر غور کرنا ضروری ہے جو اس امر واقعہ کی وجہہ سے پیدا ہوئے ہون کہ اُسنے بباعث چالاک طبع عورت ہونیکے صاف طور پر وکیل ملزمان کی جرح کا جواب دیا تہا - سوال یہہ ہے کہ آیا ہم اُسکی اس شہادت کو تسلیم کر سکتے ہین کہ اُسنے قتل کو وقوع مین آتے دیکہا ہے ؟ سشن جج کو اسمین کچہہ شبہ نہ تہا کہ اُسکی خواہش یہہ تہی کہ اپنے عاشق کے قتل کا بدلا لے اور کہ وہ اولاً شرم و حیا کی وجہہ سے اور اپنے شوہر کے خاندان پر بربادی کے ڈر سے سچ بولنے مین تامل کرتی تہی مگر اُسکو یہہ اچہی طرح معلوم ہوگا - کہ اسکی مجرمانہ آشنائی ہیرا نا کے

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
نرائین۔

ساتھہ مشہور تھی اور کہ اُسکو بلا شبہ طور پر کوئی محبت اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھہ نہتی جو کہ مطابق خود اسکے بیان کے اُسکے ساتھہ بُرا سلوک کرتے تہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اپنے بیان روبروے مجسٹریٹ قلمبند کردہ ۲ جولائی مین اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ ملزم جسنے کہ اوّلاً بیرا ا پر حملہ کیا تہا اور اسکو پکڑ رکہا تہا مہادو تہا اور یہہ امر مطابق بیان ملزم نمبر ایک ہے اُسکے بیان قلمبند کردہ ۱۱ جولائی مین اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ اوّلاً نرائین (ملزم نمبر ۲) نے حملہ کیا تہا یہی بیان اُسنے عدالت سشن مین بھی دیا تہا یہ کوئی خفیف اختلاف نہین ہے۔ زان بعد آیا یہہ امر اغلب ہے کہ وہ بیرا ا کے ساتہہ ایک گہنٹہ کے قریب وہان بیٹھی رہی ہو اور وہین پکڑی گئی ہو۔ ممکن ہے کہ اُسنے بیان کا یہ جزو اپنے دل ہی بنایا ہو اور نیز وہ بیان جو اُسنے اپنی صحت کی حالت کے متعلق دیا ہے، تاکہ اُسکو یہ اقبال نکرنا پڑے کہ وہ وقعی طور پر بیرا ا کے ساتہہ سوئی ہوئی پکڑی گئی تھی دراصل بات یہہ ہے کہ بیرا ا تما کہا کیساتہہ سویا ہوا پکڑا گیا تہا اور وہین گلا گہونٹ کر مار دیا گیا تہا مگر یہہ کم و بیش قیاسی بات ہے، اور مشکل یہ ہے کہ اُسکے بیان کا ایک جزو نامنظور کیا جانا پڑتا ہے اور باقی تسلیم کرنا۔ اس شبہ کی تردید کرنا ناممکن ہے کہ اُسنے قتل کو وقوع مین آتے نہ دیکہا تہا۔ اگر شروع ہی مین قدرتی محبت عاشقِ خود اور اسکے بیرحمی کے قتل کئے جانیکے خیال سے اُسنے عین درست طور پر سب کچہہ کہدیا ہوتا جو کہ اُسنے دیکہا تہا تو صرف اُسکی شہادت ہی تجویز جرم کے واسطے کافی ہوتی ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسیسران کی رائے بالکل درست ہے۔ گورنمنٹ پلیڈر نے یہہ عذر کیا تہا کہ اس رائے کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ تما کہا کے کسی اور عاشق نے بیرا ا کو ہلاک کیا ہوگا۔ مگر اُسنے اس امر کو ملحوظ نہین رکہا کہ علاوہ بیان ملزم نمبر ا (برادر بیرا ا) کے خود چیف کانسٹیبل نے جسنے تحقیقات کی تہی یہ بیان کیا ہے کہ اُسکو مہادو دیو ہاری پر شبہ ہے۔

بلحوظی واقعات مذکور کے ہمکو احکام سزا و تجاویز ثبوت جرم کو منسوخ کرکے ملزمان کے بری اور رہا کئے جانیکا حکم دینا چاہیئے۔

تجاویز ثبوت جرم و احکام سزا منسوخ کئے گئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و بہو صاحب جسٹس

۱۸ جنوری ۱۹۰۱ء

شام سنگہ (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام سنتا بائی و یکسن دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان*

دہرم شاستر۔ تبنیت۔ ہبہ ایک پسر کا تبنیت مین منجانب ایک ایسے ہندو کے جو مشرف باسلام ہوا ہو۔ ایسی تبنیت کا جواز۔

ایک ہندو باپ مذہب اسلام کو قبول کرنیکی وجہہ سے اپنی اس قابلیت کو زائل نہین کرتا کہ اپنے پسر کو تبنیت میں دے۔

سوال۔ آیا یہ امر برہمنان کیعہد سے متعلق ہے جنین کہ رسم دتا ہوما کا ادا کرنا ضروری ہے۔

ایک شخص جو ایک راجپوت تہا اور جسکی اصلی ماں فوت ہوگئی تہی اور جسکا اصلی باپ مسلمان ہوگیا تہا اسکے چچا کیطرف سے جسکو کہ طبعی باپ نے ضروری اختیار عطا کیا تہا تبنیت مین دیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ تبنیت جائز تہی۔

اپیل بر ارہی فیصلہ ای ایم پریٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج شولاپور بیجاپور مشعر ترمیم ڈگری راؤ بہادر مہادیو شر یدپ سبارڈینیٹ جج درجہ اول شولاپور۔

ایک شخص امراؤ سنگہ جو قوم کا راجپوت تہا ۱۸۶۲ء مین ایک بیوہ اور دو دختران سنتا بائی و پاروتی بائی چہوڑ کر فوت ہوگیا تہا جو دونو نالش ہذا مین مدعیان ہین۔

مدعا علیہ کو امراؤ سنگہ کی بیوہ نے متبنے کیا تہا۔ اسکی تبنیت کے وقت مدعا علیہ کا اصلی باپ مسلمان ہوگیا تہا اور اسکی اصلی ماں فوت ہوچکی تہی مگر وہ اپنے چچا سے تبنیت مین دیا گیا تہا جسکو کہ لڑکے کے اصلی باپ نے ضروری اختیار عطا کیا تہا۔

۱۸۹۶ء مین مدعیان نے نالش حال واسطے منسوخی مدعا علیہ کی تبنیت کے اسوجہہ سے کی تہی کہ وہ خلاف قانون اور ناجائز ہے یا علے سبیل البدل واسطے دلاپانے قبضہ بعض جائداد کے جو کہ انکو بذریعہ ہبہ نامہ تحریر کردہ مدعا علیہ اور اسکے تبنیت گیرندہ باپ کے عطا کیگئی تہی۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ تبنیت جائز تہی اُسنے مدعیان کا دعوے اُس حد تک منظور کیا تہا جہانتک کہ وہ ہبہ نامہ پر مبنی رکہا گیا تہا اور اُسکے باقی دعوے کو نامنظور کیا تہا۔

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ کی تبنیت اسوجہہ سے ناجائز تہی کہ وہ

* اپیل دوم نمبر ۵۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شام سنگھ
بنام
سنتاباہی

ہندو جو مذہب اسلام قبول کرلے کوئی اختیار اپنے پسر کو تبنیت میں دینے یا اختیار مذکور کے کسی کو نیابتاً عطا کرنیکا نہین رکھتا۔ اسلئے اسنے مدعیان کے کل دعوے کو منظور کیا تہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ایس ایس بیکار منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ)۔ عدالت اپیل ماتحت نے بطور امر واقعہ کے یہ قرار دیا ہی کہ تبنیت کیگئی تہی۔ اسلئے صرف ایک ہی سوال یہہ ہے کہ آیا تبنیت جائز ہے۔ طبعی پدر کے مشرف باسلام ہونیسے وہ اپنے پسر کو تبنیت مین دینے کے اختیار سے محروم نہین ہوجاتا۔ ایک باپ اپنے پسر کی ولائت کو بباعث تبدیل مذہب کے زائل نہین کرتا۔ وہ بروئے ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء کے اپنے حقوق بباعث تبدیلی مذہب کے زائل نہین کرتا۔ ملاحظہ ہو کتاب ویسٹ و بہلر صاحبان (طبع سوم) صفحات ۹۰۷ و ۹۵۱ و ۱۰۷۹۔ دہرمشاستر سٹیل صاحب صفحات ۴۳ و ۱۸۳۔ لڑکے کو تبنیت مین دینے کا حق ایک فعل ولائت ہے۔ ملاحظہ ہو نیچاپا بنام سنگون لبادا (۱) کناہی رام بنام بدیارام (۲) مجہو بنام ارزون (۳) اسطرح پر باپ بعد تبدیلی مذہب کے اپنے لڑکے کو تبنیت مین دینے کا مجاز ہے وہ مجاز تہا کہ اپنے برادر کو واقعی ہبہ پسر کرنیکا اختیار نیابتاً عطا کرے ملاحظہ ہو دہرمشاستر مین صاحب صفحہ ۱۰۴ طبع سوم وجی رنگام بنام لکشمن (۴) دینکٹا بنام سبہادرا (۵) ستاراپار بنام ستامل (۶)

جی ایس ملگاؤکار منجانب سپانڈنٹان (مدعیان):۔ تبنیت مذکور بروئے دہرمشاستر کے جائز نہین ہے ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء سوالات وراثت و جانشینی جایداد سے متعلق ہے۔ وہ صورت حال سے متعلق نہین ہے۔ تبنیت بروئے دہرمشاستر کے صرف قومی فعل ہی نہین ہے بلکہ وہ ایک مذہبی فعل بھی ہے۔ اگر یہ فرض بھی کیاجائے کہ صورت حال مین کوئی رسومات مذہبی ضروری نتہین کیونکہ فریقین راجپوت ہین۔ اسوجہ سے تبنیت کے ایک فعل مذہبی ہونے مین کوئی خلل واقعہ نہین ہوتا۔ خیال اسبات پر کیاجاتا ہے کہ تبنیت کا کیا اثر ہے تبنیت کے رو سے متبنی شخص تبنیت گیرندہ کے خاندان مین وراثت لینیکا مستحق ہوجاتا کیونکہ وہ خاندان مذکور کا ایک رکن بن جاتا ہی اسکی وجہہ سے پسر متبنی کا گوترا تبدیل ہوجاتا اور وہ اپنے اصلی باپ کے خاندان کا رکن نہین رہتا اسکا تعلق باپ کے خاندان سے بالکل جاتا رہتا ہی اسپر لئے طبعی والدین کا شراد ہ اداکرنا لازم نہین

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۹۵ بصفحہ ۹۱۔ (۲) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۴۹۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۲ء) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۳۵۔ (۴) (سنہ ۱۸۷۴ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۴ (صیغہ اپیلانٹ دیوانی) صفحہ ۲۵۰
(۵) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۴۸۔
(۶) (سنہ ۱۸۸۳ء) " " " جلد ۶ صفحہ ۴۹۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شام سنگھ
بنام
سنتا بائی

بلکہ صرف تبنیت گیرندہ والدین کے شرادہ کا ادا کرنا لازم ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا ایک فعل جسکا یہ اثر تھا ایک ایسے باپ سے کیا جاسکتا ہے جو مسلمان ہوگیا ہو خواہ وہ اسکو خود کرے یا بوساطت ایک ایجنٹ کے، اگر وہ اس فعل کو خود کر سکتا ہے تو ہم یہ عذر نہین کرتے کہ وہ اسے بوساطت ایجنٹ کے نہین کر سکتا۔ مگر وہ اسکو خود نہین کر سکتا کیونکہ تبدیلی مذہب کی وجہ سے وہ پتیتا ہوگیا ہے۔ وہ اپنے ہندو پسران کا باپ افعال مذہبی کے واسطے نہین رہتا اور تبنیت کا اثر مذہبی ہے کیونکہ اسکے رو سے گوترا تبدیل ہوجاتا ہے اسمین شبہ نہین کہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء کا اثر باپ بیٹے کے رشتہ کو قایم رکھنے کا ہے مگر یہ بات اغراض ملکیت کے واسطے ہے۔ اغراض مذہبی کے واسطے ایک تبدیل مذہب کردہ شخص کے ہندو بچے یتیم ہوتے ہین وہ اس شخص سے تبنیت مین نہین دئیے جاسکتے جو کہ دہرم شاستر اور مذہب اہل ہنود کی نظرون مین فوت ہوگیا ہو۔ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء صرف قابل کنندہ ایکٹ ہے۔ اسکی رو سے ایک معنون مین وہ ناقابلیت رفع کیگئی ہے جو بباعث تبدیل مذہب کے عائد ہو یعنے اسکے رو سے تبدیل مذہب کردہ شخص کے حق مین صرف دیوانی حقوق قایم رکھے گئے ہین مگر ناقابلیت ہائے مذہبی مین ایکٹ مذکور کے رو سے خلل واقع نہین ہوا اسلئے ہم استدعا کرتے ہین کہ تبنیت ناجائز ہے۔

کینڈی صاحب جسٹس:۔ سوال غور طلب یہ ہے کہ آیا مدعی کی تبنیت جائز ہے۔ بوقت تبنیت کے اسکی طبعی مان فوت ہوچکی تھی اور اسکا اصلی باپ مسلمان ہوگیا تھا۔ اسلئے وہ اپنے چچا سے تبنیت مین دیاگیا تھا جسکو کہ مسلمان باپ نے امر مذکور کے متعلق اختیار عطا کیا تھا۔

صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ طبعی باپ ایسی صورت مین اختیار مذکور نیابتاً عطا کر سکتا تھا کیونکہ وہ مسلمان ہوجانے کی وجہ سے دہرم شاستر کے تابع نہ تھا اسلئے نہ تو وہ تبنیت مین دیسکتا تھا اور نہ دینے کا اختیار عطا کر سکتا تھا۔

اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ اگر باپ لڑکے کو تبنیت مین دینے کا مجاز تھا تو وہ اختیار مذکور اپنے بھائی کو نیابتاً عطا کر سکتا تھا جیسا کہ مین صاحب نے طبع ششم کے صفحہ ۲۵۰ پر بیان کیا ہے، چونکہ ضروری منظوری منجانب ایک اختیار دادہ شخص کے عطا کیگئی ہو تو جسمانی فعل بتعمیل منظوری مذکور تبنیت مین دینے کا کسی اور شخص کو نیابتاً عطا کیا جاسکتا ہے (۱) جیسا کہ ویسٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ دجیارنگم بنام لکشمن مین صفحہ ۲۵۷ پر بیان کیا ہے۔ دہرم شاستر کے رو سے بہت سے طریقے ہیں ادائیگی افعال قانونی کے

(۱) دیکھو رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۹۰ (ابتدائی دیوانی)

سنہ ۱۹۰۱ء
شام سنگھ
بنام
ستا بائی

تسلیم کیا گیا ہے۔ تبنیت مین دینے اور لینے کی غرض صریح طور پر یہہ ہوتی ہے کہ حسب ضابطہ شہرت ہوجاوے (ملاحظہ ہو ڈائجسٹ کو لبروک صاحب جلد ۵ نقرہ نمبر ۲۷۳ شرح) اور یشوادا کی طرف سے اپنے چچا کو جسمانی فعل کے عمل مین لانیکے واسطے مقرر کیا جانا جو کہ اُسکی شمولیت کی وجہہ سے موثر کیا گیا تہا۔ ہماری رائے مین تبنیت کے جایز اثر کو زائل نہین کرسکتا۔

مگر وہ دعوے جو کہ مدعاعلیہ نے صورت حال مین اختیار کیا ہے یہہ ہے کہ باپ مسلمان ہوگیا تہا اسلئے وہ اختیار دادہ شخص نہتہا۔ اُسکا فعل لڑکے کو تبنیت مین دینے کا جائز نہوگا وہ بباعث ترک کرنے مذہب ہنود کے دہرم شاستر کی نظر مین فوت ہوگیا تہا اور اُسکا پسر یتیم تہا اور وہ ہرگز تبنیت مین نہ دیا جاسکتا تہا۔ یہی رائے بظاہر صاحب جج ضلع نے اختیار کی تہی۔ اُنہی یہ قرار دیا تہا کہ معاملات تبنیت مین قانون اور مذہب ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتے اسلئے جب ایک باپ ہندو نہ تہا تو اُسکا اختیار عطائے تبنیت بہی زائل ہوگیا تہا اگر یہ درست تعبیر ہے تو ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء متعلق نہوگا۔ کیونکہ ایکٹ مذکور کا اثر یہ بیان کیا گیا ہے کہ قوم سے خارج کیا جانا خواہ اُسکی کوئی وجہہ ہو اُن جملہ صورتون مین بالکل غیر ضروری ہے جہانتک بصورت عدم موجودگی ایکٹ مذکور کے اُسکے رو سے ایک استحقاق کے استعمال اور موثر کرنیکو ممتنع ہوجاتا۔ بخلاف ازین جہان ایسے واقعات موجود ہون جو بلا واسطہ کسی خیال مذہبی کے بروے دہرم شاستر کے ایک ناقابلیت پیدا کرتے ہون۔ یہ امر واقعہ کہ خروج از قوم کیوجہہ ناقابلیت ہے۔ اُسکو اپنی پہلی حیثیت پر رہنے دیتا ہے ناقابلیت مذکور اسوجہہ سے زائل نہین ہوجاتی کہ خروج غیر موثر ہے (کتاب مین صاحب طبع ششم صفحہ ۱۸۰) ایسا ہی صورت حال مین یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ شخص جو ہندو نہ ہے بلحاظ نوعیت مقدمہ کے اپنے پسر کو تبنیت مین نہین دیسکتا۔ یہ کوئی دعوے مبنی بر قانون یا رواج نہین ہے جسکے رو سے اُسکا استحقاق عطائے پسر خود بہ تبنیت زائل کیا گیا ہو کیونکہ اُسنے مذہب ہنود ترک کردیا ہے بلکہ دعوے یہہ ہے کہ وہ رسوم تبنیت مین شامل ہونیکو بالکل ناقابل ہوگیا ہے۔ مقدمہ پنچا بنام سنگن بسا وا (۱) مین پارسنس صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی تہی: کتب دہرم شاستر کا حوالہ ایک مقدمہ حیثیت کے متعلق دینا بے سود معلوم ہوتا ہے جس کی کہ موجودگی کا کبہی منشاء ظاہر نکیا گیا ہو مگر میری رائے مین یہ امر صریح ہے کہ اختیار عطائے پسر بہ تبنیت

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۸۹ بصفحہ ۹۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شام سنگھ
بنام
سنتا بائی

صرف باپ اور ماں کو عطا کیا گیا ہے کیونکہ وہ مالکان اور طبعی اولیا اپنے لڑکے کے ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ماں حیثیت مذکور کو زائل کر دے تو اُسکا اختیار مذکور بھی زائل ہونا چاہیے" مقدمہ مذکور میں ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء فیصل کیا گیا تھا جسکی دفعہ ۳ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ازدواج ثانی کا اثر یہہ ہے کہ ماسوائے موجودگی خاص واقعات کے ماں کا استحقاق ولایت اُسکے بچے کی نسبت زائل ہو جاتا ہے۔ مگر کوئی ایسا قانون متعلق بمقدمہ حال موجود نہیں ہے بخلاف ازیں صحیح طور پر یہہ فیصل کیا گیا ہے کہ بروئے ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء کے ذاتی استحقاق ایک ہندو باپ کا اپنے بچوں کی حفاظت کے متعلق نہ صرف بطور طبعی ولی کے بلکہ ذاتی طور پر ایک ایسا استحقاق ہے جو اُسکے حق میں محفوظ ہے خواہ اُسنے مذہب اہل ہنود ترک کر دیا ہو۔ ملاحظہ ہو مجہو ناتھ ارزون (۱) مقابلہ مسماۃ نرائن نام لکشمی بائی (۲)۔ تبنیت بطور ایک دیوانی معاملہ کے متصور کیجا سکتی ہے اور نیز بطور ایک رسم مذہبی کے اگر دیوانی لحاظ سے باپ تبنیت میں دینے کا مجاز ہو تو وہ دینے کی منظوری عطا کرنیکا بھی مجاز ہے۔ جہاں فریقین ہندو ہوں اور رسم دتا ہوما کی ادائیگی ضروری ہو تو ممکن طور پر باپ بعد مسلمان ہونے کے اپنے برادر کو اجازت نہیں دیسکتا کہ دتا ہوما کی ادائیگی کے وقت حاضر رہے۔ مگر امر مذکور صورت حال میں پیدا نہیں ہوتا۔ سوال دراصل اس حد تک محدود ہے کہ اگر باپ دیوانی معنوں میں فوت شدہ نہیں ہے اور اگر وہ ابتک اپنے پسر کا ولی ہے تو کیوں وہ اپنے اختیار کے استعمال کرنے اور مطابق دہرم شاستر کے اپنے بیٹے کے تبنیت میں دیئے جانے کی نسبت رضامندی ظاہر کرنے کے قابل نہ ہونا چاہیئے؟ بیٹا ابتک ہندو ہے وہ تبنیت میں لیا جا سکتا ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں تبنیت ناجائز قرار دیجانی چاہیئے۔

ہم صاحب جج ضلع کی اس رائے کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ "اگر ایک مسلمان شدہ شخص اپنے ہندو پسران کو تبنیت میں دیسکے تو وہ اونکو اونکے حصہ جائیداد خاندانی سے محروم کرنے کے قابل ہوگا جو کہ اوسکے اسلام قبول کرنے سے پہلے اُنکے نام مفوض ہوا ہو" یہ رائے اُس صورت سے بھی متعلق ہو سکتی ہے جبکہ باپ نے ہندو مذہب نہ بھی چھوڑا ہو۔

چنانچہ ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کو بحال [illegible] ہیں۔ مدعیان کو چاہیئے کہ مدعا علیہ کا خرچہ عدالت ضلع و ہائیکورٹ ادا کریں۔

ڈگری منسوخ کیگئی۔

(۱) (سنہ ۱۸۶۶ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۲۳۔ (۲) (سنہ ۱۸۷۵ء) مارس سپیشل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۱۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جسٹس رانڈے صاحب و مسٹر جسٹس کرو صاحب حسب تصواب از طرف مسٹر جسٹس چنڈاورکر صاحب و مسٹر جسٹس فلٹن صاحب

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

سداشیو (ابتدائً مدعا علیہ نمبر ۲) اپیلانٹ **بنام** رام کرشن (ابتدائً مدعی) رسپانڈنٹ۔*

تشخیص۔ مالگذاری ارضی۔ نالش واسطے بقایا تشخیص کے۔ میعاد۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)

مدات ۱۱۰ و ۱۲۰۔

لفظ "لگان" کا استعمال مجموعہ مالگذاری ارضی (بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء) مین صرف بحوالہ ان اعلیٰ اور ادنیٰ قابضان کے کیا گیا ہے جنکے کہ مابین رشتہ "مالک و مزارعہ" موجود ہو۔

مدعی ایک موضعہ کا انعامدار تہا۔ مدعا علیہ بعض اراضیات پر موضعہ مذکور مین قابض تہا مگر وہ نہ تو مدعی کیطرف سے اور نہ اسکے جانشین سابق کیطرف سے بذریعہ کسی اقرارنامہ کے قابض کیا گیا تہا۔ مدعی نے مدعا علیہ سے پانچ سال کے بقایائے تشخیص کے دلاپانے کی نالش کی تہی۔ مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی تین سال سے زیادہ کے بقایا کا دعوے نہین کرسکتا۔

تجویز ہوئی کہ نالش تابع مدہ ۱۲۰ نہ کہ مدہ ۱۱۰ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے تہی کیونکہ رشتہ مابین فریقین کے اعلیٰ اور ادنیٰ قابضان اراضی کا رشتہ تہا نہ کہ رشتہ مالک و مزارعہ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ جی جے ہیٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج ناسک مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب جی آر گوکہیل سبارڈینیٹ جج درجہ دویم پمپل گانو۔

مدعی موضع کتہوری واقعہ ضلع ناسک کا انعامدار تہا۔

سنہ ۱۸۹۵ء مین مدعی نے بعض اراضیات کے بقایا تشخیص کے دلاپانے کی نالش کی تہی جو کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے قبضہ مین بوساطت مدعا علیہ نمبر ۱ کے ہین۔ دعوے پانچ سال کی تشخیص کا تہا جو قبل از رجوع نالش منقضی ہوچکے تہے۔ مدعا علیہ نمبر ۱ نے نالش کی جوابدہی نہ کی تھی۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی تین سال کے بقایائے تشخیص سے زیادہ کا دعوے کرنیکا مستحق نہ تہا۔

عدالت اوّل نے کل دعوے مدعی کو بدین قرارداد منظور کیا تہا کہ نالش یا تو تابع مدہ ۱۲۰ یا مدہ ۱۳۲ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے۔

---

* اپیل دوم نمبر ۱۴۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء

سن ۱۹۰۱ء
عبدالمجید
بنام
رام کرشن

برطبق اپیل کے فیصلہ مذکور کو صاحب جج ضلع نے بحال رکہا تہا جسنے قرار دیا تہا کہ نالش تابع مد ۱۲۰ ایکٹ میعاد کے ہے۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

ڈی اے کہیر منجانب اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۲): نالش تابع مد ۱۱۰ ایکٹ میعاد کے ہے۔ نالش دراصل نالش بقایائے لگان ہے رشتہ مابین فریقین رشتہ مالک و مزارع ہے۔ انعامدار ایک منتقل الیہ مالگذاری اراضی کا ہے وہ منتقل کردہ موضع مین جملہ حقوق گورنمنٹ کا جانشین ہوگیا ہے اور کہ گو ہم خود انعامدار سے قابض نہ کئے گئے تہے تاہم ہم گورنمنٹ کے تابع قابض ہوئے تہے جسکی کہ وساطت سے انعامدار دعوے کرتا ہے۔ دعوے زائد از عرصۂ تین سال کے بقایا کی نسبت زائد المیعاد ہے۔

رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہ تہا۔

رانا ڈے صاحب جسٹس:۔ اصلی امر متنازعہ اپیل ہذا مین سوال میعاد کے متعلق ہے نالش انعامدار مدعی نے واسطے دلا پانے پانچ سال کی تشخیص اُن اراضیات کے رجوع کی تہی جن کی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے قبضہ مین بوساطت مدعا علیہ نمبر ۱ کے ہین مدعا علیہ نمبر ۱ حاضر نہوا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی کا دعوے پہلے تین سال کے واسطے زائد المیعاد ہے اور کہ وہ صرف تین قطعات اراضی پر قابض تہا اور باقی دو قطعات مدعا علیہ نمبر ۱ کے قبضہ مین ہین۔ سوال میعاد کے متعلق مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہہ بحث کی تہی کہ پہلے تین سال کا دعوے بروئے مدات ۶۲ و ۱۱۰ یا ۱۱۵ کے زائد المیعاد ہے۔ عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ مد ۱۳۲ یا مد ۱۲۰ متعلق ہوتی ہے اور اُسنے پانچون قطعات اراضی کا دعوے منظور کیا تہا کیونکہ وہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے کہاتہ مین درج تہی اسلئے وہ زیر دفعہ ۱۳۶ مجموعۂ مالگذاری اراضی بحیثیت اعلےٰ قابض ان دو قطعات کے ذمہ دار ادائیگی تشخیص تہا جنکا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے قبضہ مین ہونا اُسنے بیان کیا تہا۔ چنانچہ ایک ڈگری ہر دو مدعا علیہم کے برخلاف کل رقم متدعویہ کی صادر کیگئی تہی۔

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ نہ تو مد ۱۱۰ اور نہ مد ۱۱۵ اور نہ مد ۱۳۲ متعلق ہوتی تہی اور کہ مقدمہ تابع مد ۱۲۰ کے تہا اور کہ ہر دو مدعا علیہم کل دعوے کا ذمہ دار تہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
سداشیو
بنام
رام کرشن

اپیل دوم مین وہ اہم امر جو مسٹر کہیر نے اٹھایا تھا یہ تھا کہ مقدمہ تابع مد ۱۱ کے ہے نہ کہ مد ۱۲۰ کے۔ عذر متعلق بہ اطلاق دیگر مدات (۶۲ و ۱۱۵ یا ۱۳۲) پر غور کیا جانا ضروری نہین ہے کیونکہ اسپر مسٹر کہیر نے زور نہین دیا۔

مد ۱۱ اکے بموجب عرصہ میعاد واسطے نالشات بقایائے لگان کے مقرر کیا گیا ہے۔ عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی کا دعوے صورت حال مین لگان کے متعلق نتھا بلکہ مالگذاری اراضی کے متعلق تہا۔ لگان کی تعریف دفعہ ۱۰۵ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین کیگئی ہے اور مختصر الفاظ مین وہ زر واجب الادا منجانب مزارعہ بحق مالک بموجب معاہدہ مابین مالک و مزارعہ کے ہے دفعہ ۸۳ مجموعہ مالگذاری اراضی سنہ ۱۸۷۹ء مین مزارعہ کی تعریف بطور ایک ایسے شخص کے کیگئی ہے جو کہ اراضی پر کسی اور شخص کیطرف سے قابض کیا گیا ہو اور بحیثیت مذکور وہ اراضی پر اجازت تا دوسرے شخص کیطرف سے قابض ہو۔ وہ ادائیگی زر یا دیگر اشیا جو شخص مذکور کیطرف سے کیجائے لگان کہلاتی ہے اور اسکی مقدار کا فیصلہ بذریعہ معاہدہ یا رواج کے کیا جاتا ہے صورت حال مین مدعا علیہم بطور مزارعان مدعی کے متصور نہین کئے جا سکتے۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ مدعی یا اسکے جانشین ماسبق سے بروئے کسی اقرارنامہ کے قابض نہ کئے گئے تھے چونکہ موضع انعام ہے اسلئے وہ رجسٹری شدہ دخیلکاران یا کہاتہ داران نہین ہین جیسے کہ وہ اس صورت مین ہوتے اگر موضع گورنمنٹ کی ملکیت ہوتا اسلئے وہ صرف ادنے قابضان تابع مدعی کے ہین جو قابض اعلے ہے۔ دفعہ ۳ ضمنہائے ۱۶ و ۱۷ مین الفاظ "اعلے" و "ادنے قابضان" کی تعریف کیگئی ہے اور تعریفہائے مذکور مین وہ ادنے قابضان شامل ہین جنپر کہ لگان یا مالگذاری کا بحق اعلے قابضان ادا کرنا لازم ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا مدعا علیہم ایسے ادنے قابضان ہین جنپر کہ لگان بحق مدعی ادا کرنا لازم ہے یا کہ صرف مالگذاری کا ادا کرنا ہی لازم ہے مسٹر کہیر نے یہ عذر کیا تھا کہ انعامدار بلحاظ حقوق گورنمنٹ کا قائم مقام ہے اسلئے مدعا علیہم ایسے اشخاص متصور کئے جانے چاہئین جو کہ ان اشخاص کیطرف سے قابض کئے گئے ہین جنکے کہ تابع مدعی دعوے کرتا ہے اسلئے مدعا علیہم ادنے قابضان تابع مدعی متصور کئے جانے چاہئین اور وہ روپیہ جو انکی طرف سے واجب الادا ہے لگان ہے۔

چند دفعات (۸۳ لغایتہ ۸۶ و ۸۵) مجموعہ مذکور کا امتحان کرنیسے میرا اطمینان ہو جاتا ہے کہ جب مجموعہ مین منتقل کردہ معافیات کا حوالہ دیا گیا ہے تو اسمین ہمیشہ اس ادائیگی کا ذکر جو ادنے قابضان کیطرف سے کیجائے یا تو بطور لگان کے یا بطور مالگذاری اراضی کے کیا گیا ہے مگر بصورت معافیات گورنمنٹ کے اسمین ہمیشہ ادائیگی مذکور کا ذکر بطور صرف مالگذاری اراضی کے کیا گیا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
سدا شیو
بنام
رام کرشن

یہ علے السبیل البدل طریقۂ اظہار اسوجہہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ اعلے قابض منتقل کردہ موضع کے تابع مزارعان اور ایسے قابضان بھی ہو سکتے ہین ۔ صورت حال ہین مدعاعلیہم مزارعان نہین ہین اسلئے صاحب جج ضلع اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ وہ ادائیگی جو کیگئی تہی مالگذاری تہی نہ کہ لگان ۔ اسلئے وہ مد جو متعلق ہوتی ہے مد ۱۲۰ ہے کیونکہ کوئی اور خاص حکم ایسا موجود نہین ہے جو کہ دعوائے مالگذاری اراضی سے متعلق ہو سکے ۔ بنسبت مدعاعلیہ کے دوسرے عذر کے دفعہ ۲۱ مین یہ حکم ہے کہ جب بندوبست پیمائش ایک منتقل کردہ موضع مین کیا گیا ہو تو جملہ اراضیات کے قابض کو ویسے ہی حقوق حاصل ہون گے اور وہ انہی ذمہ واریہا کے تابع اُس اراضی کی نسبت ہونگے جو اُنکے قبضہ مین ہون جیسے کہ دخیلکاران غیر منتقل کردہ موضعات کو حاصل ہوتے ہین یا جنکے کہ وہ بروئے احکام مجموعہ مذکور کے تابع ہوتے ہین ۔ موضع کتہور کی پیمائش کیگئی ہے اور اُسکا بندوبست کیا جا چکا ہے یہ ایک مزید وجہہ اس امر کی ہے کہ کیون دعوائے بطور ایک دعوئے لگان کے متصور نکیا جانا چاہیئے اسلئے مد ۱۱۰ متعلق نہین ہو سکتی عدالتہائے ماتحت اس امر کے قرار دینے مین درستی پر ہین کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ جو کل اراضیات کا کہاتہ دار ہے بقایائے متدعویہ کا ذمہ دار ہے ۔ گو دفعہ ۱۳۶ مدعاعلیہ نمبر ۲ کی صورت سے متعلق نہین ہے تاہم دفعہ ۲۱ اُسپر جملہ ذمہ واریہائے دخیلکار عائد کرتی ہے ۔

اسلئے مین اپیل کو نامنظور کر کے ڈگری کو بحال رکہتا ہون ۔

کرو صاحب جسٹس : صورت حال مین مدعی نے جو یکے از حصہ داران موضع انعام موسوم بہ کتہور ہے مدعاعلیہم سے بعض اراضیات کی بقایائے تشخیص ۵ سال کے دلاپانے کا دعوے کیا تہا مدعاعلیہ نمبر ۱ حاضر نہوا تہا اور اہم عذر مدعاعلیہ نمبر ۲ کا یہ تہا کہ دعوائے بقایا ، جو تین سال سے اوپر کے واسطے کیا گیا ہے زائد المیعاد ہے اور کہ وہ پیمائش نمبر ۱۹۵ و نمبر ۱۹۶ کی تشخیص کا ذمہ دار نہین ہے کیونکہ وہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کے قبضہ مین ہین ۔ عدالت اول نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ جملہ اراضیات متنازعہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کے کہاتہ مین کاغذات دیہہ مین درج ہین ۔ اسلئے وہ بحیثیت اعلے قابض کے ابتداً مدعی کا ذمہ دار تشخیص تہا ۔ سوال میعاد پر اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ مد ۱۳۲ مقدمہ سے متعلق ہے ۔ اور اگر نہین تو وہ مد ۱۲۰ کے تابع ہے اور اُسنے دعوے کو مع خرچہ منظور کیا تہا ۔ عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری کو بحال رکہا تہا اور قرار دیا تہا کہ مد ۱۲۰ متعلق ہوتی ہے کیونکہ کوئی اور مد متعلق نہو سکتی تہی

کیونکہ دعوےٰ مالگذاری یا ارضی سے متعلق تہا جو لگان سے بالکل مختلف شئے ہے۔ مسٹر کیرنے منجانب اپیلانٹ کے یہ عذر کیا ہے کہ نہ تو مد ۳۲ اور نہ مد ۲۰ متعلق ہوتی ہے اور کہ مقدمہ تابع مد ۱۰ اکے ہونا چاہئے جو صرف بقایائے لگان سے متعلق ہے۔

ذی علم جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ لگان اور مالگذاری ارضی صریح طور پر مجموعہ مالگذاری ارضی مین تمیز کئے گئے ہین اور اُسنے دفعہ ۴۳ کا حوالہ دیا تہا جس مین اُسنے بیان کیا ہے کہ مفہوم طور پر لگان کی تعریف کیگئی ہے۔ ہمارے یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ دفعہ ۴۳ مین لگان کی تعریف نہین کیگئی اور لفظ مذکور کی کوئی تعریف مجموعہ مالگذاری ارضی مین پائی نہین جاتی۔

لگان کی تعریف دفعہ ۱۰۵ ایکٹ انتقال جایداد (۴ ۱۸۸۲ء) مین بالفاظ ذیل کیگئی ہے:۔

"پٹہ جایداد غیر منقولہ کا ایک انتقالنامہ ہے جایداد مذکور کے قبض و تصرف استحقاق کا جو کسی میعاد معین یا استمراری کے لئے یا ہمیشہ کے واسطے بعوض زر قیمت کے عمل مین آئے جو ادا کیگئی یا جسکا وعدہ کیا گیا ہو یا بعوض کسی زر نقد یا حصہ فصل یا غلہ یا کسی خدمت یا اور شئے مالیت دار کے قرار پایا ہو جو انتقالدار پر منتقل کنندہ کو قسط بقسط یا اوقات مقررکردہ پر ادا کرنا یا دینا واجب ہے، اور جسکا انتقال انتقالدار شرائط مذکور کے ساتھ لینا قبول کرتا ہے۔ انتقال کنندہ سے پٹہ دہندہ مراد ہے اور انتقالدار سے پٹہ گیرندہ مراد ہے اور زر قیمت "زر پیشگی" کہلاتا ہے اور وہ نقد یا حصہ فصل وغیرہ کا یا خدمت یا اور شئے مالیت دار جسکے ادا کرنیکا وعدہ زر لگان کہلاتی ہے" گو لفظ "لگان" دفعہ ۳ مجموعہ مالگذاری ارضی مین درج ہے۔ تاہم دفعہ مذکور کی غرض صریح طور پر مزارعہ کے حقوق کو محدود کرنے کی ہے۔ بروئے دفعہ ۴۵ ایکٹ مذکور کے مجلد ارضی ذمہ دار ادائیگی مالگذاری سرکار قرار دیگئی ہے مزارعہ سے وہ شخص مراد ہے جو بروئے اُس استحقاق کے قابض ہو جو اُسنے اعلے قابض ہو سوم یہ مالک ارضی سے اخذ کیا ہو یا مالک مذکور کے جانشین اسبق سے صورت حال مین قابض اعلے انعامدار ہے کیونکہ ارضی منتقل کیگئی ہے یعنے حسب منشاء دفعہ ۳ ضمن (۱۹) یہ اُس حد تک منتقل کردہ ہے جہانتک کہ گورنمنٹ کے استحقاق مالگذاری کا تعلق ہے "اِس تعریف مین الفاظ "لگان" و "مالگذاری ارضی" کا استعمال بغرض اظہار اس امر کے کیا گیا ہے کہ مقدارہ واجب الادا منجانب خیلکا رجوع سرکار کیطرف ہے اور یہہ قرار دینا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ قانوناً ہر دو الفاظ مذکور کے استعمال سے کوئی اور منشاء تہا یہ سچ ہے کہ مزارعہ صورتحال مین بلا واسطہ طور پر اعلے قابض کے تابع اجازت سے قابض نہین ہے بلکہ وہ

سنہ ۱۹۰۱ء
سداشیو
بنام
رام کرشن

اعلےٰ قابض کے جانشین یا سابق یعنے سرکار کیطرف سے قابض کیا گیا ہے - یہہ سچ ہے کہ وہ مقدار لگان جسکی کہ وصولی کا الی مدار کو اختیار دیا گیا ہے بعض صورتون مین اُس مقدار مالگذاری اراضی تک محدود ہوتی ہے جوکہ واقعی طور پر گورنمنٹ نے مزارعہ کے ساتھہ مقرر کی ہو - مگر بااینہمہ جہانتک کہ اعلےٰ قابض کا تعلق ہے وہ لگان یا اُس روپیہ کی ذیل مین آتی ہے - جو بعوض انتقال استحقاق استعمال جائداد غیر منقولہ کے ادا کیا جاتا ہو کسی خاص عرصہ تک یا بطور دوامی - میری یہہ رائے ہے کہ مقدمۂ ہذا تابع مد ۱۱۰ کے ہے اور کہ مدعی کا دعوے تین سال قبل از ارجاع نالش کے بقایا تک محدود ہی یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ بندوبست پیمائش موضعہ کتھور مین کیا جاچکا ہے اسلئے مدعا علیہ نمبر ۲ بباعث درج رجسٹر شدہ دخیلکار اراضیات ہونے کے ذمہ وار ادائیگی ہے اور اُسپر وہی ذمہ داریہا عاید ہین - جو کہ ایک درج رجسٹر شدہ دخیلکار منتقل کردہ موضعہ پر عاید ہون اور جملہ احکام مجموعۂ مالگذاری اراضی متعلق بہ درج رجسٹر شدہ دخیلکاران اُس سی متعلق ہین اسلئے وہ ابتداءً اُن اراضیات کی مالگذاری کا ذمہ دار ہے جوکہ اُنکے نام پر درج رجسٹر ہین - مین عدالت ماتحت کی ڈگری کو تا بحد مذکورۂ بالا ترمیم کرتا ہون - اور باقی ڈگری کو بحال رکھتا ہون -

بباعث مذکورۂ بالا اختلاف رائے کے مقدمۂ ہذا وہیٹورتھ صاحب جسٹس کے روبرو پیش کیا گیا تھا جنہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو فیصلۂ ذیل صادر کیا تھا -

وہیٹورتھ صاحب جسٹس: - امر اختلاف فیصلجات مذکورۂ بالا مین یہہ ہے کہ آیا مد ۱۱۰ یا کہ مد ۱۲۰ ایکٹ میعاد کی دعوے متنازعہ سے متعلق ہوتی ہے یا بالفاظ دیگر یہ کہ آیا رقوم متدعویہ " لگان " ہین تاکہ وہ مد ۱۱۰ کی ذیل مین آئین یا کہ " مالگذاری اراضی " ہین تاکہ مد مذکور کی ذیل مین نہ آئین جو صرف لگان سے متعلق ہے -

یہ سوال کہ آیا رقوم متدعویہ لگان ہین میری رائے مین اس سوال کے مشابہ ہے کہ آیا رشتۂ مالک ومزارعہ فریقین کے مابین موجود ہے - لفظ " لگان " کی تعریف مجموعۂ مالگذاری اراضی مین نہین کیگئی گو رشتہ مالک اراضی ومزارعہ کی تعریف کیگئی ہے - لگان کی تعریف ایکٹ انتقال جائداد مین کیگئی ہی مگر بربنائے بمبرد و ایکتھائیے کے اقرارنامہ مابین فریقین رشتۂ مذکور کی بنا رہے خواہ وہ بطور رشتہ مالک ومزارعہ کے کہلائے یا بطور ایسے رشتہ کے جسکی کہ وجہ سے وصولی لگان کا حق حاصل ہوتا ہو

سنہ ۱۹۰۰ء
سداشیو
بنام
رام کرشن

"وہ استحقاق جو ایک اعلیٰ قابض سے اخذ کیا گیا ہو" ایک ایسا نقرہ ہے جو ایک قانون مین استعمال کیا گیا ہے اور "انتقال استحقاق استعمال" کا نقرہ دوسرے قانون مین مستعمل ہے اور انسے مساوی طور پر معاہدہ مابین فریقین مفہوم ہوتا ہے۔

صورت حال مین کوئی ایسا اقرارنامہ مابین فریقین کے موجود نہین ہے۔ مدعاعلیہ کو مدعی نے قابض نہین کیا اور جبکہ مدعی ملاپائی کی استدعا کرتا ہے وہ ادائیگی نہین ہے جو کہ مابین اسکے اور مدعاعلیہ کے قرارپائی ہو بلکہ وہ ایک ایسی تشخیص ہے جو کہ گورنمنٹ کے صیغہ پیمائیش سے مقرر کیگئی ہے۔

مسٹر کھیمیر نے جنہوننے میرے روبرو مقدمہ پر یکطرفہ بحث کی ہے۔ یہ حجت کی ہے کہ مدعی کو شرح ادائیگی مین اضافہ کرنیکا حق حاصل ہے اسلئے وہ لگان ہے نہ کہ تشخیص مسل سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اسکو ایسا حق حاصل ہے۔ لیکن اگر اسکو حاصل بھی ہو تاہم وہ ایک محدود اور مشروط حق ہونا چاہیئے کیونکہ یہہ عذر نہین کیا جاسکتا کہ اسکے حقوق بطور انعامدار کے گورنمنٹ کے حقوق سے وسیع ترہین۔ جیسے کہ انعام عطا ہے اور گورنمنٹ بر رو دفعہ ۱ مجموعہ مالگذاری اراضی بر رو دفعہ ۳۰ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ء کے محدود ہے اور یہ ایک تاریخی امر ہے کہ کوئی غیر محدود استحقاق تشخیص کبھی پیش نہین کیا گیا اسمین شبہ نہین کہ تعریف لفظ "منتقل کردہ" سے مفہوم ہوتا ہے کہ دیگر حقوق ماسوائے حقوق گورنمنٹ و منتقل الیہ کے تسلیم کئے گئے ہین منتقل کردہ سے مراد اس حد تک منتقل کردہ ہے جہانتک کہ گورنمنٹ کے حقوق ادائیگی لگان یا مالگذاری کلاً یا جزواً کا تعلق ہے اس سے رشتہ فوراً مختلف بنا پر مبنی ہوجاتا ہے مابین مالک اور مزارعہ کے جنہوننے کہ آپسمین شرائط مقرر کی ہون صرف اسی عام رشتہ کے ساتھ میری رائے مین مد ۱۱۰ ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے۔

مگر کرو صاحب جسٹس نے یہہ اظہار کی ہے کہ الفاظ "لگان" و "مالگذاری" کا استعمال دفعہ ۳ ضمن (۱۹) مین لفظ "منتقل کردہ" کی تعریف مین کیا گیا ہے اور کہ یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ قانوناً بحوالہ ہر دو الفاظ مذکور کے کوئی مختلف شے مراد تھی۔ مگر ایسے استعمال الفاظ مذکور کو مد ۱۱۰ کے اطلاق کی وجہ قرار دینے کے واسطے یہ ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ الفاظ مذکور بطور مرادف الفاظ کے نہ صرف ایک جگہ پر بلکہ کل مجموعہ مین استعمال کئے گئے ہین۔

سن ۱۹۰۱ء
سدا شیو
بنام
رام کرشن

یا کہ کل قوانین ہند مین عام طور پر - یہ امر صریح طور پر ناممکن ہے - لفظ "لگان" کا استعمال مثلاً دفعہ ۸۰ مین ایسے موقعہ پر کیا گیا ہے جہانکہ لفظ "مالگذاری" غیر متعلق ہوتا میری رائے مین یہ کہنا بالکل درست ہے کہ لفظ "لگان" کا استعمال مجموعہ مین صرف بحوالہ ان اعلے اور ادنے قابضان کے کیا گیا ہے جنکے کہ مابین رشتہ مالک و مزارعہ موجود ہو نہ کہ بحوالہ ان اعلے اور ادنے قابضان کے جنکے کہ مابین رشتہ مذکور موجود نہو -

نیز میری یہ رائے نہین ہے کہ لفظ "لگان" و لفظ "مالگذاری" کسی ایک محاورت مین بلاتمیز استعمال کئے گئے ہین - اسمین شبہ نہین ہے کہ کثیر التعداد انتقالات مالگذاری کے انتقالات ہین مگر کوئی امر مانع اسبات کا موجود نہین ہے کہ گورنمنٹ مالک اراضی ہے یا اُس اراضی کو منتقل کرے جسکی کہ وہ مالک ہے - یہہ ایک کافی وجہہ لفظ "لگان" کے اور نیز لفظ "مالگذاری" کے تعریف "منتقل کردہ" مین شامل کئے جانے کی معلوم ہوتی ہے -

مین متوفی* رانا دے صاحب جسٹس کے فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون - ڈگری بحال رکھی گئی -

* {مسٹر رانا دی صاحب جسٹس ۱۶ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو اس فیصلہ کے صادر کئے جانیسے پانچ یوم قبل فوت ہوگئے تھے}

پریوی کونسل

با جلاس لارڈ ھاھوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ برنسن صاحب و سر آرکوچ صاحب و سر فورڈ نارتھ صاحب

سنہ ۱۹۰۱ء
۳۰ - اپریل و ۱۳ - جون

کریم نلسے (مدعی) بنام جی - کے - ہین رجس دیکس دیگر (مدعا علیہم)

(بر طبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ جوڈیکیچر واقع بمبئی)

معاہدہ - تعبیر معاہدہ - معاہدہ جو بلحاظ زمانہ کے غیر محدود ہو - اقرار نامہ دربارہ ادائگی بعض رقم کے بطور گذارہ - اقرار نامۂ انفساخ کے ناممکن قرار دیئے جانیکا اثر -

ہبہ جات یا معاہدات جو گذارہ کے واسطے ظاہر کئے گئے ہون - اور جو بلحاظ زمانہ کے غیر محدود ہون بروئے افعال فریقین یا دیگر واقعات کے ایسے ثابت کئے جا سکتے ہین جو دوامی طور پر عائل ہونے مقصود ہون - مگر بادی النظر مین وہ معطی یا معطی لہٗ کی عین حیات تک محدود رہتے ہین

۱۹۰۱ء
کریم منشے
بنام
ہیرا جیس

مدعی جو خوجہ خاندان کا ایک رکن تھا اپنے دادا پیرو اور باپ منسی اور اپنے چچون قاسم و رفاقل کے ساتھ کاسہ بار کرتا تھا اُسکا حصہ کاروبار مذکور مین درآنہ کا تھا منجملہ دیگر کاروبار کے دوکان مذکور کو مدعا علیہم کی دو دکان سے بطور ٹھیکہ داران اور دلالان کے مقرر کیا تھا - ۳۰ - جولائی ۱۸۹۸ء کو ایک دستاویز فسخ شراکت مرتب کیگئی تھی جسکی بنا یہ تھی کہ جملہ شرکا کا حساب کتاب تفصیل شدہ متصور کیا جانا چاہئے اور کہ وہ ایک دوسرے سے باہمی سبکدوش کردہ متصور کئے جانے چاہئیں - اقرارنامہ مذکور مین ہر ایک شریک کا مالی رشتہ بیان کیا گیا تھا خواہ وہ دوکان کا دین تھا یا داین اور نیز وہ شرائط درج کیگئی تھین جنپر کہ ہر ایک سبکدوش کیا جاتا تھا مدعی دوکان مذکور کا مدیون تھا اور دستاویز مذکور کے رو سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ جملہ دعاوی کے خلاف خود سے سبکدوش کیا جانا چاہئے اور اُسکو چاہئے کہ جملہ دیگر شرکا کو اُن دعاوی سے سبکدوش کرے جوکہ اسکو انکی برخلاف حاصل ہون دستاویز مذکور پر دیگر شرکا نے دستخط کردئے تھے مگر مدعی نے اُسپر دستخط کرنے سے اسوجہ پر انکار کیا تھا کہ اسکی شرائط اسکی مقابلہ مین نامناسب ہین کیونکہ اُسکی رو سے اسکے واسطے کوئی چارہ مہیا نہین کیا گیا بلکہ وہ اپنے باپ کا دست نگر چھوڑا گیا تھا جسکے کہ ساتھ اُسوقت اسکی نہ بنتی تھی - مدعی کو فسخ شراکت مذکور مین رضامند ہونے کی تحریک کرنیکے واسطے مدعا علیہم نے اسکو ذیل کی چٹھی مورخہ ۴ - اگست ۱۸۹۸ء تحریر کردی تھی :- "بعوض اس امر کے کہ تمنے ہمارے کہنے پر دستاویز فسخ شراکت پر دستخط کردئے ہین ہم بذریعہ تحریر ہذا کے اقرار کرتے ہین کہ ہم تمکو منسی کیطرف سے مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو ادا کیا کرینگے الا جبکہ تمہارا باپ تمہارے واسطے کوئی گزارہ کی سبیل مقرر کردے اور اسطرح پر رقم مذکور وہ خود تمکو گذارہ کیواسطے دینا شروع کرے" اسپر مدعی نے دستاویز فسخ شراکت پر دستخط کردئے تھے منسی ماہ مارچ ۱۹۰۰ء مین فوت ہوگیا تھا اور اُسنے مدعی کے گذارہ کیواسطے کوئی سبیل مقرر نہ کی تھی -

تجویز ہوئی (بہ بحالی فیصلہ ہائیکورٹ) کہ مدعا علیہم کی ذمہ داری دربارہ ادا کرنے مبلغ [illegible] ماہوار بحق مدعی کے بروقت وفات منسی کے ختم ہوگئی تھی - عبارت معاہدہ سے صریح طور پر مقصود مدعی کی حین حیات کا اظہار بطور مدت استفادہ کے ہوتا تھا اور حیثیت فریقین یا واقعات مقدمہ مین کوئی ایسا امر موجود نہ تھا جسکی کہ وجہ سے اُسکی خلاف تعبیر کیجاسکے -

اپیل بنا راضی ڈگری ہائیکورٹ بمبئی (۲۵ - اگست ۱۸۹۹ء) مشعر منسوخی ڈگری صیغہ ابتدائی عدالت مذکور (۲۲ - اپریل ۱۸۹۹ء) بحق مدعی :-

اپیل ہذا اُس نالش مین سے پیدا ہوا ہے جو مدعی (اپیلانٹ حال) نے اُس روپیہ کے واسطے رجوع کی تھی جسکی نسبت اُسنے بیان کیا تھا کہ وہ بہ بنا اُس اقرارنامہ کے واجب الادا ہے جو کہ مدعا علیہم نے حق مین ۴ - اگست ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا تھا -

واقعات مقدمہ یہ تھے کہ قبل ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کے اور اُس تاریخ تک مدعی (جو خوجہ خاندان کا تھا) اپنے باپ [illegible] اور اپنے دادا پیرو [illegible] [illegible] کے ساتھ کاروبار مشترکہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء
کریم ننسے
بنام
ہین رچس

دوکان شراکت کا نام پیرو محمد ننسے پیرو تہا۔ دستاویز شراکت ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کی مرقومہ تھی اور اور اُسکے روسے ننسے کا حصہ ۵ ر کا اور کریم (مدعی) کا ۲ ر کا تہا اور باقی ۹ ر کے حصص مساوی طور پر مابین پیرو اور اُسکے دیگر پسران فضل اور قاسم کے منقسم تہے۔ ایک جزو دوکان مذکور کے کاروبار کا بطور مقدمان (ٹہیکہ داران اور دلالان) ازطرف مدعا علیہم ہین رچس اینڈ گلیڈسٹن کرنیکا تہا جو ہینز گلیڈ اینڈ کمپنی کے نام سے کاروبار کرتے تہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء مین فسخ شراکت کی جانیکی تجویز کیگئی تھی۔ اور اُسپر جملہ شرکا نے ماسوائے مدعی کے رضامندی دی تھی اور ایک اقرارنامہ فسخ شراکت ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو مرتب کیا گیا تہا۔ اس اقرارنامہ کی بنا یہہ تھی کہ حساب کتاب فیصلشدہ متصور کیا جانا چاہئے اور کہ جملہ شرکا کو چاہئے کہ باہمی ایک دوسرے کو سبکدوش کرین۔ اُسمین ہر ایک شریک کا مالی رشتہ دوکان کے ساتہہ بیان کیا گیا تہا (خواہ وہ دوکان کا دائن تہا یا مدیون) جیسا کہ بہیجات سے ظاہر ہوتا تہا اور نیز وہ شرائط بیان کیگئی تھی جنپر کہ ہر ایک فریق دوسرے فریق کیطرف سے سبکدوش کیا جاتا تہا۔ تیسرا فقرہ ننسے پیرو پدر مدعی کے متعلق تہا۔ اسمین یہ بیان کیا گیا تہا کہ قریباً تین لاکہہ ۳۰۰۰۰۰ ر روپیہ اُسکے حق مین واجب الادا ہے اور یہ قرار پایا تہا کہ اسکو مبلغ ... ر روپیہ اپنے باپ کو دینا چاہئے اور نیز اُسکو اور اسکے ورثا کو چاہئے کہ پیرو کو کسیقدر گذارہ اُسکی عین حیات تک ادا کرتے رہین۔ اور بعد اُسکی وفات کے اُسکی زوجہ کو۔ نیز اُسکے روسے کامل حق ننسے پیرو کا بعض خاص جائدادوں کی نسبت تسلیم کیا گیا تہا فقرہ ششم کا تعلق کریم ننسی کیساتہہ تہا اور اسمین یہ حکم دیا گیا تہا کہ وہ جملہ دعاوی بخلاف خود سے سبکدوش کیا جانا چاہئے اور اُسکو چاہئے کہ باقی شرکا کو ان جملہ دعاوی سے سبکدوش کرے جو کہ اُسکو حاصل ہون شہادت سے ظاہر ہوتا ہے وہ مطابق بہیجات دوکان کے قریباً ... ر روپیہ کا مقروض بھی دوکان کے تہا۔ کوئی گذارہ مدعی کے واسطے بروئے اقرارنامہ فسخ شراکت کے مقرر نکیا گیا تہا۔ دستاویز مذکور پر دیگر شرکا نے دستخط کئے تہے مدعی اُسپر دستخط کرنیسے اسوجہہ پر انکار کیا تہا کہ اُسکی شرائط نامناسب ہین اور اسکے حق مین مضر ہین کیونکہ اُسکو واسطے کوئی گذارہ مقرر نہین کیا گیا اور وہ اپنے باپکا دست نگر چہوڑا گیا ہے جسکے کیساتہہ اُسوقت اُسکی نہ بنتی تھی بباعث مدعی کیطرف سے دستخط کرنیسے انکار کئے جانیکے مدعا علیہ ہین رچس نے یہ کوشش کی تھی کہ مدعی دستاویز فسخ شراکت پر دستخط کرے اور بالآخر اُسنے اُسکے باپ ننسے پیرو ... سے

۱۹۰۱ء
کریم نسے
بنام
ہین رجبی

یہ اقرار کیا تہا کہ وہ مدعی کو اُسکی گذارہ کے واسطے مبلغ عمار ماہوار ادا کرتا رہیگا جبتک وہ لڑکے باپ کے ساتہہ رقم مذکور کے عطا کرنیکا انتظام کرے۔ مدعی نے اسکو منظور کرنیسے انکار کیا تہا جبتک کہ وہ تحریری اقرارنامہ مین درج نکیا جاے اسلئے ہین رجبی نے ذیل کی چٹہی تحریر کرکے اور اسپر دستخط کرکے مدعی کے حوالہ کی تہی جسپر کہ نالش حال مبنی ہے:-

بمبئی ۴۔ اگست ۱۸۹۱ء

مسٹر کریم نسے۔ بعوض اسبات کے کہ تمنے ہمارے کہنے پر دستاویز فسخ شراکت بابین پیرو محمد نسے پیرو قاسم پیرو نفضل پیرو پر دستخط کردی ہین جو ۳ جولائی گذشتہ کو تحریر کیگئی تہی ہم اقرار کرتے ہین کہ ہم تمکو مسٹر نسے پیرو کیطرف سے مبلغ پانچسو روپیہ ماہوار ہر ایک ماہ کی پہلی تاریخ کو اُسوقت تک ادا کرتے رہینگے جبتک کہ تمہارا باپ مسٹر نسے پیرو تمہارے گذارہ کی کوئی سبیل مہیا کرے اور وہ ہر ماہ کو رقم مذکور خود ادا کردیا کرے۔

گلیڈ اینڈ کمپنی۔

اسپر مدعی نے دستاویز فسخ شراکت پر دستخط کردی تہی اور مبلغ عمار ماہوار اسکو مدعا علیہم کی دوکان سے نسے پیرو پدر مدعی کی وفات تک ادا کیا جاتا رہا تہا جو کہ ۲۹۔ مارچ ۱۸۹۵ء کو وقوع مین آئی تہی۔ انکی طرف سے ادائیگی مذکور کے جاری رکہنے سے انکار کئے جانے پر نالش حال ۲۔ اگست ۱۸۹۸ء کو رجوع کیگئی تہی۔

مدعی نے اپنے باپ کی جائیداد کی حیثیات اہتمام ترکہ حاصل کی تہین مگر اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ جائیداد دیوالیہ ہے اور کہ اُسکو کوئی وسیلۂ آمدنی ترکۂ پدری سے حاصل نہین ہوا اسلئے مبلغ [illegible] کا دعوے مع مزید سود بر مبلغ [illegible] بشرح ۱۲ فیصدی فیماہ کے یکم اگست سے تاریخ ادائیگی تک کیا تہا۔

مدعا علیہم نے یہ عذر کیا تہا کہ اُنپر کوئی فرض نہین ہے کہ مدعی کو مبلغ عمار ماہوار بعد وفات اُسکے پدر کے ادا کرین۔ اُنہون نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہ ہین رجبی نے مدعی کے باپ کو مدعی کا گذارہ مقرر کرنیکی تحریک کی جو بے سود رہی تہی۔ اُنہون نے یہ بہی بیان کیا تہا کہ مدعی نے بعد وفات اسکے باپ کے اُسکی جائیداد حاصل کی ہے جو اُسکے گذارہ کے واسطے کافی ہے اُنہون نے یہ استدعا کی تہی کہ ۴۔ اگست ۱۸۹۱ء کی چٹہی اُنکے حوالہ کیجانی چاہئے اور وہ منسوخ کیجانی چاہئے۔

ہائیکورٹ نے بصیغۂ ابتدائی (طیب جی صاحب جسٹس نے) یہ قرار دیا تہا کہ اقرارنامہ ۴۔ اگست ۱۸۹۱ء سے یہ منشا تہا کہ مبلغ عمار ماہوار کا گذارہ مدعی کو اُسکی حین حیات تک ادا کیا جانا تہا اسلئے اُنہنے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی تہی۔

مدعا علیہم نے اپیل کیا اور عدالت اپیل نے ۲۵۔ اگست ۱۸۹۹ء کو عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو مع خرچہ خارج کیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کریم نسے
بنام
ہین جیں

جنٹلمن صاحب چیف جسٹس نے نتیجہ مذکورکے اخذ کرنے مین یہ رائے ظاہر کی تہی ۔

وہ سوال جو ہمارے فیصلہ کیواسطے پیدا ہوتا ہے یہ ہی کہ آیا دستاویز ۳ اگست ۱۸۹۴ء کے روسے جیسا کہ مدعی نے عذر کیا ہی اسکے حق مین مبلغ صمار ماہوار کی ادایگی محفوظ کیگئی ہے اگرچہ دوامی طور پر نہو تاہم کم از کم اسکی حین حیات تک کیلئے یا جیسا کہ مدعا علیہم نے حجت کی ہی اسکا منشاء بعد وفات نسنو بیرو کے ہرگز عامل ہونیکا نتہا طیب جی صاحب جسٹس نے مدعی کے عذر کو منظور کیا ہی چنانچہ اُنہنے ایک ڈگری اسکے حق مین صادر کی ہی ڈگری مذکور کی نارضی سی اپیل حال رجوع کیا گیا ہے ۔ اپیلانٹ نے یہ بیان کیا ہی کہ بلحاظ ذومعنگی دستاویز مذکور کے اسکے درست معانی معلوم کرنیکے واسطے یہ ضرور ہی ہے کہ واقعات متعلقہ پر غور کیا جائے ۔ ظاہر یہ کیا گیا ہی کہ وہ شرکت جسکا کہ مدعی ایک رکن تہا مدعی کو جبتک کہ شراکت مذکور قایم رہتی فایدہ پہونچا سکتی تہی ۔ اور اسی فایدہ کو چھوڑنے سے مدعی انکار کرتا تہا نیز یہ بیان کیا گیا ہے کہ آمدنی مذکور جہانتک کہ وہ اُس کاروبار سی پیدا ہوئی تہی جو ضروری طور پر ختم کیا گیا تہا یا جو بہرحال فسخ شراکت پر ختم ہونیکے قابل تہا جو واقعہ کہ بہرحال کسی فریق شراکت کے فوت ہونے پر وقوع مین آسکتا تہا خواہ مدعی کیطرف سے کیسی ہی مخالفت کیجاتی ۔ پس کسی صورت مین یہ آمدنی نسنو بیرو کی حین حیات کے بعد جاری نرہ سکتی تہی الاّ جبکہ دیگر شرکاء اُسمین رضامندی ظاہر کرتے ۔ بیان یہ کیا گیا ہی کہ ان واقعات سے کسیقدر اظہار اس امر کا ہوتا ہے کہ چٹھی مذکور کا منشاء کیا تہا ۔

ان بعد خود چٹھی مذکور کیطرف عود کرکے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اُسمین مبلغ صمار ماہوار کے بلا کسی شرط کے ادا کرنیکا اقرار نہین کیا گیا بلکہ ادائیگی مذکور از طرف مشرکین کے کیجانی تہی جو کہ بلعموم واقعہ کے اصل شخص کی وفات پر صریح طور پر ختم ہوجاتی ہے مین یہ ظاہر نہین کرتا کہ ایسا رشتہ فی الواقعہ موجود تہا مگر عبارت سے ایسا رشتہ ظاہر ہوتا ہے جسکے کہ ختم ہونے پر ذمہ واری بہی ختم ہونی تہی ۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ ادائیگی مذکور اُسوقت تک کیجانی تہی جبتک کہ نسنو بیرو کوئی وسیلہ مدعی کے گذارہ کے واسطے مقرر نکرتا جس سے کہ رقم مذکور خودبخود ہر مہینہ میں مدعی کو حاصل ہوجاتی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ذمہ واری بطور گذارہ کے تہی جو کہ نسنو بیرو پر بحق اپنے پسر کے ادا کرنا لازم تہا پس نیت یہ تہی کہ فرض مذکور اُسوقت تک جاری رہیگا جبتک کہ نسنو بیرو اس گذارہ کے مہیا کرنیکے واسطے زندہ ہی اسکے برخلاف یہ حجت کیگئی ہے کہ الفاظ چٹھی مذکور کے روسے ذمہ واری صریح طور پر محدود نہین کیگئی اسلئے وہ اُسوقت تک جاری رہتی ہے جبتک کہ نسنو بیرو کافی کفالت مدعی کے حق مین مبلغ صمار ماہوار کی آمدنی کی مہیا نکرے ۔ اور کہ اس قابلیت کیوجہ سے مدعا علیہم ذمہ وار رہ سکتے ہیں گو نسنو بیرو نے بالارادہ طور پر مدعی کو مبلغ صمار ماہوار اپنی حین حیات مین دیا ہوتا اور خواہ وہ ایسی جائداد چھوڑ جاتا جس سے کہ مدعی کو بطور ترکہ کے از ورثاء کے بہت زیادہ رقم مبلغ صمار ماہوار سے حاصل ہوتی ۔ یہ عذر مجہکو بلحاظ واقعات مقدمہ کے ناقابل قیام معلوم ہوتا ہے ۔

سنہ ۱۹۰۶ء
کریم نمسے
بنام
ایمنا رحیس

اور چٹھی پر کامل غور کرنیکے بعد میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہی کہ اُسکی عبارت سے یہ نیت ظاہر ہوتی ہے کہ والی گذارہ نمسی پسر کیطرف سے اُسکی حین حیات تک محفوظ کیا جا اور کہ فریقین کا یہ منشا نہتا اور نہ یہ درست اثر دستاویز متنازعہ حال کا ہی کہ معاعلیہم پر ایک فرض دربارہ اس امر کے عائد ہو کہ وہ مدعی کو مبلغ عمار ماہوار بعد وفات نمسی پسر کو بہی ادا کرتے ہین۔ اسلئے مین اپیل ہذا کو منظور کرکے نالش کو مع خرچہ خارج کرتا ہون۔

کینڈی صاحب جسٹس نے (بعد حوالہ دینے اُس تعبیر کے جو کہ چٹھی مذکور کی طیب جی صاحب جسٹس نے کی تہی) یہ بیان کیا تہا کہ:-

صرف ایک ہی سوال ہمارے غور کے واسطے یہ ہی کہ آیا وہ درست تعبیر چٹھی مذکور کی ہے میری راے مین وہ درست نہین ہے۔ اگر فریقین کا یہ منشا ہوتا کہ اقرارنامہ سے وہ مراد ہوگی تو اُسکا اظہار صریح الفاظ مین کیوجانیسے کوئی سہل بات نہتی چٹھی مذکور کا مسودہ ایک تجربہ کار وکیل کے منشی نے تیار کیا تہا اور وہ آسانی سے الفاظ یہ حین حیات تک یا تا وقت الخ ایزاد کر سکتا تہا۔ یہ امر صریح ہی کہ مسٹر ہین رحیس نے اپنی ضمانت بدین توجیہ دی تہی کہ وہ نمسے کو اس امر کی تحریک کریگا کہ وہ اپنے پسر کے نام اسقدر جائیداد منتقل کرے جس سے کم از کم عمار ماہوار کی آمدنی اُسے ہو۔ مسٹر ہین رحیس پر اعتبار نہ کرنیکی کوئی وجہ موجود نہین ہے جب اُنہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ بعد چٹھی کے لکہی جانیکے اُنہوں کئی دفعہ نمسے کو اس امر کی تحریک کرنیکی کوشش کی تہی کہ وہ اپنے پسر کے واسطے گذارہ مقرر کرے مگر وہ ناکامیاب رہا تہا چنانچہ وہ کریم کو ماہانہ ادائیگی ہمسے کرتا رہا تہا۔ مگر مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مین نمسے فوت ہوگیا تہا اسپر مسٹر ہین رحیس نے یہ خیال کیا تہا کہ اُنکی دوکان کی ذمہ داری ختم ہوگئی ہے کریم نے اس امر کو تسلیم کیا ہی کہ اُنہی بعد وفات اپنے پدر کے اُسکی ترکہ کی نسبت حیثیات اہتمام حاصل کی ہین مجھکو یہ سوال بیمحل معلوم ہوتا ہے کہ اہتمام مذکور کا نتیجہ کیا ہوگا۔ (آیا اُس سے کریم کو فائدہ ہوگا یا نقصان) چونکہ نمسے فوت ہوگیا تہا اسلئے مسٹر ہین رحیس کے واسطے یہ امر ناممکن ہی کہ اُسکو کریم سے گذارہ کے مقرر کرنے کی تحریک کرے۔ وہ شرط جسپر کہ مسٹر ہین رحیس نے دستاویز پر دستخط کئے تو یہ تہی یہ جب تک کہ تمہارا باپ گذارہ مقرر نہ کرے "۔ جبتک کہ باپ زندہ تہا اُسوقت تک مسٹر ہین رحیس اُسکو تحریک کر سکتے تہا اور اُسی وقت تک معاہدہ جائز تہا باپ کے فوت ہونے پر شرط مذکور ناممکن ہوگئی تہی اور معاہدہ ختم ہوگیا تہا۔ یہ عذر نہین کیا گیا کہ جبتک نمسے زندہ تہا تبتک مسٹر ہین رحیس نے حتی الامکان اُسکو اپنے پسر کے واسطے گذارہ مقرر کرنے کی تحریک نہین کی مسٹر ہین رحیس کا کوئی قصور ثابت نہین کیا گیا۔ اُنہی بلاشبہ طور پر یہ معاہدہ نہیں کیا تہا کہ کریم کو اُسکی حین حیات تک گذارہ دیتا رہیگا اگر کریم اپنے باپ کے بعد زندہ رہے مین اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی بالکل ناقابل ہون کہ فریقین کا یہی منشا تہا اسلئے معاہدہ مذکور ان واقعات سے متعلق نہین ہو سکتا جو کہ بر وقت اُسکی تحریر کے فریقین کے خیال مین نہتی (ملاحظہ ہو راے برٹ صاحب جسٹس بمقدمہ جیکس بنام یونین مرین انشورنس کمپنی)[1]

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۰۲ (۵۰۱)

جیسا کہ مقدمہ بیلی بنام ڈی کریسپگنی (۱) مین بیان کیا گیا تھا جہان واقعہ کی ایسی نوعیت ہو کہ اسکی مناسب طور سے معاہدین کے خیال مین موجود ہونے کا قیاس نکیا جا سکتا ہو تو انپر وہ عام الفاظ قابل پابندی نہونگے جو گو شمولیت کے واسطے کافی ہون تاہم بجز اُس خاص شرط کے اسکا کے استعمال نکئے گئے ہون جو کہ بعد مین وقوع مین آئے۔ مین یہہ خیال کرتا ہون کہ جو کچھہ کہ مسٹر ہین رچس نے کریم کو کہا تہا وہ یہہ تہا: مین حتے (الامکان) کوشش کرونگا کہ تمہارے باپ نسی کو اس امر کی تحریک کرون کہ وہ تمہارا گذارہ مقرر کرے اور تا وقتیکہ مین اس کام مین کامیاب ہون ہم تمکو مبلغ صہ ماہوار ادا کرتے رہینگے۔ صحیح طور پر اب جبکہ نسی فوت ہو چکا ہے مسٹر ہین رچس کے واسطے ناممکن ہے کہ اُسکو کسی شے کے کرنیکی تحریک کرے۔ اُس واقعہ کا ناممکن ہونا جبکہ معاہدہ مشروط ہو معاہدہ پر وہی اثر رکھتا ہے جیسا کہ اُس فعل کا ناممکن ہونا جو کہ معاہدہ کی غرض ہو فرض کرو کہ مسٹر ہین رچس نے کہا ہوتا

"ہم تمکو مبلغ صہ ماہوار ادا کرتے رہینگے جبتک کہ تمہارا باپ ساٹھہ سال کی عمر کا ہو جائے۔ اور باپ پچاس سال کی عمر مین فوت ہو جاتا تو آیا گلیڈ پر لازم ہوتا کہ بعد وفات پدر کے ادائگی کرتا ہے؟ اگر نہین تو کیون وہ واقعات حال کی موجودگی مین ادائگی کو جاری رکھنے کا ذمہ وار ہونا چاہئے۔؟

ہائیکورٹ کے فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے اپیل کیا۔

صرف ایک ہی سوال اپیل ہذا مین یہہ تہا کہ ۲۸۔ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کی چٹھی کی تعبیر کیا ہے۔ اپیلانٹ یہہ عذر کرتا تہا کہ رسپانڈنٹان کی ذمہ داری اُسکے رہتے جاری رہتی ہے اور رسپانڈنٹان یہ عذر کرتے ہین کہ اُنکی ذمہداری اپیلانٹ کے باپ نسی کی وفات پر ختم ہوگئی تہی۔

لاسن وائلٹن وجے ڈی مین منجانب اپیلانٹ۔

آر بی بلڈین وجے جارڈین وکیمن ایس لیسکا منجانب رسپانڈنٹان۔

۳۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء۔ لارڈ مکناٹن وائلٹن کنگس کونسل: جبتک کہ ایک صحیح عبارت دربارہ ختم ہونے مدعا علیہم کے غرض کے موجود نہو وہ جاری سمجھا جانا چاہئے۔ اُنکی ذمہ داری اُسوقت تک جاری رہتی ہے جبتک کہ مدعی اپنے باپ سے گذارہ حاصل نکرے۔ اسمین شبہ نہین کہ باپ کی وفات سے یہ امر ناممکن ہوگیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا گذارہ مقرر کرے مگر استدعا یہ کیگئی ہے کہ باپ کی وفات سے مدعا علیہم ذمہ داری سے سبکدوش نہین ہوتے دراصل وہ واقعہ وقوع مین نہین آیا جبپر کہ ذمہ واری ختم ہونی تہی۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ نیت یہہ تہی کہ بیٹے کا گذارہ اُسوقت تک ادا کیا جانا چاہئے جبتک کہ اُسکو اُسکی ضرورت ہو نہ کہ صرف باپ کی وفات تک اور اگر منشا یہہ تہا کہ وظیفہ جاری رہنا چاہئے تو ایسا صحیح طور پر بیان کیا گیا ہوتا۔

(۱) (سنہ ۱۸۶۹ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۴ صفحہ ۱۸۰ (۱۸۵)

۱۹۰۱ء
کریم نتھے
بنام
ہینڈرسن

مسٹر جسٹس ڈی مین۔ اُسی فریق کیطرف ہے۔ لڑکے کو شراکت مین بلاواسطہ اپنے پیدا ہونیکے ایک حق حاصل تہا جو اُسکے باپ کی وفات پر ختم نہوتا۔ یہ وظیفہ اُسکو بعوض اس امر کے عطا کیا گیا تہا کہ اُسنے فسخ شراکت کا اقرار کیا تہا لہذا قیاس یہ کیا جانا چاہئے کہ وہ باپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا تہا۔ منشا یہ ہوگا کہ اس وظیفہ سے اُسکی وہ کمی پوری ہوجائیگی جو کہ فسخ شراکت مین رضامندی دینے کی وجہ سے ہوئی تہی لیکن اگر وظیفہ اُسکے باپ کی وفات پر ختم ہوجائے تو وہ کمی پوری نہین ہوتی۔

وکلاء مدعا علیہم مسٹر ہینڈرسن سے جواب طلب نہ کیا گیا تہا۔

[۱۳۔ جون ۱۹۰۱ء] حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ میکنوٹن صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا تہا:۔

لارڈ میکنوٹن صاحب:۔ وہ سوال بر طبق ذیل ہے جو پیدا ہوا ہے یعنی یہ کہ آیا ہائیکورٹ بمبئی نے اس تحریری اقرارنامہ کی غلط تعبیر کی ہے جو کہ مابین اپیلانٹ مدعی نالش حال اور مسٹر ہینڈرسن مدعا علیہم کے تحریر کیا گیا تہا۔ اقرارنامہ مذکور بشکل ایک چٹہی از طرف مدعا علیہم بحق مدعی مورخہ ۴۔ اگست ۱۸۹۴ء کے حسب ذیل الفاظ مین ہے:۔

بمبئی ۴۔ اگست ۱۸۹۴ء

مسٹر کریم نتھے۔ بعوض اسبات کے کہ تمنے ہمارے کہنے پر دستاویز فسخ شراکت مابین پیر محمد نتھے پیو و قاسم پیر و فضل پیر پر دستخط کردئے ہین جو ۳۰ جولائی گذشتہ کو تحریر کیگئی تہی ہم اقرار کرتے ہین کہ ہم تمکو مسٹر نتھے پیر کیطرف سے مبلغ پانچسو روپیہ ماہوار ہر ایک ماہ کی پہلی تاریخ کو اسوقت تک ادا کرتے رہینگے جبتک کہ تمہارا باپ مسٹر نتھے پیر تمہارے گذارہ کی کوئی سبیل مہیا کرے اور وہ ہر ماہ کو رقم مذکور خود ادا کردیا کرے

گلیڈ اینڈ کمپنی

وہ واقعات جنکا کہ تعلق نوعیت اقرارنامہ کیساتھ ہے حسب ذیل ہین:۔ مدعی ایک تجارت مین اپنے دادا پیر محمد اور اپنے باپ نتھے پیر اور اپنے چچوں قاسم اور فضل کا شریک تہا۔ منافع جات تجارت مذکور مختلف حصص مین تقسیم کئے جاتے تہے جن مین مدعی ۲ر کا حصہ دار تہا۔ یہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا شراکت کسی خاص عرصہ کے واسطے تہی یا کہ اُسکے فسخ کرنیکے واسطے کسی نوٹس کی ضرورت تہی۔ ۱۸۹۴ء مین ایک دستاویز فسخ شراکت ماعی کے چاروں شرکاء نے ۳۰ جولائی کو تحریر کی تہی۔ اُسمین بیانات متعلق بہ مالی رشتہ ہر ایک دکان کے درج ہین جیسے کہ بہیجات سے ظاہر ہوتے تہے خواہ رشتہ مذکور رشتہ دائن تہا یا رشتہ مدیون اور نیز وہ شرائط درج کیگئی ہین جنپر کہ ہر ایک فریق پر لازم تہا کہ دوسرے فریقہائے کو سبکدوش کرکے خود دستبردار ہو۔ مدعی کے باپ کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بہت مقروض ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
کریم نتھے
بنام
ہین رچرڈ

مدعی بہی مقروض بیان کیا گیا ہے اور اُن ہیجات سے جنکو کہ اُسکے چچا فضل نے ثابت کیا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا قرضہ مبلغ ـــــ روپے سے زیادہ تہا۔ دستاویز مذکور مین یہ حکم دیا گیا ہے کہ اُسکو چاہئے کہ اپنا کل استحقاق اپنے والد کے نام منتقل کرے اور اُسکے قرضہ بحق دوکان کا ایفا کیا جائے اور اُسکے والد کو چاہئے کہ اُسکو جملہ ذمہ داری قرضہ مذکورہ سے سبکدوش کرے۔

مدعی نے اِس دستاویز پر دستخط کرنے مین تامل کیا تہا۔ دیگر چار شرکاء نے اُسکو تحریر کرکے اُسمین ایک بیان بدین مضمون اضافہ کیا تہا کہ وہ رضامند نہین ہوا مگر اُمید ہے کہ وہ رضامند ہو جائیگا۔

مدعا علیہم کاروبار شراکت گلیڈ اینڈ کمپنی کے نام سے کرتے ہین۔ اُنہون نے مدعی کی دوکان یا پدرِ مدعی کو بطور ایک شریک اپنی دوکان کے شامل کیا تہا تاکہ وہ انکے تقدم کا کاروبار کرے۔ اور اُنسے فسخ شراکت مذکور کے متعلق مشورہ لیا گیا تہا کسی وجہہ سے وہ اس امر کے خواہان تہے کہ فسخ شراکت عمل مین آجائے اور وہ مدعی کو کچہہ فائدہ دینے کو تیار تہے اگر وہ رضامند ہو جائے۔ اگست کی چہٹی جسکی کہ بنا پر نالش حال کیگئی ہے اُس خط و کتابت کا نتیجہ ہے جو کہ اُنکے مابین ہوئی تہی اور اُسیدن مدعی نے دستاویز فسخ شراکت پر دستخط کر دیئے تہے۔

مدعی کا خاندان خوجہ ہے جو گو مسلمان ہین مگر بعض رسوم درواجہا کے تابع ہین یہ ثابت نہین کیا گیا کہ انکے مابین بیٹے کو گذارہ دینے کے متعلق کیا رواج ہے اور نہ یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ قانونی نتائج اوس جائیداد کے کیا تہے جسپر کہ اُسکا باپ قابض تہا مابین خود اُسکے اور اُسکے خاندان کے۔ بہرحال مدعی نے یہ ظاہر نہین کیا کہ رواج قوم اسکو کوئی قوی ترد عوے گذارہ بہ نسبت اُسکے عطا کرتا ہے۔ جو کہ بصورت اہل ہنود کے لڑکے کو اُس باپ کے برخلاف حاصل ہوتا ہے، جو جائداد خاندانی پر قابض ہو۔ نتہے پیرو پر لازم ہو سکتا تہا کہ مدعی کو جائیداد خاندان مین سے گذارہ دیتا مگر کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اسپر لازم تہا کہ ایک بالغ پسر کو گذارہ دے یا اُسکو کوئی خاص رقم یا جائیداد بطور دوامی گذارہ کے عطا کرے۔

بطور امر واقعہ کے نتہے پیرو کی مدعی کے ساتہہ نہ بنتی تہی اور اُسنے اُسکے واسطے کوئی گذارہ مقرر کیا تہا۔ چنانچہ مدعی نے مدعا علیہم سے استمداد کیا تہا جو اُسکو ایک خاص رقم ماہ اپریل ۱۸۹۰ء تک ادا کرتے رہے تہے اُسی سال ماہ مارچ مین نتہے پیرو فوت ہو گیا تہا۔ پسر مدعا علیہم نے کسی مزید رقم کے ادا کرنیسے انکار کیا تہا کیونکہ انکا یہہ خیال تہا کہ اونکی ذمہ داری نتہے پیرو کی وفات پر ختم ہو گئی ہے۔

مدعی نے یہہ بیان کیا ہی کہ اُسکا باپ جسکی کہ ترکہ کی جیثیات اہتمام اُسنے حاصل کی ہین نہ صرف بلا وصیت فوت ہوا تہا بلکہ دیوالیہ بھی تہا اور کہ مدعاعلیہم نے غیر مشروط طور پر اسکے حق مین مبلغ صمار ماہوار ادا کرنیکا اقرار کیا تہا۔ اسی خیال پر اُسنے نالش حال دائر کی تہی جسکی کہ تجویز ہائیکورٹ مین طیب جی صاحب جسٹس نے کی تہی۔ فاضل جج مذکور نے یہ قرار دیا تہا کہ مقرر کردہ رقم مدعی کو اُسکی حین حیات تک ادا کیجانی تہی اور اُنہوں نے ایک ڈگری اسی بنا پر صادر کی تہی۔ اسکی وجوہات بیان نہین کیگئین برطبق اپیل مدعاعلیہم کے عدالت جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس کی رائے اسکے خلاف تہی اور اُنہون نے نالش کو خارج کیا تہا۔

فاضل چیف جسٹس صاحب نے یہ قرار دیا تہا کہ ذمہ داری مدعاعلیہم بجائے اُس گذارہ کے پیدا کیگئی تہی جسکے کہ منجانب نتھے پیرو بحیثیت پدر بحق مدعی پسر خود ادا کیئے جانے کی امید کیگئی تہی بغیر کسی ظہار اس امر کے کہ کوئی مشترکہ جائیداد خاندان موجود ہے یا یہہ کہ باپ پر جائز دعوے ایک بالغ پسر کو گذارہ دینے کا ہو سکتا ہے۔ فاضل جج مذکور نے اُسکا ذکر بطور ایک مسلمان باپ کے کیا ہی۔ کینڈی صاحب جسٹس نے دستاویز مذکور کی تعبیر بدین معنے کی ہے کہ مدعاعلیہم پر صرف یہ لازم تہا کہ حتے الامکان باپ کو اس امر کی تحریک کرین کہ وہ بیٹے کے واسطے کوئی وسیلہ آمدنی مقرر کرے۔ اور انپر لازم تہا کہ اسکو مبلغ صمار ماہوار اسوقت تک ادا کرین جبتک کہ وہ اس تحریک کے کرنیکے کام مین کامیاب ہون۔ ان بعد اسی امر کو ثابت شدہ قرار دیکر کہ مدعاعلیہم نے حتے الامکان کوشش کی تہی کہ نتھے پیرو کو تحریک کرین جبتک کہ وہ زندہ تہا اُنہوں نے یہ قرار دیا تہا کہ اُنکے معاہدہ کی پوری تعمیل کیگئی تھی۔ وہ وجوہات جو کہ ہر دو فاضل ججان نے اختیار کی ہین الفاظ مین مختلف ہین مگر دراصل وہ ایک ہی منشا رکہتی ہین یعنے یہہ کہ مدعاعلیہم کا فرض دربارہ گذارہ دینے کے نتھے پیرو کی حین حیات سے متجاوز نہ تہا۔ اگر وہ درخواست جو کہ مدعی کو حاصل ہوئی تہی ناکافی ثابت ہوتی تو اس شرط کے متعلق کوئی حکم نہ دیا گیا ہوتا۔ مدعاعلیہم نے یہہ ذمہ نہ اُٹھایا تہا کہ نتھے پیرو کو اسقدر جائیداد چھوڑ کر فوت ہونا چاہئے جس سے کہ مدعی کو مبلغ صمار ماہوار کی آمدنی ہو۔

حکام عالیمقام کو اُس ڈگری کے ساتھ اتفاق کرنے مین کوئی تامل نہین ہے جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ اقرارنامہ مین مدعاعلیہم کیطرف سے مدعی کو غیر محدود طور پر گذارہ دینے کا اقرار کیا گیا ہے سوائے اُسصورت کے جبکہ نتھے پیرو کوئی بندوبست کرے اور عہدنامہ مین یہہ صحبت کیگئی تہی کہ

سنہ ۱۹۰۰ء کریم نسبے بنام مین وچس

وہ بند وبست جبکہ کہ کرنیکا منشاء تہا یہہ تہا کہ جائداد کی تملیک دوامی کیجائے قطعی طور پر باپ کیطرف سے بچوں کے کیجائے اس تعبیر مین الفاظ مذکور کی اسقدر کہینچ تان کیگئی ہے جوکہ وہ برداشت نہین کر سکتے ہبہ جات یا معاہدات جو گذارہ کے واسطے ظاہر کیئے گئے ہون اور بلحاظ زمانہ کے غیر محدود ہون بذریعہ افعال فریقین یا دیگر واقعات کے ایسی ثابت کیئے جا سکتے ہین کہ انکا منشاء دوامی طور پر عامل ہونیکا ہے مگر بادی النظر مین وہ معطی یا معطی لہ کی حین حیات تک محدود ہوتے ہین صورت حال مین عبارت معاہدہ سے قوی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مفروضہ معطی کی حیات تک فائدہ عطا کردہ محدود ہے خواہ اس امر کے متعلق ایک توجہ باپ بیٹے کے رشتہ ہائے کچہہ ہی ہون گذارہ مذکورہ بالا ایک ایسا گذارہ ہے جوکہ ہمراہ مجانب باپ کے بیٹے کو عین اسیطرح ادا کیا جاتا تہا جسطرح کہ ایک ہندو باپ قابض جائداد اپنے پسر کے دیگر گذارہ مقرر کر سکتا ہے۔ مدعا علیہم نے اس امر ذمہ داری اٹہائی ہے کہ باپ اس امر پر مجبور کیا جائے گا کہ مبلغ صما ماہوار ادا کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ خود زر مذکور ادا کرینگے۔ کسی امر سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انکا منشاء ننسے پیرو کی نسبت زیادہ تر ذمہ داری اٹہانیکا تہا اگر اُسنے خود ایک اقرار نامہ متعہ عطائے مبلغ صما ماہوار بطور گذارہ تحریر کر دیا ہوتا۔ بمطابق اسکی وفات کے اسکا پدری فرض اپنے پسر کو گذارہ دینے کا ختم ہوگیا تہا اور بیٹے کا حصہ واقعہ جائداد خاندان اسکی بجائے اُسے حاصل ہوگا۔ مدعا علیہم نے ننسے پیرو کی جائداد کے مقدار کے متعلق ذمہ داری نہین اٹہائی اور نہ اُنہون نے اسکی طرف سے اور بطور گذارہ کے اس قسم کے ادا کرنیکا ذمہ اٹہایا ہے جوکہ وہ صرف زندہ ہونے کی صورت مین ادا کر سکتا تہا۔

یہہ ایک مناسب تعبیر اقرار نامہ کی ہے اب صرف یہہ کہنا باقی ہے کہ حیثیت فریقین مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکی وجہ سے کوئی اور تعبیر ممکن ہو سکے۔ عدالت ہائے ماتحت مین مدعیکی طرف سے حقہ شراکت کے ترک کیئے جانے کی نسبت بہت کچہہ بیان کیا گیا ہے بہرحال معلوم یہہ ہوتا ہے کہ اسکا استحقاق سوائے حساب وکتاب کے لینے اور بقایا کے تقسیم کرانے کے استحقاق کے اور کچہہ نہ تہا کوئی کوشش اس امر کے ظاہر کرنیکے واسطے نہین کیگئی کہ وہ شرائط جنپر کہ اُسنے دست برداری دیدی ہے اُسکے حق مین عائد نہیں یا یہہ کہ برخلاف معاہدہ کے جیسی کہ اسکی تعبیر صورت حال مین کیگئی ہے مدعا علیہم نے کافی قیمت اُس تنازعہ کو رفع کرنے کے واسطے ادا نہین کی جسپر کہ اُسنے اصرار کیا ہوتا۔ یہہ تسلیم کر کے کہ فقرات معاہدہ درست نہین ہین اور کہ وہ تعبیر جو اُنکی عدالت ادنیٰ کی ہے بعض قرین قیاس واقعات کی موجودگی مین ایک درست تعبیر سمجہی جا سکتی ہے۔ حکام عالیمقام شہادت مین کوئی ایسا امر معلوم نہین کرتے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ وہ معنے جو آسانی سے الفاظ مذکور کے کیئے جا سکتے ہین کسی نامناسب نتیجہ کو پیدا کرتے ہین

سنہ ۱۹۰۱ء کیم نمبر بنام مین رچس

یا یہہ کہ اصلی نیت فریقین کی یہہ تہی۔

وہ نہایت عجز سے ہز مجسٹی کو یہہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل ہذا خارج کیا جاے۔ اپیلانٹ کو خرچہ ادا کرنا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹ: میشرز مین اینڈ لیٹلی۔ سالسٹران منجانب ریسپانڈنٹ میشرز کیمرن کیم اینڈ کمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنز صاحب چیف جسٹس کو چندر اور کر صاحب جسٹس

۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

شریفہ (ابتدائً مدعا علیہا) اپیلانٹ **بنام** منی خان (ابتدائً مدعی) ریسپانڈنٹ*

نابالغ۔ نالش واسطے دلاپانے حفاظت نابالغ کے۔ نالش منجانب باپ کے واسطے دلا پانے اپنی اس اولاد کے جو ناجائز طور پر روک رکہی گئی ہو۔ وارث۔ مدعا علیہ کا دوران نالش مین فوت ہو جانا۔ مدعا علیہ کے ورثا کے برخلاف بنا ئے دعوے کا باقی موجود رہنا۔ طریق عمل ضابطہ۔

عدالت دیوانی کو اختیار حاصل ہے کہ ایک نالش منجانب باپ کے واسطے دلاپانے قبضہ اپنی اس نابالغ اولاد کے سماعت کرے جو ایک اجنبی نے ناجائز طور پر روک رکہی ہو۔ ایسی نالش بروے احکام ایکٹ گارڈین و وارڈس ۸ بابت ۱۸۹۰ء کے ممنوع السماعت نہین ہے

ایک مسلمان شخص نے اپنی نابالغ دختران کا قبضہ دلاپانے کی نالش کی تہی جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ ناجائز طور پر مدعا علیہ مقیم بہائی نے روک رکہی ہین دوران نالش مین مقیم بہائی فوت ہو گیا تہا اور نالش اسکی بیوہ شریفہ اور اسکے وارث اور قایم مقام قانونی کے برخلاف اس وجہہ پر جاری رکہی گئی تہی کہ نابالغان اسکے قبضہ مین ہین۔

تجویز ہوئی کہ بنا ئے دعوے متوفی مدعا علیہ کی بیوہ کے برخلاف باقی نہ تہا اسلئے نالش چل سکتی تہی وہ بنا ئے دعوے جسکی وجہہ سے نالش پیدا ہوئی تہی اسوقت زایل ہو گیا تہا جبکہ مدعا علیہ مقیم بہائی فوت ہو گیا تہا۔

اپیل دوم بنا رضی فیصلہ ای ایچ موسکارڈی صاحب ڈسٹرکٹ جج سورت مشعر تنسیخ فیصلہ راؤ بہادر کے بی مراشی سبارڈینیٹ جج درجۂ اول سورت۔

مدعی جو ایک مسلمان شخص تہا اپنی دو نابالغ دختران بعمر ۱۳ و ۱۱ سالہ کے مقیم بہائی مدعا علیہ سے دلاپانے کی نالش بدین بیان کی تہی کہ اسکی بیبی سے جو ناگڈہ جاتے وقت وہ مدعا علیہ کے حوالہ کی تہین اور کہ اسکی واپسی پر مدعا علیہ نے انکے واپس دینے سے انکار کیا ہے۔

* اپیل دوم نمبر ۱۴۴ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
شریفہ
بنام
شیخان

مقیم بہائی نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تہا کہ نالش چل نہین سکتی اور کہ مدعی نابالغان کی حفاظت کا مستحق نہین ہے کیونکہ انکی شادی مطابق شرع محمدی اور رواج کے مدعاعلیہم کے پسران کیساتہہ مدعی کے علم اور رضامندی سے ہوچکی ہے۔

دوران نالش مین مدعاعلیہم مقیم بہائی فوت ہوگیا تہا۔ بسہ مدعی نے مدعاعلیہ کی بیوہ بائی شریفہ کو بطور اُسکے ولیث اور قایم مقام قانونی کے شامل مسل کرکے نالش کو جاری رکہا تہا۔

بائی شریفہ نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تہا کہ بنائید عوے اُسکے مقابلہ مین باقی نہین رہا۔

سابارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش بمقابلہ مقیم بہائی کے چل سکتی تھی۔ اور کہ بنائید عوے اسکی بیوہ شریفہ کے مقابلہ مین باقی رہا تہا کیونکہ نابالغان اُسکے قبضہ مین تہے مگر اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ انکی شادی شریفہ کے پسران کے ساتہہ مدعی کے علم اور رضامندی سے ہوگئی ہے۔ اسلئے اُسنے قرار دیا تہا کہ مدعی نابالغان کی حفاظت کا مستحق نہتہا۔ اور اُسنے نالش کو خارج کیا تہا۔

بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ بنائید عوے مقابلہ شریفہ کے باقی رہا تہا کیونکہ نابالغان اُسکے قبضہ مین تہین اور کہ گو انکی شادی شریفہ کے پسران کیساتہہ ہوگئی تہی تاہم وہ شادی بباعث عدم موجودگی رضامندی ولی اختیار مدعیہ کے جائز نہتی۔ اُسنے اپنی قرارداد متعلق بہ این امر واقعہ کو منجملہ دیگر امور کے بعض اندراجات بکتب قاضی پر مبنی رکہا تہا۔

اُسنے عدالتِ اول کی ڈگری کو منسوخ کرکے مدعی کے دعوے کو منظور کیا تہا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے شریفہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین کیا۔

جی ایس راؤ آر ڈبلیو دیسائی بجانب اپیلانٹ (مدعاعلیہ):- عدالت ماتحت نے اندراجات رجسٹر قاضی کی تعبیر غلط طور پر کی ہے۔ نیز اُسنے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ ابتدائی مدعاعلیہ مقیم بہائی کے فوت ہونے پر بنائید عوے اُسکی بیوہ کے مقابلہ مین باقی رہا تہا۔ نالش ایک فعل مارث مزکبہ متوفی مقیم بہائی پر مبنی رکہی گئی ہے۔ زیانکار کے فوت ہونے پر اُسکے ورثاء اور قایم مقامان قانونی اسکے افعال کے ذمہ دار قرار نہین دیئے جاسکتے۔ اسلئے نالش ختم ہوجاتی ہے۔ ایک ذاتی نالش شخص متوفی کی ذات کے ساتہہ ہی مرجاتی ہے ملاحظہ ہو

سنہ ۱۹۰۱ء
شریفہ
بنام
سنے خان

فلپس بنام ہومفرے (۱) اگر مقیم بہائی کے ورثاء نے کوئی جداگانہ فعل ناجایز کیا تہا تو جدید نالش اُسکے واسطے اُنکے برخلاف رجوع کیجانی چاہیئے تہی۔ مگر نالش حال اُنکے مقابلہ مین اُس بنیاد ہونے پر جاری نہین رکہی جاسکتی جو کہ مقیم بہائی کے مقابلہ مین حاصل تہا۔

منو بہائی نانا بہائی بجانب ریسپانڈنٹ (مدعی)۔ کسی دستاویز کی غلط تعبیر نہین کیگئی۔ مگر یہ فرض کرکے کہ قاضی کے رجسٹر کی تعبیر غلط طور پر کیگئی ہے عدالت ماتحت کی قرارداد کامل طور پر اندراجات رجسٹر مذکور پر مبنی نہین ہے۔ دیگر شہادت مقدمہ مین بتائید قرارداد مذکور کے موجود ہے اور چونکہ قرارداد مذکور ایک قرارداد امر واقعہ ہے اسلئے وہ برطبق اپیل دوم کے ناطق ہے نالش واسطے قبضہ دلایانے ان نابالغان کے ہے جنکو متوفی مدعاعلیہ نے ناجایز طور پر روک رکہا تہا اور جنکو اسکی وفات کے بعد مدعاعلیہا حال نے روک رکہا ہے۔ مسئلہ ذاتی نالش متعلق نہین ہوتا۔ وہ اُن مقدمات سے متعلق ہے جہانکہ ایک زیانکار کیطرف خالی شارٹ کے متعلق ہرجانہ دلاپانے کی استدعا کیگئی ہو۔ مقدمہ فلپس بنام ہومفرے (۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنائے دعوے ایک نالش واصلیابی بخاص ظروفات مین باقی رہتا ہے۔

{جنٹلمن صاحب چیف جسٹس۔ آیا نابالغ بطور ظروفات کے متصور کیا جاسکتا ہے ؟}

اب ایسا نہین کیا جاسکتا گو بردے رومن لا کے ایسا کیا جاسکتا تہا۔ ہرچند کیواسطے بتائید دعوے زندہ رہتا ہے

{جنٹلمن صاحب چیف جسٹس۔ نابالغان کا بیوہ کیطرف سے روک رکہا جانا ایک ایسا فعل نہین ہے جسکا کہ ارتکاب اُسنے بحیثیت وارث متوفی مدعاعلیہ کے کیا ہو}

نہین۔ مگر اُسنے بعد وفات مدعاعلیہ کے نابالغان کو ناجایز طور پر روک رکہا ہے۔ اعتراض دوبارہ جاری رہنے نالش کے محض لفظی اعتراض ہے اور مدعی سے جدید نالش رجوع کرانیسے کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوسکتا۔ مدعاعلیہا حال نالش کے شروع ہی سے فریق نالش رہی ہے اور اسکو نقصان نہین پہونچ سکتا۔ دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) حال جیسے مقدمہ پر حاوی ہے۔

{جنٹلمن صاحب چیف جسٹس۔ آیا ایسی نالش عدالت دیوانی مین چل سکتی ہے ؟}

ایسی نالش عدالتہائے ہندوستان مین چل سکتی ہے حکمنامہ ہیبس کارپس صرف ہائیکورٹ سے جاری کیا جاسکتا ہے اور وہ بہی اسکے حدود اختیارات مقامی کے اندر۔ دفعہ ۴۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) مین ہائیکورٹ کو ایسے حکمنامہ کے بنام ساکنان مفصلات جاری کرنیسے امتناع کیا گیا ہے۔

{جنٹلمن صاحب چیف جسٹس۔ آیا کوئی مقدمہ انگلستان ایسا موجود ہے جس مین ایک نالش باپ نے واسطے دلاپانے حفاظت اپنی نابالغ اولاد کے رجوع کی ہو ؟}

سنہ ۱۹۰۱ء
شریفہ
بنام
منے خان

مقدمۂ وڈمی لنس سکیس بنام اسمتھ (۱) و ملکہ بنام کلارک (۲) سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک نالش کامن لا کے روسے ہو سکتی ہے یا حکمنامۂ ہیبس کارپس ایک سرسری چارہ جوئی ہے مگر اُسکے روسے عام چارہ جوئی بذریعہ ارجاع نالش زائل نہین ہوتی قانون ہندوستان مین کوئی ہر حال جیسی نالش کا مانع موجود نہین ہے ۔ دفعہ ا مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے روسے عدالت دیوانی کو اختیار دیا گیا ہے کہ جملہ نالشات از قسم دیوانی کی تجویز کرے ماسوائے ایسے جنکی سماعت کسی انا کٹمنٹ کے روسے ممنوع ہو۔ کوئی انا کٹمنٹ مانع نالش از قسم حال موجود نہین ہے اسلئے عدالت اسکی تجویز کی مجاز ہے ۔ ایسی نالشات عموماً عدالتہاے ہندوستان مین رجوع کیگئی ہین ۔ اگر صورت اُسکے برخلاف ہوتی تو چونکہ ہائیکورٹ کو کوئی اختیار حکمنامۂ ہیبس کارپس کے بنام ساکنان مفصلات جاری کرنیکا حاصل نہین ہے تو حال جیسی نالش مین شخص نقصان رسیدہ کے واسطے کوئی چارہ جوئی حاصل نہوگی ۔

ملاحظہ ہو دہرم شاستر مین صاحب (طبع ششم) صفحہ ۲۲۲ ۔ معاملہ ڈبلیو ایچ ہملٹن مندرجہ (۳) پچو بنام ارزدن ساہو (۴) راج بیگم بنام نواب رضا حسین (۵) عباسی بنام دنی (۶) کرشنا بنام ریڈ (۷) دینکما بنام سوترما (۸) اپیل از حکم نمبرہ سنہ ۱۸۹۲ء ۔

جی ایس راؤ جواباً :- ہم یہہ تسلیم کرتے ہین کہ قانون ہندوستان عین ویسا ہی ہے جیسا کہ قانون انگلستان ہے ۔ انگلستان مین کوئی نالش ایک باپ کی تحریک سے نہین ہو سکتی جو اپنی نابالغ اولاد کا قبضہ حاصل کرنا چاہتا ہو ۔ اسکی چارہ جوئی یا تو بذریعہ حکمنامۂ ہیبس کارپس کے یا بذریعہ درخواست بعدالت چانسری کے ہے ۔ ایسا ہی ہندوستان مین ایک حکمنامہ ہیبس کارپس بلاد پریزیڈنسی مین جاری کیا جا سکتا ہے ۔ مگر مفصلات مین ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء کے روسے باپ اس قابل بنایا گیا ہے کہ اپنی نابالغ اولاد کا قبضہ بذریعہ درخواست بحضور صاحب جج ضلع کے حاصل کرے نہ کہ بذریعہ نالش مبنی کے ۔ بمطابق ایسی درخواست کے صاحب جج ضلع کو اختیار حاصل ہے کہ بچون کے عدالت مین حاضر لانیکا حکم دے ۔ اور ایسا حکم صادر کرے جیسا کہ وہ مناسب سمجھے ۔ ایکٹ مذکور (سنہ ۱۸۶۱ء) اب بذریعہ ایکٹ گارڈین و وارڈس (سنہ ۱۸۹۰ء) کے منسوخ کیا گیا ہے اور احکام ایکٹ مذکور متعلق بحفاظت نابالغان ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء مین درج ہین واضعان قانون نے

(۱) (سنہ ۱۸۳۹ء) سسٹر بنچ رپورٹ صفحہ ۹۰۲ ۔ (۲) (سنہ ۱۸۵۷ء) ایلس و بلیکبرن رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۶۵ء) ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۵ ۔ استغواب یکار کرد (۴) (سنہ ۱۸۶۶ء) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۳۵ ۔
(۵) (سنہ ۱۸۸۰ء) ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۷۶ ۔ (۶) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۵۸ ۔
(۷) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۱ ۔ (۸) (سنہ ۱۸۸۹ء) ،، مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۷۲ ۔

اسطرحپر ایک خاص چارہ جوئی ایسی صورتون مین مقرر کی ہے اور صرف اُسی چارہ جوئی کی استدعا کیجانی چاہئیے بہت سی مقدمات موجودہ مین کوئی اعتراض دربارہ عدالت کے اختیار سماعت کے نکیا گیا تہا۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:۔ نالش حال ایک مسلمان باپنے واسطے دلا پانے قبضہ اپنی دو دختران کے رجوع کی ہے اُسکا دعوے یہہ تہا کہ وہ اُنکو مقیم بہائی کے پاس چہوڑ گیا تہا جسنے بعد مین اونکو واپس دینے سے انکار کیا تہا جوابدعوے بربنائے واقعات کے یہہ تہا کہ مدعی نے بالارادہ طور پر مطابق شرع محمدی اندر رعلاج کے اُنکی شادی کردی تہی۔

عدالت اوّل نے بربنائے شہادت کے یہ قرار دیا تہا کہ عذر مذکور ثابت کیا گیا ہی مگر صاحب جج ضلع نے برطبق اپیل کے اُسکے خلاف نتیجہ اخذ کیا تہا۔ مگر عدالت اپیل کا فیصلہ دستاویز نمبر ۴ و نمبر ۵ کے اثر کی غلط فہمی پر مبنی تہا چنانچہ کسی صورت مین وہ قایم نہین رکہا جا سکتا سوال صرف یہہ ہے کہ آیا ہمکو مقدمہ واپس بہیجنا چاہئیے یا کہ اُسکا فیصلہ ہمین اُن وجوہات پر کیا جانا چاہئیے جنکی کہ استدعا کیگئی ہے۔

امر اول غور طلب یہہ ہے کہ آیا ایسی نالش چل سکتی ہے کیونکہ حجت یہہ کیگئی ہے کہ مشابہت ضابطہ انگلستان و احکام ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء اُسکے قیام کے خلاف ہین۔ مگر ہمارے روبرو سندات موجود ہین بیلی صاحب جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس نے اپیل ہنارہٹی حکم نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۲ء مین یہ قرار دیا ہے کہ ایسی نالش چلسکتی ہی میری رائے مین بلحاظ واقعات کے اس سوال پر بحث کرنا بیسود ہے کیونکہ اگر ہم فیصلہ مذکور سے اختلاف بہی کرین تاہم ہم صرف اجلاس کامل ہی استصواب کر سکتے ہین۔ مگر جب بہ اضعان قانون ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کی ترمیم کرینگے (جو میری رائے مین بہت جلد کیا جائیگا) تو اس امر پر غور کرنا ضروری ہوگا کہ آیا ضابطہ زیر ایکٹ مذکور بجائے ایک عام نالش کے مہیا نکیا جانا چاہئیے اور ایک باپ کی حیثیت ساتہہ ہی صریح کیجائیگی۔

دوسرا عذر جسکی بحث شروع ہی سے کیگئی ہے یہہ ہے کہ بنائے دعوے مقیم بہائی کے فوت ہونے پر ختم ہو گیا تہا۔ عدالت ابتدائی ملحقہ نے یہ قرار دیا ہے کہ بنائے دعوے باقی رہا تہا۔ اُس سے یہ مراد ہے کہ وہ اُسکی جانشینان اُسکے مقابلہ مین جاری رکہا جا سکتا ہے مگر بوقت ایسا قرار دینے کے صاحب جج ضلع اپنی رائے کو مؤثر کرنے سے قاصر رہا تہا کیونکہ اُسنے نالش کو صرف بیکی از ورثاء کے مقابلہ مین جاری رکہے جانے کی اجازت اسوجہ پر دی تہی کہ نالش بر خلاف جایداد متوفی کے نہ تہی بلکہ بخلاف اُسکی ذات کے تہی اور بعد اُسکی وفات کے بخلاف اُس شخص کی ذات کے جسنے اُسکا جانشین ہوکر ناجایز طور پر نابالغان کو روک رکہا ہے " بالفاظ دیگر مدعا علیہ حال کا فعل اس امر کو جائز بناتا ہے کہ نالش اُسکے مقابلہ مین جاری رکہی جائے

۱۹۰۱ء
شریفہ
بنام
منے خان

مگر صریح طور پر خود اُسکا فعل ناجائز ایک امر فیصلہ طلب اُس نالش مین ہوسکتا ہے جو اُسکے برخلاف شروع کیگئی ہو۔ اسلئے بحث تجویز اُسپر رائے ظاہر کرنیکا کوئی اختیار اُس نالش مین حاصل نتہا جو دوسرے شخص کے برخلاف شروع کیگئی تہی۔ مگر یہان یہ کہا گیا ہے کہ دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہ نقص رفع ہوجاتا ہے لیکن اگر نالش حال مین کوئی اختیار سماعت واسطے تجویز کرنے مدعا علیہا کے ذاتی نقصان کے موجود نتہا تو ایسا نہین ہوسکتا۔ علاوہ ازین مینے صریح طور پر ظاہر کیا ہے کہ صاحب جج ضلع کی غلط فہمی ستاویزات نمبر ۴ و نمبر ۵ بہرحال منسوخی فیصلہ کی مقتضی ہے چنانچہ ہم ڈگری کو اسوجہ پر منسوخ نہین کرتے یا واپس نہین بہیجتے کہ نالش ناجائز طور پر شریفہ کے مقابلہ مین جاری رکہی گئی تہی بلکہ ہم ایک اور وجہ پر اُسکے منسوخ کرنے پر مجبور ہین۔ مین اِس عذر مین ایک وجہ اسکو واپس نہ بہیجنے کی دیکہتا ہون مین خوش ہون کہ مین اس نتیجہ کے اخذ کرنیکے قابل ہوا ہون بلحاظ اس عمر کے جو کہ لڑکیون کی ہے اور بلحاظ اونکی موجودہ حفاظت کے۔

اسلئے ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے۔ ہر ایک فریق اپنا اپنا کل خرچہ خود برداشت کرے۔

چنداورکر صاحب جسٹس ۔ نالش ہذا مدعی منے خان شعلی خان نے عدالت سب آرڈینیٹ جج درجہ اول سورت مین واسطے دلا پانے قبضہ اپنی دو نابالغ دختران کے مدعا علیہ مقیم بہائی سے رجوع کی تہی۔ مدعا علیہ مذکور نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی لڑکیون کی حفاظت کا مستحق نہین ہے کیونکہ اُسنے اُنکی شادی مطابق شرع محمدی اور رواج کے مدعا علیہ کے پسران کیساتہہ کردی ہے اور کہ دعوے بروئے ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء کے ممنوع السماعت ہے۔ مگر مدعا علیہ مقیم بہائی دوران نالش مین فوت ہوگیا تہا اسلئے اُسکی بیوہ بائی شریفہ بطور اُسکی وارث کے شامل کیگئی تہی۔ اپنے جواب دعوے تحریری مین مسمات مذکورہ نے اپنے شوہر کا اعتراض اختیار کیا تہا۔ مگر یہہ بہی عذر کیا تہا کہ نالش بعد اُسکی وفات کے چل نہین سکتی کیونکہ وہ بنائے دعوے جسکا اُسمین ذکر کیا گیا ہے اُسکے برخلاف زندہ نہین رہ سکتا۔ سب آرڈینیٹ جج نے اُن جملہ قانونی عذرات کو نامنظور کیا تہا جو متوفی مدعا علیہ اور اُسکی بیوہ نے اُٹہائے تہے مگر اُسنے مدعی کے دعوے کو اسوجہ پر خارج کیا تہا کہ لڑکیونکی شادی مدعی کی مرضی اور رضامندی سے کیگئی تہی۔

مدعی نے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع سورت نے یہ قرار دیا تہا کہ کسی ایک طریق کا ازدواج مابین مدعا علیہا کے متوفی شوہر مقیم کے بطور قایم مقام اپنے دو پسران اور چند دیگر اشخاص کے از طرف نابالغ دختران مدعی ہوا تہا مگر یہ ثابت نہین کیا گیا کہ وہ شخص جو نابالغان کی طرف سے بطور قایم مقام کے مقرر کیا گیا تہا اُنکا باپ تہا۔ اسلئے اُسنے سب آرڈینیٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کرکے دعوے کی ڈگری دی تہی۔

سنہ ۱۹۰۶ء
مشرعلیہ
بنام
منے خان

ہمارے روبرو برطبق اپیل دوم بنا مرافعہ ڈگری صاحب جج ضلع کے تین امر اٹھائے گئے ہین یعنے (۱) کہ مدعی کی چارہ جوئی بذریعہ ایک نمبری نالش بعدالت سبارڈینیٹ جج کے نہتی بلکہ بذریعہ ایک درخواست زیر ایکٹ گارڈین و وارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ء) بعدالت صاحب جج ضلع کے تہی (۲) چونکہ نالش ابتدائً بخلاف مدعا علیہ مقیم بھائی کے واسطے ایک فعل ناجائز کے رجوع کیگئی تھی جو یہہ تہا کہ اسنے ناجائز طور پر مدعی کو اپنی اولاد کی حفاظت سے محروم کیا ہے اور انکو خلاف مرضی مدعی کے اپنی حفاظت مین رکہا ہے اسلئے بنا ئید عویٰ مدعا علیہ کے فوت ہو جانے پر ساقط ہوگیا تہا اور وہ اسکی بیوہ یا کسی اور شخص کے برخلاف زندہ نرہا تہا اور (۳) کہ صاحب جج ضلع نے شہادت مندرجہ مقدمہ کو اس امر کے قرار دیتے وقت غلط طور پر سمجہا ہے کہ مدعی نے اپنی دختران کی شادی مدعا علیہ کے پسران کے ساتہہ کی تہی۔

نسبت امر اول کے بعض فیصلجات کلکتہ ہائیکورٹ مندرجہ سدرلینڈ ز ویکلی رپورٹر بدین مضمون موجود ہین کہ زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء باپ کو جو اپنے بچو نکی حفاظت کی استدعا کرتا ہو چاہئے کہ ایک درخواست صاحب جج ضلع کے پاس کرے نہ کہ ایک نمبری نالش عدالت سبارڈینیٹ جج مین۔ بخلاف ازین معاملہ درخواست کانشی چندر سین (۱) مین برائن صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ ایکٹ مذکور کے بموجب کوئی جدید استحقاق یا ذمہ واری پیدا نہین کیگئی بلکہ اسکے رو سے صرف ایک خاص چارہ جوئی در بارہ اس استحقاق یا ذمہ واری کے مہیا کیگئی ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ پس اس صورت مین فریقین یا تو عام نمونہ نالش کے مطابق یا خاص نمونہ مہیا کردہ ایکٹ کے مطابق عمل کر سکتے ہین (۲) اور انہنے بتائید رائے مذکور کے ان مقدمات پر انحصار کیا ہے جنکا کہ حوالہ سر بارنس پیکاک صاحب نے مقدمہ کلکٹر پٹنہ بنام رومانا تہہ (۱) مین دیا ہے۔ ہائیکورٹ مدراس نے بھی یہی رائے مقدمہ کرشنا بنام ریڈ (۳) مین اختیار کی ہے۔ وہ سب فیصلجات زیر ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء تہے۔ ایکٹ مذکور بذریعے ایکٹ گارڈین و وارڈس (۸ سنہ ۱۸۹۰ء) کے منسوخ کیا گیا ہے اور گو اسکے احکام کم و بیش ایکٹ موخر الذکر مین پہر درج کئے گئے ہین تاہم ایکٹ گارڈین و وارڈس کی عبارت بالکل بری از مشکلات نہین ہے اسمین شبہ نہین کہ چیف کورٹ پنجاب نے فیصلہ نمبر ... پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء مین یہ قرار دیا ہے کہ

(۱) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۶۳ء) بنگال لا رپورٹ جلد ضمیمہ صفحہ ۴۳۰۔

(۳) (سنہ ۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
تکارام
بنام
پانڈورنگ

سداشیو آر باکہلے منجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم):- اگر ہمنے اپیل اُسدن داخل کیا ہوتا جسرکہ عدالت کا افتتاح بعد تعطیلات موسم گرما کے ہوا تہا تو وہ بین المیعاد ہوتا۔ استحقاق اپیل اُسروز زیر دفعہ ۵- ایکٹ میعاد موجود تہا پس ہمکو اُس تاریخ تک نقول کے حاصل کرنیکا حق حاصل تہا۔ زیر دفعہ ۱۲- ایکٹ میعاد ہم اُس عرصہ کے منہا کرنیکے مستحق ہین جو کہ حصول نقول ہین صرف ہوا ہے اسلئے ہم ۵- جون تک کا عرصہ منہا کرنیکے مستحق ہین اور ہمارا اپیل بین المیعاد ہے۔ ملاحظہ ہو سیتارام بنام رامجی (۱) جس مین مقدمہ سعادت النساء بنام محمد (۲) کی پیروی کیگئی تھی۔

مہادیو بی چوبل منجانب ریسپانڈنٹ (مدعی):- عدالت کے بند رہنے سے اپیلانٹ نقول کی درخواست کرنیسے باز نہ رہ سکتا تہا۔ ایام تعطیلات مین عدالتہائے صرف جوڈیشل اغراض کے واسطے بند ہوتے ہین نہ کہ اغراض ضابطہ کے واسطے مثلاً درخواستِ نقول کرنے کے واسطے۔

چندا ورکر صاحب جسٹس:- اُس نالش کی ڈگری جس مین سے کہ اپیل دوم ہذا پیدا ہوا ہے سبارڈینیٹ جج درجہ دوم ملگا نو نے ۲۲- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو صادر کی تہی۔ اُسکے دوسرے دن سے ۵ جون تک عدالت بباعث تعطیلات موسم گرما کے بند رہی تھی۔ ۵- جون کو جب عدالت کا افتتاح ہوا تہا۔ اپیلانٹ حال نے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کی نقل کی درخواست کی تہی اور اپنا اپیل نسبت ڈگری مذکور صاحب جج ضلع کے پاس ۱۴- جون کو داخل کیا تہا۔

صاحب جج ضلع نے اپیل کو اسوجہہ پر زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا ہے کہ اپیلانٹ مطابق ایک سرکلر عدالت ہذا کے سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کی نقل کی درخواست دورانِ تعطیلات مین کر سکتا تہا کیونکہ دفتر اُس غرض کے واسطے کہلا تہا۔

دفعہ ۵ ایکٹ میعاد مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر میعاد مقرر کردہ کسی اپیل کی اُسدن ختم ہو جب عدالت بند ہو تو اپیل اُسدن داخل کیا جا سکتا ہے جبکہ عدالت کا افتتاح ہو۔ مگر مقدمہ حال مین ۵- جون کو جبکہ عدالت کا افتتاح ہوا تہا اپیلانٹ کا استحقاقِ اپیل موجود تہا اور جبتک وہ موجود تہا وہ زیر دفعہ ۱۲ ڈگری کی نقل کی درخواست کرنیکا مستحق تہا اور یہ استدعا کرنیکا کہ وہ عرصہ جو نقلِ مذکور کے حاصل کرنیکے واسطے ضروری ہے میعادِ اپیل مین سے منہا کیا جانا چاہئے یہی رائے

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۴۔

(۲) (سنہ ۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔

سنہ ۱۹۰۶ء
تکا رام
بنام
پانڈرنگ

مقدمات سعادت النساء بنام محمد (۱) و سیتارام بنام رامجی (۲) مین فیصلہ کیا گیا تھا۔

بہ پیروی نظائر مذکورہ بالا ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے مقدمہ کو بدین ہدایت واپس بھیجتے ہین کہ اپیل شامل کا عذر کیا جا کر مطابق قانون تصفیہ کیا جائے۔ خرچہ بہ نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔

ڈگری منسوخ کی گئی اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۶ء

پنڈہاری ناتھ سکھارام (ابتداءً مدعی) اپیلانٹ بنام شنکر نرائن جوشی (ابتداءً مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ*

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۵ و ۱۲ - اپیل - اس عرصہ کا منہا کیا جانا جو حصول نقول فیصلہ و ڈگری زیر اپیل مین صرف ہوا ہو۔

ایک درخواست واسطے نقل ڈگری کے اپیلانٹ کیطرف سے کسیوقت مقرر کردہ میعاد کے اندر کیجا سکتی ہے اور زان بعد وہ زیر دفعہ ۱۲ (عرصہ میعاد کے محسوب کرنے مین) اس عرصہ کو منہا کرانیکا مستحق ہے جو ایسی نقول کے حاصل کرنے مین صرف ہوا ہو۔ زیر دفعہ ۵ کے اسصورت مین جبکہ عرصہ میعاد مقرر کردہ واسطے اپیل کے اسدن ختم ہو جب عدالت بند ہو تو اپیل اسدن تک داخل کیا جا سکتا ہے جبکہ عدالت کا افتتاح ہو۔ ایک درخواست واسطے نقل ڈگری کے اسیدن کیجا سکتی ہے اور اگر وہ اسدن کیجائے تو ایسی نقل کے حاصل کرنیکا وقت زیر دفعہ ۱۲ منہا کیا جاتا ہے۔

جبتک استحقاق داخل اپیل موجود ہو تبتک وہ منہائی جسکی کہ اجازت دفعہ ۱۲ - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے رو سے دیگئی ہے متعلق ہو سکتی ہے۔

سعادت النساء بنام محمد (۱) کی پیروی کیگئی۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ایچ ایف ایسٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج پونا مشعر ڈسمسی اپیل بنا راضی ڈگری راؤ صاحب کے آر جلیہل سب آرڈینیٹ جج کھیڈ۔

مدعیان نے ایک نالش واسطے انفکاک اور دلا پانے قبضہ بعض جایداد کے رجوع کی تھی سب آرڈینیٹ جج نے ایک ڈگری اقساط بحق مدعی کے ۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو صادر کی تھی۔ ڈگری مذکور کی

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۲۔

(۲) (سنہ ۱۹۰۱ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۲۔

* اپیل دوم نمبر ۶۰۵ سنہ ۱۹۰۶ء۔

ناراضی سے مدعی نے صاحب جج ضلع کے پاس ۳۱ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو یعنے اُس عرصۂ تیس یوم کے منقضی ہونے کے بعد اپیل کیا تہا جو بروئے مد ۱۵۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کرنیکے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ صاحب جج نے اپیل کو زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا تہا۔ اسکے فیصلہ کا اقتباس حسب ذیل ہے:-

عدالتِ ماتحت واقعہ کہید کا فیصلہ ۱۰۔ اپریل کو صادر کیا گیا تہا اور عدالت ۱۲۔ اپریل سے ۲۹ مئی تک بند تہی نقل کی درخواست ۳۰ مئی تک نکیگئی تہی۔ اپیل اُسیدن داخل کیا جانا چاہئے تہا۔

اسلئے یہ اپیلانٹ کی اپنی غلطی ہے کہ اُسنے اس فیصلہ کی نقل کی درخواست پہلے نہین کی جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا جانا مقصود ہے اور کہ اُسکا اپیل بعد المیعاد داخل کیا گیا تہا۔

اپیل ہذا زائد المیعاد قرار دیا جاکر خارج کیا جاتا ہے کیونکہ کوئی کافی وجہ درنگ کی موجود نہین ہے۔

مدعی نمبر ۱ نے اپیل دوم رجوع کیا۔

شیو رام دی بہندارکر منجانب اپیلانٹ (مدعی نمبر ۱)

راؤ بہادر گہنشام این نادکرنی منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ)

جینکنس صاحب چیف جسٹس:- اپیل دوم ہذا بناراضی فیصلہ صاحب جج ضلع پونا کے کیا گیا ہے جنے اپیل بعدالت مذکور کو زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا تہا۔

۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو فیصلہ بنالش ہذا عدالتِ ماتحت واقعہ کہید نے صادر کیا تہا۔ ۱۲۔ اپریل کو عدالتِ مذکور بند تہی اور ۲۹۔ مئی تک بند رہی تہی۔ ۳۰۔ مئی کو عدالت کے افتتاح کے دن ایک درخواست واسطے نقل ڈگری کے کیگئی تہی۔ نقل ۳۱ تاریخ کو حاصل کیگئی تہی اور اُسیدن اپیل داخل کیا گیا تہا۔

بروئے ایکٹ میعاد ہند سنہ ۱۹۰۸ء کے ایک اپیل بعدالت صاحب جج ضلع اُس ڈگری کے صدور کی تاریخ سے تیس یوم کے اندر کیا جانا چاہئے جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا جاتا ہو۔ مگر بروئے دفعہ ۱۲ ۔ ایکٹ مذکور کے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ عرصۂ میعاد مقررکردہ بغرض اپیل کے محسوب کرنے مین وہ دن جسپر کہ فیصلہ سنایا گیا ہو اور عرصہ صرف شدہ بحصول نقل ڈگری منہا کیا جانا چاہئے اور یہ امر صریح ہے کہ اس منہائی کا دعوے کیا جا سکتا ہے خواہ درخواست کسی دن عرصۂ میعاد کے اندر کیگئی ہو خواہ وہ آخری دن ہو۔

سنہ ۱۹۰۱ء
پینڈو ناری تہہ
بنام
شنکر نرائن

اسکے بعد دفعہ ۵ کے روسے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر عرصہ میعاد جو کسی اپیل کے واسطے مقرر کیا گیا ہو اُس دن ختم ہو جب عدالت بند ہو تو اپیل اُس دن داخل ہو سکتا ہے جبکہ عدالت کا افتتاح ہو۔ سوال صرف یہہ ہے کہ آیا وہ استحقاق جو سطر چہار آیندہ اپیلانٹ کے حق مین محفوظ کیا گیا ہے اُسکو اُس عرصہ کے منہا کرانیکا مستحق بناتا ہے جو نقل ڈگری حاصل کرنیکے واسطے ضروری ہو۔ جبکہ وہ اپنی درخواست غرض مذکور کے واسطے اُس دن کرے جبکہ عدالت کا افتتاح ہو۔ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ دفعہ ۵ عرصۂ میعاد تک وسیع نہین ہے، بلکہ اُسکے روسے صرف یہہ اجازت دیگئی ہے کہ اپیل ایک خاص دن تک بعد منقضی ہونے عرصۂ میعاد کے داخل کیا جا سکتا ہے اور یہہ امر تسلیم کیا جانا چاہئے کہ ایسی حجت کیوجہہ ایکٹ مذکور کی عبارت مین پائی جاتی ہے بخلاف ازین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی تعبیر زیادہ تر بلحاظ الفاظ ایکٹ کے ہے اور کہ اگر درخواست نقول کسی ایسے وقت کیجائے جبکہ اپیل کے پیش کرنیکا استحقاق موجود ہو۔ تو وہ منہائی کی اجازت بروے دفعہ ۱۲ کے دیگئی ہے متعلق ہوتی ہے۔

یہہ امر چندان اہم نہین ہے خواہ ایکٹ کی کوئی تعبیر اختیار کیجائے چنانچہ امر مذکور کا فیصلہ ایک یا دوسری طرح کیا جا سکتا ہے۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک ڈویژن بنچ الہ آباد ہائیکورٹ نے بعد کرنے کامل اور محتاط غور کے اوپر امر مذکور کے بحق تعبیر دوم کے فیصلہ دیا تھا (ملاحظہ ہو سعادت النساء بنام محمد محمود (۱)) اور جہانتک ہمکو معلوم ہے کسی مقدمہ درج رپورٹ شدہ مین اُس رائے سے اختلاف نہین کیا گیا۔ درحقیقت ایک سے زیادہ موقعہ پر فیصلہ مذکور بطور سند کے عدالت ہذا مین تسلیم کیا گیا ہے۔

ان واقعات کی موجودگی مین ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمکو باوجودیکہ اسکے خلاف کچھہ ہی استدعا کیجا سکے اس قاعدہ عملدرآمد مین خلل اندازی کرنیسے اجتناب کرنا چاہئے اور ہمکو فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ کی پیروی کرنی چاہئے۔

لہذا ہمنے صاحب جج ضلع کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہئے اور مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین مطابق قانون کے فیصل کئے جانے کے واسطے واپس بھیجا جانا چاہئے۔ خرچہ اپیل زیر نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا

ڈگری منسوخ کی گئی

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۲ -

سنہ ۱۹۰۰ء
خریف
بنام
منی خان

وہ باپ جو اپنے بچون کی حفاظت کا دعویدار ہو بعد صدور ایکٹ گارڈین و وارڈس کے مبنی نالش کے رجوع کرنیسے ممتنع ہے اُسکو چاہئے کہ ایک درخواست زیر ایکٹ مذکور عدالت ضلع مین کرے۔

مگر ایک فیصلہ عدالت ہذا اپیل بنارضی حکم نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۲ء مین ایسا موجود ہے جس مین امر زیر بحث حال پر چلیے صاحب و کینڈی صاحب جسٹسان نے غور کیا تھا اور قرار دیا گیا تھا کہ ایکٹ گارڈین و وارڈس سبارڈینیٹ جج کو اس قسم کی نالش کی سماعت سے باز نہین رکھتا بصورت عدم موجودگی کسی ایسے صریح انا لمنٹ کے جو بدین مضمون ہو کہ اُس خاص چارہ جوئی کو منسوخ جو ایکٹ گارڈین و وارڈس کے رو سے مقرر کیگئی ہے یہہ تھا کہ عام چارہ جوئی کو زائل کیا جائے ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمکو فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ محولہ بالا کی پیروی کرنی چاہئے اسلئے ہم یہہ قرار دیتے ہین کہ نالش درست طور پر عدالت سبارڈینیٹ جج مین رجوع کیگئی تھی۔

اب ہم واقعات مقدمہ کیطرف عود کرکے یہہ بیان کرتے ہین کہ صاحب جج ضلع کی یہہ قرارداد کہ گواہ ولج ثابت کیا گیا تھا تاہم اسمین مدعی حاضر تھا اور کسی اور شخص نے اپنے آپکو نابالغان کا باپ بیان کیا تھا غلط فہمی شہادت مقدمہ پر مبنی ہے۔ اُسنے اُن گواہان کی شہادت کو تسلیم کرنیسے انکار کیا ہے جنکا کہ بیان مدعا علیہ کیطرف سے لیا گیا تھا کیونکہ اُسنے بیان کیا ہے کہ یہہ اشخاص مذکور رزیل قوم کے ہین یہہ سچ ہے کہ ہم صاحب جج کی رائے متعلق بہ شہادت مین دست اندازی نہین کر سکتے۔ مگر وہ وجہہ جو اُسنے اُنکے حاضی بیانات کو غیر معتبر سمجھنے کیواسطے بیان کی ہے قانوناً ایک جائز وجہہ معلوم نہین ہوتی کیونکہ وہ یہہ کہنے کی حد تک پہونچتی ہے کہ ان لوگونکی شہادت بوجہہ رزیل قوم کے لوگ ہین اسی وجہہ سے کامل طور پر ناقابل پذیرائی ہے درحقیقت صاحب جج ضلع نے اُن گواہان کی شہادت پر غور نہین کیا کیونکہ اُنکی سوشل حیثیت بہت کم تھی عدالت ہذا اس قرارداد امر واقعہ کو تسلیم نہین کرسکتی جو بلا اطلاق درست طور کیا متعلق بشہادت کے قلمبند کیگئی ہو۔

مگر قطع نظر اسکے صاحب جج ضلع کی قرارداد وہ اندراجات رجسٹر قاضی در دستاویزات نمبر ۵۰ و نمبر ۵۵ کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ وہ اندراجات فارسی زبان مین ہین اور انکا ترجمہ سرکاری طور پر ہمارے واسطے کیا گیا ہے اور ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ اُنکی نسبت صاحب جج ضلع کی یہہ نکتہ چینی ہو سکتی ہے کہ وہ خلاف بیان دستاویز نمبر ۴۸ قاضی کے نائب کے ہین۔ مگر یہ ضروری نہین ہے کہ ڈگری منسوخ کرکے مقدمہ ایک جدید قرارداد بروجہہ مذکور کے واسطے واپس بھیجا جائے کیونکہ ہماری یہہ رائے ہے کہ اپیلانٹ اس دوسری وجہہ پر کامیاب ہونیکا مستحق ہے جس کی کہ بحث ہمارے روبرو کیگئی ہے۔

سنہ ۱۹۱۰ء
شریفہ
بنام
منّا خان

نالش ابتدائی مدعا علیہ مقیم بہائی کے برخلاف رجوع کیگئی تھی اسوجہہ پر کہ اسنے ناجائز طور پر مدعی کو ا
بچون کی حفاظت سے محروم کیا ہے۔ اسکی نوعیت ایک ذاتی نالش کی تھی اور یہ صحیح قانون ہے
بنا گیا۔ عوے ایسی نالش میں مدعا علیہ کے فوت ہونے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔ جیسا کہ مقدمہ فلپس بنا
ہو مفرے (۱) میں ظاہر کیا گیا ہے وہ تعزیری نالشات جو نقصان رسانی سے پیدا ہون
وارث کے مقابلہ میں چل نہیں سکتیں۔ اسلئے محض یہ امر واقعہ کہ اپیلانٹ حال مقیم بہائی کی
اور وارث ہے اُسکو اُسکی نقصان رسانی کا ذمہ وار نہیں بنا سکتا۔ اگر اُسنے بعد وفات اپنے
کے نابالغان کو اپنی حفاظت میں بند رکہا ہوتا تو وہ ایک جدید ٹارٹ تہا جس سے جدید بنا
پیدا ہوتا تہا جس کے واسطے جدید نالش کا رجوع کیا جانا ضروری تہا۔ ہمارے روبرو یہہ عذر
ہے کہ نالش کو اپیلانٹ کے برخلاف جاری رکہنے کی اجازت دینے میں عدالت ماتحت سے ایک محض
بیضابطگی کی ہے اور کہ ہمکو زیر دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ڈگری کو منسوخ نکرنا چاہیے
مگر وہ محض بیضابطگی نہیں ہے۔ وہ عذر جو کہ عدالت سبارڈنیٹ جج میں شروع ہی میں
کیا گیا تہا مقدمہ کی جڑھ تک پہونچتا ہے کیونکہ وہ بنائے دعوے جس سے مقدمہ پیدا ہوا تہا
اور جسپر واقعات کا انحصار تہا مطابق قانون کے اُسیوقت زائل ہو گیا تہا جبکہ مدعا
فوت ہوا تہا۔ ملاحظہ ہو راے سیلول صاحب جسٹس بمقدمہ فقیرا بنام کونہراؤ (۲) بمقدمہ
خاص نمبر ۴۲ ۱۸۲۲ء و بمقدمہ سکہارام بنام دہولا پا (۳) بمقدمہ اپیل خاص نمبر ۴۴ ۱۸
اگر ہم حجت مذکور کو تسلیم کرین تو ہم عملی طور پر ایک نالش کو جو بخلاف الف کے اُسکے ٹارٹ
واسطے رجوع کیگئی ہو اُسکی وفات پر بخلاف ب کے اُسی ٹارٹ کے واسطے چلانیکی اجازت
دینگے محض اسوجہہ پر کہ ب اتفاق سے یکے از ورثائے الف ہو۔ نابالغان اب سن تمیز
پہونچ گئے ہیں اور اسمین کوئی سختی نہ ہوگی اگر مدعی کو ایسی چارہ جوئی کرنے کے واسطے چھوڑ
جو کہ اُسکو اپنے بچون کے حاصل کرنے کے واسطے قانوناً حاصل ہو۔

اسلئے میں عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرنے اور مدعی کے دعوے کو خارج کرنے
اتفاق کرتا ہون۔ ہر ایک فریق اپنا اپنا خرچہ جملہ عدالتہائے خود برداشت کرے۔ ڈگری منسوخ کیگئی

(۱) (۱۸۸۳ء) چانسری ڈویژن جلد ۲۴ صفحہ ۴۵۶۔
(۲) (۱۸۸۲ء) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۷۷۔
(۳) (۱۸۸۶ء) ” ” صفحہ ۲۴۳۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس

عدالت ۱۹۰۱ء
جنوری

جنا ردن (ابتداً مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام نیلکنٹھ وغیرہ (ابتداً مدعیان) رسپانڈنٹان ٭

عملدرآمد - ڈگری - اجرائے التوائے اجراء مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۴۵ و ۵۴۶

ایک عدالت اپیل ایک حکم زیر دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے التوائے اجرائے ڈگری زیر اپیل کے اسوقت تک صادر نہین کرسکتی جبتک کہ ایک حکم اجرائے ڈگری کے واسطے صادر نکیا گیا ہو۔

مدعاعلیہ جنا ردن گوبند نے ایک اپیل بنارضی ڈگری سبارڈینیٹ جج درجہ اول بلگام کے ہائیکورٹ مین کیا تھا - اپیل کے لئے جانیکے بعد اسنے ایک درخوست ہائیکورٹ مین زیر دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے التوائے اجرائے ڈگری عدالت ماتحت تا دوران فیصلہ اپیل کے ان وجوہات پر کی تہی (۱) کہ رسپانڈنٹان مین سے تین اشخاص دیسی ریاست سانگلی کے رہنے والے ہین اور انکی بہت کم جایداد برٹش انڈیا مین ہے اور (۲) کہ جملہ رسپانڈنٹان اسقدر مقروض ہین کہ زرڈگری کا انسے وصول کرنا مشکل ہوگا - اگر عدالت ماتحت کی ڈگری منسوخ کیجائے ۔

ایک قاعدہ نالش سائی جاری کیا گیا تھا۔

بی اے بہاگوت باظہار وجہ

ایم وی بہاٹ بخلاف ازین۔

کینڈی صاحب جسٹس :- درخوست ہذا زیر دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی گیگئی تھی - یہہ بیان نہین کیا گیا کہ کوئی حکم واسطے اجرائے ڈگری کے کیا گیا ہے اسلئے کوئی حکم زیر دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر نہین کیا جاسکتا - ہم قاعدہ ہذا کو مع خرچہ خارج کرتے ہین۔

قاعدہ خارج کیا گیا

٭ درخواست دیوانی نمبر ۴۲۱ سنہ ۱۹۰۰ء -

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

ٹکارام گوپال وغیرہ (ابتداءً مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام پانڈورنگ سدارام (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ*

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۵ و ۱۲ - اپیل - موجودہ استحقاقِ اپیل - درخواست واسطے نقول کے - عرصۂ میعاد کے محسوب کرنے مین کچھ عرصہ کا منہا کیا جانا -

جبتک استحقاقِ اپیل موجود ہو تبتک ایک اپیلانٹ زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) عدالت ماتحت کی ڈگری کی نقل حاصل کرنے کی درخواست کرنیکا مستحق ہے - وہ میعاد جو ایسی نقل کے حاصل کرنیکے واسطے ضروری ہو اُس میعاد کے شمار کرتے وقت منہا کیجانی چاہیئے جو کہ اپیل کے واسطے مقرر کیگئی ہو -

سعادت النساء بنام محمد (۱) و سیتارام بنام راجی (۲) کی پیروی کیگئی -

اپیل دوم بنارضی فیصلہ جے ہیٹن صاحب ڈسٹرکٹ جج ناسک مشعر نامنظوری اپیل بنارضی فیصلہ راؤ صاحب آرٹی کرتا نے سبارڈینیٹ جج مالیگاؤن -

مدعی نے مبلغ اسار کے مدعاعلیہم سے بربناے ایک رہننامہ کے دلایانے کا دعوےٰ کیا تہا - ایک ڈگری بحق مدعی صادر کیئے جانے پر یکے از مدعاعلیہم نے عدالتِ ضلع مین اپیل کیا جسنے اپیل کو بوجوہاتِ ذیل بر زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا -

ڈگری ۲۲ اپریل کی صادرہ تہی - ۲۳ اپریل کو تعطیلات شروع ہوئی تہین اور ۵ جون کو عدالت کا افتتاح ہوا تہا اُسیدن ڈگری کی نقل کی درخواست کیگئی تہی - اس آخری تعطیل سے پہلے یہ دستور تہا کہ نقول کی درخواستہائے دوران ایام تعطیلات مین لیجائین - مگر تہوڑے عرصہ سے ہائیکورٹ نے یہ حکم دیا ہے کہ ایسی درخواستہائے دوران تعطیلہا مین لیجانی چاہئین - اپیلانٹ نے حجت کی ہے کہ یہ جدید قاعدہ ایک مشہور دستور کی تبدیلی ہے اور کہ یہ امید نکیجا سکتی تہی کہ اپیلانٹ کو اسکا علم ہوگا اور کہ اُسکی لاعلمی اس جدید قاعدہ کی عدم تعمیل کا فی وجہ حسب منشاء دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد ہین - اگر اپیلانٹ نے نقلِ ڈگری کی درخواست خود پیش کی ہوتی تو میںے اس حجت پر غور کیا ہوتا - مگر وہ اُسکے وکیل نے پیش کی ہے جو لاعلمی قاعدہ مذکور کا عذر نہین کر سکتا - اپیل نا منظور کردہ زائد المیعاد تہا - خرچہ بذمہ اپیلانٹ ہے جسکو رسپانڈنٹ کا خرچہ برداشت کرنا چاہیئے -

مدعاعلیہم نے اپیل دوم رجوع کیا -

* اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۹۰۰ء (۱) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ - (۲) (سنہ ۱۸۹۱ء) بمبئی تجاویز مطبوعہ صفحہ ۵۳ -

صیغہ اپیل دیوانی

بجلاس کینڈی صاحب جسٹس و کم صاحب جسٹس

۲۴ فروری ۱۸۹۱

راما [illegible] وغیرہ ابتدائً مدعیان اپیلانٹان بنام وزیر صاحب وغیرہ ابتدائً مدعا علیہم رسپانڈنٹان بجز امر فیصلہ شدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۱۳ تشریح دوم۔ دادرسی کا دعوے پہلی نالش میں نکیا جانا۔

الف نے ایک نالش ج پر بطور اسکے ایجنٹ اور امین کا بعض بعض اراضیات کے بدین شکایت کی تھی کہ ب نے اراضیات مذکور کی نسبت اسطرح پر کارروائی کی ہے گویا کہ وہ انکا مالک ہے اور اسنے انکو ج کے پاس رہن کردیا ہے۔ ج ایک مدعا علیہ نالش میں بنایا گیا تہا۔ ب نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ اراضیات کا مالک تہا نکہ صرف ایجنٹ از طرف الف کے۔ ج نے بھی یہ عذر کیا تہا کہ ب مالک تہا اور اسنے رہننامہ پیش کرکے یہ بیان کیا تہا کہ اگر اسکو اسکا قرضہ ادا کردیا جاوے تو وہ الف کے دعوے سے انکار نکریگا۔ ج کے رہننامہ کی میعاد ایک سال تہی جسکے ختم ہونے پر بصورت عدم ادائگی قرضہ کے ج اپنے مواخذہ کو موثر کرانیکا مجاز تہا۔ الف نے صرف قبضہ کی استدعا کی تہی اور کوئی تنقیح ج کے رہن کے متعلق اٹہائی نگئی تہی اور نہ اسکو متعلق کسی دادرسی کا دعوے کیا گیا تہا۔ عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ ب ایجنٹ تہا نکہ مالک اور اسنے ایک ڈگری قبضہ الف کو عطا کی تہی لیکے بعد ایک سال کے ختم ہونیکے جو رہننامہ کی میعاد تہی۔ ج نے الف اور ب پر ایک نالش واسطے موثر کرانے اپنے رہن کے بدین بیان رجوع کی تہی کہ اگرچہ ب مالک نہی تہا تاہم الف نے ب کو اجازت دی تہی کہ اراضی کی نسبت کارروائی کرے اور وہ خود بطور مالک کے آگے کہ تہا اسطرحپر رہن جائز تہا۔ بروقت اپیل ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش بروئے تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسوجہ سے امر فیصل شدہ تہی کہ ج کا دعوے حال ایک وجہ جواب دعوے نالش نمبر ہر دو عۂ الف میں بنا جا سکتا تہا۔ اور بنایا جانا چاہئے تہا۔

تجویز ہوئی (بعدالتائے ماتحت کے فیصلجات کو منسوخ کرکے) کہ نالش ممنوع القسماعت نہی کیونکہ کسی دادرسی کا دعوے بخلاف ج کے نالش اول میں نکیا گیا تہا اور نہ اسکے برخلاف کوئی دادرسی طلب کی گئی تہی گو وہ اسمیں ایک فریق تہا۔

اپیل دوم بنارضی فیصلہ (بمعی) کینڈی صاحب اسسٹنٹ جج باختیارات کامل بیجاپور مشعر بحالی فیصلہ راؤ صاحب ایچ ایس فدنس سبارڈنیٹ جج درجہ دوم بیجاپور۔

[illegible] رہننامہ تحریر کردہ [illegible] مدعی بجانب مدعا علیہم نمبر لغایت نمبر ۵۔

[illegible] دعوے [illegible] انکی ملکیت تہی اور کہ مدعا علیہم نمبر لغایت نمبر ۵ محض انکے ایجنٹان اور [illegible] رہن کا کوئی حق حاصل نہ تہا۔

سلطنت ۱۹۰۲ء
راندیس
بنام
منیر صاحب

معلوم ہوتا تھا کہ رہن زیر بحث ۲۴۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو تحریر کیا گیا تھا قبل ختم ہونے میعاد رہن نامہ کے مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ نے ایک نالش نمبر ۴ ۲ ۱۹۳۳ء بخلاف مدعیان اور مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ کے واسطے دلاپانے قبضہ جائیداد مرہونہ کے دائر کی تھی بیان یہ کی تھی کہ مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ آخر ایجنٹ اور امنا وقتاً فوقتاً تھے اور ان کو کوئی حق انکی جائیداد کے رہن کرنیکا حاصل نہ تھا مگر انہوں نے اس نالش میں منسوخ رہن یا اس امر کے استقرار کی استدعا نہ کی تھی کہ وہ ناجائز تہا۔

مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ نے اس نالش میں اس امر سے انکار کیا تھا کہ وہ مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ کے ایجنٹان ہیں اور انہوں نے خود اپنا استحقاق مالکانہ ظاہر کیا تھا اور مدعیان حال نے انکے دعوے کی تائید کی تھی۔ مگر وہ اس عذر میں ناکامیاب رہے تھے اور اس نالش میں ایک ڈگری صادر کیگئی تھی جسکے رو سے کامل اور غیر مشروط قبضہ مدعیان (مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ نالش حال) کو دلایا گیا۔

اسپر مدعیان نے نالش حال واسطے دلاپانے زر رہن واجب الادا اور موثر کرانے اپنے مواخذہ کے جائداد مرہونہ پر رجوع کی تھی انہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ جواز رہن کی نسبت اعتراض کرنے سے ممتنع ہیں کیونکہ انہوں نے مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ کو اراضی کی نسبت کارروائی کرنے کی اجازت دی تھی اور خود بطور مالکان کے الگ رہے تھے۔

اہم جواب جو اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ نالش ہذا بروئے دفعہ ۱۳ تشریح دوم مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ ۱۹۰۸ء) کے ممنوع السماعت ہے کیونکہ معاملہ کا فیصلہ نالش ما سبق میں کیا جانا چاہئے تھا۔

سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تھا کہ دعوے بخلاف اراضی اور مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ کے امر فیصلشدہ ہے مگر انہوں نے ایک ڈگری واسطے زر رہن کے بخلاف مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ دی تہی ڈگری مذکور بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع سے بحال رکھی گئی تھی

اسپر مدعیان نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا۔

مسٹر ربیعت این وی گوکھیل صاحب اپیلانٹان (مدعیان): صرف ایک ہی امر غور طلب ہے کہ آیا نالش حال بمقابلہ مدعا علیہم نمبر ۶ لغایتہ نمبر ۱۵ اور بمقابلہ اراضی کے زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۵ ۱۹۰۸ء) ممنوع السماعت ہے۔ ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ ایسی نہیں ہے۔ مدعیان نالش ما سبق نے محض قبضہ اراضی کا دعوے کیا تھا مگر انہوں نے اراضی کو رہن سے بری الذمہ بنانے کی استدعا نہ کی تھی۔ انہوں نے کسی داد رسی کا دعوے رہن کے متعلق نہ کیا تھا اسلئے وہ موثر رہا ہے

سنہ ۱۹۰۳ء
راندھو سنگھ
بنام
مدد زیر سنگھ

یہ امر عذرات سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس امر کے متعلق کوئی تنقیح قائم نہیں کی گئی تھی اسلئے مدالمذکور کی سماعت اور اسکا فیصلہ نالش سابق میں نہیں کیا گیا تھا۔ سوال یہہ ہے کہ آیا تشریح دوم دفعہ ۱۳ متعلق ہوتی ہے۔ ہے اسمیں شبہ نہیں کہ جواز رہن کی نسبت نالش ماقبل میں عذر کیا جاسکتا تھا مگر آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسمیں کیا جانا چاہیئے تھا؟ بلحاظ عذرات نالش ماقبل کے اور امور متنازعہ مابین فریقین کے ہم یہہ استدلال کرتے ہیں کہ فریقین پر لازم تھا کہ سوال رہن حال کا فیصلہ کراتے اور کہ دفعہ ۱۳ تشریح دوم متعلق نہیں ہوتی۔

بنیں بمعیت بی اے بہاگوت (منجانب مسیاندٹان نمبر ۲ و ثانیہ نمبر ۲ وغیرہ ۱۲ (مدعا علیہم) اسمدعیان کو جو نالش ماقبل میں مدعا علیہم تھے جس میں قبضہ کی استدعا کی گئی تھی چاہیئے تھا کہ اپنا دعوےٰ بحیثیت مرتہنان کے پیش کرتے اور انکو جواز رہن کی نسبت سوال اٹھانا چاہیئے تھا۔ وہ فریق نالش بنائے گئے تھے اور صرف ایک ہی وجہ انکو فریق بنانے کی یہہ تھی کہ ہم کامل دادرسی حاصل کرسکیں یعنی دادرسی بخلاف اُن مدعا علیہم کے جو مدعیان حال ہیں جو بحیثیت مرتہنان کے اور بمقابلہ دیگر مدعا علیہم کے مدعی تھے جنہوں نے کہ اراضی انکے پاس رہن کی تھی۔ اسپر مدعیان پر لازم تھا کہ اپنا استحقاق ثابت کرتے جو بذریعہ رہن کے انکو حاصل تھا اسلئے انپر لازم تھا کہ مواخذہ بحق خود کے جواز پر بحث کرتے اور چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا اسلئے وہ بموجب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممتنع ہیں۔

کینیڈی صاحب جج:- امر متعلقہ طلب اپیل موجودہ حال بالفاظ ذیل ظاہر کیا جاسکتا ہے:- الف نے ب پر ایک نالش بطور اسکے ایجنٹ درامین و العز بعض اراضیات کے متعلق دیگر شکایات کے بدین شکایت رجوع کی تھی کہ ب اسکی اراضیات کی نسبت اسطرح کاروائی کررہا ہے گویا کہ وہ انکا مالک ہے اور اسنے انکو ج کے پاس رہن کردیا ہے۔ گو ب اور ج دونوں اُس نالش میں مدعا علیہم تھے تاہم الف کی استدعا صرف حصول قبضہ اراضیات تک محدود تھی۔ اُسنے امر کے استقرار کی استدعا نہ کی تھی کہ رہن منجانب ب بحق ج ناجائز ہے۔

ب کا جواب یہہ تھا کہ وہ اراضیات کا مالک ہے نہ کہ محض الف کا ایجنٹ۔ ج نے بھی یہ عذر کیا تھا کہ ب مالک اراضیات ہے اور اسنے رہننامہ بدین بیان پیش کیا تھا کہ اگر اسکا قرضہ ادا کیا جاوے تو اسکو دینے کی نسبت کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میعاد مندرجہ رہننامہ ایک سال تھی جسکے ختم ہونے پر بصورت عدم ادائیگی قرضہ کے ج مجاز تھا کہ اپنے مواخذہ کو موثر کرائے۔ ایک سال کی میعاد اسوقت ختم نہوئی تھی۔

سنہ۱۹۰۰ء
رامداس
بنام
عبدالرحمان

عدالت نے کوئی تنقیح دربارہ رہننامہ کے قائم نہ کی تہی مگر صرف یہ قرار دیا تہا کہ ب ایجنٹ تہا بہ حیثیت مالک اور اُسنے الف کے حق میں ایک ڈگری قبضہ صادر کی تھی۔

ب نے بدین استدعا اپیل کیا تہا کہ وہ مالک اراضیات ہے۔ ج عذر مذکور مین شامل ہوا تہا مگر دوران اپیل مین سال کی میعاد رہننامہ ختم ہوگئی تھی اُسنے ایک نالش الف اور ب پر واسطے دلاپانے زر رہن کے اور موثر کرانے اپنے مواخذہ کے بعین عذر رجوع کی تہی کہ گو ب مالک جایداد نہوتا ہم الف نے اسکو اجازت دی تہی کہ اسکو رہن کردے۔ پس رہننامہ کے ذریعہ سے ایک جائز مواخذہ بخلاف جایداد کے پیدا کیا گیا تہا۔

ہر دو عدالتہاے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ نالش ہذا بروے دفعہ ۱۳ تشریح دوم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسوجہ سے ممنوع السماعت ہے کہ ج کا اعتراض حال الف کی نالش مین بوجہ جوابدعوے بنایا جاسکتا تہا اور بنایا جانا چاہیے تہا۔

یہی سوال ہمارے فیصلہ کے واسطے پیدا ہوا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ج ایک ضروری فریق الف کی نالش مین نہتا جیسے کہ وہ مرتب کیگئی تھی۔ وہ نالش مین درج کیا جاسکتا تہا۔ وہ مدعا علیہ قابض نہ تہا جو اپنے استحقاق کی جوابدہی کرتا ہو وہ ایک فریق ثالث قابض رہننامہ تحریر کردہ شخص قابض جایداد تہا۔ گو وہ الف سے مدعا علیہ بنایا گیا تہا تاہم اُسکے برخلاف کسی دادرسی کی استدعا نکیگئی تہی۔ الف نے اسمین غلطی کی تہی کہ گو اُسنے ج کو بطور مدعا علیہ کے شامل کیا تہا مگر اس کے برخلاف کسی دادرسی کی استدعا کی تہی۔ اور اُسنے یہ اعتراض نکیا تہا کہ رہن باوجود دفعہ ۴ ایکٹ انتقال جایداد بابت ۱۸۸۲ء کے ناجائز ہے۔ اگر الف کو اس تنازعہ سے نقصان پہونچا ہے تو اسکا وہ خود ذمہ دار ہے۔

اصولہاے مذکور کو نالش حال سے متعلق کرکے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ الف مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۱۵ کا قائم مقام ہے اور ب مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ کا اور ج مدعیان کا۔

مطابق اس رائے کے ڈگری عدالتہاے ماتحت متعلق بہ ابتدائی تنقیح منسوخ کیجانی چاہیے اور مقدمہ بربناے روئداد فیصل کیے جانیکے واسطے واپس بھیجا جانا چاہیے۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔

ڈگری منسوخ کی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس مسٹر چندا ورکر صاحب جسٹس بر طبق بہ تصواب از طرف کینڈی صاحب جسٹس و ہٹھورنتہ صاحب جسٹس

۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

اردشیر (ابتدا مدعی) اپیلانٹ بنام راجے سنگہ (ابتدا مدعا علیہ نمبرا) ریسپانڈنٹ*

ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) مدات ۶۲ و ۹۷ - بائع و مشتری - نالش بجانب بائع کے واسطے

واپسی زرِ ثمن کے میعاد -

سنہ ۱۸۸۳ء مین الف نے بعض جائیداد خریدکی تہی جس مین ۲۴ علیحدہ علیحدہ قطعات ارضی شامل تہے - ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۱ء

کو الف نے وہی جائیداد ب کے پاس بروئے ایک بیعنامہ کے فروخت کردی تہی جس مین ایک عام شرط دربارہ استعمال

بلا شرکت غیری کے درج تہی - ب نے ۳ قطعات کا قبضہ حاصل کیا تہا مگر باقی چہہ قطعات کا قبضہ حاصل نکیا تہا جبکے

کہ دخیلکاران کئی سال سے اوپر قابض چلے آتے تہے اور اب وہ آگے مالکان ہونے کا دعوٰی کرتے تہے - ۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

کو ب نے نالش حال بخلاف اپنے بائعان اور نیز بخلاف دخیلکاران قابض کے رجوع کی تہی جس مین اُسنے قبضہ کا

یا علے سبیل البدل اپنے بائع الف سے معاوضہ دلاپانے کا دعوے کیا تہا -

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ الف کا استحقاق دراصل دخیلکاران کے قبضہ مخالفانہ سے تاریخ انتقال بحق

مدعی پر زائل ہوگیا تہا اور کہ معاوضہ کا دعوے زائد المیعاد تہا -

از کینڈی صاحب جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس (باختلاف رائے ہٹھورنتہ صاحب جسٹس) یہ تجویز ہوئی

کہ نالش دربارہ معاوضہ کے زائد المیعاد تہی کیونکہ وہ مد ۶۲ نہ کہ مد ۹۷ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے تابع تہی - چونکہ

الف کو قطعات متنازعہ کی نسبت کوئی حق تاریخ انتقال پر حاصل نتہا اسلئے معاہدہ بیع دربارہ قطعات مذکور کے ابتداء

ہی سے کالعدم تہا اور عدم موجودگی زر بدل ابتداء ہی سے موجود تہی اور بدلکا ہائید عود واسطے معاوضہ کے تاریخ بیع پر پیدا ہوا تہا

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ راؤ بہادر لال شنکر اما شنکر ایڈیشنل سینئر ڈسٹرکٹ جج درجہ اول باختیاراتِ

اپیل احمد آباد مشعر بحالی فیصلہ راؤ صاحب سی ایچ دکیل سبارڈینیٹ جج درجہ دوم دہولکہ -

سنہ ۱۸۸۳ء مین ایک شخص راجے سنگہ پتہیراج (مدعا علیہ نمبرا) نے ایک حصہ (دغا) ایک موضع تعلقداری مین

خرید کیا تہا جس مین ۲۴ قطعات ارضی شامل تہے -

۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو اُسنے اپنا کل حصہ ارضیات مذکور مدعی اردشیر کاؤسجی کے پاس بعوض مبلغ ......

کے بروئے ایک بیعنامہ کے فروخت کردیا تہا جس مین استعمال بلا شرکت غیری کی شرط بالفاظ ذیل درج تہی -

سنہ ۱۹۰۱ء
اردو شیر
بنام
واجے سنگھ

اگر کوئی شخص کوئی استحقاق یا دعوے پیش کرے یا کوئی مزاحمت پیدا کرے یا اس زمین اراضی کے متعلق کوئی جھگڑا فساد کرے تو مجھے اور میرے ورثا اور قائممقاموں کو اُسکی جوابدہی کرنی ہوگی ۔

مدعی نے ۱۳ قطعات فروخت کردہ میں سے ۳ قطعات کا قبضہ حاصل کیا تھا ۔ مگر وہ باقی چھ قطعات کا قبضہ حاصل کر سکنے ناقابل تھا قطعات مذکور کے دخیلکاران نے انکا دعوے بطور اپنی ملکیت کے کیا تھا ۔

۶ ۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو مدعی نے نالش حال اسلئے دلاپانے قبضہ کے لئے چھ قطعات اراضی مذکور کے رجوع کی تھی ۔ مدعا علیہ نمبر ۱ مدعی کا بائع واجے سنگھ پر اتھیراج تھا اور مدعا علیہ نمبر ۲ اراضی کا دخیلکار رہا ۔ مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ اُسکے بائع واجے سنگھ کو چاہئے تھا کہ اسکو اراضی پر قابض کرتا مگر اُسنے ایسا نہیں کیا تھا اور کہ وہ مجبوراً سنہ ۱۸۹۱ء میں قبضہ کا مطالبہ بمرور مدعا علیہم سے کیا گیا تھا مگر اُسکا کچھ اثر نہوا تھا اُسکے لینے بائید ہونے کے پیکھ کی تاریخ ۲۵ ۔ اگست سنہ ۱۸۹۱ء بیان کی تھی جس تاریخ پر کہ انتقال نامہ کو ختم کیا گیا تھا اور اُسنے قبضہ پر تین سال سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۸۹۵ء و سنہ ۱۸۹۶ء کے لگان کا دعوے کیا تھا ۔ اُسنے یہ بھی استدعا کی تھی کہ اگر عدالت اُسکو قبضہ عطا نکرے تو اُسکو چاہئے کہ اُسنے مدعا علیہ نمبر ۱ کے برخلاف ہرجانہ مبلغ ۱۸ روپیہ جو اراضی کی بازاری قیمت ہے تین سال کے لگان کے ہے ۔

عدالت اول نے قرار دیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ واجے سنگھ نے کبھی قبضہ اراضی حاصل نہیں کیا اور کہ مدعا علیہ نمبر ۲ اراضی پر مدعا علیہ نمبر ۱ کی تاریخ خرید سنہ ۱۸۸۱ء سے بارہ برس کے پہلے سے مخالفانہ طور پر قابض رہا ہے اور وہ تاریخ ارجاع نالش حال تک بطور قابض رہا ہے اور اسلئے مدعی کا دعوے قبضہ زائد المیعاد ہے اُسنے یہ بھی قرار دیا تھا کہ مدعی کا دعوے بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے واسطے معاوضہ کے بھی زیر دفعہ ۶۲ ۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) زائد المیعاد ہے ۔

فیصلہ مذکور بر طبق اپیل کے ۔ اسسٹنٹ جج درجہ اول باختیارات اپیل نے بحال رکھا گیا تھا ۔

مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں رجوع کیا ۔ صرف ایک ہی امر جسپر کہ بر طبق اپیل کے بحث کیگئی تھی ۔ یہ تھا کہ اُسکا دعوے معاوضہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے زائد المیعاد تھا ۔ مدعا علیہ نمبر ۲ اپیل میں فریق نہ بنایا گیا تھا ۔

مقدمہ کی سماعت ایک ڈویژن بنچ (کینڈی صاحب جسٹس و فلورتھ صاحب جسٹس) نے کی تھی ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ارد شیر
بنام
[illegible] سنگھ

انتقالنامہ سے قبضہ حاصل کیا تہا مگر بعد مین اسکو زائل کردیا تہا اور قرار یہہ دیا گیا تہا کہ بنا ئید عولے اُسوقت پیدا ہوا تہا جبکہ قبضہ زائل ہوا تہا مگر صورت حال مین نہ تو مدعی اور نہ اُسکے بائع کو قبضہ حاصل تہا اُس فقرہ متعلق معاوضہ مین جسپر کہ مدعی نے انحصار کیا ہے فقط انکی قبضہ بعد از حصول قبضہ کا ذکر ہے نہ کہ اُس مزاحمت کا جو شروع ہی مین قبضہ حاصل کرتے وقت کیجائے - اسلئے فقرہ مذکور صورت حال مین مدعی کا ممد نہین ہے - مقامات انگلستان مین ایک متمیز بین ایک شرط استحقاق اور شرط محفوظ استعمال کے کیگئی ہے - ایک صورت مین میعاد تاریخ انتقال سے گذرنی شروع ہوتی ہے اور دوسری صورت مین تاریخ خلاف ورزی شرط مذکور سے - مقدمہ حال پہلی قسم مین شامل ہے اسلئے مدعی کسی اور چیز کا دعوے کرنیکا مستحق نہین ہے - ملاحظہ ہو کتاب ڈارٹ صاحب دربارہ بائعان و مشتریان طبع ششم صفحہ ۱۸۸ -

کینڈی صاحب جسٹس - میری رائے مین دعوے معاوضہ جو صرف ایک ہی ایسا دعوے ہے جو ہمارے روبرو کیا گیا ہے صریح طور پر زائد المیعاد ہے اسلئے سوالات از قسم اشتمال میعاد وغیرہ پر غور کرنا غیر ضروری ہے - مدعا علیہ نمبر ۲ نے ۱۸۸۳ء مین ایک ٹکڑا خرید کیا تہا جس مین کئی قطعات اراضی شامل تھے - عدالت اپیل ماتحت نے بطور امر واقعہ کے یہہ قرار دیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے کبہی قطعہ اراضی زیر بحث حال کا قبضہ حاصل نکیا تہا - اسکا قبضہ مخالفانہ طور پر مدعا علیہ نمبر ۲ کو حاصل رہا تہا - باینہمہ اُسکے دس سال بعد ۱۸۹۳ء مین مدعا علیہ نے ٹکڑا مذکور مدعی کے پاس فروخت کردیا تہا اور بذریعہ انتقالنامہ کے اُسکا منشا یہہ تہا کہ کل ٹکڑا مذکور بشمولیت قطعہ زمین متنازعہ حال کے مدعی کے حق مین منتقل کرے اور اُسکا قبضہ اُسے دیدے - مگر قرار یہہ دیا گیا ہے کہ اُسکو درحقیقت قطعہ اراضی مذکور کا قبضہ کبہی حاصل نہوا تہا -

انتقالنامہ مذکور مین ایک عام شرط واسطے محفوظ استعمال کے درج ہے - اگر کوئی شخص کوئی دعوے کرے یا کوئی مزاحمت وغیرہ کرے تو مین اُسکی جوابدہی کرونگا - مگر یہہ بلحاظ نوعیت مقدمہ کے بطور شرط کے متصور نہین ہوسکتی اور کہ اگر بائع مشتری کو کسی جزو جائداد مبیعہ [illegible] قاصر رہے تو بائع ہرجانہ کا ذمہ وار ہوگا کیونکہ شرائط انتقال کے تحت [illegible] منتقل کیا گیا تہا - جیسے کہ اوپر بیان کیا [illegible] فقرہ [illegible] کی ہے یعنے اگر کوئی مزاحمت [illegible] قبضہ [illegible] قبضہ [illegible] کیا گیا ہو تو بائع اُسکا جوابدہ ہوگا -

۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو نالش حال خریدار نے بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ اپنے بایع کے اور مدعاعلیہ نمبر ۲ کے جو قطعہ زمین زیر بحث پر قابض تہا اور قابض ہے واسطے دلاپانے قبضہ اراضی مذکور کے بدین بیان رجوع کی تہی کہ اسکو بایع کو چاہئے تہا کہ اسکو قابض کرتا مگر اسنے ایسا نہین کیا۔ اور کہ ہر دو مدعاعلیہم سے ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء مین جو اسکی قبضہ کی استدعا کیگئی تہی مگر وہ ایسا کرنیسے قاصر رہے ہین جسکی وجہہ سے مدعی اپنے لگان اراضی سے محروم رہا ہے۔ اسنے اپنے بنائید دعوے متعلق بہ قبضہ کی تاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۱ء بیان کی تہی (جو مدعی کے انتقال کی تاریخ ہے) اسنے قبضہ اور تین سال کے لگان (سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۸۹۵ء و سنہ ۱۸۹۶ء) کا دعوے کیا ہے اور یہ کہ اگر عدالت قبضہ عطا کرنیکے ناقابل ہو تو اسنے عدالت سے یہ استدعا کی تہی کہ اسکے حق مین مبلغ ۱۰۰۰ کی ڈگری بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ کے صادر کیجائے جو اراضی مذکور کی بازاری قیمت ہے معہ تین سال کے لگان کے۔ یہہ امر صریح ہے کہ وہ رقم جسکا دعوے بطور ہرجانہ یا معاوضہ کے کیا گیا ہے کل وثیقہ کے زرثمن کا ایک علی التناسب حصہ ہے۔ جیسا کہ مدعی نے اپنے اپیل بعدالت ضلع مین بیان کیا تہا وہ مدعاعلیہ نمبر ۱ سے زرثمن کے دلاپانے کا مستحق ہے جس سے مراد علی التناسب حصہ زرثمن ہونی چاہئے۔ عرضیدعوے مین کوئی ذکر فقرہ درباره محفوظ استحقاق مندرجہ بیعنامہ کا نہین کیاگیا اور یہ قیاس کرنے کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ فقرہ مذکور نالش کی بنا رہے۔

سوال یہہ ہے کہ ایسی نالش کے واسطے عرصۂ میعاد کسقدر ہے؟ اسکا جواب میری رائے مین فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ ہنومان کمت بنام ہنومان مندر (۱) مین پایا جاتا ہے۔ اسمقدمہ مین دولت مندر نے جو اپنے پسران کے ساتہہ مشترک مالک تہا مدعی کے پاس ایک غیرمنقسمہ حصہ جایداد مشترکہ بیع کیا تہا۔ مقدمہ کی رپورٹ سے (نیز ملاحظہ ہو انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۱) یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقالنامہ مین یہہ بیان کیا جانا مقصود تہا کہ قبضہ واقعی طور پر مدعی کو عطا کیا گیا تہا۔ بلحاظ نوعیت امر مابہ النزاع کے یہہ امر ناممکن تہا جب مدعی نے قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی تہی تو اسکی مزاحمت پسران نے کی تہی جنہون نے قانون بنگال کے روسے اپنی رضامندی درباره انتقال منجانب پدر کے دینے سے انکار کیاتہا۔ اس نالش مین جو مدعی خریدار نے اپنے زرثمن کے واپس دلاپانے کے واسطے رجوع کی تہی سوال دربارہ اس امر کے پیدا ہوا تہا کہ کونسی دفعہ ایکٹ میعاد کے متعلق ہوتی ہے۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رسول شیر
بنام
واجے سنگھ

حکام عالیمقام نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر کوئی بدل موجود نتھا تو قیمت ادا کردہ خریدار ایسا روپیہ نتھی جو کہ اُسکے حساب مین بایع نے وصول کیا ہو (مد ۶۲) لیکن اگر بیع صرف قابل ابطال ہو جیکہ اُسکی نسبت دیگر ارکین خاندان کیطرف سے اعتراض کیاجائے تو بدل تاریخ بیعنامہ پر ناکامیاب نہ تھا بلکہ صرف اُسوقت سے زائل ہوا تھا جبکہ مدعی نے جائیداد کا قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور اُسکی مخالفت کیجانے پر اُسنے اپنے آپ کو قبضہ حاصل کرنے کے ناقابل پایا تھا (مد ۹۷)۔

اصولہائے مذکور کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے مقدمہ صریح معلوم ہوتا ہے۔ دربارہ اراضی زیر بحث کے عدم موجودگی بدل شروع ہی سے موجود تھی۔ مدعی کا منشاء اُس قطعہ اراضی کو بیع کرنے اور اُسکا قبضہ عطا کرنیکا تھا جو کبھی اُسکی ملکیت یا اُسکے قبضہ مین نتھا۔ معاہدہ شروع ہی سے کالعدم تھا۔ بلحاظ اس تعبیر کے مد ۶۲ ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے اور نالش واسطے واپسی زرثمن کے زائد امیعاد ہے۔ اس رائے کی تائید بذریعہ فیصلہ مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ وینکٹا نراسمہولو بنام پیرایا (۱) کے ہوتی ہے۔ اُس مقدمہ مین بایع نے بعض اراضی کا بیعنامہ تحریر کیا تھا اور مقرر کردہ زربدل حاصل کرکے خریدار کو جائیداد پر قابض کردیا تھا اسطرح پر معاہدہ کی تکمیل کیگئی تھی۔ اور یہہ کہنا ناممکن تھا کہ وہ ابتدا ہی سے کالعدم تھا۔ صورتِ حال مین معاہدہ کی تکمیل کبھی دربارہ قطعۂ اراضی زیر بحث کے نکیگئی تھی۔

مین عدالت ضلع کی ڈگری کو معہ خرچہ بحال کرتا ہون چونکہ میرے فاضل ہم جلیس نے اختلاف کیا ہے اسلئے مقدمہ کا استصواب تیسرے جج سے کیا جانا چاہئے۔

وڈھور تھ صاحب جسٹس:۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی کا دعوے معاوضہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے زائد امیعاد ہے اور یہ قرار دینے مین اُنکا منشاء فیصلۂ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ ہنومان نبام ہنومان (۱) کی پیروی کرنیکا ہے۔ مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلۂ مذکور اُس نتیجہ کی تائید مین نہین ہے جو کہ صورتِ حال مین اخذ کیا گیا ہے بخلاف اسکے مین اُسکو ایسا متصور کرتا ہون جیسا کہ مدراس ہائیکورٹ نے اُسکو مقدمہ وینکٹا نراسمہولو بنام پیرایا (۱) مین متصور کیا ہے کہ وہ اسکے خلاف نتیجہ کی تائید مین ہے۔

وہ رائے جو صورتِ حال مین اختیار کیگئی ہے یہہ ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ کو کوئی استحقاق اراضی متنازعہ کی نسبت حاصل نتھا جبکہ اُسکی طرف سے اُسکا سنہ ۱۸۹۰ء مین بحق مدعی بیع کیا جانا

(۱) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۳۔

مقصود تہا اسلئے بیع ابتدا ہی سے کالعدم تہی اسلئے مدعی کی نالش مطابق مد ۶۲ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء کے تین سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئے تہی۔ مگر مقدمۂ وینکٹا نرا سمہولو بنام پیراما مین میں مدعا علیہ کو کوئی استحقاق انتقال بحق مدعی حاصل نتہا تاہم بپیروی اُسی فیصلۂ پریوی کونسل کے یہ قرار دیا گیا تہا کہ نالش مرجوعہ سنہ ۱۸۹۲ء بربنائے بیعنامہ سنہ ۱۸۵۵ء بین المیعاد تھی۔ مد ۹۷۔ ایکٹ میعاد کی نہ کہ مد ۶۲ مقدمہ سے متعلق قرار دیگئی تھی۔ یہہ سچ ہے کہ مقدمۂ مدراس مین قبضہ جایداد بیع کردہ کا عطا کیا گیا تہا اور صورت حال مین وہ عطا نہین کیا گیا مگر میری رائے مین صرف یہی امر دوقسم باعث اہم ہونے کے سوال میعاد کو فیصل کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ زوال اُس قبضہ کا جو ایک دفعہ عطا کیا جاچکا ہو میعاد کے شروع ہونے کی تاریخ کو تاریخ زوال تک لیجاسکتا ہے مگر میری رائے مین ایک مناسب امید حصول قبضہ مساوی طور پر اُسکو اُس تاریخ تک لیجاسکتی ہے جبکہ امید مذکور زائل ہو۔

صورت حال مین جائیداد متنازعہ ایک خفیف حصہ ہوتا ہے جو کہ مدعا علیہ نمبر ا نے مدعی کے پاس سنہ ۱۸۹۱ء میں فروخت کیا تہا قیمت متدعویہ صرف مبلغ ۱۸ روپیہ منجملہ مجموعہ زرِ ثمن دیتا کے ہی۔ بائعہ نے جائداد مذکور سنہ ۱۸۸۱ء مین خرید کی تھی اُسنے خود بہت سے قطعات اراضی کا قبضہ حاصل کیا تہا اور وہی قبضہ مدعی کے حوالہ کیا تہا۔ مگر چند قطعات باقی رہے تہے جنکی نسبت نالش حال و دیگر نالشات رجوع کیگئی ہین بعد فروخت بدست مدعی کے ایک نالش منجانب اُسکے بائع کے واسطے دلاپانے قبضہ باقی قطعات کے چل سکتی تھی اور میری رائے مین یہہ نتیجہ اخذ کرنا ناممکن ہے کہ موجودگی قطعات مذکورا ور مدعا علیہ کے استحقاق متعلق بہ قطعات مذکور کی خواہ وہ استحقاق کیسا ہی خفیف کیون نہو کوئی جزو زرِ ثمن مدعی کی نتہی۔ اِس معاملہ مین فریب کا اشتباہ کرنے کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے اور مین یہہ قیاس نہین کرسکتا کہ دستاویز مذکور مین کل دستاویز بجائے صرف اُن ۲۔۳ قطعات کے شامل کیا گیا تہا جنکا کہ قبضہ عطا کیا جاسکتا تہا صرف بباعث غفلت یا لاپرواہی کے۔ اور اگر ایک درست ۔۔ بد منجملہ ۴۴ قطعات کی نسبت موجود تہا تو مین یہ قرار دونگا کہ بدل اُن چہہ قطعات کا جنکا قبضہ عطا نکیا گیا تہا۔ اُسوقت تک ناکام نرہا تہا جب مدعی کو بطور امر واقعہ کے معلوم ہوا تہا کہ وہ اُنکا قبضہ حاصل نہین کرسکتا۔

نالش ہذا مین یہہ فیصل کیا گیا ہے کہ خاص قطعہ زیر بحث بہت عرصہ سے مدعا علیہ نمبر ۲ کے قبضہ

سنہ ۱۹۰۵ء
اردشیر
بنام
ویلجی سنگھ

مخالفانہ مین ہے۔ اور چونکہ وہ اپیل ہذا مین فریق نہین بنایا گیا۔ اسلئے قرارداد مذکور ناطق ہے مگر یہہ شرط بروقت معاہدہ مابین مدعاعلیہ نمبر۱ اور مدعی کے معلوم نہتی اور مدعاعلیہ نمبر۲ کا استحقاق اُسوقت کامل نہوا تہا۔ مطابق شرائط معاہدہ کے کل جائداد کا قبضہ واقعی طور پر مدعی کو عطا کیا گیا تہا۔ مگر ایسا فقرہ اُسوقت اُسصورت مین عموماً درج کیا جاتا ہے جبکہ نیت ایک کامل انتقال بجانب بائع بحق مشتری کئے جانے کی ہو اور دوسری رائے مین ایک سرکاری افسر کی رسید سے زیادہ وقعت نہین رکہتی جو وہ ہر ماہ مین اُس تنخواہ کے واسطے تحریر کردے جو اُسنے وصول نہ کی ہو مجہے اس فقرۂ مذکور کو زیادہ تر وقعت عطا کرنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص کوئی استحقاق یا دعوے پیش کرے یا مزاحمت پیدا کرے یا اراضی وغیرہ کے متعلق جہگڑا یا فساد کرے تو مجہے اور میرے ورثاء اور قائم مقامان کو اُسکی جوابدہی کرنی چاہئے۔ کیونکہ فقرۂ مذکور گو وہ بہی ایک معمولی قسم کا ہے آئندہ کے واسطے قابل پابندی اثر رکہتا ہے مگر دوسرے فقرہ مین صرف ایسے امر کا ذکر ہے جو کہ وقوع مین آچکا ہے۔ مگر اس فقرہ پر انحصار کرنیکے بغیر بھی میری یہہ رائے ہے کہ مدعی نے ایک استحقاق ارجاع نالش واسطے معاوضہ کے اُسوقت حاصل کیا تہا جب اُسکو یہہ معلوم ہوا تہا کہ ایک جزو جائداد مبیعہ کا قبضہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ خواہ اس خاص قطعہ اراضی کا قبضہ حاصل کرنیکی امید کیسی ہی خفیف کیون نہو بہرحال اُس سے مطابق اُسکی معیار کے اسیقدر مقدار زرثمن مین خلل واقع ہوا ہے۔

دیگر امور بھی اپیل ہذا مین پیدا ہوتے ہین اور مینے انکے متعلق بھی فیصلہ تحریر کیا ہے لیکن چونکہ اُنکے فیصل کرنے کی ضرورت صرف اُسصورت مین پیدا ہوگی اگر نالش بین المیعاد قرار دیجائے۔ اور چونکہ میرے فاضل ہم جلیس نے سوال میعاد کے متعلق مختلف رائے اختیار کی ہے اسلئے مین اسوقت اُس فیصلہ کو صادر نہین کرتا۔

بباعث مذکورۂ بالا اختلاف رائے کے مقدمہ ہذا کا استصواب چنداورکر صاحب جسٹس کے پاس زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کیا گیا تہا جنہون نے ذیل کا فیصلہ ۱۹۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کو صادر کیا تہا۔

چنداورکر صاحب جسٹس:۔ عدالتہائے ماتحت کی قرارداد کو یہہ متصور کرکے کہ مدعاعلیہ نمبر۱ کو کوئی استحقاق حاصل نتہا جبکہ اُسنے قطعات اراضی زیر بحث کو مدعی کے پاس فروخت کیا تہا میری یہہ رائے ہے کہ وہ زرثمن جو شخص موخرالذکر نے ادا کیا تہا اسی تاریخ سے شخص اول الذکر کے قبضہ مین بطور ایسی رقم کے تہا جو مدعی کے استعمال کے واسطے وصول کیگئی ہو۔ اُسکا بدل کبہی موجود نتہا۔ اور نیز ابتداء ہی سے کالعدم تہی مجہکو یہہ صریح طور پر اس معاملہ کا نتیجہ مطابق چند فیصلجات

سنہ ۱۹۰۱ع
ارد شیر
بنام
داجی سنگہ

مندرجہ لاء رپورٹ تہا انگلستان کے معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو مسٹر کلینڈ بنام ٹرنر (۱)) اور نیز مطابق اُس اصل کے جو کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ ہنومان کت بنام ہنومان مندر (۲) مین ظاہر کیا ہے۔

مگر مدعی کی طرف سے میرے روبرو یہ عذر کیا گیا ہے کہ یہہ امر صریح نہین ہے کہ تاریخ انتقال پر مدعا علیہ نمبر ۱ کو قطعات اراضی متنازعہ کی نسبت کوئی استحقاق حاصل نہ تہا۔ وہ شورتہہ صاحب جسٹس کی یہہ رائے ہے کہ اسکو تاریخ مذکور پر ایک استحقاق حاصل تہا گو استحقاق مذکور اسوجہہ سے کمزور تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ اراضیات پر قابض تہا اور اُس تاریخ سے دو سال کا عرصہ اُسکو قبضہ مخالفانہ حاصل کرنے کے واسطے درکار تہا۔ یہہ فرض کرکے کہ تاریخ انتقال بحق مدعی پر مدعا علیہ نمبر ۱ مالک تہا اور اُسنے ایک بہتر استحقاق بحق مدعی کے منتقل کیا تہا مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سوال ناکامی زر بدل پیدا نہین ہو سکتا جس سے کہ مقدمہ ہذا مد ۹۷ ایکٹ میعاد کی ذیل مین آسکے کیونکہ خریدار جو مستحق مالک بروئے تحریر کردہ انتقال نامہ کے ہو گیا تہا اُس وقت کے بعد بائع کو ہرجانہ کا ذمہ وار بالعوض زوال استحقاق کی نسبت نہ بنا سکتا تہا۔ درصورتیکہ مناسب شرائط خود انتقال نامہ مین ایسی موجود نہین جنسے ایسے ہرجانہ کا حق عطا کیا گیا ہو۔ ساگر ایک خریدار اپنے بائع پر ایک نالش اپنے زرثمن کے دلاپانے کے واسطے اسوجہہ پر کر سکتا ہے کہ کچہہ عرصہ بعد خرید کرنے جائداد کے اصلی مالک کے اور خود اُسکا مالک ہو جانے کے وہ بباعث مابعد کے قبضہ مخالفانہ ایک فریق ثالث کے اسکے ہاتہہ سے جاتی رہی ہے تو خریدار ہر ایک ایسی صورت مین اپنے زرثمن کے دلاپانے کا مستحق ہوگا جہانکہ جائداد بعد اسکے حصول مالکیت کے اسکے ہاتہہ سے جاتی رہے مثلاً جہانکہ وہ حادثہ یا قدرتی بباعث سے زائل ہو جاوے۔ مگر قانوناً صریح طور پر ایسا نہین ہے۔ جیسا کہ پالک صاحب چیف بیرن نے بصورت خرید ایک وظیفہ سالانہ کے مقدمہ مسٹر کلینڈ بنام ٹرنر (۳) مین قرار دیا ہے جسکا کہ مینے اوپر حوالہ دیا ہے، اگر خرید مؤثر ہوئی تہی ہر گو بطور تمثیل کے تاہم مدعی کامیاب ہونیکا مستحق نہین ہے کیونکہ اُنے وظیفہ سالانہ کو خرید کیا تہا اور وہ یہ شکایت نہین کر سکتا کہ ایسا کرنے مین اُسنے ناقص معاملہ کیا ہے جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہوا ہے۔ استحقاق ہرجانہ صرف اُسصورت مین پیدا ہو سکتا ہے جہانکہ بعد کا زوال عمل ایک حال جیسی صورت مین بباعث کسی قصور خود بائع کے وقوع مین آئے یا اگر اسکی کوئی اور وجہہ ہو تو بائع نے اپنے آپکو اُسکا جوابدہ بروئے مناسب شرائط مندرجہ معاہدہ کے بنایا ہو

(۱) مسٹر ۱۸۵۱ع ایکسچکر رپورٹ جلد صفحہ ۲۰۰۔

(۲) سنہ ۱۸۵۶ع مور ان ڈین اپیلس کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۰۔

(۳) ۱۸۵۱ع ایکسچکر رپورٹ جلد صفحہ ۲۰۸۔

۱۹۰۱ء
نردشیر
بنام
دوابے سنگھ

حجت یہہ کیگئی ہے کہ صورتِ حال مین ایک ایسی ہی شرط موجود ہے ۔

ذیل کے فقرہ مندرجہ اقرارنامہ تحریر کردہ مدعا علیہ نمبر ا بحق مدعی پر انحصار کیا گیا ہے ۔ اگر کوئی شخص کوئی استحقاق یا دعوے پیش کرے یا مزاحمت پیدا کرے یا ارضی وثنا کی نسبت کوئی جھگڑا فساد کرے تو مجھے اور میرے وثنا و در قائم مقامان کو اسکی جوابدہی کرنی چاہیئے " مدعا علیہ نمبر ا کا عذر یہہ ہے کہ دستاویز مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ قطعات ارضی متنازعہ کا قبضہ تاریخ انتقال پر مدعی کے حوالہ کیا گیا تھا تاہم بطور امر واقعہ کے مدعا علیہ نمبر ۲ اُسوقت بطور مداخلت بیجا کنندہ کے قابض تھا اور یہ بیان کیا ہے کہ فقرہ زیر بحث کے مدعا علیہ نمبر ا نے اپنے آپ کو اُسکے دعوے یا مزاحمت کا جوابدہ بنایا تھا ۔ مین فقرہ مذکور کو اس طریق پر پڑھنا ناممکن سمجھتا ہون بلکہ دستاویز کو ملاکر پڑھنے سے جیسی کہ وہ میری رائے مین پڑھی جانی چاہیئے ۔ فقرہ زیر بحث کو پہلی عبارت کے ساتھہ (بالخصوص اس بیان کے ساتھہ کہ قبضہ پہلے سے حوالہ کیا جاچکا ہے) ملاکر پڑھنے سے مین کینڈی صاحب جسٹس کے ساتھہ اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ فقرہ مذکور صرف ایک شرط واسطے محفوظ قبضہ اُس قسم کے ہے جسکے کہ متعلق عدالت ہذا نے مقدمہ نگر داس بنام احمد خان (۱) مین کارروائی کی تھی ۔ ایسی شرط صرف اُس صورت مین متعلق ہوتی ہے جبکہ خریدار بیدخل کیا گیا ہو بعد اسکے کہ وہ قابض کیا جاچکا ہو ۔ اگر فریقین کا منشا یہہ شرط کرنیکا ہوتا کہ مدعا علیہ نمبر ا کو اُس صورت مین جوابدہی کرنی چاہیئے اگر مدعی مداخلت بیجا کنندہ سے قبضہ حاصل کرنے مین قاصر رہے یا اگر مدعی نے یہ سمجھکر خرید کی ہوتی کہ مدعی کا استحقاق قبضہ بعوض اُسکے زرثمن کے بہ طلق وصولیابی جائداد از مدعا علیہ نمبر ۲ کے پیدا ہوتا ہے اور وہ اُسکے تابع ہے اور بصورت وصولیابی قبضہ سے قاصر رہنے کے مدعا علیہ نمبر ا پر لازم ہے کہ روپیہ واپس کرے اور ہرجانہ کا ذمہ دار ہو تو اُنھون نے دستاویز مین صریح طور پر اس امر کا ذکر کیا ہوتا اور کہ مدعی کے حقوق اور مدعا علیہ نمبر ا کی ذمہ داریان کا فیصلہ بلحاظ دستاویز مذکور کے کیا جانا چاہیئے ہم اُسمین ایسی شرائط ایزاد نہین کر سکتے جو اُسمین موجود نہین ۔ جہان فریقین نے اپنی نیت کا اپنی دستاویز مین ظاہر کرنا پسند نکیا ہو تو اُن اشخاص کو جنکو اُسکی تعبیر کرنی پڑے جیسا کہ بریمول صاحب جسٹس نے مقدمہ تارا بوجیا بنام ہگی نا (۲) مین رائے ظاہر کی ہے " اُنکے واسطے اُن امور کے کرنے مین تامل کرنا چاہیئے کہ وہ خود کر سکتے تھے مگر اُنھون نے نہین کئے " یہہ سچ ہے کہ بیان متعلق قبضہ کے

(۱) رسنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ ممبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۵ ۔

(۲) رسنہ ۱۸۶۳ء) ہائیکورٹ ممبئی رپورٹ جلد اول صفحہ ۱۵۰ اصفحہ ۱۵۱ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
اردشیر
بنام
واہجی سنگھ

جو پہلے سے مدعی کے حوالہ کیا گیا ہو چنداں وقعت نہیں رکھتا جہانتک کہ اُسکے استحقاق وصولی قبضہ کا تعلق ہے۔ مگر یہ امر اُسصورت مین قابل وقعت ہو جب ہمنے اس امر پر غور کرنا ہو کہ آیا ایک شرط دربارۂ اتفاق کے موجود ہے جو محفوظ قبضہ کی شرط سے ممیز ہے۔ اول الذکر کی صورت مین اس امر پر غور کرنے مین کہ کونسا امر خلاف ورزی کی حد تک پہونچتا ہے " یہ شرط کیجا سکتی ہے کہ دربارہ شرائط متعلق قبضہ بذریعہ نگان " کے شرائط " اگر توڑی جائین تو وہ ضروری طور پر اُس انشورنس کے تحریر کئے جاتے ہی توڑی جاتی ہین جس مین کہ وہ درج ہون چنانچہ قانون میعاد فوراً بحق شرط کنندہ کے گذرنا شروع ہوتا ہے " مگر موخر الذکر کیصورت مین شرائط " صرف مابعد کے واقعات کے وقوع مین آنے پر توڑی جاسکتی ہین " (ملاحظہ ہو کتاب ڈارٹ صاحب دربارہ بائعان و مشتریان صفحہ ۸۰۱ طبع ششم نیز ملاحظہ ہو فیصلہ گرین صاحب جسٹس منفصلہ ۱۸۶۳ء انڈین لاء رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳) اگر فریقین حال کا یہ منشا ہوتا کہ مدعا علیہ نمبر ا مدعی کے مداخلت بیجا سے قبضہ حاصل کرنے سے قاصر رہنے کیصورت مین جوابدہ ہونا چاہیئے تو انہون نے دستاویز مین یہ بیان کیا ہوتا کہ قبضہ پہلے سے عطا کیا جاچکا ہے لہذا اس قیاس پر کہ مدعا علیہ نمبر ا کو بہتر استحقاق حاصل تھا اور اُسنے وہ بذریعہ دستاویز کے مدعی کے حق مین منتقل کیا تھا قرار یہ دیا جانا چاہیئے کہ کوئی ناکامی زیر دفعہ وقوع مین نہ آئی تھی جس سے کہ مقدمہ مد ۹۷ ایکٹ میعاد کی ذیل مین آتا۔

مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ گو استحقاق جائز تھا تاہم وہ ناقص تھا کیونکہ قبضہ بائع کو حاصل نہ تھا بلکہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو بطور ایک مداخلت بیجا کنندہ کے حاصل تھا اور حجت یہ کیگئی ہے کہ امر مذکور کے باعث مقدمہ ہذا اس اصول کی ذیل مین آجاتا ہے جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ ہنومان کمت نام ہنومان مندر (۱) مین قرار دیا ہے جس سے مد ۹۷ ایکٹ میعاد مقدمہ حال سے متعلق ہوجاتی ہے مقدمہ مذکور مین ایک غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود کے باپنے خود اپنی اور اپنے پسران کی مشترکہ جائیداد کو بیع کیا تھا خاندان مذکور قانون متاکشرا کے تابع تھا۔ باپ کو محدود اختیار بیع حاصل تھا اور بیع پسران کی تحریک پر قابل ابطال تھی۔ بالفاظ دیگر وہ ایک ناقص بیع تھی جسکے رو سے صرف محدود کم استحقاق خریدار کو حاصل ہوا تھا جو پسران کی رضامندی سے مکمل ہونے یا کالعدم ہوجانیکے قابل تھا اور انکے اعتراض پر پسپا ہونیکا ذمہ دار تھا۔ ان واقعات مین سے کسی قسم کے وقوع مین آنے تک خریدار کے زرثمن کا بدل گویا التوا مین تھا

(۱) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۳ ؛ لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۸۔

سنہ ۱۹۰۱ء
اردشیر
بنام
ولیم بگ

اور پسران نے جو ہنی کہ اپنے باپ کے معاملہ کی نسبت تعرض کیا تہا بدل ناکامیاب رہا تہا۔ اُن معاملات کی صورت مین بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جو ایسے اشخاص نے کیئے ہون جنکو محدود اختیار حاصل ہو مثلاً مہتمم جایداد مشترکہ خاندان یا ایجنٹ یا ولی نابالغ نے یا اُن معاملات کی صورت مین جن مین اُن اشخاص کی رضامندی ضروری ہو جنکو قانوناً مشتری کے استحقاق کی تکمیل کا اختیار حاصل ہو۔ پس وہ اصول جو کہ مین فیصلہ محولہ بالا سے اخذ کرتا ہون یہہ ہے کہ جہان بیع ناقص ہو۔ سو جہہ سے کہ اُسکو کامل اثر عطا کرنے کے لئے کسی امر کی کمی ہو تو بدل اُس امر کے وقوع مین آنے تک ناکامیاب نہین رہ سکتا وہی اصول مقدمہ کو بر بنام گاڈمنڈ (۱) مین قرار دیا گیا تہا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہی اصول واضعانِ قانون نے مد ۹۰ ایکٹ میعاد مین اختیار کیا ہے۔

مگر صورتِ حال ناقص بیع کی صورت نہین ہے جسکی تکمیل اور جواز کسی شخص کی رضامندی پر منحصر ہے یہ فرض کرکے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ تاریخ انتقال بحق مدعی پر مالک تہا وہ صرف ایک ہی شخص مستحق بیع کرنے کے تہا اور جب اُسنے جایداد مبیع کی تہی تو خریدار کا استحقاق جایز اور مکمل تہا۔ یہہ سچ ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ اُسوقت واقعی طور پر قابض تہا مگر وہ بطور مہلت بجا کنندہ کے قابض تہا محض یہ امر واقعہ کہ اُسکو اُس تاریخ سے دو سال کی میعاد استحقاق بذریعہ قبضہ مخالفانہ حاصل کرنیکے لیئے حاصل تہی اُسوقت کوئی استحقاق اُسوقت عطا نکر سکتا تہا۔ پس کوئی سوال دربارہ اُسکی رضامندی یا معترض ہونے کے تکمیل استحقاق مدعی کیلئے موجود نتہا۔ استحقاق مذکور اُسوقت مکمل کیا گیا تہا جبکہ انتقال مالک یعنی مدعا علیہ نے تحریر کیا تہا اور مدعا علیہ نمبر ۲ کا قبضہ ناجایز اُسکو ناقص نہین بنا سکتا تہا۔ اگر بخلاف ازین ہم یہہ قیاس کرین جیسا کہ وہ ہو رہتہ صاحب جلس نے ظاہر کیا ہی مدعا علیہ نمبر ۱ اور مدعی دونو کو تاریخ انتقال پر مدعا علیہ نمبر ۲ کے قبضہ کا علم نتہا تو مین یہہ معلوم نہین کر سکتا کہ کسطرح سے اُس سے مدعی کے دعوے متعلق بہ این سوال میعاد کی تائید ہوتی ہے۔ اُس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بائع اور مشتری کا علم دربارہ واقعات متعلق بہ این امر مابہ النزاع بیع کے یکسان تہا اور کہ بائع کیطرف سے کوئی فریب نکیا گیا تہا مگر اُس سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی جسکا فرض تہا کہ مناسب اور محتاط تحقیقات دربارہ قبضہ اور استحقاق کے قبل از خریداری کرتا اسقدر غافل تہا کہ اُسنے آنکھین بند کرکے خرید کرلی تہی

(۱) رسنہ ۱۸۳۳ء ہوڈسے وسکاٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۱۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
اردشیر
بنام
وابے سنگھ

اگر اُسنے تحقیقات کی ہوتی تو اُسکو معلوم ہو جاتا کہ کون قابض ہے۔ اُسکی طرف سے محتاط تحقیقات کا نکیا جانا قانوناً اِس غرض کے واسطے کافی ہے کہ اُسکی طرف اُس شئے کا علم منسوب کیا جائے جو اُسکو بصورت تحقیقات کرنے کے معلوم ہوتی۔ پس ہمکو یہ فرض کرنا چاہئیے کہ اُسنے قطعاتِ اراضی کو باوصف اس علم کے خرید کیا تہا کہ وہ ایک مے اغلت بیع کنندہ کے قبضہ مین ہین۔ مگر اسوجہ سے اُسکا استحقاق نامکمل نہین ہو جاتا بعد اسکے کہ انتقالنامہ تحریر کیا گیا تہا پس واقعات مقدمہ مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے وہ اصول مندرجۂ فیصلۂ حکام عالیمقام پریوی کونسل کی ذیل مین آجائے۔

قبل اِس بحث کے چہوڑنے کے مجہکو کسیقدر ذکر فیصلۂ مدراس ہائیکورٹ بمقدمۂ دینکٹانرا سمہولو بنام پیرآما[1] کی نسبت کرنا چاہئیے۔ میری یہ رائے نہین ہے کہ وہ اُس رائے کے خلاف ہے جو کہ مینے سوال میعاد کے متعلق مقدمۂ ہذا مین اخذ کی ہے۔

فیصلۂ مقدمۂ مذکور مین کوئی جواز یہہ کہنے کا پایا نہین جاتا کہ وہ فاضل ججان جو اُسی فیصل کر رہے تہے ایسی بایع کی صورت کے متعلق کارروائی کر رہے تہے جسکو کوئی استحقاقِ انتقال حاصل تہا۔ یہہ سچ ہے کہ ایک پہلی نالش مرجوعہ بخلاف خریدار منجانب فریق ثالث مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ اُسکے بایع کو کوئی استحقاق حاصل نتہا مگر بحوالہ نالش مذکور کے حکام عالیمقام نے فیصلہ مین یہہ بیان کیا ہے کہ اُسکی قرارداد ہے خریدار پر اُس نالش مین قابل پابندی نہین ہین جو کہ اُسنے اپنے بایع کے برخلاف واسطے ناکامیابی بدل کے رجوع کی ہو۔ قطع نظر امر مذکور کے فیصلۂ مذکور صحیح ہے اور کوئی اختلاف مابین اُسکے اور اُس رائے کے پیدا نہین ہوتا جو کہ مینے سوال میعاد کے متعلق زیر دفعہ ۹ اختیار کی ہے جبکہ ہم فیصلۂ مذکور کو اُن واقعاتِ مقدمہ کے ساتہہ ملا کر پڑہتے ہین جنپر کہ وہ مبنی ہے۔ اُس مقدمہ مین بیع ایک زوجہ نے اپنے شوہر کی جائیداد کے متعلق اُسکی عدم موجودگی مین کی تہی۔ وہ ایک ناقص بیع تہی کیونکہ زوجہ بطور اپنے شوہر کے بحیثیت کے متصور کیجا سکتی تہی جبکہ وہ اُسکی عدم موجودگی مین قابض تہی۔ وہ بطور ایک مے اغلت بیع کنندہ کے متصور نکیجا سکتی تہی اسلئے شوہر اُسکے فعل کو منظور یا مسترد کر سکتا تہا یہ امر مقدمہ کو اُس فیصلہ حکام عالیمقام کی ذیل مین لانیکے واسطے کافی تہا جسکا کہ اُسمین حوالہ دیا گیا ہے اور جسکی پیروی کی گئی ہے قطع نظر اسکے اس مقدمۂ مدراس مین ایک ایسے مقدمہ کے متعلق کارروائی کیگئی ہے جہانکہ خریدار نے تاریخ انتقال پر اُس جائیداد کا قبضہ حاصل کیا تہا جو منتقل کیگئی تہی اور وہ برابر قابض رہا تہا جبتک کہ وہ بذریعہ شوہر بایع کی تحریک سے جوڈیشل طور پر یہہ قرار دیا گیا تہا کہ اُسکو کوئی حق قبضہ رکہنے جائیداد کا حاصل نہ

---

[1] (۱۸۹۲ء) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۶۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء ۱۸ ستمبر بنام سبا سنگھ

دراصل خریدار نے اپنے زر ثمن کا بدل حاصل کر لیا تھا اور اُسکے فائدہ کو جوڈیشل قرارداد کے قلمبند کئے جانے تک استعمال کرتا رہا تھا جب کہ صریح طور پر بدل ناکامیاب رہا تھا۔ میری رائے مین یہ امر واقعہ کہ خریدار نے قبضہ حاصل کیا تھا نہ صرف اہم ہے بلکہ سوال میعاد کے فیصل کرنیکے واسطے کافی ہے اور وہ مقدمہ مذکور کو مقدمہ حال سے ممیز کرتا ہے کیونکہ جبتک خریدار قابض رہے بدل موجود رہتا ہے اور کوئی نالش ہونے واسطے ہرجانہ بروجہ ناکامیابی بدل کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان وجوہات پر مین کمیٹی فیصلہ جسٹس کے ساتھ اس امر مین اتفاق کرتا ہوں کہ ڈگری عدالت ماتحت مع خرچہ بحال رکھی جانی چاہئے ڈگری بحال رکھی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

رستم جی اسفندیار جی سیٹھنا و یک کس دیگر (ابتداءً مدعا علیہم نمبر ۴ و نمبر ۵) اپیلانٹان

بنام سیٹھ پرشوتم داس چتر داس وغیرہ (ابتداءً مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۳) ریسپانڈنٹان

۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

شراکت۔ جداگانہ دوکانات۔ مشترک شریک۔ روپیہ جو ایک شریک نے خود اپنی دوکان کو قرض دیا ہو۔ طریق عمل۔ فریقین۔ ایک ہی فریق کا نالش مین مدعی اور مدعا علیہ نہیں ہوسکتا۔ دائن و مدیون۔ مدعی کا دوران اپیل مین فوت ہونا۔ مدعا علیہ کا مدعی ہو جانا۔ عدالت اپیل کا اختیار ڈگری کے اُن وجوہات پر ترمیم کرنیکا جو بعد صدور ڈگری کے وقوع مین آئین۔ حساب کتاب شراکت۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۲۶۴۔ گارنٹی۔ ذمہ داری ضامن۔ ضامن کا استحقاق معاوضہ۔

جب ایک شخص دو دوکانات تجارت مین مشترکہ شریک ہو تو کوئی نالش بجانب ایک دوکان کے بخلاف دوسری دوکان کے بابت کسی ایسے معاملہ کے رجوع نہیں ہوسکتی جو اُنکے مابین ہوا ہو جبکہ شخص مذکور ایک مشترک شریک ہو۔ یہ مسئلہ اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ ایک ہی شخص دو حیثیت سے مدعی اور مدعا علیہ ایک ہی نالش مین نہین ہوسکتا۔

ایک شریک اُس روپیہ کی نالش جو مستحق اس دوکان کو قرض دیا ہو جسکا وہ ایک رکن ہو نہین کرسکتا۔ قرضہ مذکور دراصل ایک رقم بحساب شراکت ہوتا ہے۔

عدالت اپیل مجاز ہے کہ ڈگری زیر اپیل کو نہ صرف غلطی کے واسطے بلکہ اُن وجوہات پر بھی ترمیم کرے جو کہ بعد صدور ڈگری کے وقوع مین آئے ہون۔ سکھارام بنام ہری (۱) ملاحظہ طلب۔

* اپیل نمبر ۱۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۱

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھ پرشوتم داس

مدعی پرشوتم داس جیرم داس اور اسکا پسر نگینداس ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود کے ارکین تھے اور وہ دوکان گووردھن داس بیگوداندہن کے دوکان تھے جس میں وہ مساوی حق رکھتے تھے پسر نگینداس ایک اور دوکان میں بھی حصہ دار تھا جو بابک شنگہاری اینڈ کمپنی کے نام سے کاروبار کرتی تھی۔ مدعی پرشوتم داس نے نالش حال بخلاف موخرالذکر دوکان کے رجوع کی تھی جسکے چار ارکین تھے جن میں سے ایک اسکا پسر نگینداس (مدعا علیہ نمبر ۲) تھا۔ نالش مذکورہ بطور مطالبہ نسبت واسیلات عدیسے کے بنا پر اُن توضیحات کے رجوع کیگئی تھی جو کہ دوکان گووردھن داس بیگوداندہن نے مدعا علیہم کی دوکان کو قرض دیئے تھے۔ مدعا علیہ نمبر ۵ بطور ضامن کے از شرکاء (مدعا علیہ نمبر ۳) دوکان مدعا علیہم کے نالش کیگئی تھی۔ عدالت ماتحت نے ایک ڈگری رقم متدعویہ کی بخلاف جملہ مدعا علیہم کے صادر کی تھی کہ از شرکاء مذکور (مدعا علیہ نمبر ۲) اور ضامن (مدعا علیہ نمبر ۵) نے اپیل کیا تھا۔ دوران اپیل میں مدعی فوت ہوگیا تھا اور اسکا پسر نگینداس (مدعا علیہ نمبر ۲) دوکان خاندانی کا تنہا مالک ہوگیا تھا اور وہ بجائے اپنے باپ کے شامل مسل کیگیا تھا اسلئے وہ نالش میں مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی حیثیت سے شامل تھا۔

تجویز ہوئی (۱) کہ گو نگینداس (مدعا علیہ نمبر ۲) ایک ایسا فریق تھا جو بحیثیت دائن اور مدیون دونوں کے شامل تھا اور وہ اپنے حصہ کی نالش نہ کرسکتا تھا تاہم جملہ فریقین کے جو حق رکھتے تھے عدالت کے روبرو یا تو بحیثیت مدعیان یا مدعا علیہم کے حاضر تھے عدالت کو چاہئے تھا کہ انکے حقوق کا فیصلہ مطابق قاعدہ عدل و انصاف و نیک نیتی کے کرتی۔

(۲) کہ پرشوتم داس اور نگینداس مساوی حق دوکان مدعیان میں رکھتے تھے۔ عدالت ماتحت کو یہ قرار دینا چاہئے تھا کہ وہ زر قرضہ کے مساوی حصص میں ملا پانیکے مستحق ہیں اور اسکو ڈگری بمضمون صادر کرنی چاہئے تھی کہ اسکا ایک نصف پرشوتم داس کو ادا کیا جانا چاہئے اور دوسرا نصف بطور ایک ایسی رقم کے تصور کیا جانا چاہئے جو نگینداس کے حساب میں کاروبار شرکت میں جمع ہے۔

(۳) کہ گو پرشوتمداس کی وفات بعد دائر اپیل پر نگینداس بطور اُسکے وارث کے تنہا مدعی ہوگیا تھا تاہم عدالت اپیل کو ایک ڈگری اُسکے حق میں پرشوتمداس کے نصف حصہ کی نسبت صادر کرنی چاہئے تھی بلکہ صرف یہ قرار دینا چاہئے تھا کہ اس رقم کا بھی نگینداس حساب دکتاب شرکت میں بطور خود جمع کرانے کا مستحق ہے۔ بلحاظ واقعات کے نگینداس صرف ایسی دادرسی حاصل کرسکتا تھا جیسی کہ بصورت تعین جائز ہوتی اگر وہ بروقت ارجاع نالش کے مدعی کی حیثیت سے شامل ہوتا۔

(۴) کہ نگینداس حساب کتاب شرکت میں اُن اشخاص کے مقابلہ میں زرمذکور کسے بطور خود جمع کرانیکا مستحق تھا جو وقتاً فوقتاً اُسکے شریک ہیں۔ دفعہ ۲۶۴-۲۶۴ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) صرف بحق اشخاص اجنب بمقابلہ شرکت کے عائد ہوتی ہے۔

نسبت ذمہ داری مدعا علیہ نمبر ۵ بطور ضامن کے عدالت نے بروئے شہادت کے یہ قرار دیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۵ قرضہ شرکت کا ضامن ہوا تھا شرکاء اصل مدیونان تھے اگر ضامن کی ذمہ داری اصل مدیونان کے برابر ہے اسلئے کوئی ڈگری اب مدعا علیہ نمبر ۵ کے مقابلہ میں صادر نہیں ہوسکتی تھی بزید برآن نگینداس جو بالکات قسطی ہی کہ از اصل مدیونان تھا اور اس حیثیت سے اُسپر لازم تھا کہ اپنے ضامن کا نقصان پورا کرے اور کوئی ایسی رقم ادا کرے جو بسبب ڈگری نالش کے ادا کیگئی ہو۔ اسلئے وہ ضامن کے مقابلہ میں کسی دادرسی کا مستحق نہیں ہوسکا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھہ پرشوتمداس

اپیل جنا رضی فیصلہ للو بہائی پی پارکہہ ایڈیشنل سبارڈنیٹ جج درجہ اول احمدآباد بمقدمہ نالش نمبر ۲۴۵ سنہ ۱۸۹۹ء

مدعی ددکان گوردہنداس بہگواندس کا مالک تہا پہلے چار مدعا علیہم دوکان پاتہک شنگہادی اینڈ کمپنی کے شرکا تہے مدعا علیہ نمبر ۵ مدعا علیہ نمبر ۴ کا باپ تہا اور اُسپر بحیثیت اُسکے ضامن کے نالش کیگئی تھی۔

مدعی نے مبلغ [illegible] کے مدعا علیہم سے اُن رقوم قرضہ کے طور پر دلاپانے کی نالش کی تہی جنکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ اُسکی دوکان گوردہنداس بہگواندس نے مدعا علیہم کی دوکان پاتہک شنگہادی اینڈ کمپنی کو دی ہتین۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نگینداس مدعی کا پسر تہا۔ دونو بطور اراکین خاندان شترکہ کے اکہٹے رہتے تہے اور معلوم یہ ہوتا تہا کہ وہ قرضجات جو مدعا علیہم کی دوکان کو دئے گئے تہے مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے سرمایہ خاندانی مین سے دئے گئے تہے۔

مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۳ نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ سنہ ۱۸۹۵ء مین دوکان سے علیحدہ ہوگیا تہا اور وہ کسی ایسے قرضجات کا ذمہ دار نہیں ہے جو اُس تاریخ کے بعد کئے گئے ہون مدعا علیہ نمبر ۴ نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ ۳۱ مئی سنہ ۱۸۹۶ء سے دوکان مذکور کا شریک نہین رہا۔

مدعا علیہ نمبر ۵ نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ وہ اپنے پسر (مدعا علیہ نمبر ۴) کا ضامن ہے اُسنے بیان کیا تہا کہ چٹھی ذیل جسپر مدعی نے انحصار کیا ہے فریبانہ طور پر اُس سے حاصل کیگئی تھی وہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کی مرقومہ ہے اور نہ مدعی کے نام تحریر کیگئی ہے۔

پاتہک شنگہادی اینڈ کمپنی مین میرا پسر رستم جی ایک شریک ہے اور تم کمپنی مذکور کو عندالطلب وقتاً فوقتاً روپیہ قرض دیتے ہو اور مجہے امید کامل ہے کہ تم ایسا ہی کرتے رہوگے۔ تم میری طرح سن رسیدہ ہو اور تم مجہے جانتے ہو کہ مین مفلس نہین اور رستم جی میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ اسلئے تمکو اُسکے حصہ کے نفع نقصان کے متعلق کوئی فکر و اندیشہ نکرنا چاہئے۔ مین اُسکی متعلق احتیاط سے کام لیتا ہون اور ہم یعنے رستم جی اور مین ازطرف رستم جی کے کامل طور پر اُس کل رقم کے ذمہ دار ہونگے جو تمنے آجتک ادا کی ہے اور جو تم آئندہ ادا کروگے۔ اسلئے تمکو چاہئے کہ بغیر کسی شبہہ کے اُنکی امداد دیہ سے کرتے رہو۔ صرف یہی استدعا ہے۔ مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء۔

سبارڈنیٹ جج نے ایک ڈگری رقم متدعویہ یعنے [illegible] کی بحق مدعی صادر کرکے حکم دیا تہا کہ اس رقم مین سے مبلغ [illegible] مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ سے اور مبلغ [illegible] مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۴ سے اور باقی [illegible] مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے وصول کئے جانے چاہئیں

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھ پرشوتمداس

اور مدعی مجاز ہونا چاہئے کہ مدعاعلیہ نمبر ۵ سے وہ رقم وصول کرے جسکے کہ مدعاعلیہ نمبر ۴ سے وصول کرنیکا مستحق ہے۔
اُس ڈگری کی ناراضی سے مدعاعلیہم نمبر ۴ و نمبر ۵ نے اپیل کیا۔ دوران اپیل مین مدعی فوت ہوگیا تہا اور اُسکا پسر نگینداس (مدعاعلیہ نمبر ۲) بطور اسکے وارث کے شامل مسل کیا گیا تہا۔

ڈانلڈر (معیت برنین و آر ایس سیٹہنا و ایل اے شاہ) بجانب اپیلانٹان (مدعاعلیہم نمبر ۴ و نمبر ۵)۔ نالش چل نہین سکتی کیونکہ مدعاعلیہ نمبر ۲ (نگینداس) اُس دوکان مین اور نیز اپنے باپ مدعی کا ایک شریک ہے وہ ایک ہی خاندان مشترکہ کے اراکین ہین اور کہ وہ روپیہ جسکے واسطے نالش کیگئی تھی وہ روپیہ تہا جو سرمایہ خاندانی مین قرض دیا گیا تہا۔ اسلئے نگینداس نالش ہین مدعی کے ساتہہ مساوی حق رکہتا ہے اور وہ دراصل اپنے باپ کے ساتہہ شریک بہی ہے۔ وہ مدعی اور مدعاعلیہ دونو حیثیتین رکہتا ہے مدعی کو چاہئے کہ تقسیم کی نالش کرتا اور رقوم قرضہ کا مواخذہ دار مدعاعلیہ نمبر کو بناتا ملاحظہ ہو رام سیبک بنام رام لال (۱) کتاب لیک صاحب درباره معاہدات طبع سوم صفحہ ۳۶۳۔ قواعد سپریم کورٹ حکم نمبر ۴۸ (الف) قاعدہ نمبر ۱۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ بعد مین دیگر اراکین دوکان خود سے حصہ رسدی کا دعوے کرسکتا تہا۔ مگر بحیثیت شریک مدعی کے وہ نالش نہین کرسکتا کیونکہ وہ دائن اور مدیون اور مدعی اور مدعاعلیہ دونو حیثیتین رکہتا ہے اسکی چارہ جوئی یہہ ہے کہ فسخ شراکت کی نالش کرے اور نیز حساب کتاب کی۔ ملاحظہ ہو چندر سکہر بنام رام بحش (۲)۔

ابتدائی مدعی اب فوت ہوچکا ہے۔ نگینداس (مدعاعلیہم نمبر ۲) جو اُسکا پسر اور وارث ہے اب مسل ہین بطور مدعی کے شامل کیا گیا ہے۔ وہ دراصل اب بھی وہی حیثیت رکہتا ہے جو کہ وہ پہلے رکہتا تہا یعنے دائن اور مدیون کی اور وہ ایک ہی نالش مین مدعی اور نیز مدعاعلیہ ہے ملاحظہ ہو کتاب ولیمس صاحب درباره اوصیا طبع نہم صفحہ ۱۱۷۵۔ عدالت اپیل ہذا کو ڈگری کے متعلق کارروائی کرنے مین اُسکو ایسا متصور کرنا چاہئے گویا کہ نالش ابتدا نگینداس نے رجوع کی تہی ملاحظہ ہو سکہارام بنام ہری (۳)۔

مدعاعلیہ نمبر ۵ پر اب بربنائے اسکی مبینہ ذمہ داری کے نالش کیگئی ہے۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ذمہ داری مذکور فریب اور غلط بیانی مدعاعلیہ نمبر ۲ (نگینداس) سے حاصل کیگئی تہی بموجب درست تعبیر تحریر ضمانت کے مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ نمبر ۵ مدعی کا ضامن نہ صرف مدعاعلیہ نمبر ۴ کیطرف سے بلکہ کل دوکان کی طرف سے ہوا تہا۔ مگر مدعی اب فوت ہوچکا ہے اور نگینداس جو اُسکا وارث ہے اس دوکان کا

(۱) (۱۸۸۱ع) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۱۵۔ (۲) (۱۸۷۹ع) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۴۵۔
(۳) (۱۸۸۱ع) " " بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۱۳۔

ایک رکن ہے اُسکا قائم مقام بنا ہے ۔ وہ ضامن سے اُس قرضہ کی ادائیگی کا دعوے نہین کر سکتا جسکے کہ واسطے وہ بحیثیت ایک رکن خاندان کے ضامن ہو اُس قرضہ کی ادائیگی کا دعوے نہین کر سکتا ۔ جبکہ کہ وہ خود بشمولیت دیگر مدعا علیہم کے ذمہ دار ہے ضامن ایسکہ دوش ہو گیا ہے علاوہ برآن اگر ضامن قرضۂ مذکور ادا کرے تو نگینہ اس بطور ایک رکن دوکان کے فوراً اسکی ادائیگی کا ذمہ دار ہو جائیگا کیونکہ اصل مدیون پر لازم ہے کہ ضامن کا ایفا کرے ملاحظہ طلب دفعہ ۱۴۵ ایکٹ معاہدہ ۔

الویریٹی (معیت بہائی شنکر نانا بہائی) منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۲ [illegible] ابتدائی جواب دہ ہو گیا ہے اور نگینہ اس مدعا علیہ نمبر ۲) ۔

عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تھا کہ ابتدائی مدعی (پرشوتم داس) نہ کہ اُسکا پسر نگینہ اس ایسا شخص تھا جسنے کہ مدعا علیہم کی دوکان کو روپیہ قرضہ دیا تھا ۔ اسلیئے نالش منجانب اُسکی دوکان کے چل سکتی ہے عدالت ماتحت نے کل رقم مذکورہ دوکان مدعا علیہم کیطرف سے واجب الادا قرار دی ہے ۔ چونکہ ڈگری درست تھی اسلیئے کسی واقعۂ مابعد کے روسے اسکے ترمیم کیئے جانیکی اجازت نہین دیجا سکتی مدعی کی وفات کا اثر کارروائیات اجرا مین ملحوظ رکھا جائیگا ۔

ستیلواد (معیت ایم این مہتا) منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۴ (مدعا علیہ نمبر ۴) ۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس :- مدعی نے اپنے آپ کو مالک دکان گوردھن داس بھگوان داس بیان کرکے نالش حال واسطے دلا پانے مبلغ ۱۱۸۱۵ روپیہ [illegible] کے رجوع کی تھی ۔ اُسکا دعوے بخلاف پہلے چار مدعا علیہم کے یہ ہے کہ وہ کاروبار شراکت یا تھک شنکر داس اینڈ کمپنی کے نام سے کرتے ہین اور وہ رقم جسکا کہ وہ دعوے کرتا ہے اُن قرضجات کا نتیجہ ہے جو شراکت کے حق مین دیئے گئے تھے اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۵ اُسکا ذمہ دار بوجہ اس گارنٹی کے ہے جو اُسنے شراکت کے قرضہ کی نسبت اٹھائی ہے صرف مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے دعوے کو تسلیم کیا ہے ۔

مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ نے یہ بیان کیا ہے کہ قرضجات مدعی نے نہ دیئے تھے بلکہ اسکے پسر (مدعا علیہ نمبر ۶) نے دیئے تھے ۔ مدعا علیہ نمبر ۳ نے یہ عذر کیا ہے کہ بہرحال شراکت ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء مین الگ ہو گیا تھا چنانچہ وہ اُس تاریخ کے بعد کسی قرضہ کا ذمہ دار نہین ہے ۔ مدعا علیہ نمبر ۵ نے بیان کیا ہے کہ وہ زبانی گارنٹی جو اُسکے برخلاف بیان کیگئی ہے ثابت نہین کیگئی اور کہ تحریری گارنٹی شروع ہی سے ناجائز ہو جاتی ہے ۔

مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل سبارڈینیٹ جج درجۂ اول احمد آباد نے کی تھی جسنے ڈگری دی بحق

سنہ ۱۹۰۱ع
رستم جی
بنام
سیٹھ پرشوتم داس

صادر کی تھی:۔

اسلئے مین حکم دیتا ہوں کہ مجموعہ رقم مبلغ لہ (سات ہزار روپیہ) متدعویہ مدعی کے وہ مبلغ (تین ہزار روپیہ) مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۳ و نمبر ۴ سے وصول کرے اور باقی روپیہ مین سے مبلغ (دو ہزار روپیہ) مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ سے اور باقی مبلغ (دو ہزار روپیہ) صرف مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے اور حائراد یا تہاک شنگہا دی اینڈ کمپنی سے وصول کرے اور کل رقوم مذکورۂ بالا پر مدعی سود مفرد بشرح ۴ فیصدی کے تاریخ ارجاع نالش ہذا سے تاریخ ادائیگی رقوم مذکور تک مدعا علیہم سے وصول کرے اور مدعی مجاز ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۵ سے وہ رقم وصول کرے جسکے کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۴ سے دلا پانیکا مستحق ہے مدعی اپنا خرچہ تحلیہ مدعا علیہم سے وصول کرے۔ مدعا علیہم اپنا خرچہ خود برداشت کرینگے

اس ڈگری کی ناراضی سے اپیل حال مدعا علیہم نمبر ۴ و نمبر ۵ نے رجوع کیا ہے۔

دوران اپیل مین مدعی فوت ہوگیا ہے اور اسکا پسر مدعا علیہ نگینداس اسکی بجائے قایم کیا گیا ہے اس مسئلہ کا حوالہ ہم بعد مین دینگے۔

اہم عذرات ہمارے روبرو پیش کئے گئے ہین کہ قرضجات مدعی نے نہ دیئے تھے بلکہ نگینداس نے دیئے تھے اور کہ اس نقشی قابل پابندی نہین ہے۔ ان امور مین سے امر اول پر ہمارے روبرو اپیلانٹ نے نہایت احتیاط اور قابلیت کے ساتھ بحث کی ہے مگر بلحاظ ان اقبالات کے جو ہمارے روبرو کئے گئے ہین ہماری یہہ رائے ہے کہ جہانتک اقبالات کا تعلق ہے اسکا حل بہت آسان ہے۔ فریقین کیطرف سے یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ قرضجات مشترکہ سرمایہ خاندان مدعی و مدعا علیہ نمبر ۲ مین سے دیئے گئے تھے جنکو بحیثیت اراکین خاندان مشترکہ کے مشترکہ حق دوکان گوردہنداس بہگونداس مین حاصل تھا۔ اسلئے ہم اس امر کو بہت کم وقعت سمجھتے ہین کہ وہ اس روپیہ کسکے ہاتھہ سے قرضہ دیا گیا تھا گو اگر وہ کچھہ وقعت رکھتا ہو ہم فاضل جج عدالت ماتحت کی اس رائے کے ساتھہ اتفاق کرتے ہین کہ قرضہ واقعی طور پر پرشوتمداس جیرداس نے دوکان کے سرمایہ سے دیا تھا۔

مگر یہ فیصل کرنا کسیقدر مشکل ہوجاتا ہے کہ کونسے قانونی نتائج اس سے پیدا ہوتے ہین۔ یہ امر صریح ہے کہ پرشوتمداس جیرداس اور نگینداس دوکان گوردہنداس بہگونداس کے مالکان تھے چنانچہ بادی النظر مین دوکان مذکور کا سرمایہ صرف اس نالش کے ذریعہ وصول کیا جاسکتا ہے جس مین وہ دونو مدعیان ہون ملاحظہ ہو جوگل کشور بنام ہولاسی رام (۱) یہ امر مطابق اصول کے ہے

---

(۱) (۱۸۸۶ع) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۲۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھ پرشوتمداس

کہ جہان ایک شخص شریک دو دکانات تجارت مین ہو تو کوئی نالش بجانب ایک دکان کے بخلاف دوسری دکان کے اُس معاملہ کی نسبت رجوع نہین کیجا سکتی جو اُنکے مابین ہوا ہو درصورتیکہ شخص مذکور ایک شریک دونو مین ہو۔ بطور اسکی تمثیل کے ہم مقدمہ بوسنکوٹ بنام ... (۱) کا حوالہ دے سکتے ہین۔

یہ مسئلہ ایک ابتدائی قاعدہ ضابطہ پر مبنی ہے جو عموماً اس ملک مین نظر انداز کیجاتا ہے جو یہ ہے کہ ایک ہی شخص مختلف حیثیتوں سے بھی ایک ہی نالش مین مدعی اور مدعاعلیہ دونو نہین ہو سکتا مگر کامن لا مین اس قاعدے سے وہ نتیجہ پیدا ہوا تھا جو کہ ہمنے ظاہر کیا ہے۔ عدالت ہائے ایکوٹی نے اس مشکل کو حل کیا ہے گو اُنہون نے درست طور پر اس قاعدہ کو ملحوظ رکھا ہے کہ ایک شخص مدعی اور مدعاعلیہ دونو نہین ہو سکتا تاہم اُنہون نے قاعدہ مذکور کو انصاف کے کئے جانیکا سدِ راہ بننے کی اجازت نہ دی تھی۔ کیونکہ بصورت موجود ہونے جملہ اشخاص حقدار کے روبرو عدالت خواہ بحیثیت مدعیان یا مدعاعلیہم کے اُنہون نے اُنکے حقوق کا فیصلہ کیا ہے۔ اُسکی درست تمثیل مقدمہ لیرک بنام ... (۲) مین پائی جاتی ہے۔

اسیطرح ہماری رائے ہے کہ یہ امر واقعہ کہ نگینداس بطور دائن اور مدیون کے حق رکھتا تھا اس امر کا مانع نہین ہو سکتا کہ ہم حقوق فریقین کا فیصلہ مطابق قاعدہ انصاف وعدل و نیک نیتی کے کرین۔ اُس نتیجہ کو معلوم کرنے کے واسطے جو کہ ہما اصول مذکور کے اختیار کرنے سے پیدا ہوگا بہتر یہ ہوگا کہ جداگانہ طور پر اس امر پر غور کیا جائے کہ اوّلاً پرشوتمداس کے اور ازان بعد نگینداس کے حقوق کیا ہوتے اگر زر قرضہ ہر ایک صورت مین صرف اُسیکی ملکیت ہوتا اگر پرشوتمداس تنہا دائن ہوتا تو وہ صحیح طور پر زر مذکور اس نالش مین وصول کر سکتا تھا جو مناسب طور پر غرض مذکور کے واسطے مرتب کیجاتی اگر قرضہ نگینداس کی جداگانہ رقوم مین سے دیا گیا ہوتا تو ایک نالش واسطے دلا پانے زر مذکور کے چل سکتی کیونکہ ایک شریک اُس روپیہ کی نالش نہین کر سکتا جو اُسنے اُس دوکان مین قرضہ دی ہو جسکا وہ خود ایک رکن ہو کیونکہ قرضہ مذکور بطور ایک رقم بحساب شراکت کے متصور ہوتا ہے۔

ہماری رائے مین اس سے وہ عادلانہ اصول ظاہر ہوتا ہے جو صورتحال سے متعلق کیا جانا ہے اوّلاً ہمکو اُس حصص کا فیصلہ کرنا چاہئے جسکے مستحق پرشوتمداس و نگینداس دوکان گوردہنداس ہیگنداس مین ہین۔ بعض صورتو مین یہ امر نہایت مشکل ہوگا مگر صورتحال مین وہ ایسا نہین کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے

(۱) (سنہ ۱۸۷۵ء) ٹائمس رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۹۰۔ (۲) (سنہ ۱۸۶۹ء) چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۲۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بسنتم جی
بنام
سیٹھ پرشوتم داس

کہ وہ دونو مساوی حق دوکان مذکور مین رکہتے ہین اور ہماری یہہ رائے ہے کہ ہم امر مذکور کو بطور بنائے فیصلہ کے اختیار کرنے کے مستحق ہین -

یہ امر کہ ان حدود کے اندر انصاف کا کرنا عدالت کے اختیار مین ہے ہماری رائے مین مقدمہ ہیرسی نیام فی (۱) سے اخذ ہو سکتا ہے اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت مین ایک استقرار بمضمون کیا جانا چاہئے تہا کہ پرشوتم داس اور نگینداس قم قرضہ کے مستحق مساوی حصص مین تہے اور اس امر کی ڈگری دیجانی چاہئے تہی کہ اسکا ایک نصف پرشوتم داس کو ادا کیا جانا چاہئے اور باقی نصف بطور ایک رقم بحساب نگینداس ۔

اگر ڈگری مذکور صادر کیگئی ہوتی تو پرشوتم داس دوران حیات خود مین اس ڈگری کا اجراء کرانے کا مستحق ہوتا ۔ جو کہ اسکے حق مین صادر ہوئی ہوتی ۔ مگر بر طبق اسکی وفات کے ڈگری نگینداس کے حق مین منتقل ہوگئی ہوتی چنانچہ وہ زیر دفعہ ۲۳۲ (ب) ناقابل اجراء ہوگئی تھی ۔

لیکن اگر ہم ڈگری مذکور بطور بالا کے صادر کرین تو دفعہ ۲۳۲ (ب) کو کوئی علاقہ نہ رہیگی اور اس صورت مین ... کی نسبت نگینداس بحیثیت از مدیونان ڈگری اسکے اجراء کے قابل ہوگا ۔ [illegible] [illegible] [illegible] ادا کرنا ... صرف اسی جزو قرضہ کی نسبت نالش کر سکتا تہا ۔

... تبدیل کئے جانے سے نگینداس مدعی اور مدعا علیہ دونو حیثیتون سے شامل ہوگیا ... صورت حال مین یہہ ہے کہ گو نگینداس مساوی طور پر اپنے شرکا کے ... تاہم اگر ہم ڈگری بحال رکہین تو وہ خود اپنے اور پرشوتم داس کے حصہ کی نسبت اس ڈگری کا اجراء کرانیکا مجاز بخلاف کسی اپنے شریک کے ہوگا ۔

پس بلحاظ واقعات کے ہم ایک ڈگری بحق نگینداس کے اس روپیہ کے دلاپانے کی صادر نہین کر سکتے ۔ جو شرکاء کی طرف سے بطور نگینداس کے حصہ کے جو واجب الادا ہے ہم صرف یہ قرار دے سکتے ہین کہ اس رقم کی نسبت بھی نگینداس مستحق ہے کہ حساب و کتاب شراکت مین اسکو بحق خود جمع کرالے ۔ یہ صحیح ہے ... کہ چند واقعات بعد صدور ڈگری عدالت ماتحت کے وقوع مین آئے ہین ۔ مگر عدالت ... ہے کہ ڈگری زیر اپیل کو نہ صرف غلطی کے واسطے ترمیم کرے بلکہ ان وجوہات پر بھی جو کہ ... بعد صدور ڈگری کے وقوع مین آئے ہین ۔ ملاحظہ ہو

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) لا رپورٹ ایکویٹی جلد ۱۴ صفحہ ۶۹ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھ پرشوتم داس

سکھارام بنام ہری (۱) مالجیکے واقعات کے روسے نگیند اس تنہا مدعی ہوگیا ہے اور ہم بلحاظ واقعات مقدمہ ہذا کے اسکو صرف ایسی وادرسی عطا کرسکتے ہین جیسی اُسصورت مین ممکن ہوتی اگر وہ حیثیت مذکور بروقت ارجاع نالش کے رکہتا۔

یہ سچ ہے کہ بہگوبہائی مدعا علیہ نمبر ۳ نے ہمارے روبرو یہ عذر کیا ہے کہ چونکہ اُسنے ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مین شراکت توڑدی تہی اسلئے صاحب جج نے اسکو آئندہ ماہ جنوری تک ذمہ دار متصور کرنے مین غلطی کی تھی۔ فیصلۂ مذکور کی بناء ایک قاعدہ مقرر کردہ بدفعہ ۲۶۴ ایکٹ معاہدہ ہے بحوالہ جسکے صاحب جج نے بروئے شہادت کے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کی نسبت یہ ثابت نکیا گیا تہا کہ اسکو فسخ شراکت کا علم قبل ماہ جنوری کے تہا۔ ہم یہ قرار دینے کی کوئی وجہہ نہین دیکھتے کہ صاحب جج کا قیاس دربارہ شہادت کے غلط تہا۔ مگر امر مذکور اب پیدا نہین ہوتا۔ نگینداس صرف اس امر کا مستحق ہوسکتا ہے کہ حساب وکتاب شراکت مین بخلاف اپنے شرکاء کے رقوم مذکور کو وقتاً فوقتاً جمع کراتا رہے۔ مگر عملی طور پر یہ امر چندان اہم نہین ہے اگر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے قرضجات مذکور سے اُن قرضجات مدکان کا ایفاء ہوجائے جو کہ اُسکے ذمہ بہگونداس کی شراکت کے دوران مین پڑے ہین کیونکہ اسصورت مین حقوق و ذمہ داریہائے شرکاء کا فیصلہ حساب کتاب شراکت کے لئے جانے پر کیا جائیگا۔

اگر حیثیت یہی ہو جہانتک کہ مدعا علیہم منجملہ لغایۃ نمبر ۴ کا تعلق ہے تو مدعا علیہ نمبر ۵ کی حیثیت [illegible] دعوے برخلاف اسکے یہہ ہے کہ وہ بطور ایک ضامن کے ذمہ دار ہے اور بیان یہ کیا گیا کہ اُسنے [illegible] کو ایک زبانی اور تحریری گارنٹی دی تہی۔ مدعا علیہ نمبر ۵ نے زبانی گارنٹی سے انکار کیا ہے اور بیان [illegible] کیا گیا ہے اور ہماری رائے مین درست طور پر بیان کیا گیا ہے کہ کوئی صحیح قرارداد فاضل جج کی بابت زبانی گارنٹی مذکور کے موجود نہین ہے۔ نسبت موجود ہونے تحریری گارنٹی کے کوئی سوال پیدا نہین ہوسکتا مگر عذر یہ کیا گیا ہے کہ وہ بذریعہ ایک فریب کے حاصل کیگئی تھی جو ایک کامل جواب کسی نالش بربنائے گارنٹی مذکور کا ہے۔ وہ فریب جو گارنٹی کیطرف منسوب کیا گیا ہے دوگونہ ہے۔ اوّلاً یہہ بیان گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۵ کو یہ تحریک کہ وہ گارنٹی پر دستخط کرے اس غلط بیانی سے کیگئی تھی کہ اُسکا پسر خود کشی کر لیگا جبتک کہ وہ مالی مشکلات سے سبکدوش نکیا جائے اور ثانیاً یہہ کہ مدعا علیہ نمبر ۵ کو یہ یقین دلایا گیا تہا کہ جبتک گارنٹی اُسکے برادر شاپور جی کے پاس پسند کئے جانے کے واسطے ارسال کیجائے گی۔ قبل اسکے کہ وہ مؤثر سمجہی جائے۔

(۱) سنہ ۱۸۸۱ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۱۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رستم جی
بنام
سیٹھ مرشو تمداس

یہ امر صریح ہے کہ اس علت کے ثابت کرنیکا بار مدعا علیہ نمبر ۵ پر تہا اور اُسپر لازم تہا کہ اُسکو کافی طور پر ثابت کرے کیونکہ اسمین ایک الزام فریب شامل تہا۔ عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۵ نے اپنا دعوے ثابت نہین کیا اور یہ کہنا ہمارے واسطے ہے کہ آیا ہم بروئے شہادت کے یہ قرار دیسکتے ہین کہ الزام فریب ایسا صراحت کے ساتہہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہمکو صاحب جج کی قرارداد امر واقعہ منسوخ کرنی چاہئے۔ شہادت کی چہان بین ہمارے روبرو محتاط طور پر مسٹر ڈانلڈ نے کی ہے مگر ہم یہہ کہنے کے ناقابل ہین کہ صاحب جج کا قیاس متعلق بہ شہادت غلط ہے۔ گواہان کا بیان اُسکے روبرو دیا گیا تہا اور خلاف شہادت کے عدالت اپیل کو صاحب جج کے تخمینہ موازنہ اعتبار اُن گواہان سے اختلاف کرنے مین تامل کرنا چاہئے جنکا کہ بیان اُسکے روبرو دیا گیا ہو۔ اسلئے ہم عدالت ماتحت کی قرارداد متعلق باین امر مین خلل اندازی نہین کرتے۔

اب ہم شہادت کی نسبت مفصل رائے ظاہر کرنا نہین چاہتے کیونکہ ہماری رائے مین ایک اور ایسی وجہ موجود ہے جو دعوے کی مانع ہے گارنٹی کو ثابت شدہ متصور کرکے ہمکو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اُسکی درست تعبیر کیا ہے۔ مسٹر الزبریپٹی نے ہمارے روبرو یہ حجت کی تہی کہ گو مدعا علیہ نمبر ۵ اُسکے روسے کل قرضہ شراکت کا ذمہ دار ہوا تہا تاہم اُسکی وجہہ صرف یہہ ہے کہ اُسنے اپنے پسر کی ذمہ داری کی گارنٹی دی تہی ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ اگر یہہ درست ہو تو اُس سے کوئی فرق آئیگا۔ مگر بہرحال ہم دستاویز کو اسطرح نہین پڑہتے۔ یہہ سچ ہے کہ شراکت مین صرف رستم جی کا نام لیا گیا ہے مگر ہم دستاویز کی یہ تعبیر کرتے ہین کہ اُسکے روسے مدعا علیہ نمبر ۵ قرضہ شراکت کا ضامن ہوا ہے پس ہم یہ قرار دیتے ہین کہ مدعا علیہ نمبر ۵ ضامن تہا اور شرکاء اصل مدیونان تہے۔ مگر ضامن کی ذمہ داری اصل مدیونان کی ذمہ داری کے برابر ہے۔ لہذا جو کچہہ کہ ہمنے کہا ہے اُس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اب ایک ڈگری ادائگی بخلاف مدعا علیہ نمبر ۵ کے صادر نہین کر سکتے اور نہ معاملہ اسی جگہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر ایک معاہدہ ضمانت مین ایک مفہوم وعدہ منجانب اصل مدیون کے واسطے سبکدوش کرنے ضامن کے موجود ہوتا ہے اور ضامن مستحق ہے کہ اصل مدیون سے وہ رقم وصول کرے جو کہ اُسنے درست طور پر بروئے گارنٹی کے ادا کی ہو (ایکٹ معاہدہ ہند سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۴۵ ملاحظہ طلب) مگر تاوقتیکہ اس جو موجودہ مالک قرضہ ہے یکے از اصل مدیونان ہے چنانچہ کسی عادلانہ تصفیہ حقوق کے روسے وہ مدعا علیہ نمبر ۵ کے مقابلہ مین کسی دادرسی کا مستحق نہین ہو سکتا جو کہ اُسکی طرف سے ضامن ہوا تہا۔ اسمین شبہ نہین کہ یہہ صورت

سنہ ۱۹۰۱ء
آتما رام
بنام
اسید رام

اپیل دوم منجانب فیصلہ خان بہادر بی اے ڈی صاحب ایڈیشنل سپارڈینیٹ جج باختیارات اپیل سورت مشعر بحالی فیصلہ راؤ صاحب جی ڈی سرا یا جائنٹ سپارڈینیٹ جج درجہ دوم سورت۔
نالش واسطے دلا پانے مبلغ ۱۲۲۱۹ روپیہ ۵ آنہ کے اُس قرضہ کی نسبت جسکا اسکی طرف سے ۲۰ نومبر ۱۸۸۸ء کو اُس شراکت کے حق میں دیا جانا بیان کیا گیا تہا جسکے ارکین مدعا علیہ نمبر ۱ اور اوتم رام پدر مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ تھے۔

نالش ۳۰ مارچ ۱۸۹۵ء کو رجوع کیگئی تھی۔

مدعی نے یہ عذر کیا تہا کہ نالش عارضہ تمادی سے حسب ذیل طور پر محفوظ ہوگئی تھی:۔

اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ جزوی ادائیگی مبلغ ۱۲ روپیہ ۱۱ آنہ کی اُسکے حق میں ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو کیگئی تھی اور ۲۸۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک دستخط اُسکے حق میں مدیوان نے تحریر کیا تہا جس میں مبلغ ۱۱۰۹ روپیہ ۵ آنہ کی رقم اُسوقت بیباق دا تسلیم کیگئی تھی اور کہ ۵ مارچ ۱۸۹۲ء میں ایک اور جزوی ادائیگی مبلغ ۵۰۰ کی کیگئی تھی جس کا اندراج اسکی بہیات میں مدعا علیہ نمبر ۱ کے دستخطی کیا گیا ہے اور کہ مابعد کی جزوی ادائیگی ہائے مدعا علیہ نمبر ۱ نے کی تہیں جنکو مجرا دیکر مبلغ ۱۲۲۱۹ روپیہ ۵ آنہ واجب الادا رہے تہے جسکے کہ دلا پانے کی نالش کیگئی ہے۔

سنہ ۱۸۹۳ء میں اوتم رام (پدر مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴) فوت ہوگیا تہا مگر اسکے پسران نے شراکت کو مدعا علیہ نمبر ۱ کے ساتھہ جاری رکھا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے۔ اُسنے یہ بیان کیا تہا قرضہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۸ء کو نہ دیا گیا تہا جیسا کہ عرضیدعوے میں بیان کیا گیا ہے بلکہ وہ ۲۔ نومبر ۱۸۸۶ء (دکیم کارتک سمت ۱۹۴۵) کو دیا گیا تہا۔ اُسنے کسی جزوی ادائیگی کے ۱۱ اپریل ۱۸۹۱ء کو کئے جانے سے انکار کیا تہا۔ اُسنے بیان کیا تہا کہ سماۃ دستخط ۲۔ نومبر ۱۸۹۱ء کو تحریر نکیا گیا تہا بلکہ ۱۱۔ نومبر ۱۸۹۱ء کو کیا گیا تہا اور کہ مدعی نے دغابازانہ طور پر تاریخ مذکور ۲۔ نومبر ۱۸۹۱ء کی تاریخ بنالی ہے تاکہ تمادی سے محفوظ رہے۔ اُسنے یہہ عذر کیا تہا کہ یہہ ایک اہم تبدیلی تھی جسکے روسے دستاویز کالعدم اور غیر مؤثر ہوجاتی تھی اور کہ اندراج جزوی ادائیگی مبلغ ۵۰۰ اُسکے دستخط سے نہیں کیا گیا اسلئے اُسکے روسے جدید میعاد حاصل نہیں ہوتی اسلئے دعوے زائد المیعاد تہا۔

مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۴ نے بھی اپنی ذمہ داری سے انکار کرکے میعاد کا عذر کیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
آتمارام
بنام
امیدرام

عدالتِ اول نے یہ قرار دیا تھا کہ سماد دستخط کی تاریخ بلا علم اور رضامندی مدعاعلیہم کے تبدیل کیگئی تھی اور کہ یہہ ایک اہم تبدیلی تھی جسکے رو سے دستاویز ناجائز ہو جاتی تھی اور کہ دعوے زائد المیعاد تھا اسلیئے مدعی کی نالش خارج کیگئی تھی۔

فیصلۂ مذکور بر طبق اپیل کے اڈیشنل سبارڈینیٹ جج درجۂ اول باختیارات اپیل سے بحال رکھا گیا تھا۔

اس فیصلہ کی نارضی سے مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین کیا۔

ایل اے شاہ منجانب اپیلانٹ (مدعی)۔ تبدیلی تاریخ سماد دستخط مین ایک اہم تبدیلی نہین ہے یہ ثابت نہین کیا گیا کہ وہ مدعی نے فریبانہ طور پر اور دستاویز کے تحریر کیئے جانیکے بعد کی تھی بلحوظ تاریخ ابتدائی قرضہ اور سماد دستخط کے تبدیلی مذکور سے مدعاعلیہ کو نقصان نہین پہونچا مزید برآن ہم یہ استدعا کرتے ہین کہ ایک اہم تبدیلی جملہ اغراض کے واسطے دستاویز کو ناجائز نہین بناتی جب ایک دستاویز بنا بر نالش بناتی ہو تو نالش ناکامیاب رہسکتی ہے اگر دستاویز کی نسبت یہ قرار دیا جائے کہ اسمین اہم تبدیلی کیگئی ہے۔ مگر صورت دگرگون ہے جہانکہ دستاویز صرف پہلے سے موجودہ قرضداری کی شہادت ہو۔ سماد دستخط موجودہ صورت مین مسلّمہ طور پر مدعاعلیہ نے تحریر کیا تھا جسکے روسے اُسکی ذمہ داری درباره بقایا بر واجب الادا کے تسلیم کیگئی تھی۔ وہ ہماری نالش کی بناء نہین بناتا۔ ایک تبدیلی جو ایسی دستاویز مین کیگئی ہو اسکو غیر مؤثر نہین بناتی۔ ملاحظہ ہو (۱) ماسامی بنام بھوانی (۱) گوگن چند بنام دہرونیدہر (۲) کرسناچرلو بنام کریابسیا (۳) گنگارام بنام چندن سنگھ (۴) برآآ بنام راماچینا (۵)۔

جی ایس راؤ منجانب رسپانڈنٹ (مدعاعلیہ نمبر۱)۔ عام اصولِ قانون یہ ہے کہ اہم تبدیلی ایک دستاویز مین اُسکو ناجائز بناتی ہے اور اسکو غیر مؤثر بنادیتی ہے اگر وہ فریق ثانی کی بلا رضامندی کیگئی ہو۔ صورتِ حال مین تاریخ سماد دستخط کی نسبت ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ اسمین اُسوقت تبدیلی کیگئی ہے جبکہ دستاویز مدعی کے قبضہ مین تھی۔ تبدیلی مذکورہ سے مدعاعلیہ کی ذمہ داری مین فرق آتا ہے کیونکہ اسکے رو سے وہ میعاد وسیع کیگئی ہے جسکے که اندر مدعی ارجاع

(۱) (سنہ ۱۸۶۶ء) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۴۷۔
(۲) (سنہ ۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۶۱۶۔
(۳) (سنہ ۱۸۸۵ء) " " مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۹۹۔
(۴) (سنہ ۱۸۸۱ء) " " الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۶۲۔
(۵) (سنہ ۱۸۸۳ء) " " مدراس جلد ۶ صفحہ ۳۱۲۔

نالش کا مستحق ہے یہ تبدیلی ایک اہم تبدیلی ہے اور اسکی رو سے دستاویز کلیتاً ناجائز ہو جاتی ہے ملاحظہ ہو گووندا اسامی بنام کپو سامی (۱) اسلئے وہ امر اصول کی ذیل مین آتی ہے جو اہم مقدمہ ماسٹر بنام ملر (۲) مین قایم کیا گیا ہے وہ تبدیلی مندرجہ دستاویز جس مین مدعو بیان کیا گیا ہو ایک اہم تبدیلی ہے۔ ملاحظہ ہو گنگا رام بنام چنن سنگھ (۳) جہان تبدیلی کے رو سے مدعا علیہ کو نقصان نہ بہی پہونچا ہو قرار یہ دیا گیا ہے کہ جب تبدیلی مذکور اسوقت کیگئی ہو جبکہ دستاویز مدعی کی تفویض مین ہو تو اسکے رو سے دستاویز کلیتاً ناجائز ہو جاتی ہے ملاحظہ ہو گارڈنر بنام والش (۱)۔

چندا ورکر صاحب جسٹس۔ نالش ہذا مدعی نے ۳۰۔ مارچ ۱۸۹۹ء کو واسطے دلا پانے مبلغ ا۔ ۔ رمعہ سود کے بدین بیان رجوع کی ہے کہ زر مذکور مدعا علیہ نمبر ۱ اور پدر مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ ۴ کو ۲ ماہ کارتک سمت ۱۹۴۵ (یعنے ۲۰ نومبر ۱۸۸۸ء) کو قرض دیا گیا تہا۔ اپنے دعوے کو میعاد کے اندر لانے کے واسطے مدعی نے بعض ادائیگی ہائے پر انحصار کیا ہے جو اہم امور غور طلب اپیل دوم ہذا مین بناتی ہین مگر بعد انتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ دعوے بخلاف مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۴ کے ثابت نہین کیا گیا چنانچہ ہمارا تعلق اسوقت صرف سوال ذمہ داری مدعا علیہ نمبر ۱ کے ساتھ ہے اور صرف اسی کے برخلاف اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

امر اول جو مابین فریقین کے متنازعہ ہے درباره تاریخ قرضہ ابتدائی کے ہے۔ مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ قرضہ ۲۔ ودی ماہ کارتک سمت ۱۹۴۵ (یعنے ۲۰ نومبر ۱۸۸۸ء) کو دیا گیا تہا۔ مگر مدعا علیہ نمبر ۱ کا دعوے یہ ہے کہ وہ یکم سدی ماہ کارتک سمت ۱۹۴۵ (یعنے ۲۔ نومبر ۱۸۸۸ء) کو دیا گیا تہا جائنٹ سارڈنیٹ جج درجہ دوم سورت نے جسنے نالش کی تجویز کی تہی سوال مذکور پر غور نکیا تہا مگر اسنے مدعی کے دعوے کو دیگر وجوہات پر خارج کیا تہا۔ ایڈیشنل سارڈینیٹ جج درجہ اول نے جسنے اپیل کی سماعت کی تھی۔ ایک تنقیح امر مذکور کے متعلق قایم کی تہی مگر گو اسنے مدعی اور اسکے ہمسایہ فقیر چند کی شہادت پر جس کی کہ تائید مدعی کے بہی کہاتہ سے ہوتی تہی یہ باور کیا تہا کہ قرضہ کارتک ودی دوم سمت ۱۹۴۵ کو دیا گیا تہا تاہم اسنے سوال مذکور کو اہم نہ سمجہا تہا اور اپنی رائے درباره تنقیح مذکور کے قلمبند کرنا غیر ضروری سمجہا تہا کیونکہ اسکی رائے مین مدعی کا دعوے اسوجہ پر ناکامیاب رہنا چاہئے تہا کہ اقرار سمت ۱۹۴۵ مین

(۱) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۹۔ (۲) سمتہز لیڈنگ کیسز جلد ۱ صفحہ ۷۷۰ طبع ۹ ہم۔
(۳) (۱۸۸۱ء) ,, ,, الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۶۲۔ (۴) (۱۸۵۸ء) لا جرنل کوینز بنچ جلد ۲۴ صفحہ ۲۰۵ بصفحہ ۲۰۸۔

سنہ ۱۹۱۰ء
آتمارام
بنام
اسدام

جسپر مدعی نے امتناع میعاد کو محفوظ کرنیکے واسطے انحصار کیا ہے اہم تبدیلی کیگئی ہے اسلئے وہ غیر مؤثر ہے
اقرار مذکور ایک سما دستخط ہے اور دستاویز نمبرہ ۵۵ کا ایک جزو بناتا ہے۔ اپنے عرضیدعوے
مین مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسکا اقرار کارتک سدی ایکم کیمپہ کے دن ۲۸ سنہ ۱۸۹۸ء مین کیا گیا تہا۔
(یعنے ۲- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کو) مدعا علیہ نمبر ا نے بخلاف ازین اپنے جوابدعوے مین یہہ بیان کیا تہا کہ وہ
کارتک سدی ۱۰- یا ۱۱- کو (یعنے ۱۱- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کو) کیا گیا تہا اور کہ تاریخ مذکور تاریخ اصل الذکر مین تبدیل
کیگئی ہے۔ عدالتہای ماتحت مین سے کسی عدالت نے کوئی خاص نتیجہ دربارہ اس تاریخ کے اخذ نہین کیا
جسپر کہ اقرار کیا گیا تہا کیونکہ اُنہون نے یہ قرار دیا ہے کہ چونکہ تاریخ اقرار مذکور تبدیل کیگئی ہے اسلئے ایک
ایسی اہم تبدیلی وقوع مین آئی ہے جس سے دستاویز ناجائز ہوجاتی ہے سباڈینیٹ جج درجہ دوم
نے یہ قیاس کیا تہا کہ سما دستخطی کارتک سدی ایکم ۱۲ کو کیا گیا تہا۔ ایڈیشنل سباڈینیٹ جج درجہ
اول نے بر طبق اپیل کے وہی رائے اختیار کی تھی۔ مگر اُن ہر دو نے یہ قرار دیا تہا کہ بہرحال خواہ تبدیلی
جیسا کہ مدعی نے ظاہر کیا ہے۔ ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء سے ۱۱- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کی تاریخ مین یا جیسا کہ مدعا علیہ نمبر ا
نے ظاہر کیا ہے۔ ۱۱- نومبر سے ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کی تاریخ مین کیگئی تھی۔ چونکہ اقرار مذکور مین اہم تبدیلی
کیگئی تھی اسلئے وہ کالعدم تہا مطابق اصول مندرجہ نتیجہ جات مقدمات گو ونداسامی بنام کپوسامی
(۱) دگوگن بنام دہرونیدھر (۲) کے۔

قانون انگلستان کا وہ اصول جو کہ سب سے پہلے مقدمہ پگٹ (۳) مین قرار دیا گیا تہا جو بدین مضمون ہے
کہ اہم تبدیلی ایک دستاویز کی بجانب ایک فریق کے بعد اسکے تحریر کئے جانیکے بلا رضامندی فریق
ثانی کے اُسکو کالعدم بنادیتی ہے۔ ہندوستان مین اختیار کیا گیا ہے۔ مگر وہ جملہ اور جتنا کہ حوالہ
عدالت مین رپورٹہای قانون انگلستان و ہندوستان سے دیا گیا ہے ایسے مقدمات سے متعلق
ہین جن سب مین تبدیل کردہ دستاویز مدعی کے دعوے کی بنا تہی اور نیز منبع مدعا علیہ کے قرض اور
ذمہ داری کا۔ وہ تحریری معاہدات کے مقدمات تہے یا تمسکات یا بلہای اکسچینج یا مشابہ دستاویزات
کے جنکے متعلق انگلستان اور ہندوستان مین یہہ مسلمہ قانون متصور کیا جاسکتا ہے کہ اہم تبدیلی
سے دستاویز کالعدم ہوجاتی ہے جہانکہ نالش بربنائے دستاویز کے کیجائے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۹- (۲) (سنہ ۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۶۱۶-

(۳) رپورٹ رچانسری جلد ۱۰ صفحہ ۶۶۴ و رپورٹ فولیو جلد ۱۱ صفحہ ۲۷ (الف)-

سنہ ۱۹۰۱ء
آتما رام
بنام
میدرام

ملاحظہ ہو ایگریکلچرل کیٹل انشورنس کمپنی بنام فٹز جیرلڈ (۱) فیصلجات محولہ بہ نوٹہائے مقدمہ ماسٹر بنام ملر مندرجہ سمتھز لیڈنگ کیسز مین بہی یہ امر صراحت کے ساتہہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مقدمہ ارل آف فالموتہہ بنام رابرٹس (۲) مین ظاہر کیا گیا ہے ایک تمیز مابین اُن مقدمات کے جنمین تبدیل کردہ دستاویز صرف شہادت ہو اور اُن مقدمات مین موجود ہے جنمین وہ فرض جو مؤثر کرانا مقصود ہو بباعث خود دستاویز کے ہو۔ "قاعدہ قانونی" پارک صاحب بیرن نے مقدمہ مذکور مین بیان کیا ہی کہ "اُسصورت سے متعلق ہوتا ہے جہانکہ فرض بباعث دستاویز کے ہو" اسی مضمون کا اصول مندرجہ مقدمہ پگٹ ہے جسکی کہ جیمس کیمبل صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ گارڈنر بنام والس (۳) مین کی ہے۔ مگر اُسکے متعلق بھی عدالتہائے انگلستان نے بعض صورتون مین یہہ قرار دیا ہے کہ بعض واقعات کی موجودگی مین اور بعض اغراض کے واسطے تبدیل کردہ دستاویز یہ معلوم کرنے کے واسطے ملحوظ رکہی جاسکتی ہے کہ اصلی شرائط معاہدہ کیا ہین (ملاحظہ ہو ہیوٹسن بنام بکلے (۴)) مگر کسی ایسے مقدمہ کا ہمارے روبرو حوالہ نہین دیا گیا اور نہ ہم ہی کوئی ایسا مقدمہ معلوم کرنے کے قابل ہوئے ہین جسمین انگلستان مین یا اس ملک مین یہ قرار دیا گیا ہو کہ ایک تحریری اقرار اُسکی ذمہ داری کا بجانب مدیون کے کالعدم اور غیر مؤثر ہو جاتا ہے اگر اُسمین اہم تبدیلی بغیر اُسکی رضامندی کے اسکے دائن نے کی ہو۔ وہ دستاویز جسکے روسے ایک ذمہ داری پیدا کیجائے اور بنائے دعوے پیدا ہو ایک مختلف شے ہے اور ایک تحریری اقرار ذمہ داری مذکور کا مختلف امر ہے تمیز مابین ان ہر دو امور کے صحیح طور پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ گوپی کشن بنام برندابن چندر سرکار چودہری (۵) مین ظاہر کی ہے۔ حکام عالیمقام نے بیان کیا ہے کہ "وہ سندات جنپر زیادہ تر انحصار بغرض اظہار اس امر کے کیا گیا ہے کہ ایک کافی اقرار عرصہ میعاد کے اندر صورت حال مین نہ کیا گیا تہا مقدمات ثالثات بربنائے عہود ہین جنکا کہ فیصلہ بربنائے اسٹیٹیوٹ نمبر ۱۴ جیکب واد وجارج چہارم باب ۱۴ کے کیا گیا تہا مقدمات مذکور کا اصول حال جیسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ وہ استثنے مندرجہ اسٹیٹیوٹ کے اثر پر مبنی نہین ہین بلکہ عہود بنائے کامن لا متعلق بہ بنائے دعوے پر مبنی ہین۔ تنقیح قایم کردہ کے روسے مدعی پر لازم ہوگیا تہا کہ یا اقرار ثابت کرتا جو میعاد کے اندر کیا گیا ہوتا اور جو مطابق اُسکے ہوتا جو اقرار صالحہ مین مین درج تہا [illegible] اقرارات

(۱) (۱۸۸۰ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۲ بصفحہ ۳۴۴ (۲) (۱۸۴۲ء) میسن اینڈ ولسبی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۶۹۔

(۳) (۱۸۵۶ء) ایلس اینڈ بلیکبرن رپورٹ صفحہ ۳۰ بصفحہ ۹۱ (۴) (۱۸۸۲ء) لا رپورٹ ایکسچکر جلد ۱ صفحہ ۳۰۳۔

(۵) مورنڈ انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۔

سنہ ۱۹۰۱
آتمارام
بنام
امیدرام

جا او بذریعہ افعال یا الفاظ کے ہون چندان مفید نہین ہین - الا اُس حد تک جہانتک کہ انکے ذریعے
قاعدہ بیان کردہ کی تائید ہوتی ہو - کوئی ایسی استثنے موجود نہین ہے جسکے کہ اندر وہ آتے ہون اور
مقدمات مذکور صرف بطور ایسی اثبات کے متصور کئے جانے چاہئین جو برنا ایسے وعدہ ہا کے
کیگئی ہون جو چھہ سال کے اندر کئے گئے ہون مگر وہ مقدمات مختلف نوعیت رکھتے ہین جنکے کہ اندر
اقرارات بطور استثنے اسکے موثر ہون - ائمین نالش ابتدائی کفالت کی بناء پر بحال رہنی چاہئے -
اور اس اقرار سے جو ایک مقررہ مدۃ میعاد کے اندر کیا گیا ہو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرض اسوقت موجود تہا
اور اُسکا ایفاء نہوا تہا - ایک اقرار ادائیگی ضروری نہین ہے " اسکے بعد حکام عالیمقام نے یہ بیان کیا
ہے کہ "قرضہ کا تسلیم کرنا ایک اور بات ہے اور اُسکے ادا کرنے کا اقرار کرنا اور بات ہے اور یہہ تمیز ادس
قانون کے الفاظ مین تسلیم کیگئی ہے جسپر کہ مدعا علیہ نے انحصار کیا ہے " فیصلجات دوبارہ کافی ہونے
اقرارات کے حسب منشا استثنیات مندرجہ جدید قانون میعاد کے (جیسا کہ سر ایڈورڈ سجن صاحب نے
ظاہر کیا ہے) قوانین مذکور کی آزادانہ اور مناسب اور قرین انصاف تعبیر پر مبنی ہین "
پس ایک تحریری اقرار صرف ابتدائی ذمہ داری کی شہادت ہے، جسکا کہ زندہ رکہنا اُس سے مقصود ہے
مطابق دفعہ ۱۹ - ایکٹ میعاد کے جو کچھہ کہ اُسکے شہادت بنانے کے واسطے ضروری ہے، یہہ ہے کہ وہ
تحریری طور پر کیا گیا ہو اور اُسپر اُس فریق نے دستخط کئے ہون جسکے کہ برخلاف جایداد یا استحقاق کا دعوے
کیا گیا ہو یا کسی ایسے شخص نے جسکی کہ وساطت سے وہ استحقاق یا ذمہ داری اخذ کرتا ہو" وہ ایک
دستاویز یا چہٹی یا بیان یا بیان حلفی مین یا کسی اور طریق پر کیا جاسکتا ہے - پس بلحاظ احکام ایکٹ
میعاد کے ہماری یہ رائے ہے کہ تحریری اقرار جو امتناع میعاد کو محفوظ کرنیکے واسطے نہ کہ استحقاق نالش عطا
کرنے کے واسطے ضروری ہے، اُس اصول کی ذیل مین نہین آتا جو اُن فیصلجات مین قرار دیا گیا ہے جنمین فیصلہ
مقدمہ بگٹ کی پیروی کیگئی ہے - صورت حال مین جس شے پر کہ بطور ایک اقرار کے زیر دفعہ ۱۹ - ایکٹ
میعاد انحصار کیا گیا ہے ایک اسماد دستخط سے ہے جسکے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ صرف ایک اقرار بقایا ئے
واجب الادا ہے اور زبانی بذریعہ شہادت، گو اُسپر اسٹامپ نہین لگایا گیا ملاحظہ ہو دہوندو
بنام نرائن[1] ... تو قانون میعاد مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُسکا اثر میعاد کو وسیع
کرنیکا ہوگا اور صورت حال مین نہ تو اصولاً اور نہ عقلاً قاعدہ مذکور اُن اہم تبدیلیون کی حد تک
وسیع کیا جاسکتا ہے جو دستاویز مین کیگئی ہون اور جنکا وہ اثر ہو - بر خلاف صاحبان نے

(۱) (سنہ ۱۸۹۳ع) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۶ -

سنہ ۱۹۰۱ء
آتما رام
نام
امید رام

مقدمہ پیٹی سن نام بگلے (۱) مین بیان کیا ہے کہ ایک دستاویز کی صورت مین یہ جہانکہ اُس شخص نے جو ایک کام کی اجرت کا دعوے کرتا ہو ایک دستاویز معاہدہ کے رو سے عمل کیا ہو تو دستاویز مذکور کا جزو مین تبدیل کیگئی ہو تاہم ایک عادی دستاویز حقوق مدعی کے فیصل کرنے کے واسطے ہی یا ایساہی جہان ایک قانون کے رو سے ایک دستاویز کو قانونی اثر عطا گیا گیا ہو تو دستاویز مذکور گو تبدیل کیگئی ہو غرض قانون کے واسطے ایک عادی دستاویز ہوگی - یہہ سچ ہے کہ اُس قاعدہ کی وجہ جو مقدمہ پگٹ مین قرار دیا گیا ہے فریب یا غفلت اُس فریق کا بیان کیگئی ہے جسنے دستاویز مین تبدیلی کی ہے یا جسنے اُسکے تبدیل کئے جانیکی اجازت دی ہے جبکہ وہ اُسکے قبضہ مین تھی - مگر کسی صورت مین فریب کی نسبت یہ قرار نہین دیا گیا کہ اُسکے رو سے ہر ایک دستاویز ناجائز ہوجاتی ہے جو صرف بطور شہادت ایک معاہدے یا عقد کے ہو - اگر قاعدہ مذکور اسقدر وسیع کیا جائے جسطرح کہ ہمسے استدعا کیگئی ہے کہ وہ اُن جملہ دستاویزات سے متعلق ہے جو صرف بطور شہادت کے پیش کیگئی ہون تو وہ سختی سے عامل ہوگا اور اُس سے سچ مخفی رہیگا کیونکہ وہ دروغ شہادت مین تبدیل کیگئی ہے - قاعدہ مذکور ہمارے ہائیکورٹہائے نے مقدمات انگلستان سے اخذ کیا ہے اور وہ اُن تمسکات یا دیگر دستاویزات سے متعلق ہے جو بذاتہٖ حقوق و ذمہ داریہائے پیدا کرتی ہون اسوجہہ سے کہ وہ مطابق عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہے - مگر ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ قاعدہ عدل و انصاف و نیک نیتی کے رو سے یہ ضروری ہے کہ وہ کھینچ کیا جانا چاہئے اور اُن دستاویزات سے متعلق کیا جانا چاہئے جو مدعی کے دعوے کی بنا نہون بلکہ صرف مدعا علیہ کے پہلے سے موجود ذمہ داری کی شہادت ہون -

پس جبکہ اقرار مذکور موثر ہے تو سوال یہہ ہے کہ وہ کس تاریخ پر تحریر کیا گیا تہا ؟ اسمین شبہ نہین کہ عدالت ماتحت نے سوال مذکور پر اپنے فیصلہ مین بحث کی ہے اور بعض وجوہات یہہ قرار دینے کی بیان کی ہین کہ ابتدائی تاریخ وہ ہے جو مدعی نے بیان کی ہے یعنے کارتک بدی اکم (۲ - نومبر ۱۸۹۱ء) گو یہ امر صریح ہے کہ عدالت کا منشا کسی صریح نتیجہ کے سوال مروقتہٗ مذکورہ پر اخذ کرنیکا نتہا کیونکہ گو اُسکے رو سے سوال مذکور کے فیصل کرنیکے واسطے مرتہم اُٹھایا گیا تہا تاہم اُسنے کوئی قرار داد اُس بہ [illegible] نہ کی تہی کہ ایسا کرنا ضروری نہین ہے - اسلئے ہمکو چاہئے کہ مقدمہ صریح قرار داد کے [illegible] ہین جو عدالت اپیل ماتحت مین اُٹہایا گیا تہا - اس امر مین سوال متعلق بتاریخ قرضہ بجانب مدعی بحق مدعا علیہ شامل ہے

(۱) دستنبرلی کا رپورٹ ایجمکر جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ -

سنہ ۱۹۰۱ء
آتما رام
بنام
اسید رام

اِن موخر الذکر امر کے تصفیہ کرنے مین ہم عدالت سے یہ استدعا کرتے ہین کہ بحوالہ اس مقدمہ سپانڈنٹ کے کہ
معلوم کا تہا ما کہا تہ اسوجہہ سے قابل پذیرائی نہین ہے کہ وہ بروقت یا قریب زمانہ قرضہ کے تحریر نکیا گیا
تہا عدد ید تفصیلۂ حکام پریوی کونسل بمقدمہ ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی بنام رام پرشاد (۱) کو ملحوظ رکہے جسمین
بمقدمہ سیجر شاہ بازنجی بنام نیودہرمے سپننگ اینڈ ویونگ کمپنی (۲) سے اختلاف کرکے حکام عالیمقام
نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ حساب کتاب جو باضابطہ طور پر حسب منشا دفعہ ۳۴ - ایکٹ شہادت رکہا جاتا
ہو روزانہ یا ہر وقت معاملات کے عمل مین آتے ہی تحریر کیا جانا ضروری نہین ہے اور کہ اندراجات کے
کئے جانیکا وقت حساب کتاب کی وقعت مین خلل انداز ہوسکتا ہے مگر انکے قابل پذیرائی ہونے مین
خلل انداز نہین ہوسکتا -

عدالت ہذا کو مقدمہ کا فیصلہ قطعی طور پر کرنیکے قابل بنانیکے واسطے عدالت ماتحت کو یہہ بھی قرار دینا
چاہئے تہا کہ آیا جیسا کہ اندراج جمع سے ظاہر ہوتا ہے مبلغ (لیہ) مدعی کے تہا کہا تہ مین جو چیپر سدی
سمت ۱۹۵۳ (۱۱- اپریل سنہ ۱۸۹۱ء) کو جمع کئے گئے ہین مدعی نے زر مذکور اُسی تاریخ پر حال کیا تہا جیسا کہ اُس
بیان کیا ہے اور کہ اندراج مذکور مدعا علیہ نمبر ۲ کا دستخطی ہے - وہ وجوہات جو عدالت ماتحت نے سوال مذکور
کے تصفیہ کرنے کی بیان کی ہین قانوناً درست نہین ہین گو مدعی نے خصوصیت کے ساتہہ اس اندراج
مندرجہ فقرات عرضیدعوے پر انحصار نہین کیا جسمین اُسنے وہ وجہہ ظاہر کی ہے جسمین انہون نے وہ وجہ
ظاہر کی تہی جسپر اُسنے عام قاعدۂ میعاد سے استثنےٰ کا دعوے کیا تہا تاہم اُسنے اسکا عذر فقرۂ سوم
عرضیدعوے مین کیا تہا - ہماری یہ رائے ہے کہ ایک اہم تعمیل منشاء دفعہ ۵۰ مجموعۂ ضابطہ دیوانی
کی ہوئی ہے خواہ اسکے الفاظ کچہ ہون - عدالت اپیل ماتحت کی اس رائے کا کوئی جواز موجود نہین ہے کہ اس
اندراج پر مدعی نے کل دوران تجویز بعدالت اوّل مین انحصار نکیا تہا - مدعی نے اپنے بیان مین
یہ حلف اٹہایا تہا کہ اندراج مذکور مدعا علیہ نمبر ۲ کا دستخطی تہا اور وہ مدعی کی موجودگی مین کیا گیا تہا اسکے
متعلق مدعا علیہ نمبر ۲ کا بیان لیا گیا تہا اور اسسٹنٹ جج درجہ دوم نے اسکا حوالہ اپنے فیصلہ مین
دیا ہے - مگر اسکا ذکر صریح الفاظ مین وجوہات اپیل بعدالت ضلع مین مدعی نے نہین کیا
اور نہ اندراج مذکور ... عدالت ماتحت نے اصلی قرار دیا ہے وجوہات مذکورہ مین ذکر

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۸ -

(۲) (سنہ ۱۸۸۰ء) " " بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۷۶ -

سنہ ۱۹۰۱ء
آتمارام
بنام
امیدرام

نہین کیا گیا۔ تیسری وجہ اپیل مین جسکا تعلق ادائیگیہائے اور اقرارات منجانب مدعا علیہ نمبر ا کے ساتھ ہے سوال متعلق بجملہ امور مذکورہ اٹھایا گیا تھا۔ نسبت دیگر ادائیگیہا کے جو کہ مدعا علیہ کیطرف سے کیگئی بیان کیگئی ہین۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ پہلا اندراج جمع مبلغ سار کا ثابت کیا گیا ہے جو مدعا علیہ کا دستخطی ہے اور دیگر اندراجات مدعا علیہ نے اپنے دستخطی تسلیم کئے ہین۔ ہمکو چاہئے کہ انکو بطور ادائیگیہائے زیر دفعہ ۲۰ ایکٹ میعاد کے متصور کرین۔

اسلئے ہمکو چاہئے کہ مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واسطے صریح قرارداد بر تنقیحات ذیل کے ارسال کرین۔

۱۔ اُس قرضہ کی تاریخ کونسی ہے جو مدعی نے مدعا علیہ کو دیا ہے ؟

۲۔ آیا اندراج جمع لہ ۱۲ دستاویز نمبر ۳۲ مین بدستخط مدعا علیہ نمبر ا ہے اور آیا وہ ایک اندراج ادائیگی زیر دفعہ ۲۰ ایکٹ میعاد ہے ؟

۳۔ کس تاریخ پر تحریری اقرار مندرجہ دستاویز نمبر ۵۵ مدعا علیہ نمبر ا نے تحریر کردیا تھا ؟۔

قراردادہائے ایکماہ کے اندر ارسال کیجانی چاہئین۔ تنقیحات ارسال کیگئین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنز صاحب چیف جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء
۱۲۔ مارچ

دناتک گنگادھر بہاٹ (ابتداءً مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام کرشنا راؤ سکھارام ادھیکاری (ابتداءً مدعی) رسپانڈنٹ*

عدالت مطالبہ خفیفہ۔ اختیار سماعت۔ سوال استحقاق۔ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ منفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۲۳۔ دعولے نسبت قبضہ اراضی کے جبکہ استحقاق متعلق بہ اراضی سے انکار کیا گیا ہو۔ اپیل دوم۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۸۶ طریق عمل۔

مدعی نے مبلغ ۹ روپیہ کے بطور آمدنی بعض اراضیات کے دلاپانے کی نالش کی تھی اپنے جواب مین مدعا علیہ نے ایک سوال دربارہ استحقاق اراضی کے اٹھایا تھا۔ مدعی نے ایک ڈگری حاصل کی تھی جو بر طبق اپیل کے بحال رکھی گئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ نالش گو اسمین سوال استحقاق اٹھایا گیا ہے ایک نالش [illegible] خفیفہ ہے اسلئے زیر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کوئی اپیل دوم ہو نہین سکتا۔

* اپیل دوم نمبر ۹۲ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ونائک گنگا دھر بہٹ
بنام
کرشنا راؤ سکھارام

اپیل دوم بنارضی فیصلہ راؤ بہادر ایم آر نادکرنی ایڈیشنل سب آرڈنیٹ جج درجۂ اول باختیارات اپیل رتناگری مشعر بحالی ڈگری راؤ صاحب جی ڈی دیشمکھ سب آرڈنیٹ جج درجہ دوم داپولی۔

مدعی نے ایک نالش مدعاعلیہ پر واسطے دلاپانے آمدنی اراضی بابت سنہ ۱۸۹۶ء کے رجوع کی تھی اسمین یہ بیان کیا تھا کہ اراضی مذکور اراضی کولی تھی اور وہ اسکے قبضہ مین اسکے باپ کی طرف سے آئی تھی اور کہ مدعاعلیہ کے باپ نے ناجائز طور پر سال مذکور کا منافعہ وصول کر لیا ہے۔

مدعاعلیہ نے یہہ عذر کیا تھا کہ بروئے ایک ڈگری ماقبل کے اراضی مذکور اراضی کہوتی قرار دیگئی ہے نہ کہ اراضی کولی اور کہ زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے مدعی کا دعوے ڈگری مذکور کی کارروائیات اجراء مین کیا جانا چاہیئے تھا جسکے کہ تابع مدعاعلیہ نے قبضہ حاصل کیا ہے۔

سب آرڈنیٹ جج نے دعوے کو منظور کیا تھا۔ مدعاعلیہ نے اپیل کیا تھا اور عدالت ماتحت کی ڈگری بحال رکھی گئی تھی۔

مدعاعلیہ نے اپیل دوم ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

بروقت سماعت کے رسپانڈنٹ مدعی نے یہ ابتدائی عذر کیا تھا کہ زیر دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کوئی اپیل دوم ہو نہیں سکتا کیونکہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ تھی۔

سی ایچ سیتلوڈ (معیت این وی گوکھیل) بجانب رسپانڈنٹ (مدعی):- اپیلانٹ کوئی اپیل دوم عدالت ہذا مین نہین کرسکتا۔ دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) ملاحظہ طلب نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تھی کیونکہ وہ واسطے دلاپانے مبلغ ۵ روپیہ کے تھی جو ناجائز طور پر مدعاعلیہ اپیلانٹ نے بطور منافعہ جات اراضی کے وصول کیا تھا ملاحظہ ہو کرشنا پرشاد بنام معزالدین (۱) کنجو بہاری بنام مادہب چندر (۲) فقرہ نمبر ۱۳ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) ان نالشات سے متعلق ہے جنمین حساب کتاب شامل ہو صورت حال مین کوئی حساب کتاب ضروری نہین ہے۔ نرائن بہاسکر بنام بالاجی (۳) دکالی کرشن بنام عزت النساء (۴) بنسبت فقرہ نمبر ۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے ملاحظہ ہو کنجو بہاری بنام مادہب چندر (۵) کوئی سوال دربارہ استحقاق اراضی کے دراصل نالش ہذا مین نہیں تھا [illegible] نے نامناسب طور پر اسکو اٹھایا ہے۔ امر واقعہ مذکور نالش کو نالش

(۱) (سنہ ۱۸۸۹ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۰۰۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۸۴
(۳) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۸
(۴) (سنہ ۱۸۹۷ء) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۷۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۶ء) " " کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۸۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دنامک گنگادہر
بنام
کرشنا راؤ

مطالبہ خفیفہ ہونیسے باز نہین رکہتا اور وہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے حدود اختیارات کے اندر ہے۔

ملاحظہ ہو دلبھہ بنام منسی دہر (۱) دبا پوجی بنام کورجی (۲) انگلستان مین سوالات استحقاق کا تنازعہ اُس زر نقد کی نالشات مین کیا جاتا ہے جو وصول اور استعمال کیا گیا ہو ملاحظہ ہو دانی بنام برسٹو (۳) برنس اینیت وجی آئے خیر منجانب پلاینٹ (مدعا علیہ) ہم فقرہ نمبر ۳ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۸۸۷ء پر انحصار کرتے ہین۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:- مدعی نے نالش حال واسطے دلا پانے مبلغ ۵۰ یا ایسی رقم کے رجوع کی ہے جو کہ اُسکے حق مین دربارہ اوتپان ان اراضیات کے واجب الادا ہو جنکے کہ منافع جات سنہ ۹۵-۱۸۹۴ء کا وصول کیا جانا عرضیدعوے مین بیان کیا گیا ہے۔

اُسکا دعوے یہہ ہے کہ اراضیات مذکور ابتداً گورنمنٹ سے حاصل کیگئی تہین اور بالآخر استحقاق مذکور کے تابع اُسکی تفویض مین آگئی تہین یا بالفاظ دیگر وہ اُسکی اراضیات کولی ہین۔ اور کہ گو اراضیات مذکور اسطرح پر اُسکی ملکیت ہین تاہم مدعا علیہ کے باپ نے ناجائز طور پر اُسکا اوتپان وصول کیا ہے جسکے کہ دلا پانے کی وہ استدعا کرتا ہے۔

جوابدعوے یا اُسکا اُسقدر جزو جسقدر کہ غرض حال کے واسطے ضروری ہے یہہ ہے کہ اراضیات مذکور کہوتی ہین نہ کہ کولی اور کہ یہہ امر بروے ایک ڈگری ماقبل کے غیر متنازعہ طور پر ثابت کیا جاچکا ہے اور کہ وہ امر جو مدعی اُٹھانا چاہتا ہے کارروائیات اجراء زیر ڈگری مذکور مین اُٹھایا جانا چاہیے تہا اسلئے یہہ معلوم کرنا ضروری ہوجاتا ہے کہ ڈگری مذکور کیا ہے اور وہ کسوجہ سے صادر ہوئی تھی۔

سنہ ۱۸۱۸ء مین لکشمن گووند بہاٹ نے ایک قبول دربارہ اراضی مذکور کے صوبہ دار فورٹ سوورن ڈرگ سے حاصل کیا تہا۔ اور ۱۰ فروری سنہ ۱۸۲۰ء کو لکشمن نے اپنا نصف حصہ راجنا ر ا باجی کے پاس فروخت کردیا تہا جسنے پہلے سے دوسرا نصف اراضی کا حاصل کرلیا تہا اراضیات مذکور حدود موضع کہوٹی امبر شیٹ کے اندر واقعہ ہین۔ اس موضع کی کہوتی ایک موقعہ پر نصف خاندان بہاٹ کی ملکیت تھی اور نصف خاندان فادکے کی مگر مہتم رکن گووند ہری بہاٹ نے ۱۶ آنہ کے حصہ کا پٹہ مدعی کے جانشینان ماسبق کو عطا کیا تہا۔ مدعی نے بیان کیا ہے کہ اُسکے یا اُسکے جانشین ماسبق نے فادکے کے آٹھ آنہ کے حصہ مین سے چار آنہ کا حصہ حاصل کرلیا [illegible] شروع کیا تہا اُسکے بعد ایک نالش نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۹ء بخلاف جانشینان ابتدائی پٹہ دار کے واسطے واپس دلا پانے

(۱) (سنہ ۱۸۸۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ (۲) (سنہ ۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۰۔

(۳) (سنہ ۱۸۳۲ء) رائین دموڈسے رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۷۔

سنہ ١٩٠١ء
دنانک گنگا
بنام
کرشنا راؤ

موضع کے رجوع کیگئی تھی اور ایک ڈگری قبضہ صادر کیگئی تھی۔ اپیلانٹ نے یہ بیان کیا ہے کہ بعلت اجرائے ڈگری مذکور کے اراضیات متنازعہ حال کا قبضہ حاصل کیا گیا تھا اور اسوجہ پر وہ دعوے کرتا ہے کہ مدعی کو چاہیئے تھا کہ زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کرتا اور چونکہ اُسنے ایسا نہین کیا اسلئے نالش ممنوع السّماعت ہے۔

مگر ریسپانڈنٹ نے بطور ابتدائی عذر کے یہ استدعا کی ہے کہ اپیل بروے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السّماعت ہے، اسکا جواب یہ دیا گیا تہا کہ نالشِ ہذا کی نوعیت قابل سماعت مطالبات خفیفہ نہی کیونکہ یا تو فقرہ نمبر ۱۱ یا فقرہ نمبر ۴ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کی ذیل مین آتی ہے۔ وہ امر جو بسطر چہ اس ابتدائی عذر مین اٹہایا گیا ہے تابع اہم مشکلات کے ہے۔ یہ امر صریح ہے کہ عدالتِ مطالبات خفیفہ ایک نالش کو مسموع نہین کرسکتی جو واسطے فیصل یا موثر کرانے کسی حق یا استحقاق واقعہ جایدادِ غیر منقولہ کے ہو مگر سندات مین یہ فیصل کیا گیا ہے کہ بلحوظی دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کے ایک عدالت مطالبات خفیفہ اُس نالش کی سماعت کرسکتی ہے جسکی اہم غرض ایک حق یا استحقاق واقعہ جایداد غیر منقولہ کے فیصل کرانے کی ہو بشرطیکہ نالش مین بلحاظ نوعہ کے اس دادرسی کی استدعا نکیگئی ہو بلکہ ایک زرنقد کی ادائگی کا دعوے کیا گیا ہو اسکا نتیجہ کیا ہے؟ زید ایک نالش عمرو پر واسطے دلاپانے مبلغ صمار کے کرتا ہے جسکے کہ دلاپانے کا استحقاق کامل طور پر اِس امر کے ثبوت پر منحصر ہے کہ وہ ایک قطعہ زمین کا مالک ہے، مطابق مقدماتِ فیصل شدہ کے عدالتِ مطالبات خفیفہ مقدمہ کی سماعت خود کرسکتی ہے اور اُسکے دوران مین تنقیح متعلق بہ مالکیت کا فیصلہ کرسکتی ہے ـ اسصورت مین کوئی اپیل دوم نہوگا مگر بخلاف ازین فیصلہ تنقیح متعلق بہ مالکیّت کا اُس نالش مابعد مین امر فیصلشدہ نہوگا جو واسطے فیصل کرانے مالکیت کے رجوع کیجائے ـ کیونکہ عدالت مطالبات خفیفہ ایک عدالت مجازِ سماعتِ نالش مابعد نہوگی مگر فرض کرو کہ عدالت مطالباتِ خفیفہ نے بروے اختیارات زیر دفعہ ۲۳ ـ ایکٹ عدالتہائے مطالباتِ خفیفہ مفصلات عمل کرکے عرضی دعوے کو واپس دیا ہو [illegible] مین ایک عدالتِ مجازِ سماعت امر استحقاق مین پیش کیگئی ہو تو اسصورت مین کیا [illegible] فیصلہ مقدمہ کالی کرشنا ناگور بنام عزت النساء خاتون (۱) کے کوئی اپیل دوم ہوسکیگا ـ تاہم چونکہ وہ عدالت جس مین عرضی دعوے بالآخر پیش کیا گیا تہا ایک عدالت

(۱) دیکھو (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۷ ـ

سنہ ۱۹۰۱ء
دنانک گنگادھر بہاٹ
بنام
کرشنا راؤ سکہارام ادہیکاری

مجاز سماعت سوال استحقاق تھی اسلیئے اسکی قرار داد دربارہ تنقیح مالکیت کے مطابق فیصلہ مقدمہ راکہی جن بنام کومد موہن (۱) کے عذر امر فیصلشدہ کو پیدا کریگی۔

اسصورت مین نتیجہ یہہ ہوگا کہ استحقاق فریق دعویدار کا واسطے فیصل کرانے اپنے استحقاق کے برطبق اپیلدوم عدالتِ ہذا سے اس امر پر منحصر ہوگا کہ آیا عدالتِ مطالبات خفیفہ نے بہ تعمیل اپنے اختیار تمیزی کے زیر دفعہ ۲۳ - ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات عمل کیا تہا یا نہین - یہہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ واضعانِ قانون کا یہی منشاء ہوگا ۔ اب صرف ایک ہی صورت قابل غور موجود ہے اور وہ ایسی صورت ہی جہانکہ صورتِ حال کیطرح عرضیدعوے ایک ایسی عدالت مین رجوع کیا گیا ہو جسکو دونو اختیارات حاصل ہون یعنے معمولی اور مطالبات خفیفہ کے ۔ مقدمہ نرائن بنام بالاجی (۲) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایسی نالش قابل سماعت عدالتِ مطالبات خفیفہ کے ہے اسلیئے کوئی اپیل دوم نہین ہو سکتا۔ مگر چونکہ عدالت ایسی صورت مین ایک عدالت مطالبات خفیفہ نتہی اسلیئے وہ ایک عدالتِ مجاز سماعت اُس نالش کے تہی یا کم ازکم ہو سکتی تہی) جو صریح طور پر واسطے فیصل کرانے ایک استحقاق متعلق بہ جائیدادِ غیر منقولہ کے تھی ۔ چنانچہ قرار داد تنقیح مالکیت برا ہِ تابع اپیل دوم کے نہین ہو سکتی) انہی وجوہات پر ایک نالش مابعد کی مانع ہوگی جو واسطے فیصل کرانے استحقاق متعلق بہ مالکیت کے ہو جہانتک ایک اپیلدوم ہو سکتا ہے ۔ بالفاظ دیگر ایک فریق اس طرح پر اپنے اس استحقاق سے محروم ہو سکتا ہے کہ اپنے استحقاق واقعہ جائیداد غیر منقولہ کا فیصلہ ہائیکورٹ سے کرائے ۔ یہ بہی میری رائے مین ایک ایسا نتیجہ ہے جو واضعان قانون کے منشاء مین نہین ہو سکتا یہہ سچ ہے کہ یہہ سلسلۂ وجوہات اس رائے کی درستی پر مبنی ہے جو مقدمہ مرائے چرن مین ظاہر کیگئی تھی اور اسمین شبہ نہین کہ مسندات عدالت ہذا مثلاً بہولا بہائی بنام ادلیشنگ (۳) وغیرہ مسندات ہائیکورٹ مدراس اسکے خلاف ہین مگر مجھکو یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ فیصلۂ کلکتہ مجھکو زیادہ تر مطابق الفاظ دفعہ ۱۳ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے معلوم ہوتا ہے ۔

غرض حال کے واسطے اُن مشکلات کا ظاہر کرنا کافی ہے جو کہ متعلقات مقدمہ قسم حال مین پیدا ہوتی ہین ۔ مشکلات مذکورہ ہرگز پیش نہ آتین اگر عدالتہائے ملک [illegible] سے نمونہ نالشات بر جہ اختیار کر تیوقت اُن حدود کو ملحوظ رکہا ہوتا جنکے کہ تابع وہان نالش از قسم مذکور

(۱) سنہ ۱۸۹۸ء انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۵۷۱ (۲) سنہ ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۳۴۸ ۔
(۳) سنہ ۱۸۹۳ء " " بمبئی جلد ۹ صفحہ ۷۵ ۔

سنہ ۱۹۰۱
وامنگ دہر بہائی
بنام
کرشنا راو سکہ رام

قرار دیجاتی ہے۔ اُس ملک مین یہ امر مسلمہ ہے کہ جہان لگانہا کا مطالبہ کیا جا کر وہ بردئیے ایک مخالفانہ استحقاق کے اور بغیر کسی قیاس نیابت کے وصول کئے گئے ہون تو کوئی نالش واسطے دلا پانے رقوم لگان مذکور کے بطور ایک قرضہ یا بربنائے ہرجہ کے رجوع نہین کیجا سکتی الا جبکہ دعویدار اپنا استحقاق بردئیے کل سب کارروائیات کے ثابت کرے بشرطیکہ وہ اُن کارروائیات کے کرنیکا مجاز ہو۔ یہ قاعدہ سب سے پہلے ۱۸۳۱ع مین مقدمہ کننگھم بنام لارنٹس (۱) مین قایم کیا گیا تہا اور وہ اسوقت کے بعد کئی بار تسلیم کیا جاچکا ہے مثلاً مقدمہ کلیبرنس بنام مارشل (۲) اور مولی نیی بنام برسٹو (۳) اور ٹالبٹ بنام ارل آف شروسبری (۴) مین مینے منجملہ بہت سے مقدمات متعلق بہ این امر کے مقدمات مذکور کا حوالہ اسوجہہ سے دیا ہے کہ اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح پر اصول مذکور مختلف اوقات پر ملحوظ رہا گیا ہے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاعدہ ضابطہ درست مصلحت پر مبنی رکہا گیا ہے۔ اس سے ایک معقولیت بمقابلہ تعدد نالشات حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک شخص کو بے در بے تنازعات کے ذریعہ سے دق کئے جانے سے محفوظ کرتا ہی۔ اگر ایسا قاعدہ عدالت ہذا مین مروج ہو تو وہ ایک صاف اور ناطق حل اُن شکل امور کا ہوگا جنکا کہ مینے حوالہ دیا ہے مگر بصورت موجودہ فیصلجات کے وہ صرف بردئے ایک فیصلہ اجلاس کامل کے اختیار کیا جا سکتا ہے کسی آئندہ مقدمہ مین یہہ امر غور کئے جانیکے قابل ہوگا مگر صورت حال مین فریقین کو مزید تکلیف اور التوائے استصواب از اجلاس کامل مین ڈالنا کوئی مفید نتیجہ پیدا نکریگا۔ کیونکہ اگر ہم اپیل دوم کی سماعت کر بھی سکتے تاہم اُسکا نتیجہ بردئے موجودہ امور کے اغلباً عدالت ماتحت کی ڈگری کی بحالی مین ہوتا۔

موجودہ سندات کے لحاظ سے ابتدائی امر ایک درست امر ہے اسلئے ہمکو چاہئے کہ ہم اپیل کو بربنائے امر مذکور کے خارج کرین نکہ بربنائے واقعات کے۔ اپیلانٹ کو خرچہ ادا کرنا چاہئے

چندا ورکر صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

اپیل خارج کیا گیا۔

(۱) (۱۸۳۱ع) بیکنس اینڈ جنینٹ جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ دلیع ششم صفحہ ۲۶۰)

(۲) (۱۸۳۷ع) کرومپٹن ومیسن اینڈ روسکو رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

(۳) (۱۸۳۰ع) رایٹ دیو ولسن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۔

(۴) (۱۸۶۲ع) لا رپورٹ ریکوٹی جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۳۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

۲۹ - مارچ ۱۹۰۴ء

گمن لال موتیجی (مدیون ڈگری) سائل بنام ودشی موتیجی بہائی چندویک کس دیگر (خریدار نیلام) فریق مخالف*

مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف و دفعہ ۲۴۴ - جائداد جو خانگی طور پر قبل نیلام عدالت کے مدیون نے فروخت کردی ہو - درخواست منجانب مدیون واسطے منسوخی نیلام عدالت کے - درخواست کا نامنظور کیا جانا - درخواست ہائیکورٹ میں زیر دفعہ ۶۲۲ عملدرآمد -

باجرائے ایک ڈگری مصدرہ بخلاف مدیون کے اُسکی جائداد نیلام کیگئی تہی مگر قبل نیلام بعیغہ اجراء کے اُسنے ایک شخص کے پاس جائداد خانگی طور پر بیع کردی تہی اور زرثمن میں سے اُسنے ڈگریدار کا ایفا کردیا تہا جسکی حسب ضابطہ طور پر اس امر کی تصدیق کی تہی کہ ڈگری کا ایفا ہوگیا ہے اسکے بعد مدیون ڈگری نے ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ الف واسطے منسوخی نیلام کے کی جسکو صاحب جج نے اسوجہ پر نامنظور کیا تہا کہ تاریخ نیلام بعیغہ اجراء پر اسکو کوئی حق جائداد میں حاصل نہتا کیونکہ اُسنے اسکو خانگی بیع کے ذریعے منتقل کردیا تہا۔ اسلئے اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ وہ زیر دفعہ ۳۱۰ الف درخواست نکرسکتا تہا۔ اس حکم کی نارضی سے مدیون ڈگری نے ایک درخواست ہائیکورٹ میں زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کی تہی بحث یہ کیگئی تہی (۱) کہ حکم مذکور ایک حکم زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہا اور کہ ایک اپیل بنارضی حکم زیر دفعہ مذکور کے ہوسکتا تہا۔ اسلئے اسکو کوئی استحقاق درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ حاصل نہتا اور (۲) کہ چونکہ اُسنے اپنی جائداد کو بذریعے خانگی بیع کے منتقل کردیا تہا اسلئے دفعہ ۳۱۰ الف متعلق نہوتی تہی -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۲۴۴ متعلق نہوتی تہی کیونکہ خریدار نیلام کی بنسبت بلاشبہ طور پر یہہ متصور نکیا جاسکتا تہا کہ وہ ڈگریدار کا قائمقام ہے اور اگرچہ وہ مدیون ڈگری کا قائمقام بھی متصور کیا جائے تاہم دفعہ مذکور ایک سوال مابین فریق نالش اور اُسکے قائمقام سے متعلق ہوسکتی تہی - اسلئے دفعہ ۲۴۴ حکم زیر بحث حال سے متعلق نہوتی تہی اسلئے وہ قابل اپیل نہتا کیونکہ ایک حکم زیر دفعہ ۳۱۰ الف صرف اس حد تک قابل اپیل ہے جہانتک کہ وہ دفعہ ۲۴۴ (ج) کی ذیل میں آتا ہے - چونکہ کوئی اپیل ہوسکتا تہا اسلئے مدیون ڈگری زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعۂ مذکور درخواست کرسکتا تہا

(۲) باوجود عمل میں آنے خانگی بیع کے مدیون ڈگری زیر دفعہ ۳۱۰ الف منسوخی نیلام کی درخواست کرسکتا تہا -

درخواست زیر اختیارات غیر معمولی (دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بنارضی حکم راؤ صاحب اتمارام جے کاجی سبارڈینیٹ جج امریتہ بکارروائی اجراء -

---

* درخواست نمبر ۰۰ سنہ ۱۹۰۲ زیر اختیارات غیر معمولی -

سائل مدیون ڈگری نے سبارڈینیٹ جج امرتیہ کے پاس ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے منسوخی نیلام اُس جائداد غیر منقولہ کے کی تھی جو باجراء ڈگری صادرہ بخلاف مدیون مذکور کے نیلام کیگئی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ جسدن نیلام عدالت عمل میں آیا تھا اُسیدن سائل نے جائداد کو خانگی طور پر بیع کردیا تھا اور اُسکے زرثمن میں سے اُسنے ڈگریدار کو زر حسب الاداء بروئے ڈگری ادا کردیا تھا اور ڈگریدار نے حسب ضابطہ طور پر ایفائے ڈگری کا اقبال کیا تھا۔

مگر باینہمہ نیلام بصیغہ اجراء عمل میں آیا تھا اور فریق مخالف نے جائداد خرید کرلی تھی۔

سائل (مدیون ڈگری) نے اب ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) واسطے منسوخی نیلام کے کی تھی۔

فریق مخالف (خریداران نیلام) نے درخواست مذکور کی مخالفت بدین عذر کی تھی کہ سائل زیر دفعہ مذکور درخواست کرنیکا مستحق نتھا کیونکہ بروقت نیلام بصیغہ اجراء کے جائداد سائل کی ملکیت نہ تھی کیونکہ اُسنے اسکو پہلے سے بیع کردیا تھا

سبارڈینیٹ جج نے درخواست کو اس وجہ پر خارج کیا تھا کہ بروقت عمل میں آنے نیلام بصیغہ اجراء سائل کو کوئی استحقاق جائداد میں حاصل نتھا اور کہ دفعہ ۳۱۰ الف کا منشاء مدیون ڈگری کو فائدہ پہونچانا ہے نہ کہ اُس شخص کو فائدہ پہونچانیکا جسنے کہ جائداد مدیون سے خرید کرلی تھی۔

سائل نے ایک قاعدہ نائی سائی ہائیکورٹ سے زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) حاصل کیا تھا جسکے بموجب فریق مخالف (خریداران نیلام اجراء) بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کئے گئے تھے کہ کیوں حکم مذکورہ بالا سبارڈینیٹ جج منسوخ نکیا جانا چاہیئے۔

فریق مخالف نے یہ عذر کیا تھا (۱) کہ یہ سوال ایک سوال زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تھا اور چونکہ ایک اپیل ہوسکتا تھا اسلیئے سائلان زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ مذکور درخواست کرنیکے مستحق نتھے (۲) کہ سائلان کو کوئی منصب اعتراض زیر دفعہ ۳۱۰ الف حاصل نتھا۔

گو کلماتیکے بارکہ منجانب فریق مخالف باظہار وجہ:۔ ہم اس درخواست کی نسبت ایک ابتدائی عذر کرتے ہیں۔ یہ ایک درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے۔ ہم یہہ استدعا کرتے ہیں کہ چونکہ ایک اپیل بنارہنی اُس حکم کے ہوسکتا ہے جسکو کہ سائل منسوخ کرانا چاہتا ہے اسلیئے وہ زیر دفعہ ۶۲۲ درخواست نہیں کرسکتا۔

عدالت ماتحت کا حکم زیر دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا تھا۔ بنا برین ایسے حکم کے ایک اپیل کی اجازت دیگئی ہے اسلئے درخواست حال زیر دفعہ ۶۲۲ مسموع نہیں ہو سکتی۔ درخواست واسطے منسوخ کرانے نیلام عدالتمین ایک سوال مابین فریقین اُس نالش کے پیدا ہوتا ہے جس مین ڈگری صادر ہوئی ہو یا مابین لنکے قائم مقامان کے اجراء ڈگری کے متعلق۔ اسلئے عدالت ماتحت کا حکم تابع دفعہ ۲۴۴ (ج) کے ہی ہم مقدمات پانڈورنگ بنام کرشنا بائی (۱) و بہوستو کار سنیال بنام کاشی داس سنیال (۲) پر انحصار کرتے ہین۔

مزید برآن بر بنائے واقعات کے چونکہ مدیون ڈگری نے اپنا حق تعلق واقعہ جائیداد فروخت کر دیا تھا اسلئے وہ ایک فریق مقدار حسب منشاء دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہے اور اسکو کوئی منصب اعتراض زیر دفعہ مذکور نیلام کے منسوخ کرانیکا حاصل نہین ہے۔ وہ مقدمہ جسپر صاحب جج نے انحصار کیا ہے ہماری رائے کی تائید مین ہے۔

للو بہائی لے شاہ منجانب سائل بتائید قاعدہ مذکور۔ عدالت ماتحت کا حکم الفاظ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ مذکور کی ذیل مین نہین آتا اسلئے وہ قابل اپیل نہین ہے۔ مقدمہ پانڈورنگ بنام کرشنا بائی (۳) مین ایک سوال مابین خریدار نیلام اور ڈگریدار کے تہا صورت حال مین ڈگریدار ایک فریق کارروائیات نہین ہے اور نہ خریدار نیلام کسی معنون مین ایک قائمقام ڈگریدار کا ہے۔ مزید برآن سوال متعلق منسوخی نیلام اجراء ڈگری سے متعلق نہین ہے۔ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ بہوستو کار سنیال بنام کاشی داس سنیال (۴) امر متنازعہ حال سے متعلق نہین ہے اور وہ اس مسئلہ کی کوئی سند نہین ہے کہ حکم زیر بحث تابع الفاظ دفعہ ۲۴۴ (ج) کے ہے۔

بر بنائے واقعات کے صاحب جج کا حکم صریح طور پر غلط ہے۔ مدیون ڈگری کو صریح طور پر منصب حاصل ہے کہ زیر دفعہ ۳۱۰ الف درخواست کرے خواہ اُسنے ایک خانگی بیع اپنی جائیداد کے متعلق دوران کارروائیہائے اجراء مین کی ہے۔ خانگی بیع اُسوقت تک مؤثر نہو گی جبتک کہ نیلام منسوخ نکیا جائے۔ ملاحظہ ہو دفعات ۲۷۶ و ۳۱۰ الف۔ وہ فیصلہ جسپر صاحب جج نے انحصار کیا ہے یہہ ظاہر نہین کرتا کہ مدیون ڈگری کو کوئی منصب اعتراض بلحاظ واقعات مقدمہ ہذا کے حاصل نہین ہے امر فیصل کردہ مقدمہ

(۱) (۱۸۹۹ع) تجاویز مطبوعہ صفحہ ۱۰۶ - (۲) (۱۸۹۲ع) انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳ -

(۳) (۱۸۹۹ع) ؍؍ ؍؍ صفحہ ۱۰۵ - (۴) (۱۸۹۲ع) ؍؍ ؍؍ جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶ -

۱۹۰۱
مگن لال
بنام
دوشی ہولجی

راجچند بنام رکہابائی (۱) صریح طور پر ہمارے عذر کی تائید مین ہے۔

جنکنس صاحب قائم مقام چیف جسٹس :- باجرائے ایک ڈگری کے جائیداد غیر منقولہ نیلام کیگئی ہے اور مدیون ڈگری سنے ایک درخواست زیر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعۂ ضابطۂ دیوانی منسوخی نیلام کے واسطے کی ہے درخواست مذکور کو سبارڈینیٹ جج درجۂ دوم احمدآباد نے نامنظور کیا ہے اور مدیون ڈگری نے ہمسے زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی دست اندازی کرنے کی استدعا کی ہے۔

قبل اُسکی درخواست کے مدیون ڈگری نے اپنا استحقاق واقعہ جائداد مذکور ایک شخص ثالث کے پاس فروخت کر دیا تہا اور اسکے زرثمن سے ڈگریدار کا دعوے کا ایفا کیا گیا تہا جسکی اُسنے تصدیق کی ہے ان واقعات کی موجودگی مین خریدار نیلام بصیغہ اجراء نے یہ عذر کیا ہے کہ کوئی درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ نہین ہوسکتی کیونکہ ایک اپیل زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی ہوسکتا ہے اور مزید برآن یہ کہ مدیون ڈگری کو کوئی منصب اعتراض زیر دفعہ ۳۱۰ الف حاصل نہین ہے۔

سوال یہہ ہے کہ آیا دفعہ ۲۴۴ (ج) متعلق ہوتی ہے ؟ یہ امر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے روبرو یہان ایک سوال "متعلق بہ اجراء یا ایفاء یا ادائے زر ڈگری یا التوائے اجراء" موجود ہے۔ مگر صرف اسیقدر کافی نہین ہے وہ ایک سوال مابین فریقین اس نالش کے ہونا چاہئے جس مین ڈگری صادر ہوئی ہو یا مابین انکے قائم مقامان کے" مگر صریح طور پر کوئی سوال صورت حال مین مابین فریقین نالش کے پیدا نہین ہوا چنانچہ ہمکو الفاظ "یا انکے قائم مقامان" کے اثر کے متعلق فیصلہ کرنا ہے۔

فریق مخالف نے بتائید اپنے عذر کے فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ پرستو کماری بنام کالیداس سنیال (۲) پر انحصار کیا ہے اسمین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ اس فیصلہ کے رو سے دفعہ مذکور مین سے الفاظ "جو مابین فریقین نالش . . . . یا انکے قائم مقامان کے پیدا ہو" خارج کئے گئے ہین۔ چنانچہ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اسقدر مین درحقیقت کیا فیصل کیا گیا تہا۔

حکام عالیمقام نے پسندیدگی کے ساتھہ یہ بیان کیا تہا کہ فیصلجات مذکور کا نتیجہ یہہ تہا کہ "جب ایک سوال دربارہ اجراء یا ایفاء یا ادائیگی زر ڈگری کے مابین فریقین اُس نالش کے پیدا ہوا ہو جس مین کہ ڈگری صادر ہوئی ہو تو یہہ امر واقعہ کہ خریدار جو کوئی فریق نالش نہین ہے نتیجہ مین حق رکہتا ہے کبہی اطلاق دفعہ مذکور کا مانع قرار نہین دیا گیا"۔ اسلئے یہہ امر صریح ہے کہ حکام عالیمقام نے یہ قرار

(۱) (۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۰۔

(۲) (۱۸۹۱ع) ۔ ۔ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۰۳ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶۔

سنہ ۱۹

نگمن لال
بنام
روتنی مولجی

نہین دیاتہا کہ خریدار نیلام ایک فریق یا قایم مقام ہے انہون نے صرف یہ قرار دیا تہا کہ اسکا تحقاق وقعہ نتیجۂ نالش اس امر کا مانع نہین ہی کہ سوال مذکور مابین فریقین نالش کے سمجہا جائے یہ امر زیادہ تر صریح بلحاظ ان مقدمات کے ہوجاتا ہے جنکا کہ حوالہ حکام عالیمقام نے دیا ہے۔ شلاً مقدمہ کربالی بنام بیان (۱) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ :-

اور دفعہ ۲۴۴ (ج) مین صریح طور پر امتناع کیا گیا ہے کہ کوئی جداگانہ نالش اُن سوالات کے متعلق رجوع کیجائے جو مابین فریقین اُس نالش کے پیدا ہون جسمین ڈگری صادر ہوئی ہو۔ یا مابین انکے قایم مقامان کے اور جنکا تعلق اجرائے ڈگری کے ساتہہ ہو یہہ سوال کہ آیا وہ جایداد جسکا کہ ذکر ڈگری مین کیا گیا ہے اجراء کے واسطے ہتیا تہی ایک ایسا ہی سوال ہے اور وہ مابین ڈگریداران اور مدعی حال کے پیدا ہوا تہا جو ڈگری مذکور مین بحیثیت قایم مقام مدیون ڈگری کے ایک فریق بنایا گیا تہا۔

ایسا ہی مقدمہ سکہارام بنام دمودر (۲) مین جہان خریدار نیلام ایک حقدار فریق تہا یہ بیان کیا گیا تہا کہ :-

سبارڈینیٹ جج نے مدیون ڈگری کو جداگانہ نالش کی ہدایت کرنے مین بہی غلطی کی ہی کیونکہ وہ دادرسی جسکی استدعا کی تہی بہرحال بخلاف ڈگریدار کے صرف بذریعہ ایک درخواست از قسم متذکرۂ دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے حاصل کیجاسکتی تہی۔

صورتحال مین سوال صرف مابین مدیون ڈگری اور خریدار حقوق مدیون واقعہ ارضی کے پیدا ہوا ہے آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ خریدار نیلام ایک فریق کا قائمقام ہے؟ وہ بلاشبہ طور پر ڈگریدار کا قائمقام نہین ہے، اسلیئے وہ صرف مدیون ڈگری کا قایم مقام ہونیکا دعوے کرسکتا ہے مجہے اس امر مین شبہ ہے کہ آیا وہ اس قسم کا قائمقام ہونیکا دعوے کرسکتا ہی مگر حجت کے واسطے یہ تسلیم کرکے کہ وہ ایسا کرسکتا ہے اس سے اسکی امداد نہین ہوسکتی۔ کیونکہ ہماری رائے مین دفعہ مذکور ایک سوال مابین فریق نالش اور قائمقام فریق مذکور سے متعلق نہین ہے۔ اسلیئے ہمارے پاس ضروری بناء اطلاق دفعہ ۲۴۴ کی موجود نہین ہے پس ہم یہ قرار دیتے ہین کہ کوئی اپیل نہین ہوسکتا کیونکہ حکم زیر دفعہ ۳۱۰ الف صرف اُس حد تک قابل اپیل ہی جہانتک کہ وہ دفعہ ۲۴۴ (ج) کی ذیل مین آتا ہے۔

لیکن اگر کوئی اپیل نہین ہوسکتا تو دفعہ ۶۲۲ متعلق ہوگی چنانچہ ہمکو ازان بعد یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا باوجود عمل مین آنے خانگی بیع کے مدیون ڈگری کو منصب اعتراض حاصل ہی۔ اجراء زیر باب مین صرف مدیون ڈگری کی جایداد فروخت [illegible] کیجاسکتی ہے۔ چنانچہ میری رائے مین سائل اُس شخص کی حیثیت رکہتا ہی۔

---

(۱) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ ۸ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۵۵۔ (۲) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۶۸۔

"جبکہ جائداد غیر منقولہ زیر باب ہذا نیلام کیگئی ہو" باوجودیکہ اُسکی خانگی بیع کی ہو۔ مزید برآن یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ "جب ایک قرقی کیگئی ہو۔۔۔۔ تو کوئی خانگی انتقال جائداد مقروقہ اُن جملہ دعاوی کے مقابلہ مین کالعدم ہوگا جو زیر قرقی مذکور مؤثر کئے جانیکے قابل ہون"

ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ ہم دست اندازی کر سکتے ہین اور ہمکو قاعدہ ہذا مع خرچہ ہر دو عدالتہائے بذمہ فریق مخالف ناطق قرار دینا چاہئے قاعدہ ناطق قرار دیا گیا۔

استصواب فوجداری

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

یکم اپریل ۱۹۰۱ء

ملک معظم قیصر ہند بنام چیف افسر ایس ایس شتاری ٭

اختیار سماعت۔ بحر اعظم۔ جرم کا ارتکاب بحر اعظم مین کیا جانا۔ ضابطہ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) سٹیٹیوٹ ۳۷ و ۳۸ وکٹوریہ باب ۲۷ دفعہ ۳۔

ایک مجسٹریٹ پریزیڈنسی کو اختیار حاصل ہے کہ زیر مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) اُس شخص پر الزام لگا کر تجویز ثبوت جرم کرے اور اُسکو سزا کا حکم دے جسنے کہ ایک جرم کا ارتکاب ایک جہاز برطانیہ مین دوران سفر بحر اعظم مین کیا ہو۔ قانون متعلق بلحاظ ضابطہ اور سزا کے قانون ہندوستان ہے۔

استصواب منجانب خان بہادر پی ایچ دستور صاحب مجسٹریٹ سوم پریزیڈنسی بمبئی۔ استصواب بالفاظ ذیل تھا:۔

"مین نہایت ادب سے اس سوال قانونی کا استصواب بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ کرتا ہون جو مقدمہ متدائرہ عدالت ہذا مین پیدا ہوا ہے۔

"آیا پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی کو اختیار حاصل ہے کہ ایک شخص پر اُس جرم کی تجویز زیر مجموعہ تعزیرات ہند کرے۔ جسکا کہ ارتکاب ایک برٹش جہاز مین دوران سفر بحر اعظم مین اُسنے کیا ہو؟"

واقعات مقدمہ ہذا مختصراً حسب ذیل ہین:۔

"چیف افسر ایس ایس شتاری جہاز مملوکہ بمبئی اینڈ پرشین سٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹیڈ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُسنے بحیثیت ایک ملازم کے زیر دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند) اس طرح پر خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا ہے کہ

٭ استصواب فوجداری نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
چیف افسر ایس ایس
مشتاری

اُسنے ایک حاجی سے دورانِ سفر مین مابین بندر عباس اور بوشایر کے کرایہ وصول کیا ہی جہاز مذکور ایک برٹش جہاز ثابت کیا گیا ہے اور بموجب مجتمع اثر ایکٹہا ئے ۱۲، و ۱۳، وکٹوریہ باب ۹۶ و ۲۳ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۸۸ کے ہر مجسٹریٹ برٹش انڈیا کو اختیار حاصل ہی کہ چیف افسر پر اُس جرم کی تجویز کرے جسکا کا ارتکاب بحرِ اعظم مین کیا گیا ہو بشرطِ صرف یہہ ہے کہ شخص ملزم اُسی سزا کا مستوجب ہوگا جو قانون انگلستان کے رو سے مہیا کیگئی ہے ۔

یہ میری مشکل صورت حال مین یہہ ہے کہ آیا مجھکو ایک تجویز [illegible] جرم زیر دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند بخلاف چیف افسر کے قلمبند کرنی چاہیئے اور سزا ان بیں آیا حکم [illegible] مقرر کرنا [illegible] قانون انگلستان [illegible] متعلقہ صادر کرنا چاہیئے یا کہ آیا مجھکو ایک صریح فردِ قرارداد جرم زیر قانون [illegible] چاہیئے جو کہ قانون مذکور کے رو سے مقرر کیگئی ہے ۔

دفعہ اسٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۶ کا محتاط طور پر مطالعہ کرنیسے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عدالتہائے مقامی کو اختیار سماعت حاصل ہی اور اختیار مذکور صرف اس امر کی نسبت تحقیقات کرنیکے واسطے ہے کہ آیا کسی جرم کا ارتکاب بحرِ اعظم مین کیا گیا ہے بلکہ اس امر کے فیصل کرنیکا بھی کہ وہ ایسے جرائم ہین کہ گویا انکا ارتکاب عدالتہائے مذکور کے حدود اختیارات کے اندر کیا گیا ہے اگر یہ درست ہو تو کل ضابطہ جو اختیار کیا جانا چاہیئے ضابطہ ہندوستان ہوگا نہ کہ ضابطہ انگلستان اور چونکہ فرد قرارداد کا مرتب کرنا صرف ایک امر ضابطہ ہے اسلئے فرد قرارداد صورت حال مین ایسی ہونی چاہیئے جسمین جرم کا ذکر اسطرح کیا جائے جیسے کہ وہ دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند مین مذکور ہی یہہ سچ ہے کہ شرط مندرجہ دفعہ ۲ کے رو سے مختلف سزا مقرر کیگئی ہے مگر یہ امر بعد تجویز ثبوت جرم کے ہی اسلئے مین یہہ نہین سمجھتا کہ کسطرح پر دفعہ ۲ دفعہ ۱ پر حاوی ہوکر اُس صریح حکم کو ترمیم کر سکتی ہے جو دفعہ مذکور مین واسطے تجویز ایسے جرائم کے مقرر کیا گیا ہے ۔ اسمین شبہ نہین کہ امر مذکور کا فیصلہ مقدمہ ملکہ بنام ٹامسن[1] مین کیا گیا ہے جہان یہ قرار دیا گیا تہا کہ فرد قرارداد جو مرتب کیجانی ہو بروے قانون انگلستان کے مرتب کیجانی چاہیئے ۔ مگر وہ وجوہات جو مقدمہ مذکور مین بیان کیگئی ہین مجھے نامطابق دفعہ ۱ کے معلوم ہوتی ہین اسلئے مجھکو اُس رائے کے اختیار کرنیمین کسیقدر تامل ہی جو مقدمہ مذکور مین ظاہر کیگئی ہے ۔ مقدمہ سرکار بنام ایلیسٹن[2] مین اس امر کے متعلق صریح طور پر کارروائی نہین ہین کیگئی گو یہہ سچ ہے کہ اُسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ضابطہ قانون انگلستان ہونا چاہیئے نہ کہ قانون ہندوستان مگر مقدمہ سرکار بنام

(۱) (۱۸۶۳ء) بنگال لا رپورٹ جلد اول صفحہ اول فوجداری (۲) (۱۸۸۳ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۹۰ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
چیف افسر اس ایس پرشیا

کستیارا (۱) مین جرم کا ارتکاب بحر اعظم مین نکیا گیا تہا بلکہ برٹش انڈیا کے سواحل سے تین میل کے فاصلہ پر کیا گیا تہا اسلئے یہ سوال دربارہ نوعیت فرد قرارداد کے جو مرتب کیجانی تھی پیدا نہوا تہا۔ مگر مین نہایت ادب سے حکام ہائیکورٹ کی توجہ آرائے ظاہر کردہ ویسٹ صاحب جسٹس بمقدمہ مذکور کی طرف راغب کرتا ہوں جو جزوی طور پر اُس رائے کی تائید مین معلوم ہوتی ہین جو کہ مینے قبل ازین استصوابنامہ مین ظاہر کی ہے "

استصواب مذکور کی سماعت ڈویژن بنچ (کینڈی صاحب فلٹن صاحب جسٹسان) سے کی گئی۔

سکاٹ (ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل) بمعیت مسٹر کرافورڈ اینڈ کمپنی بجانب مستغیث (بمبئی اینڈ پرشین سٹیم نیویگیشن کمپنی) نے سٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۶ دفعہ ۱ و ۲ و ۲۴ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۱۰ دفعہ ۱ و ۴ و ۵۵ و ۵ وکٹوریہ باب ۶ و ۳۷ و ۳۸ وکٹوریہ باب ۲۷ دفعہ ۳ اور مرچنٹ شپنگ ایکٹ ۱۸۹۴ء دفعہ ۶۸۶ و سرکار بنام ایلسمٹن (۲) و سرکار بنام کستیارا (۳) کا حوالہ دیا تہا۔

ملزم کیطرف سے کوئی حاضر نہ تہا۔

فلٹن صاحب جسٹس:- اس سوال کا جواب جو سوم مجسٹریٹ پریزیڈنسی نے کیا ہے دفعہ ۲ سٹیٹوٹ ۳۷ و ۳۸ وکٹوریہ باب ۲۷ مین درج ہے۔

اُسکا اختیار دربارہ تجویز جرم کے بروئے دفعہ ۱ سٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۶ کے عطا کیا گیا ہے جو منسوخ نہین ہوا ہے بروئے دفعہ ۱ سٹیٹوٹ ۲۳ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۸۸ اور نیز بروئے دفعہ ۶۸۶ مرچنٹ شپنگ ایکٹ کے متعلق قرار دیا گیا ہے۔

سوال ضابطہ و سزا کا فیصلہ اول الذکر دفعہ سٹیٹوٹ ۳۷ و ۳۸ وکٹوریہ باب ۲۷ کے رو سے کیا گیا ہے دفعہ ۲ سٹیٹوٹ ۱۲ و ۱۳ وکٹوریہ باب ۹۶ بروئے دفعہ ۵ و ۵۵ وکٹوریہ باب ۶ کے منسوخ کیگئی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی کو اختیار اُس شخص پر تجویز ثبوت جرم زیر مجموعہ تعزیرات ہند کرنیکا حاصل ہے جسنے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہو درصورتیکہ جرم مذکور کا ارتکاب ایک برٹش جہاز مین دوران سفر بحر اعظم مین کیا گیا ہو فرد قرارداد بجوالہ مجموعہ تعزیرات ہند کے مرتب کیجانی چاہئے اور بصورت تجویز ثبوت جرم کے سزا زیر مجموعہ مذکور دیجانی چاہئے۔

جواب مطابق اسکے دیا گیا۔

---

(۱) (۱۸۷۳ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۶۳ (۲) (۱۸۶۸ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۸۹۔

(۳) (۱۸۷۱ء) " " " جلد ۸ صفحہ ۶۳۔

اجلاس کامل صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و کروصاحب جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

۱۵- اپریل ۱۹۰۱ء

ملک چند ترن چند دیک کس ومگر داتبدار ڈگریداران) سایلان بنام بچار ناتہہ وغیرہ اتبداً مدیونان) فریق مخالف

ایکٹ میعاد (۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ (۴) اجرا۔ ادائیگی بہتا۔ کسی جدید میعاد کا عطا ہونا۔

ایک درخواست واسطے اجرار ڈگری کے ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء کو کیجا کر منظور کیگئی تہی۔ مگر بہتا اسکے بعد یعنی ۸۔ نومبر ۱۸۹۶ء تک ناظر کو ادا کیا گیا تہا اس ادائیگی کے متعلق کوئی تحریری درخواست نکیگئی تہی اور نہ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی زبانی درخواست بروقت ادائیگی کے کیگئی تہی ماسوائے اسکے جو کہ امر واقعہ ادائیگی سے مفہوم ہو سکتی ہے۔

تجویز ہوئی کہ ایسی ادائیگی بہتا ایک جدید میعاد محسوب کئے جانیکی تاریخ مہیا نکرتی تہی جس سو کہ میعاد مقرر کردہ بر بروئے مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد (۵ ۱۸۷۷ء) گذرنی شروع ہوتی۔

محض امر واقعہ ادائیگی بہتا سے ایک ایسی درخواست جیسی کہ بروئے مد مذکور کے مقرر کیگئی ہے مفہوم نہیں ہو سکتی۔ زیادہ سے زیادہ وہ صرف ایک درخواست واسطے وصولی روپیہ کے ہو سکتی تہی اور ادائیگی مذکور ایک ضروری شرط حکم اجرا کی تکمیل سے زیادہ نہو سکتی تہی ایک زبانی درخواست اجرا ضروری احکام مد ۱۷۹ کی تعمیل کے واسطے کافی ہے۔

استصواب منجانب راؤ صاحب مونہرائے دولت رائے سب آرڈینیٹ جج بورسد ضلع احمد آباد زیر دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)

وہ امر جو بروئے استصواب کے اٹہایا گیا تہا یہہ تہا کہ آیا کارروائیات اجرا میں محض ادائیگی بہتا ایک درخواست اجرا کی حد تک حسب منشا مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد (۵ ۱۸۷۷ء) پہونچتا تہا تاکہ اُس تت سے ایک جدید میعاد مقرر کردہ بروئے مد مذکور محسوب کیجا سکے۔

سائلان نے ایک ڈگری کے اجرا کی درخواست ماہ نومبر ۱۸۹۸ء میں کی تہی۔ ایک پہلی درخواست اجرا ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء کو کیجا کر منظور کیگئی تہی مگر بہتا درخواست مذکور کے متعلق ۸ نومبر ۱۸۹۶ء تک ادا کیگیا تہا۔ سوال جو ہائیکورٹ میں ارسال کیا گیا تہا یہہ تہا کہ آیا عرصہ میعاد مقرر کردہ بروئے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء تاریخ مؤخر الذکر سے گذرنا شروع ہوا تہا۔ اگر ایسا ہی تو درخواست حال بیرون میعاد تہی۔

* استصواب دیوانی نمبر ۲۷ سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ ملک چند بنام بچا رناتھ

استصواب منجانب سبارڈنیٹ جج کے بالفاظ ذیل تھا:۔

ڈگریداران نے اپنے باپ کی ڈگری کے اجرا کی درخواست بروئے استحقاق پسماندگی کے بخلاف مدعا علیہم بدین بیان کی ہے کہ انکی درخواست اسوجہ سے بین المیعاد ہے کہ پہلی کارروائیات مین بتاریخ ۔ نومبر ۱۸۹۶ء کو ادا کیا گیا تھا۔ (دستاویز نمبر ۵) پس صرف ایک ہی سوال فیصلہ طلب جو پیدا ہوتا ہے یہہ ہے کہ آیا ادائیگی بتا ایک کارروائی مجدد اجرا بزمرہ ۷ ضمن ۴ ایکٹ میعاد ہے یا نہین۔ اسمین شبہ نہین کہ ایسی ادائیگی گذشتہ زمانہ مین بروئے فیصلہ مندرجہ صفحہ ۲۱۲ تجاویز مطبوعہ ۱۸۸۳ء کے بطور ایسی کارروائی کے متصور کیجا سکتی تھی۔ مگر اس فیصلہ کی سند کے متعلق مقدمہ تریمبک بنام کاشی ناتھ (۱) یاد ہر تجاویز مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰۰ امین اشتباہ ظاہر کیا گیا ہے اور چونکہ امر مذکور کا اسمقدمہ مین صریح طور پر فیصلہ نہین کیا گیا اسلئے استصواب ہذا کیا گیا ہے بحث یہ کیگئی ہے کہ قانوناً اس غرض کے واسطے کسی تحریری درخواست کا کیجانا ضروری نہین ہے اور اس امر کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ کیون ایک زبانی درخواست بروقت ہر ایک ایسی ادائیگی کے مفہوم نکیجانی چاہئے۔ بالخصوص جبکہ یہ یاد رکھا گیا ہے کہ تحریری درخواست اسصورت مین ضروری ہے جبکہ عام میعاد سے تجاوز کیا گیا ہو۔

مگر یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ ایسی ادائیگی بعد پیش کئے جانے درخواست کے بطور ایک عام امر ضابطہ کے کیجاتی ہے۔ اور علاوہ اسکے وہ بروئے سرکلر نمبر ۱۱۱ کے (ملاحظہ ہو ہائیکورٹ کی کتاب سول سرکلر ہائے صفحہ ۴۴) بطور ایک ایسی فعل کے متصور ہوتی ہے جسکی نوعیت نیابتی ہو نہ کہ کوئی اور اسلئے یہ امر صریح ہے کہ حجت مذکور سختی سے عامل نہین ہوتی۔ ان واقعات کی موجودگی مین پہلے طریق عمل کی درستی بلحوظ جملہ الفاظ فقرہ زیر استصواب کے جیسا کہ فیصلہ ۱۸۹۶ء مذکورۂ بالا مین ظاہر کیا گیا ہے اہم سوال کے کئے جانیکے قابل معلوم ہوتی ہے اور ساتھ اس عاجزانہ اظہار رائے متعلق یہ امر مذکور کے مین نہائت اعزاز کے ساتھ مقدمہ ہذا کو احکام معززہ ہائیکورٹ کے واسطے ارسال کرتا ہون۔

مقدمہ کی سماعت جنکنس صاحب چیف جسٹس و چند اورکر صاحب جسٹس نے کی تھی جنہون نے اسکا استصواب اجلاس کامل سے فیصلہ ذیل مین کیا تھا:۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:۔ وہ سوال جسکا استصواب ہمسے کیا گیا ہے یہہ ہے کہ آیا ادائیگی مورخہ نومبر ۱۸۹۶ء ایک درخواست اجرا پیش کردہ بعرصہ تین سال از تاریخ مذکور کو عارضہ تمادی محفوظ کرتی ہے۔

مقدمہ جوہا بنام کاماجی (۱) مین وہ سوال جسکا استصواب ہائیکورٹ سے کیا گیا تھا یہہ تھا کہ آیا درخواست اجرا ڈگری زر نقد جو تاریخ ادائیگی بابت حصہ زر نیلام سے تین سال کے اندر کیگئی ہو بہ...

(۱) ۱۸۷۳ء تجاویز مطبوعہ صفحہ ۳۱۱۔

اسطرحپر مقدمہ کا استصواب کیٔ جانے پر اُسکی سماعت اجلاس کامل نے کی تھی جس مین جسٹس صاحب چیف جسٹس کینڈی صاحب مسٹر جسٹس فلٹن صاحب مسٹر جسٹس ورکر صاحب وچیندا ورکر صاحب مسٹر جسٹس ان اجلاس فرما تھے۔

منو بہائی نانا بہائی بجانب سائلان (ڈگریداران):۔ سوال یہہ ہے کہ آیا ہماری درخواست حال جو ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع کو کیگئی تھی بین المیعاد ہے پہلی درخواست ۴ نومبر سنہ ۱۸۹۶ع کو کیگئی تھی اور بہتا ۸ نومبر سنہ ۱۸۹۶ع کو ادا کیا گیا تہا ۔ ہماری موجودہ درخواست بین المیعاد ہے اگر عرصۂ میعاد اُس تاریخ سے شمار کیا جاے جبکہ بہتا ادا کیا گیا تہا ۔ مد ۹ ، ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ملاحظہ طلب ہم یہ عذر کرتے ہین کہ ادائیگی بہتا ۸ نومبر کو بذاتہ ایک درخواست اجراء اور کارروائی ممدِّ اجراء تھی ۔ کوئی ایسا حکم قانون موجود نہین ہے جسکے روسے یہہ ضروری ہو کہ ایسی درخواست تحریری طور پر کیجانی چاہئے ۔ اسلئے ہم مجاز تھے کہ درخواست کو کسی ایسے طریق پر کرین جسطرح کہ ہم پسند کرین ۔ ادائیگی بہتا کو عدالت نے منظور کیا تہا اور اسپر حکمنامہ جاری ہوا تہا اسلئے اس سے ضروری طور پر ایک درخواست مفہوم ہونی چاہئے ۔ واقعاتِ مذکور بذاتہ ایک ایسی درخواست بناتے ہین جسپر کہ عدالت نے عمل کیا تہا ۔ ادائیگی بہتا کا امر واقعہ اُس درخواست اجراء کے متعلق سمجہا جانا چاہئے جسکے کہ واسطے ادائیگی مذکور کیگئی تھی بہتا صرف ادائیگی زر نقد نہین ہے بلکہ وہ ایک ادائیگی واسطے جاری کرانے حکمنامہ کے ہے ۔ اگر ہمنے صرف افسر عدالت کی میز پر روپیہ رکہہ دیا ہوتا اور موںہہ سے کچہہ نہ کہا ہوتا تو افسرِ عدالت کو وہ غرض معلوم نہوتی جسکے کہ واسطے وہ روپیہ دیا گیا تہا ۔ مگر جب ہمنے روپیہ دیکر یہ بیان کیا تہا کہ وہ بہتا ہے تو فوراً یہ سمجہا گیا تہا کہ وہ ایک حکمنامہ کے جاری کرانے کے واسطے داخل کیا گیا ہے ۔ ادائیگی بہتا سے ایک درخواست مفہوم ہوتی تہی ۔ قرار یہہ دیا جاچکا ہے کہ ادائیگی بہتا ایک کارروائی ممدِّ اجراء ہے ملاحظہ ہو بہوما بنام کاماجی (۱) اگر ادائیگی بہتا ایک کارروائی ممدّ اجراء ہے تو امر واقعہ ادائیگی بذاتہ ایک درخواست بلا واسطہ اس امر واقعہ کے ہے کہ حکمنامہ جاری کیا گیا تہا ۔ سبارڈنیٹ جج نے غلطی سے یہہ خیال کیا تہا کہ فیصلۂ مقدمہ بہوما بنام کاماجی (۲) سے مقدمہ ترمبک بنام کانشی ناتہہ (۳) مین اختلاف کیا گیا تہا مقدمہ دوارکاناتہہ بنام انندراؤ (۴) ہمارے عذر کی تائید مین ہے ۔

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۳۱۱

(۲) " " " صفحہ ۳۱۱ ۔

(۳) (سنہ ۱۸۹۸ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۲ ۔

(۴) (سنہ ۱۸۹۶ع) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۹ ۔

ملکچند بنام جارناتھ

مارکنڈاین مہتا بجانب فریق مخالف (خریداران نیلام) اُسنے سندات ذیل کا حوالہ دیا :- توری محمد بنام محمد مسعود بخش (۱)، راجکمار بیسر می بنام راج لکھی دیبی (۲)، ادیشر چندر دتا بنام سند نرائن دیو (۳)، انند موہن رائے بنام ہر سندری (۴)، رگھونندن مصر بنام کالیدت مصر (۵)، کیشولال نچار بنام پیتمبر داس (۶)، درگاجی بنام اننت راؤ (۷)، بھگوان بنام وہوندی (۸)-

جنکنس چیف جسٹس :- یہ سوال کہ آیا ادائگی بہتا زیر دفعہ ۱۰۹ (۴) ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد شنشلہء عامل ہوتا ہے ایک ایسا سوال ہے جسکے متعلق مختلف آرائے ظاہر کیگئی ہین - اور بلحاظ اس اختلاف کے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ایکٹ مین قطع نظر سندات کے کیا بیان کیا گیا ہے :-

مد مذکور کے اُسقدر جزو کے رو سے جسقدر کہ مقدمہ ہذا پر عاوی ہے یہ ضروری ہے (۱) کہ ایک درخواست مطابق قانون کے مناسب عدالت مین کیجائے اور (۲) کہ درخواست مذکور کی غرض یہہ ہو کہ عدالت کوئی کارروائی متعلقہ اجراء کرے - صورتحال مین ایک درخواست اجراء کیجاکر منظور کیگئی تھی - مگر ادائگی بہتا تک حکمنامہ مطابق نام عملدرآمد کے جاری ہو سکتا تہا چنانچہ ادائگی مذکور درحقیقت ایک شرطِ ما تقدم اجراء حکمنامہ کی ہے بہتا ناظر کو ۹ نومبر ۱۸۹۵ء کو ادا کیا گیا تہا اور اُسی ادائگی سے وہ سوال پیدا ہوا ہے جو صورتحال مین زیر بحث ہے - مسلمہ طور پر کوئی تحریری درخواست اس ادائگی کے متعلق نکیگئی تھی - مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ ایک زبانی درخواست سے ضروری احکام مد مذکور کی تعمیل ہو جاتی ہے -

مگر کوئی سراغ کسی زبانی درخواست کا نہین ملتا سوائے اسکے جو کہ امر واقعہ ادائگی سے مفہوم ہو سکتا ہے مگر محض ادائگی بحق ناظر سے مین ایسی درخواست کی موجودگی کا قیاس نہین کر سکتا جیسی کہ مد مذکور کے رو سے مقرر کیگئی ہے زیادہ سے زیادہ وہ صرف ایسی درخواست کی حد تک پہونچ سکتی ہے جو دربارہ وصولی زر کے ہو اور ادائگی مذکور اس شرط کی تعمیل سے زیادہ وقعت نہین رکھہ سکتی جو واسطے حکم اجراء کے ضروری ہے اسمین شبہ نہین کہ درخواست واسطے حکم اجراء کے مد ۱۷۹ کی ذیل مین آتی ہے مگر یہہ قرار دیا کہ ادائگی بہتا اغراضِ میعاد کے واسطے ایسا ہی اثر رکہتا ہے گویا درنگ کو معاف کرنا ہے -

---

(۱) (۱۸۸۳ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۳۰ - (۲) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۴ -
(۳) (۱۸۸۹ء) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۷۴۷ - (۴) (۱۸۹۵ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۶ -
(۵) (۱۸۹۵ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۶۹۰ - (۶) (۱۸۹۴ء) " " بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۱ -
(۷) (۱۸۹۵ء) " " بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۹ (۸) (۱۸۹۶ء) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۸۳ -

اسلیے مین سوال مستصوبہ کا جواب بدین بیان دیتا ہون کہ اوسکی بابت صورت حال مین ایک جدید تاریخ آغاز میعاد نہ بنائی تھی جس سے کہ عرصہ میعاد گذرنا شروع ہوا ہو۔

کینڈی صاحب و فلٹن صاحب دکر د صاحب و چنداورکر صاحب و بٹان نے اتفاق کیا تھا۔

جواب مطابق اسکے دیا گیا۔

اجلاس کامل

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ایل جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

۱۵-اپریل ۱۹۱۰ء

دھنجی بہائی بومنجی (ابتدا مدعاعلیہ) سائل بنام ہری بائی (ابتدا مدعیہ) رسپانڈنٹ

زن و شوہر پارسیان - نالش واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے - میعاد - ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۲۳ ضمیمہ دوم مد ۳۵ - ایکٹ ازدواج و طلاق پارسیان (۱۵ ۱۸۶۵ء)۔

ایک نالش زیر ایکٹ ازدواج و طلاق پارسیان (۱۵ ۱۸۶۵ء) منجانب زوجہ کے واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے بوجہ انقضائے میعاد کے زائد المیعاد ہے جبکہ اعادہ کا مطالبہ اسنے کیا ہو اور اسکے بالغ مدعاعلیہ شوہر نے انکار کیا ہو اور اس سے زائد از عرصۂ دو سال بعد نالش شروع کیگئی ہو۔

استصواب از اجلاس کامل منجانب ڈویژن بنچ (جنکنس صاحب چیف جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس) کے۔

مدعیہ ہری بائی نے اپنے شوہر مدعاعلیہ پر ایک نالش واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے کی تھی۔ اُسنے یہہ بیان کیا تھا کہ ماہ اگست ۱۹۰۳ء مین مدعاعلیہ نے اسپر حملہ کرکے اُسکو اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔

۲۹-جون ۱۹۰۵ء کو مدعیہ نے بوساطت اپنے اٹرنیان کے مدعاعلیہ کو نوٹس دیا تھا جس میں اُس سے مطالبہ حقوق زناشوئی کیا گیا تھا۔ ۱۱-جولائی ۱۹۰۵ء کو مدعاعلیہ نے اُسکا جواب دیا تھا جس مین اُسکی استدعا نامنظور کیگئی تھی۔

* اپیل نمبر ۹۷ سنہ ۱۹۰۹ء

بنام ہری بائی

سنہ
بمبئی بھائی
بنام
ہرجی بائی

۲۳- ستمبر ۱۸۹۹ء کو مدعیہ نے نالش حال واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے رجوع کی تھی -
۳- اگست کو مقدمہ ہذا کی سماعت فلٹن صاحب جسٹس اور پارسی ڈیلیگیٹون نے کی تھی اُس شہادت سے جو دوران مقدمہ میں دیگئی تھی یہ معلوم ہوا تھا کہ اس سے پہلے (سنہ ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء مین) مدعیہ نے اعادۂ حقوق زناشوئی کا مطالبہ کیا تھا جس سے مدعا علیہ نے انکار کیا تھا اسپر سوال میعاد اٹھایا گیا تھا مدعا علیہ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ نالش پہلے مطالبہ اور انکار کی تاریخ سے دو سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئے تھی - اور کہ مابعد کے مطالبہ اور انکار سے ایک جدید بنائے دعوے حاصل نہوتا تھا - عذر مذکور نامنظور کیا جا کر مقدمہ کی سماعت جاری رکھی گئی تھی -

ڈیلیگیٹون کی رائے پر جو مدعیہ کے حق مین تھی صاحب جج نے ایک ڈگری منشرع عطائے اعادۂ حقوق زناشوئی صادر کی تھی -

مدعا علیہ نے اپیل کیا تھا - اپیل مذکور بغرض سماعت جنکنس صاحب چیف جسٹس و چند اور کر صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تھا جنہون نے سوال ذیل کا استصواب اجلاس کامل سے کیا تھا :-

"آیا بلحوظ دفعہ ۲۳ - ایکٹ میعاد ہند (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) و مد ۳۵ ضمیمۂ دوم ایکٹ مذکور کے ایک نالش زیر ایکٹ ازدواج وطلاق پارسیان (۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء) کے منجانب زوجہ بغرض اعادۂ حقوق زناشوئی اُسصورت مین زائد المیعاد ہے جبکہ اعادۂ حقوق مذکور کا مطالبہ زوجہ نے کیا ہو اور اُس سے اُسکے بالغ اور عاقل شوہر نے انکار کیا ہو اور اُسوقت سے زائد از عرصۂ دو سال بعد نالش کیگئی ہو"

دفعہ ۲۳ - ایکٹ میعاد ہند (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) بالفاظ ذیل ہے :-

۲۳- درصورت تسلسل خلاف ورزی معاہدہ اور درصورت تسلسل کسی امر ناجائز کے جو معاہدہ سے علاقہ نرکھتا ہو - جس مدت مین کہ تسلسل اُس خلاف ورزی یا امر ناجائز کا جیسے کہ صورت ہو قایم رہے ہر لحظہ پر جدید میعاد سماعت شروع ہوگی -

مد ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مین یہ حکم ہے کہ واسطے نالش اعادۂ حقوق زناشوئی کے عرصۂ میعاد دو سال ہوگا جو اُسوقت سے گذرنا شروع ہوگا جبکہ اعادہ اُن حقوق کا چاہا جائے اور اُس سے شوہر یا زوجہ بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل انکار کرے "

اُس سوال پر جسکا کہ استصواب ڈویژن کورٹ نے کیا تھا اجلاس کامل مین بحث کیگئی تھی جس مین جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب و کرو صاحب چند اور کر صاحب جسٹسان اجلاس فرما تھے -

گنگا بائی بنام ہری بائی

الو بریری دی رمعیت سکاٹ ایڈووکیٹ جنرل ولانڈلیس) بجانب اپیلانٹ۔

ہم یہ عذر کرتے ہین کہ بروئے ایکٹ میعاد (۱۵ ت ۱۸۷۷ء) کے مطالبہ اور انکار ایک کامل بنائے دعوے پیدا کرتے ہین اور اسکے متعلق صرف ایک نالش رجوع کیجا سکتی ہے اور نالش مذکور زیر مد ۳۵۔ ایکٹ میعاد دو سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئے۔ بنائے دعوے بر طبق انکار کے پیدا ہوتا ہے۔ انکار ایک انکار ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے۔ یہہ منشا نہین ہوتا کہ جدید مطالبہ اور جدید انکار سے پھر ایک بنائے دعوے عین اُسی امر کے متعلق پیدا ہوگا۔ ایسا کہنا گویا احکام میعاد کو کالعدم بنانا ہے۔ اسلئے یہ امر صحیح ہے کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد متعلق نہین ہوسکتی۔

نالش زیر دفعہ ۳۶۔ ایکٹ انعقاد ازدواج و طلاق پارسیان (۱۵ ت ۱۸۶۵ء) کے رجوع کیگئی ہے و نیز مذکور کے الفاظ مثل بالفاظ ایکٹ طلاق ہند (۴ ت ۱۸۶۹ء) دفعہ ۳۴ کے ہین۔ بروئے دفعہ ۱۔ ایکٹ میعاد (۱۵ ت ۱۸۷۷ء) کے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ ایکٹ مذکور کا حصہ دوم (جس مین دفعہ ۲۳ درج ہے) ان نالشات سے متعلق نہوگا جو زیر ایکٹ طلاق ہند (۴ ت ۱۸۶۹ء) رجوع کیگئی ہون۔

مقدمہ ہیم چند بنام سوار (۱) زیر ایکٹ میعاد ۱۴ ت ۱۸۵۹ء فیصل کیا گیا تھا جس مین کوئی خاص حکم ایسی نالشات کے واسطے موجود نہ تھا مقدمہ بائی سری بنام سنکلا ہر چند (۲) مین مقدمہ مذکور کی پیروی کیگئی تھی گو اُسوقت ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء نافذ تھا فیصلہ مذکور غلط ہے۔ سب سے جدید مقدمہ متعلق بہ این امر مقدمہ فقیر گودا بنام گنگی (۳) ہے اور اُسکے روسے پہلے فیصلجات کی نسبت اشتباہ ظاہر کیا گیا ہے۔ نیز اُنہون نے مقدمہ اردشیر بنام ادابائی (۴) و کتاب براؤن صاحب دربارہ طلاق صفحہ ۲۱۴ کا حوالہ دیا تھا۔

رابرٹسن منجانب رسپانڈنٹ۔

ہم یہ عذر کرتے ہین کہ دفعہ ۲۳۔ ایکٹ میعاد (۱۵ ت ۱۸۷۷ء) متعلق ہوتی ہے۔ وہ مقدمات جنکا کہ پہلے سے حوالہ دیا گیا ہے ہمارے حق مین ہین شوہر اور زوجہ کو مسلسل حق اس امر کا حاصل ہے کہ ایک دوسرے کی صحبت مین رہین۔ استحقاق مذکور اُسوقت تک جاری رہتا ہے جبتک کہ رشتہ زن و شوہر جاری رہے مطالبہ اور انکار سے عرصہ دو سال گذر جانے کی وجہہ سے رشتہ مذکور ٹوٹ نہین جاتا اور نہ استحقاق مذکور زائل ہوتا ہے۔ استحقاق مذکور باقی رہتا ہے اور وہ بذریعہ نالش کے موثر کئے جانیکے قابل ہوتا ہے جب کبھی کہ مطالبہ کئے جانے پر انکار کیا جائے

(۱) (۱۸۶۳ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۵ انوٹ۔ (۲) (۱۸۹۲ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۴۔

(۳) (۱۸۹۸ء) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۶ (۴) (۱۸۶۷ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۰۹۔

دنجی بہائی
بنام
ہیرابائی

مقدمۂ ہندا بنام کونسلیا (۱) ہمارے عذر کی تائید مین ہے نیز انہون نے کتاب میکسویل صاحب دربارہ قوانین صفحات ۲۱۱ و ۲۴۶ و ۲۷۷ کا حوالہ دیا تہا۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس: وہ سوال جسکا کہ استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے یہہ ہے کہ آیا بلحاظ دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد ہند ۱۸۷۷ء اور مد ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور کے ایک نالش زیر ایکٹ طلاق پارسیان (۱۵ ایکٹ ۱۸۶۵ء) منجانب زوجہ واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے زائد المیعاد ہے جبکہ زوجہ نے اعادہ کا مطالبہ کیا ہو اور شوہر نے بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل اُس سے انکار کیا ہو اور نالش زائد از عرصۂ دو سال بعد انکار مذکور کے رجوع کیگئی ہو۔

قرار یہہ دیا گیا ہے کہ نہ تو اہل ہنود اور نہ پارسیان کیصورت مین نالش زائد المیعاد ہے اور رائے یہہ ظاہر کیگئی ہے کہ قانون اہل اسلام کیصورت مین بھی یہی ہوگا۔ ساتہہ ہی خود ایکٹ مذکور کے روسے جملہ ازدواجہای عیسائی مذہب مستثنے کئے گئے ہین (ملاحظہ ہو دفعہ ۱) اگر فیصلجات مذکور درست ہین تو یہہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ مد ۳۵ ایکٹ میعاد کی غرض کیا ہے۔

سب سے جدید فیصلہ برنبائے مد مذکور فیصلۂ مقدمۂ ہندا بنام کونسلیا (۲) ہے اسمین یہ قرار دیا گیا تہا کہ مد ۳۵ اُس نالش پر حاوی نہین ہے جو ایک ہندو شوہر نے اعادۂ حقوق زناشوئی کے واسطے رجوع کی ہو۔ اصول فیصلہ مقدمۂ مذکور مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مد ۳۵ صرف اُن نالشات سے متعلق ہوسکتی ہے جہانکہ مطالبہ اور انکار کا کیا جانا ضروری ہو اور چونکہ یہ ایک ضروری شرط نالش منجانب ہندو شوہر یا زوجہ مین نہین ہے اسلئے مد مذکور ایسی نالش سے کوئی علاقہ نہین رکہتی یہہ بھی قرار دیا گیا تہا کہ مد ۱۲۰ جبکہ وہ دفعہ ۲۳ کے ساتہہ ملاکر پڑہی جاے عرصۂ میعاد کو مہیا کرتی ہے بالفاظ دیگر یہہ کہ ایسی نالش کبہی زائد المیعاد نہین ہوتی۔ اس فیصلہ کا حوالہ پسندیدگی کے ساتہہ مقدمۂ بائی سری بنام سنکلاہر چند (۳) مین دیا گیا ہے۔

مگر میری رائے مین اس سلسلۂ وجوہات کی بنا ایک غلطی پر مبنی ہے۔ وہ اس قیاس پر مبنی ہے کہ خانۂ سوم مد ۳۵ مین وہ شرط درج کیگئی ہے صرف جسپر کہ ایک خاص نالش رجوع کیجا سکتی ہے۔ مگر یہ درست نہین ہے۔ اسمین صرف اُس واقعہ کا ذکر ہے جس سے کہ عرصۂ میعاد گذرنا شروع ہوتا ہے اور اسمین کسیطرح پر یہ حکم نہین دیا گیا اور نہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اُس واقعہ کا وقوع مین آنا ایک شرط ضروری تکمیل نالش کیواسطے ہے

(۱) (۱۸۹۱ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۹۔

(۲) (۱۸۹۱ء) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۳۔

(۳) (۱۸۹۲ء) " " بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۷۱۴۔

مقدمہ بائی سری بنام سنکلاہر چند (۱) کا فیصلہ جارڈین صاحب جسٹس اور شیلنگ صاحب جسٹس نے کیا تہا مگر علاوہ عام اتفاق ڈگری کے ساتہہ ظاہر کرنیکے فیصلہ صرف وہی ہے جو جارڈین صاحب جسٹس نے صادر کیا ہے۔ فاضل جج مذکور نے گو مقدمہ ہذا کا حوالہ بتائید اپنی رائے کے دیا ہے۔ دراصل اپنے فیصلہ کو فیصلہ مقدمہ ہیم چند بنام شیو درج رپورٹ شدہ بہ نوٹ مقدمہ مذکور پر منحصر رکہا ہے جسکو کہ اُنہنے ایکٹ میعاد ۱۸۷۱ع سے متعلق سمجہا ہے۔ درصورتیکہ کوئی الفاظ مدات ۳۵ و ۳۴ مین ایسے موجود نہین جنسے مدات مذکور طلاق وغیرہ ۳۴ سے مستثنے کیگئی ہون۔ مگر فیصلہ مقدمہ ہیم چند بنام شیو زیر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع فیصل کیا گیا تہا جس مین کوئی ایسی مد موجود نہتی جس مین کہ خصوصیت کے ساتہہ نالشات اعادۂ حقوق زناشوئی کی نسبت کارروائی کیگئی ہو جو ایک ایسا امر واقعہ ہے جو طلاق فیصلۂ مذکور کی وقعت کا تخمینہ لگانے مین نہایت اہم ہے مگر ایک اور ایسا امر موجود ہے جسپر کہ فیصلۂ مقدمہ ہیم چند بنام شیو بلا واسطہ طور پر متعلق ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ زوجہ کی طرف سے اعادہ حقوق زناشوئی سے انکار کیا جانا ایک مسلسل فعل بیجا بنا تا ہے جس سے پے درپے مسلسل بنائے دعوے برطبق مطالبہ و انکار کے پیدا ہوتے ہین۔ مگر یہہ رائے کہ مطالبہ و انکار پے درپے مسلسل بنائے دعوے پیدا ہوتے رہتے ہین اُس رائے کے خلاف ہی جو کہ مقدمہ ہذا کی بنا ہے۔ چنانچہ جارڈین صاحب جسٹس کا برتاؤ متعلق بہ مسندات ناطق متصور نہین کیا جاسکتا میری رائے مین مد ۳۵ بذاتہ کوئی امتناع بصورت عدم موجودگی مطالبہ اور انکار کے پیدا نہین کرتی۔ لیکن اگر مطالبہ اور انکار گو وہ اغراض نالش کے واسطے غیر ضروری ہین ہوئے جائین تو میعاد گذرنی شروع ہوجاتی ہی اور حیثیت فریقین اغراض میعاد کے واسطے مستقل ہوجاتی ہے۔

میری رائے مین الفاظ مد ۳۵ کے روسے بذاتہ خاص چارہ جوئی اعادۂ حقوق زناشوئی پر امتناع میعاد عاید کیا گیا ہے جبکہ مطالبہ اور انکار کیا گیا ہو گو وہ ایک ضروری حصہ بنائے دعوے کا نہو۔ مگر اسکے ایک ناطق ملاسم ہونیکے برخلاف یہہ کہا گیا ہے کہ ایسے نتیجہ مین دفعہ ۲۳ ایکٹ مذکور کی نظر انداز کیگئی ہے۔ حجت یہہ کیگئی ہے کہ شوہر کا طریق عمل ایک مسلسل بنائے دعوے ہے خواہ وہ خلاف ورزی معاہدہ متصور کیا جائے یا ایک نقصان رسانی بلا واسطہ معاہدہ کے حجت کے واسطے مین فرض کرتا ہون کہ یہہ درست ہے۔ تاہم یہہ معلوم کرنا پڑتا ہے کہ اس سے کس حد تک اُس امتناع مین خلل واقع ہوتا ہے جو بروئے مد ۳۵ کے عاید کیا گیا ہے۔

(۱) دیکہو سنہ ۱۸۹۲ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۴۷۔

دھنجی جی
بنام
ہمتا بائی

اوّلاً یہ امر ملحوظ رکھا جانا چاہیئے کہ دفعہ ۲۳ کے الفاظ وسیع ہیں مدہ ۳۵ بخلاف ازین ایک خاص مد ہے اور اسمین ایک خاص قسم کی چارہ جوئی کے متعلق تابع خاص شرائط کے حکم ہے۔ اگر مخالفت موجود ہو تو خاص حکم مذکور ناطق ہونا چاہیئے مگر مین کوئی مخالفت اس امر مین نہین دیکھتا کہ ایک خاص چارہ جوئی کی نالش کے واسطے ایک امتناع مہیا کیا جائے گو بنا بر دعوے مسلسل ہو۔ خود ایکٹ مذکور مین درست تمثیلات اُسکی بیان کیگئی ہین۔ چنانچہ نالش واسطے انسداد بگاڑنے یا تلف کرنے کے اُسوقت سے دو سال کے بعد زائد المیعاد ہو جاتی ہے جبکہ بگاڑنا یا تلف کرنا شروع ہو (مد ۳۹) نیز نالش واسطے ناجائز طور پر روک رکھنے خاص مال منقولہ کے زیر مد ۴۹ زائد المیعاد ہو جاتی ہے۔ اور امر زیر بحث حال کے قریب یہ امر ہے کہ ایک نالش واسطے واپانے عورت کے اُسوقت سے دو سال بعد زائد المیعاد ہو جاتی ہے جبکہ قبضہ کا مطالبہ کیا گیا ہو اور اُس سے انکار کیا گیا ہو (مد ۳۴) گو اُسکا روک رکھنا مجھکو ایسا ہی ایک مسلسل فعل بیجا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ خود زوجہ کیطرف سے اُن حقوق کا اعادہ نہ کرنا جو شوہر کی ملکیت بطور نتیجہ حالتِ ازدواج کے ہون۔

ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ الفاظِ دفعہ مذکور کی تعمیل اس امر کے قرار دینے مین ہوگی کہ کوئی نالش رجوع ہو سکیگی اِلّا دو سال کے اندر کسی مطالبہ اور انکار کی تاریخ سے مگر مجھکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹ میعاد منشکل سے ایسے حکم کے واسطے محل وقوع ہے۔ پس نتیجہ یہہ ہے کہ مین سوال مستفسرہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

کینڈی صاحب جٹس:- چونکہ مین فیصلہ مقدمہ فقیر گودا بنام گنگی(۱) مین فریق تھا جس مین اشتباہ اور مشکل مشمولہ سوال زیر بحث حال شامل تھے۔ اسلئے مین مختصر طور پر اُن وجوہات کا اظہار کرتا ہون جنکی وجہہ سے مجھکو اس نتیجہ کے اختیار کرنیکی تحریک ہوئی تھی کہ وہ اثبات کا جواب جو فاضل چیف جسٹس صاحب نے تجویز کیا تھا سب سے کم غیر مطمئن حل مشکل مذکور کا ہے۔

فیصلۂ اجلاس کامل پنجاب بہ ۱۸۶۹ء کا اثر یہہ تھا کہ بلا واسطہ دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے یا ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے عملی طور پر کوئی میعادِ نالشاتِ اعادۂ حقوق زناشوئی یا قبضۂ زوجہ از فریقِ ثالث کے واسطے موجود نہین ہے کیونکہ قانوناً پے در پے مطالبات کی اجازت دیگئی ہے

(۱) دستاویز ۱۸۹۷ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۷۔

اور اگر ایک نالش اسوجہہ سے زائد المیعاد ہو کہ وہ مطالبہ اور انکار سے زائد از عرصہ دو سال بعد کیگئی ہے تو کوئی امر مانع اس بات کا موجود نہین ہے کہ مدعی جدید مطالبہ کرے اور انکار کئے جانے پر جدید نالش کرے۔ جبکہ مقدمہ ڈویژن کورٹ لارنس مین تھا تو ایلسی صاحب جسٹس کی رائے اسکے خلاف تھی۔ ز ان بعد اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ صرف ایک ہی مناسب تعبیر جو مدات ۱۸ و ۲۲ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کی بموجب مطابق مدات ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے ہین) یہہ تھی کہ واضعان قانون نے یہہ خیال کیا تھا کہ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کے انکار رہائش باشوہر خود کو دو سال کے عرصہ تک پیروی کی نگاہ سے دیکھا ہو تو وہ اس امر پر مجبور کیجانی چاہیئے کہ اپنے شوہر کی حفاظت مین خلاف اپنی مرضی کے آجائے اور ممکن طور پر یہہ مشکل ہوگا کہ ایسے اناکمنٹ کی مصلحت کی تائید مین وجوہات بیان کی جائین جبتک کہ کوئی ایسی تشریح مدات ۱۸ و ۲۲ کی تسلیم نہ کیجائے انکی موجودگی ایکٹ مذکور مین جملہ عملی اغراض کے واسطے غیر مؤثر ہوگی۔ جو ایک ایسا نتیجہ ہے جو ہرگز واضعان قانون کے منشا مین نہین ہو سکتا اجلاس کامل مین اُسنے رائے مذکور پر اصرار کیا تھا اور اُسنے یہہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ مدات مذکور جملہ عملی اغراض کے واسطے غیر مؤثر ہین۔

ز ان بعد فیصلہ مقدمہ ہیم چند بنام شیو (۱) ہے۔ اُس مقدمہ مین شوہر نے سنہ ۱۸۸۳ع مین اپنی زوجہ پر اور اُس شخص پر جو اُسکو پاس رکہتا تھا اعادہ حقوق زناشوئی اور زوجہ کے بازوکی نالش کی تھی۔ عدالت اول نے یہہ قرار دیا تھا کہ اُسکا شوہر کئی سال تک مفقود الخبر رہا ہے مگر وہ سنہ ۱۸۷۲ع مین گھر واپس آیا تھا۔ اور اُسنے میعاد مقرر کردہ چھہ سال زیر دفعہ (۲۶) ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کے اندر اُس کوشش کی تاریخ سے نالش کی تھی جو کہ اُسنے اپنی زوجہ کا قبضہ حاصل کرنیکے واسطے کی تھی۔ بظاہر صرف ایک ہی ایسی کوشش کیگئی تھی۔

برطبق اپیل کے اسسٹنٹ جج نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ رائے جو سابارڈینیٹ جج نے اختیار کی تھی ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۱ع پر مبنی تھی مگر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع مین کوئی حکم دربارہ اس وقت کے موجود نہ تھا جس سے کہ بنائے دعوے شروع ہونا چاہیئے تھا۔ اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ بنائے دعوے اُسوقت پیدا ہوا تھا جبکہ زوجہ نے رسم "نترا" مدعا علیہ نمبر ۲ کے ساتھہ ادا کی تھی جسکے ساتھہ وہ رہتی تھی۔ اور چونکہ مدعی نے اپنی نالش اُس تاریخ سے چھہ سال کے اندر رجوع نہ کی تھی اسلئے امتناع میعاد پیدا ہوا تھا۔

---

(۱) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۱۲۴ ملاحظہ ہو انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵ نوٹ۔

رنچی بیا
بنام
ہری بائی

مگر برطبق رول دوم سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و کیمپ صاحب جسٹس نے ربا ستعمال اُن الفاظ کے جو کہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء و ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین پائے جاتے ہین نہ کہ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین) یہہ قرار دیا تہا کہ مدعی کی زوجہ کیطرف سے اعادۂ حقوق زناشوئی سے انکار کیا جانا اور شوہر کو اسکے استعمال کی اجازت نہ دینا اور مدعا علیہ نمبر ۲ کا منجیہ کو روک رکھنا جسکے کہ ساتھہ وہ رہتی تہی مسلسل نقص ہیجا ہے تہے جن سے مسلسل بناہائے دعوی برطبق مطالبہ اور انکار کے پیدا ہوتے ہو۔ اسلئے مدعی کی نالش خواہ بخلاف اسکی زوجہ کے ہو یا مدعا علیہ نمبر ۲ کے زائد المیعاد نہ تہی۔

جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے صرف ایک ہی مطالبہ و انکار مقدمۂ مذکور مین سنہ ۱۸۷۰ء مین کیا گیا تہا نالش سنہ ۱۸۷۳ء مین رجوع کیگئی تھی۔ مگر اُس عبارت سے جسکا استعمال فاضل ججان نے کیا ہے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ انکی رائے مین بنائے دعوی کے لئے ایسی نالش مین پیدا ہونیکے واسطے مطالبہ و انکار کیا جانا ضروری ہے اور پے درپے مطالبات و انکار ہوسکتے ہین جس سے ہر ایک مطالبہ و انکار سے جدید بنائے دعوی پیدا ہوتا ہے بعرصہ میعاد بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے آخری مطالبہ اور انکار کی تاریخ سے دو سال ہے۔

اس حیثیت کے متعلق محمود صاحب جسٹس نے سنہ ۱۸۸۱ء مین مقدمۂ ہیرا بنام کو[illegible] اعتراض کیا ہے اُنہنے یہ قرار دیا تہا کہ مطالبہ اور انکار ایک شرط مقدم ایک ہندو شوہر کیطرف سے ایسی نالش کے چلائے جانیکے واسطے نہین ہین اور کہ دفعہ بموجب مدات ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے لیئے نہین بنائے گئے۔ ہر دو مدات مذکور کا اثر صرف یہہ ہے کہ عام طور پر یہہ ظاہر کیا جائے کہ واضعان قانون کا یہ منشار ہے کہ دو سال کی میعاد ایسی نالشات کے واسطے اُس وقت سے شمار کیجائے جسکا کہ ذکر خانہ سوم مین کیا گیا ہے جہانتک ایسی تشریح متعلق ہو مگر دیگر صورتون مین معاملہ تابع اُن عام قواعد کے ہوگا جنکے رو سے میعاد مقرر کیگئی ہے جو اُس وقت سے محسوب کیجانی چاہیئے جبکہ استحقاق ارجاع نالش پیدا ہوا تہا بحوالہ دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد کے محمود صاحب جسٹس نے فیصلجات بہباپ او مبئی سے اتفاق کیا تہا مگر اُنہنے یہہ تفصیل کرنے مین تامل کیا تہا کہ وہ کس حد تک فیصلجات مذکور کے تسلیم کرنے کو تیار ہے جہانتک کہ اُن مین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ پے درپے مطالبات اور انکار یا تو ضروری ہین یا بطور بنائے پے درپے نالشات کے اعادہ حقوق زناشوئی کے واسطے قرار دیئے جاسکتے ہین جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ کوئی میعاد بجز کسی عذر مانع ایسی نالشات کا نہوگا کیونکہ وہ کسی مطالبہ اور انکار کی تاریخ سے دو سال کے اندر

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۲۶۔

رجوع کیگئی تہین۔ مگر اُنسنے یہہ رائے ظاہر کی ہی کہ بہت سا شبہہ اور مشکل اسوجہہ سے پیدا ہوئے ہین کہ صریح طور پر وہ تمیز معلوم نہین کیگئی جو مابین اُس مطالبہ کے جو بروئے اہم قانون کے ایک ضروری وسیلہ بنائے دعوے کا بنتا ہے اور اسطرح پر ایک شرط ما تقدم استحقاق بروئے نالش کے موثر کرانیکا ہے اور اُن مطالبات کے موجود ہے جو کہ قانوناً ضروری قرار نہین دیئے گئے۔ علی نتیجہ محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ کا یہہ قرار دینا تہا کہ مدات ۳۴ و ۳۵ اسطرح پر پڑہی جانی چاہئین کہ وہ نالشات بجانب ہندو شوہران سے متعلق نہین ہین اسلیئے دراصل وہ بیسود ہین اور اُنسے عام مد ۱۲۰ متعلق کیجانی چاہیئے اور اُسکو دفعہ ۲۳ کے ساتھہ ملا کر پڑہنے سے یہہ قرار دینا چاہیئے کہ میعاد نالش کو ممنوع السماعت نہین بناتی خواہ وہ بخلاف زوجہ کے ہو یا دوسرے شخص کے جسکے کہ پاس وہ رہتی ہو گو مطالبہ اور انکار حقوق زناشوئی معمولی طور پر پانچ سال قبل ارجاع نالش کے کیا گیا ہو۔ اُنسے اسبات کو غیر ضروری سمجھا تہا کہ مدعی کو نالش کی ڈگری کے تسلیم کرنیکا حکم دیا جانا چاہیئے بخلاف انہی فریقہائے کے اور اُسی دادرسی کیواسطے یا یہہ فیصل کیا جانا چاہیئے کہ آیا ایسی نالش دوم چلسکتی ہے۔

دوسرا مقدمہ بائی سری بنام سنکلاہر چند (۱) ہے جسمین مدعی نے اپنی زوجہ پر ایک نالش واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے کی تہی۔ زوجہ نے اپنے شوہر کا گہر ۱۸۸۰ع مین چہوڑ دیا تہا۔ اسکے قریباً چہہ ماہ بعد شوہر اپنے خسر کے گہر اپنی زوجہ کو لینے کے واسطے گیا تہا مگر اُسنے اُسکے گہر جانیسے انکار کیا تہا ۱۸۸۸ع مین نالش رجوع کیگئی تھی۔ ایک یوم قبل ارجاع نالش کے شوہر نے یہہ کوشش کی تہی کہ جبراً اپنی عورت کو گہر لے آئے۔ مگر پولیس نے دست اندازی کی تہی اور وہ اپنے باپ کے گہر کو چلیگئی تہی۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ آخری مطالبہ اور انکار ارجاع نالش سے ایک یوم پہلے کیئے گئے تہے اسلیئے نالش زائد المیعاد نہتی۔

جارڈین صاحب جسٹس نے اس رائے کو تسلیم کیا تہا اُنکی یہہ رائے تھی کہ فیصلہ مقدمہ ہیم چند بنام سشیو (محولۂ بالا) جو تمام غور متعلق بہ اُن حقوق پر مبنی ہے جو بروئے معاہدہ ازدواج کے پیدا ہوتے ہین نہ کہ عبارت ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع پر تابع ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ع کے ہے۔ کیونکہ مدات ۳۴ و ۳۵ ضمیمۂ دوم مین کوئی ایسے الفاظ موجود نہین ہین جنکے معنے وہ اطلاق دفعہ ۲۳ سے مستثنیٰ کیگئی ہون

(۱) (۱۸۹۲ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۷۱۴۔

دشنبھی بائی بنام ہری بائی

اُسنے یہہ ارشاد کیا تہا کہ نہ میری اس رائے کی تائید اُن وجوہات سے ہوتی ہے جو مقدمہ بنداباتم کونسلیا مین تعبیر ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء کے متعلق بیان کیگئی ہین بلکہ فیصلۂ مقدمہ بنداباتم کونسلیا یہہ تہا کہ مدات ۳۴ و ۳۵ غیر متعلق اور بے سود ہین۔

بالآخر مقدمۂ فقیر گودا بنام گنگی (۱) کا فیصلہ سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس نے اور مینے سنہ ۱۸۹۸ء مین کیا تہا وہ مسئلہ ایک نالش واسطے اعادۂ حقوق زناشوئی کے تہی جس سے ہمنے مد ۳۵ کو غیر متعلق قرار دیا تہا۔ مگر ہمنے یہہ قرار دیا تہا کہ وہ مطالبہ اور انکار جنکا کہ ذکر مدعا علیہ کیطرف سے کیا گیا تہا غرض میعاد کے واسطے نظر انداز کئے جانے چاہئین کیونکہ زوجہ اُسوقت بالغ نہتی۔ یہ فرض کرکے کہ ایکٹ میعاد مین اس امر کی ضرورت تسلیم کیگئی ہے کہ شوہر کو اپنی زوجہ سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ اُسکے گہر مین آجائے قبل اسکے کہ وہ ایک نالش اسکو جبراً گہر لانے کے واسطے کرسکے۔ ایسی شہادت موجود تہی جسکو بظاہر صاحب جج نے غیر معتبر نہ سمجہا تہا متعلق اس امر کے کہ ایک سال قبل ارجاع نالش کے مطالبہ اور انکار کیا گیا تہا۔ اسطرح پر ایک نیا ئید عوے موجود تہا مگر امتناع میعاد موجود نہتہا۔ مگر ہم اس امر کے متعلق رائے ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ آیا اگر پہلا مطالبہ اور انکار جائز تہے تو نالشِ حال بجانب مدعی کے کامل طور پر زائد المیعاد ہوگی نہ کہ اس امر کے متعلق کہ آیا دفعہ ۲۳۔ ایکٹ میعاد ایسی صورت سی متعلق ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال مذکور قطع نظر نا اتفاقی کے ایک مشتبہ اور مشکل سوال ہے۔

اس سوال کی وجہ سے جو کہ اجلاس کامل سے کیا گیا ہے مین اس امر پر مجبور ہوا ہون کہ ایک ناطق رائے امر مذکور کے متعلق قایم کرون جو میری رائے مین ایک مشکل امر ہے۔ اوّلاً میری یہہ رائے ہے کہ شوہر یا زوجہ کا ایک دوسرے کی صحبت سی بلا وجہہ معقول گریز کرنا ایک مسلسل فعل بیجا ہے۔ اُس فعلِ ناجائز سے جسکی کہ شکایت کیگئی ہے ایک مسلسل ذریعہ نقصان رسانی پیدا کیا گیا ہے جبتک کہ شوہر یا زوجہ دوسرے کی صحبت سے بلا وجہہ معقول اجتناب کرتا یا کرتی رہے تبتک نقصان رسانی جاری رہتی ہے اسلئے دفعہ ۲۳ متعلق ہوتی ہے اور اسطرح پر جدید میعاد ہر وقت جبتک کہ نقصان رسانی جاری رہے شروع ہوتی رہتی ہے مگر تاہم بنائے دعوے یہہ ہے کہ بلا وجہہ معقول عورت نے شوہر سے یا شوہر نے عورت سے اجتناب کیا ہو

(۱) رشدنامہ ۲ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۷۔

بتائید عوے اس مطالبہ سے پیدا نہین ہوتا کہ اجتناب کو ترک کیا جانا چاہئے اور اُس استدعا سے انکار کئے جانے سے۔ فرض مذکور بلا واسطہ کسی مطالبہ کے پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآن مین محمود صاحب جسٹس کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہون کہ الفاظ خانہ سوم مد ۳۵ کی تعبیر اسطرح نہین کیجا سکتی کہ گویا قانون مین یہہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی نالش اعادۂ حقوق زناشوئی چل نہین سکتی جبتک کہ اعادۂ مذکورہ کا مطالبہ نکیا گیا ہو اور اُس سے انکار نکیا گیا ہو۔ مین اُن دلائل مین اضافہ نہین کر سکتا جوکہ صفحات ۱۴۰ لغایتہ ۱۴۶ جلد ۱۳ انڈین لا رپورٹ الہ آباد مین بیان کیگئی ہین۔

پس ہمکو کسطرح مد ۳۵ کی تطبیق دفعہ ۲۳ کے ساتھ کرنی چاہئے جبتک کہ مد اول الذکر کو فضول یا عملی طور پر غیر مؤثر قرار ندین؟ صرف ایک ہی ممکن طریق بذریعہ قرار دینے اس امر کے ہے کہ جب اعادہ کا مطالبہ کیا گیا ہو اور اُس سے شوہر یا زوجہ نے انکار کیا ہو تو قانون مین یہہ حکم ہے کہ نالش واسطے اعادہ کے اُسوقت سے دو سال کے اندر رجوع کیجانی چاہئے۔ اگر فریقین دراصل قریب ہین تو قانون مین یہہ حکم ہے کہ اختلافات کا فیصلہ اگر اُنمین سے کوئی عدالت قانون سے کرانا چاہے مناسب میعاد کے اندر کرایا جانا چاہئے ممکن ہو سکتا ہے کہ زن و شوہر بلا کسی وجہہ معقول کے بارہ سال کے عرصہ تک ایک دوسرے سے جدا رہین اور اُنمین سے کوئی اس حالت کو رفع کرنیکی تکلیف گوارا نکرے۔ فرض کرو کہ اسقدر زمانہ کے بعد شوہر ایک نالش اعادۂ حقوق زناشوئی بخلاف زوجہ کے یا زوجہ بخلاف شوہر کے کرے تو یہ کوئی جواب نالش کا ہوگا کہ وہ (خواہ زوجہ یا شوہر) خواہان تھا یا تھی کہ مطالبہ کئے جانے پر اُسکے پاس چلی آئے گی بلحاظ خرچہ کے وہ ایک امر قابل غور ہوگا۔ اس حد تک دفعہ ۲۳ کامل طور پر مؤثر کیجا سکتی ہے لیکن اگر مطالبہ کئے جانے پر انکار کیا گیا ہو تو اُسصورت مین اُس نقصان رسانی کی چارہ جوئی جو ابتک جاری ہو دو سال کے اندر کیجانی ضروری ہوگی۔ یہ حل قابل اطمینان نہین ہے۔ مگر اسمین بہت کم مشکلات شامل ہین۔

اسمین شبہ نہین کہ یہہ امر زیادہ تر قابل اطمینان ہوگا (باستعمال الفاظ مسٹر جے الف سٹیفن صاحب بیرسٹر کے) اگر ہم امر مذکور کا فیصلہ یہہ غور کرکے کرین کہ کونسا انتظام زیادہ تر قرین مصلحت عوام کے واسطے ہوگا بجائے یہہ فیصل کرنیکی کوشش کرنیکے کہ ایک نادرست طور پر مرتب کردہ قانون کا کیا منشا ہوتا اگر وہ کوئی خاص معنے متعلق بہ امر مذکور رکھتا مگر افسوس کی بات ہے، کہ ہماری عدالتہائے پر لازم ہے کہ قانون کو اسکی موجودہ صورت مین استعمال کرین نہ کہ اُسصورت مین جیسا کہ وہ ہونا چاہئے تھا اور یہہ معلوم کرنے کے واسطے کہ قانون کیا ہے ہمکو یہہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ واضعان قانون کا کیا منشا تھا۔

دہنی بہائی بنام ہری بائی

مسلسل خلاف ورزی معاہدہ یا امر باعث تکلیف عام کا مسئلہ اولاً ایکٹ میعاد مین بررڈ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے شامل کیا گیا تہا مسلسل امر باعث تکلیف عام کی مثال یہہ دیگئی تھی کہ زید عمرو کی ندی کو اپنی زمین کیطرف منتقل کرلے برروئے دفعہ ۲۳ کے ایک جدید عرصہ میعاد ہر وقت گذرنا شروع ہوتا رہتا ہے جبتک کہ پانی کی رو تبدیل شدہ ہے۔ اور تاہم بررڈ مد ۱۴۲ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے عرصہ میعاد واسطے نالش تبدیلی مذکور کے تاریخ تبدیلی کے بعد سے دو سال کا عرصہ ہے۔ اغلباً اسی بے ترتیبی کو رفع کرنیکے واسطے واضعان قانون نے ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء مین مد ۳۵ کے الفاظ مین یہہ الفاظ تبدیل کئے تھے یعنی "برخلاف بابت پہیر دینے مجرائے آب کے" مگر جیسا کہ ظاہر کیا جاچکا ہے مشابہ بے ترتیبی ہائے دیگر مدات ایکٹ ۱۸۷۷ء کے متعلق بھی موجود ہین۔ جبتک کہ واضعان قانون نے اپنا ارادہ صراحت کیساتہہ ظاہر نکیا ہو ہمکو چاہئے کہ ایکٹ کی تعبیر ایسے طریق پر کرین جسمین قلیل تر مشکلات پیدا ہون۔ مین سوال مستصوبہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

کرو صاحب جسٹس: مین اُن وجوہات مین اتفاق کرتا ہون جو فاضل چیف جسٹس صاحب نے بیان کی ہین

چنداورکر صاحب جسٹس: مین اس نتیجہ اور اُن وجوہات مین اتفاق ظاہر کرتا ہون جو کہ اپنے فیصلہ مین فاضل چیف جسٹس صاحب نے ظاہر کی ہین۔ مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ چند الفاظ دربارۂ آرائے اُن فاضل ججان الہ آباد ہائیکورٹ کے ظاہر کردن جنہون نے کہ مقدمہ بندا بنام کونسلیا (۱) کو فیصل کیا ہے جسپر کہ مسٹر رابرٹسن نے کسی حد تک بتائید اپنے اس عذر کے انحصار کیا تہا کہ نالش اعادۂ حقوق زناشوئی کبہی زائد المیعاد نہین ہے، اور اسمین مطالبہ اور انکار کئے جانے پر مسلسل بنائے دعوے عطا ہوتے ہین۔ مقدمہ محولۂ بالا مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ عملی اثر ایسی نالش کو زیر مد ۳۵۔ ایکٹ میعاد زائد المیعاد قرار دینے کا گویا عقدِ نکاح کو توڑنا ہے اور یہہ نتیجہ پیدا کرنا کہ واضعان قانون نے حکم مذکور کے روسے دہرم شاستر مین طلاق کو ایزاد کیا ہے۔ مین اُس دلیل مین کوئی وقعت معلوم نہین کرتا کیونکہ اولاً اگر وہ ایک درست تعبیر قانون ہو تو منطقی طور پر اُس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ جب عدالت کسی وجہہ پر خواہ میعاد کی وجہہ ہو یا کوئی اور اعادۂ حقوق کے عطا کرنے سے انکار کرے تو وہ ایک طرح پر فریقین کے مابین طلاق کا حکم دیتی ہے۔ مگر یہ ایک ضروری اثر ڈسمسی نالش اعادۂ

(۱) (۱۸۹۰ء) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۳۔

ہیمی بہائی بنام ہری بائی

حقوق زناشوئی کا نہین ہے۔ مثلاً جملہ ہائیکورٹہاے ہندوستان نے یہ قرار دیا ہے کہ جہان ایک ہندو شوہر اپنی زوجہ سے اعادہ حقوق زناشوئی کا دعوے کرے تو مدعا علیہا پر لازم ہے کہ اسکی نالش کو خارج کرین اگر قانونی پیروی اسکی طرف سے ثابت کیجائے ایسے انکار کا اثر کبھی زوجیت کو ختم کرنا [illegible] قرار نہین دیا گیا۔ مگر اسکا اثر مطابق اُن وجوہات کے یہی ہوگا جو کہ فیصلہ الہ آباد محولہ بالا مین بیان کیے گئے ہین۔ نیز جہان ایک زناکار عورت اپنے شوہر کے برخلاف اعادہ حقوق کا دعوے کرے [illegible] متصور کرتا ہون کہ اسکی زناکاری ایک بہتر وجہ ڈسمسی نالش کی قرار دیجائیگی۔ مگر ایسی [illegible] بھی دہرم شاستر کے رو سے طلاق کی اجازت نہین دیگی۔ جائز ترک کیا جانا زوجہ کا [illegible] ایسے واقعات کی موجودگی مین اُسکو مطابق دہرم شاستر کوئی استحقاق اس امر کی نسبت [illegible] کہ عقد نکاح کو فسخ شدہ متصور کرے اور دوسری شادی کرے ایسا ہی عدالت ہذا نے مقدمہ [illegible] پریم کوار بنام بہیکا کلیانجی [illegible] مین یہ قرار دیا تہا کہ نالش منجانب ہندو شوہر کے جو کسی مرض [illegible] مین مبتلا ہو مثلاً جذام مین بخلاف اپنی زوجہ کے واسطے اعادہ حقوق [illegible] سکتی۔ مگر چونکہ شوہر کی نالش ایسی صورت مین خارج کیجانی چاہیئے [illegible] زوجہ اسکی زوجہ نہین رہتی اور جملہ نتائج طلاق و نیز نالش سے پیدا ہو [illegible] فاضل ججان نے رائے ظاہر کی تہی۔ جنہون نے کہ مقدمہ گورنمنٹ بمبئی بنام گنگا [illegible] یہہ امر واقعہ کہ ایک فریق خانگی اور ازدواجی حقوق کا دعوے نہین کرسکتا [illegible] عائل نہین ہوتا۔ یہی رائے مدراس ہائیکورٹ نے مقدمہ ایڈمنسٹریٹر جنرل مدراس بنام [illegible] (۳) مین اختیار کی تہی۔ جس مین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ زوجہ کا انکار شوہر کے ساتھ [illegible] ازدواجی دعاوی کو ترک کر دینا عقد ازدواج کو نہین توڑتا۔ مطابق دہرم شاستر کے ترک کرنا یا طبعی وفات یا دیوانی وفات طلاق کا اثر نہین رکہتے۔ صرف ایک ہی استثنا قاعدہ مذکور کی خروج از قوم یا مرتد ہونا ہے اور اُس صورت مین بہی قاعدہ یہہ ہے کہ انکار منجانب ایک زوج کے دوسرے زوج کے ساتھ رہنے سے صرف اُس صورت مین طلاق کی حد تک پہونچتا ہے جہانتک پسماندہ زوج کو شادی کی اجازت دیجا سکے [illegible] ملاحظہ ہو دیا دستا چندریکا مولفہ شاما چرن سرکار صفحات ۳۴۹ و ۱۹۱

(۱) (۱۸۶۶ء) ۲ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۰۹۔
(۲) (۱۸۸۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۳۰۔
(۳) (۱۸۸۶ء) " مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۶۶۔

دہلی ۱۹۰۱ع
بنام
ہری بائی

مع الطور وجوہات فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ متعلق بہ امر خاص امر کے مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین یہہ قیاس کیا گیا تہا کہ قانون میعاد ایسی صورت مین ازدواجی حقوق کو زائل کرتا ہے۔ حالانکہ اسکے رو سے صرف چارہ جوئی ممنوع السماعت کیگئی ہے اگر چارہ جوئی مذکور کی پیروی میعاد مقررکردہ بروے قانون کے اندر نکیجائے اور وہ چارہ جوئی جواسطرح پر محدود کیگئی ہے صرف ایک از حقوق ازدواجی کے متعلق ہے۔ یعنے وہ حق جو ایک از زوجین کو واسطے موثر کرانے دوسرے پر اس شئے کے حاصل ہے جسکو کہ حکام عالیمقام نے مقدمہ منشی بزل الرحیم بنام شمس النسا بیگم (۱) مین "وسیع فرض جماع" کے نام سے تعبیر کیا ہے ایسا فرض اعادہ حقوق زناشوئی کی نالش سے کا استحقاق بتاتا ہے۔ قانون میعاد کا بالعموم تنا ہی سے پیروی حقوق کرنے کے ساتہہ تعلق ہے مگر اسمین یہہ قرار نہین دیا گیا کہ جملہ صورتون مین اگر حقوق کی پیروی تندہی کے ساتہہ ایک خاص عرصے کے اندر نکیجائے تو حقوق مذکور زائل ہوجائینگے۔ ایکٹ میعاد ہند مین بذریعے دفعہ ۲۸ کے وہ صورتین خاص کیگئی ہین صرف جنکے کہ متعلق ایک استحقاق کی پیروی نکرنا اس عرصے کے اندر جو اسکے رو سے مقرر کیا گیا ہو استحقاق مذکور کو زائل کردیتا ہے۔ مگر نالش اعادہ حقوق زناشوئی ایک نالش ان نالشات مین سے نہین ہے اسلئے یہہ قرار دینے کا عذر کہ بروے درست تعبیر دفعہ ۳۵ ایکٹ میعاد کے ایک نالش واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے زائد المیعاد ہے۔ اگر وہ اس تاریخ سے دو سال کے اندر رجوع نکیگئی ہو جبکہ اعادہ کا مطالبہ کیا گیا ہو اور اس سے شوہر یا زوجہ نے بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل انکار کیا ہو میری راے مین عقد نکاح کو فسخ کرینگا اور طلاق عاید کرنیکا نہین ہے۔ بلکہ صرف چارہ جوئی اعادہ کو ممنوع السماعت بنانیکا ہے۔ زوجہ باینہمہ زوجہ شوہر رہیگی اور شوہر زوجہ کا شوہر رہیگا اور اسکو دیگر حقوق حاصل ہونگے جو تابع دیگر فرائض رشتہ ازدواجی کے ہونگے۔ اس فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ مین جسکے کہ متعلق مین کارروائی کررہا ہون یہہ درست طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ بروے سند دہرم شاستر کے یہہ امر صحیح ہے کہ سرکار کو اختیار حاصل ہے کہ ایک نقصان رسیدہ شوہر یا زوجہ کو بطور اعادہ حقوق زناشوئی کے دادرسی عطا کرے۔ ہماری عدالتہاے کو دادرسی مذکور کے عطا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مگر وہ طریق جسکے کہ مطابق عدالتہاے کو دادرسی مذکور کا استحقاق

(۱) دیکھو ۱۸۶۷ع ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳ ۔ صفحہ ۱۴ ۔

۱۹۰۱
بنام
ہری بای

محفوظ یا موثر کرنیکا حاصل ہے بہ تابع شرائط میعاد کے ہونا چاہئیے" یہہ قرار دینا کامل طور پر اس
اس رائے کے مطابق ہے کہ واضعانِ قانون نے جو ضابطہ مقرر کیا ہے جسکے کہ مطابق شوہر یا زوجہ کے
استحقاق اعادہ حقوق زناشوئی کو تسلیم کرکے قانون مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ استحقاق مذکور کی
پیروی خاص عرصہ کے اندر کیجانی چاہئیے ورنہ چارہ جوئی مذکور زائد المیعاد ہوگی۔

ایک بحث ہمارے روبرو مسٹر رابرٹسن نے کی تھی جو اس وجہہ پر مبنی ہے کہ اگر واضعان قانون کا
یہ منشا ہوتا کہ ایک شوہر یا زوجہ کا اپنا استحقاقِ اعادہ حقوق زائل ہو جاویگا۔ اگر وہ ایک خاص میعاد
کے اندر موثر کیا جائے تو اُنہون نے دو سال سے زیادہ تر میعاد مقرر کی ہوتی۔ مگر یہہ قلیل عرصہ دو سال
مقرر کردہ واضعان قانون میری رائے مین مطابق مصلحت اور تجویز ایکٹ میعاد کے ہی جو یہہ ہے کہ
اُن جملہ دعادی کے واسطے قلیل میعاد مقرر کیجائے جنمین تصفیہ تنازعات متعلق بہ ایسے باریک اور
مشکل سوالات کے شامل ہو جیسے کہ سوالاتِ ازدواج و تبنیت ہین اسوجہہ پر کہ چونکہ ان سوالات
کا فیصلہ اس ملک مین زیادہ تر زبانی شہادت پر کیا جاتا ہے جو عموماً اختلاف آمیز ہوتی ہے
اسلئے فریقہائے ضرر رسیدہ کو یہہ اجازت نہ دیجانی چاہئیے کہ وہ عرصہ دراز تک خاموش
بیٹھے رہین۔ اور عدالت سے اسوقت استمداد کرین جبکہ بہترین شہادت جو مہیا
ہونے کے قابل ہو زائل ہو چکی ہو۔ ملاحظہ ہو آرائے حکام عالیمقام پریوی کونسل
بمقدمہ جگا دمبا بنام دکھینہ موہن (۱)۔

اٹرنیان منجانب مدعی۔ میسرز سوار جی اینڈ جہانگیر۔
اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ۔ میسرز جہانگیر اینڈ سیروائی۔

(۱) (۱۸۸۶ع) انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۸۴۔ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۸۔

صیغہ اپیل دیوانی

بأجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و سٹارلنگ صاحب جسٹس

۱۹۰۱ع
۱۴ و ۲۱ جون

این سی میکلیاڈ آفیشل اسائنی (ابتدائی مدعا علیہ نمبر۱) اپیلانٹ بنام کیکا بہائی خوشحال (ابتدائی مدعی) رسپانڈنٹ*

دیوالہ۔ جائداد تابع رہن کا دیوالیہ کے قبضہ مین تاریخ دیوالیہ پر ہونا۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱) دفعہ ۲۳۔ مشہور مالکیت۔ اشیاء ملصقہ۔ اسباب و ظروفات۔ رجسٹری رہن۔ ایکٹ رجسٹری (۳ ۱۸۷۷ع) دفعہ ۱۷۔

۲۳ جون ۱۸۹۳ع کو ایک شخص د شرام سیگھہ جی مالک فلور مل نے جملہ مشینین انجن ہائے اور ستون کسمانکی آلات و ظروفات اشیاء ملصقہ تجارت و اسباب برتن جو فہرست منسلکہ رہنامہ مین خاص کیئے گئے تھے۔ مدعی کے پاس بعوض مبلغ ۔۔۔ کے رہن کیئے تھے اور مدعی کو اختیار دیا گیا تھا کہ انکو بصورت عدم ادائگی زر کے نیلام کرائے۔ ماہ مارچ ۱۸۹۹ع مین د شرام سیگھہ جی دیوالیہ ہوگیا تھا اور اُسکی جائداد آفیشل اسائنی کی تفویض مین آگئی تھی۔ مدعی نے جائداد مرہونہ کا دعوے کیا تھا مگر آفیشل اسائنی نے یہ عذر کیا تھا کہ زیر دفعہ ۲۳۔ ایکٹ دیوالیہ ہند (۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱) وہ اُسکا مستحق بطور ایسی جائداد کے تہا جو اصلی مالک کی رضامندی سے قبضہ اور حکم اور ملکیت شخص دیوالیہ مین تاریخ دیوالہ پر تہی۔ جائداد مذکور برضامندی نیلام کیگئی تہی اور مدعی نے نالش حال واسطے دلا پانے زر ثمن کے رجوع کی تھی شہادت سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ جائداد مرہونہ کا بہت سا حصہ ایسی اشیا سے بنتا تہا جو بہت مضبوطی سے فلور مل سے ملصق ہتین۔

نسبت اُن اشیاء کے جو اسطرح ملصق نہتین تجویز ہوئی کہ مدعی انکا اصلی مالک تہا اسلیئے وہ دفعہ مذکور کی ذیل مین نہ آتی ہتین۔ اور آفیشل آسائنی کے نام منتقل ہوئی ہتین

۲۔ نسبت ملصق اشیاء کے یہہ کہ وہ اسباب بقبضہ یا حکم یا ملکیت شخص دیوالیہ بطور مشہور مالک کے نہتیں اور نہ وہ حسب منشاء دفعہ مذکور اُسکی مشہور ملکیت مین ہتین اسلئے مدعی انکا یا اسقدر جزو زر ثمن کا مستحق تہا جسقدر کہ انکی قیمت تہی۔

عذر یہ کیا گیا تہا کہ ملصقہ اشیاء یا تو اسباب و ظروفات ہین یا جائداد غیر منقولہ اور اگر وہ جائداد غیر منقولہ ہین تو رہن نامہ سے فرق نہین آسکتا کیونکہ وہ رجسٹری شدہ نتہا اسلئے مواخذہ بحق مدعی ناجائز تہا۔

تجویز ہوئی کہ سوال رجسٹری ایکٹ رجسٹری (۳ ۱۸۷۷ع) پر منحصر تہا جسکی رو سے جملہ بیعنامہ ہائے جائداد غیر منقولہ کی رجسٹری ضروری ہے۔ ملصقہ اشیاء زیر بحث اُس جائداد غیر منقولہ کی تعریف کی ذیل مین نہین آتین جو کہ دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور مین درج ہے کیونکہ وہ نہ ملصق بہ زمین یا مستقل طور پر ملصق بہ زمین یا مستقل طور پر ملحق اُس شی کے تہہ نہین ہین جو زمین سے ملصق ہو۔ اسلیئے دفعہ ۱۷۔ ایکٹ رجسٹری متعلق نہین ہوتی۔

---

* نالش نمبر ۴۹۵ ۱۸۹۹ع اپیل نمبر ۱۱۱۴۔

سنہ ۱۹۰۱ع
آفیشل اسائنی
بنام
کیکا بہائی خوشحال

ملصقہ اسباب و ظروفات حسب منشاء قواعد مشتہرہ بالکیپنہ مندرجہ دفعہ ۲۲۳ ایکٹ دیوالیہ ہند (۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱) ہنین یہ امر واقعہ کچھ فرق پیدا ہنین کرتا کہ ملصقات مذکور مزارع کیطرف سے قابل اٹھا لیجانے کے ہین۔ وہ بہی ایسے ملصقات ہین جنسے کہ اصل زمین کو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔

مدعی کیکا بہائی خوشحال نے آفیشل اسائنی (مدعا علیہ نمبر۱) پر ایک نالش بطور منتقل الیہ جائداد دشرام سیگہہ جی دیوالیہ (مدعا علیہ نمبر۲) کے واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] اور سود کے بعوض جائداد کے زرثمن مین سے کی تہی جوکہ مدعی کے پاس ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۳ع کو رہن کیگئی تھی مگر جو دشرام سیگہہ جی (مدعا علیہ نمبر۲) کے ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ع مین دیوالیہ ہوجانے پر آفیشل اسائنی کے قبضہ مین آگئی تھی اور فروخت کیگئی تھی۔

دشرام سیگہہ جی فلور مل کا مالک تہا اور بروئے ایک رہننامہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۳ع کے مبلغ [illegible] کے قرضہ کے عوض جو اسکو مدعی نے دیا تہا اُسنے بجملہ مشین کے واجبہا و ستون و سامان آلات و ظروفات اشیاء ملصقہ عمارت اسباب برتن موجودہ و مملوکہ و مقبوضہ خود متعلق بکارخانہ مذکور بالخصوص وہ اسباب جو فہرست الف منسلکہ رہننامہ مین درج تہا بطور کفالت ادائیگی مبلغ [illegible] مدعی کے رہن کردیا۔ اُسنے یہہ بہی شرط کی تہی کہ وہ اسباب عمارت مذکور بلا رضامندی مدعی کے منتقل نہ کریگا اور بروئے دستاویز مذکور کے مدعی کو اختیار دیا گیا تہا کہ جائداد مرہونہ کو نیلام کرائے۔

فہرست محولہ دستاویز مذکور حسب ذیل تہی:۔

فہرست مشین ہائے و دیگر اسباب فلور مل

ایک بائلر ۲۰ فٹ × ۶ فٹ تیار کردہ ڈینیل ایڈمسن۔

ایک ڈبل سلنڈر انجن ۲۴ گہوڑے کی طاقت کا۔

ایک ڈنکی انجن۔ تین لوہے کے مل فریم۔ ہر ایک چار فٹ مکمل مع چکی اور دیگر ضروریات کے۔

تین جوڑے مل سٹون کے چار فٹ قطر کے تیار کردہ سیلبل اینڈ کمپنی۔

ایک چمنی چالیس فٹ لمبی دو فٹ قطر کی۔

شافٹنگ ۸۰ فٹ لمبے اور تین انچ موٹے مع پہرکی کے مکمل۔

ایک شافٹنگ مل علاوہ۔ — ایک بڑی پہرکی ۶ فٹ لمبی

تین بالٹیاں بل کے واسطے — چہہ تالاب پانی کے۔

ایک تالاب تیل کا۔ — ایک مشین گیہون صاف کرنے کی۔

این سی سکلیا ہو
آفیشل آسائنی
بنام
گنگا بہائی

ایک پیچ بنانے کا خراد سو فٹ لمبا مکمل۔

ایک چرخہ ہانے کی کل مع زنجیر مکمل۔

تین سنٹریفیوگل یا شافٹنگ شینین۔

تین کرین یا کانٹے پتھر وغیرہ کے اٹھانے والے۔

دو پھنکنیاں۔

ایک بکس جدید چھید لینے کے آلات کا۔

ماہ جنوری ۱۸۹۹ء میں مبلغ ... کی رقم مدعی کے حق میں رہن مذکور کی کفالت پر واجب الادا تھی اور مدعی نے زر مذکور کے چوبیس گھنٹہ کے اندر ادا کر دینے کا مطالبہ شرام میگھ جی سے کیا تھا۔ زر مذکور ادا نکیا گیا تھا۔

ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں دشرام میگھ جی دیوالیہ ہوگیا تہا اور اسکی جائداد آفیشل آسائنی (مدعا علیہ نمبر ۱) کی تفویض میں آئی تھی۔ مدعی نے جائداد مرہونہ کا دعوے کیا تہا مگر آفیشل آسائنی نے اسکے دعوے کی تردید کی تھی اور بیان کیا تہا کہ وہ (آفیشل آسائنی) جائداد مذکور کا مستحق زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ دیوالیہ نمبر ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱ (۱) بطور ایسی جائداد کے ہے جو اصلی مالک کی رضامندی سے قبضہ اور حکم اور اختیار دیوالیہ مین بروقت دیوالہ کے تہی۔

جائداد مذکور بعد مین آفیشل آسائنی نے مبلغ ... کو فروخت کر دی تھی جس مین مدعی رضامند تہا، اور اسکے دعوے کو کوئی نقصان نہ پہونچا تہا۔ اب مدعی نے مذ ثمن مذکور کا دعوے کیا ہے۔

نسبت اشیاء متذکرہ فہرست منسلکہ ذیل کی شہادت بروقت سماعت کے دیگئی تھی۔

اشیاء ذیل ایک بنیاد سے ملحق تہین:- بائلر سلنڈر ڈنکی انجن تین ل سٹون اور چمنی۔

شافٹنگ ایک ستون سے ملحق تہی ایک شافٹنگ پیسنے کی کل کے انجن سے ملحق تہا۔

بڑی پہرکی انجن سے ملحق تہی۔

دیگر آلات ایک جز و پیسنے کی کل کا تھے۔

وہ ملحق نہ تہے۔ وہ بلا دقت منتقل کئے جا سکتے تہے جیسے تالاب پانی کے اس جالی پر رکہے ہوئے تہے جو زمین سے ملحق تہی تیل کا تالاب زمین پر استادہ تہا۔

---

(۱) دفعہ ۲۳ اسٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱:- اور حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ اگر کسی ایسے دیوالیہ کے قبضہ اور اختیار مین بوقت ادخال درخواست دیوالیہ یا قرار دیئے جانے دیوالیہ کے برضامندی اسکے اصلی مالک کے کوئی ایسا مال یا اسباب ہو جسکا کہ مشہور مالک دیوالیہ ہو یا جسکا بیع یا منتقل کرنا اسنے اپنے ذمہ بطور مالک کے لیا ہو تو وہ دیوالیہ کی جائداد متصور کیجانی چاہئے اور عدالت کے آفیشل آسائنی کی تفویض مین بسبب حکم صادرہ بہ تعمیل ایکٹ ہذا کے آنی چاہئے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
[illegible]
آفیشل اسائنی
بنام
کیکا جائی

گیہوں صاف کرنے کی مشین ستون سے ملحق ہتی۔

ایک اڑہ بنانیکا خراد زمین سے ملحق ہے اور اڑے لکڑی کے ستون پر ہیں۔

ایک آم اٹہانے کی کل معہ زنجیر کے دوسری چہت پر لکڑی کے سٹول یا گہوڑی پر ملحق ہے۔

گہوڑی فرش کے فلیگز سے ملحق ہے۔

آٹہانے کی کل یا ایک کا نٹا ہے۔ ور ملصق۔ تین منشر بفیو گال مشینیں پہلے فرش سے ملحق ہیں ایک سرا زمین سے اور دوسرا چہت سے تین کانٹے چکی کے پتہر اٹہانیکے زمین سے ملحق نہتے بلکہ پیسنے کی کل سے ملحق تہے جو زمین سے ملصق ہتی۔ دو ہتکنیاں ان پہلی چہت کے ستون سے ملحق ہتین۔

بکس چہیدنے کے آلات کا ملحق ہتین ہے۔

چہیدنے کے آلات چہیدنے کے لئے تہے اور وہ خاص طور پر لوہے کے بکس چہید لگانے کے واسطے منگوائے گئے تہے۔

وہ اس کارخانہ کی مشینری کی ملکیت ہیں۔

انکا استعمال پیچ بنانیکے خراد کے ساتہ کیا جاتا تہا اور اسی مشین کے متعلق تہے۔

مانجی اور دوسرا م نے انجن بائلر اور مل سٹون منگوائے تہے جو کہ ابتک استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔ باقی اوزار ہانسی جیسے موجود ہر ایک شے منتقل کئے جانیکے قابل ہے۔ عمارت نہیں منتقل ہوسکتی۔

مشین نیلام کیگئی ہے مگر منتقل نہیں کیگئی۔ جملہ اشیاء مذکورہ سرام میگہ جی ملکیت ہیں۔

اگر دسرام کو نوٹس بیدخلی ملتا تو وہ سب اشیاء کو بہت خرچ برداشت کرکے اٹہا لیجا سکتا تہا۔

اٹہانیسے مشین کو کسیقدر نقصان پہونچتا۔

وہ لوہے کی مشین ہے اور آسانی سے اٹہا لیجا سکتی ہتی۔

بائلر کے گرد سب طرف عمارت بنائی گئی ہے۔ وہ عمارت سے تقویت نہیں لیتا۔

مشین اسوجہ سے ملصق کیگئی ہے کہ مناسب کام دیسکے۔ وہ بغیر جکڑے جانیکے کام نہیں دیسکتی۔

رسل صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا تہا کہ اشیاء مذکورہ میں سے وہ اشیا جو ملصق تہین جائیداد غیر منقولہ تہین اور اطلاق دفعہ ۲۳ ایکٹ دیوالہ سے مستثنے تہین اور حسب منشا دفعہ مذکور آلات و ظروفات مین شامل تہیں اور جو ملصق نہتین وہ جائیداد منقولہ تہین جنکا اصلی مالک مدعی حسب منشاء دفعہ مذکور تہا اسلئے وہ اسکے دیوالیہ ہونے پر آفیشل اسائنی کے نام منتقل نہوئی تہین۔ اسلئے انہوں نے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی تہی۔

مدعا علیہ نمبر ۱ (آفیشل اسائنی) نے اپیل کیا۔

سکاٹ (ایڈوکیٹ جنرل) و جارڈین منجانب اپیلانٹ (آفیشل اسائنی)

اپریل ۱۹۰۱ء
افیشل اسائنی
بنام
گجندر بہاری

اُنہوں نے دفعہ ۳۴ ایکٹ دیوالیہ ہند (سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱) اور سندات ذیل کا حوالہ دیا تہا: کتاب بیٹ لی صاحب درباره دیوالہ (طبع سوم) صفحات ۳۲۹ و ۳۷۰ مقدمہ بنام منن (۱) ایکٹ انتقال جایداد (۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۰ مقدمہ بنام ہرامن (۲) بکطرفہ سائیکس (۳) ہرامیس بنام ڈلی (۴) بنام فریسر (۵) لانگ باتم بنام بیری (۶) ہیرلڈ بنام الیسٹ ووڈ (۷) بکطرفہ لائیڈ (۸)۔ اگر اشیاء ملحق بہ زمین جایداد غیر منقولہ ہو جاتی ہیں تو وہ بروی رہنامہ سے منتقل نہوئی تہین کیونکہ وہ رجسٹری شدہ نہ تہا۔ نجیب اللہ بنام ناصر مستری (۹)

رابرٹسن و روٹ کارنک بجانب رسپانڈنٹ (مدعی):۔

اُنہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا تہا: مقدمہ بنام اپیسر (۱۰) بکطرفہ بنام الیس بری (۱۱) گریت بنام ول (۱۲) ہالٹن بنام رنڈر (۱۳) لی بنام گیسکل (۱۴) بکطرفہ سپائیسر (۱۵)۔

نسبت رجسٹری کے اُنہوں نے شیو سنکر بنام ہری نرائن (۱۶) دہرسہائے بنام چنی کوار (۱۷) مرستاسب بنام سنتاراپوو د (۱۸) کا حوالہ دیا۔

جینکنس صاحب چیف جسٹس: بذریعہ ایک دستاویز مورخہ ۲۳ جون ۱۸۹۳ء کے مدعا علیہ شرام میگہ جی نے مدعی کیساتہہ یہ شرط کی تہی کہ مشینین اور انجنہائے و دیگر اسباب مندرجہ فہرست منسلکہ مواخذہ دار اور کفیل مدعی کے قرضہ مبلغ ۰۰۰ روپیہ سرکار ہینگا اور اُسکے روسے مدعی کو اختیار دیا گیا تہا کہ عدم ادائیگی پر اُسکو نیلام کرائے۔

ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں جبکہ ایکسا کثیر رقم بحق مدعی کے واجب الادا تہی وشرام نے درخواست بمال زیر ایکٹ مذکور واسطے دادرسی مدیونان دیوالیہ کے گذرانی تہی اور اُسکے روسے اُسکا ترکہ آفیشل اسائنی کی تفویض میں آگیا تہا جنکی طرف سے اب مسٹر میکلیاڈ موجودہ عہدہ دار مذکور قایم مقام ہے۔

افیشل اسائنی نے یہ عذر کیا تہا کہ اشیاء خاص کردہ بروئے فہرست منسلکہ رہنامہ اصلی مالک کی

(۱) (۱۸۳۴ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۵ صفحہ ۲۹۳۔
(۲) (۱۸۴۲ء) دی جیکس و جانسن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۴۔
(۳) (۱۸۵۶ء) جورسٹ جلد ۳ صفحہ ۴۸۶۔
(۴) (۱۸۶۶ء) بوسنکوبٹ و پولر رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۲ (نوٹ)
(۵) (۱۸۵۶ء) ایلس و جانسن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۳۶۔
(۶) (۱۸۶۵ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۵ صفحہ ۱۳۷۔
(۷) (۱۸۸۵ء) لا جرنل ایکسچکر جلد ۲ صفحہ ۱۵۴۔
(۸) (۱۸۳۳ء) ڈیسگ ولیچ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۶۵ صفحہ ۵۷۰۔
(۹) (۱۸۸۲ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۹۰۔
(۱۰) (۱۸۵۸ء) کیوں رپورٹ جلد ۳۳ صفحہ ۳۱۳۔
(۱۱) (۱۸۶۶ء) لا جرنل چانسری جلد ۳۵ صفحہ ۲۰۳۔
(۱۲) ہولیس سانڈرسن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۵۶۔
(۱۳) (۱۸۳۵ء) کرومپٹن و میسن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۶۔
(۱۴) (۱۸۷۶ء) کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۷۰۰۔
(۱۵) (۱۸۲۳ء) ڈیسلے رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵۔
(۱۶) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۲۵۔
(۱۷) (۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۔
(۱۸) (۱۸۹۵ء) " " مدراس جلد ۱ صفحہ ۶۲۴۔

۱۸۹۹
جی سی ہیکیاؤ
آفیشل اسائنی
بنام
کیکا بہائی

رضامندی سے قبضہ اور حکم اور اختیار دیوالیہ کے تابع تہین اور اسطرح پر وہ اُسکی تفویض مین آگئی تہین مدعی نے اس عذر کی مخالفت کی تہی اور چونکہ اشیاء مذکور برضامندی فریقین فروخت کی جاچکی تہین اسلئے مدعی نے نالش حال واسطے قائم کرانے اپنے استحقاق ادائگی زرثمن کے رجوع کی ہے۔

مقدمہ کی سماعت رسل صاحب جسٹس نے کی تہی جسنے فیصلہ بحق مدعی کے اُن اشیاء کی نسبت کیا تہا جو زمین سے ملصق تہین اور نیز اُن اشیاء کی نسبت جو ملصق نہین اسوجہ پر کہ مدعی انکا اصلی مالک نتہا۔ اس فیصلہ کی نارضی سے آفیشل اسائنی نے اپیل کیا ہے۔

مقدمہ شل ورتہہ بنام ہرامن (۱) سے صحیح طور ظاہر ہوتا ہے (اور مسٹر رابرٹسن نے یہہ عذر کیا ہے کہ فیصلہ رسل صاحب جسٹس بمقدمہ مذکور کی تائید نہین ہوسکتی جہانتک وہ وجہہ مذکور پر مبنی ہے) کہ مدعی اُن اشیاء کا اصلی مالک نتہا جو ملصق بزمین تہین اسلئے اس حدتک ڈگری بہرحال ترمیم کیجانی چاہئے کیونکہ اشیاء مذکور صحیح طور پر مدعی کے قبضہ مین تہین۔

ازان بعد یہہ معلوم کرنا باقی ہے کہ اشیاء ملصقہ کی نسبت حقوق فریقین کیا ہین۔ مگر اس معاملہ پر غور کرنے سے پہلے ایک ایسا امر موجود ہے جسکی تشریح کیجانی ضروری ہے شہادت مندرجہ مسل دربارہ وسعت اور غرض الحاق کے بہت کم فرد ہے اور مسٹر رابرٹسن نے ہمارے روبرو بیان کیا ہے کہ وہ کسطرح پر حاصل ہوئی ہے جمسٹ جی سوراب جی کی شہادت پر فاضل جج کا اطمینان اس امر کی نسبت ہوگیا تہا کہ باستثنے تین یا چار اشیاء کے مدعی نے ایک بلا دی انطری دعوے دربارہ اس امر کے ثابت کیا ہے کہ اشیاء مندرجہ فہرست ملحقہ اشیاء ہین اور اُسنے یہہ امر ظاہر کرکے بیان کیا تہا کہ اُسکو ایسا ہی قرار دیا چاہئے الّا جبکہ بردئے شہادت کے اُسکے خلاف ثابت کیا جاوے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ مسٹر ریکس نے اسکی نسبت اعتراض نکیا تہا اور یہ امر عملی طور پر ثابت شدہ قرار دیا گیا تہا کہ باستثنے مذکورہ بالا کے اشیاء مندرجہ فہرست ملصقہ اشیاء تہین۔ افسوس ہے کہ مسٹر ریکس یہان موجود نہین ہے۔ مسٹر رسل کی یادداشت اور اُسکے نوٹہائے متعلق بحث مسٹر ریکس سے مسٹر رابرٹسن کا نہ بیان ظاہر ہوتا ہے اسلئے مین اُسکو درست تسلیم کرتا ہون۔

آیا ملصقہ اشیاء و اسباب قبضہ اور حکم اور اختیار دیوالیہ کے اندر تہے اور اصلی مالک کی رضامندی سے وہ اُنکا مشہور مالک حسب منشاء دفعہ ۲۳ ایکٹ دیوالیہ ہند تہا؟ ایکٹ مذکور واضعان قانون انگلستان نے صادر کیا تہا اور جہانتک کہ مشہور مالکیت کے مسئلہ کا متعلق ہے عملی طور پر وہ مطابق پہلے ایکٹہائے دیوالیہ انگلستان کے ہے۔ اسلئے انگلستان کے معقول فیصلجات کا حوالہ دینا مناسب اور جائز ہے

(۱) دشت شاہی وی جیکسن چالس رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۲۔

انگلستان مین قطعی طور پر قائم کیا جا چکا ہے کہ اشیاء ملصقہ اسباب اور ظروف حسب [illegible] واقعہ [illegible] مالکیت کے نہین ہین۔ یہ امر مشہور مقدمہ ہورسن بنام بیکر (۱) مین فیصل کیا گیا تہا جسکی [illegible] کیجا چکی ہے۔ اس امر کی تمثیل مین مین مقدمات کلارک بنام کرون شا (۲) کومبس بنام بیومونٹ (۳) دیکھ فرمائے کو اور (۴) کا حوالہ دیسکتا ہون اس اصول کے متعلق لارڈ کرن ورتھ صاحب نے مقدمہ یکطرفہ [illegible] کامل طور سے بحث کی ہے (صاحب ممدوح نے فیصلہ مقدمہ ہذا کا حوالہ دیکر بیان کیا ہے)۔

اس مقدمے سے یہہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امر واقعہ کہ مزارعہ اشیاء کو لیجا سکتا ہے کوئی فرق نہین ڈالتا وہ اس حالت مین بھی اشیاء ملصقہ ہین جنسے کہ مسئلہ ملکو متعلق نہین ہوتا میری رائے مین وہی قاعدہ بمبئی مین بھی متعلق ہونا چاہیئے۔

لیکن زان بعد بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک امر حق آفیشل اسائنی کے ہے کہ آیا مذکورہ دستاویز [illegible] کے علاوہ اُس جائداد غیر منقولہ کے دہندہ دار ٹہرائی گئی نہین جنسے کہ وہ لاحق نہین [illegible] یہ معلوم نہین کرسکتا کہ کیونکر اُس سے مشہور مالکیت مین جو قبضے سے پیدا ہوتی ہے کوئی فرق آسکتا ہے [illegible] فرق نہین آتا مقدمہ ورٹ مد بنام امپس (۵) کے رو سے ثابت کیا گیا ہے۔

بہ تعلق اس امر کے مقدمہ یکطرفہ سائمکس (۶) کا ہمپر بجانب آفیشل اسائنی کے بہت زور دیا گیا تہا مقدمہ کی رپورٹ سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کسی امر کا فیصلہ کیا گیا تہا بجز اسکے کہ آفیشل اسائنی [illegible] اور اس [illegible] کی تائید ایک فٹ نوٹ مندرجہ صفحہ ۴۰۴ دی جیکس سیکنائٹن وگارڈین رپورٹ جلد ۵ کی معلوم ہوتی ہے [illegible] کیا گیا ہے کہ بمطابق اُس نوٹ کے جو ایک مجیب رپورٹران حال نے مقدمہ کی نسبت کیا تہا کسی امر کا فیصلہ نہین کیا گیا بجز اسکے کہ دعوے مدعیان اسکو مشترک مرتہن کے حکم بصیغہ دیوالیہ کے مستحق ٹہرانیکے لیے بہت مشتبہ تہا۔

پس وہ نتیجہ جو مینے اخذ کیا ہے یہہ ہے کہ اشیاء ملحقہ اور ملصقہ جیسی کہ وہ ہین [illegible] اور ظروف ذات نہین جو شخص دیوالیہ کے قبضہ یا حکم یا تصرف مین بطور انکے مشہور مالک کے ہون اور کہ اسلئے وہ اسکی مشہور مالکیت مین نہین ہین

(۱) (سنہ ۱۸۴۹ء) الیٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۱۵۔

(۲) (سنہ ۱۸۳۰ء) برنیوال واڈلفس رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۰۴۔

(۳) (سنہ ۱۸۳۳ء) ” ” ” جلد ۵ صفحہ ۷۲۔

(۴) (سنہ ۱۸۵۵ء) دی جیکس سیکنائٹن وگارڈین رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۴۰۴۔

(۵) (سنہ ۱۸۵۶ء) بیون رپورٹ جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۳۔

(۶) (سنہ ۱۸۵۰ء) جورسٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۸۶۔

۱۹۰۱ء
گیکا بہائی

...میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہی ہو تو مواخذہ بوجہ نقص رجسٹری کے ناجائز تہا اور وہ بطور ایک ضروری
تذبذب اس امر کے بیان کیا گیا ہے کہ اشیاء مذکور ضرور ہے کہ یا تو اسباب و ظروفات ہوں یا جائداد غیر منقولہ
اور اگر وہ جائداد غیر منقولہ ہیں تو اس حال میں وہ کسی دستاویز سے غیر متاثر رہینگی الا اس صورت میں کہ اسکی باضابطہ
رجسٹری ہو چکی ہو لیکن سوال یہ ہے کہ آیا جارہ کنار کے مجوزہ جملہ ممکن صورتہا کو ختم کر دیتے ہیں؟ کیا یہ ضرور ہے
کہ حسب منشاء ایکٹ رجسٹری کے شئے مدعا بہا جائداد غیر منقولہ ہو یا ذہن لع مسئلہ مشہور مالکیت کے ہو؟ انگلستان
کے مقدمات سے یہ ظاہر ہے کہ اشیاء ملصقہ گو کہ حسب مراد مشہور مالکیت کے اسباب و ظروفات نہیں ہیں تاہم اونکا
اراضی ہونا ضروری نہیں ملاحظہ ہو مالس بنام اندر (۱) لی بنام گاسکل (۲) لہذا تذبذب بلحاظ معنی لفظ مذکور کے
پیدا نہیں ہوتا۔ پس صورت حال میں یہ سوال کہ آیا اشیاء ملصقہ جائداد غیر منقولہ ہیں مطابق عبارت ایکٹ رجسٹری
کے فیصل کیا جانا چاہیئے اور بلا واسطہ کسی نتیجہ دربارہ اس امر کے کہ وہ بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ دیوالہ کے اسباب اور
ظروفات ہیں یا نہیں۔ ایکٹ رجسٹری کے رو سے جملہ ہبہ ہائے جائداد غیر منقولہ کا رجسٹری ہونا لازمی ہے پہر مجھے یہ معلوم کرنا
ہے کہ آیا دستاویز مناط نالش ایک ہبہ ہے بمعنی دفعہ ۳ جائداد ہائے غیر منقولہ میں بے اراضی اور عمارات اور علاوہ
موروثی اور گذرگاہ یا روشنی یا پل یا شکارگاہ ماہی کا حق یا دوسرے طرح کے فائدہ کا حق جو اراضی سے پیدا ہو شامل ہے اور وہ اشیاء
جو زمین سے ملصق ہوں یا ایسی شئے کے ساتھ دائماً پیوستہ ہوں جو زمین سے ملصق ہو باستثناء اشجار استادہ
یا فصل روئیدہ یا گہاس کے شامل ہیں۔ اشیاء ملصقہ میں سے کوئی بہی زمین سے ملصق نہیں ہے وہ زیادہ تر اس شئے
سے پیوستہ تہیں جو زمین سے ملصق تہی مگر یہ بات بہی کافی نہیں ہے یہ ضرور ہے کہ وہ دائماً پیوستہ ہوں جیسا
کہ میں نے قبل ازیں بیان کیا ہے شہادت متعلق وسعت اور نیت الحاق کے کمزور ہے لیکن بلحوظی اس امر واقعہ کے کہ شخص
دیوالیہ جیسے کہ اونکو کہڑا کیا تہا صرف ایک ماہواری مزارعہ تہا میں یہ قرار دینے کے ناقابل ہوں کہ وہ دائماً پیوستہ
تہیں بخلاف ازیں میری رائے میں وہ ایسی نہ تہیں لہذا دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری متعلق نہیں ہوتی۔
پس میرے نزدیک اُن اشیاء کے متعلق جو کہ ملصق نہیں ہیں آفیشل اسائنی کو بہتر استحقاق حاصل ہے۔ اشیاء مذکور
وہ ہونگی جو فہرست میں نمبر ۹ و نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۸ پر درج ہیں اور باقیماندہ کی نسبت اُسی کو ہی استحقاق حاصل
نہیں چونکہ ظروفات جو ڈگری ہذا کی غرض کے لئے بذریعہ رضامندی لے گئی ہیں مواضعہ ۵ روپیہ کی مالیت ہیں

(۱) (۱۸۳[illegible]ء) کرومپٹن و میسن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۶۔
(۲) (۱۸۶۵ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۱ صفحہ ۷۰۰۔

لہذا ہم قرار دیتے ہین کہ آفیشل آسائینی رقم مذکور کا مستحق ہو اُسقدر سود کے بھی جو اُسکی بابت برداشت کیا گیا ہو اور کہ مدعی بقایا سے فنڈ بقبضۂ آفیشل آسائینی کا مستحق ہے مطابق اسکے ڈگری دیگئی ہم صاحب جج کے حکم نسبت خرچہ مین دست اندازی نہین کرتے مگر ریسپانڈنٹ کو اپنے اپیل کا صرف نصف خرچہ ملیگا۔

میکلیاد بنام میکا بہائی

اٹرنیان منجانب مدعی: مسیشرز پین، گلبرٹ سیانی دمرس۔

اٹرنیان منجانب آفیشل آسائینی (مدعا علیہ نمبر۱) میشرز منسکھ لال۔ دمودر جمسیتجی۔

استصواب فوجداری

باجلاس سر راناڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۳۰ نومبر ۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ بنام رتنیا *

اختیار سماعت۔ اضلاع مندرجہ فہرست۔ استصواب اپیل بمقدمہ فوجداری از اضلاع مندرجہ فہرست۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۳۶ء۔ ایکٹ اضلاع مندرجہ فہرست ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء۔

کلکٹر خاندیش نے بحیثیت پولٹیکل ایجنٹ علاقجات مہواسی کے ملزم پر جرم قتل عمد کی تجویز مجوزہ جرم کی جسکا کہ ارتکاب اضلاع مندرجہ فہرست کے ایک گاؤن مین کیا گیا تہا اور ملزم کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ زان بعد صاحب موصوف نے اپنی کارروائیات گورنمنٹ مین بغرض منظوری ارسال کین۔ ملزم نے بہی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کا اپیل گورنمنٹ کے حضور کیا۔ اسپر گورنمنٹ نے پولٹیکل ایجنٹ کو قواعد مشتہرہ ۱۸۸۵ء بمد دفعہ ۲ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۳۶ء کے قاعدہ ۳۵ کے رو سے کارروائیات کے ہائیکورٹ مین بہیجدینے کی ہدایت کی۔ ملزم کا پیش کردہ اپیل بہی ہائیکورٹ مین بہیجا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ آیا ہائیکورٹ کو استصواب کے فیصلہ کرنیکا اختیار حاصل تہا۔

تجویز ہوئی کہ ہائیکورٹ کو اختیار حاصل تہا۔

استصواب منجانب لمے کیوین صاحب کلکٹر خاندیش و پولٹیکل ایجنٹ مہواسی علاقجات کاٹہی واقعہ ضلع خاندیش زیر دفعہ ۱۰ ایکٹ اضلاع مندرجہ فہرست نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء بمقدمۂ قتل عمد:

ملزم پر زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) الزام لگایا گیا تہا کہ اُسنے بیرا پانی گاؤن متعلق مہواسی علاقہ کاٹہی مین جو ضلع خاندیش مین ایک ضلع مندرجہ فہرست بروئے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء ہے

---

* استصواب فوجداری نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ایمپرر
بنام
[illegible]

جس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اسکی تجویز کلکٹر خاندیش نے بحیثیت پولیٹیکل ایجنٹ مہواسی علاقہ کاٹھی کے کی اور وہ مجرم قرار دیا جا کر حبس دوام بعبور دریائے شور کا سزایاب ہوا۔ بعد تجویز جرم و حکم سزا اسکے پولیٹیکل ایجنٹ نے کاغذات مقدمہ بغرض منظوری گورنمنٹ کے پاس ارسال کئے مگر چونکہ گورنمنٹ نے قواعد مصدرہ بروئے ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء کے قاعدہ ۳۵ کے مطابق سے ہائیکورٹ میں کاغذات روانہ کرنیکی ہدایت کی اسواسطے اسنے بہ تعمیل ارسال کیا ہے ملزم نے بھی گورنمنٹ میں تجویز جرم اور حکم سزا کی نارضی سے اپیل کیا۔ اسکا اپیل معہ کاروائیات کے ہائیکورٹ میں بھیجا گیا اور بطور مقدمہ نمبر ۳۹۹ سنہ ۱۹۰۱ء کے درج رجسٹر کیا گیا۔

ہر دو فریق کی طرف سے کوئی حاضر نہوا۔

(۱) (اول) دفعات ۳ و ۴ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء کے روسے ایک ایجنٹ بعض علاقجات واقع صوبہ خاندیش و ضلع احمد نگر کو جنرل ریگولیشنوں کے عمل سے مستثنے کرنیکے لئے موسوم ہوا ہے۔

(۳) اور اسکے روسے حکم دیا جاتا ہے کہ گورنر موصوف باجلاس کونسل بروئے ایکٹ ہذا حکم باجلاس کونسل کے مجاز ہونگے۔ ایسے قواعد مرتب کریں جو وہ ایجنٹ متذکرہ صدر اور دیگر افسران ماتحت خود کی رہنمائی کیلئے مناسب خیال کریں اور کہ امور کا تصفیہ کریں کہ کس حد تک بعینہ ایجنٹ مقدمات دیوانی ناطق ہوگا۔ اور کن مقدمات میں (صدر دیوانی عدالت) میں اپیل ہوسکیگا اور اس اختیار کی تشریح کریں جو ایجنٹ مذکور کو مقدمات فوجداری میں عمل میں لانا چاہئے۔ اور کہ کن مقدمات کو (صدر عدالت فوجداری) کے فیصلہ کیلئے ارسال کرنا ہوگا۔

(۴) اور اسکے روسے حکم دیا جاتا ہے کہ بر طبق وصلی کسی فوجداری تجاویز سپرد کردہ ایجنٹ بروئے اس قاعدہ کے جو جدید گورنر باجلاس کونسل مرتب کریں۔ سے صدر عدالت فوجداری (فیصلہ ناطق یا کوئی اور حکم صادر کریگی جو بعد غور کامل کے عدالت مذکورہ اور مناسب خیال کرے بعینہ اسی طریق پر کہ گویا سشن جج نے ہی حسب معمول تجویز ارسال کی ہے۔

(۲) قاعدہ نمبر ۳۵ منجملہ قواعد مشتہرہ بروئے دفعہ ۴ بمبئی ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء۔

۳۵ - مقدمات فوجداری میں ایجنٹ کا کامل اختیار جرمانہ و قید (۵) پانچسال معہ یا بلا مشقت کی حد تک وسیع ہوگا۔ اور احکام سزا متضمن سزا زائد از حد مذکورہ یا شدید تر بغرض منظوری کے صدر عدالت فوجداری میں ارسال کرنے چاہئیں۔

(۳) دفعہ ۲ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ء۔

جملہ قواعد ابتک کے جو اب گورنر جنرل باجلاس کونسل بہادر یا لوکل گورنمنٹ نے واسطے رہنمائی افسران اضلاع مندرجہ فہرست کے بابت جملہ اغراض یا کسی غرض مندرجہ دفعہ ۶ کیلئے مرتب کئے ہیں اور وہ ایکٹ ہذا کے صادر ہونے کے وقت نافذ ہوں نافذ رہیں گے اسوقت تک اور اسصورت میں کہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل یا لوکل گورنمنٹ جیسی کہ صورت ہو کوئی اور طرح ہدایت کریں۔ جملہ موجودہ افسران جو ضلع مذکور میں ایکٹ ہذا کے تاریخ نفاذ سے پہلے مقرر ہوچکے ہوں انکی تقرری اسی ایکٹ کے روسے منظور ہوگی۔

سنہ ۱۹۰۰ء بنام رتنیا

رانا ڈے صاحب جج :۔ مقدمہ ہذا مین کلکٹر خاندیس نے بحیثیت پولٹیکل ایجنٹ علاقجات مہواسی کے رتنیا ملزم کی تجویز بجرم قتل زوجہ خود موضعہ بیرا پانی متعلق علاقہ کاٹھی کے کی اور ملزم کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا تابع منظوری جناب نواب گورنر بہادر باجلاس کونسل کے دی۔ ملزم نے بہی جناب نواب گورنر بہادر باجلاس کونسل کے حضور اپیل دائر کیا حضور نواب گورنر بہادر باجلاس کونسل نے پولٹیکل ایجنٹ کو عدالت ہذا مین کاغذات روانہ کرنیکی ہدایت کی اور اسی کے مطابق پولٹیکل ایجنٹ نے استصواب حال بزیر قاعدہ ۔ ۳۵ منجملہ قواعد مشتہرہ بماہ جولائی سنہ ۱۸۵۵ء بر دے ان اختیارات کے جو گورنمنٹ کو ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء کی دفعہ ۳ کے سے حاصل ہین کیا ہے۔

قاعدہ ۳۲ ایجنٹ کو فرائض مجسٹریٹ عطا کرتا ہے۔ قاعدہ ۳۳ اسے اُن جملہ جرائم کی سماعت کا اختیار دیتا ہے جنکا ارتکاب اسکے پولٹیکل چارج کے حدود کے اندر ہوا ہو اور قاعدہ ۔ ۳۵ اُسے مجرمون کو سزائے جرمانہ و قید پانچسال دینے کا کامل اختیار دیتا ہے اور اُس مین یہ ہدایت درج ہے کہ احکام سزا متضمن سزا زائد از عرصہ مذکور یا شدید تر بغرض منظوری صدر عدالت فوجداری مین ارسال کرنے چاہئین۔ قاعدہ ۔ ۳۴ کے رو سے حکم کیا جاتا ہے کہ پولٹیکل ایجنٹ ایسے مقدمات کی مسل جب منظوری کی ضرورت ہو صدر عدالت فوجداری کے پاس بھیجدے اور قاعدہ ۔ ۴۴ عدالت کو برطبق درخواست جانب قیدی سزایاب بمقدمات مذکور کے کاروائی کرنے کا اختیار دیتا ہے اور یہہ کہ بعد ازان اُسکے ویسا ہی عمل کرے جیسا کہ دفعہ ۳ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء مین مندرج ہے۔ اس موخر الذکر ایکٹ کی دفعہ ۳ مقتضی اس امر کی ہے کہ صدر عدالت فوجداری ایسے مقدمات منظوری مین قطعی حکم سزا یا حکم اسی طریق پر صادر کریگی گویا کہ یہ تجویز حسب معمول عدالت سشن نے ہی ارسال کی ہے استصواب حال انہی شرائط کے تابع بغرض تصفیہ عدالت ہذا مین آیا ہے اور امر غور طلب یہہ ہے کہ آیا عدالت ہذا کو وہ اختیار حاصل ہے جو سابقہ صدر عدالت فوجداری کو ایسے مقدمات مین بطریق منظوری یا بطریق اپیل کارروائی کرنے کے لئے حاصل تہا۔

ہائیکورٹ کے قائم ہونے کے بعد اس اختیار سماعت کے استعمال کے لئے کوئی متعدد موقعے پیش نہین آئے ہین صرف ایک ہی مطبوعہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سرپا دا (۱) مین عدالت ہذا کے

(۱) (سنہ ۱۸۶۹ء) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۰۱۔

ڈویژن بنچ (برڈوڈ صاحب جارڈین صاحب جسٹسان) نے قرار دیا ہے کہ اُن مقدمات مین جنمین پولٹیکل ایجنٹ نے حکم سزا صادر کیا ہو اور وہ افسر مذکور کے کامل حدود اختیار سماعت کے اندر ہون کوئی اپیل عدالت ہذا مین نہین ہو سکتا۔ حکام موصوف نے قرار دیا ہے کہ قاعدہ ۴۴ متذکرہ صدر خلاف اختیار تہا

برڈوڈ صاحب جسٹس کی یہہ رائے تہی کہ ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء مین کوئی حکم موجود نہین ہے جو گورنمنٹ کو عدالت مذکور کو اختیارات اپیل عطا کرنے کا اختیار دیتا ہو جیسا کہ قاعدہ ۴۴ کے روسے عمل مین آیا ہے اور کہ قاعدۂ مذکور کوئی جائز قاعدہ مصدرہ بروئے ایکٹ مذکور متصور نہین ہو سکتا۔ وہ قاعدہ متعلق اپیلہا و قاعدہ مشعر ہدایت استصوابہا کے درمیان حد فاصل قایم کرتا ہے کیونکہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ ایکٹ سے عدالت مذکور کو بطور ایک عدالت استصواب بغرض منظوری احکام سزا مصدرہ تجاویز فوجداری کے متصور کیا ہے۔ مقدمۂ حال جہانتک کہ وہ ایک ایسا استصواب ہے، برڈوڈ صاحب جسٹس کی رائے مین صدر عدالت فوجداری کے حدود اختیارات سے خارج نہین ہوگا۔ اور اسلئے بروئے دفعہ ۹ ایکٹ ہائیکورٹہائے و دفعہ ۲۷ فرمان شاہی کے ہائیکورٹ کے حدود اختیارات سے بھی باہر نہین ہے جو جملہ طریق اختیار سماعت کے متعلق پرانی عدالت فوجداری کی قائمقام ہے۔ بیشک جارڈین صاحب جسٹس حد سے تجاوز کر گئے ہین۔

مسٹر برڈوڈ صاحب جسٹس کے اس رائے کے ساتھہ اتفاق کرتے ہوئے کہ قاعدہ ۴۴ خلاف اختیار تہا جارڈین صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی کہ بعد صادر ہونے ایکٹ ۱۸۴۷ء کے جسنے ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء کو منسوخ کیا ہے یہ قواعد زیر ایکٹ سابق اس حد تک مؤثر نہ رہے تہے جس حد تک کہ وہ عدالت ہذا کے اختیارات کے متعلق تہے اسکی یہہ رائے تہی کہ دفعہ ۷ ایکٹ ۱۸۴۷ء نے اُن قواعد کو قایم نہین رکہا اِلّا بجز اُس حد تک کہ وہ پولٹیکل ایجنٹ اور اُسکے افسران کے متعلق تہے کیونکہ وہ اُسوقت نافذ متصور نہین ہو سکتے تہے۔ جبکہ ایکٹ اضلاع مندرجہ فہرست (۱۴ ۱۸۷۴ء) صادر ہوا تہا اور وہ فرمان شاہی ہائیکورٹ سے متناقض تہے معلوم ہو جائیگا کہ یہ رائے جواز یا عدم جواز قاعدہ نمبر ۴۴ سے تجاوز کر گئی ہین۔ سیر ہم جلیس فلٹن صاحب جسٹس کی یہ رائے ہے کہ دفعہ ۷ ایکٹ ۱۸۴۷ء نے قواعد ۱۸۵۵ء مرتبہ بروئے ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء کو قایم رکہا ہے اور کہ اسوجہہ سے اختیارات عدالت بحیثیت عدالت استصواب باغراض منظوری کے قایم رکہے گئے ہین۔

مین خود بھی یہ قرار دینے پر مائل ہون کہ صدر عدالت فوجداری کا یہہ اختیار منظوری ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء کے عمل کے روسے قایم تہا اور قواعد ۱۸۵۵ء جو ہائیکورٹ کے قایم ہونے کے وقت موجود تہے

تاوقتیکہ کوئی جدید نوٹیفیکیشن برعکس بر ئے ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۷۴ء مشعر منسوخی قواعد سنہ ۱۸۵۵ء صادر نہو برُ ئے دفعہ ۷ ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۷۴ء نافذ متصور ہونے چاہئین ۔ نوٹیفیکیشنہائے سنہ ۱۸۷۹ء و سنہ ۱۸۸۰ء کا صریحًا کچھ اثر نہین ہے ۔ قواعد سنہ ۱۸۵۵ء جہانتک وہ کارروائیات منظوری سی متعلق ہین ۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء مین صریحًا مذکور نہین اور سنہ ۱۸۶۲ء مین نافذ تھے ۔ اور لہذا وہ اب بھی نافذ ہین اور ہائیکورٹ کو یہ اختیار عطا کرتے ہین ۔ چونکہ امر زیر غور مشکلات سی بالکل مبرا نہین ہے اسلئے مین فلٹن صاحب جسٹس کے ساتھ اتفاق کرتا ہون کہ یہ مناسب ہوگا کہ پولیٹیکل ایجنٹ اور ملزم کے نام نوٹس جاری کیا جائے اس استصواب کا قطعی فیصلہ کرنے سے پہلے مقدمہ مین مزید بحث سماعت کیجائے ۔

بابت اپیل نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۹۷ء نظیر مذکور زیادہ تر متعلق ہے گو ساتھ ہی یہ بھی خیال ہے کہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سریا (۱) مین حکم سزا مصدرہ پانچسال کیلیے تھا اور پولیٹیکل ایجنٹ کے اختیارات کے اندر تھا مگر موجودہ صورت مین حکم سزا اُسکے اختیارات سے صریحًا تجاوز کرگیا ہے اور فی الواقع اسکے لئے عدالت ہذا یا گورنمنٹ کی منظوری درکار ہے اسلئے مین قبل منظور کرلینے اپیل یا فیصلہ کردینے استصواب کے ہدایت کرونگا کہ پولیٹیکل ایجنٹ اور قیدی کے نام نوٹس جاری کئے جائین ۔

فلٹن صاحب جسٹس ۔ مقدمہ ہذا مین ایجنٹ جناب نواب گورنر بہادر خاندیس نے عدالت ہذا مین کارروائیات بغرض منظوری بھیجی ہین جس مین اُسنے قیدی کو مہواسی علاقہ کاٹھی مین قتل عمد کا مجرم قرار دیا ہے اور اُسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی ہے ۔ استصواب ایک ایسا استصواب ہے جسکے متعلق کوئی نظیر ہمارے علم مین نہین لائی گئی ۔ اور اس سی اختیار سماعت عدالت کے متعلق بحث مشکل سوال پیدا ہوتا ہے ۔

بر ئے ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۴۶ء کے جو بعض مہواسی علاقجات کو معمولی عدالتون کے دیوانی و فوجداری اختیار سماعت سے خارج رکھنے کے لیے صادر کیا گیا تھا یہ حکم دیا گیا تھا کہ جناب نواب گورنر باجلاس کونسل مجاز ہین کہ ایسے قواعد مرتب کرین جو وہ ایجنٹ کے اختیار بمقدمات فوجداری کی تشریح کرنے اور اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کونسے مقدمات ایجنٹ کو صدر عدالت فوجداری کے پاس بغرض فیصلہ بھیجنے چاہئین مناسب خیال کرے

(۱) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۰۵ ۔

مزید یہہ بھی حکم درج تھا کہ مستجاویز فوجداری سپرد شدہ زیر قاعدہ مذکور کے موصول ہونے پر صدر عدالت فوجداری فیصلہ ناطق یا کوئی اور حکم صادر کرے جو بعد غور کامل عدالت ضروری اور مناسب خیال کرے گویا کہ تجویز حسب معمول کسی سشن جج نے ہی ارسال کی ہے " یہہ یاد رہے کہ ۱۸۴۶ء میں جبکہ ایکٹ ہذا صادر ہوا تھا ضابطہ مندرجہ ریگولیشن نمبر ۱۳ ۱۸۲۷ء دفعہ ۲ و ریگولیشن ۱۸۳۰ء کے رو سے سشن جج کے لئے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف احکام سزائے موت ہی بلکہ احکام عبور دریائے شور یا حبس دوام کی بھی منظوری حاصل کرے۔ چنانچہ ۱۸۵۵ء میں وہ قواعد جو گورنمنٹ گزٹ بابت سال مذکور کے صفحات ۱۳۴۲ لغایت ۱۳۴۶ پر درج ہیں مرتب کیے گئے تھے۔ قاعدہ ۳۵ کے رو سے ایجنٹ کا کل اختیار مقدمات فوجداری میں جرمانہ اور پانچسال قید تک تھا۔ اور اسمیں ہدایت تھی کہ احکام سزا متضمن سزا زیادہ عرصہ مذکور یا شدید تر بغرض منظوری صدر عدالت فوجداری میں ارسال کئے جانے چاہئیں۔ قاعدہ ۳۸ میں یہہ ذکر تھا کہ اگر سزا جو ایجنٹ نے مناسب خیال کی ہو اسکے اپنے اختیار سے متجاوز ہو تو اسے اپنی تجویز کردہ سزا معلتوی کرنی چاہئے اور مقدمہ بصیغہ ابتدائی صدر عدالت فوجداری کے پاس بھیجدینا چاہئے جو اس مقدمہ کی سماعت کرے اور حکم سزا یا اور حکم جیسا کہ وہ مناسب خیال کرے صادر کرے اور کہ ہدایات جو عدالت عالیہ ایجنٹ کو بھیجے اسپر عملدرآمد خود ایجنٹ کو کرانا چاہئے قاعدہ ۴۴ کے رو سے صدر عدالت فوجداری کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی مقدمہ میں کسی ایسے فریق کیطرف سے عدالت مذکور میں درخواست ہونے پر جسکے کہ برخلاف ایجنٹ نے حکم سزا صادر کیا ہو ایجنٹ کی کارروائیات طلب کرے اور ازاں بعد بموجب احکام دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء کاربند ہو۔

بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام سرپادا جیندقیہ یوں ہے کہ ہائیکورٹ میں درخواست کی گئی کہ ایجنٹ نے بعوض اس جرم کے جسکا ارتکاب موضع دہنا کے ایک گاؤں میں کیا گیا پانچسال قید کی سزا دی تھی حکام موصوف نے درخواست کو بطور ایک اپیل کے متصور کرکے اس بنا پر خارج کردیا تھا کہ قاعدہ ۴۴ چونکہ احکام ایکٹ ۱۱ ۱۸۴۶ء سے متجاوز تھا اسلئے خلاف اختیار تھا۔ یہ فیصلہ مقدمہ زیر غور پر صریحاً موثر نہیں ہے البتہ فاضل ججان کی دشوار تحقیقات سے جنہوں نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا

(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۵۰۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بنام
رتنیا

ہمیں اُس سوال کا تصفیہ کرنے میں امداد کثیر ملتی ہے جو اسوقت ہمارے روبرو پیش ہے۔ اس امر کو قبول کرسکتے کہ قاعدہ ۳۴ خلاف اختیار رہتا اور کہ صدر عدالت فوجداری کو بروئے ایکٹ بحیثیت عدالت اپیل یا نظر ثانی کے نسبت احکام سزا کم از پانچسال کے اختیار حاصل نہ تھا تاہم یہ صحیح نہیں ہوتا کہ اسکا اختیار بصورت احکام سزا زائد از عرصہ مذکور ناقابل گرفت تھا جسکی نسبت ایکٹ مذکور میں صریح طور پر حکم درج ہے (مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۶۱ء و ضلاع غیر آئینی پر حاوی نہیں (ملاحظہ ہو دفعہ ۴۴۵) اور چونکہ اُس ایکٹ (۱۸۶۱ء) پر کچھہ اثر نہیں پڑا اسلیئے وہ اختیار بحیثیت نسبت استصواب و اختیار صدر عدالت فوجداری دوبارہ کرنے کارروائی مقدمات از قسم مقدمہ حال پر مؤثر نہیں ہوا۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں ہائیکورٹ بروئے قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ کے قایم ہوئی جسکی دفعہ ۹ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اسکے اختیار سماعت کا فیصلہ فرمان شاہی کے روسے ہوگا سواے اُس صورت کے کہ وہ ازان بعد بذریعہ قانون کے ترمیم کیا جاے۔ ابتدائی فرمان شاہی کلکتہ مذکورہ میں ہی صادر ہوئے تھے ضمن ۲۰ مقتضی اس امر کی ہے کہ ہائیکورٹ تابع اپنے اختیارات اپیل کے عدالت استصواب و نظر ثانی بجاے عدالتہاے فوجداری ہوگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ وہ ان جملہ مقدمات کی سماعت و فیصلہ کرے جنکا استصواب سشن جج کرے یا کوئی اور افسران جو صدر عدالت فوجداری سے مقدمات کا استصواب کرنیکے مجاز ہوں اور ایسے جملہ مقدمات کی نظر ثانی کرے جنکی تجویز کسی ایسے حاکم یا عدالت نے جسکو اختیارات فوجداری حاصل ہوں کی ہو اور جو اسوقت قابل استصواب یا نظر ثانی بعدالت صدر عدالت فوجداری تھے۔

میرے نزدیک یہ بالکل صاف بات ہے کہ ضمن مذکور کے روسے اختیارات صدر عدالت فوجداری بحیثیت عدالت استصواب از فیصلجات ایجنٹ اُن جملہ مقدمات میں ہائیکورٹ کے لئے بحال رکھے گئے ہیں جنکا کہ استصواب وہ صدر عدالت فوجداری ہی کرنیکا مجاز تھا۔ یہ سچ ہے کہ اُسکے فیصلجات کی ناراضی سے کوئی اپیل عدالت فوجداری یا ازان بعد ہائیکورٹ میں نہیں ہوسکتا مگر یہ حکم صریح ہے کہ ہائیکورٹ اُن تمام مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کرنے کی مجاز ہوگی جنکا استصواب اس ہی کسی ایسے حاکم نے کیا ہو جسکو اختیارات فوجداری حاصل ہوں اور جو قابل استصواب بعدالت صدر عدالت فوجداری ہوں جبکہ دفعہ ۹ ایکٹ ہائیکورٹ کے ساتھہ ملا کر پڑھی جاے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اختیار سماعت قایم رکھا گیا تھا۔ اگر ضمن مذکور تنہا ہی ہوتی تو اُسصورت میں البتہ یہ بحث ہوسکتی تھی کہ لفظ "و" اور "یا" توضیحی تھا اور کہ ہائیکورٹ بمقابلہ ان عدالتوں کے جنکی ناراضی سے اسکے یہاں اپیل ہوسکتا ہو صرف ایک عدالت استصواب و نظر ثانی تھی۔

۱۹۰۱ء
حکم
رتینا

مگر دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور پر غور کرنے سے ایسی تعبیر ناممکن ہے کیونکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فرمان شاہی میں کوئی
ہدایت مشعر زایل کرنے اختیار سماعت مذکور کے مندرج ہے جس سے وہ مقدمات خارج از سماعت ہو جائیں
جنکی تجویز بیشتر صدر عدالت فوجداری میں ہوتی تھی ایسا زوال اختیار نہایت غیر اغلب ہوگا کیونکہ یہ نہیں
سکتا کہ ایسے مقدمات مطلقاً بغیر کسی ہدایت کے ہی چھوڑے گئے ہوں اگر ایسا ہی منشا ہوتا تو اس امر کا ذکر
لاریب صاف الفاظ میں ہوتا تاکہ وہ دفعہ ۹ کے وسیع احکام سے باہر رہتا مزید برآن ہائیکورٹ میں کوئی اپیل
بارضی فیصلجات مجسٹریٹان کے نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم بعض مجسٹریٹان بروے دفعہ ۴۰۴۔ ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۱ء
کے صدر عدالت فوجداری سے مقدمات کا استصواب کرنیکا اختیار حاصل تھا اور ہائیکورٹ کے قائم مقام ہونیکے
بعد ایسے استصوابات کے جاری رہنے کے متعلق ہرگز اعتراض نہیں کیا گیا۔ مرحمہ فرمان شاہی ۱۸۶۵ء سے
کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔ اس مرحمہ فرمان شاہی نے ان اختیارات کو جو بروے سابقہ فرمان شاہی کے ہائیکورٹ
کو عطا تھے صرف بحیثیت ایک عدالت استصواب کے جاری رکھا مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۷۲ء کے نافذ ہونے سے
اس صورت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور وہ تمام برٹش انڈیا تک وسیع کیا گیا اور اسمیں ان خاص ضوابط کو
جنکی مراعات کسی ایسے قانون کے ذریعہ سے ہوتی تھی بحال رکھا گیا جو کہ صحیح طور پر منسوخ نہ ہوا ہو۔ ایکٹ
۱۱ ۱۸۷۲ء کا فقرہ ۳ اور انتظامات زیر ایکٹ مذکور غیر مبدّل رہے۔ از ان بعد ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء نافذ ہوا۔
جو اس طریق پر ضمہ اسی دیہات میں جاری کیا گیا تھا جسکی تشریح مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سریا میں کیگئی ہے۔
واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے منسوخی ایکٹ مذکور غیر اہم ہے۔ ان قواعد کا جواز جس میں وہ ضابطہ درج ہے جسکا
اتباع ایجنٹ کو کرنا چاہیئے ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۲ء سے پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ دفعہ ۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۷۴ء
سے پیدا ہوتا ہے۔ قواعد مذکور کے رو سے وہ استصواب از قسم حال کے کرنیکا مجاز کیا گیا ہے اور فرمان شاہی
ضمن ۲۸۔ ہائیکورٹ کو استصواب کئے جانے پر مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ کا اختیار دیتا ہے ہائیکورٹ
کا اختیار سماعت ہرگز ایکٹ ۱۱ ۱۸۷۲ء یا قواعد مصدرہ زیر ایکٹ مذکور پر مبنی نہیں ہے بلکہ فرمان شاہی
پر جو دفعہ ۹ ہائیکورٹ ایکٹ ۲۴ و ۲۵۔ وکٹوریہ باب ۱۰۴ پر مبنی ہیں صرف ایک ادنا کمٹمنٹ جسکا ذکر
کرنا ضرور ہے وہ موجودہ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری سابقہ ضابطہ کی طرح تمام
برٹش انڈیا سے متعلق ہے مگر چونکہ بصورت عدم موجودگی کسی حکم خلاف کے وہ کسی قانون

مختص الامر و مقام یا کسی خاص اختیار سماعت یا اختیار عطا شدہ یا کسی خاص ضابطہ قائم شدہ برو‌ئے قانون نافذ الوقت (ملاحظہ ہو دفعہ ۷ ایکٹ ۵ مجریہ ۱۸۹۸ع) پر مؤثر نہیں ہے۔ لہذا دفعہ مذکور کے اختیار دربارہ استصواب مقدمہ پر یا اس اختیار سماعت پر جو ہمیں بروئے فرمان شاہی بنسبت سماعت و انفصال مقدمہ ہٰذا کے حاصل ہے مؤثر نہیں ہے۔

طریقہ وضع قوانین پر متذکرۃ الصدر نظر ثانی کرنے سے ہماری یہ رائے ہے کہ ہائیکورٹ کو استصواب حال کے سماعت و انفصال کا اختیار حاصل ہے۔ مقدمہ بالکل صاف ہے اور اسمیں کوئی خاص پیچیدگی نہیں ہے مگر چونکہ ملزم جس نے بحضور جناب نواب گورنر باجلاس کونسل درخواست کی تھی اس امر سے ناواقف ہے کہ ہم اسکا فیصلہ کرنے لگے ہیں اسلئے میرے خیال میں یہہ مناسب ہوگا کہ قبل اسکے کہ ہم اسکا فیصلہ کریں نوٹس اسکو نام جاری کیا جائے

{نوٹ - ملزم کے نام نوٹس جاری کرنیکے بعد ہائیکورٹ نے استصواب پر غور کیا اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو بحال رکھا اور اپیل نامنظور کیا۔}

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و فلٹر صاحب جسٹس

ملک معظم قیصر ہند بنام بالا و نارائن *

ه اپریل ۱۹۰۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ع) دفعات ۳۳۷ و ۳۳۹ ضابطہ فوجداری - وعدہ معافی کا کیا جانا اور قبول کیا جانا - شہادت کا دیا جانا اور مجسٹریٹ کا معافی کو واپس لے لینا ضبطی معافی ثابت ہونی چاہیئے - کب ضبطی قرار دیجا سکتی ہے اور معافی کب واپس لیجا سکتی ہے - طریق عمل -

ایک مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے منجملہ تین کس ملزمان کے ایک ملزم کو بروئے دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ع) وعدہ معافی دیکر اسکا بیان بطور گواہ کے لیا - مگر بعد ازاں مجسٹریٹ نے بروئے دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ معافی کو واپس لیا کہ ملزم نے عمداً ایک امر واقعہ متعلق جرم کو چھپایا تھا اور اسکو ہمراہ دیگر ملزمان کے بغرض تجویز کے عدالت سشن میں سپرد کیا جہاں کہ وہ مجرم قرار دیا گیا تھا سشن جج نے فیصلہ صادر کرتے وقت اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ مجسٹریٹ کا معافی کو واپس لینا ناجائز تھا اسلئے یہہ معلوم کہ ایسی واپسی تجویز کے ختم ہونے تک ملتوی رہنی چاہئے تھی اور عدالت سشن میں بھی ایسی ایسی یکجائی چاہئے تھی - اور ملزم نے کہ وہ امر واقعہ جسکا مبینہ طور پر چھپایا تھا ایسا ثابت نہیں کیا گیا تھا

---

* اپیل فوجداری نمبر ۶ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۱۰ء

شہنشاہ معظم
بالا و نرائن

تاہم ملزم مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسکو سزا دیگئی تھی۔ بر طبق اپیل بحضور ہائیکورٹ۔

تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم و حکم سزا اسوجہ سے منسوخ ہونے چاہئیں کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ معافی بر بنائے دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے ضبط کیگئی تھی بمبینہ امر واقعہ جسکا اخفا ایسی معافی کی بنا پر تھا ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ اگر معافی جو دیگئی تھی بر بنائے دفعہ ۳۳۹ ضبط نہیں ہوئی تھی تو وہ اب بھی نافذ اور ملزم رہا ہونا چاہئے۔

جبکہ موجودہ قانون کے ایسے مقدمات میں سوال یہ ہوتا ہے کہ آیا ملزم کسی اپنے فعل سے بھی ضبطی معافی کا باعث ہے تو یہ سوال ایک امر واقعہ ہے جس میں مجسٹریٹ ایک رائے اور سشن جج کوئی اور رائے اختیار کرسکتا ہے جیسا کہ کسی اور امر واقعہ کی نسبت بھی صورت میں ہو سکتا ہے سشن جج کو بطور خود بر بنائے شہادت کے اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ آیا معافی ضبط ہو گئی ہے کیونکہ اگر ضبط نہیں ہوئی تو آیا اس ملزم کی تجویز نہیں کیجاسکتی جبکہ معافی قبول کر چکا ہے۔

سوال۔ آیا مجسٹریٹ کے روبرو کارروائیات سپردگی کے وقت اس شخص کا بیان ہوا جسے معافی کو قبول کیا تھا ضمن دفعہ ۳۳۷ مجموعہ مذکور کے منشا کو پورا کرتا ہے جس میں یہ حکم درج ہے کہ ہر ایک ایسے شخص کا بیان بحیثیت گواہ ہر مقدمہ میں لیا ہوگا یا آیا ایسے شخص کا بیان بحیثیت گواہ بوقت ”تجویز“ ہونا چاہئے

ملکہ معظمہ بنام بھاؤ دا کی نسبت شتباہ کیا گیا۔

اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ ای ایم پریٹ صاحب سشن جج شولا پور بیجا پور مقدمہ فوجداری نمبر ۴۹ سنہ ۱۹۱۰ء۔

ملزمان (۱) بالا نرساگوڑا اور (۲) نارائن دولت پر الزام قتل عمد ایک شخص مسمی بیرا کا لگایا گیا تھا اور آمینہ زوجہ شخص متوفی پر اعانت جرم مذکور کا الزام لگایا گیا تھا۔

بتاریخ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء بدوران تحقیقات روبروئے مجسٹریٹ نارائن دولت (ملزم نمبر ۲) کو زیر دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) وعدہ معافی اس شرط پر دیا گیا تھا کہ وہ ان جملہ واقعات کا صحیح اور کامل اظہار کرے جو کہ اسکے علم میں ہوں اور اسیدن بحیثیت گواہ کے اسکا بیان لیا گیا تھا۔

۶ ستمبر کو مجسٹریٹ نے معافی اس بنا پر واپس لیلی کہ نارائن نے ایک خاص امر واقعہ کا جسکا کہ اسکو علم تھا اظہار نہیں کیا۔ اور نارائن معہ دیگر ملزمان کے واسطے تجویز کے سپرد عدالت سشن شولا پور بیجا پور کیا گیا تھا۔

مگر سشن جج کی یہ رائے تھی کہ بر بنائے دفعہ ۳۳۷ (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) یہ ضروری تھا کہ نارائن کا بیان بطور گواہ کے بوقت تجویز لیا جاتا اور کہ مجسٹریٹ قبل آغاز تجویز عدالت سشن کے وعدہ معافی واپس لینے میں غلطی پر تھا

سنہ ۱۹۰۱ء
بنام
مالا د نارائن

لہذا اُسنے معاملہ (نمبر ۱۲۴ سنہ ۱۹۰۱ء) کا استصواب ہائیکورٹ سے بایں التماس کیا کہ سپردگی نارائن منسوخ کیجائے۔ استصواب مذکور پر ہائیکورٹ نے حکم ذیل صادر کیا:-

سشن جج کو چاہئے کہ مقدمہ میں کارروائی شروع کرے۔ ملزم نارائن دت کا بیان بطور گواہ کے اُس مجسٹریٹ نے لیا تھا جسنے کہ معافی واپس لیلی تھی کیونکہ اُسکی رائے میں وہ شرط جسپر کہ معافی دیگئی تھی پوری کی گئی تھی۔

اسپر سشن جج نے تجویز شروع کی اور با تفاق رائے اسیران بالا اور نارائن (ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲) کو قتل عمد کا مجرم قرار دیا اور انمین سے ہر ایک کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ آمینہ مجرم ثابت نہوئی چنانچہ وہ رہا کیگئی۔

فیصلہ صادر کرتے وقت سشن جج نے یہ رائے ظاہر کی کہ مجسٹریٹ کا معافی کو واپس لے لینا جو نارائن کو دیگئی تھی اور وہ اُسے قبول کر چکا تھا ناجائز تھا: سوا اول) بدینوجہ کہ اُسکے خیال میں مجسٹریٹ کو واپسی کا کوئی اختیار حاصل نتھا کیونکہ قانوناً ایسی واپسی ممکن نہیں تا وقتیکہ دوسرے ملزم کی تجویز ختم نہو لے سوا دویم کہ امر واقعہ جسکی عدم اظہار بجانب نارائن بنائے واپسی تھا ثابت نہیں کیا گیا تھا اور فی الواقعہ نارائن کو اسکا علم نتھا۔ اُسکی رائے میں شہادت نارائن درست تھی۔

سشن جج نے اپنے فیصلہ میں نارائن کے متعلق حسب ذیل اظہار رائے کیا:-

مین یہ ایزاد کرتا ہون کہ میعاد اپیل کے منقضی ہونے پر مین گورنمنٹ کو اسبات کی تحریک کرونگا کہ ملزم نمبر ۲ کو معافی عطا کیجائے۔ مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے اُسے وعدہ معافی دیا اور جونہی کہ وہ شہادت دے چکا اس بناء پر معافی واپس لے لی کہ اُسنے قتل مین اُسکا عمداً کی شرکت کو مخفی رکھا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی بلا تسلیم فیصلہ ہائیکورٹ کے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ضابطہ مذکور ناجائز تھا مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کہین درج نہیں ہے کہ کس کے حکم سے معافی واپس لیجا سکتی ہے اور نہ ہی اس شخص کی تجویز کی بابت حکم درج ہے جسکو کہ معافی دیگئی ہو مگر دفعہ ۳۳۷ (۲) کے رو سے مقدمہ مین اسکا بیان بطور گواہ کے ہونا ضروری ہے۔ اور یہ اسصورت مین ہونا ممکن نہیں ہے جبکہ قبل از آغاز تجویز کے وعدہ معافی واپس لے لیا گیا ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ قانون کا یہ منشا ہے کہ معافی مجسٹریٹ کو واپس نہ لینی چاہئے بلکہ عدالت سشن کو واپس لینی چاہئے یا بہر کیف یہ منشا ہے کہ حکم تجویز صادر نہیں ہونا چاہئے تا وقتیکہ دوسرے ملزم کی تجویز ختم نہو لے۔ یہ امر واضح ہے کہ تا اختتام تجویز جبتک کہ شہادت کی سچائی کا اندازہ ہو سکتا ہو کام ہرگز نہیں لگ سکتے۔ قانون کی یہ تعبیر اختیار کرکے بیشک ہائیکورٹ کے پاس سپردگی ملزم نمبر ۲ کی منسوخی کی استدعا کی تھی مگر مجھے کارروائی تجویز شروع کرنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ مین اب مجسٹریٹ کی اُس دلیل کیساتھ متفق نہیں ہوں جو اُسنے معافی کے واپس لے لینے کے متعلق تحریر کی ہے میرے نزدیک یہ اغلب ہے کہ

شہنشاہ معظم قیصر ہند بنام بالا و نرائن ۱۹۰۱ء

لگاؤ ڈاکہ شریک جرم ہو مگر مین خیال نہین کرتا کہ اسکا شریک جرم ہونا ثابت کیا گیا ہے سیشن جج کے خیال مین وہ ہرگز شریک جرم نہتا۔ یہ فرض کر لیجئے کہ فی الواقع کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ اسکے شریک جرم ہونیکا ملزم نمبر ۲ کو علم تہا۔ میرے خیال مین ملزم نمبر ۲ کی شہادت درست تہی اور اگر شہادت مذکور میرے روبرو ہوئی ہوتی تو مین ہرگز معافی واپس نہ لیتا مگر مین اس بنا پر اسکو بری کرنیکا مجاز نہین ہون کیونکہ وہ یہہ عذر نہین کرتا کہ اسنے شہادت درست دی۔

پس وہ ضابطہ جسکا اتباع کیا گیا ہے اس حیران کن نتیجہ کا باعث ہوا ہے کہ مین ایک ایسے شخص کی نسبت حکم سزا صادر کر رہا ہون جو میرے خیال مین آج بری ہونا چاہئیے۔ اس مشکل سے مخلصی کا صرف یہی راستہ ہے کہ گورنمنٹ کو کہا جائے کہ ملزم نمبر ۲ کو معافی کا فائدہ دیا جائے جو مجسٹریٹ نے اسے دی تہی۔ اور ممکن ہے کہ ہائیکورٹ بذریعہ اپیل اپنے حکم پر دوبارہ غور کرے اور اسکی سپردگی اور تجویز جرم کو منسوخ کر دے۔

بالا اور نارائن نے اپیل کیا۔

فریقین کیطرف سے کوئی حاضر نہتا۔

کینڈی صاحب جسٹس: مین فلٹن صاحب جج کے ساتھہ اس قرارداد مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل بالا ملزم نمبر ۱ خارج کیا جاوے اور کہ تجویز ثبوت جرم ملزم نمبر ۲ نارائن منسوخ کیجاوے اور وہ رہا کیا جاوے۔ چونکہ حکم عدالت ہذا مورخہ ۲۹۔ نومبر ۱۹۰۰ء مشعر انکار از منسوخی سپردگی ملزم نارائن مین ہی شریک تہا اسلئے مین یہہ کہتا ہون کہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہیاوڈ[1] اور وہ کثیر التعداد مقدمات جو مجموعہ ضابطہ فوجداری مولفہ سوہونی مین مندرج ہین ہمکو نہین جتلائے گئے تہے۔ خواہ ہمارا حکم درست تہا یا نہین ہم اسپر دوبارہ غور نہین کر سکتے اور نہ ہی سپردگی منسوخ کر سکتے ہین مگر اسکا یہہ مطلب نہین ہے کہ تجویز جرم نارائن برقرار رہے۔ اگر یہہ واضح ہو جاوے کہ اسکی معافی بروئے دفعہ ۳۳۹ ضبط نہین ہوئی تو بس یہہ بالکل صاف ہے کہ معافی مذکور ابتک قائم ہے اور وہ رہا ہونا چاہئیے مین سیشن جج کی رائے کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون کہ معافی ضبط نہین ہوئی۔

فلٹن صاحب جسٹس: میرے نزدیک بالا ملزم نمبر ۱ صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے اور کہ اسکا اپیل نامنظور ہونا چاہئیے۔ بنسبت نرائن ملزم نمبر ۲ میری یہہ رائے ہے کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئیے اور کہ وہ اس بنا پر رہا کیا جانا چاہئیے کہ یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ معافی جو اسکو مجسٹریٹ نے دی تہی بروئے دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ضبط ہو گئی ہے۔

[1] (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ
بنام
بالا دیا رائین

فاضل سشن جج نے خیال کیا ہے کہ مجسٹریٹ وعدہ معافی دہندہ کو قبل از اختتام تجویز ملزم زیر سپردگی کا کوئی اختیار حاصل نہیں تہا۔ سشن جج کی اس رائے کی تائید فیصلہ عدالت بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام بہاؤ (۱) سے ہوتی ہے۔ مگر جہانتک مقدمہ ہذا کا تعلق ہے اس معاملہ کا تصفیہ حکم عدالت ہذا مورخہ ۲۹۔ اکتوبر سے ہوچکا ہے اور اب سر از سر نو کارروائی نہیں ہوسکتی۔ ملکہ بنام فوکس (۲) ملاحظہ طلب۔ پس بسطح اغراض مقدمہ ہذا اسکی سپردگی جائز متصور ہونی چاہئے اور دربارہ تمام سوال متعلق صحیح تعبیر دفعہ ۳۳۷ کے یہہ جتلا دینا کافی ہے کہ یہ خیال نہ کیا جائے کہ ملنے فیصلہ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام بہاؤ (۱) سے اتفاق کیا ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ درج ہے کہ ہر شخص جو جرم کی معافی حسب منشاء دفعہ ہذا قبول کرے اسکا اظہار بطور گواہ مقدمہ کے لیا جائیگا اور مجھ کو اشتباہ ہے کہ آیا لفظ "مقدمہ" کو بہ "تجویز" کا مترادف قرار دینا صحیح ہے۔ بنسبت شخص قبول کنندہ معافی کے جسکا بیان کارروائی سپردگی مین ہوا ہو بدون کسی غلطی کے یہہ کہنا بجا ہے کہ اسکا بیان مقدمہ مین ہوا ہے اور کسی نہج سے یہہ صحیح نہیں ہے کہ واضعان قانون کا مقصود اسکا بیان بوقت تجویز بعدالت سشن جج تہا درحالیکہ انہون نے یہ بیان کیا ہے کہ اسکا بیان مقدمہ مین لیا جائے۔ بہت صورتون مین بظاہر مجسٹریٹ کے لئے یہ قرار دینا نامناسب ہے کہ ایسے شخص کی معافی اسوقت ضبط ہوجاتی ہے جبکہ اسکے شریک ملزم کی تجویز ختم ہو مگر دوسری صورتون مین حلف دروغی روبروے مجسٹریٹ اسقدر واضح درپیش ہوسکتی ہے جس سے سپردگی مین تاخیر ڈالنے فائدہ ہوتا ہے اسلئے میرے نزدیک کوئی قاعدہ جملہ صورتون پر حاوی وضع ہونا ناممکن ہے جسکے روسے یہ اندازہ ہوسکے کہ کس مرحلہ پر اس ملزم کی سپردگی قرین مصلحت ہے جسکی معافی عدالت کی رائے مین ضبط ہوچکی ہو اور میرا میلان طبع اسی خیال کیطرف ہے کہ واضعان قانون کا مقصود بجائے لفظ "تجویز" کے عام لفظ مثل "مقدمہ" استعمال کرنیسے کسی ایسے قاعدہ کے وضع کرنیسے محترز رہنے کا تہا۔ یہ یاد رہے کہ دفعہ ۳۳۹ مین لفظ "واپس لیگئی" مندرجہ مجموعہ سابق معدوم ہوگیا ہے اور اسکی بجائے لفظ "ضبط شدہ" درج ہوا ہے موجودہ صورت قانون کی روسے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ملزم کسی اپنے ہی فعل سے معافی ضبط کرا چکا ہے یا آیا مجسٹریٹ نے جائز طریق پر معافی واپس لے لی ہے۔ یہ سوال ایک سوال امر واقعہ ہے جس مین مجسٹریٹ ایک رائے اور سشن جج کوئی دوسری رائے اختیار کرسکتا ہے جیسا جبکہ مقدمہ مین کسی اور سوال امر واقعہ زیر بحث کی صورت مین ہوسکتا ہے۔ عدالت سشن کو بذات خود بربنائے شہادت موجودہ بروئے خود کے اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ آیا معافی ضبط ہوچکی ہے کیونکہ اگر ضبط نہیں ہوئی تو ملزم

(۱) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۴۹۳۔
(۲) (۱۸۷۶ء) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
بالا ناراین

قبول کنندہ معافی کی تجویز نہین ہوسکتی مقدمہ ہذا مین سشن جج کا یہہ خیال تہا کہ یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ ناراین نے کوئی اہم امر عمداً مخفی رکھا یا جھوٹی شہادت دی اور اس امر مین مجسٹریٹ سے اختلاف کیا جسکا یہہ خیال تہا کہ اسنے جھوٹی شہادت دی ہے اور اسلئے اُسے سپرد کیا مین سشن جج کیساتہہ اتفاق کرتا ہون ہمکو ذرا بہی اشتباہ ہوسکتا ہی مگر شہادت سے کوئی بات اسکے برخلاف ظاہر نہین ہوتی جسپر یقیناً یہہ کہا جاسکے کہ ناراین نے کوئی اہم امر عمداً مخفی رکھا یا جھوٹی شہادت دی لہذا اسکی تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئے اور وہ رہا ہونا چاہئے۔

حکم مطابق اسکے۔

اجلاس کامل صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر ایل جنکنز صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

۱۵ اپریل ۱۹۰۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پربہوشنکر*

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعات ۲۶۹ و ۴۱۸ - جرم قابل تجویز باعانت اسیسران کا فی الواقعہ بذریعہ جوری کے تجویز ہونا - تجویز بذریعہ جوری - اپیل نسبت امر واقعہ - طریق عمل - ضابطہ -

برُوئے دفعہ ۴۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) کے کوئی اپیل نسبت امور واقعاتی کے نہین ہوسکتا جبکہ شخص ملزم کی تجویز جرم یا جرائم کسی ایسے جرم کے جسکی تجویز باعانت اسیسران ہونی چاہئے تہی بذریعہ جوری ہوئی ہو۔

شخص ملزم پر جرائم زیر دفعات ۳۶۲ و ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۶۶ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) کا الزام لگایا تہا اور اوسکی تجویز ہوگئی تہی منجملہ ان جرائم کے جرم اول مین وہ قابل تجویز بذریعہ جوری کے تہا اور موخرالذکر دو جرائم مین قابل تجویز باعانت اسیسران تہا مگر یہہ جرائم مین اُنکی تجویز بذریعہ جوری ہوئی جنہنے اُسے جرم سوم مین مجرم قرار دیا صاحب جج نے رائے جوری کو تسلیم کیا اور ملزم کو چار سال قید سخت کی سزا دی - ملزم نے اپیل کیا -

---

* اپیل فوجداری نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
پرہیوتم شنکر

مجموعۂ تعزیرات ہند کے لگئی تھی - ایسے جرائم احمدآباد میں باعانت جوری قابل تجویز نہیں ہیں - اسلئے بروے دفعہ ۲۶۹ (۳) مجموعۂ ضابطہ فوجداری کے ملزم کی تجویز بعلت جرائم موخرالذکر کے منجانب عدالت سشن باعانت اہالی جوری کے جو بحیثیت اسیسران کے ہونی چاہیئے تھی -

بظاہر سشن جج نے اس حکم قانون کی تقلید نہیں کی - اُسنے بلحاظ ہر سہ جرائم کے جوری کو متنبہ کیا اور وہ واقعات جتلائے جنکے روسے بقول اسکے جوری تجویز جرم قتل انسان مستلزم سزا جو قتل عمد یا عمداً ضرر شدید پونچانے کی حد تک نہیں پہونچتا کرنے کی مجاز تھی جوری نے یہ متفق رائے ظاہر کی کہ ملزم نہ تو قتل عمد کا اور نہ ہی قتل انسان مستلزم سزا کا جو قتل عمد کی حد تک نہ پونہچتا ہو مجرم نہیں ہے - بلکہ وہ زیر دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند عمداً ضرر شدید پونچانیکا مجرم تھا - اور کہ بوقت ارتکاب فعل مذکور کے وہ صحیح العقل تہا - اسپر سشن جج نے جوری کے بالاتفاق راے کو تسلیم کرکے ملزم کو جرم زیر دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیکر سزا دی -

دفعہ ۵۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقتضی اس امر کی ہے کہ اگر کوئی جرم جسکی تجویز باعانت اسیسران کے ہونی چاہیئے اہالی جوری کی معرفت تجویز کیا جائے تو ایسی تجویز محض اسوجہہ سے ناجایز نہیں ہو جائیگی -

پس مقدمہ حال میں تجویز ناجایز نہ تھی کیونکہ سشن جج نے اہالی جوری سے جو بحیثیت اسیسران تھے - جرائم زیر دفعات ۳۰۴ و ۳۲۵ کے متعلق راے طلب کی تھی تاہم یہہ امر واقعہ باقی رہتا ہے کہ "تجویز باعانت جوری ہوئی تھی" جسصورت مین کہ صرف امر واقعہ کی نسبت اپیل ہوسکتا ہے - باستعمال عبارت پارسنس صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جیرام (۱) سشن جج کا طریق عمل نہایت ہی بیضابطہ تہا مگر بربنا سندات کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمین تجویز باعانت جوری جایز متصور کرنی چاہیئے "اور اگر سشن جج اس جرم کے متعلق رائے جوری سے اختلاف کرے جسکی تجویز مناسب طور پر باعانت اہالی جوری کے جو بحیثیت اسیسران ہون ہونی چاہیئے تو اس صورت مین اُسے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۷ ارسال کرنا چاہئے بالفاظ دیگر چونکہ "تجویز باعانت جوری ہوئی تھی" اور ایک "جایز تجویز" تھی اسلئے سشن جج اہالی جوری کی رائے کو اسیسران کی رائے متصور نہیں کرسکتا اور کوئی قرارداد برخلاف راے جوری در رائے مذکور کے قلمبند نہیں کرسکتا

(۱) (سنہ ۱۸۹۹ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۶۹۶ بصفحہ ۶۹۹ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بریہو شنکر

مقدمہ مذکورہ بالا مین پارسنس صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس نے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ بنام دیلو دتہو د(۱)
کا حوالہ دیا۔ اس موخر الذکر مقدمہ مین ملزم نمبر ۲ کی تجویز بربنائے جرائم زیر دفعات ۴۵۷ و ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات
ہند کے ہوئی تہی۔ جرم اول قابل تجویز باعانت جوری تہا اور دوسرا قابل غور باعانت اہالی جوری کے تہا
چونکہ بحیثیت اسیسران ہون سشن جج نے ہر دو جرائم کے متعلق اہالی جوری کی رائے کو لیا (جو متفق برأت تہی)
ہر ایک اہل جوری کو بحیثیت اسیسر جرم زیر دفعہ ۳۸۰ پر زبانی رائے بیان کرنیکے لئے نہ کہا اور زیر دفعہ ۳۰۷
کل مقدمہ کو ہائیکورٹ مین بہیجدیا۔ ہائیکورٹ نے حکم برأت بلحاظ فرد قرارداد جرم زیر دفعہ ۴۵۷ بحال رکہا
اور فرد قرارداد جرم زیر دفعہ ۳۸۰ کی نسبت کارروائی شروع کی۔ فاضل ججان (جارڈین صاحب و ٹیلنگ
صاحب ججان) نے باختصار فیصلہ کلکتہ بمقدمہ بہوت ناتہہ دے (۲) قرار دیا کہ فرد قرارداد جرم زیر دفعہ ۳۸۰ کی
تجویز باعانت جوری ہوچکی ہے اور کہ اسلئے سشن جج کو رائے جوری کے ہائیکورٹ مین بہیجنے کا اختیار حاصل
تہا۔ اور کہ اسطرح ہائیکورٹ ملزم کی تجویز جرم کر سکتی تہی۔ پس حکام موصوف نے ملزم کی تجویز جرم نسبت جرم زیر دفعہ ۳۸۰
کے کی۔ بلحاظ دیگر ملزم نمبر ۲ اپنے استحقاق اپیل سے محروم کیا گیا جسکو وہ عمل مین لاسکتا بشرطیکہ سشن جج نے بعد
کرنے غور اوپر رائے اہالی جوری بحیثیت اسیسران کے فیصلہ قلمبند کیا ہوتا۔ حکام موصوف نے صریحاً اس امر کا ذکر نہین کیا
مگر یہ اظہار رائے کیا ہے کہ یہ کوئی نقصان جو قیدی کو پہونچنا ممکن ہو تمام اس طریق عمل سے رک جاتا ہے جو ہم نوٹس
سماعت استصواب جاری کرنے مین عمل مین لایا کرتے ہین۔ اور ہائیکورٹون کی نگاہ مین اہالی جوری کی آراء کی
اسقدر قدر ہے کہ اس قیدی کو جو جوری کی رائے سے بری ہو بالعموم اس قیدی پر ترجیح حاصل ہے جسکے حق مین
صرف اسیسران کی آراء ہون۔

حکام موصوف نے یہہ بہی اظہار رائے کیا ہے کہ فیصلہ مقدمہ بہوت ناتہہ دے بعد کرنے غور اوپر مقدمہ معظمہ بنام
موسیم چندر رائے (۳) کے صادر ہوا تہا جس مین میک لین صاحب جسٹس و متر صاحب جسٹس مختلف الرائے نے یہہ رائے
ظاہر کی تہی کہ وہ قیدیان جو امور واقعاتی کی نسبت اپیل کرنیکے مستحق ہوتے بشرطیکہ مقدمہ کی تجویز باعانت اسیسران ہوئی ہوتی

(۱) (۱۸۹۸ء) استصوابہ فوجداری نمبر ۱۹۔
(۲) (۱۸۹۷ء) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۹۵۔
(۳) (۱۸۹۴ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۷۶۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
برمیشنکر

قابل تجویز بذریعہ جوری ہین اور بعض نہون ۔ نان بعد ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۶۹ نافذ ہوئی جو مقتضی اس امر کی تہی کہ ایسی صورت مین ملزم کی تجویز جملہ جرائم کی نسبت بذریعہ جوری ہوگی ۔ اسکے بعد ترمیم بروے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء دفعہ ۹ ہوئی جو قانون نافذ الوقت ہے مقدمہ ملکہ بنام ڈبو (گذشتہ) مین حارڈین صاحب جسٹس نے یہہ راے ظاہر کی تہی کہ ترمیم بروے دفعہ ۹ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء نے ضابطہ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۳۳ کو از سر نو بحال کیا ہے جیسا کہ اسکی تعبیر مقدمہ بہوت ناتہہ وے مین کیگئی ہے ۔

ہم راے مذکور کے ساتہہ اتفاق نہین کر سکتے سنہ ۱۸۷۹ء مین جب مقدمہ بہوت ناتہہ وے کا فیصلہ ہوا تہا تو اُسوقت قانون مین کوئی حکم ایسی صورت پر قابل اطلاق نتہا بجز اسکے کہ جسصورت مین کہ جرم قابل تجویز باعانت اسیسران کی تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو تو اسصورت مین تجویز محض وجہہ مذکور سے ناجائز نہین ہوگی فاضل ججان ستر صاحب پر لسپ صاحب جسٹسان نے قرار دیا تہا کہ کل مقدمہ کی نسبت یہ متصور ہونا چاہئے کہ گویا اُسکی تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہے ۔ فیصلہ ہذا ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۶۹ مین شامل کیا گیا تہا اور دفعہ ۲۶۹ کے بروے ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء دفعہ ۹ ترمیم ہونے تک قانون رہا تہا بروے قانون ترمیم شدہ کے ہمارے خیال مین سشن جج اور ہائیکورٹ دونون ایسی صورت مین جبکہ سراسر ایک ہی جوری کی راے بحیثیت اسیسر نہ لی گئی ہو تجویز جوری کو بطور آراے مذکور متصور کرنے اور فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں لیکن ٹہیک اسی صورت پر کہ گویا مقدمہ کی تجویز باعانت اسیسران ہوئی تہی ۔ قانون کی اس تعبیر کے رو سے امر واقعاتی پر اپیل ہو سکتا ہے ۔ لیکن چونکہ یہہ راے بلحاظ عبارت دفعہ ۴۱۰ کے اشتباہ سے بری نہین ہے ۔ اور مزید برآن چونکہ یہہ فیصلجات ہائیکورٹہاے بمبئی و کلکتہ محولۂ بالا کے صریحاً متناقض ہے اسلئے ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ سوال کہ آیا مقدمۂ موجودہ مین صرف امر قانونی پر ہی اپیل ہو سکتا ہے ایک ایسا سوال ہے جسکا تصفیہ اجلاس کامل سے ہونا چاہئے لہذا ہم ہدایت کرتے ہین کہ کاغذات اپیل ہذا چیف جسٹس صاحب کے روبرو پیش کئے جائین ۔

{استصواب ہذا پر روبروے جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و کرو صاحب جسٹس و چندا درکر صاحب جسٹس کے بحث کیگئی تہی ۔}

راؤ بہادر وی جے کرتکار گورنمنٹ پلیڈر منجانب سرکار : مقدمۂ ہذا مین امور واقعاتی پر اپیل نہین ہو سکتا ۔ دفعہ ۴۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء)

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
پربھو شنکر

سرجا کرمی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) ملاحظہ طلب۔ بیشک احمد آباد مین ملزم کی تجویز جرم جسکا جرم اسپر ثابت قرار دیا گیا ہے بذریعہ جوری نہین ہونی چاہئیے تہی بلکہ باعانت اسیسران ہونی چاہئیے تہی مگر اس بیضابطگی سے تجویز ناجایز نہین ہوتی ملاحظہ ہو دفعہ ۵۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) بعاملہ بہوت ناتہہ دے (۲) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جیرام (۳)۔

پی ایم مہتا معیت ایل۔ اے شاہ بجانب ملزم

دفعات ۴۱۸ و ۲۶۹ و ۵۳۶ قابل غور ہین۔ اگر دفعہ ۲۶۹ کو دفعہ ۴۱۸ کے ساتہہ ملا کر پڑہا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ دفعہ ۴۱۸ جو ملزم کو امور واقعاتی پر اپیل کرنیسے محروم کرتی ہے صرف اسصورت سے متعلق ہے جبکہ جرم جسکا اسپر الزام لگایا گیا ہو محض قابل تجویز بذریعہ جوری کے ہو۔ اُسکا اطلاق اسصورت مین نہین ہو سکتا جبکہ جرایم قرار دادہ جزواً قابل تجویز بذریعہ جوری اور جزواً قابل تجویز باعانت اسیسران ہون مجموعہ (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) مین کوئی حکم بجو دفعہ ۲۶۹ مجموعہ حال کے موجود نہ تہا تاہم فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام درگا چرن (۴) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل امور واقعاتی پر اسصورت مین ہو سکتا ہے جبکہ جرم ناقابل تجویز بذریعہ جوری کی تجویز فی الواقعہ بذریعہ جوری ہوئی ہو۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لالبو (۵) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قسم کے مقدمہ مین اپیل امور واقعاتی پر ہو سکتا ہے نیز ملاحظہ ہو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جیرام (۶) دفعہ ۵۳۶ مجموعہ مذکور اُس بیضابطگی کی اصلاح نہین کرتی جس سے کارروائی کی جملہ نوعیت مبدل ہو گئی ہو۔ ہم عرض کرتے ہین کہ مقدمہ حال گو اسکی تجویز بذریعہ جوری کے ہوئی ہے بطور ایک مقدمہ تجویز شدہ باعانت اسیسران کے متصور ہونا چاہئیے۔ اور اسلئے امور واقعاتی پر اپیل ہو سکتا ہے۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس:۔ ملزم پر بوقت تجویز مقدمہ ہذا متعدد جرایم کا الزام لگایا گیا تہا جنمین سے ایک قابل تجویز بذریعہ جوری ہے اور دو قابل تجویز بذریعہ جوری نہین ہین۔ جوری منتخب ہو کر تجویز شروع ہوئی اور اختتام پر جج نے جوری کو متنبہ کیا جس نے بذریعہ اپنی رائے کے ملزم کو جرم زیر دفعہ ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیا۔ جرم ہذا قابل تجویز بذریعہ جوری نہین ہے۔ قرارداد و حکم سزائے صادرکردہ سشن جج حسب ذیل قلمبند ہین۔ ”جوری کی متفقہ رائے کو تسلیم کر کے مین ملزم کو جرم زیر دفعہ ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیتا ہون اور مین اُسے چار سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیتا ہون الخ“

(۱) (۱۸۹۶ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵۔ (۲) (۱۸۸۲ء) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۸۵۔
(۳) (۱۸۹۶ء) ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۲۔ (۴) (۱۸۷۵ء) ویکلی رپورٹر کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۰۔
(۵) (۱۸۸۹ء) کرمنل رولنگ نمبر ۱۵ (۶) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۶۹۶۔

سنہ ١٩٠١ء
ملک معظم قیصرۂ ہند
بنام
پرمیشنکر

کینڈی صاحب جج :- جو کچھ کہ مین فیصلہ مشعر استصواب مین لکھہ چکا ہون اسپر بہت کم اضافہ کرونگا - اگر قبل صادر ہونے احکام ناطق کے کوئی سشن جج اہالی جوری کی رائے کو انکی رائے بحیثیت اسیسران متصور کرے اور فیصلہ بعینہ اسی طریق پر کرے کہ گویا مقدمہ کی تجویز باعانت اسیسران ہوئی تھی تو اسصورت مین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ مقدمہ کی تجویز بذریعہ جوری نہین ہوئی اور کہ اسلئے اپیل امر واقعاتی کی نسبت ہو گا -

مگر مقدمہ حال کی یہہ صورت نہین ہے جس مین کہ سشن جج نے اہالی جوری کی رائے کے تسلیم کرنیکے علاوہ کوئی فیصلہ قلمبند نہین کیا - ایسی صورت مین صریح الفاظ دفعہ ٤١٨ سے اجتناب کرنا ممکن معلوم ہوتا ہے چونکہ تجویز بذریعہ جوری ہوئی تھی سلئے ذیل صرف نسبت امر قانونی کے جائز ہوگا یہہ امر واضح ہے کہ دفعہ ٤١٨ مین واضعان قانون ضابطہ فوجداری نے بجائے الفاظ " جرم قابل تجویز بذریعہ جوری " مندرجہ دفعہ ٤١٧ کے الفاظ " تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو " استعمال کئے ہین تجویز بذریعہ جوری ایک استحقاق خیال کیا گیا ہے جسکے بموجب مقدمہ نالیان عائد ہین - اگر کسی جرم قابل تجویز بذریعہ جوری کی تجویز باعانت اسیسران ہوئی ہو تو اس صورت مین تجویز ناجائز ہوگی بشرطیکہ کوئی اعتراض پیشتر اسکے کہ عدالت اپنی قرارداد قلمبند کرے کیا گیا ہو - ملزم ایک قیمتی استحقاق سے محروم کیا گیا ہے جسکو وہ آخری مرحلہ مقدمہ تک محفوظ رکھنے کا مجاز ہے -

مگر مسئلہ برعکس مختلف امر ہے - اگر ملزم وہ استحقاق حاصل کرے جبکہ وہ بسخت تعبیر مستحق نہین ہے تو یہہ قیاس نہین کیا جاتا کہ وہ کسی قسم کا اعتراض اٹھا سکیگا ممکن ہے کہ فیصلہ جوری اسکے حق مین ہو جاے جو صرف ستثنے حالات مین ہی منسوخ ہو سکتا ہے - اگر فیصلہ اسکے برخلاف ہو تو وہ امر واقعاتی پر اپیل نہین کر سکتا -

بحوالہ ذکر دفعہ ٤٣٩ کے مین یہ اظہار کرتا ہون کہ یہہ امر واقعہ کہ شخص ملزم نے وہ استحقاق حاصل کیا ہو جسکا کہ وہ فی الواقعہ مستحق نہتہا اور ایک محافظہ اجوری حاصل کرنیکا موقعہ پایا ہے بذاتہ ہائیکورٹ کے لیے دربارہ تحقیق مین لانے اختیارات نگرانی زیر دفعہ ٤٣٩ کے کوئی وجہہ نہین ہے - بیشک مجاز ہین کہ مقدمہ اسکے روبرو ہو تو ہائیکورٹ زیر دفعہ ٤٣٩ کاروائی نہین کر سکتا اور ایسا کرنے مین میرے نزدیک نہ اغلاط ضابطہ بعدالت سشن جج ... مین کوئی خلل نہین آیا بلکہ وہ مقصود اصول اسکے رہبر ہونگے جنکے رو سے

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
بربہو شنکر

جلد ہائیکورٹ ہاے ملک ہذا کی مداخلت بمقدمات ناقابل اپیل نسبت قرار داد ہاے امر واقعہ بربناے شہادت محدود گئی ہے۔
نیز مین بلا غور مزید یہہ راے تسلیم کر لینے پر آمادہ نہین ہون کہ جس صورتمین کہ اپیل روبروے ہائیکورٹ نسبت امر قانونی (غلط ہدایت) بمقدمہ تجویز شدہ باعانت جوری منظور ہوا ہو تو اس صورت مین ہائیکورٹ جوری کے فرائض منصبی اختیار کر سکتی ہے اور بلا کسی تجویز جدید کے واقعات کی تجویز کر سکتی ہے۔
مین سوال مستصوبہ از اجلاس کامل کا جواب اثبات مین دیتا ہون۔

فلٹن صاحب جسٹس۔ میرا جواب اس سوال کی نسبت کہ آیا مقدمہ ہذا مین اپیل صرف امور قانونی پر ہو سکتا ہے ضرور ہی اثبات مین ہوگا۔

درباره اس الزام کے جسکی نسبت ملزم مجرم قرار دیا گیا ہے اُسکی تجویز بذریعہ جوری ہوئی تھی اگرچہ جرم قابل تجویز باعانت اسیسران تھا۔ دفعہ ۵۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقتضی اس امر کی ہے کہ ایسی صورتون مین تجویز محض اسوجہہ سے ناجائز نہ ہوجائیگی۔ پس ایک جائز تجویز عمل مین آئی تھی تجویز مذکور بذریعہ جوری ہوئی تھی اور بموجب دفعہ ۴۱۸ کے اس صورت مین کہ تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو اپیل صرف نسبت امر قانونی کے جائز ہوگا۔
مسٹر بہاٹلے نے یہہ حجت کی ہے کہ ہمکو دفعہ ۴۱۸ کو دفعہ ۲۶۹ کے ساتھہ ملا کر پڑھنا چاہئیے۔ اور الفاظ اُس صورت مین کہ تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو" کے معنے " اس صورتمین کہ تجویز بذریعہ جوری مطابق احکام دفعہ ۲۶۹ کے ہوئی ہو" متصور کرین۔ مگر ہم عبارت دفعہ ۴۱۸ کو زیادہ تر بدلنے کے بغیر اُسکی یہہ تعبیر نہین کر سکتے۔ اور میرے نزدیک ہم ایسا کرنے مین راستی پر نہونگے۔ الفاظ " اس صورتمین کہ تجویز بذریعہ جوری ہو" کافی واضح ہین اور انکا یہہ مطلب ہرگز نہین ہو سکتا کہ اس صورت مین کہ جرم قابل تجویز بذریعہ جوری زیر دفعہ ۲۶۹ ہو۔ مزید برآن یہ تعبیر اس صورت مین نہایت ہی نامناسب ہوگی جبکہ جرم قابل تجویز بذریعہ جوری کی تجویز غلطی سے باعانت اسیسران ہوئی ہو۔ یہہ سختی معلوم ہوتی ہے کہ وہ قیدی جو اگر اُسکی تجویز بضابطہ طریق پر عدالت سشن مین نہ ہوئی ہوتی تو ہائیکورٹ مین نسبت امور واقعاتی کے اپیل کرتا بضابطگی مذکور کی بنا پر استحقاق اپیل سے محروم کیا جانا چاہئیے۔ لیکن یہہ شکایت حقیقی ہونیکی نسبت زیادہ تر ظاہرہ ہے بروے دفعہ ۴۳۹ ہائیکورٹ کو [illegible] [illegible] وسیع اختیارات نظرثانی حاصل ہین اور اگر اُسے معلوم ہو جاے کہ عدالت ماتحت مین کسی بیضابطگی کے ہو جانے کی وجہہ سے قیدی کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے تو میرے خیال مین

ملکہ معظم قیصرہند
بنام
پربہو شنکر

وہ اختیارات مذکور کو اس حد تک عمل مین لائیگی کہ رائے جوری کی صحت پر بھی غور کرے ٹھیک اسی طریق پر جیسا کہ بعض مناسب صورتون مین وہ ناقابل اپیل فیصلجات مجسٹریٹ پر نظر ثانی کرتی ہے۔

ہان یہ بحث ہوسکتی ہے کہ اسصورت مین شخص ملزم ایسے مقدمات مین استحقاق اپیل حاصل کرسکیگا جن مین قانوناً کوئی اپیل نہین ہوسکتا۔ اسکے مشابہ ایک اعتراض قریباً ہر ایک مقدمہ مین ہوسکتا ہے جس مین اختیارات نظر ثانی ہائیکورٹ عمل مین لائے جاوین۔ کیونکہ ایسے اختیارات کے عمل مین لانے کی ضرورت صرف اسصورت مین ہوتی ہے جبکہ اپیل نہوسکتا ہو۔ بیشک عدالت ہرحال مین اس قطعیت کو مدنظر رکھتی ہے جو قانون کا منشا ہے اور صرف اسصورت مین دست اندازی کرتی ہے جبکہ اسکا اطمینان ہوجائے کہ نظر ثانی کے اجازت نہ دینے سے انصاف کا خون ہوتا ہے۔ مگر ساتھہ ہی جبکہ وہ تسلیم کرتی ہو کہ بعض صورتون مین قطعیت مدنظر رکھی گئی ہے تو اُسے یہہ بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے کہ واضعان قانون نے اُسے اختیارات نظر ثانی عطا کئے ہین جو اسصورت مین استعمال ہونے چاہئین جبکہ لاعلاج ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ کوئی عام قاعدہ ان حالات کے موازنہ کے لئے قایم نہین کیا جاسکتا جن مین عدالت کو اختیارات مذکور استعمال کرنے چاہئین۔ واضعان قانون نے کوئی ایسا قاعدہ مرتب نہین کیا ہے اور عدالت ہذا کی کوئی رائے احکام قانون کو گھٹا بڑھا نہین سکتی۔ مقدمہ حال مین میری یہہ رائے ہے کہ صرف فاضل ججان ڈویژن بنچ ہی اپنی اقتضائے رائے سے اس امر کا تصفیہ کرسکتے ہین کہ آیا وہ امور واقعاتی پر غور کرینگے یا نہین مینے ان متعدد فیصلجات پر بحث کرنی ضروری خیال نہین کی جنکا کہ ذکر میرے فاضل ہم جلیسون نے بڑی شرح و بسط کے ساتھہ استصواب مین کیا ہے۔ مگر مین یہ جتلانا چاہتا ہون کہ اگرچہ یہ امر ہے کہ مقدمہ از قسم مقدمہ حال مین کوئی اپیل نہین ہوسکتا۔ بعض عبارات بمقدمہ ملکہ بنام لالبو دا س کی مخالف ہو مگر بہرکیف اسکے نتیجہ سے غیرموافق نہین ہے کیونکہ مقدمہ مذکور مین جوری کے پاس صریحاً غلطی سے سپردگی ہوئی تھی جو بذاتہ اپیل کے لئے وجہ کافی تھی۔

کروصاحب جسٹس :- ملزم پر عدالت سشن احمدآباد مین بجرم زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند قابل تجویز بذریعہ جوری فرد جرم لگایا تھا۔ دوران تجویز مین دیگر الزامات جرایم زیر دفعات ۲۰۳ و ۲۵۳-۲ ایزاد کئے گئے جنکی تجویز بمقام احمدآباد بذریعہ جوری نہین ہوسکتی ہے

(۱) (۱۸۹۵ء) مقدمہ فوجداری نمبر ۱۵-

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ہمرہو شنکر

قانون میں حکم ہے (دفعہ ۲۶۹ ضمن ۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری) کہ ایک مخلوط تجویز میں جسمیں بعض جرایم لائق تجویز بذریعہ جوری ہوں اور بعض ایسے نہوں تو ملزم کی تجویز اُن جرایم میں بذریعہ جوری کے کیجائیگی جو لائق تجویز بذریعہ جوری ہوں اور اُن جرایم میں بذریعہ عدالت سشن باعانت ایسے اہالی جوری کے جو بحیثیت اسیسر کے ہوں تجویز کیجائیگی جو لائق تجویز بذریعہ جوری نہوں مگر سشن جج نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ اسکا خلاصہ ان تمام جرایم کے متعلق تھا جنکا کہ الزام ملزم پر لگایا گیا تھا۔ اور اتفاقاً تجویز پر جوری نے یہ متفق رای دی تھی کہ ملزم جرم زیر دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم تھا۔ سشن جج نے اس رای کو تسلیم کیا تھا اور چنانچہ ملزم کو مجرم قرار دیکر سزا دی۔ وہ سوال جواب پیدا ہوا ہے اور جو بغرض فیصلہ اجلاس کامل میں بھیجا گیا ہے یہہ ہے کہ آیا ملزم کو امور واقعاتی کی نسبت اپیل کرنیکا استحقاق حاصل ہے۔ دفعہ ۴۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یہ حکم ہے کہ اسصورت میں کہ تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو اپیل صرف نسبت امر قانونی کے جایز ہوگا۔ مقدمہ موجودہ میں یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ تجویز بذریعہ جوری نہیں ہوئی۔ اہالیان جوری بذریعہ قرعہ اندازی منتخب ہوئے تھے۔ رائے کثرت جوری جو مقدمہ ہذا میں متفق تھا بعد مجلس کے صادر کی تھی اور سشن جج نے اسکو قبول کر کے اُسپر عمل کیا تھا۔ اسی وجہ پر اُس ضابطہ کی اتباع نہیں کیا گیا۔ جو قانون نے بغرض تجویز مقدمات باعانت اسیسران کے قایم کیا ہے۔ اسیسران منتخب نہیں ہوئے اور نہ ہی انمیں سے ہر ایک سے زبانی رائے طلب کیگئی تھی اور نہ ہی سشن جج نے بموجب احکام دفعہ ۳۰۷ فیصلہ صادر کیا تھا۔ دفعہ ۵۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری بظاہر واقعی حالات مقدمات از قسم مقدمہ موجودہ کے لئے ہی وضع کیگئی تھی اور وہ یہہ قرار دیتی ہے کہ اگر کوئی جرم جسکی تجویز باعانت اسیسران کے ہونی چاہئے بذریعہ جوری تجویز کیا جائے تو ایسی تجویز محض اس وجہ سے ناجایز نہ ہوجائیگی۔

چونکہ تجویز ایک جایز تجویز بذریعہ جوری تھی اسلئے احکام دفعہ ۴۱۸ اگر دفعہ مذکور اپنے اصلی اور معمولی معنوں میں لیجائے اپیل نسبت امور واقعاتی کے مانع ہیں۔

سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ملزم کو ضابطہ اختیار کردہ سشن جج سے ضرر پہونچا ہے۔ میرے نزدیک صریحاً کوئی ضرر نہیں پہونچا۔ اسکو بلحاظ امور واقعاتی کی نسبت جوری کی اس رائے کا فایدہ حاصل ہوا ہے جسکا جج پابند ہے۔ عبارت دفعہ ۵۳۶ سے یہہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہی منشا واضعان قانون کا تھا کیونکہ گو تجویز محض اس وجہ سے ناجایز نہیں ہے کہ جرم قابل تجویز باعانت اسیسران

سنہ ۱۹۰۱ع
ملک معظم قیصر ہند
بنام
بربہو شنکر

کی تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہے مگر دوسری صورت مین جبکہ ملزم کی تجویز اسصورت مین کہ بذریعہ جوری ہونی چاہیئے
باعانت اسیسران کیگئی ہے تجویز مذکور محض بوجہ مذکور پر ناجائز قرار دی جاسکتی ہے بشرطیکہ کوئی اعتراض کیا گیا
ہو قبل اسکے کہ عدالت قرارداد قلمبند کرتی ـ قانون کا بظاہر یہی منشا ہے کہ ملزم ضابطہ کی غلطی کی وجہہ سے
استحقاق یا حق سے محروم کیا گیا ہے ـ

ان وجوہات کے سبب سے میری یہہ راے ہے کہ صورت متذکرہ مین کوئی اپیل نہین ہوسکتا ـ

چندا ورکر صاحب جسٹس :ـ مین یہہ خیال کرنے کی مبادرت کرتا ہون کہ اس عبارت مین صریحًا
کمی ہے جو واضعان قانون نے دفعہ ۵۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین استعمال کی ہی اور خواہ ہم اسکی تعبیر تنہا یا دفعہ
۴۱۸ کے ساتھ ملاکر کرین اسکی وہ تعبیر ہوسکتی ہے جو مسٹر بھٹا نے پیش کی ہی جیسا کہ ذیلم گورنمنٹ پلیڈر نے بھی
رد دیا تھا ـ دفعہ ۵۳۶ کی عبارت کی منفی صورت سے اس عذر کو کچھہ تقویت پہونچتی ہے کہ جب شخص ملزم کی تجویز
بذریعہ جوری ہوئی ہو اسصورت مین کہ اسکی تجویز باعانت اسیسران ہونی چاہیئے تھی واضعان قانون نے صرف یہی
کہا ہے کہ ایسی تجویز محض اسوجہ سے ناجائز نہین ہوگی یعنی یہہ کہ تجویز کالعدم متصور نہوگی اور نہ یہہ کہ جملہ اغراض
کیلئے تجویز جوری جائز متصور ہوگی میری راے مین دفعہ ۴۱۸ کی عبارت بھی جملہ اغراض کیلئے درست نہین ہے
اور وہ بھی ذومعنی ہے اسمین کوئی شک نہین کہ دفعہ مذکور مین یہہ درج ہے کہ اسصورت مین کہ شخص ملزم کی
تجویز بذریعہ جوری ہوئی ہو تو اپیل صرف بنسبت امر قانونی کے جائز ہوگا ـ مگر الفاظ "تجویز ہوئی ہو" کی یون
تعبیر ہوسکتی ہے "اسصورت مین کہ شخص ملزم کی تجویز از روے قانون بذریعہ جوری ہوئی ہو" اور اُن الفاظ
کے یہہ معنے بھی ہوسکتے ہین "اسصورت مین کہ شخص ملزم کی تجویز فی الواقعہ بذریعہ جوری ہو خواہ وہ قانون
کے مطابق ہو یا نہو" جسصورت مین کہ الفاظ مستعملہ واضعان قانون کے ایک سے زائد معنے ہوسکتے ہین تو مین
ان معنون کو اختیار کرونگا جو ملزم کے مفید ہونگے ـ اگر ان دفعات کی وہ تعبیر جو وکیل سرکاری چاہتا ہے
ملزم کو محض استحقاق اپیل سے محروم کرتی ہو جو اسکو امور واقعاتی پر حاصل ہوتا اُسصورت مین کہ اسکی تجویز
باعانت اسیسران ہونی ہو اور انہی کی معرفت ہونی ہی چاہیئے تھی تو مین یہہ قرار دونگا کہ
دفعات مجموعہ ضابطہ فوجداری مین زیادہ تر صاف اور صریح الفاظ کی ضرورت ہے جسکے رو سے تعبیر مذکور ہی صرف
ایک ممکن تعبیر ٹھیر سکے اور منشا محرومئی ملزم از استحقاق مذکور واضعان قانون کیطرف منسوب ہوسکے ـ
مگر یہہ اسصورت مین نہین ہوسکتا جبکہ ملزم محض استحقاق اپیل بنسبت امور واقعاتی سے جو اُسے بموجب مجموعہ
مذکور حاصل ہے محروم کیا گیا ہو ـ البتہ یہہ اسصورت مین ہوسکتا ہے جبکہ ملزم نے ایک استحقاق زائل

۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
پربہو شنکر

کرکے اسکی بجاے دوسرا استحقاق حاصل کرلیا ہو اگر اُسصورت مین کہ اسکی تجویز باعانت اسیران ہونی چاہئے تھی تجویز بذریعہ جوری ہونے کیوجہہ سے اسکا استحقاق اپیل بنسبت امور واقعاتی کے زائل ہوگیا ہے تو اسکو ساتھ ہی استحقاق تجویز بذریعہ جوری حاصل ہوجاتا ہے اور جبکہ منشاء مجموعہ ضابطہ فوجداری تجویز بذریعہ جوری کو ایک استحقاق تصور کرتا ہے جو اگر زیادہ نہین تو دیگر حقوق کے ہم وقعت ہے۔ یہ اس امتیاز سے اور بھی زیادہ واضح ہوجاتا ہے جو واضعان قانون نے دفعہ ۵۳۶ مین مابین اسصورت کے جبکہ ملزم کی تجویز اُسحالت مین کہ اسکی تجویز باعانت اسیران ہونی چاہئے تھی بذریعہ جوری ہوئی ہو اور اسصورت کے دکھلایا ہے جبکہ شخص ملزم کی تجویز اُس صورت مین کہ بذریعہ جوری ہونی چاہئے تھی باعانت اسیران ہوئی ہو صورت اول الذکر مین واضعان قانون کی یہہ ہدایت ہے کہ تجویز ناجائز نہین ہوگی۔ حالانکہ صورت موخر الذکر مین تجویز ناجائز نہین ہوگی الا اسصورت مین کہ قبل اسکے کہ عدالت اپنی قرارواد قلمبند کرے تجویز مذکور کی نسبت کوئی اعتراض کیا گیا ہو۔ یہہ صاف بات ہے کہ صورت اول الذکر مین ملزم استحقاق حاصل کرتا ہے اور صورت موخر الذکر مین ملزم کو اپنے استحقاق حاصل شدہ سے دست بردار ہونیکا اختیار دیا گیا ہے۔ باوجود ظاہری کمی عبارت مستعملہ کے ان آرائے سے واضعان قانون کا منشاء بالکل واضح ہوجاتا ہے۔ پس مین اُس سوال کا جواب جسکا ہمسے استصواب کیا گیا ہے اثبات مین دونگا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس

۱۸- اپریل ۱۹۰۱ء

ملک معظم قیصر ہند بنام جے رام *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) دفعات ۲۶۸ و ۲۸۵ و ۵۳۷ ۔ تجویز باعانت اسیران۔ تجویز باعانت اسیر واحد۔ ایسی تجویز کا جواز۔ اسیران۔

ایک مقدمہ قابل تجویز بعدالت سشن باعانت اسیران مین ایک اسیر بیمار تھا تجویز صرف ایک ہی اسیر کی اعانت سے شروع اور ختم ہوئی

* اپیل فوجداری نمبر ۹۰ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
جے رام

تجویز ہوئی کہ کوئی جائز تجویز نہیں ہوئی اور ضرور ہے کہ کارروائی منسوخ ہو کر جدید تجویز کی ہدایت کیجائے دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) ایسی صورت سے متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ عدالت مناسب طور پر قائم نہیں ہوئی تھی۔

اپیل ہائے بنا راضی تجاویز ثبوت جرم و احکام سزا مصدرہ سی-ایم پرپیٹ صاحب سشن جج ضلع بیجاپور ملزمان جیرام و سکھیا (مع سات کس دیگر) کی تجویز بجرم ڈاکہ زیر دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند (۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) روبرو سشن جج باعانت اسیسران ہوئی تھی۔

چونکہ منجملہ اسیسران کے ایک بیمار تھا اسلئے صرف ایک ہی اسیسر کی اعانت سے تجویز شروع ہو کر ختم ہوئی سشن جج نے اسطریق عمل کے لئے مفصلہ ذیل وجوہات بیان کی ہیں "اسیسروں کا تعلیقہ تلیل ہے اور انکی حاضری شکل سی ہو سکتی ہے۔ شاید اسطریق عمل کی جو اختیار کیا گیا ہے الفاظ دفعات ۲۸۴ و ۲۸۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رو سے اجازت نہیں ہے مگر اُس سے توقف اور التواء نہیں کرنا پڑا اور نہ ہی اسیسر کوئی اعتراض کیا گیا تھا"

سشن جج نے اسیسر سے اختلاف رائے کرتے ہوئے دو ملزمان جیرام و سکھیا کو جرم قرار داد کا مجرم قرار دیا اور انمیں سے ہر ایک کو ایک ایک سال قید سخت کی سزا دی۔ دیگر ملزمان بری کیئے گئے۔

اسیر جیرام اور سکھیا نے دو جداگانہ اپیل ہائیکورٹ میں رجوع کئے

آر-ڈبلیو-ڈیسائی منجانب سرکار:- بیشک صرف ایک اسیسر کی اعانت سے تجویز شروع ہوئی تھی۔ یہہ بیضابطہ تھی اور فیصلہ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام بستیا نودا (۱) و ملکہ معظمہ بنام بابو لعل (۲) کے مخالف ہے مگر مقدمہ ہذا میں دفعہ ۵۳۷ بیضابطگی مذکور کی اصلاح کرتی ہے خصوصاً اسصورت میں جبکہ ملزمان کیطرف سے وکلاء تو جو طریق اختیار کردہ جج پر اعتراض کر سکتے تھے مگر اُنہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ ملزمان اس بیضابطگی پر رضامند تھے کیونکہ اس سے انکے جواب دہی جرم کو کوئی ضرر نہیں ہو سکتا۔

ملزمان کی طرف سے کوئی حاضر نہوا۔

کینڈی صاحب جسٹس:- جیسا کہ سشن جج رپورٹ کرتا ہے کہ تجویز صرف ایک ہی اسیسر کی اعانت سے شروع ہوئی اسلئے ہمیں قرار دینا چاہئے کہ کوئی جائز تجویز نہیں ہوئی

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۵۔
(۲) (سنہ ۱۸۹۹ء) " " الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۹۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظم قیصر ہند
بنام
جے رام

(دفعات ۲۸۴ و ۲۸۵ مجموعۂ ضابطہ فوجداری) ملاحظہ ہو مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام البستیا فو (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بابو لعل (۲) یہہ ایک ایسی غلطی ہے جو کارروائی کو ناجائز کردیتی ہے۔ وکیل سرکار نے ہماری توجہہ دفعہ ۵۳۰ مجموعۂ ضابطہ فوجداری کیطرف راغب کی ہے مگر ہماری رائے مین احکام دفعہ مذکور کا اطلاق مقدمہ ہذا پر نہین ہوسکتا جس مین عدالت سشن صحیح طور پر قائم نہین ہوئی تھی اور اسلئے کوئی جائز تجویز نہین ہوئی۔

ہمین کارروائیات کو منسوخ کرنا چاہئے اور ایک باضابطہ مرتب شدہ عدالت کے روبرو تجویز کئے جانے کی ہدایت کرنی چاہئے۔

چونکہ سشن جج شولاپور روئداد مقدمہ پر پیشتر رائے ظاہر کرچکا ہے اسلئے ہم ہدایت کرتے ہین کہ مقدمہ عدالت سشن بیجاپور مین منتقل کیا جائے۔ تجویز جدید کی ہدایت کیگئی۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس کینڈی صاحب جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

۱۸ - اپریل ۱۹۰۱ء

سمرت مل اُتم چند (مدعی) بنام گووند دیک کس و دیگر (مدعا علیہم)[*]

اشامپ - ایکٹ اشامپ ہند (۲ بابت ۱۸۹۹ء) ضمیمہ ۱ عدد ۵ (ب) اقرارنامجات نسبت حوالگی اسباب بالعوض اسباب کے قیمت۔

اقرارنامجات یا یادداشتہائے اقرارنامجات نسبت حوالگی مال بالعوض [illegible] ضمیمہ اوّل ایکٹ اشامپ (۱۸۹۹ء) [illegible]

اقرارنامجات مع ہین ہین اور [illegible] ایک [illegible] کو [illegible] [illegible]

استصواب از راہ صاحب ایس ایس [illegible] صاحب ڈسٹرکٹ جج [illegible] ضلع [illegible] زیر دفعہ ۶۰ ایکٹ اشامپ ہند ۱۸۹۹ء بمقدمہ مرتبہ خفیفہ۔

نالش مدعی سے بربنائے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بموجب ذیل ہے:-

---

(۱) (۱۸۹۸ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳۔

(۲) (۱۸۹۸ء) " " الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۹۔

[*] استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء

۱۹۰۱ء
سمرت مل
بنام
گووند

یہ حساب گووندا ولد لکشمن پاتل و بھیکا ولد گووندا پاتل ساکنان نیرہی سنہ ۱۹۶۲ء وساکھ سدی ۲

نمبر۱ روپیہ برداشت روپیہ

۲ من ۵ سیر

تاریخ سنہ ۱۹۶۲ء وساکھ سدی ۲ (یکم مئی سنہ ۱۹۰۱ء) بانعوض ... ایک پا کپاس ۲ من ۵ سیر کپاس دئیے جانیکا اقرار کیا گیا ۔ دھری (دنان) ... تخم کپاس وصول ہوا ۔ کپاس دینی باقی ہے ۔ ہم پہلی چنائی کی کپاس دینگے ۔ دستخطی ساکھا رام آجی

۱ ۔ دستخط ۔ گووندا لکشمن پاتل (کا) ۔

۱ ۔ دستخط ۔ بھیکا گووندا پاتل (کا) ۔

نمبر۲ یکمن ۱۲ سیر

تاریخ سال سنہ ۱۸۲۲ جیٹھ ودی ۹ (۲۱ ۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء) ۔ (اسدن) تخم کپاس نصف پلا بالعوض اسکے ۔ ایک من ۱۲ کپاس کے دینے کا اقرار ہوا ۔ ہم کپاس ۲۳ سیر فی دھری (دنن) کے حساب سے دینگے ۔ ہم پہلی چنائی کی کپاس دینگے ۔ دستخطی راجارام

۱ ۔ دستخط گووندا لعل ولد لکشمن (کا)

۱ ۔ دستخط بھیکا ولد گووندا (کا)

سوالات جو بغرض رائے معزز عدالت ہائیکورٹ بھیجے گئے حسب ذیل ہیں :-

۱ ۔ متذکرہ بالا اندراجات نمبر ۱ و ۲ کس قسم کے ہیں ؟

۲ ۔ انپر کسقدر اسٹامپ مطلوب ہے ۔

میری یہہ رائے ہے کہ اندراجات زیر بحث اقرارنامجات یا یادداشت اقرارنامجات نسبت دینے کپاس بالعوض تخم کپاس وصول کردہ کے ہیں اور انمیں سے ہر ایک پر آدھ آنہ کا اسٹامپ لگنا چاہیئے ۔

میری وجوہات حسب ذیل ہیں :-

۱ ۔ دستاویزات زیر بحث موجودہ ایکٹ اسٹامپ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء کے تابع ہیں ۔ وکیل مدعی کیطرف سے یہہ بحث کیگئی ہے کہ وہ اقرارنامجات بابت یا متعلق فروخت اسباب یا مال تجارت ہیں اور اسوجہہ سے زیر مد ۵ ضمیمہ اول سوم اسٹامپ سے مستثنے ہیں ۔ میں اس عذر کو تسلیم نہیں کر سکتا ۔ ایکٹ معاہدہ (دفعہ ۷۷) میں لفظ "بیع" کی تعریف بہ تبادلہ جائداد بالعوض قیمت کیگئی ہے ۔ دستاویز زیر غور میں تخم کپاس وصول کردہ کے عوض کپاس دینے کا اقرار کیا گیا ہے نہ کہ بمعاوضہ قیمت کے لہذا معاملات جو دستاویزات نمبر ۱ و ۲ سے ظاہر ہوتے ہیں قانوناً بیع نہیں ہیں اور دستاویزات اقرارنامجات

سنہ ۱۹۰۰ء
سمرت مل بنام گووند

یا یادداشت اقرارنامجات بابت یا متعلق فروخت اسباب یا مال تجارت کے نہین ہین۔ وہ محض اقرارنامجات یا یادداشت اقرارنامجات نسبت حوالگی کپاس بالعوض تخم کپاس وصول کردہ کے ہین۔

اگر یہی رائے صحیح ہے تو دستاویزات زیر غور رسوم اسٹامپ سے مستثنےٰ نہین ہوسکتین۔ انمین سے ہر ایک پر بحیثیت اقرارنامجات یا یادداشت اقرارنامجات کے جبکہ لئے کوئی اور رسوم مقرر نہو ئے رسوم اسٹامپ آٹھ آنہ کا واجب الاخذ ہے۔

مگر سوالات مذکورہ بری از اشتباہ نہین ہین اور کسی قانونی فیصلہ کے محتاج ہین۔ یہ بہت ضروری سوالات ہین کیونکہ اسیطرح قسم کی دستاویزات جو استصواب ہذا کا موضوع بحث ہین اسکے ضلع مین اکثر وقوع مین آتے ہین۔

گورنمنٹ اور فریقین کی طرفسے کوئی پیش نہوا۔

چندا ورکر صاحب جسٹس:- ہمارے نزدیک سبارڈینیٹ جج کی رائے صحیح ہے گو لفظ "قیمت" سے نقدی یا کوئی اور معاوضہ مالیت مفہوم ہوسکتا ہے مگر تشریحات دفعہ ۷۷ ایکٹ معاہدہ سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ مذکور اول الذکر معنے مین استعمال ہوا ہے۔ نسبت فروخت اسباب "قیمت نقد ادا شدہ یا موعود ہونی ضرور ہے" (کتاب بنجمین صاحب دربارہ بیع طبع چہارم صفحات ۲ و ۹۸) "بیع اور تبادلہ مین فرق یہہ ہے کہ اول الذکر مین قیمت نقد ادا کی جاتی ہے اور موخر الذکر مین بذریعہ مال یا بطریق تبادلہ اشیا" (کتاب چیٹی صاحب دربارہ معاہدہ طبع ۱۲ صفحہ ۳۴۴) واضعان قانون نے اس ملک مین یہ فرق ملحوظ رکھا ہے جیسا کہ دفعہ ۱۱۸ متعلق تبادلہ و دفعات متعلق بیع ہائے ایکٹ انتقال جائداد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ سبارڈینیٹ جج کی رائے کی تائید بہی فیصلجات مدراس ہائیکورٹ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ایاہ (۱) و سکرٹ برادرز بنام دیپتی ویلو (۲) سے ہوتی ہے۔

حکم مطابق اسکے۔

(۱) (۱۸۹۵ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۱۔

(۲) (۱۸۸۸ء) ″ ″ ″ جلد ۱۱ صفحہ ۴۵۹ (۴۶۲)۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

وشرا ناتہہ رام کرشنا وغیرہ (ابتدائ مدعیان) اپیلانٹان

بنام

واسو دیو لکشمن وغیرہ (ابتدائ مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان ٭

۱۰ جون ۱۹۰۱ء

اپیل۔ اپیلانٹان مشترک۔ اپیل کا بعد از میعاد پیش کیا جانا۔ بیان حلفی کا نسبت معافی درنگت داخل اپیل منجملہ اپیلانٹان کے صرف ایک ہی کیطرف سے دیا جانا اور صرف اسکی اپنی ذاتی وجوہات کا بیان کیا جانا۔ اپیل داخل کیا جانا ترمیم ڈگری نسبت ایک امر کے جو دیگر اپیلانٹان پر مؤثر تہا مگر اس اپیلانٹ پر مؤثر نہتہا جسنے کہ بیان حلفی دیا تہا۔ ترمیم کا نامنظور کیا جانا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۴۴ ۔ ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۵ طریق عمل۔

ایک مقدمہ تقسیم مین چوبیس مدعاعلیہم کے برخلاف ڈگری صادر ہوئی تہی جبکے استحقاق شئ مدعا بہا کی نسبت یکسان تہی۔ جزو جائداد متدعویہ کلکرنی وطن تہا جسکا ۱/۲ حصہ (منجملہ دیگر کے) بذریعہ ڈگری مدعیان کو دلایا گیا تہا۔ اس ڈگری کی ناراضی سے گیارہ مدعاعلیہم نے اپیل کی جنمین سے صرف چہہ (مدعاعلیہم ۱ لغایت ۶) کا حق کلکرنی وطن مین تہا۔ ڈگری ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو صادر ہوئی تہی اور اپیل ۱۔ جون ۱۹۰۰ء کو رجوع کیا گیا تہا یعنی اس میعاد (تیس یوم) کے بعد جو ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) کیطرف سے مقرر ہے بیان حلفی نسبت معافی توقف صرف مدعاعلیہ نمبر ۱۴ نے ہی دیا تہا جسکا کوئی استحقاق کلکرنی وطن مین نہ تہا اور بیان حلفی مین وجوہات توقف مذکور نہین جو صرف مدعاعلیہ نمبر ۱۴ کی ذات تک ہی محدود تہین اور دیگر اپیلانٹان سے متعلق نہ تہین۔

مگر اس بیان حلفی پر اپیل داخل کیا گیا۔ اور عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری کو ترمیم کرکے ۱/۲ حصہ وطن کلکرنی کو جو مدعیان کو دیا گیا تہا ۱/۵ حصہ تک کم کر دیا اسپر مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

تجویز ہوئی بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت اور بہ بحالی ڈگری عدالت مرافعہ اولے (کے) کہ عدالت اپیل نے حصہ کلکرنی وطن کے تبدیل کر دینے غلطی کی ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۱۴ کو ترمیم ڈگری مین کوئی استحقاق حاصل نہتہا کیونکہ کلکرنی وطن مین اسکا کوئی حق نہتہا اور دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ ۱۸۸۲ء) متعلق نہین ہے۔ ترمیم صرف بحق مدعاعلیہم ۱ لغایت ۶ کے ہی تہی جو تنہا دکنہا مذکور کے حقدار تہے مگر انہون نے ارجاع اپیل مین توقف کو معاف نہین کرایا۔ اور کہ اپیل زائد المیعاد تہا۔

اپیل دوم بناراضی فیصلہ ایم۔ پی کہاری کہٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج رتناگری بشمول ترمیم ڈگری راؤ صاحب ایس۔ وی جوشی سبارڈینیٹ جج راجاپور۔

٭ اپیل دوم نمبر ۵۳۹ سنہ ۱۹۰۰ء

۱۹۰۱ء
وشوانات ہرام
بنام
واسودیو لکشمن

مدعیان نے نالش بردئے تقسیم بغرض دلا پانے قبضہ ۱/۴ حصہ اراضیات ومکانات و ۱/۲ حصہ کلکرنی وطن متدعویہ معہ ہرجانہ ومنافع درمیانی کے کی۔ مدعا علیہم نے جو تعداد مین ۱۸ تھے اور جنکے حقوق جائیداد ہائے متدعویہ مین یکسان نہ تھے متعدد عذرات اوٹہائے جو بغرض رپورٹ ہذا کسے اہم نہین ہین۔

بتاریخ ۶۔ اپریل سبارڈینیٹ جج نے ایک ڈگری بحق مدعیان دربارہ دلانے ۱/۴ حصہ از اراضیات متدعویہ و ۱/۲ حصہ از کلکرنی وطن کے صادر کی۔

بناراضی ڈگری مذکور کے گیارہ مدعا علیہم نے یعنی مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۹ و مدعا علیہم نمبر ۱۲ لغایت نمبر ۱۶ نے ۷۔ جون ۱۹۰۰ء کو صاحب جج کے یہان اپیل کیا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اپیلانٹان کے استحقاق یکسان نہ تھے مثلاً انمین سے بعض یعنی مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۶ کا تعلق متنازعہ کلکرنی وطن سے تہا۔ میعاد معینہ بردئے قانون برائے ادخال اپیل سے جو زائد عرصہ اسوقت منقضی ہوچکا تہا اسلئے اپیل داخل کرانیکے لئے وجہ توقف بیان کرنی ضروری تہی (دفعہ ۵۔ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء) منجملہ اپیلانٹان کے ایک اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۱۴) نے جسکو کلکرنی وطن مین کوئی استحقاق حاصل نہ تہا بیان حلفی بتاریخ ۲۰۔ جون ۱۹۰۰ء دیا جس مین اسنے اپیل کے وقت پر نہ داخل ہونے کی وجوہات بیان کین۔ وجوہات متذکرہ کا اثر صرف اسکی ذات تک تہا۔ اور انمین اسکا اپنا ہی قصور بیان کیا گیا تہا۔ دیگر اپیلانٹان کی کوتاہی کی کوئی وجہ مذکور نہ تہی۔ بیان حلفی حسب ذیل تہا۔

بعد لکھے کہ عذرات بمقدمہ نمبر ۳، ۴۳ ۱۸۹۹ء بعدالت راجاپور داخل ہوئے مقدمہ زیر فیصلہ ہی تہا اور ۶۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو اسکا فیصلہ ہوا تہا لیکن اگرچہ اُسدن مین عدالت مین پانچ بجے (شام) تک حاضر تہا مگر مقدمہ کا فیصلہ عرصۂ مذکور مین نہوا۔ ازان بعد مین عدالت سے چلا گیا بدین گمان کہ انفصال مقدمہ بعد از تعطیلات ہوگا۔ سات یا آٹھ دن بعد جبکہ مجھے معلوم ہوا کہ مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا ہے مین ۱۳۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو راجاپور گیا اور مختصر یادداشت ہائے اور ڈگری (تجویز) کے نقل کی درخواست کی۔ اور درخواست کے ساتھ مبلغ چھ روپیہ واسطے اخراجات (یعنی فیس نقل) کے داخل کئے۔ مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ فی الواقع کسقدر رقم مجھے ادا کرنی چاہئے تہی۔ بتاریخ ۲۵۔ مئی ۱۹۰۰ء جب مین عدالت راجاپور مین نقول لینے گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری درخواست نقول کا فیصلہ (یعنی نامنظور ہوگئی) اس بنا پر کیا گیا کہ رقم داخل شدہ ہمراہ درخواست اخراجات نقول کیلئے کافی نہ تہی۔ میری رقم ادا کردہ مجھکو واپس دیگئی۔ ازان بعد بتاریخ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء مین مسٹر نارائن باباجی مارٹی کو اپنے دیگر متعلقین اور شریک اپیلانٹان بمقدمہ حال کیطرف سے بغرض ادخال درخواست نقل مختصر نوٹ و ڈگری کے وکیل کیا۔ نقول مذکور ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء کو تیار ہوئین۔ اور مجھے وکیل مذکور سے بتاریخ ۳۔ جون ۱۹۰۰ء موصول ہوئین۔ جگہ سے روانہ ہوکر مین بتاریخ ۶۔ جون ۱۹۰۰ء رتناگری آیا اور نقول نکر

سنہ ۱۹۰۰ء
دستوانتھ
بنام
داسو دیولکشن

بغرض اپیل مسٹر نارائن مہادیو باد ریکر کیس کو دین بمبئی موضع گاؤں کھاڑی سے راجاپور میں اپیل ہی اور رتناگری گاؤن کھاڈی سو ہوا اپیل ہے۔ مینو حسب ضابطہ طور پر یہ تحریری بیان حلفی دیا۔ مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء

صاحب جج نے یہہ بیان حلفی بغرض رپورٹ سبارڈینیٹ جج کے پاس بھیجدیا اور بعد موصول ہونے رپورٹ کے مشروط طور پر توقف بادخال اپیل کو معافی دیدی بعد سماعت کرنے اپیل بربنائے روئداد کے صاحب جج نے ڈگری سبارڈینیٹ جج کو یون ترمیم کیا کہ مدعیان کو بجائے ۱/۴ حصہ کے جو سبارڈینیٹ جج نے دلایا تھا کلکرنی وطن مین سے ۱/۲ حصہ دیا جائے۔

مدعیان نے اپیل دوم رجوع کیا۔

ایچ سی کویاجی منجانب اپیلانٹان (مدعیان)۔ اپیل منجانب مدعاعلیہم بعدالت اپیل مات تحت زائد المیعاد تہا۔ مدعاعلیہ نمبر ۱۴ کا بیان حلفی ہی معافی درنگ کیلئے لیا گیا تہا اور اُسی سی اپیل داخل کیا گیا تہا۔ اور صرف اُسی نے ہی درخواست بغرض ادخال اپیل کی تہی۔ دیگر مدعاعلیہم نے کوئی حلفی بیان نہین دیا اور نہ ہی انکی توقف کی کوئی وجہہ بتائی گئی ہے یا اُسکی نسبت معافی مانگی گئی ہے۔ تاہم یہی مدعاعلیہم ہین جنہون نے اپیل سی زیادہ فائدہ اُٹھایا ہے۔ صرف انہی کا کلکرنی وطن مین استحقاق تھا۔ اپیل اسکے بیان حلفی پر جس مین اُسنے وجوہات توقف بیان کی تہین داخل کیا گیا تہا اور یہہ وجوہات صرف اُسکی اپنی ذات تک ہی محدود تہین۔ اور دیگر اپیلانٹان سی متعلق نہ تہین۔ اسلیئے ہم یہہ بحث کرتے ہین کہ وہ سوائے سائل کے دیگر اپیلانٹان کے لیئے کوئی کافی وجوہات معافی توقف بادخال اپیل نہ تہین۔ بمقدمہ بنام دیسائی منور بہائی (۱) موتی چند بنام پہول چند (۲) ملاحظہ طلب۔

این۔ ایم سمستھہ منجانب رسپانڈنٹان نمبر الغایتہ نمبر ۳ (مدعاعلیہم نمبر الغایتہ نمبر ۳):۔ اپیل ایک مشترک اپیل تہا اور گو درخواست بغرض ادخال اپیل منجملہ اپیلانٹان کے صرف ایک اپیلانٹ کیطرف سی ہوئی تہی مگر ایک مشترک درخواست متصور ہونی چاہیئے۔ درخواست نسبت معافی توقف دادخال اپیل سائل نے صرف اپنے لیئے ہی نہ کی تہی۔ بلکہ یہ جملہ اپیلانٹان کی طرف سی ہوئی تہی۔ صاحب جج نے رپورٹ سبارڈینیٹ جج طلب کی اور رپورٹ مذکور پر غور کرنیکے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ معافی توقف کیلیئے وجوہات کافی ہین ہم التماس کرتے ہین کہ صاحب جج نے درخواست کے منظور کرنے اور اپیل کے داخل کرلینے مین صحیح طریق پر اپنے اختیار تمیزی کا استعمال کیا ہے۔

(۱) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۸۴۹۔

(۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) " " کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۰۷۔

۱۹۰۱ء دشوانا تہہ بنام داموودکشن

بالاجی اے بھگونت منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ (مدعاعلیہ نمبر ۱۲)۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس ۔ ہمارے لئے امر غور طلب یہہ ہے کہ آیا عدالت اپیل ماتحت ڈگری عدالت مرافعہ اولے کے ترمیم کرنے اور ۱/۲ حصہ کالکرنی وطن کو جو اپیلانٹان حال کو بذریعے ڈگری مذکور کے دلایا گیا تہا ۱/۴ حصہ تک کم کر دینے کی مجاز تہی۔ عدالت اپیل ماتحت مین اپیل بعد منقضی ہونے میعاد اپیل کے رجوع ہوا تہا مگر منجملہ متعدد اپیلانٹان کے صرف ایک (مدعاعلیہ نمبر ۱۴) نے توقف کی معافی کی درخواست کی تہی۔ یہ درخواست اُنہی ایسی وجوہات پر کی جو اسکی اپنی ذات سے متعلق تہی۔ اور نتیجہ یہہ ہوا کہ اپیل جملہ مدعاعلیہم اپیل کنندگان کا داخل کر لیا گیا اور ڈگری عدالت ابتدائی کی ترمیم بطریق متذکرہ ہو گئی۔ اس ترمیم مین مدعاعلیہ نمبر ۱۴ کو کوئی تعلق نہ تہا اور چونکہ مقدمہ صریحًا دفعہ ۵۴۴ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کی ذیل مین نہین آتا تہا اسلئے ڈسٹرکٹ جج نے حصص کالکرنی وطن مین دست اندازی کرنے مین غلطی کی ہے کیونکہ کوئی وجوہات موجود نہ تہین جنپر کہ توقف اپیلانٹان مدعاعلیہم نمبر ا لغایتہ نمبر ۱۶ (جنکا تنہا اس سوال مین تعلق تہا) معاف کیا جاسکتا۔ لہذا ڈگری عدالت اپیل ماتحت سوائے نسبت اخراجات کے منسوخ ہونی چاہئے اور ڈگری سبارڈینیٹ جج بحال ہونی چاہئے۔ اپیلانٹان کے اخراجات اپیل بذمہ اسکے متحمل رسپانڈنٹان نمبر ا لغایتہ نمبر ۳ ہون ۔

ڈگری منسوخ ہوگئی۔

نگرانی فوجداری

باجلاس کنیڈی صاحب جسٹس و چندا ورکر صاحب جسٹس

بمعاملہ متہور لال بہائی *

۱۰ جون ۱۹۰۱ء

مجموعۂ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۵۱۷ تصرف مال مسروقہ بروقت تجویز ثبوت جرم سارق کے ۔ باباشاہی سکہ جائز پیشکش سکہ مروّجہ ۔

ایک گواہ استغاثہ بمقدمہ سرقہ نے ایک رقم زر نقد باباشاہی (بروده) سکہ رجز و مال مسروقہ کی پیش کی جو ملزم نے بابقائے ایک قرضہ کے اسکو دی تہی۔ ملزم مجرم قرار دیا گیا اور بوقت اختتام تجویز کے عدالت نے زیر دفعہ ۵۱۷ مجموعۂ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) حکم دیا کہ روپیہ پیتسنیٹ کو جسکا کہ چوری گیا تہا ۔۔۔

* درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۹۰۱ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بمقابلہ
ستہور لال بہائی

تجویز ہوئی کہ حکم صحیح تہا۔ سکہ جات مسروقہ مردجہ سکہ حکومت ہندو اونہی اندرو سٹیٹوٹ یا از روئے قانون تجاران برٹش انڈیا کے یہہ کوئی جائز پیشکش تہا۔ اسلئے ملکیت سکہ جات محض حوالگی سے منتقل نہیں ہو سکتی بلکہ مستغیث ہی کی ملکیت رہے تھے۔

کلکٹر سلیم (۱) و ملکہ معظمہ بنام جوگیسر موچی (۲) میز کئے گئے۔

یہ ایک درخواست نگرانی زیر دفعہ ۵۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) تہی۔ سائل گواہ استغاثہ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام پربہو داس جوہرداس تجویز کردہ ایڈیشنل سشن جج احمد آباد تہا۔ مقدمہ مذکور میں ملزم نے ایک کثیر رقم زر نقد با باشاہی سکوں (بردوہ) کی مستغیث کی چرالی تہی اور اس رقم سے اوسنے اپنے قرضخواہوں کا روپیہ ادا کیا۔ جنمیں سے ایک سائل بھی تہا۔

بروقت تجویز کے سائل نے ایک رقم تعدادی مبلغ ۲۵۵۵ روپیہ سکہ باباشاہی (بردوہ) پیش کی جو ملزم نے اُسے دیئے تھے۔

ملزم مجرم قرار دیا گیا اور بروقت اختتام تجویز کے صاحب جج نے حکم دیا کہ رقم مسروقہ پیش کردہ گواہان مستغیث کو واپس دیدی جائے جسکی کہ چورائی گئی تہی صاحب جج نے یہ تحریر کیا:۔

نسبت تصرف نقدی جو تحویل میں ہے (دستاویزاین) دقت پیدا ہوگئی ہے۔ یہہ معلوم ہے کہ یہہ کل رقم قرضخواہان ملزم سے وصول کیگئی تہی۔ میری قرارداد بمنزلہ یہ قرار دینے کے ہے کہ یہہ مال مسروقہ کا ایک جزو تہی۔ یہہ سچ ہے کہ اس امر کے متعلق شہادت موجود نہیں اور نہ ہی ہو سکتی ہے کہ اسقدر رقم چورائی گئی تہی اور ملزم نے آپسمیں تقسیم کی تہی۔ مگر بروئے الفاظ تشریح ترمیمہ دفعہ ۵۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے میرے نزدیک عدالت مستغیث کو رقم واپس دلانے کی مجاز ہے۔

چنانچہ مال جسمیں نقدی پیش کردہ سائل شامل تہی مستغیث کے حوالہ کیا گیا۔

سائل نے زیر دفعہ ۵۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) درخواست بغرض منسوخی حکم معتدہ سشن جج نسبت واپس دلانے مال مستغیث کو باین استدعا ہائیکورٹ میں کی کہ مبلغ ۲۵۵۵ روپیہ اسکو واپس دلایا جائے۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۹۰ء) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳۔
(۲) (سنہ ۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور مستغیث کے نام نوٹس جاری کئے گئے کہ وہ درخواست کے برخلاف وجہ ظاہر کریں

راؤ بہادر واسو دیو جے کرتکار وکیل سرکار منجانب سرکار نے وجہ ظاہر کی :- رقم پیش شدہ روبروئے عدالت اعلیٰ رقم مسروقہ منجانب ملزم ثابت ہوئی ہے اسلئے عدالت ماتحت حکم دربارہ تصرف مال کے صادر کرنیکا اختیار رکھتی تھی۔

آر وی دیسائی منجانب مستغیث نے وجہ ظاہر کی :- حکم عدالت ماتحت صحیح ہے مستغیث جسکے سکّے چوری گئے تھے تا حال مالک ہے اور اُنکا حقدار ہے - یہہ امر کہ سکہ جات مذکور چور نے سائل کو دیئے تھے سائل کو مالک نہیں بنا سکتا۔ مقدمات کلکٹر سلیم (۱) و ملکہ معظمہ بنام جوگیسر موچی (۲) متعلق نہیں ہیں۔ ان مقدمات میں چور نے کرنسی نوٹ دیئے تھے - کرنسی نوٹ جائز پیشکش ہیں اور بطور ادائگی منجانب وصول کنندہ کے تسلیم ہونے چاہئے اور انکی ملکیت محض حوالہ کر دینے سے منتقل ہو جاتی ہے - مگر باباشاہی (ربرودہ) سکہ جات جائز پیشکش نہیں ہیں۔ اسلئے انکی ملکیت محض سپردگی سے منتقل نہیں ہوئی

ایل - اے - شاہ منجانب سائل :- بفرض اس امر کے کہ رقم پیش شدہ ایک جزو مال مسروقہ کا ہے - سائل رقم مذکور کا مالک اُسوقت ہوا جبکہ اُسنے ملزم سے اُسکو اُنکی قرضہ میں قبول کر لیا - ملکیت نقدی محض سپردگی سے منتقل ہو جاتی ہے خواہ وہ جائداد مسروقہ ہی ہو - ہم کلکٹر سلیم (۳) اور ملکہ معظمہ بنام جوگیشر موچی (۴) پر حصر کرتے ہیں بیشک یہہ مقدمات کرنسی نوٹ کے متعلق ہیں امر فیصل کنندہ مقدمہ حال سے متعلق ہے مرمہ دفعہ ۵۱۷ عدالت کو ایسی جائداد کی نسبت کاروائی کرنیکا اختیار نہیں تھا

چنداورکر صاحب جٹس :- یہ ایک درخواست منجانب منہور لال بہائی کے ہے جس میں ہمارے پاس یہ استدعا کیگئی ہے کہ حکم مصدرہ اڈیشنل سشن جج احمد آباد دربارہ تجویز جرم ملزم بمقدمہ سشن نمبر ۸ ا ۱۹۰۱ء نگرانی کیجائے جس میں یہہ ہدایت درج تھی کہ زیر دفعہ ۵۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مبلغ ۵ روپیہ باباشاہی سکہ (ربرودہ) پیشکردہ سائل روبروئے پولیس جو بعد میں بطور جزو مال مسروقہ

(۱) (۱۸۷۳ء) مدراس ہائیکورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۳۳۔

(۲) (۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹۔

(۳) (۱۸۷۳ء) مدراس ہائیکورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۳۳۔

(۴) (۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹۔

۱۹۰۱ء
بمعاملہ
متھرا لال ہیالہ

بمقدمہ مذکور کے عدالت مین لایا گیا ہے اصل مالک کو واپس دیا جانا چاہئے جسکے قبضہ سے وہ چوری گیا تھا۔

ہمارے روبرو درخواست کی تائید مین بربنائے سند مقدمات کلکٹر بمقابلہ (۱) و ملکہ معظمہ بنام جیکرشن موجی (۲) یہ عذر کیا گیا ہے کہ جائیداد متنازعہ یعنی بادشاہی روپیہ نقدی تھی اور اسکا استحقاق محض بذریعہ حوالگی کے سائل کو پہونچگیا ہے جو نہی کہ اسنے بایفائے قرضہ جائز یافتنی خود نیک نیتی سے لے وصول کیا تھا فیصلجات مذکور کا اتباع چیفکورٹ پنجاب نے دو مقدمات مین کیا ہے۔ کانشی رام بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۳) متھرا داس بنام راما نند (۴) اور وہ بطور قانون صحیح کے قبول ہونے چاہئین مگر فیصلجات زیر بحث مین اصول یہہ ہے کہ کرنسی نوٹ مثل نقدی کے جو سکہ رائج الوقت ہے ایک جائز پیشکش ہے اور شخص وصول کنندہ کو اسکا کامل جائز استحقاق حاصل ہو جاتا ہے۔

بیشک ایسی صورتین ہوتی ہین جنمین حقدار مالک اُس شخص سے روپیہ وصول نہین کرسکتا جو اسپر قابض ہو گیا ہو۔ یہ صورت منجملہ امور متعلق ادائیگی سکہ رائج الوقت کے ہے۔ (از کیو صاحب جسٹس بمقدمہ میکطرفہ دو ر ہمپٹن بیکنگ کمپنی۔ بمعاملہ کیمبل (۵)) مگر اس قاعدہ کا اسصورت پر اطلاق نہین ہو سکتا جب کہ نقدی جو ایک سے دوسرے کو پہونچی ہو ملک کا مروجہ سکہ نہ ہو اور نہ سٹیٹوٹ اور نہ ہی قانون تجاران برٹش انڈیا سے اسکا جائز پیشکش ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یاد بالفاظ ایڈیٹران سمتھز لیڈنگ کیسز مندرجہ نوٹ ہائی بمقدمہ ملر بنام ریس " رواجاً قابل انتقال بملک بطریق نقدی کے گئے " بالفاظ لارڈ فرائی صاحب جسٹس بمقدمہ بکر بنام لنڈن و کونٹی بیکنگ کمپنی (۶) سوال مثل اس سوال کے جو مقدمہ ہذا مین پیدا ہوا ہے بروئے قانون و رواج مروجہ اس مقام کے فیصل ہونا چاہئے جہانکہ ایسا سوال پیدا ہوا ہو کیونکہ بصورت دیگر " اگر ثابت ہو جائے کہ کوڑیان جزو سکہ مروجہ افریقہ ہین تو وہ اس ملک مین نقدی متصور ہونی چاہئین گو اسجگہ انکو نقدی تصور کرنے کا کوئی رواج نہ ہو "

(۱) (۱۸۷۳ء) مدراس ہائیکورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۳۳

(۲) (۱۸۷۸ء) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹۔

(۳) (۱۸۹۰ء) پنجاب ریکارڈ جلد ۲۵ مقدمہ نمبر ۸۳ صفحہ ۲۵۹

(۴) (۱۸۷۸ء) پنجاب ریکارڈ جلد ۱۳ مقدمہ نمبر ۴۳ صفحہ ۲۳۵۔

(۵) (۱۸۸۴ء) کوئنس بنچ دویژن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲ صفحہ ۳۶۔

(۶) (۱۸۸۵ء) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۵ صفحہ ۵۲۰

سنہ ۱۹۰۱ء
بمعاملہ
منہور لال ہالی

ہمین اس امر کے تصفیہ کے لئے قانون و رواج برٹش انڈیا دیکھنا چاہئے۔ قانون مذکور بادشاہی سکّہ کو جائز پیشکش قرار نہین دیتا۔ اس کارروائی مین رواج کی بابت کوئی اشارہ یا ثبوت نہین ہے اگر کوئی رواج ہو تو وہ حسب رضامندی فریقین مقدمۂ دیوانی مین فیصل ہو سکتا ہے۔ مگر درخواست حال پر ہم اپنے نزدیک اختیار تمیزی استعمال کردہ سشن جج زیر دفعہ ۵۱۷ مجموعۂ ضابطہ فوجداری مین دست اندازی نہین کر سکتے۔ ہم درخواست کو نامنظور کرتے ہین۔ درخواست نامنظور کیگئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اپیل - ایچ جنکنز صاحب چیف جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس۔

سنہ ۱۹۰۱ء
۱۴ - جون

نیشنل بنک اوف انڈیا لیمیٹڈ (مدعی) **بنام** صالح محمد بلکسا (مدعاعلیہ)٭

چٹھی اعتمادی - بل آف ایکسچینج - معنے لفظ "سکار اگیا" بحوالہ بل آف ایکسچینج کے - استحقاق قبول کنندہ بل نسبت دستاویزات متعلق باربرداری جہاز کے۔

بمطابق عام تاجرانہ رواج کے ہر کہ شخص پیش کنندہ بل بغرض قبولیت بروقت قبولیت کے قبول کنندہ کو دستاویزات متعلق باربرداری جہاز اس مال کے متعلق حوالہ کرے جسکی کہ بابت بل لکھا گیا ہے۔

ابتدائی منشا چٹھی اعتمادی کا ان لکھا یا ہنڈیا کے قبول کرنے کی ذمہ داری حاصل کرنا ہے جو اسکے روسے لکھے گئے ہون - خود قبولیت ہی سے ذمہ داری ادائیگی عائد ہو جاتی ہے۔

جس صورت مین کہ چٹھی اعتمادی مین ضمانت کی شرط ہو تو منشا اسصورت مین یہہ ہوتا ہے، کہ بروقت قبولیت کے ضمانت مذکور حاصل کر لیجائے۔ کیونکہ اسوقت قبول کنندہ کی ذمہ داری بر بنائے ہنڈوی کے پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک چٹھی اعتمادی ازطرف دوکان ایس آر اینڈ کمپنی بنام مدعاعلیہ مین یہہ درج تہا کہ اسکی ہنڈویات تعدادی چار ہزار پونڈ "ہم دستاویزات متعلق باربرداری جہاز و بیجک کے ملنے پر بہر دینگے"۔ مدعاعلیہ نے اس اعتماد پر دوکان مذکور کے نام ایک ہنڈوی کی اور اسکو مسینے بنک کے پاس فروخت کر کے حوالہ کر دیا مع دستاویزات باربرداری متعلق حوالگی مال کے جسکی بابت کہ ہنڈوی کیگئی تہی - بنک نے ہنڈوی مذکور ایس آر اینڈ کمپنی کو دکھائی جسکو انہون نے باضابطہ قبول کیا اور اسپر بنک نے دستاویزات باربرداری جہاز ایس آر اینڈ کمپنی کے حوالہ کر دین۔

٭ استصواب دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ء
نیشنل بنک اوف انڈیا لمیٹڈ
بنام
صالح محمد بلکا

جبکہ ہنڈوی کی ادائگی کا وقت آیا تو قبول کنندگان (ایس۔ آر۔ اینڈ کو) نے روپیہ ادا نکیا اور اسپر بنک نے مدعاعلیہ (ہنڈوی لکھنے والے) پر نالش کردی۔ مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا کہ چٹھی اعتمادی مین لفظ "سکاری گئی" کے معنی "ادا کیگئی" ہین اور کہ بنک کو چاہئے تہا کہ ہنڈوی کی ادائگی ہوجانے تک دستاویزات متعلق باربرداری حوالہ نہ کرتے۔

تجویز ہوئی کہ عام رواج ناجائز ہے کہ دستاویزات متعلق باربرداری جہاز قبول کنندہ کو بروقت قبولیت کے حوالہ کردیجائین اور کہ چٹھی اعتمادی مین کوئی ایسا امر نتہا جو بنک کو رواج مذکور کے مطابق عمل کرنے مین مانع ہوتا۔

لفظ "سکاری گئی" مندرجہ چٹھی اعتمادی کے معنے "سکاری گئی بذریعہ قبولیت کے" ہین۔

بمعاملہ آگرہ و ماسٹرمین بنک (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

استصواب از میجر ایچ ایم۔ عابد پولیٹیکل ایجنٹ عدن زیر دفعہ ۸۔ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء۔
میسرز شورل رشمن اینڈ کو لنڈن نے مدعاعلیہ صالح محمد بلک کو چٹھی اعتمادی دی جسکے رو سے اُسنے ہنڈویات میعادی ۹۰۔ دن کرنی تہین۔ چٹھی حسب ذیل تہی۔

۲۱- اولڈ برود سٹریٹ لنڈن ای سی - ۱۰ اسمئی سنہ ۱۹۰۰ء

بنام شیخ صالح بن محمد بلکا عدن۔

مہربانمن: ہم آپ کو اطلاع دیتے ہین کہ انگلینڈ کے میسرز ٹی شورل اینڈ کمپنی نے ہمارے سلسلہ تمہارے نام پر مبلغ چار ہزار پونڈ کا حساب کہولا ہے یعنی چار ہزار پونڈ سٹرلنگ جو آپکی ہنڈویات میعادی ۹۰ یوم پر کہال چمڑہ وغیرہ کی روانگی بذریعہ جہاز از عدن تا لنڈن و نیویارک یونائیٹڈ سٹیٹس یا بندرگاہان بحیرہ اوقیانس مین لگایا جاتا ہے ہم ہنڈویات مذکور صاحبان مذکور کے حساب بروقت مین بالعوض حوالگی دستاویزات باربرداری جہاز دیکے سکارینگے بشرطیکہ مستشرسی لے برہنچلی کے۔ میسرز ٹی شورل اینڈ کمپنی کے قائم مقام (مقیم عدن) کے مہر ہونگے۔
خرچہ بیمہ میسرز شورل ادا کرینگے اور وقت پر اطلاع دی جائیگی۔

ہم ہین وغیرہ وغیرہ (دستخط) شورل رشمن اینڈ کو

معلوم ہوا ہے کہ مدعاعلیہ تین مرتبہ اس اعتماد پر ہنڈی کر چکا تہا اور اپنی ہنڈویات نیشنل بنک عدن کے پاس فروخت کرچکا تہا۔

۱۰ اسد ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو اُسنے کہالون کے چند بنڈل بذریعہ اگبوٹ "ایجپٹ" کے لنڈن روانہ کئے اور اعتماد متذکرہ صدر پر میسرز شورل رشمن اینڈ کو کے نام ہنڈوی تعدادی ۔ شلنگ ۔ ۶۳۳ پونڈ کردی اور اسکو نیشنل بنک واقعہ عدن کے پاس فروخت کردیا۔ ہنڈی مع بیجک بل آف لیڈنگ مال مذکور کے بنک کے حوالہ کی گئی تہی۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۶۷ء) لاء رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۳۹۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
نیشنل بنک آف انڈیا لمیٹڈ
بنام
صالح محمد ملکبا

زاں بعد بنک نے ہنڈی باضابطہ طور پر میسرز شورل اینڈ کمپنی کو دکھلائی جسکو انہوں نے قبول کر لیا اور اُسی وقت بنک سے بیجک اور بل آف لیڈنگ بابت مال مذکور کے وصول کر لئے جبکہ میسرز شورل رتھمن اینڈ کمپنی کی طرف سے ہنڈی کے واجب الادا ہونیکا وقت آیا تو انہوں نے ہنڈی بنک کو واپس کر دی اور پشت پر لکھدیا کہ "ہنڈی کنندہ سے دریافت کرو"

اسپر ہنڈی بنک عدن کو واپس ارسال کیگئی۔ اور بنک نے مدعا علیہ دہندہ ہنڈی کنندہ کو ادائگی کے لئے کہا مگر کوئی کامیابی نہوئی۔ اسپر بنک نے نالش ہذا اسکے برخلاف بعدالت ریزیڈنٹ عدن دائر کی۔

مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ وہ ذمہ دار نہیں ہے۔ کیونکہ بنک نے رقم ہنڈی ادا ہونیسے پہلے ہی دستاویزات باربرداری جہاز دیدی ہیں اور ایسے فعل سے اُسی چٹھی اعتمادی کی خلاف ورزی کی جسکے رو سے کہ ہنڈی بیگئی تھی۔ اُسنے بیان کیا کہ اُسنے دستاویزات مذکور بنک کو بطور ضمانت کے حوالہ کی تھیں اور اُنکو نہیں چاہئے تھا کہ وہ قبل ادائگی کے دستاویزات دیدیتے۔ اور چونکہ انہوں نے بغیر وصولی ادائیگی کے ضمانت مذکور چھوڑ دی لہذا نقصان کا متحمل انہیں ہونا چاہئے اور نہ کہ مجھے۔

ریزیڈنٹ عدن نے مقدمہ کا استصواب زیر دفعہ ۸ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء ہائیکورٹ سے کیا۔ اپنے استصواب میں اُسنے یہہ تحریر کیا:۔

ہر دو فریق تسلیم کرتے ہیں کہ ہنڈی تابع شرائط چٹھی اعتمادی مورخہ ۱۸ جون سنہ ۱۹۰۱ء کے لکھی گئی تھی مگر وہ اُسکی تعبیر مختلف کرتے ہیں اور اسلئے یہی تنقیح تجویز طلب ہے۔ کسی فریق نے کوئی شہادت متعلق طریق مروجہ جسکے رو سے معاملات سابقہ بروئے چٹھی مذکور ہوا کرتے ہیں پیش نہیں کی۔ مہتمم بنک صرف یہ بیان کرتا ہے کہ معاملات سابق میں دستاویزات میسرز شورل رتھمن اینڈ کو لنڈن کی محض قبولیت ہنڈیات پر ہی حوالہ کیجاتی تھیں مگر وہ صاف بیان کرتا ہے کہ شرائط چٹھی اعتمادی بعد ادائگی ہنڈیات دستاویزات حوالہ کرنیکی اجازت دیتے ہیں۔

لب لباب اس معاملہ کا چٹھی اعتمادی کے الفاظ ذیل سے ظاہر ہے یعنی" جو ہنڈی ہم باضابطہ طور پر حساب مذکور کے حساب برداشت میں بل آف لیڈنگ و بیجک و تنخطی مسٹر سی۔ اے برنیملی میسرز ٹی شورل اینڈ کمپنی کے قائم مقام مقام عدن کے حوالہ کئے جانے پر بہر دین گے میری رائے میں یہ تنازع لفظ "سکاری گئی" کے تعبیر پر منحصر ہے کیا ہنڈی کی قبولیت اسکا واقعی سکارا جانا ہو سکتا ہے اور بعد ازاں بغرض ادائگی اسکے پیش کرنے پر اسکا ہنڈی کنندہ کے پاس بہیجا جانا اسکی عدم تعمیل ہو سکتا ہے جیسے کہ زیک چٹھی سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا ہنڈی کی ادائگی اور دستاویزات کی سپردگی قبولیت ہنڈی پر ہوگی یا اُسکے وقت معلوم پر بذریعہ ادائگی سکارے جانے پر۔

سنہ ۱۹۰۱ع
نیشنل بنک اوف انڈیا لمیٹڈ
بنام
صالح محمد ملکسا

مدعاعلیہ بیان کرتا ہے کہ چٹھی اعتمادی کا مطلب یہہ ہے کہ دستاویزات ادائیگی ہنڈوی پر حوالہ کیجائینگی نہ کہ اس سے پیشتر اور وہ مزید یہ بیان کرتا ہے کہ اُنہی دستاویزات بطور ضمانت بنک کے حوالہ کی ہیں کیونکہ بغیر انکے بنک اسکی ہنڈوی کو خرید نہ کرتا جسکا صاف مطلب یہہ ہے کہ بنک کے پاس ضمانت بابت ہنڈوی کے تھی لیکن اگر انہوں نے بغیر رقم وصول کرنیکے ضمانت ترک کردی تو وہ نقصان کا متحمل نہیں ہو سکتا بلکہ انہیں ہونا چاہئے۔

دفعہ ۹۹ ایکٹ ۲۶ بابت ۱۸۸۱ع سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنڈوی دو طریق میں سکاری نہیں جا سکتی یعنی یا تو بذریعہ عدم قبولیت یا عدم ادائیگی کے۔ مقدمہ ہذا میں ہنڈوی بذریعہ قبولیت کے سکاری گئی تھی مگر عدم سکارا جانا بذریعہ عدم ادائیگی کے وقوع میں آیا ہے ہنڈوی کے قبول کرلینے پر بنک نے بظاہر اس شخص کو جسکے نام ہنڈوی لکھی گئی تھی اور جس نے اُسے قبول کرلیا تھا دستاویزات حوالہ کردیں سوائے متناقض بیانات فریقین کے کوئی شہادت فریقین کے عندیہ کے متعلق پیش نہیں کیگئی اور اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ مدعی پر بوجہ عدم اثبات دعوے کے اخراجات عائد نہیں کرنے چاہئے اور کیونکہ میں بمشکل یقین کرسکتا ہوں کہ لفظ "سکارنا" مندرجہ چٹھی اعتمادی سے آخری فعل ادائیگی مقصود نہیں ہے کیونکہ اگر اس سے مقصود ہو تو ہنڈوی کنندہ کے ہاتھ سے مال اور روپیہ بھی جاتا رہیگا۔ جو قرین انصاف نہیں ہے حالانکہ مدعی قابض دستاویزات باربرداری جہاز تھے انہیں اپنے قبضہ سے باہر جانے دیا اور یہ اعتبار مانگی کہ ہنڈوی مذکور کی ادائیگی میعاد منقضی ہونے پر اس شخص کیطرف سے ہوجائیگی جسکے نام لکھی گئی ہے اور جو اسے قبول کرچکا ہے۔ اگر بنک نے ہنڈوی بلا بدل خریدی ہوتی تو اُسصورت میں بیشک ہنڈوی کنندہ ذمہ وار ہوتا۔ مگر بنک نے بطور بدل ضمانت دستاویزات باربرداری جہاز حاصل کیں اور اگر یہ دستاویزات ضمانت نہ تھی تو میں خیال نہیں کرسکتا کہ اُنکے لینے سے کیا مفید مطلب حاصل ہوا ہے۔

سکاٹ (ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل) بمعیت لٹل اینڈ کمپنی بجانب مدعی:۔ ہمارا استحقاق بمقابلہ مدعاعلیہ کے زائل نہیں ہوا کیونکہ ہمنے دستاویزات باربرداری جہاز قبول کنندگان کو بوقت قبولیت ہنڈوی کے حوالہ کردی تھیں۔ وہ اُسوقت دستاویزات مذکور لینے کے مستحق تھے۔ گلبرٹ بنام گیگنون (۱) رنیکن بنام الفرڈ (۲) شفرڈ بنام ہیرس (۳)۔ الفاظ مندرجہ چٹھی اعتمادی کے روسے بنک کو کسی اور طریق عمل کے اختیار کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ لفظ "سکاری گئی" مندرجہ چٹھی اعتمادی کا مطلب "ادا کیگئی" نہیں ہے۔ اسکے معنے "قبول کیگئی" ہیں اور بنک بوقت "سکارے جانے" ہنڈوی بذریعہ قبولیت کے دستاویزات مذکور حوالہ کردینے میں درستی پر تھا (ایکٹ دستاویز قابل بیع و شرائے (۲۶ بابت ۱۸۸۱ع) دفعہ ۹۱)۔

جارڈین اسکاٹ بمعیت سرگی۔ بیچ اُوڈون رنجانب مدعاعلیہ:۔ ذمہ واری مدعاعلیہ تعبیر چٹھی اعتمادی پر منحصر ہے ہماری یہ عذر ہے کہ

(۱) (۱۸۷۵ع) لا رپورٹ چانسری جلد ۸ صفحہ ۱۶ صفحہ ۲۰۔ (۲) (۱۸۷۶ع) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۷۸۹۔
(۳) (۱۸۷۵ع) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈز جلد ۷ صفحہ ۱۱۶۔

۱۹۰۱ع
نیشنل بنک آف انڈیا لمیٹڈ
بنام
صالح محمد بلکسا

لفظ "سکاری گئی" مندرجہ چٹھی مذکور کے معنے "اداشدہ" ہین اور کہ بنک ہنڈوی کے بذریعہ ادائیگی سکارے جانے سے پہلے دستاویزات باربرداری جہاز حوالہ کردینے مین درستی پر تھا۔

جنکنس صاحب چیف جسٹس: - یہ ایک استصواب بعدالت ہائیکورٹ زیر ایکٹ عدالتہاے عدالت خفیفہ (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ع) ہے اور گو شرائط دفعہ ۶۹ پورے طور پر ملحوظ نہین رکہی گئین تاہم ہمارے خیال مین وہ امر جسپر ہمنے راے ظاہر کرنی ہے کافی طور پر واضح کیا گیا ہے جس سے ہم مقدمہ کا فیصلہ بدون واپس کرنے بغرض ترمیم کے کر سکتے ہین -

مدعی بنک نے بحیثیت یابندہ کے مدعاعلیہ پر بحیثیت ہنڈوی کنندہ کے نالش کی جو قبول کنندہ نے بعد منقضی ہونے میعاد کے ادا نہ کی مدعاعلیہ یہ عذر کرتا ہے کہ وہ سبکدوش ہوگیا ہے کیونکہ بنک نے بعض دستاویزات باربرداری جہاز کو جو اسکو ہمراہ ہنڈوی کے دیگئی تہین اپنے قبضہ سے جانے دیا اور ایسے عمل سے الفاظ چٹھی اعتمادی کی خلاف ورزی کی جسکے رو سے ہنڈوی کیگئی تہی -

اب قطع نظر چٹھی اعتمادی کے یہہ ظاہر ہے کہ مدعی قبول کنندہ ہنڈوی کو بوقت قبولیت دستاویزات جہاز کے حوالہ کردینے مین مطابق عام رواج تاجران کے عامل تہا۔ پس ہمنے یہہ دیکہنا ہے کہ آیا چٹھی اعتمادی مین کوئی ایسا امر مندرج ہے جو بنک کے اس فعل کا مانع ہو اور ایسی صورت مین جملہ چارہ جو نقصان کے گم ہونیکا تاوان ہنڈوی کرنے والے کے ذمہ ڈالتا ہو۔ فاضل جج کو یہ معلوم ہوا کہ ذیل کے الفاظ مندرجہ چٹھی اعتمادی کا جائز نتیجہ یہہ تہا - "جو ہنڈی ہم اصحاب مذکور کے حساب برداشت مین دستاویزات باربرداری نہ بکنے کے ملنے پر بہر دینگے" اُسنے خیال کیا کہ "سکاری گئی" کے معنے اداشدہ ہونے چاہئین اور اسلئے اُسنے قرار دیا کہ چٹھی اعتمادی حوالگی دستاویزات باربرداری جہاز قبل ادائیگی کے مانع تہی - اس فیصلہ کن وجہ کو فاضل صاحب جج یون بیان کیا ہے: "مین مشکل یقین کر سکتا ہون کہ لفظ "سکارنا" مندرجہ چٹھی اعتمادی کے معنے آخری فعل ادائیگی نہین ہے کیونکہ اگر یہہ نہون تو ہنڈوی کنندہ کے ہاتہ سے مال اور روپیہ دونون جاتے رہینگے جو ہرگز قرین انصاف نہین ہے، حالانکہ مدعی نے جسکے پاس دستاویزات جہاز تہین بدون اس احتیاط کے کرنیکے کہ ہنڈوی بعد منقضی ہونے میعاد کے وہ شخص بہر دیگا جسکے نام لکہی گئی ہے اور اُسنے اسکو قبول کرلیا ہے بلکہ اُنہون نے فی الواقعہ اپنے تصرف سے جانے دین"۔

ہم اس راے کے ساتہ اتفاق نہین کرتے۔ اولًا ابتدائی غرض چٹھی اعتمادی کی بل یا ہنڈوی کے قبول کرلینے کی ذمہ داری حاصل کرنا ہے کیونکہ جب قبولیت ہو جاے تو وہ خود ہی چٹھی اعتمادی مین

سنہ ۱۹۰۱ع
نیشنل بنک آف انڈیا
لمیٹڈ
بنام
صالح محمد ملک

کسی ایسی شرط کے ہونے کے بدون ذمہ داری ادائیگی قایم کر دیتی ہے۔ اگر چٹھی زیر بحث مین وہ سکاری گئی" کے معنے صرف "ادا شدہ" ہوں تو اسصورت مین کوئی صریح شرط بابت قبولیت کے موجود نہین ہے مزید یہہ کہ چٹھی اعتمادی مین جس مین ضمانت کی شرط ہو بغرض حصول ضمانت مذکور بوقت قبولیت ہوتی ہے کیونکہ اسوقت ہی قبول کنندہ کی ذمہ داری نسبت ہنڈی کے پیدا ہوتی ہے اور اگر وہ اُسوقت اپنی ضمانت حاصل نہ کرے تو اسکو معلوم ہو جائیگا کہ ادائیگی کا وقت آنے پر اسکا کوئی چارہ نہین ہوگا۔ بلحاظ ان وجوہات کے ہمارا یہہ خیال ہے کہ لفظ مندرجہ چٹھی اعتمادی سے مراد سکارنا بذریعہ قبولیت ہے قطع نظر کسی سند کے بھی ہمکو یہی نتیجہ برآمد کرنا چاہئے مگر ہم دیکھتے ہین کہ قریبًا قریبًا انہی الفاظ مین چٹھی اعتمادی کا مطلب لارڈ کیرنس صاحب نے یہی قرار دیا ہے بمعاملہ آگرہ ماسٹرمین بنک[1] ملاحظہ طلب مقدمہ مذکور مین چٹھی اعتمادی کے الفاظ یہہ تھے "اس تحریر کے ذریعہ سے تم مجاز ہو کہ اس بنک کے نام ہنڈوی میعادی چھہ ماہ پندرہ ہزار پونڈ سٹرلنگ تک کرو اور ایسی ہنڈیات دکھلائے جانے پر مین بھر دونگا" اس چٹھی کی نسبت لارڈ کیرنز صاحب یہہ فرماتے ہین "وہ یہہ ایک عام اعلان مصدرہ آگرہ ماسٹرمینز بنک بوساطت ڈکسن بتیھم اینڈ کو بنام ان جملہ اشخاص کے ہے جنکو چٹھی بغرض حاصل کرنے ان ہنڈویات کے جو ڈکسن بتیھم اینڈ کو نے آگرہ ماسٹرمینز بنک پر کی ہون یا بغرض بدلہ دینے انکی منصب کے بذریعہ ادائیگی ہنڈیات مذکور کے دکھلائی جاسکے اور ساتھہ ہی یہہ بھی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ یا اُمین سے کوئی ایسا کرے تو آگرہ ماسٹر مینز بنک ایسی ہنڈیات دکھلائے جانے پر قبول کریگا" چٹھی مذکور چٹھی حال مین صرف یہہ فرق ہے کہ وعدہ دکھلانے پر سکارنے کا ہے۔ مگر الفاظ "دکھلانے پر" سے کوئی فرق نہین آسکتا بل یا ہنڈوی یا تو بغرض قبولیت یا بغرض ادائیگی دکھلائی جاسکتی ہے۔

ان وجوہات پر ہماری یہہ رائے ہے کہ چٹھی اعتمادی سے کوئی جوابدہی پیدا نہین ہوتا اور ہم استصواب کا ایسا ہی جواب دینگے۔ اب مقدمہ عدالت کے پاس واپس جائیگا تاکہ مطابق ایکٹ کے اُسکا فیصلہ کیا جائے اور اخراجات استصواب اخراجات مقدمہ ہونگے۔

حکم مطابق اسکے دیا گیا۔

---

(۱) (سنہ ۱۸۶۷ع) لا رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۲۹۱۔

اجلاس کامل صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و کینیڈی صاحب جسٹس و ڈین صاحب جسٹس و چنداورکر صاحب جسٹس

۲۴ جون ۱۹۰۱ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بابا بھیوا *

ایکٹ تازیانہ (۳ سنہ ۱۸۹۵ء) دفعہ ۴ - تازیانہ لگانا - ڈکیتی - مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۳۹۵ - تجویز ثبوت جرم سابق - حکم سزا۔

بروئے دفعہ ۴ - ایکٹ تازیانہ سنہ ۱۸۹۵ء حکم سزائے تازیانہ علاوہ قید کے اُس تجویز ثبوت جرم ڈکیتی میں جائز نہیں ہے جبکہ ارتکاب ایک مشابہ جرم کی تجویز جرم سابقہ سے پہلے کیا گیا ہو۔ ملکہ معظمہ بنام سریا (۱) و ملکہ معظمہ بنام گُنیا (۲) کی تقلید کیگئی۔

اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ لوکاس صاحب سشن جج احمد نگر۔

ملزم پر زیر دفعات ۳۹۵ و ۴۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند ڈکیتی اور نیز ایسے گروہ اشخاص سے تعلق رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا جو بغرض ارتکاب ڈکیتی کے جمع ہوئے تھے اور سپرد عدالت سشن احمد نگر کیا گیا۔

بوقت تجویز کے الزام جرم زیر دفعہ ۴۰۰ کا واپس لیا گیا تھا کیونکہ ملزم ایک مقدمہ سابق میں زیر دفعہ مذکور مجرم قرار پا چکا تھا۔

اسپر ملزم کی تجویز بابت ڈکیتی کے زیر دفعہ ۳۹۵ ہوئی اور وہ مجرم قرار دیا گیا اور اُسے پانچسال قید سخت اور تیس ضرب بید کی سزا دیگئی۔ یہہ سزا ایک اور حکم سزائے قید کیساتھہ ایکساتھہ شروع ہوئی تھی۔

حکم سزائے تازیانہ صادر کرتے وقت سشن جج نے یہ تحریر کیا:-

قبل ازین میں اُسے ایک دوسرے جرم ڈکیتی میں سزا دیچکا ہوں اور مطابق الفاظ قانون مندرجہ ایکٹ تازیانہ کے وہ بر طبق دوسری مرتبہ تجویز جرم بعلت جرم ڈکیتی کے علاوہ کسی اور سزا کے سزائے تازیانہ کا بھی مستوجب ہے کیونکہ کلکتہ ہائیکورٹ کا فیصلہ موجود ہے:- ملکہ معظمہ بنام اودے چنا کرن (۳) کہ مقدمہ ہذا جیسے مقدمہ حال میں سزائے تازیانہ نہیں دیجا سکتی ہے۔

---

* اپیل فوجداری نمبر ۱۷۰ سنہ ۱۹۰۱ء

(۱) (سنہ ۱۸۶۳ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ مقدمہ فوجداری جلد ۳ صفحہ ۲۸۔

(۲) (سنہ [illegible]ء) ” ” ” ” ” جلد ۵ صفحہ ۴۰۔

(۳) (سنہ ۱۸۶۹ء) بنگال لا رپورٹ اپیل فوجداری جلد ۴ صفحہ ۵

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ایل ایچ جنکنس صاحب چیف جسٹس و جند اور کر صاحب جسٹس

۲۳ جولائی و ۷ و ۱۹ اگست سنہ ۱۹۰۱

دادو باجی جنارد ہن (ابتداً مدعی) اپیلانٹ بنام کلکٹر بمبئی (ابتداً مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

مالگذاری اراضی بمبئی تشخیص ۔ اضافہ تشخیص ۔ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء ۔ بیع اراضی منجانب گورنمنٹ بدست مشتری شخص بشرح خاص ۔ اضافہ مابعد ۔ بائع و مشتری ۔ امر مانع تقریر مخالف ۔ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۱۵ ۔

بمقام بمبئی بعض اراضیات جنمین تین جداجدا قطعات شامل تھے ٹرسٹیان فری چرچ سکاٹلینڈ مشن کے قبضہ مین بروے ایک عطیہ منجانب گورنمنٹ (مگر کوئی دستاویز تحریری نہ آئی تھی) واسطے سکول ولیسی لڑکیون کے تھین ۔ ایک جزو اراضی مذکور کی نسبت کوئی تشخیص ادا کیجاتی تھی ۔ اور باقی اراضی کی نسبت صرف ایک برائے نام تشخیص ادا کی جاتی تھی ۔ سکول کو کسی اور مقام پر منتقل کرنیکے ارادہ سے ٹرسٹیان نے گورنمنٹ کی منظوری واسطے فروخت اراضی کے حاصل کی اور بغرض اس امر کے کہ ٹرسٹیان کو فروخت کرنیکا اختیار دیا جاوے بعض دستاویزات ٹرسٹیان کو تحریری کردی گئین ۔ قطعہ نمبر ۱ گورنمنٹ نے انکے اور انکے ورثا اور منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کیلئے " تابع استحقاق واپسی مگر بلا کسی ذکر کرنے تشخیص کے منتقل کردیا ۔ قطعہ نمبر ۲ و نمبر ۳ گورنمنٹ نے انکے اور انکے ورثا و اوصیاء و مہتممان و منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کیلئے " منتقل کردیا مگر اس انتقال مین یہ شرط تھی کہ یہ جملہ ٹیکس ریٹ اور مواخذہ جات تشخیص جو عمارات یا کسی اور چیز موجود الوقت کی بابت قابل تشخیص یا قابل اخذ ہون ۔

۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۸ء کو ایک شخص جنارد ہن گوپال نے منجملہ دیگر شرائط کے) اس شرط پر کل قطعہ اراضی بعوض مبلغ ۳۲۵۰۰ کے خریدنے کی درخواست کی کہ کل اراضی انکے نام " بطور حقیت معافی یا بعوض برائے نام ٹیکس سرکاری کے " منتقل کردیجاوے ٹرسٹیان نے اس درخواست کو قبول کرنا چاہا اور اس بارے مین انکے اور گورنمنٹ کے مابین خط و کتابت ہوئی ۔ بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۸۹۹ء انہون نے گورنمنٹ کو لکھا کہ درخواست مذکور کا قبول کیا جانا اقرب ہے مگر مشتری چاہتا ہے کہ جمع اراضی اس سے زیادہ نہونی چاہئے جو اسی مقام مین بابت پنشن اور ٹیکس اراضی کے ادا ہوتی ہے اور انہون نے گورنمنٹ کے پاس استدعا کی کہ کلکٹر مالگذاری کو یہ حکم بھیجا جاوے کہ " باغراض مالگذاری اراضی کے کس شرح سے تشخیص کیجاوے بجہت تعین یہ تصور کرلیا جاوے کہ اراضی از قسم حقیت پنشن اور ٹیکس کے تھی

بتاریخ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء گورنمنٹ نے اس عرضداشت کے متعلق حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا " اراضی زیر بحث بقبضہ مسٹر جنارد ہن گوپال کی تشخیص انہی قواعد کے روسے ہوگی جو عموماً اس قسم کی اراضی کے متعلق ہین یعنی گورنمنٹ فری

سنہ ۱۹۰۱ء
داواجی جناردہن
بنام
کلکٹر بمبئی

جسمیں مسٹن یا مشتری مسٹر جنارد ہن گوپال کی درخواست پر کلکٹر سے دریافت کیا جاوے کہ کسقدر تشخیص مالگذاری اراضی ہوگی اور کونسے قواعد متعلق مقدار تشخیص کے ہیں۔

اس ریزولیوشن کے مطابق مسٹر زہرس جی بانیڈ کو نے بحیثیت اڈمنسٹریٹر ان ٹرسٹیان دمشتری کے بتاریخ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کلکٹر کو بحوالہ ریزولیوشن متذکرہ صدر لکھا اور استدعا کی کہ امور مستفسرہ کے متعلق اطلاع دیجائے۔ بتاریخ ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کلکٹر نے یہ جواب دیا کہ میں آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ اراضی کی تشخیص بحساب نو پائی فی مربع گز سالانہ ہوگی۔ یہی شرح تشخیص اس جگہ اراضی سرکاری پر لگائی جاتی ہے * * * * اور اسی پر گذشتہ چھہ سال سے عملدرآمد ہوتا رہا ہے۔

اس خیال سے کہ ٹرسٹیان کو جنارد ہن کے پاس بیع کرنے میں آسانی ہو گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء حکمہ حقوق بازگشت دعائدادا دواخذہ برقطعات اراضی ٹرسٹیان اور انکے قائممقام منتقل الیہم کو ہمیشہ کیلئے بشرط ادائیگی اون ٹیکسہا و ریٹ د مواخذہ جات اور تشخیص کے عطا کر دئے۔ جو بوقت تشخیص ان قطعات پر کسی عمارات یا کسی اور چیز کی بابت قابل تشخیص یا قابل اخذ ہوں۔ دستاویز میں یہہ ذکر تھا کہ ٹرسٹیان نے بمنظوری گورنمنٹ اراضی مذکور کی فروخت کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور کہ اُنہوں نے جنارد ہن گوپال مذکور کے ساتھہ اسکے بیع قطعی کرنیکا اقرار کر لیا ہے۔

بتاریخ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء اراضی جنارد ہن گوپال مشتری کے نام منتقل کیگئی تھی۔ فریق دستاویز ٹرسٹیان مشن سکرٹری آف اسٹیٹ اور جنارد ہن گوپال مشتری مذکور تھے اور اسمیں یہ درج تھا کہ ٹرسٹیان نے جنارد ہن گوپال کے نام بیع قطعی کرنیکا اقرار کر لیا ہے۔ اور بمنظوری گورنمنٹ اراضی مذکور اسکے نام اور اسکے ورثا و وارثان و اوصیاء و مہتمان اور منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کیلئے بشرط ادائیگی اُن جملہ ریٹ اور ٹیکسہا و مواخذہ جات و تشخیص کے منتقل کیگئی ہے جو بابت عمارات کے قابل تشخیص اور قابل اخذ ہوں" اور سکرٹری آف اسٹیٹ نے اپنی طرف سے اور اپنے جانشینان کی طرف سے جنارد ہن گوپال مذکور اور اسکے ورثا و وارثان و اوصیاء و مہتمان اور منتقل الیہم کو جملہ اقسام حقوق و اختیارات کے استحقاق سے سبکدوش اور بری کر دیا جو عمارات وغیرہ کے متعلق حاصل تھے"۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں جائداد مذکور زیر اثر ایک تقسیم کے مدعی پسر جنارد ہن کو مفوض ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۰ء تک جمع بحساب پائی فی مربع گز ادا ہوتی رہی لیکن اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو کلکٹر کی طرف سے نوٹس زیر دفعہ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء وصول ہوا کہ جمع بڑھا کر چھہ آنہ چھہ پائی فی مربع گز سالانہ کر دیگئی ہے۔ اسپر مدعی نے نالش بنابر زیر دفعہ ۱۳ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء بعدالت جج مال دائر کی جسمیں اُسنے جواز اضافہ پر اعتراض کیا۔ جج مال نے نالش کو خارج کر دیا۔ مدعی نے اپیل بحضور ہائیکورٹ باستدعا ڈگری اور منسوخی حکم ہذا تجویز ہوئی کہ مدعی کو باد آئیگی جمع بحساب نو پائی فی مربع گز سالانہ ہمیشہ کیلئے زمین پر قابض رہنے کا استحقاق حاصل تھا اور کہ گورنمنٹ کو جمع بڑھانیکا کوئی استحقاق حاصل نہ تھا جنارد ہن گوپال نے دست بدست جائداد پوری قیمت پر خرید کی تھی۔ ایسی خریدی پر استحقاق نسبت اضافہ جمع کے ہر ایک حالت میں صاف طور پر واضح کیا جانا چاہئے تھا

۱۹۰۱ء
دلوه ابجنار جن
بنام
کلکٹر بمبئی

مطلب جو ایک معقول شخص بحالات موجودہ چٹھی کلکٹر مورخہ ۲۰ جولائی کیطرف منسوب کر سکتا ہی یہہ تہا کہ بروے دفعہ ایکٹ ۱۸۷۶ء کہ نو پائی فی مربع گز سالانہ ایک خاص مدت معین لگئی تہی۔ اندریں صورت گورنمنٹ اور کلکٹر اسکے پابند تھے۔ طریق عمل گورنمنٹ مدعیان گورنمنٹ جو اسکی طرف سے باغرض خرید کیا گیا ایسا تہا جس سے بحالات موجودہ مشتری جیسے عاقل شخص کو یہ یقین پیدا ہو سکتا تہا کہ وہ ایک ایسی جائداد خرید رہا ہی جو فی الواقعہ ۳۲۰۰۰ روپیہ کی مالیت کی ہی اور کہ گورنمنٹ نے پوشیدہ طور پر کوئی غیر محدود استحقاق جائداد مذکور کی مالیت کو ضرر پہونچانے اور عملی طور پر جائداد فروخت شدہ کو ضبط کر لینے کے لئے محفوظ نہیں رکہا۔

اپیل بنا راضی فیصلہ جج مال ڈبلیو ڈبلیو ایکٹنگ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ۔

بذریعہ نوٹس مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کے جسکی تعمیل مدعی پر یکم ستمبر ۱۸۹۹ء کو ہوئی کلکٹر بمبئی نے زیر دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۷۶ء مدعی کو اطلاع دی کہ آپنے تشخیص جمع اراضی واجب الادا از طرف مدعی نسبت اراضی واقعہ بمبئی جسکا وہ مالک تہا بحساب ۶ آنہ چہہ پائی فی مربع گز سالانہ مقرر کر دی ہے اور اس تشخیص پر عملدرآمد یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ہوگا اور پچاس سال تک یہی رہیگی۔ جمع اراضی مذکور اسوقت تک نو پائی فی مربع گز سالانہ حساب سے تھے۔

مدعی نے فوراً نالش ہذا بعدالت جج مال بمبئی زیر دفعہ ۴۴ بمبئی ایکٹ ۱۸۷۶ء دائر کی جس مین جواز تشخیص پر اعتراض کیا گیا۔

بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء صاحب جج مال نے نالش مدعی موخرچہ خارج کردی مدعی نے اب اپیل کیا ہے۔ اراضی متنازعہ ملکیت گورنمنٹ ہند تہی اور در اصل تین جداگانہ قطعات متصل بیک دیگر موقعہ فریج برج گرگام واقعہ بمبئی پر مشتمل تہی ۱۸۶۵ء سے اسپر ٹرسٹیان فری چرچ سکاٹلینڈ مشن قابض تہے اور دیسی لڑکیوں کے بورڈنگ سکول کے لیے مکان کے لئے استعمال کرتے تو قطعہ نمبر ۱ جس مین ۲۸۴ مربع گز زمین تہی ٹرسٹیان مذکور کو اسی سال یا اسکے قریب سکول بنانے کے لئے عطا کیا گیا تہا قطعہ نمبر ۲ مین ۱۰۱۱ مربع گز زمین تہی اور بطور پلے گراونڈ کہیل گہر کے استعمال کیجاتی تہی وہ اسپر ٹرسٹیان بالعوض ایک روپیہ نام کرایہ سالانہ کے قابض تھے۔ قطعہ نمبر ۳ جس مین ۵۷۸ مربع گز زمین تہی سکول کے پچہلی طرف آمدورفت کا راستہ تہا اسپر انکا قبضہ اجازتی تہا اگرچہ کل اراضی قریباً ۱۸۶۵ء سے ٹرسٹیان مذکور کے قبضہ مین تہی مگر کوئی دستاویز ۱۸۸۶ء تک اسکی کسی جزو کی بابت تحریر نہوئی تہی جیساکہ آئندہ اسکا ذکر ہوگا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
داود بامقابلہ جناردہن
بنام
کلکٹر بمبئی

سنہ ۱۸۹۵ء مین ٹرسٹیان نے موقع کو نامناسب خیال کیا اور سکول کو کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہا چنانچہ انہون نے ایک چٹھی گورنمنٹ کے حضور بھیجی جس مین انہون نے عمارت مدرسہ اور زمین متعلق مدرسہ کو فروخت کر دینے اور زرثمن کو مدرسہ کے کسی اور جگہ قائم کرنے مین خرچ کرنیکی کی اجازت چاہی گورنمنٹ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور اسغرض کیلئے کہ ٹرسٹیان فروخت کر سکین گورنمنٹ نے بذریعہ سند مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء قطعہ نمبر ۱ انکے نام اور انکو ورثا منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کیلئے منتقل کر دیا اور بذریعہ پٹہ بتاریخ مذکور کے قطعہ نمبر ۲ ٹرسٹیان مذکور کو ایکسال کیلئے از یکم جولائی ۱۸۹۵ء دیدیا اور اسی طرح سال بسال بکرایہ ایک روپیہ سالانہ اسوقت تک کہ میعاد پٹہ ختم ہو جاوے - اس پٹہ مین پٹہ داران کی طرف سے یہہ شرط تھی کہ وہ جملہ ریٹ ہا و ٹیکسہاے و تشخیص رسوم اور مواخذجات جو عمارت مذکور کی بابت واجب الادا یا قابل ادا ہون ادا کرینگے -

ازان بعد ایک شخص نارائن موجی نے زمین کے خرید کرنیکی درخواست کی اور سکرٹری مشن نے گورنمنٹ بمبئی سے استدعا کی کہ گورنمنٹ ہند سے دریافت کیا جاے کہ کن شرائط پر زمین مشتری کے حوالہ ہو سکتی ہے گورنمنٹ موصوف نے یہہ اظہار کیا کہ کل اراضی بطور ایک قطعہ کے فروخت کی جائے اور اسکی قیمت کسی ماہر فن کی معرفت تشخیص کیجائے -

بتاریخ ۲۵ اگست ۱۸۹۸ء جناردہن گوپال والد مدعی نے اراضی زیر بحث کی خرید کرنیکے لئے حسب ذیل درخواست کی :-

مین آج کے دن ۳۲۵۰۰ روپیہ (بتیس ہزار پانچسو روپیہ) کی بولی بغرض خرید عمارت قریب فری چرچ موسومہ فری چرچ بورڈنگ سکول مع زمین قریبا ۲۴۴۰۵ مربع گز متعلق مدرسہ منجملہ حصہ زمین پیمائشی ۱۰۱۱ مربع گز بعقب مدرسہ یا مابین مدرسہ و ریلوے لائن کے دیتا ہون -

جملہ جائداد متذکرہ صدر پیمائشی ۲۶۴۶۱ مربع گز یا اسکے قریب بطور ایک حقیت معافی یا بالعوض ایک کرایہ نام گورنمنٹ ٹیکس کے میرے نام منتقل کیجائے -

بائعان کا فرض ہوگا کہ وہ جائداد متذکرہ بالا کی نسبت کوئی رسمی استحقاق ثابت کرین اگر وہ ایسا نہ کر سکین تو مجھکو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ مین معاہدہ کی تکمیل کرون یا نہ کرون - جملہ خرچہ انتقال جائداد بحق من از طرف فری چرچ مشن متذکرہ صدر مین سے نصف کا مین اور نصف کے بائعان متحمل ہونگے -

اسصورت مین کہ گورنمنٹ قطعہ زمین پیمائشی ۱۰۱۱ مربع گز کو بحساب عہ روپیہ فی مربع گز فروخت نہ کرے تو یہ تحریر کالعدم سمجھی جائیگی -

۱۹۰۱ء
دادو با جنار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

سیکرٹری مشن نے جواباً حسب ذیل تحریر کیا۔

بجواب چٹھی بمبئی نمبر ۹۹ مورخہ ۱۹۰۱ء معاملہ فروخت فری چرچ بورڈنگ سکول متصل فری چرچ گرگام میں آپسے گذارش کرتا ہوں کہ ماہ اگست میں ٹرسٹیان فری چرچ مشن اور مسٹر جنار دہن گوپال کے مابین ایک عارضی معاہدہ ہوا تھا اور کہ اس معاہدہ کی تکمیل کیغرض سے دو امور متعلق جائیداد بتاریخ ۸ کو رسی اپتک گورنمنٹ ہائے انڈیا اور بمبئی کیطرف ہدایت بھیجے گئے ہیں۔

مشن کا یہ منشا یا ارادہ نہ تھا اور نہ ہے کہ گورنمنٹ پر دو امور التماس پیش ہوں ۔ اور نہ تو مشن اور نہ ہی مشتری اراضی کو مناسب کی کامل معافی از تشخیص جمع اراضی کے خواہاں تھے بلکہ جیسا کہ سالسٹران میسرز آرڈیشر مرزجی اینڈ ڈنشا نے اظہار کیا تھا یہ ہے کہ قیمت جو کہ مشتری نے بمبلغ .... روپیہ بابت جائداد اس شرط سے کہ معاہدہ بیع کیصورت میں یہی کہ مشتری کو اُس نام نہاد ٹیکس سے زائد گورنمنٹ کو ادا کرنا نہیں پڑیگا ہماری دانست میں مدعا اصول یہ بالکل سیدہی ہے کہ رقم تشخیص یا رقم مجوزہ جو اس مقام میں اراضی پنشن یا معافی کی بابت ادا ہوتی ہے بلحاظ اس امر واقعہ کے (اول) کہ قطعہ اراضی پیمائشی ۷۰۰ مربع گز پر انکا قبضہ بلا تشخیص جمع اراضی کے رہا اور (دوم) کہ وہ صرف ایک روپیہ سالانہ زمین مفید کی بابت ادا کرتے ہیں ۔ ٹرسٹیان یقین رکھتے ہیں کہ اسکے فروخت ہونیکی صورت میں اور بعد میں جو تغیر اسکی ملکیت میں ہو گورنمنٹ کوئی شدید جمع اسپر عاید نہیں کریگی ۔ اور کہ بہر حال گورنمنٹ اس سے زائد تشخیص جمع نہیں کریگی جسکی کہ متحمل اراضی مذکورہ تھی قبل اسکے کہ وہ مشن کو کرایہ پر دیگئی یا اس سے زائد جمع نہ ہوگی جو کچھ کہ اس نواح میں اراضی پنشن و ٹیکس قرار دادہ ہوگی ۔

مشن کا یہ عین مدعا ہے کہ اس معاہدہ کی تکمیل ہو جائے ۔

اندرایں حالات ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ از راہ کرم خود بیان کریگی یا کلکٹر مالگذاری اراضی کو ہدایت کریگی کہ وہ بیان کرے کہ باغراض مالگذاری اراضی کسی شرح پر جمع اراضی مذکور پر تشخیص ہوگی جسصورت میں کہ یہ خیال کیا جائے کہ اراضی از قسم اراضی پنشن و معافی ہے ۔ تکمیل معاہدہ اس امر کے تصفیہ پر مبنی ہے اور ایسا اس امر پر کہ آیا خورد قطعہ اراضی جسکو اصلی گرانٹ میں شامل نہیں تھا مگر بطور چند عمارت کے اس امر پر اس سے پہلے میسرز آرڈیشر مرزجی اینڈ ڈنشا اور کلکٹر کے مابین گفتگو ہو چکی ہے احتمال ہوتا رہا ہے بیع جام مسٹر جنار دہن میں شامل کیا جائے اور میں یہ بیان کرتا ہوں کہ مشن گورنمنٹ کی بڑی ممنون ہوگی اگر اس معاملہ کا جلد فیصلہ کر دیا جائے ۔

بتاریخ ۱۱ جولائی ۱۹۰۱ء گورنمنٹ نے بجواب چٹھی مورخہ ۲۱ جون متذکرہ صدر کے مندرجہ ذیل ریزولیوشن شایع کیا۔

بیشک اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چونکہ گورنمنٹ نے اراضی کو جمع سے بری رکھا یا اسپر صرف ایک نام نہاد جمع لگائی تا وقتیکہ وہ باغراض درسگاہ قبضہ میں رہے اسلئے وہ معافی منکر جاری رکھی گئی اسصورت میں ہی کہ زمین باغراض دیگر کُلی رکھتا تھا

سنہ ۱۹۰۱ع
دادو باجی جاردہن گی
بنام
کلکٹر بمبئی

منتقل ہوئے تھے تمام ٹیکس ادا کنندگان گورنمنٹ کیلئے ایسا کرنا مناسب نہین۔

زمین زیر بحث بہ تصفیہ مشتری مسٹر جناردہن گوپال عام قواعد متعلق ہمچو قسم کی اراضی کے روسے قابل تشخیص ہوگی۔ سکرٹری فری چرچ مشن یا مشتری مسٹر جناردہن کیطرف سے بذریعہ درخواست کلکٹر کے پاس التجا کیجائے کہ وہ بتلائے کہ کسقدر تشخیص جمع نسبت اراضی کے ہوگی اور کہ کونسے قواعد تعداد جمع پر موثر ہین اور سیکرٹری کو اطلاع دیجائے کہ کلکٹر کیپاس ایسی التجا کیگئی ہے۔

بتاریخ ۱۴۔ جولائی ۱۹۰۰ع میسرز آر ڈلیسٹر اینڈ کو نے چٹھی ذیل کلکٹر کے نام لکھی۔

بذریعہ ایک خط منجانب ایکٹنگ چیف سکرٹری گورنمنٹ بنام سکرٹری فری چرچ مشن متعلق استدعائے معافی از جمع اراضی منجانب مشتری جائیداد مذکورہ بالا کے موخرالذکر کو اطلاع دیگئی ہے کہ بذریعہ درخواست فری چرچ مشن یا مشتری مسٹر جناردہن گوپال آپکے پاس التماس کیگئی ہے کہ آپ بیان فرماوین کہ کسقدر تشخیص جمع اراضی ہوگی اور کونسے قواعد تعداد جمع پر موثر ہین لہذا ہم بحیثیت اٹرنیان مشن و مشتری ملتجی ہین کہ آپ از راہ مہربانی اطلاع مطلوبہ ہمین سرفراز بخشین۔ ہماری دانست مین قبل اسکے کہ گورنمنٹ نے اراضی بغرض مشن سکول حاصل کی جملہ اراضی از قسم پنشن و معافی کے تھی۔

بتاریخ ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۰ع کلکٹر نے جوابدیا:۔

بجواب آپکے خط مورخہ ۱۴ ماہ حال متعلق امر تشخیص اراضی مقبوضہ گرگاؤم مشن سکول کے مین بڑے ادب سے آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ اراضی پر جمع بحساب ۹ پائی فی مربع گز سالانہ لگائی جائیگی یہی شرح جمع ہے جو اس مقام مین سرکاری زمین پر موجب مختلف شرحون کے پیمانہ بمقامات مختلفہ کے لگائی جاتی ہے جو مسٹر جیکب نے بدوران کلکٹری مرتب کیا تہا اور جسکی پیروی گذشتہ چھ سالون سے ہوتی رہی ہے۔

یہ امر واقعہ کہ زمین از قسم پنشن اور ٹیکس کے تھی قبل اسکے کہ گورنمنٹ اسپر قابض ہوئی اس جمع پر موثر نہین ہے جو اب تشخیص کیجاتی ہے کیونکہ زمین کی ٹیکس اور پنشن کی حیثیت اسوقت ختم ہوگئی جبکہ گورنمنٹ نے اسکو خرید کر لیا۔

بتاریخ ۲۰۔ دسمبر ۱۸۸۴ع سیکرٹری آف سٹیٹ ہند اور ٹرسٹیان مشن کے باہمی ایک دستاویز تحریر ہوئی جسکی روسے بعد تذکرہ متذکرہ بالا پٹہ قطعہ نمبر ۲ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۴ع اور اس امر کے کہ اراضی جو اسوقت منتقل کیگئی تھی وہ بطور بایکن پلے گراونڈ متعلق اراضی و جائیدادہائے موروثی یعنی قطعہ نمبر ۱ ملحقہ اراضی مذکورہ کے منتقل کیگئی تھی جو گورنمنٹ نے بذریعہ ایک اور دستاویز مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۴ع دستخط کردہ صدر کے ٹرسٹیان مذکور کو دیدی تھین ۔ اور کہ ایک اور قطعہ اراضی (قطعہ نمبر ۳) کو باغ اور پلے گراونڈ بنانیکی اجازت دیگئی تھی اور وہ

دادوبا جناردھن بنام کلکٹر بمبئی

مقبوضہ ٹرسٹیان مذکور کے بروئے اجازت تصور ہو چکی ہے اور کہ ٹرسٹیان مذکور نے باجازت گورنمنٹ
ان ہر سہ قطعات اراضی کے فروخت کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور کہ گورنمنٹ نے فروخت مذکور کی سہولیت
کے لئے مذکورہ اراضی کی نسبت اپنے استحقاق بازگشت اور ملکیت ٹرسٹیان کو عطا کرنا منظور کر لیا ہے اور کہ
ٹرسٹیان نے ایک شخص جناردھن گوپال کے ہمراہ بابت بیع قطعی ہر سہ قطعات اراضی کے معاہدہ کیا ہے
اور اس دستاویز میں بیان مذکور تہا کہ گورنمنٹ نے اسکے روسے ٹرسٹیان مذکور اور انکے اوصیاء و مہتممان و
منتقل الیہم کو اپنے جملہ استحقاق بازگشت و ملکیت نسبت قطعہ نمبر ۲ جو بعد منقضی ہونے میعاد پٹہ مؤرخہ یکم اکتوبر
سنہ ۱۸۸۴ع کے حاصل ہوتے تہے عطا کر دیئے ہیں اور نسبت قطعہ نمبر ۳ اپنے تمام استحقاق بازگشت و ملکیت
جو متذکرہ بالا انتقال اجارتی نسبت قبضہ جملہ جائیداد ہائے کے ختم ہونے پر حاصل ہونے تہے جملہ ٹرسٹیان و انکے
ورثاء و اوصیاء و مہتممان و منتقل الیہم کو تابع ادائگی ٹیکسہائے شرح و مؤخذجات و جمعہائے قابل تشخیص بابت
جائیداد ہائے مذکور یا کسی ایسی شے کے جو بوقت تشخیص انپر موجود ہوں یا عطا کر دیئے ہیں ۔

بتاریخ ۱۶ جنوری سنہ [illegible]ع جملہ اراضی متذکرہ صدر مشتملہ قطعات مذکور جناردھن گوپال کے نام
بالعوض مبلغ ۳۳۰۰۰ روپیہ منتقل کیگئی ۔ فریق دستاویز انتقال ٹرسٹیان مشن اولاً اور سیکرٹری آف سٹیٹ
ثانیاً اور جناردھن گوپال ثالثاً تہے اور اسکے روسے زمین جناردھن گوپال مذکور اور اسکے ورثاء و اوصیاء
و مہتممان و منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کیلئے و تابع ادائگی جملہ ٹیکسہائے شرح و مواخذجات و جمعہائے قابل تشخیص
بابت جائیداد مذکور یا کسی ایسی شے کے جو بوقت تشخیص انپر موجود ہوں یا منتقل کیگئی تہی ۔ اور سیکرٹری
آف سٹیٹ نے اسکے روسے اپنی طرف سے اور اپنے جانشینان کی طرف سے جناردھن مذکور و اسکے ورثاء و
اوصیاء و مہتممان و منتقل الیہم کو جملہ اقسام حقوق ۔ اختیارات ۔ تفرقات و استحقاق سے جو اسکو اور اسکے
جانشینان کو جائیداد ہائے واقعہ اراضی مذکور میں حاصل تہے جنکا کامل تذکرہ دستاویز عطیہ مؤرخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۸۴ع
میں ہو چکا ہے اور جملہ بدل قیود و پابندی سے ہمیشہ کے لئے آزاد و سبکدوش کر دیا جو بروئے دستاویز
مذکور نسبت استعمال و قبضہ قطعہ اراضی مذکور و جائیداد ہائے موروثی و عمارات کے عاید تہیں ۔

سنہ ۱۸۹۳ع میں اراضی زیر بحث مدعی (پسر جناردھن گوپال) کو بطریق تقسیم کے حاصل ہوئی سنہ ۱۸۹۹ع
تک اسکی بابت جمع بحساب نو پائی فی مربعہ گز ادا ہوتی رہی مگر بتاریخ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۹ع کو کلکٹر نے
نوٹس جسکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے مدعی کو دیا کہ یکم اکتوبر کے بعد جمع بحساب چھہ آنہ چھہ پائی فی مربعہ گز
ہوگی اور تاریخ مذکور سے پچاس سال تک یہی جمع رہیگی ۔

۱۹۰۱ء
دادو باجی نارو بن
بنام
کلکٹر بمبئی

اسپر مدعی نے بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء نالش ہذا زیر دفعہ ۱۴ بمبئی ایکٹ ۲ ۱۸۷۶ء دائر کی یعنی بریزولیوشن گورنمنٹ زیر دیزولیوشن مورخہ ۶ جنوری ۱۸۹۹ء ایزادی جمع تجویز کردہ کلکٹر منظور ہوئی مدعی نے اپنے عرضیدعوے میں متذکرہ بالا امور واقعاتی کا اظہار کیا ہے اور خطوط متذکرہ بالا از جانب منشی زرآمدنی بمبئی ہر مز جی اینڈ ڈنشا بنام کلکٹر مورخہ ۱۴ جولائی ۱۸۸۷ء (صفحہ گذشتہ ۷۲۲) اور جواب کلکٹر مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۸۷ء (صفحہ گذشتہ ۷۲۲) پر انحصار رکھا۔

مندرجہ ذیل فقرات عرضیدعوے اہم ہین :-

۱۰- یہ سمجھکر کہ جمع بحساب شرح معینہ نہ کہ اس سے زائد گورنمنٹ کی طرف سے مشتری پر بابت جائداد مذکور کے لگائی جائیگی مشتری نے خرید مذکور کی تکمیل کی اور جمع مذکور ہی آج تک ادا ہوتی رہی ہے۔

۱۱- مدعی بیان کرتا ہے کہ مشتری نے پہلے ہی سے مقررہ نام نہاد جمع کی شرط کرالی تھی اور کہ گو وہ آخر کار قطعی جمع معینہ گورنمنٹ پر راضی ہوگیا تھا مگر اُسکے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ جمع مذکور حسب تقاضائے گورنمنٹ قابل نظرثانی و ایزادی ہے اور کہ نہ تو دوران تصفیہ معاملہ بیع میں اور نہ ہی خرید مذکور کی تکمیل سے کوئی اطلاع مشتری کو گورنمنٹ نے یا اسکی طرف سے دیگئی کہ جمع جو وہ یقین کیا جاتے ہین اور جو انہون نے تعین کی ہے قابل نظرثانی یا ایزادی ہوگی اور مدعی عرض پرداز ہے کہ اگر کسی ایسی نظرثانی یا اضافہ کی شرط تھی جسے کہ وہ انکاری ہے یا یقین کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ اسکی مجاز ہے تو قانوناً گورنمنٹ کا یہ فرض تھا کہ وہ مشتری کو قبل مکمل کرنے خرید کے اُسکی اطلاع دیتی اور گورنمنٹ نے ایسا کیا ہوتا۔

۱۲- مگر تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مدعی پر ایک نوٹس از جانب کلکٹر بمبئی مؤرخہ ۲۴ اگست گذشتہ کی تعمیل کرائی گئی ہے مگر یہ نوٹس مدعی کو یکم ماہ حال کو ملا جس مین یہ اطلاع دیگئی تھی کہ اُسکی جائداد مذکور پر جمع بحساب ساڑھے چھ آنہ فی مربع گز مقرر کی ہے اور اسکا نفاذ یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ہوگا۔ یہہ جمع الف ۱۲۳ / ۵۲۴ سالانہ ہوتی ہے اور اس رقم کے ۲۵ سالہ خرید کی صورت مین بھی اراضی متذکرہ بالا کی اصل مالیت ۳۱۲۰۰ روپیہ ہوتی ہے اور یہ زمین اسطرح پر باوجود اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے بالعوض پوری قیمت اور مالیت کے جائداد مذکور کامل طور پر ٹرسٹیان کو اور اُنکی وساطت سے والد مدعی اور دختر الدکہ کی وساطت سے مدعی کو مل چکی ہے جسکا ذکر مفصل طور پر اس سے پیشتر ہو چکا ہے ابتک بقبضہ گورنمنٹ ہی نذر ہوگئی ہے۔ مدعی بیان کرتا ہے کہ اگر جمع مذکور ہی بحال رکھی جائے تو اس سے جائداد مذکور کی مالیت فروخت پچیس ہزار کم ہو جائیگی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دادوبا جنار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

۱۳- مدعی بیان کرتا ہے کہ نظر ثانی مذکور جمع مذکور خلاف معاہدہ و شرائط مجوزہ الاصل ہے اور کہ ہر ایک صورت میں گورنمنٹ کو اسکا طریق عمل منظور کرنے [illegible] جمع مقرر شدہ کے بڑھانے کا کوئی استحقاق کا دعویدار ہونیسے مانع ہے۔ مدعی منتظر ہے کہ اگر کوئی اطلاع یا اشارہ اس امر کی نسبت گورنمنٹ نے استحقاق کی دعویدار ہوئی ہے مشتری مذکور کو قبل تکمیل خرید مذکور کے یا بعد مشتری مذکور کو تکمیل خرید مذکور سے انکار کرنے کا حق حاصل ہوتا اور وہ بالیقین تکمیل سے انکار کر دیتا اور نہ کوئی مشتری بانداز مذکور کا دستیاب ہوتا نیز ابھی کوئی [illegible] ہے اور وہ عرض پرداز ہے کہ گورنمنٹ جائداد مذکور کی نسبت کسی حقوق کا دعوی نہیں کر سکتی جو نہ صراحتاً اور نہ کنایۃً ان دستاویزات گورنمنٹ سے محفوظ رکھے گئے ہیں جو گورنمنٹ نے اراضیات مذکور اور مشتری کو تحریر کر دیئے اور کہ دستاویزات مذکورہ میں کوئی ایسی محفوظیت حقوق نہیں ہے۔

۱۴- نیز مدعی عذر کرتا ہے کہ بر وقت حالات مشرحہ بالا کے اگر گورنمنٹ کو استحقاق درباره اضافہ کرنے جمع مذکور محدود [illegible] استحقاق حاصل ہو اور کہ پہلے ہی سے جمع پر ایک خاص حد قائم ہو چکی ہو یعنی ۹ پائی فی مربع گز سالانہ اور یہی جمع جائداد زیر بحث کی نسبت دفعہ ۸ ایکٹ مالگذاری اراضی شہر بمبئی کے معنوں میں قائم رکھی گئی ہو جسکے رو سے جمع مذکور زیادہ کیگئی ہے اسلئے کوئی ایسی جمع تشخیص نہیں ہو سکتی جو حد مذکور سے متجاوز ہو۔

۱۵- نیز مدعی ظاہر کرتا ہے کہ اگر گورنمنٹ کو کوئی استحقاق جس سے وہ انکاری ہے نسبت زیادہ کرنے جمع مخصوصہ بابت جائداد مذکور کے حاصل ہو تو اضافہ جو کیا گیا ہے ہر ایک صورت میں بعید از عقل و قبل از وقت ہے اور اراضی اقسام اراضی متعلقہ [illegible] کے بہ نسبت غیر معقول اور بہت زیادہ ہے اور نیز انہی وجوہات سے جمع مذکور غلط اور ناجائز ہے۔

استدعا [illegible] عرضی دعوے حسب ذیل تھی۔

(الف) کہ یہ قرار دیا جاوے کہ مدعی تا بجائے استحقاق گورنمنٹ اپنی اراضی مذکور پر ہمیشہ کے لئے بار بیگی جمع بشرح ۹ پائی فی مربع گز سالانہ قابض رہنے کا مستحق ہے اور کہ گورنمنٹ کو جمع بڑھانے کا کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے

(ب) کہ بہر کیف مذکورہ نظر ثانی جمع قبل از وقت قرار دیجاوے اور منسوخ کیجاوے۔

(ج) کہ بہر کیف جمع اضافہ شدہ شدید تر قرار دیجاوے اور بحالات موقوعہ بہ جائداد ایسے [illegible] ناجائز نہ ہو اور کہ وہ منسوخ کیا جاوے۔

(د) کہ مدعا علیہ کو ہدایت کیجاوے کہ وہ جملہ دستاویزات و کاغذات کا جنمیں جملہ گورنمنٹ ریزولیوشن و [illegible] قواعد شامل ہوں اور جو اسکے قبضہ یا اختیار میں ہوں اور جو کسی طریق سے اراضی مذکور کی ابتدائی جمع مذکورہ و نظر ثانی و اضافہ جمع مشتہرہ حال منجانب مدعا علیہ سے متعلق ہوں مدعی پر کامل اظہار کر دے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دامودر باجا راو ہن
بنام
کلکٹر بمبئی

(ق) کہ مدعی کو اور دادرسی بھی دلائی جائے جو از روئے حالات مقدمہ کے ضروری ہو۔

مندرجہ ذیل تحریری بیان مدعا علیہ کا تھا۔

۱۔ مدعا علیہ عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ بمعاملات مابین وارث سابق مدعی اور ٹرسٹیان شری جیج آف سنگاپنڈ مشن متعلق خرید اراضی و عمارت متذکرہ عرضدعوی در جانب اول الذکر کوئی فریق نہ تھی اور کہ گورنمنٹ اسپر رضامند نہیں ہوئی اور نہ ہی فریق بمعاملات مذکور یہ ظاہر کیا کہ اراضی و جائیداد مذکور پر جمع بر نام تشخیص کیجائیگی اور کہ ایسی جمع آئندہ کو ہمیشہ کیلئے یا کسی غیر معین عرصہ کیلئے اسی شرح پر قائم رہیگی فی الواقعہ گورنمنٹ نے یہ منظور کرنیسے انکار کیا کہ اراضی و عمارت مذکور دیگر اراضیات سرکاری کی طرح کسی متعلق طریق پر تصور کیجائے جو وقتاً فوقتاً قابل تشخیص ہوتی ہیں۔

۲۔ مدعا علیہ مزید آن یہ بیان کرتا ہے کہ گورنمنٹ نے ہرگز رضامندی ظاہر نہیں کی کہ ٹرسٹیان مذکور مدعی کے وارث سابق کے نام ایک علاقہ بری از جمع سرکاری یا بری از جمع جو رقم نام نہاد سی کچھ زائد ہو منتقل کردینے کے قابل کردیجائیں یا کہ وہ مجاز ہوں۔

۳۔ بروقت خرید اراضی و عمارت میسرز آرڈ یفیر بر مزجی اینڈ ڈنشا خرید مذکور کے معاملہ میں مشتری اور ٹرسٹیان کیطرف از حیثیت اٹرنیان کام کرتے تھے اور انکو باضابطہ اس امر سے اطلاع کیگئی تھی کہ گورنمنٹ رضامند نہیں ہے کہ اراضی و عمارت مذکور مشتری کو ایک ادنےٰ فیس پر منتقل کردیجائے اور کہ اراضی و عمارت مذکور پر اسی طریق پر تشخیص ہوگی جسطرح پر کہ دیگر قابل تشخیص اراضیات سرکاری پر تشخیص ہوتی ہے اور کہ اراضی و عمارت مذکور بشرط ادائیگی جمع سرکاری مشتری کے نام منتقل کیگئی تھی۔

۴۔ مدعا علیہ مزید یہہ بیان کرتا ہے کہ اضافہ شدہ جمع جسکی نسبت شکایت دعوے ہذا میں کیگئی ہے بالکل جائز ہے اور کسی معاہدہ یا شرط منجانب کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی گورنمنٹ کسی اپنے طریق عمل یا اپنے افسران کے طریق عمل سے ایسے اضافہ کرنیسے محروم ہوگئی ہے۔

۵۔ مدعا علیہ مزید یہہ بیان کرتا ہے کہ اگر گورنمنٹ اراضی و عمارت مذکور پر جمع بڑھا دینے کی مستحق ہے تو عدالت ہذا تعداد جمع میں دست اندازی کرنیکی مجاز نہیں لیکن اگر مدعی کو اس سے ضرر پہونچا ہوا معلوم ہوتا ہے تو اسکا چارہ کار یہہ ہے کہ وہ گورنمنٹ میں جمع کی تخفیف کئے جانیکی درخواست کرے جو اراضی و عمارت مذکور پر اب لگائی گئی ہے۔

بروقت سماعت تنقیحات ذیل برآمد ہوئیں :-

(اول) یہ کہ آیا مدعی کو تا بجد استحقاق گورنمنٹ ہمیشہ کے لئے زمین پر بادائیگی جمع بحساب ۹ پائی فی مربع گز سالانہ قابض رہنے کا استحقاق حاصل ہے۔

۱۹۰۶
دلو باجی نارائن
بنام
کلکٹر بمبئی

۲- آیا گورنمنٹ نے کبھی اقرار یا اظہار کیا کہ اراضی مذکورہ مدعی کے وارث سابق کے نام بری از جمع سرکاری یا بری از جمع جو ایک قسم نام نہاد ہو کہ ہمیشہ پائدار ہو منتقل کیجائے ۔

۳- آیا مدعی کو کوئی اختیار حاصل ہے جو استحقاق گورنمنٹ بوساطت کلکٹر نسبت وقتاً فوقتاً تشخیص کرنے اراضی حسب اقتضائے رائے خود کے مانع ہو۔

۴- آیا عدالت ہذا جمع مشخصہ کلکٹر کے زیادہ یا نامناسب ہونے کے متعلق تحقیقات کرنے اور جمع مذکور کو منسوخ یا ترمیم کرنیکی مجاز ہے ۔

۵- آیا کوئی [illegible] شرط ہوئی تھی جو فقرہ دہم عرضیدعوے میں بیان ہوئی ہے اور اگر ہوئی تھی تو آیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے گورنمنٹ اس میں فریق تھی ۔

۶- آیا نوٹس جمع تجریہ کلکٹر بتاریخ ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء وبموجب احکام یا باجازت گورنمنٹ صادر ہوا تھا ۔

۷- اگر نہیں تو آیا ایسا ناجائز اور بے اثر نہیں جس سے کہ حق یا استحقاق مدعی ختم ہو سکے ۔

۸- آیا مدعی ہمیشہ کے لئے بلا ادائیگی تمامہ جمع گورنمنٹ کے ۲۴ ۸ ۱۴ مربع گز جزو اراضی متذکرہ عرضیدعوے پر قابض رہنے کا مستحق نہیں ہے ۔

۹- آیا گورنمنٹ کو کسی حصہ کی بابت شرح جمع بڑھا دینے کا کوئی استحقاق حاصل ہے اور اگر ہے تو اراضی متدعویہ کے کس

۱۰- اگر استحقاق حاصل ہے تو کیا گورنمنٹ بذریعہ اپنے طریق عمل اور بیان اور افعال کے ایسا استحقاق پیش کرنیسے ممنوع نہیں ہے ۔

۱۱- تنقیح عام کہ آیا مدعی دادرسی مستدعیہ یا اسکے کسی جزو کا مستحق ہے ۔

۱۲- آیا نظر ثانی جمع جسکی شکایت عرضیدعوے میں کیگئی ہے اول ہی سے قبل از وقت نہیں ہے ۔

جج مال (مسٹر ویب ایکٹنگ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ) نے نالش مع خرچہ خارج کر دی ۔ اپنے فیصلہ میں انہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعی کی طرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ وہ یا اسکا وارث سابق قطعہ نمبر ا پر بطور ایک جائداد معافی بری از جملہ ٹیکس کے قابض تھے اور کہ شرط "تابع جملہ شروح ٹیکس ہائے وغیرہ" مندرجہ دستاویز جسکے ذریعے سے اسکے نام حقیت منتقل کیگئی قطعہ نمبر ا سے متعلق ہیں ۔ مگر اس امر کے متعلق جیسا کہ میری رائے ہے شرط مذکور کا اطلاق صریحاً سہ قطعات یا بالفاظ دیگر اراضی منتقل شدہ بحق مسٹر جیبار وہمن پر ہے الا کہ اس رائے کو تسلیم کر لینا اسنے دستاویز انتقال بہ پیشکی دستخط کر دینے اور نیز اپنے افعال بالعہد درباره ادائیگی ٹیکس ہائے جمع کلکٹر بشرح ۹ پائی فی مربع گز بابت جملہ جائداد منتقل شدہ کے ذریعہ سے ثابت کر دکھایا ۔ لہذا میری یہ رائے ہے کہ مدعی ۲۴ ۸ ۱۴ مربع گز (قطعہ نمبر ا) جزو اراضی متذکرہ عرضیدعوے پر ہمیشہ کیلئے بلا ادائیگی جمع گورنمنٹ قابض رہنے کا مستحق نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور طریق پر یہ ثابت کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ مابین گورنمنٹ اور مدعی یا وارث سابق کے کوئی فہمید ہوئی تھی کہ وہ ہمیشہ کیلئے اسی شرح جمع پر جو اسوقت

سنہ ۱۹۰۰
داود بھائی وغیرہ
بنام
کلکٹر بمبئی

مستدعیہ کا مستحق ہے اور بوجوہات متذکرہ صدر میں خیال نہیں کرتا کہ وہ مقدمہ ہذا میں کسی دادرسی کا مستحق ہے لہذا میں جملہ تنقیحات بحق مدعاعلیہ طے کرتا ہوں اور دعوے مع خرچہ خارج کرتا ہوں

مدعی نے اپیل کیا ۔ وجوہات اپیل مندرجہ یادداشت اپیل حسب ذیل ہیں ۔

۱ ۔ کہ نوٹس اضافہ مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۹ء بموجب حکم گورنمنٹ یا باجازت گورنمنٹ جاری نہیں ہوا تھا اور کہ منظوری مابعد گورنمنٹ بذریعہ ریزولیوشن مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے نوٹس مذکور جائز نہیں ٹھہرتا ۔

۲ ۔ کہ جج مال یہ قرار دینے میں غلطی پر تھا کہ وہ اضافہ کے مناسب ہونے کے متعلق تحقیقات کرنیکا مجاز نہیں ۔

۳ ۔ کہ جج مال یہ قرار دینے میں غلطی پر تھا کہ جسصورت میں جمع اراضی ایکے نو مقررہ زیر دفعہ بمبئی ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۶ء تشخیص ہوچکی ہو تو اسصورت میں بھی کلکٹر کو جمع مذکور کے بڑھا دینے کا اختیار حاصل ہے ۔

۴ ۔ کہ مدعی نے قطعہ نمبر ۱ کے متعلق ثابت کردیا تھا کہ گورنمنٹ قطعہ مذکور میں اپنے جملہ حقوق سے دست بردار ہوگئی تھی اور کہ وہ اسپر بطور مالک کامل بری از جملہ استحقاق گورنمنٹ نسبت کرنے تشخیص کے قابض تھا ۔

۵ ۔ کہ قطعات ۲ و ۳ کی نسبت جج کو یہ قرار دینا چاہئے تھا کہ مدعی نے ثابت کردیا ہے کہ جمع بہ ایک خاص حد یعنی ۹ پائی فی مربعہ گز قائم اور برقرار رکھی گئی ہے اور کہ نہ تو گورنمنٹ اور نہ ہی کلکٹر کو ایسی حد سے تجاوز کرنیکا اختیار حاصل تھا ۔

۶ ۔ کہ علی سبیل البدل اور بفرض اس امر کے کہ اراضی مذکور سنہ ۱۸۵۲ء میں قابل تشخیص تھی کلکٹر بحیثیت قائم مقام گورنمنٹ کے بذریعہ طریق عمل و افعال و بیانات گورنمنٹ بدولت خط و کتابت درباره خرید اراضی مذکور از طرف والد مدعی یہ بیان کرنیسے ممنوع تھا کہ ۹ پائی فی مربعہ گز جمع کی معینہ حد کو گورنمنٹ نے ہمیشہ کے لیے منظور نہیں کیا ۔

۷ ۔ کہ جج کو قرار دینا چاہئے تھا کہ گورنمنٹ نے والد مدعی کو یقین دلایا تھا کہ اراضی انکے نام پر بشرط ادائگی جمع دوامی ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ کے بیع و منتقل کیجائیگی اور گورنمنٹ کے ایسے بیان کے اعتبار پر ہی والد مدعی کو جائیداد خرید کر لینے کی ترغیب ہوئی جسکو کہ وہ خرید نہ کرتا اگر اسکو یہ سمجھا دیا جاتا کہ جمع قابل اضافہ ہے اور کہ اسلئے جج کو یہ قرار دینا چاہئے تھا کہ گورنمنٹ اپنے استحقاق (اگر کوئی ہو) بابت اضافہ کو عمل میں لانیسے ممنوع ہے ۔

۸ ۔ کہ جج یہ قرار دینے میں غلطی پر تھا کہ کوئی ایسی فہمید نہیں ہوئی تھی جسکا کہ ذکر فقرہ دہم عرضی دعوے میں کیا گیا ہے اور کہ گورنمنٹ ایسی فہمید میں شریک تھی

ریوٹ کا ز نگ جی بالیس راؤ بجانب اپیلانٹ :- ہمارا یہ عذر ہے کہ کلکٹر کو اراضی مدعی پر جمع کے اضافہ کا کوئی استحقاق حاصل نہ تھا ۔ اولاً ہمارا یہ بیان ہے کہ نوٹس اضافہ مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۹ء غلط اور ناجائز تھا ۔ بروئے دفعہ ۲۱۴ بمبئی ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۷۹ء کلکٹر پر واجب ہے کہ وہ " بپابندی احکام گورنمنٹ کارروائی کرے " اگر ان الفاظ کے کوئی معنی ہیں تو کلکٹر کا فرض ہے کہ وہ کارروائی کرنیسے پیشتر گورنمنٹ کی منظوری حاصل کرے ۔ منظوری مابعد کافی نہیں ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
داوہ واجبا دہین
بنام
کلکٹر بمبئی

موجودہ صورت مین گورنمنٹ نے ۶ - جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک یعنی ۵ ماہ بعد اجراے نوٹس اضافہ کے منظوری نہین دی تھی

ثانیاً ہماری یہ گذارش ہے کہ استعمال لفظ "بندوبست" مندرجہ دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور سے وہ معاملہ مقصود ہے جو اس شخص کے ہمراہ ہو جسکی زمین تشخیص کی جاتی ہو - مقدمہ ہذا مین مدعی کو اپنے حالات کلکٹر کو سنانے کا کوئی موقعہ نہین دیا گیا - اسکو نوٹس کی تعمیل ہونے تک ستمبر کے پڑلنے جانیکے عندیہ کا کوئی علم نہین تہا - اور اسصورت مین اسکے لئے کوئی چارہ نہین تہا سوائے اسکے کہ وہ بروے دفعہ ۱۴ - ایکٹ مذکور تیس یوم کے اندر نالش کرتا - یہ بالکل واضح امر ہے کہ دفعہ ۹ مین وہ بندوبست مراد ہے جو بعد مشورہ کسیکے ... مقابلہ ہو ہمراہ ریگولیشن ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ جو جمع اراضی واقع مفصل سے متعلق ہے -

مزید برآن ہم یہ گذارش کرتے ہین کہ ایکٹ صرف اراضی مقبوضہ تابع گورنمنٹ کی تشخیص کی اجازت دیتا ہے یعنی وہ اراضی جسکی گورنمنٹ مالک تہی مگر اسپر کوئی مزارع تابعہ گورنمنٹ کے قابض ہو - ایکٹ اس اراضی کی تشخیص کی اجازت نہین دیتا جیسا کہ مقدمہ ہذا ... گورنمنٹ نے منتقل کردی ہو - اور جس مین گورنمنٹ کوئی حقوق ... دفعہ ۳ ... قابض ... کی تعریف کرتا ہے - تعریف مذکور سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو اراضی مین کوئی حق یا استحقاق حاصل ہے - قابض لفظ سے مراد وہ شخص ہے جو گورنمنٹ سے اترکر دوسرے درجہ پر سب سے اعلے استحقاق حاصل ہو - ایسے ہی شخص کے ساتہہ دفعہ ۹ جمع کا فیصلہ ہو سکتا ہے اور اسی شخص کے حقوق کے لحاظ سے وہ تشخیص کیجاتی ہے (دفعہ ۸) مگر ایکٹ مین کوئی حکم نسبت تشخیص کرنے اراضی مقبوضہ بطور معافی کے مندرج نہین ہے جس مین گورنمنٹ کو کوئی حقوق حاصل نہین ہوتے -

اور عرض یہ ہے کہ اضافہ اس مقدمہ مین نامناسب ہے - یہ فی الواقع منبرد ضبطی جائیداد مدعی کے ہے - جج مال کی یہہ رائے تہی کہ اسکو اس امر مین دخل دینے کا کوئی اختیار حاصل نہین ہے - ہماری التماس ہے کہ یہہ اسکی غلطی تہی - عدالت بروے دفعہ ۴ اکسی ایسے سوال کا فیصلہ کر سکتی ہے جو دفعات ۸ لغایتہ ۱۲ - ایکٹ کے متعلق پیدا ہوا اور کہ سوال اضافہ جمع اسی مد مین ہے -

{جینکنز صاحب چیف جسٹس :- سوال مذکور کا فیصلہ عدالت کو کسطرح کرنا چاہیئے ؟}

بذریعہ دینے شہادت کے جیسا کہ بصورت کسی اور سوال واقعاتی کے ہوتا ہے - واضعان قانون کا یہہ ہرگز منشاء نہین ہو سکتا کہ بمبئی مین ہر ایک صاحب زمین کو بغیر اپیل کے صرف کلکٹر کے ہی رحم پر چھوڑا جائے

سنہ ۱۹۰۱ء
دادابجار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

کلکٹر جمع کے مقرر کرنے اور اجرائے نوٹس اضافہ کا حکم دینے میں فی نفسہ کسی اپنے ماتحت کی رپورٹ یا تجویز پر عمل کرتا ہے سالیت اراضی کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں ہوئی۔ صاحبزمین نہ تو طلب کیا گیا ہے اور نہ ہی اسے اپنا احوال واقعی بیان کرنے کی اجازت دیگئی ہے۔ یہ منشا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایسے حالات میں فیصلہ کلکٹر ناطق ہونا چاہئے اور کہ صاحبزمین کے لئے کوئی چارہ نہونا چاہئے۔

قبل بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء کے قانون متعلق مالگذاری اراضی واقع بلدہ و جزیرہ بمبئی کے ریگولیشن ۱۹ سنہ ۱۸۲۷ء تہا ضمن ۲ دفعہ ۱۰ ریگولیشن مذکور کے رو سے جج مال کو نسبت تصفیہ کرنے سوال متعلق تعداد معقولیت جمع کے اختیار حاصل تہا۔ دفعہ ۱۴ ایکٹ حال کی تفسیر بہی اسی طریق پر ہونی چاہئے۔ بمقدمہ شاپورجی جیونجی بنام کلکٹر بمبئی (۱) اسکاٹ صاحب جج نے یہ قرار دینے میں غلطی پر تہے کہ وہ اس سوال پر غور نہیں کر سکتے اسلئے بربنائے سند مقدمہ کنارا (۲) فیصلہ کیا تہا مگر وہ ایک منفصل مقدمہ تہا جو ایک علیحدہ ریگولیشن یعنی ریگولیشن ۱۹ سنہ ۱۸۲۷ء کے تابع تہا ضمن ۲ دفعہ ۹ ریگولیشن مذکور کی تعبیر مقدمہ مذکور میں یہہ کیگئی تہی کہ استحقاق نالش صرف اسصورت میں پیدا ہوتا ہے جبکہ جمع سے مستثنے ہونیکا دعوے کیا جاے۔ فیصلہ مذکور کے فوراً بعد ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۳ء صادر ہوا جسکی دفعہ ۲ بعض صورتوں میں نالش دیوانی کی اجازت دیتی ہے مگر دفعہ ۱ ضمن (الف) صریحاً کلکٹری بمبئی کو ایکٹ مذکور کے عمل سے مستثنے کرتی ہے بعد ازاں یہ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء صادر ہوا (اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء) پس اس سے واضح ہے کہ حقوق صاحبان زمین مقام بمبئی میں فیصلہ مقدمہ کنارا (۲) یا ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۳ء سے کچہ خلل نہیں پڑا۔

مزید برآں ہماری یہہ گذارش ہے کہ اراضی پر ایک نئی جمع زیر دفعہ ۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء مقرر ہو چکی ہے اسلئے وہ بڑہائی نہیں جاسکتی الا اسصورت میں کہ جمع مذکور صریحاً کسی خاص میعاد کے لئے معین کیگئی ہو۔ اگر میعاد کی قید نہیں تو جمع جو ایک دفعہ کلکٹر لگا چکے دائمی جمع تصور ہونی چاہئے۔ ایکٹ میں کوئی حکم موجود نہیں ہے جو اس جمع کے اضافہ کرنیکا اختیار دیتا ہو جو زیر دفعہ ۸ ایکدفعہ لگائی جا چکی ہو ہم بروئے واقعات کے کہتے ہیں کہ گورنمنٹ اراضی مدعی پر جمع بڑہا نہیں سکتی۔

شہادت سے صاف طور پر یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مدعی نے سنہ ۱۸۸۰ء میں اس شرط پر اراضی خرید کی تہی کہ اسپر جمع بحساب ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ لگائی جائیگی چٹہی کلکٹر مورخہ ۲۵ - جولائی سنہ ۱۸۸۰ء میں

(۱) (سنہ ۱۸۸۴ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۸۳ -
(۲) (سنہ ۱۸۷۵ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ ضمیمہ اول -

شرح مذکورہ مندرج تھی اور اسی یقین پر مدعی نے زرثمن ادا کیا تھا۔

سکاٹ (ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل) وکرک پیٹرک منجانب سپانڈنٹ (کلکٹر بمبئی):۔ ڈگری عدالت ماتحت صحیح ہے گورنمنٹ کو اضافہ کا اختیار حاصل ہے اور مدعی نے ثابت نہین کیا کہ کوئی خاص حد جمع پر لگائی گئی ہے

کلکٹر کے نوٹس اضافہ زیر دفعہ ۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء کے لئے گورنمنٹ سے پہلے منظوری حاصل کرنی کی ضرورت نہین ہے جبکہ فعل کلکٹر کے لئے منظوری سابقہ کی ضرورت ہو تو ایک صریح حکم اسکی متعلق دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۴ ضمن ۳ و دفعہ ۲۶ ضمن ۲ ایکٹ مذکور الفاظ دفعہ ۸ "بپابندی احکام گورنمنٹ" کا صرف یہ مطلب ہے کہ کلکٹر زیر دفعہ مذکور جمع متعین کرنے مین گورنمنٹ کے تابع ہے منظوری مابعد کافی ہے۔

لفظ "بندوبست" مندرجہ دفعہ ۹ کا یہ مفہوم نہین کہ جمع معین کرلینے سے قبل کلکٹر کو صاحب زمین سے مشورہ یا گفتگو کرلینی چاہئے بروئے دفعہ کلکٹر کو صرف بپابندی حکم گورنمنٹ کامل اختیار تمیزی حاصل ہے اور اسکا فیصلہ ناطق ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۴ "بندوبست ہمراہ صاحبان زمین" کا یہ مطلب ہے کہ جمع جو کلکٹر مقرر یا معین کرے قابض اعلے پر لگائی جائے۔ ان الفاظ کا مطلب "بندوبست از طرف یا مابین" کلکٹر و قابض اعلے نہین ہے بروئے قانون سابق متعلق جمع مفصل (دفعہ ۴۴ ریگولیشن ۱۷ سنہ ۱۸۲۷ء) یہ شرط تھی کہ کلکٹر قبل تشخیص اراضی کے "شخص قابض کو طلب کرے" کہ وہ ثابت کرے کہ معافی کا مستحق ہے بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء متعلق جمع بمقام جزیرہ بمبئی مین کوئی ایسے الفاظ نہین ہین۔

بجز اسصورت کے کہ گورنمنٹ صاف طور پر کسی خاص زمین کے متعلق اپنے حقوق سے دستبردار ہوجائے اسے بذریعہ تشخیص جملہ اراضی کی جمع زیادہ کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ جمع باغراض ضروریات پبلک ٹہرائی گئی ہے صرف گورنمنٹ ہی ان ضروریات کا موازنہ کرسکتی ہے مفصل کی اراضی کے بابت گورنمنٹ کا یہ استحقاق ریگولیشن نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۲۷ء دفعہ ۳ ضمن ۲ مین صاف الفاظ مین کیا گیا ہے نیز ملاحظہ ہو ایکٹ نافذ الوقت بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ ۵۔ جزیرہ بمبئی کی نسبت ایسا اظہار غیر ضروری تھا سنہ ۱۶۶۱ء مین جزیرہ کے بہ جانے کے بعد سے قانون انگریزی ہی اسبابہ مقام میز

سنہ ۱۹۰۱ع
رادو باجنار دہن
بنام
سکلکٹر بمبئی

متعلق ہے ۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ناؤ رو جی بنام رو جر ﴿۱﴾ و لو پس بنام بولیس ﴿۲﴾ نسبت قانون انگریزی ملاحظہ ہو کتاب بلیک سٹون مرتبہ اسٹیفن صاحب ﴿طبع دہم﴾ جلد ۲ صفحہ ۵۸۳ ۔

استحقاق نسبت تشخیص اراضی کسی خاص قسم کی حقیت ہی تک ہی محدود نہیں ہے ۔ نیز ملاحظہ ہو کتاو ارڈن صاحب دربارہ حقیت ہائے اراضی واقعہ بمبئی فقرہ ۲۷۴ ضمن ۱۰ ۔ یہ ان اراضیات تک محدود نہیں ہے جنکی مالک گورنمنٹ ہو ۔ الفاظ "قابض اعلے" مندرجہ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ع سے یہ مراد نہیں ہے کہ جمع صرف اراضی سرکاری مقبوضہ مزارعہ ماتحت گورنمنٹ پر ہی عاید ہو سکتی ہے ۔ ان الفاظ سے وہ شخص مراد ہے جسکو اراضی کی بابت سب سے اعلے استحقاق حاصل ہو مگر یہہ استحقاق جہانتک کہ تشخیص کا تعلق ہے ہمیشہ گورنمنٹ کے اعلے ترین استحقاق کے تابع ہوگا ۔ ایکٹ مین یہہ حکم درج ہے کہ اول صورت مین اس ہی پر جمع لگائی جائیگی ۔ نیز ملاحظہ ہو تعریف قابض اعلے مندرجہ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۹ع دفعہ ۳ ضمن ۱۲

عدالت دیوانی معقولیت جمع کی تحقیقات کرنے کی مجاز نہیں ہے ۔ نالش ہذا زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ع دایر ہوتی ہے ۔ دفعہ مذکور صرف جواز فیصلہ کلکٹر پر کسی نالش مین اعتراض کرنیکی اجازت دیتی ہے ۔ اسکا فیصلہ نسبت دیگر امور کے قطعی ہوتا ہے ہان البتہ یہہ معرض التوا مین رہ سکتا ہے تاوقتیکہ سوال متعلق جواز فیصلہ کا تصفیہ ہو جائے ۔ کوئی قانون ایسا موجود نہین ہے جو معیار معقولیت قائم کرتا ہو اور امر مذکور کے متعلق کوئی جائز اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا ۔ جمع بجز اسصورت کے کہ کسی معین عرصہ کے لیئے قرار دیگئی ہو زیادہ کیجا سکتی ہے ۔ ایکٹ مذکور مین کوئی امر وقتاً فوقتاً ایزادی کرنیکا مانع نہیں ہے اور نہ ہی کسی امر سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اضافہ جو ایک دفعہ ہو جائے وہی مدامی اضافہ ہوتا ہے ۔ انگلستان مختلف اوقات پر ٹیکس اراضی کی تشخیص ہوا کرتی تھی حتے کہ بذریعہ اسٹیٹیوٹ ۳۸ جارج سوئم ضمن ۶۰ ایک معین شرح مدامی قرار دیگئی کتاب بلیک سٹون مرتبہ اسٹیفن ﴿طبع یازدہم﴾ جلد ۲ صفحہ ۵۸۸ جیسا کہ سکاٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ شاپورجی بنام کلکٹر بمبئی ﴿۱﴾ مین فرمایا ہے "زمین کی اضافہ شدہ مالیت کے مطابق جمع کو بڑھانا نہ صرف جائز بلکہ مآل اندیشی اور قرین انصاف ہے"

نسبت واقعات مقدمہ ہذا یہہ امر واضح ہے کہ زمین متدعویہ کو سنہ ۱۸۰۹ع مین بدست جنار دہن گوپال فروخت کرتے وقت گورنمنٹ کا ہرگز منشاء اپنے استحقاق تشخیص جمع کو ترک کرنیکا تھا

﴿۱﴾ ﴿سنہ ۱۸۳۶ع﴾ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحات ۳۱۰ و ۳۶۹ ۔
﴿۲﴾ ﴿سنہ ۱۸۶۱ع﴾ " " " جلد ۵ صفحات ۱۷۲ و ۱۷۵ لغایتہ ۱۷۹

سن ۱۹۰۱ء دعدبا جباردبن بنام کلکٹر بمبئی

مشتری کی نسبت یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ اسکو یہہ علم تہا کہ ازروئے قانون جمع جو اسوقت لگائی گئی تہی مدامی نتہی بلکہ قابل مزید اضافہ کے تہی - فیصلہ مقدمہ شاپورجی بنام کلکٹر بمبئی (۱) جس سے استحقاق اضافہ کا سوال پیدا ہوا ہے صرف کوئی چندماہ پہلے ہوا تہا مشتری اسوقت سالسٹر ہائیکورٹ تہا جبہی کلکٹر مورخہ ۲۵ - جولائی ۱۸۸۱ء (گذشتہ صفحہ ۷۲۲) سے اُسی مغالطہ نہین ہوسکتا تہا - گورنمنٹ ریزولیوشن مورخہ ۱۱ - جولائی ۱۸۸۱ء (گذشتہ صفحہ ۷۲۱) مین مذکور تہا کہ اراضی عام قواعد تشخیص کے تابع ہوگی - تاریخ خرید سے برُوئے باہمائی جمع ادا ہوتی رہی ہے جن مین یہہ صحیح تہا کہ جمع بروئے بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ء لگائی گئی تہی - اسی ایکٹ کے روسے اضافہ ہوا ہے پس مشتری کو ابتدا ہی سے علم تہا کہ اضافہ کا ہونا ممکن ہے اور اُسنے منظور کرلیا ہے - شرائط مذکور پر ہی اسنے اراضی حاصل کی اور ابتک اسپر قابض ہے -

جنکنس صاحب چیف جسٹس - مدعی بمقدمہ ہذا اس امر کے استقرار کا مستدعی ہے کہ اسکو بمقابلہ استحقاق گورنمنٹ کے ایک استحقاق جسکی تفصیل عرضیدعوے مین کیگئی ہے اراضی کو مدامی طور پر ادائیگی جمع بحساب ۹ پائی فی مربع گز سالانہ قبضہ مین رکہنے کا حاصل ہے اور کہ گورنمنٹ کو کوئی استحقاق شرح کے بڑہانے کا حاصل نہین ہے - اس بناء پر اور دیگر وجوہات پر وہ اضافہ شدہ جمع کو جو اسکی زمین پر لگائی گئی ہے منسوخ کرانا چاہتا ہے جج مال نے نالش معہ خرچہ خارج کی ہے اور اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے -

جہانتک مثل سے جو ہمارے روبرو ہے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا مگر اراضی از قسم نیشن وٹیکس کے تہی - مگر اسکو گورنمنٹ نے قابض زمین سے خرید لیا اور اُسکا ایک جزو (گو کوئی دستاویز تحریر نہین ہوئی) بعض اشخاص کو بغرض بہبودی فری چرچ اوف سکاٹلینڈ مشن عطا کیا گیا اور اُسکے ساتہہ ہی گورنمنٹ نے پچیس ہزار روپیہ بطور اعانت تعمیر و قیام مدرسہ کے عطا کیا - چنانچہ وقت مناسب کے اندر عمارت مدرسہ اور دیگر عمارات تعمیر ہوئین - مگر گرد و نواح کے طریق عمل سے مدرسہ کو کسی اور جگہ منتقل کرنا مناسب معلوم ہوا اسلئے بتاریخ ۲۹ - اپریل ۱۸۹۰ء کو ڈاکٹر میکیچن نے منجانب مشن مسٹر بیل

(۱) (۱۸۸۵ء) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۴۸ -

۱۹۰۵ء
داد و ابجار و [illegible]
بنام
کلکٹر بمبئی

سکرٹری گورنمنٹ کو بغرض حصول منظوری گورنمنٹ نسبت فروخت اراضی کے چٹھی لکھی -
بتاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء جواب موصول ہوا جس مین یہہ درج تہا ہز ایکسیلنسی گورنر باجلاس کونسل بعض شرائط مندرجہ چٹھی پر منظوری فروخت دینے پر آمادہ ہین فقرات دوم و سوم چٹھی حسب ذیل ہین:-
مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ مین آپ کو اطلاع دون کہ ہز ایکسیلنسی گورنر باجلاس کونسل نے آپکی اس سوال پر عمدہ طور پر غور کیا ہے اور وہ انہی شرائط پر بیع منظور کرنے پر آمادہ ہین جو تہوڑا عرصہ ہوا ایک اسی قسم کی درخواست منجانب جی-آئی-پی ریلوے پوسین بورڈ کے تصفیہ کرتے وقت پیش کیگئی تہین وہ شرائط یہہ تہین کہ اسصورت مین کہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ سے گورنمنٹ مطمئن ہوجائے کہ وہ عمارت جسپر کہ وہ اپنا حق گرفت منتقل کرنا چاہتے ہین ویسی ہی عمدہ کفالت ہے جیسی کہ وہ جسکی عمارت کی امداد مین گورنمنٹ کیطرف سے ابتداءً گرانٹ وقوع مین آئی تہی تو موخر الذکر کی فروخت کی اجازت دیدیجائیگی -
مزید یہہ گذارش ہے کہ گورنمنٹ خواہان ہے کہ شرائط بیع جو تمنے مقرر کی ہون بغرض منظوری بہیجدیجائین اور کہ جب عمارت کی خریداری کے متعلق کوئی درخواست ہو تو وہ بہی بغرض غور ہز ایکسیلنسی گورنر باجلاس کونسل کے روانہ کی جائے -
بتاریخ یکم اکتوبر ۱۸۶۴ء ایک دستاویز مابین سکرٹری آف سٹیٹ انڈیا باجلاس کونسل اور بعض ارکان مشن جنکا ذکر مین آئندہ بطور ٹرسٹیان کرونگا، کے تحریر ہوئی جسکے رو سے ایک قطعہ اراضی جو اراضی متنازعہ حال کا ایک جزو ہے ٹرسٹیان لنکے ورثا و منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کے لئے برائے اغراض و پابندی اقرار و شرائط مصرحہ معاہدہ منتقل کیا گیا تہا - دستاویز مین عمارت کو بطور سکول استعمال کرنے اور اسکے تمام مناسب کے متعلق شرائط تہین اور آخری شرط تہی کہ بعض صورتون مین قطعہ اراضی اور اسکی عمارت کو گورنمنٹ واپس لے لینے کی مجاز ہوگی - اسیدن ایک پٹہ ایک اور قطعہ اراضی کا جو بنیز اراضی متنازعہ حال کا جزو ہے ٹرسٹیان مشن کے نام واسطے مدت ایکسال کے از یکم جولائی ۱۸۶۵ء تحریر ہوا اور اسیطرح سال بسال پٹہ بحساب عہ روپیہ سالانہ کرایہ کے ہوتا رہیگا تاوقتیکہ پٹہ حسب شرائط دستاویز ختم ہو جائے -
بتاریخ ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء ڈاکٹر میکیچن نے سکرٹری گورنمنٹ کو لکہا اور بعد حوالہ منظوری عطا کردہ گورنمنٹ ایک درخواست خریداری جو مسٹر نارائن موطجی کیطرف سے موصول ہوئی اور جسکی ایک نقل منسلک کی گئی بغرض غور گورنمنٹ ارسال کیگئی سند ثمن پیشکردہ مبلغ ۲۹۰۰۰ روپیہ تہا اور یہہ شرط ہوئی تہی کہ اراضی کسی ٹیکس وغیرہ کی متحمل نہین ہوگی اس معاملہ کی رپورٹ کلکٹر بمبئی و سپرنٹنڈنگ انجنیئر

سنہ ۱۹۰۱ع
دادوبا جنارومن
بنام
کلکٹر بمبئی

این۔ ڈی سپرد دیے کی اور پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ نے ایک یادداشت تیار کی جس مین یہہ مذکور تہا کہ از روے حالات زمین کا واپس لینا مناسب معلوم نہین ہوتا بتاریخ ۴۔ مارچ ڈاکٹر میکیمن نے بغرض استفسار فیصلہ گورنمنٹ چٹھی لکہی اور بتاریخ ۱۴۔ مارچ جواب آیا کہ مزید آگاہی دیجائے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ قطعات اراضی مندرجہ دو دستاویزات کے جنکا مین ذکر کرچکا ہون ایک اور متصلہ قطعہ اراضی بہی بقبضہ مشن تہا اور بتاریخ یکم مئی ڈاکٹر میکیمن نے بذریعہ چٹھی گورنمنٹ بمبئی کے پاس گذارش کی کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے دریافت کیا جاے کہ کن شرائط پر یہہ قطعہ خریدار جایداد مدرسے کے حوالہ ہوسکتا ہے بتاریخ ۴ جون کلکٹر نے رپورٹ کی کہ اسکی مالیت ۵ روپیہ یا ۴ روپیہ فی مربعہ گز ہوگی اگر اس شخص کے پاس فروخت کیجائے جسکا اسنے ذکر کیا ہے اور کہ اسکی راے مین بہی اسکی مناسب مالیت متصور ہوسکتی ہے۔

ان بعد یہہ معاملہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس بہیجا گیا جسنے یہہ جواب دیا کہ انکی راے مین سب سے احسن تجویز یہی ہے کہ جملہ عمارت مدرسہ و قطعہ اراضی کی قیمت یکجائی طور پر بذریعہ کسی ہوشیار تشخیص کنندہ قیمت کے لگوائی جاے جو باغراض مالیت ہر ایک کے حالات کو ملحوظ رکہیگا۔ اور کہ اس شخص مالیت سے سرسری تخمینہ ۵ روپیہ فی گز منسوخ ہوجائیگا اور کہ مشن کو جملہ جایداد کو یکجا فروخت کرنے کی اجازت دیجاسکتی ہے اور وہ گورنمنٹ کو قطعہ کی تشخیص شدہ قیمت ادا کریگا۔

کسی وجہ سے مسٹر نارائن مولجی کی درخواست خریداری واپس لیلی گئی تہی اور بتاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ع مسٹر جنارومن گوپال نے حسب ذیل درخواست خریداری دی:۔

مین آجکے دن مبلغ ۳۲۵۰۰ روپیہ (مبلغ بتیس ہزار پانچسو روپیہ) براے خرید عمارت متصل فری چرچ موسومہ فری چرچ بورڈنگ سکول مع زمین سفید پیمائشی قریبًا ۱۵۲۵ مربعہ گز متعلق مدرسہ اور نیز مع جملہ جزو زمین پیمائشی ۱۱۰۱ مربعہ گز متصل یا مابین زمین مدرسہ و ریلوے لائن کے پیش کرتا ہون جملہ جایداد حسب تفصیل بالا پیمائش ۲۶۲۶ مربعہ گز یا اسکے قریب میرے نام بطور زمین معافی یا بالعوض نام نہاد گورنمنٹ ٹیکس کے منتقل کیجاے۔

بایع پر واجب ہوگا کہ وہ جایداد متذکرہ صدر کی بابت قابل اطمینان استحقاق ثابت کرے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دادوبا ضاروجی
بنام
کلکٹر بمبئی

اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو مجکو اختیار ہوگا چاہے میں معاہدہ کی تکمیل کردوں یا نہ کردوں۔ جملہ خرچہ انتقال جملہ
اراضی بحق مظہر از طرف مشتری چرچ مشن جیسا کہ اوپر مذکور ہوا نصف میں اور نصف بائعان برداشت کرینگے
اگر گورنمنٹ قطعہ اراضی پیمائشی ۱۰۱۱ مربعہ گز کو بالعوض صمہ روپیہ فی مربع گز فروخت کرنے سے انکار کرے
تو معاہدہ فسخ ہوجائیگا۔

اگر انتقال قطعی آج کی تاریخ سے چار ماہ کے اندر نہوا تو میں اپنے آپکو معاہدہ سے سبکدوش کردینے کا مجاز ہونگا۔
انتقال قطعی جملہ اشخاص مناسب کیطرف سے ہوگا۔

معاہدہ ہذا معرفت میسرز سوراب شا اینڈ کمپنی کے ہوا ہے اور وہ بروقت تکمیل خرید کے ذکر کسی امر درتاین
دلال مطلب درہیمعی از شن پر مشتری سے اور دو فیصدی بائعان سے لینے کے مستحق ہونگے۔

اُسمیان درخواست ہذا منجانب مشن منظور کیگئی۔

بتاریخ ۹ ستمبر ایک گورنمنٹ رزولیوشن شائع ہوا جس میں بعد تذکرہ چٹھی مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۵ء
چٹھی گورنمنٹ آف انڈیا و حالات درمیانی کے جو میں بیان کرچکا ہوں یہ درج تھا: کلکٹر بمبئی کو
بایں استدعا لکھا جائے کہ وہ ہدایات گورنمنٹ کی تعمیل بمشورہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ و سیکرٹری فری چرچ
مشن کے کرے۔ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی مشن کو بھیجی گئی۔ اسپر مسٹر کیمبل ممبر ودسرے اور نیز کلکٹر کی ہدایات
پر جایداد کا ملاحظہ کیا اور حسب ذیل رپورٹ کی۔ چونکہ کلکٹر بمبئی نے اپنی چٹھی نمبر ۲۲۸۰ مورخہ ۔۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں
استدعا کی ہے کہ جایداد فری چرچ مشن جو فریئر برج کے دامن میں واقعہ ہے اور جس میں ۴۴۰ مربعہ گز اور
ایک دومنزلہ عمارت ہے جو اسی زمین پر ہے شامل ہو اور نیز قطعہ اراضی کی جو عمارت بالکل عقب
میں بجانب غرب مابین اُسکے اور بمبئی بڑودہ و سنٹرل انڈیا ریلوے کے واقع ہے اور جسپر اب فری چرچ
مشن باجازت گورنمنٹ بادائگی کرایہ نام نہاد ایک روپیہ سالانہ کے قابض ہے اور جس میں ۱۰۱۱ مربعہ گز زمین
بلا کسی عمارت کے شامل ہے مالیت لگائی جائے۔

لہٰذا میں نے ہر دو قطعات اراضی کا پوری احتیاط سے ملاحظہ کیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ قطعہ اراضی مشتملہ
۴۴۰ مربعہ گز ملکیت فری چرچ مشن بیچ کینیڈی روڈ کے جانب شرق ہے اور جنوبی جانب فریئر برج کی
سطح مرتفع سے اور جانب غرب اس قطعہ اراضی سے جسپر فری چرچ مشن بادائگی کرایہ نام نہاد ایک روپیہ سالانہ
قابض ہے اور جانب شمال جایداد گلیشو جی مادھو جی سے گھرا ہوا ہے۔

قطعہ جانب غرب مابین اسکے اور ریلوے لائن کے جسمیں ۱۰۱۱ مربعہ گز زمین ہے، جانب جنوب درجہ دوم
جانب غرب فریئر (سطح مرتفع) برج سے اور جز دوم جانب غرب بمبئی بڑودہ و سنٹرل انڈیا ریلوے سے

۱۹۰۱ء
داملدا بھا جنار دہن بنام کلکٹر بمبئی

اور جانب شرق جائداد فری چرچ مشن ہے اور جانب شمال دو جائدادون سے گھرا ہوا ہے جو کیشو جی ادہو جی اور بابا جی گوپال کی ملکیت ہین موجودہ صورت مین سوائے فری چرچ مشن کمپاونڈ کے اسکو کسی اور طرف سے راستہ نہین ہے۔

صرف تین ہی جائدادین ایسی ہین جنکے لئے یہ قطعہ اراضی کسی کام کا ہے یعنی فری چرچ مشن کیشو جی ادہو جی وبابا گوپال کی جائدادین۔ جنمین سے دو موخرالذکر اسکو جانب شمال احاطہ کئے ہوئے ہین اور ایسی صورتون مین قطعہ مذکور کی بمشکل کوئی بازاری قیمت ہوسکتی ہے کیونکہ سوائے متعلقہ ان تین اشخاص کے کسی ایک کے جنکی جائدادین اسکو احاطہ کئے ہوئے ہین اور کسی کے لئے یہہ قطعہ کسی مصرف کا نہین۔

مین دیکھتا ہون کہ ایک قطعہ اراضی غیر مزروعہ ذرا آگے شمالی جانب جو جانب غرب ریلوے لائن سے محدود ہے اور مسٹر بابا گوپال کی اراضی کے ساتھہ پیوستہ ہے اور جسکو اس سڑک سے راستہ ہے جو بیچ کینیڈی روڈ سے نکلتی ہے اسکے پاس کلکٹر نے بحساب تین روپیہ فی مربع گز فروخت کیا تھا اور میری رائے ہے کہ موجودہ صورت مین اس کی نصف شرح یعنی [illegible] فی مربع گز ۱۱۰۱ مربع گز قطعہ کے لئے ایک مناسب شرح ہے جو جائداد فری چرچ مشن کے عقب مین جانب غرب مابین اسکے اور بمبئی بڑودہ اور سنٹرل انڈیا ریلوے کے واقع ہے۔

عمارت مدرسہ کی موجودہ مالیت مین [illegible] روپیہ لگاتا ہون۔

۴۸۴۱ مربع گز کی قیمت مین بحساب پانچ روپیہ فی مربع گز [illegible] روپیہ لگاتا ہون۔

زمین جو زمین بالا کے عقب مین جانب غرب اور مابین اسکے اور ریلوے کے ہے ۱۱۰۱ مربع گز اسکی قیمت [illegible] لگاتا ہون

کل میزان [illegible] روپیہ

اس رپورٹ کو کلکٹر نے گورنمنٹ کے پاس بھیجدیا اور یہہ استدعا کی کہ جلد ہدایات دیجائین اور بتاریخ ۱۰ دسمبر ایک گورنمنٹ ریزولیوشن شائع ہوا تاکہ اراضی حسب ہدایات گورنمنٹ آف انڈیا مندرجہ انکی چٹھی نمبر ۲۲۸ مورخہ ۳۱ جولائی گورنمنٹ ریزولیوشن نمبر ۲۴۲ مورخہ ستمبر ۱۸۹۵ء فروخت کی جائے فری چرچ مشن قطعہ کی قیمت مشخصہ کلکٹر دے اس ریزولیوشن کی ایک نقل مشن کو بھیجی گئی۔ بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء ڈاکٹر میکیچن نے سکریٹری کو حسب ذیل لکھا۔

نسبت سلسلہ خط وکتابت متعلق ہے فری چرچ بورڈنگ سکول رگاؤم مجھے یہ بیان کرنیکا شرف حاصل ہے کہ فری چرچ مشن نے گورنمنٹ کے ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کے ریزولیشن کے موصول ہونیپر جس مین اس کو نسبت بیع قطعہ اراضی واقعہ عقب مدرسے کے بحساب [illegible] فی مربع گز مطابق شرح مشخصہ کلکٹر کے منظوری دیگئی ہے مسٹر جناردہن گوپال کی درخواست کو قبول کر لیا ہے جسنے بالعوض جملہ جائداد کے جسمین قطعہ اراضی واقعہ عقب مدرسہ کی قیمت مبلغ [illegible] روپیہ گورنمنٹ کو ادا کرنیکے شامل ہے مبلغ [illegible] روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
دادوبا جناردن
بنام
کلکٹر بمبئی

یہ قطعہ اراضی اب ہمارے نام منتقل ہو گیا ہے اور قیمت ادا کردی جائیگی سب میری گذارش ہے کہ گورنمنٹ مہربانی فرماکر بیع عمارت بحق مشتری متذکرہ بالا کو منظور فرمائیے اور ضروری تدابیر بغرض انتقال جائیداد عمل میں لاکر حق گرفت سے آزاد کرے جو فی الحال اس پر بحیثیت عمارت تعمیر شدہ برائے اغراض تعلیم کے ہے۔

موجودہ حق گرفت گورنمنٹ دیگر عمارات کیطرف منتقل کیا جائے جو ہم سکول کے لئے خریدیں اور مجھے یہ گذارش کرنیکا فخر حاصل ہوتا ہے کہ اس حق گرفت کا فیصلہ کرتے میں گورنمنٹ بجائے عــــہ روپیہ کے تخمینہ مقرر کردہ جیسا کہ پیشتر تخمینہ کیا گیا تہا اور اس امر واقعہ کو زیر نظر رکہا جائے کہ اصل زمین جو سب سے بڑا رکن ہے وہ تیس ہزار روپیہ سے زاید ہوگا۔

بتاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء سالٹ گورنمنٹ نے انڈر سکرٹری گورنمنٹ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کو لکہا مگر اسکی چٹھی اس مقدمہ سے کچہہ زیادہ متعلق نہیں ہے بجز اسکے کہ اسمیں یہ درج ہے کہ ٹرسٹیان فری چرچ مشن نے رضامندی گورنمنٹ مرد ہبا مذکور دیا بالعوض مبلغ عــــہ روپیہ کے فروخت کردی ہیں۔ بتاریخ ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۹ء میں آرڈیشر ہرمز جی اینڈ دنشا نے جو مشتری اور مشن ہردو کی طرف سے بحیثیت سالسٹر کے کارکن تہے کلکٹر کے پاس بغرض منظوری گورنمنٹ دو دستاویزات انتقال کین جنمیں سے ایک میں ٹرسٹیان کو اس زمین کی اسپیدہ لائی گئی تہی جو پیشتر انکے نام منتقل نہیں ہوئی تہی اور دوسری دستاویز ایک انتقال جملہ عمارت سکول منجانب ٹرسٹیان بحق مسٹر جناردن گوپال کے تہا۔

بتاریخ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۹۹ء مفصلہ ذیل گورنمنٹ ریزولیوشن شایع ہوا:۔

خط و کتابت ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کے پاس بایں مقصد بہیجی جائے کہ وہ جدت مع ہمراہ سکرٹری فری چرچ مشن اور بشرط ضرورت ہمراہ گورنمنٹ سالسٹر کے ان کارروائیات کی رپورٹ کریں جو منجانب گورنمنٹ کے حق گرفت کو نئی جائیداد مشن کی طرف منتقل کرنیکے لئے ضروری ہوں۔ ان اقدام کی نقل سکرٹری کے پاس معہ نقل چٹھی گورنمنٹ سالسٹر کہ انتقال حسب ہدایت مندرجہ فقرہ ۷ چٹھی مسٹر ... بہیجی جاتا۔

اس ریزولیوشن کی ایک نقل مشن کے پاس بہیجی گئی۔ بتاریخ ۸ فروری سنہ ۱۸۹۹ء مسودات انتقال معہ بعض ترمیمات کے واپس کئے گئے بدقسمتی سے یہہ مسودات گم ہوگئے ہیں مگر چٹھی مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء دستاویزی ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترمیمات بدین مضمون تہیں کہ جائیداد کے سہاتے جمع وغیرہ کی

سنہ ۱۹۰۱ء
داور ماہیمار و چند
بنام
کلکٹر ممبئی

متحمل ہوگی۔ اس چٹھی مین اڈمنیان مشتری نے بیان کیا تہا کہ ایک گذشتہ ملاقات ہمراہ کلکٹر کے وقت یہ سمجہا گیا تہا کہ ترمیم صرف میونسپل ٹیکسون کے متعلق ہی ہے اور یہ تجویز پیش کیگئی تہی کہ ترمیمات مین اس طریق پر تبدیلی کیجائے جس سے اس معاملے کے صریح تذکرہ سے اسکی توضیح ہوجائے اور گورنمنٹ کے حقوق بہی صریح تذکرہ کے ذریعہ خارج کئے جائین۔

بتاریخ ۳۱ مئی ۱۸۸۸ء سکرٹری گورنمنٹ نے ڈاکٹر میکیجن کو لکہا کہ مین یہہ کہتا ہون کہ بعدم موجودگی کسی حکم گورنمنٹ در بارہ منظور کرنے انتقال اراضی بحق مسٹر جنار دہن گوپال بری از تشخیص جمع اراضی کے گورنمنٹ سالسٹر نے صحیح طور پر یہہ قیاس کیا ہے کہ کوئی ایسی معافی ملحوظ نہ تہی۔ اسپر ڈاکٹر میکیجن نے بتاریخ ۲۱ جون ۱۸۸۸ء گورنمنٹ کو حسب ذیل لکہا:-

بحوالہ آپکی چٹھی نمبر ۹۰۴ سنہ ۱۸۸۸ء در بارہ فروخت فری چرچ بورڈنگ سکول متصل فریچ برج گرگام مجہکو یہ بیان کرنیکا فخر حاصل ہوا ہے کہ ایک عارضی معاہدہ اگست گذشتہ مین مابین ٹرسٹیان فری چرچ مشن و مسٹر جنار دہن گوپال کے ہوا تہا اور کہ اسی معاہدہ کی تکمیل کیغرض سے ہمد متعلق جائیداد تاریخ مذکور سے ابتک گورنمنٹ انڈیا و ممبئی کے روبرو پیش ہین۔

مشن کا یہہ مطلب یا مدعا نہا کہ معاہدہ گورنمنٹ پر واجب التعمیل تہا اور نہ ہی مشن اور نہ ہی مشتری کو اراضی محولہ معاہدہ کی تشخیص جمع اراضی سے کامل طور پر بری کئے جانیکی امید تہی سالسٹران میسرز آرڈیشیر ہرمزجی اینڈ دنشا نے جو اظہار کیا ہے وہ یہ ہے کہ قیمت پیشکردہ مشتری یعنی مبلغ ۔۔۔ سے روپیہ بابت جائیداد کے اس شرط مندرجہ معاہدہ بیع پر ہے کہ مشتری سے گورنمنٹ کو نام نہاد گورنمنٹ ٹیکس سے زائد نہین دلوایا جائیگا۔ ہماری دانست مین مشتری کا یہہ منشا ہے کہ رقم مشخصہ اس رقم سے متجاوز نہو جو اس مقام مین اراضی پنشن ڈٹیکس کی بابت ادا کیجاتی ہے۔

بلحاظ اس امر واقعہ کے (۱) کہ قطعہ اراضی ۴۲۸۴۸ مربع گز پر تشخیص جمع اراضی وہ قابض رہے ہین اور (۲) کہ وہ سفید زمین کی بابت صرف ایک روپیہ سالانہ ادا کرتے رہے ہین ٹرسٹیان یقین کرتے ہین کہ اسکی فروخت کی صورت مین اور اس تغیر کی صورت مین جو اسکی ملکیت مین ہمیں واقع ہوگا۔ گورنمنٹ اسپر جمع شدید نہین لگائیگی اور بہر حال اس سے زائد جمع نہ لگائیگی جسکی کہ اراضی متحمل تہی قبل اسکے کہ وہ مشن کو دیگئی تہی یا اس سے زائد نہ لگائیگی جو کچہہ کہ اس نواح مین زمین پنشن ڈٹیکس کی بابت ادا کیا جاتا ہے۔

مشن کا عین مدعا ہے کہ اس معاہدہ کی تکمیل ہو

۱۹۰۱ء
داد وبا جنار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

اندرین حالات ہم امید کرتے ہین کہ گورنمنٹ یا تو خود بتلا دیگی یا کلکٹر مالگذاری اراضی کو کہیگی کہ وہ بتا دے کہ واسطے اغراض مالگذاری اراضی کے اراضی پر کس شرح سے تشخیص ہوگی جبکہ یہ قیاس کر لیا جائے کہ زمین از قسم پنشن اور ٹیکس کے تہی تکمیل بیع اس امر کے تصفیہ پر مبنی ہے اور نیز اس سوال پر کہ کیا ایک قلیل حصہ اراضی جو کہ اصلی عطیہ مین شامل نکیا گیا تہا مگر سکول کے استعمال مین آتا رہا ہے اس سوال کے متعلق مابین میسرز آرڈیشر پرمرجی اینڈ ڈنشا و کلکٹر کے گفتگو ہوئی ہے) بیع بحق مسٹر جنار دہن مین شامل کر دیا جائے اور مین یہہ بہی گذارش کرتا ہون کہ اس معاملہ کے جلد تصفیہ کیصورت مین مشن گورنمنٹ کا نہایت ہی ممنون ہوگا۔

بتاریخ ۲۹۔ جون ۱۹۰۰ء سودات میسرز آرڈیشر اینڈ کو والپس دئے گئے۔

بتاریخ ۱۱۔ جولائی ۱۹۰۰ء ایک ریزولیوشن گورنمنٹ بحوالہ چیٹہی مورخہ ۲۱۔ جون شایع ہوا۔ ریزولیوشن حسب ذیل ہے۔

بیشک اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جبکہ گورنمنٹ نے زمین کو تشخیص سے بری رکہا یا صرف ایک نام نہاد جمع تشخیص کی تا وقتیکہ وہ باغراض مدرسگاہ قبضہ مین رہے اسلئے گورنمنٹ معافی مذکور کو جاری رکہے گی۔ جبکہ اراضی باغراض دیگر دوسرے ہاتہون مین چلی جائے۔ عام ٹیکس دہندگان کو ایسا کرنا مناسب نہین۔

اراضی زیر بحث بقبضہ مشتری مسٹر جنار دہن گوپال ان قواعد کے رو سے قابل تشخیص ہوگی جو بالعموم اسی قسم کی اراضی سے متعلق ہین۔ بذریعہ درخواست بجانب سیکرٹری فری چرچ مشن یا بجانب مشتری مسٹر جنار دہن گوپال کلکٹر سے استفسار کیا جائے کہ جمع اراضی کسقدر ہوگی اور کونسے قواعد تعداد تشخیص پر موثر ہین اور سیکرٹری کو اطلاع دیجائے کہ کلکٹر سے ایسا استفسار کیا گیا ہے۔

اس ریزولیوشن پر کاربند ہوکر میسرز آرڈیشر پرمرجی اینڈ کو نے بتاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۰۰ء کلکٹر کو لکہا:-

بذریعہ چیٹہی بجانب ایکٹنگ چیف سکرٹری گورنمنٹ بنام سکرٹری فری چرچ مشن متعلق درخواست معافی از جمع اراضی بجانب مشتری جائداد متذکرہ بالا موخر الذکر کو اطلاع دیگئی ہے کہ فری چرچ مشن یا مشتری کیطرف سے درخواست ہونے پر آپکے پاس التماس کیگئی ہے کہ آپ بتلائین کہ تشخیص جمع اراضی کسقدر ہوگی اور کونسے قواعد تعداد تشخیص پر موثر ہین۔ پس ہم بحیثیت اٹرنیان مشن و مشتری ملتمس ہین کہ آپ ازراہ نوازش امر مستفسرہ کے متعلق آگاہی بخشین۔

ہماری دانست مین جو اراضی از قسم پنشن و ٹیکس کے تہی نہ لے سکے گر ... نے اُسے بغرض مشن سکول کے حاصل کیا۔

بتاریخ ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۰ء کلکٹر نے جوابدیا:-

۱۹۰۰ء
داور باجنار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۴ ماہ حال متعلق تشخیص اراضی مقبوضہ گرگام مشن سکول مین آپکو اطلاع دیتا ہون کہ اراضی پر جمع بحساب ۹ پائی فی مربع گز سالانہ لگائی جائیگی یہی شرح جمع ہے جو اس مقام مین مطابق پیمانہ شروح مختلفہ بمقامات مختلفہ مسٹر جیکومب جبکہ وہ کلکٹر تھا اور جو پر گذشتہ چھ سال سے عملدرآمد ہوتا رہا ہے سرکاری زمین کی بابت لگائی جاتی ہے۔

یہ امر کہ اراضی از قسم پنشن ٹیکس کے تہی قبل اسکے کہ گورنمنٹ نے اُسے حاصل کیا اس جمع پر مؤثر نہین ہے جو اب لگائی جاتی ہے کیونکہ حیثیت پنشن ٹیکس ختم ہوگئی جبکہ گورنمنٹ نے اراضی خرید کرلی۔

بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۸ء ایک دستاویز تحریر ہوئی جس مین ایک طرف سیکرٹری آف سٹیٹ انڈیا باجلاس کونسل منجانب گورنمنٹ اور دوسری طرف ٹرسٹیان مشن فریق تھے۔ اسمین یہ مذکور تھا کہ ٹرسٹیان نے منظوری گورنمنٹ قطعات اراضی متذکرہ دستاویز کے فروخت کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا ہے اور کہ گورنمنٹ نے بغرض تسہیل بیع کے ٹرسٹیان کو اپنے جملہ استحقاق بازگشت وملکیت متعلق جائداد مذکور عطا کرنیکا اقرار کرلیا ہے اور کہ ٹرسٹیان نے جنار دہن گوپال کے ہمراہ اسکے پاس قطعات اراضی قطعی طور پر فروخت کردینے کا معاہدہ کرلیا ہے۔ عملی طور پر گورنمنٹ نے اپنے جملہ استحقاق بازگشت وملکیت متعلق قطعات اراضی ٹرسٹیان انکے ورثاء واوصیاء ومہتمان ومنتقل الیہم کو ہمیشہ کے لئے عطا کردیئے ہین مگر تابع ادائیگی ٹیکسہائے وریٹ ہائے ومحاصل جات اور جمعہائے قابل تشخیص بابت جائداد یا کسی شئے کے جو بوقت تشخیص کے اسپر موجود ہو۔ ازان بعد معاہدہ منجانب سیکرٹری ہوا کہ جائداد ہمیشہ ٹرسٹیان انکے ورثاء ومنتقل الیہم کے استعمال مین ہمیشہ کے واسطے رہنی چاہئے اور رہیگی اور وہی اسپر بامن وامان دخیل اور قابض رہین۔ اور اس سے فائدہ اٹھائین اور وہی اسکا کرایہ اور منافع وصول کرین اور سیکرٹری آف سٹیٹ کی طرف سے یا کسی شخص کیطرف سے جو بوساطت اسکے یا اسکی طرف سے دعویدار ہو کسی قسم کی جائز بیدخلی بدخلت۔ دعوے یا تقاضا کسی قسم کا نہین ہوگا۔

بتاریخ ۱۴ جنوری ۱۸۹۹ء انتقال بنام مشتری مسٹر جناردہن تحریر ہوا۔ اسکے فریق ٹرسٹیان مشن اور سیکرٹری آف سٹیٹ اور مسٹر جناردہن گوپال تھے۔ بعد اس تذکرہ کے کہ ٹرسٹیان نے مسٹر جناردہن گوپال کے ہمراہ قطعات اراضی کی بیع قطعی کا معاہدہ کرلیا ہے ٹرسٹیان نے گورنمنٹ کے علم اور رضامندی سے ہمیشہ کے لئے بشرط ادائیگی جملہ ریٹ ہائے وٹیکس ہائے

سنہ ۱۹۰۱ء
داد و باجنار دہن
بنام
کلکٹر بمبئی

موا خذ جات جنکی بابت قابل تشخیص یا قابل اخذ بابت جایداد یا کسی ایسی چیز کے جو بوقت تشخیص اسپر موجود ہو منقطعات مذکور مسٹر جنار دہن گوپال اسکے ورثا و اوصیا و مہتممان و منتقل الیہم کے نام منتقل کر دیئے اور اسکے روسے سیکرٹری آف سٹیٹ نے اپنی طرف سے اور منجانب اپنے جانشینان کے جنار دہن گوپال اسکے ورثا و اوصیا و مہتممان و منتقل الیہم کو جملہ قسم کے حقوق و اختیارات و تفرقات و استحقاق سے جو اسکو اور اسکے جانشینان کو جایداد مذکور کی نسبت حاصل تھے جیسا کہ بیشتر ذکر ہوا ہے اور دستاویز مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۶۳ء مین مذکور ہوا اور نیز جملہ شرائط و قیود و پابندیہائے عائد شدہ بذریعہ دستاویز بابت استعمال و قبضہ جایداد مذکور سے ہمیشہ کے لئے بری و آزاد اور سبکدوش کر دیا ہے۔

سنہ ۱۸۹۳ء مین بذریعہ ایک تقسیم کے جایداد مدعی پسر جنار دہن گوپال کو ملی سنہ ۱۸۹۹ء تک جمع نو پائی فی مربعہ گز ادا ہوتی رہی مگر بتاریخ ۲۴ اگست سنہ مذکور کلکٹر بمبئی نے مدعی کو تحریر کیا۔

مقام گرگام رقبہ ارضی ۲۰۷۲ مربع گز کلکٹر جدید نمبر ۱۲ ۱۶۹ جدید نمبر پیمایش ۱ ۲ ۳ / ۱ ۶ ۴ ۷	مین منجانب گورنمنٹ تمکو نوٹس دیتا ہون کہ بذریعے دفعہ ۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء جمع ارضی مندرجہ حاشیہ مقبوضہ تمہارے کی بابت جمع ۶ پائی فی مربعہ گز سالانہ لگائی گئی ہے یہہ جمع یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء سے نافذ ہوگی اور تاریخ مذکور سے

پچاس سال تک رہیگی ✦

یہ کارروائی مسٹر جنار دہن سے ان حالات کے دریافت کرنیکے بدون کسی اشارہ امتناع کے عمل مین آئی جنکے روسے ارضی گورنمنٹ سے حاصل کیگئی تھی اور نتیجہ یہہ ہوا کہ بلحوظلی الفاظ ایکٹ جمع اراضی بمبئی مدعی کے واسطے صرف یہی چارہ تھا کہ وہ فورًا نالش ہذا شروع کر دیتا اور چنانچہ اسنے بتاریخ ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء نالش شروع کر دی۔

بتاریخ ۶ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء ایک گورنمنٹ ریزولیشن مشعر منظوری کارروائی کلکٹر شایع ہوا۔

ہمارے روبرو یہہ بحث کیگئی ہے اور وہ بلادلیل نہین ہے کہ کلکٹر کا فعل جمع کو اسکی اصلی تعداد سے قریبًا نوگنا زیادہ کر دینا عملی طور پر بمنزلہ ضبطی کے ہے مسٹر جنار دہن نے اپنی شہادت مین نتیجہ حسب ذیل بیان کیا ہے:۔

اگر ۹ پائی فی مربعہ گز ہو تو مالگذاری ۱۰۶ روپیہ سالانہ ہوتی ہین اور اس رقم سے اگر یہ زمین بنائی جاتی تو بیس سالہ خرید کے حساب سے تین ہزار روپیہ یا ۲۵ سالہ خرید کے حساب سے ۳۵۰۰ روپیہ زمین مین اضافہ ہوگا۔ بوقت خرید میرے دل مین یہہ خیال تھا۔ گورنمنٹ نے اب جمع ۶ پائی سالانہ تک کر دی ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
دادو باجبار وہن
بنام
کلکٹر بمبئی

اور رقم مذکورہ اصل شمار ہو کر حساب ۲۵ سالہ خرید کے ۳۱۲۰۰ روپیہ ہوتی ہے اگر یہی جمع قائم
رہے تو میری جائداد کی قیمت ۳۱۰۰۰ روپیہ کم ہو جائیگی یا یون کہو کہ ۳۱۲۰۰ روپیہ اور ۳۵۰۰
کی حاصل تفریق۔ جائداد کا زیادہ سے زیادہ کرایہ ماصہ ماہوار ہے اور بعد ادائیگی ایکسو چار روپیہ ماہوار
بابت ٹیکسہائے باقی بچت کرایہ کی للعہ روپیہ ماہوار ہوگی۔ اور بعد وضع میونسپل ٹیکسہائے اور خرچ
شکست و ریخت بحساب ۷ فیصدی کے کچھ بھی نہین بچیگا جو کہ کسقدر ناقص ہے۔ اگر مجھکو یہ علم
ہوتا تو مین اس جائداد کو ہرگز نہ خریدتا مینے مبلغ للعہ روپیہ جائداد پر صرف کیا ہے۔ اور اب
صرف ماصہ کرایہ کی آمدنی ہے۔

ہمارے روبرو یہ عذر کیا گیا ہے کہ (۱) فعل کلکٹر ناجائز تھا کیونکہ اُسنے پہلے سے گورنمنٹ کی منظوری
حاصل نہکی تھی (۲) کہ نہ ہی کوئی ایسا بندوبست ہوا جو دفعہ ۷ ایکٹ مذکور کے رو سے ضروری تھا۔
(۳) اور کہ مدعی قابض اعلےٰ ہیں اور اسلئے ایکٹ کے عمل کے اندر نہیں آسکتا (۴) کہ جمع نامناسب ہے
اور اسلئے قابل نظر ثانی ہے اور (۵) کہ خاص حد اضافہ کی بابت قائم اور برقرار رکھی گئی ہے اول الذکر عذرات
کی تائید مین بڑے زور سے یہہ کہا جاتا ہے کہ بجز اُسصورت کے کہ کوئی خاص حد اضافہ کی ہو جیسا کہ عذرات سے مفہوم ہوتا ہے
کلکٹر کو اختیارات اپنی حاصل ہوتا ہے جسکی نسبت یہ فرض کرنا محال ہے کہ واضعان قانون کا منشا اسکو ایسا اختیار تفویض کرنیکا تھا
مگر بلحاظ اس تعبیر کے جو ہمنے اس مقدمہ کی لی ہے۔ ان امور کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے
کیونکہ میرے نزدیک بربنائے روئیداد کے فعل کلکٹر کی بابت ایک جائز اعتراض موجود ہے۔

مینے حالات مقدمہ بڑے بسط سے بیان کر دیئے ہین مگر اسجگہ پر اہم امور واقعاتی کا مختصراً
اعادہ کر دینا مناسب ہوگا۔ ایک قطعہ اراضی ٹرسٹیان مشن "انکے ورثا اور منتقل الیہم کو ہمیشہ کیلئے"
بیشک تابع استحقاق واپسی مگر بلا کسی تذکرہ تشخیص جمع کے دیا گیا تھا۔ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کی رائے
مین واپسی نامناسب تھی اور انتقال بنام مسٹر جبار وہن کے ذریعہ استحقاق مذکور ترک کیا گیا تھا
نیز دیگر دو قطعات ٹرسٹیان مشن "انکے ورثا اوصیا مہتمان و منتقل الیہم کے نام ہمیشہ کے
لئے" منتقل کئے گئے۔ مگر اسصورت مین یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ "جملہ ٹیکسہائے ریٹ ہائے
مواخذجات وغیرہا کے قابل تشخیص یا قابل اخذ بابت جائداد یا کسی ایسی چیز کے جو اسوقت
اسپر موجود ہو" متحمل ہونگے۔

جامعہ اجاردین
بنام
کلکٹر بمبئی

نہ صرف مبلغ الف ۵۰۰ روپیہ معمول کوئی ملکیہ گورنمنٹ کو بتایا گیا ہے مبلغ ۸۰ روپیہ سالانہ اس کفالت کے بہم پہونچانے کے لئے بابت اس قسم کے ملا جو بطور اعانت کے عطا کیا گیا تہا۔ ہان اگر معاملہ کو امر مانع تقریر یہ مخالف کے پہلو سے دیکہا جاوے تو قانونی نتیجہ ایک ہی ہے۔ میری رائے مین طریق عمل گورنمنٹ جبکہ وہ بذریعہ کلکٹر منجانب گورنمنٹ برائے اغراض خرید کے ساتہہ ملایا جائے بروئے حالات ایسا تہا جس سے مشتری کو بحیثیت ایک عاقل شخص کے یہہ خیال پیدا ہوسکتا تہا کہ وہ ایک ایسی جائداد خرید رہا ہے جو فی الواقعہ ۳۲۰۰۰ روپیہ کی مالیت کی ہے اور کہ گورنمنٹ نے پوشیدہ طریق پر اپنے لئے کوئی استحقاق جائداد مذکور کی مالیت کو ضرر پہونچانے اور عملاً شئے مبیعہ کو ضبط کرنے کے لئے محفوظ نہین رکہا۔

میری دانست مین اندرونی واقعات کے مقدمہ دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت کے اندر آجاتا ہے۔ اگر گورنمنٹ کے وکلا اپنے عذر مین راستی پر ہون تو کلکٹر دوسرے دن ہی مبیع کو اس حد تک گہٹا دینے کا مجاز تہا جو اُنہون نے اب معین کرنی تجویز کی ہے میرے خیال مین ایسا نتیجہ نامناسب غیر غلیب اور خلاف انصاف ہے۔ بہر حال ایسا خیال ہرگز مشتری کے دل مین نہین آیا اس امر واقعہ سے ہویدا ہے کہ اُسنے نہ صرف بذریعہ ادائیگی پوری قیمت جائداد اور اس سے میری مراد وہ مالیت ہے جس پر اُس کو ئی موافقہ تہا بیع کی تکمیل کی ملکیہ اسپر ابتک ۱۴۰۰۰ روپیہ بہی خرچ کیا ہے۔ اس امر کے متعلق ہمارے پاس حالہ مدعی مسٹر جبار دین کی صریح شہادت موجود ہے جسکا مین اس سے پیشتر ذکر کرچکا ہون اور جسپر مین حصر کرنے سے باز نہین رہ سکتا اور گورنمنٹ کیطرف مین صرف اسقدر منسوب کرسکتا ہون کہ اسکو علم تہا کہ مسٹر جبار دین نے اس یقین پر تکمیل بیع کی جو اسے کلکٹر کی چٹہی سے پیدا ہوا کہ بابت جمع ارضی اسکی ذمہ داری کی خاص حد ۹ پائی فی مربعہ گز ہے۔

بحث یہہ کیگئی ہے کہ چونکہ گورنمنٹ کا تعلق ہے اسلئے ہمین انکے الفاظ و فعل کے متعلق کوئی علیحدہ طریقہ تعبیر اختیار کرنا چاہئے۔ اور انکی تعبیر موجب انکے برخلاف کرنی چاہئے اگر فرض بہی کرلیا جائے کہ یہہ قاعدہ معاملہ از قسم حال مین کوئی وقعت رکہتا ہے تاہم اسصورت مین جو مینے اختیار کی ہے میرا نتیجہ بدل نہین سکتا۔ اسلئے میری رائے مین ڈگری جج مال منسوخ ہونی چاہئے

اور ایک ڈگری بحق مدعی بالفاظ جزو اول فقرہ (الف) استدعا مندرجہ عرضیدعوے صادر ہونی چاہئے اور اضافہ منسوخ ہونا چاہئے مدعی کو جملہ خراجات مقدمہ ملنے چاہئین -

چندا ورکر صاحب جسٹس :- میری بہی یہی رائے ہے - واقعات شرح وبسط کے ساتھ اس تجویز مین مذکور ہین جو میرے حاکم نے ابہی صادر کی ہے اور مین انکا اعادہ نہ کرونگا سوال متعلق استحقاق گورنمنٹ نسبت اضافہ تشخیص جمیع اراضی فریقین کے منشا پر منحصر ہونا چاہئے یعنی اسپر جو بوقت معاہدہ کرنے کے انکو فکر مین تہا -

ابتدا ہی مین یہہ امر موجود ہے کہ گورنمنٹ کیطرف سے جملہ حقوق بحیثیت مالکان کی کامل بیع بحق والد مدعی مسٹر جنار دہن گوپال کے ہوئی تہی بابت رقبہ دہ اور اسکے ماتحت " دو بیداران " جملہ ٹیکسہاے ریٹہا مواخذجات جنکی بابت قابل تشخیص یا قابل مواخذہ بابت جایداد مبیعہ کے " یا بابت کسی شئے کے جو اسوقت اسپر موجود ہوئے ادا کرنے کے ذمہ دار تہو - بالفاظ دیگر یہہ کوئی محض انتقال حقوق دفیدکاری نہ تہا جسصورت مین گورنمنٹ نے اپنی مالکیت زمین سے دستکش ہوکے بدون زمین خاص اغراض کے لئے خاص قرار دیا یعنی بہ لہاکے لئے لگان پر دی ہو اور منتقل لیہ اسکا مالک نہین ہو جاتا - بلکہ محض ایک " دفیدکار " یا " مزارعہ " ہوتا ہے اور اس لفظ کو قانون دان بخوبی سمجہتے ہین -

جبکہ خط وکتابت متعلق بیع اراضی بحق مسٹر جنار دہن گوپال ابہی ہو رہی تہی اسنے تجویز کیا تہا کہ گورنمنٹ یا تو جایداد بری از تشخیص یا بعوض نام نہاد ٹیکس گورنمنٹ کے فروخت کرے گورنمنٹ نے اس سے اتفاق نہ کیا مگر یہہ کہا " اراضی زیر بحث پر بقبضہ مشتری جنار دہن گوپال ان قواعد کے رو سے جمع لگیگی جو بالعموم اسی قسم کی اراضی کے متعلق ہین " لہذا ہمنے اس امر کی تشریح نہین کی کہ الفاظ " اسی قسم کی اراضی " سے انکا کیا مطلب تہا - سابقہ خط وکتابت سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جنار دہن گوپال اور اسکے بائعان بلا واسطہ یعنی فری چرچ مشن کو ابتدا ً یہی گمان تہا کہ زمین قابل فروخت از قسم بلتین ونیکس کے تہی مگر بعد ازان کلکٹر نے انہین یہہ جتلا دیا کہ خیال مذکور غلط ہے - بالفاظ دیگر گورنمنٹ نے اُسے ایسی اراضی تصور کیا جو کامل طور پر انکو تفویض ہوئی تہی

١٩٠١
دادو بائی جہانگیر
بنام
کلکٹر بمبئی

اور جسکو وہ بموجب دفعہ ۲۵ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء حسب مرضی خود ہر ایک کام مین لگا سکتے تہے۔ مزید برآن گورنمنٹ نے بعض قواعد کا حوالہ دیا۔ مگر عدالت مین یہ بات تسلیم کی جا چکی ہے کہ فی الواقع کوئی قواعد نہ تہے۔ اگر کوئی قواعد ہوتے اور قواعد مذکور مشتری کی اطلاع مین آجاتے اور انمین یہہ شرط ہوتی کہ حسب اقتضائے رائے گورنمنٹ تشخیص جمع اراضی قابل اضافہ ہوگی تو جائداد بعد خرید کے اسکے قبضہ مین ایسے اضافہ کی ذمہ دار ہو جاتی اسلئے الفاظ محولہ بالا سے کوئی لابدی نتیجہ پیدا نہین ہوتا۔ اگر گورنمنٹ کا منشا مدعیکو بتلانیکا تہا کہ جب کبہی گورنمنٹ اضافہ کرنا چاہے وہ بابت بیع بحق خود اضافہ شدہ جمع کے ادائگی کا ذمہ وار ہوگا۔ اگر گورنمنٹ کا یہ منشا تہا تو اُسے صاف الفاظ مین ایسا کہنا چاہئے تہا مگر یہ بحث کیگئی ہے کہ گو کوئی قواعد موجود نہ تہے اور گو گورنمنٹ نے اسقدر الفاظ مین نہین کہا کہ مشتری اراضی کو پابندی اس استحقاق گورنمنٹ کے اراضی خرید کرنی ہوگی جو گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے رائے خود تشخیص جمع اراضی کرنے کی بابت حاصل ہوگا مشتری کو استحقاق مذکور کا بخوبی علم تہا اور بعدم موجودگی کسی دست برداری از استحقاق مذکور بجانب گورنمنٹ کے اسکی نسبت یہی تصور ہونا چاہئے کہ اُسنے پابندی استحقاق مذکور جائداد خرید کی ہے۔ مگر جبکہ اسکو علم تہا تو کیا یہہ قیاس کرنا اسپر واجب تہا کہ گورنمنٹ نے استحقاق مذکور بلا کسی فیصلے کے ایک بیع قطعی مین بعدم موجودگی کسی ایسی واضح اور صحیح عبارت کے اپنے لئے محفوظ رکہنا چاہا ہے جس سے عندیہ مذکور معلوم ہوتا خصوصاً جبصورت مین کہ زمین کی پوری مالیت لگائی گئی تہی اور اُسنے زمین اور اسپر تعمیر شدہ عمارات دونون کی پوری قیمت ادا کردی تہی؟ گورنمنٹ جائداد کی مالک تہی اور بروئے دفعہ ۲۵ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء وہ اسی اسطریق پر فروخت کرسکتی تہی جو اسکے خیال مین مناسب ہوتا۔ وہ کوئی شرط حسب پسند خود مشتری کے لئے اسکے حق کو محدود کرنے کے لئے تجویز کرسکتی تہی اگر وہ انہین قبول کرلیتا تو وہ پابند ہوتا بشرطیکہ ایسی محدود کنندہ شرائط جو حق مالکانہ کو جو کہ گورنمنٹ نے عطا کیا ہو زائل کرتی ہون کافی طور پر واضح عبارت مین ظاہر کیگئی ہون جیسا نائیٹ بروس صاحب لارڈ جسٹس چانسلر نے بمقدمہ سیمن بنام میب[1] مین اسنے ظاہر کی ہے "جبصورت مین کہ بائع نے ایسی شرائط کے رو سے بیع کی ہو جو عام استحقاق کے مخالف ہون اور اس سے مشتری کو کمتر فائدہ پہونچے۔ بہ نسبت اس فائدہ کے جو اسے بصورت دیگر پہونچتا تو اسصورت مین بائع کا فرض ہے کہ وہ معقول وضاحت کے ساتہہ اپنے منشا کا اظہار کرے۔ اگر وہ

(۱) سنہ ۱۸۴۶ء کالیر رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۵۶۔

ایسی عبارات استعمال مین لائے جنکی غلط تعبیر ہی ہوسکتی ہو اور اگر وہ ذومعنی الفاظ استعمال کرے تو مشتری
اسکی تعبیر اس طریق پر بالعموم کرنیکا مجاز ہے جو سب سے زیادہ اسکے لئے مفید ہو" چنانچہ مقدمہ حال مین
گورنمنٹ نے مشتری کو بتلادیا ہے کہ وہ بموجب ان قواعد کے جمع ادا کرنیکا ذمہ وار ہوگا جو" بالعموم اسی
قسم کی اراضی کے متعلق ہون" خود اس سے معاملہ بالکل مبہم سا ہوگیا ہے لیکن یہ فرض کرکے کہ ہمین
گورنمنٹ کے حق مین تعبیر کرنی چاہئے جو کچھ کہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس سی یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ گورنمنٹ
نے حسب اقتضا کیلئے خود جمع کے اضافہ کرنیکا استحقاق اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہا تھا۔ ومنشاء جو
اس سے اخذ ہوسکتا ہے اسکا مطلب زیادہ تر جمع کو ہمیشہ کے لئے بلا کسی شرط کمی بیشی کے معین کرنیکا
معلوم ہوتا ہے بعد اس تذکرہ کے کہ اراضی حسب متذکرہ بالا ذمہ وار ہوگی گورنمنٹ نے کلکٹر سی خواہش
ظاہر کی ہے کہ وہ" بیان کرے کہ کسقدر تشخیص جمع اراضی ہونی چاہئے" اور اسکی تعداد معین کرنیکو
متعلق کونسے قواعد ہین۔ اگر گورنمنٹ مشتری کو کسی ایسی جمع کا ذمہ وار قرار دینا چاہتی جو کسی وقت حسب
اقتضائے رائے گورنمنٹ بڑھ سکتی تو اسصورت مین تعداد دریافت کرنیکی کیا ضرورت تھی جبکہ گورنمنٹ صرف
صاف الفاظ مین کہہ سکتی تھی کہ وہ بپابندی گورنمنٹ کے حق ذاتی نسبت تشخیص جمع اراضی حسب اقتضائے
رائے خود کے اراضی کو خرید کرے۔

کلکٹر نے مطابق ہدایات گورنمنٹ مشتری کو اطلاع دی کہ اراضی از قسم پنشن وٹیکس تصور نہین ہوسکتی
کیونکہ وہ گورنمنٹ کو حاصل ہوچکی تھی اور کہ اسپر" جمع بحساب ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ لگائی جائیگی" ان خط و
کتابت کے دوران مین نہ تو گورنمنٹ نے اور نہ ہی کلکٹر نے کسی وقت ایک لفظ تک بھی نہین کہا کہ تعداد
معینہ قابل اضافہ ہوگی۔ ان تمام امورات سی مشتری کو کیا سمجھنا چاہئے۔ میری دانست مین ایک عاقل
شخص پر جو قانون دان جیسی باریکیان نکالنے کا عادی ہو اور جبکہ معاملہ ایک عام نظر سے دیکھا جائے
جملہ معاملہ بطور ایک ایسے معاملہ کے واضح ہوجاتا ہے جس مین گورنمنٹ نے مشتری کو فی الواقعہ کہا" تم ہمارے
پاس مستدعی ہو کہ ہم زمین ہذا یا تو بلا کسی جمع کے یا بالعوض گورنمنٹ ٹیکس نام تہاد کے بیع کردین ہم
ایسا کرنا نہین چاہتے مگر ہم اپنے جملہ حقوق کو جو ہمین اس جائداد مین حاصل ہین اس شرط پر
فروخت کرتے ہین کہ تم بطور جمع ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ ادا کرو" یہہ اسکی تعبیر ہوسکتی بشرطیکہ

سنہ ۱۹۰۱ع
نارائن داس بابا بھاؤ جی بنام کلکٹر بمبئی

یہ ایک معاہدہ مابین ایک پرائیویٹ شخص اور ایک کس دیگر کے ہوتا اور صورت مذکور مین بائع جو بعد اسکے کہ مشتری نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور تکمیل بیع ہو چکی ۹ پائی سے زائد کا دعویدار ہوتا تو وہ فوراً عدالت سے باہر اس بنا پر کر دیا جاتا کہ اسنے صریح طور پر اسکے بارہ مین شرط ہنین کی تھی۔ کیا وجہ کہ کسی اور اصل کا اطلاق کیا جائے صرف اسوجہ سے کہ جیسا کہ صورت موجودہ ہے منجملہ اشخاص معاہد کنندہ کے ایک فریق فروخت کنندہ جائداد گورنمنٹ ہے؟ جیسا کہ سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے مقدمہ سیکرٹری آف سٹیٹ انڈیا بنام سیٹھ جے سنگ بہائی ہاتھی سنگ (۱) مین قرار دیا تہا کہ جسصورت مین کوئی معاہدہ مطابق تجویز و قبولیت مابین گورنمنٹ اور کسی پرائیویٹ شخص کے ہو تو وہ عام قواعد متعلق معاہدات کا تابع ہے۔ بیشک فاضل ایڈوکیٹ جنرل و مسٹر کرک پیٹرک دونون کی طرف سے جو گورنمنٹ کی جانب سے مقدمہ کی پیروی کرتے تھے یہ عذر کیا گیا تہا کہ یہان کسی علیحدہ قاعدہ تعبیر کا اطلاق ہونا چاہئیے کیونکہ یہ سرکار کی طرف سے ایک عطیہ ہے۔ اور بعض آرائ ویسٹ روپ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ کنارالینڈ ردیا کنٹا بابوجی بنام گورنمنٹ بمبئی (۲) پر انحصار کیا گیا مگر آرائ مذکور بابت اسصورت کے ظاہر کی گئی تہین جس مین استحقاق گورنمنٹ نسبت صادر کرنے تشخیص جمع اراضی مقبوضہ مزارعان بذریعہ قبضہ رعیتواری کے متنازعہ تہا مگر یہ کوئی معاہدہ گورنمنٹ کیطرف سے اس اراضی کے بیع قطعی کا نہ تہا جو گورنمنٹ کو بحیثیت مالکان کے حاصل تھی برخلاف اسکے مقدمہ کنسر ویٹر جنگلات بنام نگر داس (۳) مین قاعدہ تعبیر اختیار کردہ ویسٹ روپ صاحب چیف جسٹس یہہ تہا کہ یہ سوال متعلق معنی الفاظ کے صرف تعین قواعد عام فہم و انصاف متعلق ہونے چاہئین۔ خواہ تعبیر کا نفس مضمون کوئی عطیہ از جانب سرکار یا از جانب رعایا ہو۔ اور کہ ہر حالت مین یہی سوال ہوگا کہ عبارت مستعملہ متعلق حالات متعلقہ سے کیا منشا برآمد ہوتا ہے۔ فلٹن صاحب جسٹس نے مجاملہ اشاجی کیشو ناسب (۴) اسی قاعدہ کا اتباع کیا ہے۔ صورت موجودہ مین جب ہم نوعیت معاملہ کو مدنظر رکھتے ہین یعنی یہہ کہ گورنمنٹ جائداد کی فروخت قطعی کرتی ہے جیسے کوئی پرائیویٹ

---

(۱) سنہ ۱۸۹۰ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۷
(۲) سنہ ۱۸۷۵ع بمبئی ہائیکورٹ جلد ۱۲ ہائیکس اول۔
(۳) تجاویز مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ع صفحہ ۲۳۰۔
(۴) سنہ ۱۸۹۳ع انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۶۷۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
دادوبا جناردہن
بنام
کلکٹر بمبئی

مالک کرتا ہوں۔ اور جب ہم جملہ عبارت مستعملہ اور ان افعال پر جو مطابق اسکے دوران خط وکتابت مین
وقوع مین آئے اور اس اطلاع پر جو مشتری کو دیگئی کہ اراضی پر جمع بحساب ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ لگائی
جائیگی اور کوئی اشارہ تک نہین کیا گیا کہ تعداد مذکور قابل اضافہ ہوگی اور اس امر واقعہ پر نظر ڈالتے ہین کہ
اُسنے اسکے یقین پر مبلغ ...... بطور اسکی قیمت کے ادا کئے بعد اسکے کہ گورنمنٹ نے زمین اور عمارات کی
کی پوری مالیت لگوائی اور موجب مالیت مذکور انکی قیمت معین کیگئی ہمارے نزدیک صاف صاف معنون مین
فریقین کا یہی عندیہ تصور ہونا چاہیئے کہ مشتری موازی ۹ پائی فی مربعہ گز سالانہ کہ اس سے زائد ادا کرنیکا
ذمہ دار ہوگا جو اسوقت بطور جمع کے لگائی گئی ہے بخلاف اسکے قرار دینا گویا یہہ کہنا ہوگا کہ مشتری
کے پاس اپنی جائداد فروخت کرنےمین گورنمنٹ نے ارادہ مذکور کو ظاہر کرنیکے لیئے صاف عبارت استعمال کرنیکی
بغیر ہی اپنے لئے استحقاق محفوظ رکھہ لینے کا ارادہ کرلیا تھا جسکو وہ کسی وقت بعدمین حاصل کرلیتی شاید
بعد بیع دوسرے دن ہی۔ اور اسطریق سے جمع بڑھا دیتی جس سے عملی طور خریدکا لعدم اور جائداد ضبط ہوجاتی
مین خیال نہین کرسکتا۔ کہ بعدم موجودگی واضح شہادت کے ہمکو کسی ایسے عندیہ کا نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے۔
اُسوقت فریقین کی فہمید یہہ تھی کہ مشتری از جملہ حقوق مالکانہ گورنمنٹ بشرط ادائیگی ۹ پائی فی مربعہ گز
سالانہ بطور جمع اراضی منجانب مشتری اور ان اشخاص کے جو اسکے ماتحت اُسسے حاصل کرین دیئے جائینگے۔
اس قرار کے لحاظ سے بیعنامہ مابین فریقین کی تعبیر کیجانی چاہیئے۔ جبکہ دستاویز مذکور مین یہہ مذکور ہے
کہ جائداد تابع ادائیگی جملہ ٹیکسہا شرحہائے مواخذجات جنکہا قابل تشخیص یا قابل اخذ کے فروخت
کیگئی ہے تو صرف یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ کونسے ٹیکس وغیرہ ہین جو "قابل تشخیص یا قابل اخذ" ہین
اس امر کے متعلق خارجی شہادت قابل پذیرائی ہے کیونکہ نہ تو وہ الفاظ دستاویز کی تردید اور نہ ہی
ترمیم کرتی ہے بلکہ اس سے واضح ہوتا ہے جو کچھہ کہ فریقین نے الفاظ دستاویز کا منشا سمجھا تھا
جو بذات خود قابل تشریح ہین ملاحظہ ہو بنک آف نیو ساؤتھ ویلز بنام ہیمن (۱) اقرار زیر بحث کی شہادت
مذکور مہیا ہوتی ہے۔ علاوہ بیعنامہ کے نیز یہہ ایک شہادت نسبت معاہدہ باہمی کے ہے جو قابل پذیرائی
ہے کیونکہ خود بیعنامہ سے جملہ شرائط متعلق ٹیکسہائے وغیرہ واضح نہین ہوتین جو قابل تشخیص یا

(۱) (سنہ ۱۹۰۹) مقدمات اپیل صفحہ ۱۸۲۔

۱۹۰۱ء
جیٹھا بھائی
بنام
کلکٹر بمبئی

اسپر مدعی نے نالش ہذا زیر دفعہ ۱۴ بمبئی ایکٹ ۱۸۷۶ء دایر کی۔ جج مال نے نالش کو معہ خرچہ خارج کیا برطبق اپیل ہے۔

منسوخی ڈگری تجویز ہوئی کہ گورنمنٹ کو تشخیص کیے بڑھانیکا کوئی استحقاق حاصل نہتا بیچ قطعہ نمبر ۱ کی نسبت صریحا بیان کیا گیا تہا کہ اسکی بابت لگان بحساب ۳۰ پائی فی ہرگز ہوگا اور اس سے جمع پر ایک خاص حد قایم ہوگئی تہی۔ قطعہ نمبر ۲ کلکٹر نے زیر دفعہ ۶ بمبئی ایکٹ ۱۸۷۶ء فروخت کیا تہا اور چونکہ کلکٹر نے زیادہ سے زیادہ قیمت اور زیادہ سے زیادہ تشخیص کا محفوظ رکہنے اپنے لئے کسی استحقاق کے لگائی تہی اسلئے وہ اب جمع زیادہ نہین کر سکتا۔ نسبت قطعہ نمبر ۳ کے واقعات معلومہ سے مناسب نتیجہ یہی نکل سکتا ہے کہ قطعہ نمبر ۱ کیطرح اسمین بہی حد معین کیگئی تہی۔

اپیل منارضی فیصلہ جج مال ڈبلیو ڈیب صاحب ایکٹنگ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بذریعہ نوٹس مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۹۹ء جسکی تعمیل مدعی پر بتاریخ ۳۰ اگست ۱۸۹۹ء ہوئی کلکٹر بمبئی نے زیر دفعہ ۸ ایکٹ بمبئی ۲ سنہ ۱۸۷۶ء مدعی کو نوٹس دیا کہ اُسکی تشخیص بابت جمع اراضی قابل ادائیگی منجانب مدعی بابت اراضی ملکیت مدعی مشتملبر ۴۳ ۹ مربعہ گز واقعہ مہا لکشمی بمقام بمبئی بحساب تین آنہ فی مربعہ گز سالانہ لگائی ہے اور جمع مذکور یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء سے نافذ ہوگی اور تاریخ مذکور سے تیس ۳۰ سال تک یہی رہیگی۔ مدت مذکور تک اراضی مذکور کی تشخیص بحساب تیس پائی فی ہرگز ۶۰ مربعہ گز ہوتی ہے۔

مدعی نے مقدار بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء نالش ہذا زیر دفعہ ۱۴ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء بعدالت جج مال دایر کی جس مین اُسنے جواز تشخیص پر اعتراض کیا۔ بتاریخ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جج مال نے دعوے مدعی معہ خرچہ خارج کیا۔ مدعی نے اب اپیل کیا ہے۔ زمین زیر بحث مین تین قطعات شامل تہے جو باوقات مختلف حاصل کئے گئے تہے۔ قطعہ نمبر ۱ والد مدعی (رتن سے کہیم جی) نے سنہ ۱۸۰۰ء مین گورنمنٹ سے خرید کیا تہا۔ بتاریخ ۳ مئی سنہ ۱۸۰۰ء اُسنے کلکٹر کے نام حسب ذیل چٹہی لکہی جس مین اُسنے اسکی خرید اور دخلیابی کی درخواست کی تہی

بخدمت ایچ۔ ای جیکومب صاحب کلکٹر بمبئی۔

جناب من۔ مین ایک قطعہ زمین سمندر جو میرے بنگلہ واقعہ بریچ کینڈی وارڈن روڈ نمبر ۹۲ سے جانب مغرب واقعہ ہے اور جو نقشہ منسلکہ مین برنگ گلابی دکہلایا گیا ہے واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں اور ملتمس ہوں کہ آپ از راہ مہربانی مجکو بادائیگی قیمت معمولی بابت زمین مذکور کے اجازت ضروری

جیٹھا بھائی بنام کلکٹر بمبئی

عطا کیجائے مزید مین یہ عرض کرتا ہون کہ بازیافت غالبًا کسی پبلک یا پرائیویٹ حقوق مین مخل ہوگی

(دستخط) رتن سے کھیم جی۔

بتاریخ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۹۸ء کلکٹر نے گورنمنٹ مین بغرض حصول منظوری گورنمنٹ نسبت فروخت اراضی کے حسب ذیل تحریر کیا

بخدمت جے نیو جنٹ صاحب ایکٹنگ سیکرٹری گورنمنٹ محکمہ مال۔ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۹۸

جناب من! مین بڑے ادب سے جناب کو اطلاع دیتا ہون کہ مسٹر رتن سی کھیم جی نے میرے پاس بغرض حصول اجازت بابت بازیافت قطعہ غیر مزروعہ ملکیت گورنمنٹ واقعہ وارڈن روڈ متصل بنگلہ خود جس مین ۱۰۷ مربع گز زمین ہی۔ اور نقشہ منسلکہ مین جو برنگ گلابی دکھلایا گیا ہے درخواست کی ہے اور نیز اس لئے کہ مین آپ سی التماس کرون کہ آپ ازراہ کرم میری فروخت اراضی بحق مدعی بشرح ایک روپیہ فی مربع گز دستہ زمین (۳۰) تیس پائی فی برگا ۶۰ مربع گز سالانہ کی بابت منظوری گورنمنٹ حاصل فرمائیں۔

۲۔ مینے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ۔ کنسلٹنگ انجنیر ریلوے دمیونسپل کمشنر سے استصواب کیا تھا اور انہون نے جواب دیا کہ انہین زمین درکار نہین ہے۔

(دستخط) ایچ۔ ای جیکومب کلکٹر۔

بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء گورنمنٹ نے بذریعہ رزولیوشن ذیل کے قطعی طور پر بیع منظور فرمائی:۔

نمبر ۵۹۳۴ محکمہ مال بمبئی کیسل یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۸

چٹھی جناب کلکٹر بمبئی نمبر ۱۲۵۹ مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۹۸ء مشعر اس رپورٹ کے کہ مسٹر رتن سی کھیم جی نے اسکے پاس بغرض حصول اجازت بابت بازیافت سرکاری قطعہ زمین سمندر واقعہ وارڈن روڈ متصل بنگلہ خود جس مین ۱۰۷ مربع گز زمین ہے اور مشعر اس استدعا کے کہ اسکی فروخت اراضی بحق مسٹر رتن سے بحساب ایکروپیہ فی مربع گز دستہ زمین بحساب ۳۰ پائی فی برگا ۶۰ مربع گز سالانہ کی منظوری دیجائے چونکہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کنسلٹنگ انجنیر ریلوے ومیونسپل کمشنر نے جن سی استصواب کیا گیا تھا اطلاع دی ہے کہ انہین زمین درکار نہین ہے ریزولیوشن منظور ہوا۔

(دستخط) جے نیو جنٹ ایکٹنگ سیکرٹری گورنمنٹ

بتاریخ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کلکٹر نے منظوری کی اطلاع مسٹر رتن سی کھیم جی کو حسب ذیل دی:۔

جناب من! بحوالہ آپکی چٹھی مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۹۸ء کے مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ نے اپنے رزولیوشن نمبر ۵۹۳۴ مورخہ یکم ماہ حال بعینہ مال مین بیع اراضی واقعہ وارڈن روڈ کی منظوری دیدی ہے جسکی درخواست آپنے بحساب ایک روپیہ فی مربع گز دستہ زمینی بحساب تیس پائی فی برگا ۶۰ مربع گز سالانہ کی کی تھی

سنہ ۱۹۰۱ع
جیٹھابائی
بنام
کلکٹر بمبئی

اسلئے مین ملتمس ہون کہ آپ مہربانی کر کے سات سو اکسٹھ روپیہ بابت سات سو ایک مربعہ گز اراضی زیر بحث کے میرے پاس روانہ فرمادین - بروقت وصولی روپیہ دفتر ہذا سے ایک سرویر اراضی آپکے حوالہ کرنے کے لئے بہیجا جائیگا -

رتن سی کہیم جی نے قیمت باضابطہ طور پر ادا کر دی اور قبضہ اراضی حاصل کر لیا -

قطعہ نمبر ۲ جس مین ۳۴۴ ۴/۹ مربعہ گز زمین ہے والد مدعی نے حسب ذیل حاصل کیا :- اسنے کچہہ سیڑہیان اور ایک چہجہ اپنے مکان پر تعمیر کی ہین - جس سے اُسنے اراضی گورنمنٹ دبالی ہے - نومبر ۱۸۸۳ع مین اسے طلب کیا گیا تہا کہ وہ غصب مذکور سے دست بردار ہوجاے چونکہ وہ ایسا کرنے سے قاصر رہا اسلئے کلکٹر نے بموجب ضمن ۲ دفعہ ۶۲ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۹ع اسپر اراضی کی اصلی مالیت سے پانچ گنا قیمت چارج کی اور تمام محصول اراضی سے پانچ گنا محصول مقرر کی - یہ رقم بتاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۸۴ع ادا کیگئی - چنانچہ اراضی کلکٹر کے کاغذات مین بنام رتن سے کہیم جی درج کیگئی -

مندرجہ ذیل رسید بابت رقم کے دیکہئے :-

رسید نمبر ۷۹۴ بابت مالیہ ۲۰۹ یعنی بابت قیمت اراضی غصب شدہ واقعہ مہالکسمی بہائیشی ۳۴۴ ۴/۹ مربعہ گز بحساب لعہ فی مربعہ گز بطور پنچ گونہ اصل شرح ایک روپیہ فی مربعہ گز تہی مالیہ ۲۰۹ ۱۲ زمینی بابت الیضاً بحساب ۱۲ ۶ پائی فی مربعہ برگا سالانہ بطور پنچ گنا - اصل شرح ۳۰ پائی فی برگا ۶۰ مربعہ گز سالانہ بابت سنہ ۸۴-۱۸۸۳ع

پائی آنہ روپیہ

ادا شدہ بغرض حصول بتاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۸۴ع مالیہ ۲۰۹

(دستخط) جے - ایچ گرانٹ کلکٹر

مبلغ مالیہ ۲۰۹ وصول اور مجرائی بتاریخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۸۴ع تہی -

دستخط جے - ایچ - گرانٹ کلکٹر

قطعہ نمبر ۳ مین ۲۰۸ ۵/۹ مربعہ گز زمین تہی بتاریخ ۱۴ فروری سنہ ۱۸۸۴ع رتن سے کہیم جی نے کلکٹر کو حسب ذیل خرید کرنے کے ارادہ سے لکہا -

جناب من ! مین بڑے ادب سے حضور کو اطلاع دیتا ہون کہ جسطرح اس سے پیشتر حضور ایکدفعہ مجہی زمین عطا کر چکے ہین اسیطرح اب بہی مجہی ایک قطعہ سرکاری زمین بحری قریباً ۱۰۰ × ۵ فٹ واقعہ مہالکسمی بالعوض ادائگی قیمت معمولی از راہ عنایت عطا فرماوین - مین آپکا نہایت ہی ممنون ہونگا اگر جناب نے میری اس عرض کو قبول کیا -

دستخط رتن سے کہیم جی -

بتاریخ ۲ مئی ۱۸۸۸ء کلکٹر کے پاس اسکے سرویر نے اس قطعہ کی نسبت ایک رپورٹ کی جس مین یہ درج تہا: "یہہ ایک جزو زمین بنجری (۲۰۸ مربع گز) کا ہے۔ شرح مالیت ایک روپیہ فی مربع گز اور شرح زمینی تیس پائی فی برگا ۶۰ مربع گز ہے۔

بتاریخ ۸ مئی ۱۸۸۸ء رتن سی کہیم جی نے مبلغ ۱۱ روپیہ ۱۳ آنہ ۲ پائی کلکٹر کو ادا کر دیئے اور رسید ذیل دیگئی۔

مبلغ ۱۱ روپیہ ۱۳ آنہ ۲ پائی بابت قیمت قطعہ اراضی سفید واقعہ وارڈن روڈ مشتمل بر ۲۰۸ مربع گز مشخصہ زیر دفعہ ۸ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء بتاریخ ۸ مئی ۱۸۸۸ء وصول ہوئے اور مجرائی دیئے گئے۔

دستخط جے ایچ گرانٹ کلکٹر۔

اسپر قبضہ اراضی رتن سی کہیم جی کو دیا گیا۔ اراضی حاصل کردہ بطریق متذکرہ صدر کی بابت جمع بحساب شرح ہائے متذکرہ کے کلکٹر کے متذکرہ بالا نوٹس اضافہ مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے موصول ہونے تک ادا ہوتی رہی مدعی نے اپنے عرضیدعوے مین بیان کیا ہے کہ اسکو بمقابلہ استحقاق گورنمنٹ کے اراضی مذکور پر بدو معین ویکسان شرح زمینی یا جمع کے عوض قبضہ رکہنے کا استحقاق حاصل تہا اور اس لئے یہہ عذر کیا کہ گورنمنٹ کو شرح زمینی مذکور کے بڑہانے یا جمع مذکور سے تجاوز کرنیکا کوئی استحقاق حاصل نہ تہا اور اسنے اس امر کے استقرار کی استدعا کی اور نیز یہ حکم دربارہ اضافہ جمع مذکور کے منسوخ کیا جائے۔

بوقت سماعت روبرو جج مال کے تنقیحات ذیل قرار دیگئی تہین۔

(۱) آیا مدعی بروئے میعاد کے اصلی جمع اراضی مذکور متذکرہ عرضیدعوے کی بابت تحقیقات کرانے سے محروم تو نہین ہوگیا

(۲) آیا گورنمنٹ نے ذمہ داری لی تہی کہ جمع یا شرح زمینی جو ابتداءً مقرر کیگئی تہی ہمیشہ کے لئے یا کسی معین وقت تک جاری رہیگی۔

(۳) آیا مدعی کو بمقابلہ استحقاق گورنمنٹ کے زمین مذکور کو اسی تعداد جمع یا شرح زمینی پر جو وہ ابتک ادا کرتا رہا ہے قبضہ مین رکہنے کا استحقاق حاصل ہے۔

۴۔ آیا مدعی کو بمقابل استحقاق گورنمنٹ کے زمین مذکور کو بشرح ستدعویہ تشخیص کرانے کا استحقاق حاصل ہے۔

۵۔ آیا مدعی کو بمقابل استحقاق گورنمنٹ ۱۰۷ مربع گز زمین جزو اراضی مندرجہ عرضیدعوے پر بالعوض معین شرح زمینی تیس پائی فی برگا ۶۰ مربع گز کے قبضہ رکہنے کا استحقاق حاصل ہے۔

۶۔ آیا مدعی اپنی اراضی مذکور کے باقی حصہ پر اسی محدود جمع یا شرح زمینی کے عوض جو وہ ابتک ادا کرتا رہا ہے قبضہ رکہنے کا مستحق نہین ہے۔

۷۔ آیا نوٹس کلکٹر مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۹ء گورنمنٹ کے احکام اور اجازت سے صادر ہوا تہا۔

۸۔ اگر نہین تو کیا ایسا نوٹس ناجائز نہین ہے۔

سنہ ۱۹۰۲ء
جیٹھا بہائی
بنام
کلکٹر بمبئی

۹۔ آیا مدعی داورسی مستدعیہ یا اسکے کسی جزو کا مستحق ہے۔

ریوٹ۔ کارنک بجانب مدعی۔

شارننگ بجانب مدعا علیہ۔

جج مال نے نالش مدعی موخرچہ خارج کردی۔ اُسنے اپنی تجویز مین بیان کیا:۔

بابت قطعہ نمبر ۱ مسٹر کارنک نے بجانب مدعی یہ بحث کی ہے کہ اسپر والد مدعی کا کامل قبضہ تہا کہ اسکی درخواست جو منظور ہوگئی تہی بابت منظوری قبضہ اراضی بادائگی تہ زمینی کے تہی اور اسطرح یہ اسے عطا ہوئی تہی اور تہ زمینی مذکور جمع نہین ہے اور کہ بلہا کے کاکلکٹر بغرض مطالبہ ادائگی جمع کلکٹر جنمین اگرچہ یہ نوٹس تہا کہ انکا صدور بروے بمبئی ایکٹ مال کے ہوا ہے اور انکی ادائگی بجانب مدعی یا اسکے حقدار ماسبق کے نوعیت قبضہ اراضی کو بدل نہین سکتے اور کہ قطعہ نمبر ۱ بروے دفعہ ۲۶ بمبئی ایکٹ مال قبضہ مین ہے جسکے روسے والد مدعی ایک شدید تاوانی قیمت ادا کرنیکے لئے مجبور کیا گیا تہا جو کوئی جمع تصور نہین ہوسکتی اور اسلئے حسب مرضی گورنمنٹ بڑہائی نہین جاسکتی۔ وہ اس خط وکتابت پر بہروسا رکہتا ہے جو دوران گفتگو متعلق حصول اراضی بذریعہ والد مدعی بین مابین کلکٹر اور اسکے ہوئی جس سے باوجود اسکے کہ کلکٹر نے اپنے بلہا مین اسی بطور اراضی مشخصہ کے تصور کیا ظاہر ہوتا ہے کہ کلکٹر نے اسکو اسوقت صرف ایک معاملہ ادائگی تہ زمینی نہ کہ معاملہ جمع تصور کیا تہا تنقیح نمبر ۱ کی نسبت مجہسے کسی قرارداد کی استدعا نہین کیگئی مین تنقیحات ۲ و ۳ و ۴ کا فیصلہ نفی مین کرتا ہون بابت تنقیحات ۵ و ۶ میری یہ رائے ہے کہ اگر مدعی کو کبہی جزو اراضی مذکورہ جو یہان پر بطور قطعہ نمبر ۱ ظاہر کیگئی ہے بشرح معین تہ زمینی ۳۰ پائی فی بیگہ ۶۰ مربع گز تا بعین ہی کا استحقاق حاصل تہا تو وہ اب کسی استحقاق کا دعویدار ہونیسے محروم ہوگیا ہے جو اُسنے استنباط کیا ہو کہ اسے حاصل ہے بعد اسکے کہ اُسنے جمع تشخیص کردہ کلکٹر کو قبول کرلیا جیسا کہ ادائگی جمع سے سمجہا جاتا ہے جو تاریخ تشخیص جمع سے لیکر اجراے نوٹس مورخہ اگست سنہ گذشتہ تک ادا ہوتی رہی ہے اور کہ بروقت سماعت نالش ہذا کوئی ایسا اظہار نہین کیا گیا جس سے مین بیان مندرجہ تقریر کو درست قرار دے سکون کہ نوعیت قبضہ اراضی بجانب مدعی کو گورنمنٹ نے کبہی کسی معین عرصہ کے لئے قبول وتسلیم کرلیا ہوا ہے اور کہ وہ کسی خاص جمع پر یا بعوض کسی ایسی رقم کے اسکے کسی جزو کو قبضہ مین رکہہ سکتا ہے جو اس تشخیص تہ زمینی کی حد سے متجاوز نہو۔ جو وہ ابتک ادا کرتا رہا ہے۔

مین فیصلہ تنقیح نمبر ۵ اثبات مین اور فیصلہ تنقیح ۶ نفی مین کرتا ہون اور بوجوہات متذکرہ مین دعوے کو موخرچہ
مدعی نے اپیل کیا۔

ریوٹ۔ کارنک بجانب اپیلانٹ۔ سکاٹ (ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل) وگریب میٹرک بجانب ریسپانڈنٹ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جیٹھا بھائی
بنام
کلکٹر بمبئی

ایجاب مشابہ ایجاب بمقدمہ دادو بھا ردس اینڈ کو بنام کلکٹر (ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ ۷۴۱) سے مشابہ نہین
جنکنس صاحب چیف جسٹس :- مدعی ایک قطعہ اراضی واقعہ مہالکشمی کا مالک ہے اور اس نے دعوے
مذا بر خلاف کلکٹر زیر بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۶ء رجوع کیا ہے اور مستدعی ہے کہ یہ قرار دیا جائے کہ اسکو بمقابل استحقاق
گورنمنٹ قطعہ اراضی پر بشرح تہ زمینی معین و یکسان مندرجہ عرضی دعوے قبضہ و تصرف رکھنے کا استحقاق حاصل ہے
قطعہ اراضی مین تین قطعات شامل ہین جو باوقات مختلف حاصل کئے گئے ہین۔ قطعہ اول سنہ ۱۸۶۰ء
مین کلکٹر سے خریدا گیا تہا۔ بتاریخ ۳ مئی سنہ مذکور رتن سی کہیم جی والد مدعی نے کلکٹر کو حسب ذیل تحریر کیا۔

بخدمت ایچ - ای جیکومب صاحب کلکٹر بمبئی - بمبئی ۳ مئی سنہ ۱۸۶۰ء

جناب من - مین ایک قطعہ زمین بحری کو جو میرے بنگلہ واقعہ برنچ کینڈی وارڈن روڈ نمبر ۲۹ کے جانب
غرب واقعہ ہے اور نقشہ منسلکہ مین برنگ گلابی دکہلایا گیا ہے واپس لینا چاہتا ہون اور ملتمس ہون
کہ آپ ازراہ نوازش مجہے بادائیگی قیمت معمولی بابت زمین مذکور کے اجازت ضروری عطا فرمائین۔ مین مزید
گذارش کرتا ہون کہ بازیافت کسی پبلک یا پرائیویٹ استحقاق مین مخل نہین ہوگی -

(مین ہون وغیرہ) رتن سے کہیم جی

بتاریخ ۱۳ اگست کلکٹر نے اس درخواست کو بغرض منظوری گورنمنٹ کے حضور پیش کیا۔ اُسنے
یہہ بیان کیا :-

مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ مسٹر رتن سے کہیم جی نے میرے پاس بغرض حصول اجازت بابت بازیافت زمین
بحری ملکیت گورنمنٹ واقعہ وارڈن روڈ متصل بنگلہ خود جس مین ۱۰۷ مربع گز زمین ہے اور نقشہ
منسلکہ مین جو برنگ گلابی دکہلائی گئی ہے درخواست کی ہے اور نیز اسلئے کہ مین آپ سے التماس کرون
کہ آپ براہ مہربانی میری فروخت اراضی بحق مدعی بشرح ایک روپیہ فی مربع گز و تہ زمینی تیس پائی فی مربع گز
۱۰۶ مربع گز سالانہ کی بابت منظوری گورنمنٹ حاصل فرمائین۔
میبے اسبارہ مین پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ، کنسلٹنگ انجنیر ریلوے و میونسپل کمشنر سے استصواب کیا اور انہون نے
جواب دیا کہ انہین زمین کی ضرورت نہین ہے
بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۸۶۰ء ایک گورنمنٹ ریزولیوشن بشرح عطا کرنے منظوری مطلوبہ کے شایع ہوا۔
بتاریخ ۹ ستمبر کلکٹر نے مسٹر رتن سے کہیم جی کو لکہا :-

نمبر ۱۳۹ سنہ ۱۸۶۰ء دفتر کلکٹر بمبئی - ۹ ستمبر سنہ ۱۸۶۰ء -

بنام رتن سے کہیم جی صاحب -

سنہ ۱۹۰۱ء
جیٹھا بھائی
بنام
کلکٹر بمبئی

جناب من! بحوالہ آپکی چٹھی مورخہ ۳۰ مئی ۱۸۹۸ء مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ نے اپنے ریزولیوشن نمبر ۳۵۹۳ مورخہ یکم ماہ حال بصیغہ مال مین بیع اراضی واقعہ وارڈن روڈ کی منظوری مرحمت فرمائی ہے جسکی درخواست اپنے حساب ایک روپیہ فی مربع گز و تہ زمینی بحساب تیس پائی فی برگا۔ ۲۸۰ مربع گز سالانہ کے کی تھی اسلئے مین ملتمس ہون کہ آپ مہربانی فرماکر سات سو ایک روپیہ بابت سات سو ایک مربع گز اراضی زیر بحث کے میرے پاس روانہ فرمادین۔ بروقت وصولی روپیہ دفتر ہذا سے ایک سروئیر آپکو زمین حوالہ کرنے کے بھیجا جائیگا۔

مین ہون آپکا وغیرہ وغیرہ (ایچ۔ ای۔ جیکومب کلکٹر)

زرثمن ادا کیا گیا اور قبضہ دیا گیا۔

قطعہ دویم بذریعہ غصب کے حاصل کیا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسٹر رتن سی نے سیڑھیان اور ایک گیلری اپنے مکان سی گورنمنٹ اراضی بحری واقعہ مہالکشمی پر بڑھا کر مقیم کی تھین اسلئے وہ حسب ہدایت غصب سے دست بردار ہونے سے قاصر رہا۔ اسپر کلکٹر نے بروئے فقرہ دویم دفعہ ۲۶ ایکٹ اراضی شہر بمبئی کار بند ہوکر مسٹر رتن سے پر زمین کی مالیت سے پانچ گنا قیمت لگائی اور مالگذاری اراضی پر معمولی سالانہ جمع اراضی سے پانچ گنا جمع معین کی۔ اور اپنے کاغذات مین مسٹر رتن سی کہیم جی کے نام زمین درج کردی۔

قطعہ سویم کلکٹر سے خرید اگیا تھا۔ بتاریخ ۴ ارفروری اور پہر بتاریخ ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۸ء مسٹر رتن سے نے بذریعہ خط بغرض عطائے قطعہ اراضی قریبًا ۱۰۰×۵ فٹ واقعہ مہالکشمی کے درخواست کی بنظاہر حسب ہدایت کلکٹر ایک رپورٹ کلکٹر کے پاس بھیجی گئی جس مین یہ مذکور تھا۔

یہ ایک حصہ اراضی بحری کا ہے شرح تشخیص مالیت ایک روپیہ فی مربع گز دتہ زمینی تیس پائی فی برگا ۶۰ مربع گز ہے۔ مسٹر رتن سے نے مبلغ ۱۴۳۱ روپیہ بابت زرثمن کے ادا کردیئے ہین اور اسی قبضہ دلایا گیا ہے۔

پس اسطریق پر مسٹر رتن سی اس قطعہ اراضی کا حقدار بنا جس سی کہ نالش ہذا متعلق ہے تشخیص انہی شرحون پر ۱۸۹۹ء تک ادا ہوتی رہی جو ابتداءً مقرر ہوئی تھی۔ اور بعد ازان کلکٹر نے مفصلہ ذیل نوٹس بھیجا۔

دفتر کلکٹر بمبئی ۔ ۱۸۔ اگست ۱۸۹۹ء۔

بنام مسٹر رتن سے کہیم جی۔

جناب من! مین بجناب گورنمنٹ آپکو نوٹس دیتا ہون کہ بروئے دفعہ ۔ ایکٹ ۲ ۱۸۷۶ء مینے تشخیص بغرض مالگذاری اراضی بابت اراضی مندرجہ حاشیہ جو آپکے قبضہ مین ہے بحساب تین آنہ فی مربع گز سالانہ مقرر کی ہے تشخیص مذکور یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء سے نافذ ہوگی اور تاریخ مذکور سے تیس سال تک رہیگی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جیٹھا بہائی
بنام
کلکٹر بمبئی

اسپر نالش ہذا شروع ہوئی اسکی سماعت جج مال نے کی جسنے اسے مع خرچہ خارج کیا۔ جسکے فیصلہ کی نا راضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

اپیلانٹ نے جیسا کہ اسکے ساتھ کی اپیل وادو با عبارت میں بنام کلکٹر بمبئی (۱) میں یہ عذر کیا گیا ہے یہ عذر کیا ہے کہ جمع بڑہانے میں فعل کلکٹر ناجائز تہا کیونکہ اسنے پہلے سے گورنمنٹ کی منظوری حاصل نہیں کی (۲) کہ کوئی ایسا بندوبست نہوا تہا جو بروئے دفعہ ۹ ساکیٹ مذکور ضروری ہے (۳) کہ مدعی قابض لائق نہیں ہے اور اسلئے وہ ایکٹ مذکور کے عمل کے اندر نہیں آتا (۴) کہ تشخیص نامناسب ہے اور اسلئے عدالت ہذا اسکی نظر ثانی کرنے کی مجاز ہے اور (۵) کہ خاص حد جو اضافہ قائم اور محفوظ کیگئی ہے بربنا روئداد کے سوال یہہ ہے کہ آیا کلکٹر مدعی کو سماعت کئے جانیکا موقع دینے کے بغیر تعداد جمع سے ۲ گنا تک جمع بڑہا دینے (ریہ بیان کیا گیا ہے) کا مستحق ہے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اگر اُسے اختیار حاصل ہو جسکا کہ وہ مدعی ہے تو وہ اسکی پوزیشن کا کسقدر ناگہانی نتیجہ ہے۔

بیع قطعہ اول صحیح طور پر بیان کیگئی ہے کہ وہ بحساب ۳۰ پائی فی ایکڑ کا تہ زمینی کے ہوئی تہی۔ اور میں معلوم کرنیسے قاصر ہوں کہ کیوں یہ جمع کی خاص حد کی تقرری نہیں۔ بحث میں یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ اگر کوئی پٹہ کسی عرصہ کے لئے بشرح ۳۰ پائی فی ایکڑ کا تہ زمینی کے ہوتا تو البتہ میعاد مذکور کیلئے وہ خاص حد کی تقرری ہو سکتا تہا اور اس میں کوئی فرق نہیں آ سکتا کہ گرانٹ دوامی ہے اور نہ کسی خاص میعاد کیلئے حالانکہ صورت موجودہ میں مشتری نے جائداد کی کامل اصل قیمت ادا کردی ہے۔

اگر ہم قطعات کو تاریخوار لیں تو دوسرے نمبر پر وہ قطعہ ہے جو بذریعہ غصب کے حاصل کیا گیا تہا اس قطعہ کے متعلق فریقین نے زیر دفعہ ۴۲ ایکٹ مذکور کارروائی کرنی چاہی تہی گو مسل سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ سے پہلے منظوری حاصل کیگئی تہی۔ مگر اس کے متعلق بوقت عذرات یا سماعت کے کوئی ذکر تک نہیں کیا گیا پس میں اس حصہ مقدمہ کی نسبت یہ تصور کرونگا کہ اسکے متعلق جملہ ضابطگی ہائے ملحوظ رکہی گئی تہیں۔ میری دانست میں دفعہ مذکور کے فقرہ دوم کے یہہ معنے ہیں کہ کلکٹر بشرطیکہ غاصب چاہے غاصب کو بالعوض قیمت و جمع متذکرۂ دفعہ مذکور کے جائداد حاصل کرنے کی

(۱) گذشتہ صفحہ ۷۵۱

سنہ ۱۹۰۱ء
جیٹھابہائی
بنام
کلکٹر بمبئی

اجازت دیسکتا ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ بپابندی ان قیود کے جو بروئے دفعہ مذکور کے عاید کیگئی ہین کلکٹر اسکے پاس وہ زمین فروخت کرسکتا ہے جو دبالی گئی تہی یہی اس خاص غصب کے متعلق عمل مین آیا اور چونکہ کلکٹر نے زیادہ سے زیادہ قیمت چارج کی اور زیادہ سے زیادہ تشخیص لگائی اور اس مین اپنے لئے کوئی استحقاق محفوظ نہین رکہا اسلئے وہ اضافہ نہین کرسکتا جوکہ وہ کرنا چاہتا ہے۔

میرے خیال مین اضافہ کے متعلق ایک اور عذر بہی ہے۔ دفعہ ۶۲ کے روسے جمع بیحد لگائی گئی ہے جو کلکٹر معین کرسکتا ہے۔ یہ معمولی جمع ارضی کے پانچ گنا سے متجاوز نہین ہونی چاہئے یعنی جمع ارضی اسی قسم کی ارضی کی اسی نواح مین۔ ہمین دستاویزات موجودہ مقدمہ سے یہ علم ہوا ہے کہ اس غصب کی بابت زیادہ سے زیادہ جمع معین کیگئی تہی پس ہمنے یہ دیکہنا ہے کہ کلکٹر کو سب سے زائد شرح بڑہانیکا کیا استحقاق حاصل ہے۔ بیشک وہ دوسرے دن ہی اضافہ نہین کرسکتا تہا اگر وہ ایسا کرتا تو یہہ احکام دفعہ ۶۲ کی خلاف ورزی ہوتی اور مقدمہ مین کوئی ایسا امر نہین جس سے کوئی اور حالات ظاہر ہوتے ہون جو اس اضافہ شدہ تشخیص کو درست قرار دیتے جو کہ کلکٹر نے اب معین کی ہے۔

حالات متعلق قطعہ سوئم مین حالات قطعہ اول سے صرف اسقدر فرق ہے کہ کلکٹر نے قبل تکمیل کے مشتری کو نہ تو لکہا اور نہ اطلاع دی کہ تہ زمینی کسقدر ہوگی مگر مثل سے یہ استنباط ہوسکتا ہے کہ مسٹر رتن سے انکی خرید کے متعلق کلکٹر سے ملاقات کی۔ بدقسمتی سے مسٹر رتن سے فوت ہوگیا ہے اور مدعا علیہ سنے ملاقات کی سرگزشت کے متعلق کوئی شہادت پیش نہین کی پس اسصورت مین ہی ہمین انہی نتائج پر پہنچنا پڑتا ہے جو واقعات سے ظاہر ہوتے ہون ہماری قرارداد یہہ ہے کہ حالات قطعہ اول و سوئم ایک ہی قسم کے ہین وہ اب فی الواقعہ ایک ہی قطعہ ارضی کے جز و اور حصہ ہین مزید یہ قرار دیتے ہین کہ زمین اور جمع جو فی الواقعہ لگائی گئی تہی بالکل یکسان ہین۔

اس سے میری دانست مین یہی مناسب استنباط ہوتا ہے کہ جیسا کہ خرید اول مین ویسا ہی خرید ثانی مین تشخیص کی حد مقرر کیگئی تہی۔ فاضل جج مال نے اس نمونہ کو جس مین رسیدات دیگئی اور مگئی تہین ایک امر برخلاف مدعی کے خیال کیا ہے اس امر کو بہی ملحوظ رکہنا چاہئے مگر میرے نزدیک دیگر واقعات مقدمہ اسپر سبقت لیگئے ہین۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جیٹھا بہائی
بنام
کلکٹر بمبئی

نتیجہ یہہ ہے کہ میری راے مین ہر سہ قطعات مین سے ہر ایک قطعہ کی تشخیص بر خاص حد قایم کیگئی ہے پس ڈگری جج مال منسوخ ہونی چاہیئے اور مستدعاے مدعی کے نسبت صیغہ عوے کے فقرہ (الف) کے حصہ اول کے الفاظ مین استقرار صادر ہو اور اضافہ شدہ جمع منسوخ کیجائے مدعیکو جملہ اخراجات مقدمہ ملنے چاہئین۔

برضامندی فریقین اپیل نمبر ۱۲ سنہ ۱۹۰۱ء نتیجہ اپیل نمبر ۱۳ کا اتباع کرے اور اسمین ویسی ہی ڈگری صادر کیجائے۔

چنداورکر صاحب جسٹس:- مین اتفاق کرتا ہون مقدمہ دقت طلب نہین ہے جہانتک کہ قطعات نمبر ۱ و ۳ متعلق ہین اور مجہپر یہ امر منکشف ہوگیا ہے کہ قطعات مذکور گورنمنٹ نے بلا کسی ارادہ نسبت محفوظ رکہنے استحقاق اضافہ تہ زمینی کے بالعوض پوری قیمت کے تابع اون اُنکی معینہ تہ زمینی کے فروخت کئے تہے۔ مجہے کوئی شبہ تہا تو صرف قطعہ نمبر ۲ کی نسبت تہا کیونکہ وہ اصل معاہدہ مابین گورنمنٹ و والد مدعی مین مندرج نہا تہا بلکہ موخر الذکر نے اسے غصب کر لیا تہا۔ کلکٹر نے بر بناے دفعہ ۲۶ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ء پورا تاوان اور تہ زمینی لگائی تہی۔ سوال یہہ ہے کہ کیا کلکٹر کا فعل مذکور بر بناے دفعہ مذکور عملین آیا بمنزلہ ایک بیع اراضی بحق والد مدعی کے ہے وہ ابتداءً بحیثیت ایک فعل بیجا کنندہ کے پیش ہوا اور فعل بیجا کنندہ برخلاف ہر ایک قسم کا قیاس ہو سکتا ہے مگر میری دانست مین کلکٹر کے فعل زیر دفعہ ۲۶ کا وہی اثر ہے جو بالعوض پوری قیمت کے قطعہ مذکور کے فروخت کا اثر ہے۔ کلکٹر یا تو غاصب مذکور رفع کرکے زمین واپس حاصل کر سکتا یا زیر دفعہ مذکور کارروائی کر سکتا تہا۔ مگر صورت موخر الذکر اختیار کرکے اُسنے تجویز کی ہے کہ والد مدعی اراضی کی مالیت سے پانچ گونہ اور معمولی جمع اراضی سے پانچ گونہ اور ایک رقم معین بطور تہ زمینی سالانہ ادا کرکے قطعہ پر قابض رہنے اور اس شرط پر والد مدعی قابض رہنے دیا گیا تہا۔ چنانچہ اس طریق پر ایک تجویز اور ایک قبولیت وقوع مین آئی جو بمنزلہ ایک معاہدہ کے تہے جسکے پابند گورنمنٹ اور مدعی ہین۔ عدالت ماتحت مین جج مال نے مقدمہ ہذا کا فیصلہ برخلاف مدعی صرف اس بناء پر کیا ہے کہ چونکہ وہ کئی سال تک گورنمنٹ کو تہ زمینی بر بناے ان قبولیات کے دیتا رہا ہے جو اراضی قابل تشخیص زیر دفعہ ۸ بمبئی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۳ء کے لئے پاس کیجاتی ہین۔ اسلئے مدعی نے اب اپنے اپ کو اعتراض کے کرنیسے محروم کر دیا ہے کہ اراضی پر جمع اراضی حسب اقتضائے رائے کلکٹر دوبارہ تشخیص نہین ہو سکتی مگر مین یہ معلوم کرنیسے قاصر ہون

سن ۱۹۰۱ء
جلیہا بہائی
بنام
کلکٹر بمبئی

کہ کہان امر مانع تقریر مخالف عائد ہوتا ہے۔ رسیدات مطبوعہ فارم مرتبہ کلکٹر یہ ہتین اور انکو روسے ادائیگیہائے کا ہونا مدعی کو مانع نہین ہوسکتا کیونکہ اوّلاً تو ایسی ادائیگی بمنزلہ بیان منجانب والد مدعی کے نہین ہوسکتی کہ اُسے ایک ایسا قبضہ حاصل تہا جبیر اضافہ تشخیص حسب اقتضائے رائے کلکٹر ہوسکتا تہا ثانیاً یہہ کہ اگر وہ بمنزلہ بیان کے ہتے تو کوئی شہادت موجود نہین ہے کہ کلکٹر کو منجانب گورنمنٹ کارروائی کرنے مین ایسے بیان سے مغالطہ ہوا یا اُسنے کسی طریق مین اسپر عمل کیا جس سے کہ انکی حالت اُنکے اپنے برخلاف تبدیل ہوجاسے۔ لہذا مین ڈگری مجوزہ مین اتفاق کرتا ہون۔

ڈگری منسوخ کیگئی۔

اٹرنیان منجانب مدعی اپیلانٹ:۔ میسرز سورابجی اینڈ جہانگیر۔

اٹرنی منجانب مدعاعلیہ رسپانڈنٹ:۔ مسٹر ای۔ ایف نکلسن گورنمنٹ سالسٹر۔

انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ رفاہ عام گلزار پنجاب پریس امرتسر
جنرل لا بکس ایجنسی

ترجمہ مفصل انڈین لا رپورٹ

سنہ ۱۹۰۲ء سے بمنظوری گورنمنٹ ہند انڈین لا رپورٹ ہر چہار ہائیکورٹ کلکتہ الہ آباد بمبئی مدراس معہ فیصلجات پریوی کونسل وغیرہ کا ترجمہ لفظ بلفظ صفحہ بصفحہ مطابق انگریزی انڈین لا رپورٹ کے ہمارے مطبع راست گفتار سے جاری ہے اور دیگر تمام ترتیب میں بھی عین انگریزی کے مطابق ہے اور بہت سرعت سے انگریزی کے ساتھ ساتھ نکلتا ہے۔ ترجمہ اعلیٰ درجہ کا صحیح اور خوشخط دو قسم کے کاغذ پر ہوتا ہے۔ سال کے بعد چاروں ہائیکورٹوں کے چار انڈکس مطابق حروف تہجی مطبع راست گفتار کے بنائے ہوئے معہ فہرست اسمائے متخاصمین ہر ایک ہائیکورٹ کے دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر ماہ کے ترجمہ کے ساتھ اس کا انڈکس ردیف وار ہوتا ہے تاکہ جو فیصلہ آپ دیکھنا چاہیں بآسانی نکال سکیں غرض کہ ہر طرح کی سہولت اپنے خریداروں کے لئے کی گئی ہے۔ قیمت بھی اسقدر کم کہ آپکو اس کی خریداری ناگوار نہو گی یعنی سالانہ بد پیشگی ڈمی کاغذ پر معہ محصول ڈاک [illegible] سپرامپوری کاغذ پر [illegible] مابعد المضاعف۔

ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس

پہلے سے جسقدر خدمات مطبع ہذا کیطرف سے اصحاب قانون پیشہ و حکام عدالت کیلئے کیجاتی ہیں وہ محتاج تفصیل نہیں۔ از ابتدا سنہ ۱۹۰۲ء تو مطبع ہذا سے ترجمہ انڈین لا رپورٹ ہر چہار ہائیکورٹ بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا برابر ماہوار شائع ہوتا ہے۔ سال سنہ ۱۹۰۱ء سے اپنے معزز اصحاب قانون پیشہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی تحریک سے ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس الہ آباد مطابق انگریزی کے جاری کیا گیا ہے۔ جسکی ترتیب مطابق انگریزی کے بلحاظ صفحات وغیرہ کے ہے اور ترجمہ لفظ بلفظ نہایت صحت کیساتھ کیا جاتا ہے اور ہر ہفتہ دار ارسال ہوتا ہے سال کے بعد انڈکس بلحاظ حروف تہجی اور ایک مطبع ہذا کا بنایا ہوا معہ فہرست اسما متخاصمین کے دیا جاتا ہے۔ یہ خدمت مطبع کیطرف سے پیش نظر رکھ کے آپ صاحبان سے امید قدردانی و امید کیجاتی ہے لہذا گذارش ہے کہ جناب خود بھی خریداری منظور فرماویں اور اپنے دیگر اصحاب کو بھی تحریک فرماویں۔ قیمت سالانہ بد پیشگی حسب ذیل مقرر ہے۔ ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس الہ آباد معہ اخبار راست گفتار و محصول ڈاک بابت سنہ ۱۹۰۱ء صرف ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس و ایک تخمینہ سال رواں کے قیمت بہر حال بد پیشگی لیجاتی ہے۔

المشتہر
شیخ غلام رسول
مالک و مہتمم مطبع راست گفتار امرتسر

ترجمہ مفصل انڈین لارپورٹ

جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے بمنظوری گورنمنٹ ہند انڈین لارپورٹ ہر چہار ہائیکورٹ (کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدراس) مع فیصلجات پریوی کونسل وغیرہ کا ترجمہ لفظ بلفظ صفحہ بصفحہ مطابق انگریزی انڈین لارپورٹ کے ہمارے مطبع رہنمائے گفتار سے جاری ہے۔ اور دیگر تمام ترتیب میں بھی عین انگریزی کے مطابق ہے اور بہت سرعت سے انگریزی کے ساتھ ساتھ نکلتا ہے۔ ترجمہ اعلی درجہ کا صحیح اور خوشنما دو قسم کے کاغذ پر ہوتا ہے سال کے بعد چاروں ہائیکورٹوں کے چار انڈکس مطابق حروف تہجی مطبع راست گفتار سے بنائے ہوئے معہ فہرست اسمائے متخاصمین ہر ایک ہائیکورٹ کے دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازین ہر ماہ کے ترجمہ کے ساتھ اسکا انڈکس ریفرینس و آر ہوتا ہے تاکہ جو فیصلہ آپ دیکھنا چاہیں باآسانی نکال سکیں۔ غرضکہ ہر طرح کی سہولت اپنے خریداروں کے لئے کی گئی ہے۔ قیمت بھی اسقدر کم کہ آپ کو اسکی خریداری ناگوار نہوگی یعنی سالانہ قیمت بہ پیشگی دیسی کاغذ پر معہ محصولڈاک [illegible] روپیہ سفید امپیریل کاغذ پر [illegible] مابعد المضاعف

ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس

پہلے سے جسقدر خدمات مطبع ہذا کی طرف سے صحاب قانون پیشہ و حکام عدالت کیلئے کیجا چکی ہیں وہ محتاج تفصیل نہیں۔ از ابتدائے سنہ ۱۹۰۳ء تو مطبع ہذا سے ترجمہ انڈین لارپورٹس ہر چہار ہائیکورٹ بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا برابر ماہوار شایع ہوتا ہے۔ سال سنہ ۱۹۰۰ء سے اپنے معزز صحاب قانون پیشہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی تحریک سے ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس الہ آباد مطابق انگریزی کے جاری کیا گیا ہے جسکی ترتیب مطابق انگریزی کے بلحاظ صفحات وغیرہ کے ہے اور ترجمہ لفظ بلفظ نہایت صحت کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ہفتہ وار ارسال ہوتا ہے سال کے بعد انڈکس بلحاظ حروف تہجی اور ایکسوا مطبع ہذا کا بنایا ہوا فہرست اسمائے متخاصمین کے دیا جاتا ہے یہ خدمت مطبع کیطرف سے پیش نظر کر کے آپ صاحبان سے قدردانی و امداد کیجاتی ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ جناب خود بھی خریداری منظور فرما دیں اور اپنے دیگر احباب کو بھی تحریک فرما دیں۔ قیمت سالانہ بہ پیشگی حسب ذیل مقرر ہے ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس الہ آباد معہ اخبار رہنمائے گفتار و محصولڈاک بابت سنہ ۱۹۰۱ء [illegible] ترجمہ مفصل ویکلی نوٹس الہ آباد دو پچھلے سال رواں سے قیمت بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

المشتہر

منشی غلام رسول

مالک و مہتمم مطبع راست گفتار امرتسر

مجموعہ قانون نابالغان مشرح

معہ نظائر و قواعد

بار ثانی مطبوعہ سنہ ۱۹ ع

اس مجموعہ مین قانون متعلق نابالغان کو شرح و لبط کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اول مین ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع (ایکٹ جدید متعلق نابالغان) کو شرح معہ قواعد درج کیا ہے۔ عدالتہائے انگلستان و ہندوستان (کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدراس) اور چیفکورٹ پنجاب کے فیصلے جس قدر متعلق نابالغان ہوئے ہین نہائیت عمدہ درج کرنیکے علاوہ تمام متعلقہ سرکلرات و قواعد کورٹ آف وارڈس نا فذ ہین حسب موقعہ لکہا گیا ہے۔ حصہ دوم مین ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ع (ایکٹ سن بلوغ) کو ترمیم کر کے معہ شرح و نظائر لکہا ہے۔ دیگر امور کے علاوہ ازدواج مہر طلاق نفقہ وغیرہ متعلق نابالغ کو کیا متعلق وہز شا شراد کیا متعلق شرع محمدی یا قانون یا رواج ایسی عمدگی سے درج کیا ہے کہ کوئی بات اوس کے متعلق نہین چھوڑی۔ حصہ سوم مین تمام متفرق امور متعلق نابالغان کو لکہکر کتاب کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ اجازت نالش منجانب نابالغ۔ نالش تقسیم۔ شہادت۔ میعاد۔ اور موقوفی ولی منظوری۔ راضینامہ۔ تقرر رفیق۔ دیگر معاہدہ قابل پابندی۔ ڈگریداران۔ ڈگری بمقابلہ مہتمم و نابالغ کی پابندی وغیرہ مراتب کو جسقدر کہ قانونی استعداد و تجربہ نے مدد دی عمدہ لکہا گیا ہے۔

قیمت بلا جلد عـہ مجلد عـہ علاوہ محصولڈاک

شرح قانون شہادت

یعنی ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ع

ترمیم شدہ نمبر ۳ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۹ع

قانون شہادت ایک اہم قانون ہے اور اسکو اس محنت سے بنایا گیا ہے کہ اسکی ساری خوبی اسکے دیکہنے پر منحصر ہے۔ تمام مستند کتب انگریزی سے کام لیا گیا ہے اور ترمیمات ایکٹ ہذا کو تا سنہ ۱۸۹۹ع درج کر دیا ہے۔ ہر ایک دفعہ مین جسقدر کہ اہم اور ضروری الفاظ یا فقرات ہین ان تمام کی علی الترتیب بہت ہی عمدہ اور بطور واضح تعبیر کر کے ہر ایک فقرہ پر الگ الگ عنوان دیکر فیصلجات متعلقہ کو نیچے درج کیا گیا ہے۔ یہ شرح انگریزی قانون شہادت فیلڈ صاحب کنگہم صاحب بنتہم صاحب راسکو صاحب رائن صاحب لبٹ صاحب ٹیلر صاحب گرڈیو صاحب اشارکی صاحب سید امیر علی صاحب جج کلکتہ ہائیکورٹ و اردو شرح قانون شہادت سید محمود صاحب سے تیار کیگئی ہے اور فیصلجات علی عدالتہائے انگلستان و ہندوستان (کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدراس) و پنجاب چیفکورٹ نہائیت حال جا بجا درج کئے گئے ہین۔ شروع مین ایک نہائیت پر مضمون دیباچہ لکہا گیا ہے۔ اور اخیر پر شرح ایکٹ حلف اور بہی جا صرافی لگا دئیے گئے ہین۔ اس شرح کے مقابل اردو مین کوئی شرح اجتک نہین دیکہی گئی حجم کتاب ۶۰۰ صفحون سے زیادہ ہے۔

کاغذ ڈیمی۔ چہپائی عمدہ خوشخط۔

قیمت بلا جلد للعہ مجلد للعہ علاوہ محصولڈاک

المشتہر

شیخ غلام رسول

مالک و مہتمم مطبع ریاست گنفار امرتسر

شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی

بہ حجم ۔۔۔

یعنی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء

یہہ شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی بارچہارم چہہ سال کے اندر بعد صحت واضافہ فیصلجات وترمیما:
لغایتہ سنہ ۱۹۰۱ء انگریزی مجموعہ ضابطہ دیوانی مولفہ او کینیلی صاحب جج کلکتہ ہائیکورٹ سے
ترجمہ کی گئی ہے اور دیگر شروح بروٹن صاحب وبابو کرنین پراء صاحب وڈروگن صاحب
وغیرہ سے مفید مطلب اخذ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازین جملہ فیصلجات اعلیٰ عدالتہائے انگلستان
وہندوستان (کلکتہ ۔ الہ آباد ۔ بمبئی ۔ مدراس) فیصلجات چیفکورٹ پنجاب از ابتدٰہ
لغایت سنہ ۱۹۰۱ء کو حسب موقعہ نہائیت کائی طور پر درج کردیا گیا ہے ۔گویا مجموعہ مذکور
دریا بکوزہ ہے۔ دفعات اور شرح کے مضامین کو علیحدہ علیحدہ عنوان جبکہ
درج کیا گیا ہے اس مجموعہ کے مطابق کوئی اور شرح اردو مین نہین کہی جاسکتی اس کی
خوبی دیکہنے پر منحصر ہے۔

قیمت بلاجلد . . . . روپے ۶

مجلد . . . . روپے ۶ ۸

علاوہ محصولِ ڈاک

المشتہر

شیخ غلام رسول

مالک ومہتمم مطبع راست گفتار امرتسر

(پنجاب)

اردو ڈائی جسٹ

خلاصہ نظائر فیصلجات دیوانی و فوجداری و مال چیفکورٹ پنجاب و صاحبان فنانشل کمشنر از سنہ ۱۸۶۶ء تا سنہ ۱۹۰۰ء

جسمین دیوانی و فوجداری و مال کے فیصلجات الگ الگ جلدون مین بترتیب سلسلہ شامل ہین۔

ترتیب | ہر ایک سال کی جلد بلحاظ نمبر سلسلہ الگ الگ کیگئی ہے ہر ایک جلد کا اپنا نمبر شمار علیحدہ علیحدہ دیا گیا ہے۔ حاشیہ پر نمبر مقدمہ اور ہمارے نمبر خاصہ مین متن مین ہیڈ نوٹ اور پر مطلب پورا خلاصہ درج ہے تاریخ فیصلہ اور نام صیغہ کو فیصلہ کے اختتام پر درج کیا گیا ہے۔ اور اگر کسی بعد کے مقدمہ مین سابقہ مقدمہ کا حوالہ دیا گیا یا پیروی کیگئی یا اس سے اختلاف کیا گیا یا بعد کے مقدمہ نے مقدمہ مذکور کو منسوخ کر دیا ہے تو فیصلہ مابعد کا نمبر و سنہ نشان دیکر بطور نوٹ کے صفحہ کے اخیر پر درج کر دیا گیا ہے جس سے شائقین کو اپنے مطلب کے ایک فیصلہ کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک اسی قسم کے اور مقدمات کس کس سال مین ہوئے ہین اور وہ اسکی موید یا برخلاف ہین اور اس امر کے تلاش ہونیکی محنت سے سبکدوش ہو گئے ہین کہ سابقہ یا مابعد مقدمات ایک ہی قسم کے کس کس جلد مین ملین گے۔ جو کہ بڑی محنت کا کام ہے۔

انڈکس | ڈائجسٹ کے شروع مین فیصلجات مندرجہ کا ایک نہایت عمدہ انڈکس (یعنی فہرست مطالب) لگایا گیا ہے۔ جسمین کہ ایک مقدمہ کے ہیڈ نوٹ پورے پورے درج کئے گئے ہین اور جو بلحاظ حروف تہجی ردیفوار اور بلحاظ قسم مقدمہ وار اور بلحاظ ایکٹونکی دفعہ وار تیار کیا گیا ہے جسقدر فیصلجات منسوخ شدہ ایکٹہائے پر ہوئے ہین انکو بلحاظ دفعہ کے اور جسقدر نافذہ ایکٹہائے پر ہوئے ہین انکو علیحدہ درج کیا ہے۔ رواج۔ دہرم شاستر او شرع محمدی شفع وغیرہ کے متعلق جسقدر فیصلجات ہوئے ہین انکو بلحاظ حروف تہجی مدوار درج کیا گیا ہے چنانچہ رواج کی مد بلحاظ انتقال ہبہ۔ وصیت تبنیت۔ وراثت کے جدا جدا ضمنی طور پر تقسیم کیگئی ہے۔ یہ ڈائجسٹ بالکل جدید طرز پر بڑی محنت سے تیار کئے گئے ہین۔ ہر ایک ڈائجسٹ کا ضمنی طور پر دو ڈائجسٹ ہین بلحاظ انڈکس بطرز و ڈین صاحب و خلاصہ فیصلجات کے منقسم ہے اور ہمارے اردو خوان اصحاب انگریزی دان اصحاب سے بہر کیف ترجیح حاصل کر سکینگے قیمت علاوہ محصولڈاک حسب ذیل ہے۔

ڈائجسٹ صیغہ دیوانی بلا جلد از ۱۸۶۶ء لغایت سنہ ۱۹۰۰ء لعہ ڈائجسٹ صیغہ فوجداری بلا جلد للعہ

" صیغہ مال بلا جلد عہ بصورت مجلد ہونے ۸ فی جلد زائد چارج ہونگے۔ اگر کسی صاحبکو سنہ وار ہر صیغہ کے ڈائجسٹ مطلوب ہون تو وہ بھی سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک بحساب فی سال عہ علاوہ محصولڈاک ملسکتے ہین۔

المشتہر

شیخ غلام رسول

مالک و مہتمم مطبع راست گفتار امرتسر (پنجاب)

اردو ڈائی جسٹ

خلاصہ نظائر فیصلجات دیوانی و فوجداری و مال چیفکورٹ پنجاب و صاحب فنانشل کمشنر پنجاب

از سنہ ۱۸۶۶ء تا سنہ ۱۹۰۰ء

جسمیں دیوانی فوجداری و مال کی فیصلجات الگ الگ جلدوں میں بہ ترتیب سلسلہ ذیل ہیں۔

ترتیب ہر ایکسال کی جلد بلحاظ نمبر سلسلہ کے الگ الگ لکھی گئی ہے ہر ایک جلد کا اپنا نمبر شمار علیحدہ دیا گیا ہے حاشیہ پر نمبر مقدمہ اور اسمائے متخاصمین میں تین ہیڈ نوٹ اور ہر مطلب بطور خلاصہ درج ہو تاریخ فیصلہ و نام صیغہ فیصلہ کو اختتام پر درج کیا گیا ہے اور اگر کسی بعد کے مقدمہ میں سابقہ مقدمہ کا حوالہ دیا گیا یا پیروی کیگئی یا اس سے خلاف کیا گیا ہے یا بعد کے مقدمہ نے مقدمہ مذکور کو منسوخ کر دیا ہے تو فیصلہ مابعد نمبر و سنہ نشان دیکر بطور نوٹ ہر صفحہ کے اخیر پر درج کر دیا گیا ہے جس سے خائفین کو اپنے مطلب کے ایک فیصلہ کو ملاحظہ کر نیسے معلوم ہو جائیگا کہ سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک اسی قسم کے اور مقدمات کس کس جلد میں ہوئے ہیں اور وہ اسکے مؤید یا برخلاف ہیں اور اس امر کی تلاش ہونیکی محنت سے سبکدوش ہو گئے ہیں کہ سابقہ یا مابعد کے مقدمات ایک ہی قسم کے کس کس جلد میں ملینگے جو کہ بڑی محنت کا کام ہے۔

انڈکس ڈائجسٹ کے شروع میں فیصلجات مندرجہ کا ایک نہایت عمدہ انڈکس یعنی فہرست مطالب لگایا گیا ہے جسمیں ہر ایک مقدمہ کے ہیڈ نوٹ پورے پورے درج کئے گئے ہیں اور جو بلحاظ حروف تہجی و لفظ وار اور بلحاظ قسم فیصلہ مذکور اور بلحاظ ایکٹوں کے دفعہ وار تیار کیا گیا ہے جسقدر فیصلجات منسوخ شدہ کیٹھا ئے پر ہوئے ہیں ان کو بلحاظ دفعہ کے اور جسقدر نافذہ ایکٹھا لئے ہوئے ہیں انکو علیحدہ درج کیا گیا ہے رواج۔ دہرم شاستر اور شرع محمدی شفع وغیرہ کے متعلق فیصلجات ہوئے ہیں انکو بلحاظ حروف تہجی مذکور درج کیا گیا ہے چنانچہ رواج کی بلحاظ انتقال ہبہ۔ وصیت تبنیت وراثت کے جدا جدا ضمنی طور پر تقسیم کیگئی ہے یہ ڈائجسٹ بالکل جدید طرز پر ہے بڑی محنت سے تیار کیگئی ہیں ہر ایک ڈائجسٹ ضمنی طور پر ڈائجسٹ میں بلحاظ انڈکس بطرز ڈائجسٹ صاحب خلاصہ فیصلجات کی منفصم ہے اور ہمارا ساردو خوان صاحب انگریزی دان اصحاب سے بہر کیف ترجیح حاصل کرینگے۔

قیمت علاوہ محصولڈاک حسب ذیل ہے ڈائجسٹ صیغہ دیوانی بلا جلد از سنہ ۱۸۶۶ء لغایت سنہ ۱۹۰۰ء لعہ ڈائجسٹ صیغہ فوجداری بلا جلد للعہ ڈائجسٹ صیغہ مال بلا جلد عہ بصورت مجلد ہ زائد فی جلد چار آنہ ہونگی اگر کسی صاحب کو سنہ وار سے صیغہ وار ڈائجسٹ مطلوب ہوں تو وہ بھی سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک بحساب فی سال عہ علاوہ محصولڈاک ملسکتے ہیں۔

شیخ غلام رسول
مالک
مطبع
امرتسر